بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

گل نودمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحربیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

یعنی

# طلسم ہفت پیکر

جلد اول

مصنفہ منشی احمد حسین قمر مرحوم بحسن اہتمام بابو منوہر لال صاحب بھارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع ہذا

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں بخوبی چھپا

اعلان چونکہ یہ کتاب [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثنا بیعد اُس خالق کونین کو سزاوار ہی کہ جو کل مخلوق کا پروردگار ہی زمین کو ہفت پیکر
کیا جوہر خاکساری عطا فرمایا اُسی خاک پاک سے پتلا آدم کا بنایہ شرف مرحمت ہوا کل ملائک
آسمان نے حضرت آدم کو سجدہ کیا شیطان علیہ اللعن نے انکار کیا کہ بندۂ خاکی کو کیا سجدہ کرون
مغضوب درگاہ الٰہی ہوا کیا مصلحت و مشیت تھی چونکہ شیطان نے ہر آسمان پر عبادت بے نہایت
کی ہی اُسکا بدلا یہ ملا کہ اُسکو انسان پر اختیار ہی لیکن یہ بھی رحمت واسطے بندگان خدا کے ہوئی کہ کلمہ لاحول
جو پڑھیگا شیطان ملعون اُسکے پاس نہ آسکیگا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ برائے شیطان کوڑا ہی جب
لاحول پڑھا شیطان بھاگ جاتا ہی اپنے کو اِس کوڑے سے بچاتا ہی ہر شخص کو لازم ہی کہ ہر وقت
لاحول پڑھے کہ وسوسۂ شیطان سے بچے کیا رحیمی اور کیا کریمی ہی کیا کلمہ مقرر کیا شیطان کے وسوسہ
سے اپنے بندون کو بچایا کیا رحم فرمایا زہے بندہ نوازی و خہے کارسازی کہ اپنے بندونکے واسطے
کیا کیا نعمتین مقرر کین رنگ آمیزی گلشن سرسبزی صحن چمن عشق بلبل گل سے پیچ و تاب سلسل [illegible]
سنبل خوش بیانی واسطے سوسن صد زبان کے نگاہبازی واسطے نرگس شہلا کے بہ نگاہ حسرت طرف چمن کے
دیکھتی ہی کبھی آنکھ نہ اٹھائی کبھی پلک نہ جھپکائی قدرت پروردگار کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی سوسن چاہتی ہی
کلام کرون وصف بہارین اپنا نام کرون کہ چراغ لالہ نے روشنی دکھائی باغ کی رونق بڑھائی سوسن سے اشارے

کر رہا ہے کہ میں چراغ گلشن ہوں کلام کرنے والے کا رہزن ہوں نرگس شہلا نے یہ معاملہ بچشم غور دیکھکر
اشارہ کیا اے ساکنان گلشن مقام عبرت ہے باغبان قضا و قدر کی عنایت ہے کہ رنگ آمیزی بہار جوش پر
ہے نہروں کی دریا دلی خروش پر ہے چشم حباب بہ نگاہ حیرت سمت گلشن نگران سنبل حیران و پریشان ہے
خیال ہے کہ رنگ بر بال بال ہے ہوائے گرم خزان سے رنگ آمیز عالم بچائے رنگ خزان تو دکھائے
عجب دور خزاں ہے بعد بہار کے خزان کا آنا بربادی چمن کا دکھانا پتوں کی زرد رنگت باغ کی عجب
کیفیت صیاد و باغبان خوشی خوشی پھرتے ہیں پتے زرد ہو کر شاخہائے نخل سے گرتے ہیں یکایک
جھونکے ہوائے گرم کے چلے خزان کی ہوا بندھی عندلیبان خوشنوا سر پیٹنے لگیں طائروں کی نظر میں دنیا
کا یہ بدلا ہوا کہ فریاد کرنے لگے صیاد بیداد کرنے لگے دام لیے دام کے کاندھوں سے اتارے
عندلیبان خوشنوا کو دام میں پھنسایا ظلم کا رنگ جمایا صد ہا بلبلیں گرفتار کریں باغبانوں نے نخل
ہرے بھرے کاٹے پودے خوش ہو کر چھانٹے نخلہائے بر ثمر کو یہ پھل ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا پھول گل کر زمین پر
گرے تھوڑے عرصے میں خزان کا رنگ جم گیا باغ ویران ہوا جس مقام پہ عندلیبان خوشنوا چہچہے زن
تھیں اسی جگہ پہ زاغ و زغن کا ہجوم ہے خوشی کی دھوم بوموں کے انبار ساکنان باغ کو آمد بہار کا
اشتیاق ہے ناگوار فراق ہے باغبان قضا و قدر پردۂ فراق اٹھائیگا وہ مالک حقیقی رب تحقیقی خزان میں
بہار و بہار میں خزان نئے سامان دکھاتا ہے اس رنگ کو دیکھکر تردد بڑھ جاتا ہے اسکی صفت نہایت
دشوار ہے ہر شی پر اسی کو اختیار ہے رنج کو راحت سے بدلتا ہے نخل بے برگ و بار پھولتا پھلتا ہے
اسکی صفت کیا تحریر کروں دنیا میں عجب رنگ دکھائے مثل خزان و بہار ہر رنگ دکھاتا ہے
راحت دیکر رنج کو مٹاتا ہے یہی آرزو ہے یہی ہر وقت جستجو ہے کہ اے کریم کارساز و اے بے نیاز وقت مدد ہے نظم

اثر یارب کراست کن بیان را ‌‌ ‌ بآتش آب دہ تیغ زبان را
زخاک پای عشقم آبرو بخش ‌ ‌ زبانی در ادای گفت وگو بخش
ازین گلبن پدید آید گل نو ‌ ‌ گلستان کہن را بلبل نو
کہ عالم پر شود ز آوازۂ عشق ‌ ‌ سرایم داستان تازۂ عشق
دلم را مایہ بخش از نقد توفیق ‌ ‌ زبانی دہ کہ باید گنج تحقیق
مگر اکنون خدایا چند گاہست ‌ ‌ کہ اقلیم سخن بے پادشاہست

## نعت سرورکائنات اشرف موجودات پیغمبر آخرالزمان حبیب رب دو جہان

سبحان اللہ زہے رتبہ یا دشاہ دوجہاں کیا اپنے حبیب کا رتبہ بڑھایا معراج قرار دیکر اپنے پاس بلایا صاحب قاب قوسین اوادنی لقب دیا قریب پردہ اسرار جب حضرت حضوری رب اکبر سے سرفراز ہوئے کیا کیا کلام راز ونیاز ہوئے حضرت نے عرض کی کہ اے کریم ورحیم واے سمیع وعلیم تونے جبرئیل کو ستر ہزار بال وپر دیے اُسکا بدلا مجکو کیا ملا حکم ہوا کہ اے پیغمبر بنایجو اُسکے ستر ہزار پر کا بدلا تیرا ایک تار مو جو تیرے گیسوے عنبرین کی زیارت کریگا اگر اُسکے گناہ از حد ہونگے مثل ریگ روان وستارہاے آسمان عوض مین زیارت موے سر کے گناہ اُسکے بخش دونگا حضرت نے عرض کی کہ کل ملائک نے حضرت آدم کو سجدہ کیا اُسکا بدلا مجکو کیا ملا آواز آئی تیرے نور کو صلب آدم مین قرار تھا اِس وجہ سے اُسکا عز وافتخار تھا اُس سے ترک اولےٰ ہوا اُسکو بہشت سے باہر کیا تیری اُمت کو باوجود گناہ داخل فردوس برین کرینگے ابدالآباد وہ اُسی مین رہینگے الغرض جو حضرت نے سوال کیا اُسکا جواب باصواب پایا جس سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیغمبر اشرف انبیا ہین فخر دوسرا ہین

### نظم

احمد مرسل آن خلاصۂ کون | پردہ پوش اہم بدامن عون | احمد اندر احد کمر بستہ است
یعنی این بندہ آن خداوندست | عاصیان را در آفتاب نشور | ظل ممدود دار واز منشور
نور او آفتاب را مایہ | سایۂ خلق را بروسایہ | بہر تعظیم وے ارادت پاک
سایہ او وارہا نکردہ بخاک | پایۂ قدرش آسمان پیوند | سایۂ نورش آفتاب بلند
روشنائی دہ چراغ یقین | نوربخش وشمع بازپسین | نور او کز سپہر صد چندست
سرنگاف وسپہر پیوندست | انبیا پیش آن خجستہ چراغ | طفل گہوارہ در مقام بلاغ
کارپرداز کارنامۂ غیب | خازن گنج خانۂ لاریب | امی وحرف سنج نکتہ کن
قلمش راست کار ودرست سخن | کاف ونون یک رقم زنامۂ او | لوح محفوظ زیرخامۂ او
ہشت وین نقطۂ رسل بشمار | آسمان دائرہ است او پرکار | در سرشت خود آن وقیقۂ عون
ذات پاکش خمیرمایۂ کون | قرۃ التاج کن مکان لشبش | قرۃ العین الست جان لقبش
ہستی از وے علم برآوردہ | او تفاخر بہ نیستی کردہ | ذات او خلق را کلید نجات
ہم حیات جہان ہم آب حیات | کیا صفت اس حبیب دوجہان کی لکھوں والی سے پاسے قلم کو ردو کون

## منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار جناب امیر المومنین علیہ السلام

کیا وہی برحق و جانشین مطلق پروردگار نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا اپنے حبیب کا مرتبہ بڑھایا کہ اُس شیر بیشۂ جلال و کمال نے بڑے بڑے پہلوان مارے ساحرون کو قتل کیا کافرون کو مٹایا کفر و شرک سے خانۂ خدا کو پاک کیا بتون کو دوش حق نیوش احمد مختار پر چڑھ کے توڑا اس مضمون مین ایک شعر قصیدے کا مصنف نے لکھا فرد دستِ خدا کے ہاتھ سے پائی جو ہاتھ شکست + لعنت کا لام سر پہ ہمیشہ ہبل لات کے جب خانۂ خدا کو بتون سے پاک کر چکے خوشی خوشی خدا کے گھر سے نکلے جناب احمد مختار نے فرمایا یا علی آج تمنے عجب مرتبہ پایا خدا کے گھر کو لوث کفر سے پاک کیا نظم

| | | |
|---|---|---|
| ابن عم مصطفا ست مرسل | او را یکی یسین و عقل اول | خرد وحی گلے ز بوستانش |
| عرش آمدہ فرش آستانش | خاک قدمش کہ سرمہ و سیم | زاب رخ قدسیان بود یہ |
| او را یکی ملائکہ است نامش | آب خضر است رشحہ جامش | جبرئیل بحرمتے کہ بود شش |
| آمد گہے ز خوان چو درویش | بحر کرم است و کان انصاف | سنگی ست ز کوہ حلم او قاف |

ہر زبان مین آپ کی منقبت و ثنا ہی ہر کتاب مین نام آپ کا لکھا ہی آپ کے اوصاف با انصاف کیا لکھ سکتا ہی مرتبہ اُس شیر کا عالی ہی چند اشعار ایک قصیدے کے جو منقبت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کے عرض کیے ہین اُسکو تحریر کرتا ہون قصیدۂ مصنف

شمع بزم حبِ حیدر کا یہ دل پروانہ ہی
نور خالق سے سدا روشن چراغ خانہ ہی

اس قصیدے مین جو وصف نرگس مستانہ ہی
چشم حق بین عرفت ہی ہر دائرہ پیمانہ ہی

وصف زلف حیدر صفدر سے دل دیوانہ ہی
روح کو قید تعلق صاف زندان خانہ ہی

ہین منور داغ عشق پنجتن مانند مہر
آفتاب صبح محشر یان چراغ خانہ ہی

ہی ہمیشہ دور دورہ بادۂ خم غدیر
ساقیا مجھ رند مسکین کا نجف میخانہ ہی

مرتضےٰ کے وصف لکھتا ہی جو عاشق عشق مین
کلک کی رفتار طرز ناز معشوقانہ ہی

حضرت موسےٰ سے ہوگی لن ترانی طور پر
طالب دیدار مجھ جلوۂ جانانہ ہی

باب خیبر جب اُکھیڑا دی فرشتون نے ندا
یا علی تجھپہ خدا ہمت مردانہ ہی

اے ولی اللہ تو ہی رونق بزم نبی
تیری شمع حسن کا روح الامین پروانہ ہی

لوٹ کر دریا میں دیتے ہیں صدا ہر دم حباب
ہاں کنارہ کش ہو غافل یہ مسافرخانہ ہے

دل میں ہے نور ولائے حیدر روشن ضمیر
طور موسیٰ سے فزوں روشن مرا کاشانہ ہے

حضرت روح الامین کا بھی معلم تھا یہی
مظہر اعجاز خالق مرتضیٰ ہے یا نہ ہے

ہو شب مرقد منور مثل ماہ چہاردہ
مدح حیدر لکھ قمر گر عاقل و فرزانہ ہے

## سبب تصنیف طلسم ہفت پیکر

ایک دن یہ حقیر بعد ختم کرنے بقیۂ طلسم ہوشربا کے حاضر خدمت فیضدرجت جناب مستطاب معلی القاب فصیح و بلیغ قدردان اہل سخن سخن شناس فلک اساس فرزند دلبند تاجر جلیل سخن سنج کے کفیل جناب منشی نولکشور صاحب مرحوم سی۔ آئی۔ ای۔ یعنی جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ ہوا بعنایت و مرحمت ارشاد فرمایا کہ طلسم ہفت پیکر کا اشتہار آپ نے طلسم فتنۂ نور افشاں کے آخر میں دیا ہے فرمائشیں بھی اسکی آگئیں لہذا قلم اٹھائیے جودت طبع دکھائیے ناظرین مشتاق ہیں حقیر نے ارشاد فیض بنیاد مالک مطبع بسر و چشم قبول کیا یقین کامل ہے کہ اس طلسم ہفت پیکر کو دیکھکر ناظرین با تمکین طلسم ہوشربا کو بھول جائینگے تین جلدیں اس طور سے قرار پائی ہیں کہ جلد اول چالیس جزو جلد دوم پینتالیس جزو جلد سوم چھپن جزو اب ناظرین والا مقام اس طرف متوجہ ہوں طلسم ہفت پیکر کو ملاحظہ کریں۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہفت پیکر بصد کر و فر تحریر ہوتا ہے۔ فتنۂ نور افشاں کی تیسری جلد میں لکھ چکا ہوں قاسم دلبند حور ہفت پیکر کو سجدہ کر چکے ہیں امیر کے مقابلے کو آتے ہیں یہیں سے طلسم مذکور شروع ہوتا ہے۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر زر فشاں
طبیعت کا ہوتا ہے پھر امتحاں

گھٹائیں فرح خیز آنے لگیں
مجھے بلبلیں یہ سنانے لگیں

اٹھا اے قمر کلک نصرت نشاں
کہ اٹھتا ہے آہوں کا دل سے دھواں

چل اے کلک جادو نگار و فصیح
لکھوں حال پھر میں طبع ملیح

لکھوں ہفت پیکر کی اب داستاں
کہ ہو طبع روشن کا پھر امتحاں

مرے ساقی ماہ وش لاجواب
ہوا فضل خالق سے میں کامیاب

پلا ساغر بادۂ لطف سیب
کہ ہے ہجر ساقی سے دل ناشکیب

جمے جلسے پھر رند میخوار کا
سماں دیکھ لوں رنگ گلزار کا

ہوئے طائران چمن نغمہ سنج
کہ غنچے لٹانے لگے اپنا گنج

ہر اک پھول ہی عارض مہوشان
کہ لیلی کا ناقہ گیا نجد مین
محبت مین شیرین کے سودا ہوا
کہ اک کوہ کن یہ شرف مل گیا
یہ انجام الفت کا بیجا ہوا
کہ انجام الفت کی خوبی ہوئی
لکھون ہفت پیکر کو با شد و مد

صبا کر رہی ہی جو اٹکھیلیان
ہوا فخر پھر روح فرہاد کو
کہ تیشہ لیا کوہ کن بن گیا
کہ شیرین پہ ہی جان شیرین نثار
کہ آخر کو فرہاد مردا ہوا
مرے ساقی سیمتن مہ لقا
طبیعت کریگی ہر اک جا مدد

درختان صحرا بھی ہین وجد مین
سنبھالا نہ کیون جان ناشاد کو
ہر اک سنگ سے آرہی ہی صدا
گل امتحان نے دکھائی بہار
مگر جان شیرین نے بھی آکے دی
مجھے جلد راز محبت سنا

چہرہ شہسواران مراکب جانبازی وتہور شعاران میدان سرفرازی گوہر آبدار سخن کو اس طرح زیب گوش ناظرین ذی ہوش کرتے ہین شعر دبیر سخن سنج شیرین مقال چمنین ہینگار روز کلک خیال + سابق مین تحریر کرچکا ہون جن حضرات نے تمام و کمال تیسری جلد طلسم فتنہ نور افشان کو ملاحظہ کیا ہوگا اُنکو معلوم ہی کہ قاسم ولند ملعور نے جا کر ہفت پیکر کو سجدہ کیا کئی دن قصر عشرت مین رہے بعد اُسکے نخل وحی سے حکم ہوا کہ ہمارے سپہ سالار قدرت کو جا کر سمجھا کے لاؤ قاسم جس معشوق پر عاشق ہین اُسکا فراق ناگوار ہی قاسم نے عرض کی کہ فراق اس مہ جبین کا مجھے شاق ہی وہ نازنین بھی رو رہی ہی جو مدعا ہو نخل وحی سے گرا اُنھین مرقوم تھا کہ اُو مکیدتار میدان جلالت و اکو مہر فروش معرکہ ہیبت جس منزل پہ اُترو گے وہان معشوق ملیگی نازنین کو بھی تسکین ہوئی قاسم ولند ملعور بیرون قصر عشرت آئے دیکھا فوجین جمع کھڑی ہین لند ملعور کے ساتھ لاکھ سپاہی جوانان خوشرو و خوشخو ٹھٹے ہوئے موجود ہین ایک جانب قباس خان خاوری فوج قاسم کے افسر بادشاہ لشکر شاہزادہ عمر گورشاہ قفقی تخت پر سوار قاسم کا انتظار کر رہے تھے جیسے ہی یہ دونون جوان باہر آئے دارآب عیار نے فیل سیم تن مبارک لند ملعور کا حاضر کیا سیارہ بن عمر و مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سامنے لایا دونون جوان سوار ہوئے کل اہل لشکر دم محبت کا خداوند ہفت پیکر کی بھرتے ہوئے سیر صحرائے سبزہ زار کرتے ہوئے بڑے کر و فر سے دونون شیر چلے صاحبقران پر یہ معرکہ گذرا کہ جب لشکر مین مشہور ہوا کہ قاسم و لند ملعور جا کر مطیع مذہب ہفت پیکر ہوئے کل فرزندان صاحبقران مثل نور الدہر و بدیع الزمان و ایرج و جہانگیر صاحب جاہ و توقیر فرو گذاشت نکل گئے ایک شب بادشاہ سے ہو نکل خالی پا سے گئے

ول بھر آیا شب کو ایک عرضی بخدمت صاحبقران لکھی مضمون یہ تھا کہ کل فرزندان صف شکن وطلمشاد
تیغزن وغیرہ بہ فکر قاسم گئے یہ غلام بھی خدمت سے رخصت ہوتا ہے یہ عرضی لکھکر پلنگ پہ ڈال دی
فیروزہ بن عمرو عیار کو ساتھ لیا پشت مرکب شبرنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوسے طرف صحرا کے
روانہ ہوگئے صبح کو جو صاحبقران کو معلوم ہوا خواجہ کو بلا کر فرمایا خواجہ تمھین معلوم ہوا کہ سب بچے ان
قاسم کی فکر مین گئے خدا سب کی خیریت کرے اب مین پیر نحیف وضعیف ان سب کی جدائی کا صدمہ
کیونکر اٹھاؤن پہلوان عادی کو بلاؤ اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر بڑھے عمرو نے عرض کی کہ مقام
سخت وصعب ہے اُدھر کا حضور قصد نہ کرین امیر نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا کب ممکن ہے کہ فرزند
میرے جائین اور مین تامل کرون اسی وقت اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر پہلوان عادی چلے کل
لشکر ساتھ ہے عیارون سے فرمایا تم لوگ تلاش کرو کہ فرزندون پر کیا گذری جو صاحب جہان ملین
ہمارے چلنے کی خبر پہنچاؤ سمجھا کر ان شیرون کو ہمارے پاس لاؤ چند عیار دست گردان عمرو نامدار
بہ تلاش فرزندان عالی روانہ ہوئے لیکن امیر باتوقیر رہ روی کرتے ہوئے آتے ہین ہر روز
آب نو جائے نو لیکن کل صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ملتے ہین صاحبقران سیر کرتے ہوئے
منزل بمنزل جاتے ہین ہر منزل پر خواجہ سے فرماتے ہین کہ خواجہ سرحد طلسم ہفت پیکر عجائب وغرائب
سے مملو ہے ذرا سمجھکر چلنا عمرو نے کہا مین تو خداوند ہفت پیکر کا مطیع ومنقاد ہون جاتے ہی اسکو
سجدہ کرونگا چھٹے دن صاحبقران ایک صحرائے سبزہ زار مین جاکر اترے نہایت صحرائے فرح خیز
بو پھولون کی عنبر آمیز نخل سرسبز وشاداب حوض مملو از آب نایاب حباب شناوری کر رہے ہین
ابھر کر کبھی مٹ جاتے ہین ناپائداری دنیا کا رنگ دکھاتے ہین کبھی آہوان صحرا سے آنکھ ملاتے ہین
امیر نے اس صحرا کو بہت پسند فرمایا لشکر وہین ٹھہرا صاحبقران تماشا صحرا کا دیکھا کیے طائرون کی
زمزمہ سرائی نخلستان کی رعنائی وزیبائی بعد خاصے کے جب چھپر کھٹ پر تشریف لائے آوازین
کان مین آنے لگین کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے امیر گھبرا کر اٹھ بیٹھتے ہین کبھی خواجہ کو جگا کے
فرماتے ہین کہ خواجہ سنتے ہو کیا آوازین آرہی ہین خواجہ کہتے ہین حضور میرے کان مین آواز نہین آتی
نہایت پریشان ہون صاحبقران کو شب بھر نیند نہ آئی آوازین سنتے ہین سر دھنتے ہین یکایک
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا مقبل نے آکر امیر سے عرض کی کہ وقت نماز قریب ہے امیر فوراً اٹھے

ضروریات سے مہلت پاکر نقارہ زادی کا حکم دیا کہ پہلوان عادی سے کہو بارگاہ سلیمانی لیکر آگے
بڑھے عادی نے بوق ترکی بجایا بارہ ہزار قزاق تیار ہوکر سامنے آئے ارادہ ہی تھا عادی کا کہ اٹھا لے
بارگاہ کا ایکبار چڑھون کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی امیر دیکھنے لگے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا سب نے
شبرنگ تازی پر قاسم لندھور بر سر فیل میمونہ پشت پر دونون کے لشکر جمے ہوئے اٹھائے بارگاہون
کے ساتھ لشکر صاحبقران جو دونون شیرون نے دیکھا گھوڑے سے اتر پڑے حکم دیا کہ کل لشکر
یہین ٹھہرے بارگاہین استادہ ہون ایک جانب بارگاہ لندھور ایک جانب بارگاہ قاسم قاسم
خرامان خرامان جب دربارگاہ پر پہونچے دیکھا دربارگاہ پر نمودار کرسی پہ بیٹھی ہو کہاریان وچوبدارنیان
صفین جمائے کھڑی ہین قاسم کو سب نے سلام کیا قاسم نے سب کو پہچانا کہ یہ سب نازنیان مہجبین
ساتھ والیان اُس معشوق گلعذار کی ہین پوچھا کہ ارے تم کیونکر آئین سب نے عرض کی قدرت نے
آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ہر مقام پہ معشوق پریچہرہ موجود ہو آج ہم سب کو حکم ہوا کہ فرزند سپہ سالار
قدرت فلان منزل پر مقابلہ صاحبقران مین پہونچا اپنے کو جلد پہونچاؤ ملکۂ عالم تشریف لائی ہین
ہم سب اُنکے ساتھ آئے ہین ملکۂ عالم اندر بارگاہ کے تشریف رکھتی ہین قاسم تعریفین خداوند
ہفت پیکر کی کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دیکھا وہی مہجبین حور پیکر قمر منظر آنکھون مین جادو
بھرے استقبال کھڑی ہے قاسم کا استقبال کیا برائے تسلیم خم ہوئی ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ ای
شہریار حکم خداوند صادر ہوا کہ جلد اپنے کو پہونچاؤ قدر عشرت مین بچپن تھی پیک صبا نے مثل بوے
گل مجکو پہونچایا شکر ہے کہ آپ کو بخیر و خوبی پایا لاکے قاسم کو مسند پہ بٹھایا کنیزین بہاسے خدمتگزاری
حاضر ہوئین دور جام بے اندیشۂ انجام شروع ہوا قاسم نے بعد تھوڑی دیر کے حکم کیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگی بجے ہرکارون نے امیر کو خبر پہونچائی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین صاحبقران کو بڑا افسوس ہے کہ اپنے روح روان قاسم عالیشان سے کیونکر
مقابلہ کرونگا کیا انجام ہوگا اسی فکر مین چار پہر رات گذری مرغ زرین نیر اعظم کا شانہ مشرق سے اڑا
شاخ نخل شعاع پر آکے بیٹھا نغمہ سرائی کرنے لگا ادھر سے صاحبقران سوار ہوئے تمام فوج ہمراہ
میدان کارزار مین پہونچے خواجہ عمرو صاحبقران زبان سے ساتھ ہو صدائین سُن رہا ہے کہ ہر شجر و ہر طائر
یہی آواز دیتا ہے کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے خواجہ عمرو مضطر ہین امیر انتظار مین ہین کہ

لشکر حریف آئے تو مقابلہ ہو لیکن نہایت متردد و متوحش ہیں کہ دیکھیے قاسم سے کیا گذرے میں نے زمانہ طفلی میں زیر کیا تھا کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی قاسم و لندھور آگے آگے پشت پر فوج ہندیان بڑے زور و شور سے آکر پہونچے صفیں جمنے لگیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ قاسم نے مرکب نکالا لندھور نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہنشاہ اقلیم جلالت و اے مقبول بارگاہ قدرت آپ تامل فرمائیے ایسا ایک گرز دودستی امیر کو ماروں کہ پیوند خاک ہوں قاسم نے کہا کہ آپ کی ضرورت نہیں آپ تامل فرمائیے اے دارا ئے ہند وحی بھی میرے نام آئی ہے لندھور کو سمجھا کر پھیرا تنگ مرکب کو موافق مرضی کے درست کیا تاکہ عرصہ حریف پر تنگ کرے صاحبقران حیران قاسم کی جانب دیکھ رہے ہیں قاسم مرکب اڑاتے ہوئے گھوڑا چمکاتے ہوئے میدان میں آئے اسپ تازی چوگان بازی فنون نیزہ و تیراندازی صاحبقران کو دکھا رہے ہیں مرکب کو روکا ارادہ کیا کہ صاحبقران کو آواز دیں صحرا سے گرد اڑی خورشید بن ہاشم تیغزن لشت مرکب پر سوار عمر خورشید مہتر کو کپ عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس شان سے خورشید آکر پہونچے صاحبقران کو سلام کیا عرض کی کہ کیوں جد عالی تبار یہ تھا وری حضور کے مقابلے کو میدان میں آیا ہے اگر حکم ہو تو مشکیں باندھ کر لاؤں امیر نے فرمایا اے نور نظر قاسم فرزند رستم صاحب شوکت و حشم ہے ایسا نہ ہو کہ تمپر کوئی افتاد پڑے عرض کی حضور ملاحظہ کرینگے ہر چند امیر نے روکا خورشید نے نہ مانا امیر کو سلام کرکے مرکب بڑھایا سامنے قاسم کے آئے تکاور زن ہوئے تین قدم مرکب قاسم کا ہٹا پانچ قدم مرکب خورشید قاسم نے کہا کہ اے خورشید اپنے خداوند حقیقی کو نہیں پہچانتا مقام تعجب ہے خورشید ہنس پڑے کہا اے قاسم مزاج کیسا ہے عجب کلمہ تمنے اسوقت کہا کہ لائق کہنے کے نہ تھا خداوند حقیقی کو چھوڑا معبود برحق کی محبت سے منھ موڑا دین باطل اختیار کیا الٹا آپ مجھے سمجھاتے ہیں اے قاسم شرم نہیں آتی قاسم نے نیزہ مارا کہا بس خاموش رہو بمقدمہ مذہب کوئی کلمہ نہ کہو ورنہ زبان سنان دلستان سے چھید دونگا دونوں جوانوں میں نیزہ چلنے لگا چند طعنیں رد و بدل ہوئی تھیں کہ قاسم نے طرف آسمان کے دیکھا منھ سے نکل گیا کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار ہے کہکے نیزہ کا نیزہ کھینچکے مارا کہ ہاتھ سے خورشید کے نیزہ نکل گیا خورشید نے گردن میں ہاتھ ڈالا دونوں شیر پشت ہائے مرکب سے کود ے آپس میں کشتی ہونے لگی شام قریب تھی لیلائے شب گیسوے عنبریں کھولا چاہتی ہی

نقاب چہرے سے اٹھائی ہی مجنون روز داخل نجد مغرب ہوا چاہتا ہی کہ قاسم خورشید کو لے دوڑے
دس بارہ قدم ریل کر لائے میدان پر لاکر پٹکا ماکہ دونون گتھ گئے خورشید کے آشنا بہ زمین ہوئے قاسم نے
کمر مین ہاتھ ڈال کر لنگر نہ قایم ہونے دیا یا خداوند ہفت پیکر کہہ کے زور جو کیا لنگر خورشید کا اکھاڑ تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا خورشید کا چہرہ زرد دل مین درد بیہوش ہو گیا قاسم نے زمین پر مارا خورشید
کی مشکین باندھین سیارہ کو دیا سیارہ خورشید کو لے گیا دونون لشکر پلٹے صاحبقران رنجیدہ و
کبیدہ واپس ہوئے خواجہ سے فرماتے ہوئے کہ ذرا دریافت تو کرو خورشید پر کیا گذری ہرکارون نے
راہ مین خبر دی کہ خورشید قید خانے مین پہونچا لیکن آپ وداع نے کا حکم دیا ہی عیار سے تاکید کی کہ توقیر
کا اس جوان کی خیال رہے صاحبقران خاموش ہو رہے قاسم جو بارگاہ مین آئے لندھور بھی
ساتھ ہو سچے کہا ای شہریار کس لطف سے آپ لڑے ہین کس دھوم سے خورشید کو زیر کیا قاسم نے کہا
کہ ای وارا سے ہند جب دادیان سے مقابلہ پڑے تب حال کھلے لندھور نے کہا کہ ای
صاحبقران ہفت پیکر تسے کون مقابلہ کر سکتا ہی تم پر نگاہ مہر محبت خداوند ہی قاسم مونچھون پر تاؤ
پھیر رہے ہین بیٹھتے ہی حکم دیا کہ پھر طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی پشت اشقر پر سوار ہوئے
طرف میدان کارزار کے چلے ادھر سے قاسم و لندھور بقاعدۂ دیرینہ میدان کارزار مین کے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین قاسم نے مرکب نکالا میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا کہ یا صاحبقران زمان
مقابلے مین اس حقیر کے آئیے امیر نے اشقر کو پھیرا عمرو قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہی کہ ای آقاے نامدار
وای مولاے قدرشناس آپ مقابلے مین قاسم کے نہ جائین بڑا مقام تعجب ہی کہ حضور سے اور قاسم
سے مقابلہ پڑے نہین معلوم کیا گذرے امیر نے فرمایا خواجہ وہ پکار رہا ہی نام میرا لیتا ہی کیونکر نہ جاؤن
یہ کہکے اشقر کو مہمیز کیا تین ٹھیکون مین مرکب مقابلہ قاسم مین آیا قاسم نے امیر کو سلام کیا ہاتھ باندھکر
عرض کی غلام براہ خیر خواہی عرض کرتا ہی حضور نے بڑے بڑے شاہون کو شکست دی آج تک مذہب
کو نہ تحقیق کیا بہتر یہ ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے امیر نے جھلا کر جواب دیا کہا وے خبیث کیا بیہودہ
بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قاسم نے نیزہ اٹھایا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
چنگاریان آگ کی گرین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین امیر ہر مقام پر پاؤدی کرتے ہین قاسم

تنگ ہو رہا ہی جب صاحبقران نے کئی مرتبہ چاہا کہ نیزہ اسکا نکالدون مگر ممکن نہین ہوتا قاسم اپنے کو بچاتے ہین قاسم نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری مدد کیجیے اگر نیزہ نکلا تو اپنے کو ہلاک کرونگا جیسے ہی قاسم نے یہ پکار کر کہا صاحبقران کا قلب تھرایا دل گھبرایا امیر سمجھے کہ یہ تاثیر سحر ہی فوراً اسم اعظم پڑھا کا نٹھ کر نیزہ قاسم کو تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قاسم کے نکل گیا قاسم غصے مین کانپا آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سرکا تاج جھلا کر تیغہ پلارک کے قبضے پر ہاتھ ڈالا برق شمشیر تڑپکر نکلی ہاتھ صاحبقران پر مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ارادہ ہوا کہ ہاتھ عقرب کا ماردون محبت نے روکا مگر ہاتھ تلوار کا الگ سے لگایا قاسم تو بخوف ہاتھ لگاتے ہین صاحبقران قاسم کو بچا کے ہاتھ لگا دیتے ہین حیران ہین کہ مین کیا کرون اگر خدانخواستہ قاسم کو کوئی چشم زخم پہونچا تو مین رستم کو کیا منہ دکھاؤنگا ایسے ایسے خیال دل مین ہین مگر ہاتھ تلوار کا لگایا قاسم نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا امیر کو ناگوار تو ہوا مگر یہان قاسم کا پکڑا دونون پہلوان گھوڑون سے کود کے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین امیر و قاسم سے کشتی کس زور و شور سے ہو رہی ہی دوپہر کامل آپس مین کشتی ہوئی دوپہر کا وقت تھا ایک مقام پر صاحبقران کو ریل کرلے دوڑا امیر چند قدم جا کر پلٹے جتنا ہٹے تھے اُس سے دونا قاسم کو ریل کر لے گئے چاہتے ہین یکبارگی قاسم نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے یہ جو قاسم نے بیقرار ہو کر کہا زمین برابر سے پاسے صاحبقران کے شق ہوئی امیر و قاسم غرق زمین ہوئے لشکر مین امیر کے شور گریہ و زاری بلند ہوا عمرو گھبرا کر دوڑا صاحبقران کی آنکھ بند ہو گئی تھی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک گھر مین پایا ایک جادوگر کو دیکھا کہ سیاہ رو بدخو ہتھکڑی ہاتھ مین ہاتھ صاحبقران کا تھام کر چاہتا ہی کہ ہتھکڑی پہنا دُن صاحبقران نے فرمایا او ملعون تو کون ہی کہ پہلو سے قاسم نے آواز دی دادا جان سرکشی کو کام نہ فرمائیے سر جھکائیے یہ شخص فرشتۂ قدرت خداوند ہفت پیکر ہی اسکے سامنے سرکشی بہتر نہین ورنہ بہت پچھتائیے گا امیر نے قاسم کی طرف سے تو منھ پھیرا جادوگر کی کلائی پر ہاتھ ڈالا معلوم ہوا شعلۂ آتش پر ہاتھ رکھدیا امیر نے اسم اعظم پڑھا گرمی شعلے کی موقوف ہوئی صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سر ساحر کا اُڑ گیا جہان قاسم کھڑے تھے اُس مقام کی زمین شق ہوئی قاسم تو غرق زمین ہوئے جب اُس ساحر کا سر اُڑ گیا تو وہان اندھیرا ہوا آواز ہیبتناک آنے لگین آخر کو صدا آئی کشتی مرا نام من خاکسار جادو بود بعد عزیمت دراند

جو اندھیرا دفع ہوا امیر نے اپنے کو لشکر کے کنارہ پر پایا سردار امیر کو دیکھکر دوڑے ادھر قاسم نے
اپنے کو اپنے لشکر کے کنارے پر پایا قیماس خان وغیرہ نے قاسم کو بیچ مین لیا طرف اپنی بارگاہ
کے چلے صاحبقران جو کنارے پر اپنے لشکر کے نمایان ہوئے عمرو یا تو بدحواس تلاش امیر مین
دوڑتا پھرتا تھا اپنے آقا کو جو دیکھا دوڑکر لپٹ گیا کہا کہ آقا کیا سانحہ گذرا امیر نے فرمایا ایک ساحر نے چاہا
تھا کہ گرفتار کرون مگر بعنایت پروردگار واصل جہنم ہوا جب اسم اعظم مین نے پڑھا تب وہ
ملعون دبا یہ تو خواجہ عمرو کو بخوبی ظاہر ہوا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہی زمین و آسمان سب سحر بند
ہین خدا اسکے شعبدون سے بچائے اپنے کو بہت محفوظ رکھنا یہ ثابت ہوا کہ ہر مقام پر ساحر موجود ہین
خواجہ امیر سے باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے قاسم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے فغفور سے
کہا کہ ای عم نامدار مین وقت پر قدرت نے مدد کی لیکن امیر بچ گئے کل انشاء اللہ گرفتار کرونگا یہ
کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے جب طبل جنگی بج چکا امیر کو ہرکارون نے خبر دی امیر نے بھی حکم دیا کہ
یہان بھی طبل سکندری پر چوب پڑے تیاریان ہونے لگین لیکن مہتر کوکب عیار خورشید بن ہاشم تیغ زن
فراق مین اپنے آقا کے دیوانہ وار وحشی مثال ایک بڑھیا کی شکل بنکر لشکر قاسم مین آیا پھرتا پھراتا
سامنے قید خانے کے پہونچا دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہی اُسکے دروازے پر حسن خان خاوری برادر
قیماس خان مع چالیس جوانون کے بیٹھے ہین کوکب عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ خورشید اسی
مقام پر قید ہین حال دریافت کرکے کنارے ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک کلوار کی شکل بنکر
تیار ہوا سر پر انگوچھا آدھا کھلا آدھا بندھا ہوا جسقدر انگوچھا کھلا ہی زمین پر لٹک رہا ہی دھوتی آدھی
کھلی آدھی بندھی ایک گھڑا شراب کا سر پر رکھا بہکے گاتا ہوا چلا حسن خان نے اپنے ساتھ
والون سے کہا کہ اسکو بلاؤ نشے مین ہی شراب چھین لو چند ملازم دوڑے عیار نے اُن کو دیکھکر
گھڑا زمین پر رکھدیا آپ الگ جا کر گرا ظاہر مین سب کو معلوم ہوا کہ بیہوش پڑا ہی فرزند عمرو ہی
دیکھ رہا ہی کہ اُن سب نے شراب اُٹھائی آپس مین تقسیم ہونے لگی تھوڑے ہی عرصے مین سب کے
سب بیہوش ہوئے کوکب اُٹھا خنجر کھینچا پھر خیال آیا کہ اہل اسلام کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا مناسب
نہین بیہوش پڑے ہین مین چلکر آقا کو رہا کرون اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ خورشید بن ہاشم سر بزیر
سر خم کیے بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے کوکب نے آکر سلام کیا کہ آقا چلیے آپ کو لیچلون

خورشید نے کہا کہ ای کوکب ہر چند کہ قاسم میرا افسر ہو کسی دست راستی کے ہاتھ سے مین زیر نہین ہوا قاسم سردار دست چپی ہو مگر مقام غیرت ہو اگر قاسم مجکو ایک ہاتھ تلوار کا مارتا کہ دو ٹکڑے ہو جاتے تو بہتر تھا لشکر مین جدا مجد کے قاعدہ بند ہوا ہو کہ کل فرزندان صاحبقران ایک کو ایک زیر نہین کر سکتا دست راستی منفعل کرینگے کہ خورشید کو قاسم نے زیر کیا اُس وقت کیا جواب دونگا کیسا شرمندہ ہونگا بس یہ تیرا احسان ہو کہ ایک خنجر مار دے کہ میرا خاتمہ ہو کوکب نے باتون مین لگا کر عطر بیہوشی سُنگھایا خورشید کو بیہوش کیا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ کے وہین ڈالدین پشتارہ باندھ کر لے بھاگا لیکن جب لشکر سے نکلا پشتارہ بھاری ہوتا جاتا ہو یہ دبا جاتا ہو لیکن بھاگا ہوا چلا آتا ہو اتنی دور نکل آیا کہ لشکر صاحبقران کے نشان معلوم ہونے لگے خوشی خوشی جاتا ہو کہ خدمت مین امیر یا توقیر کی پہونچون یقین ہو کہ بہت خوش ہون قریب ایک چشمے کے پہونچا خیال مین گذرا کہ پشتارہ بہت بھاری ہو گیا ہو تھوڑی دیر ٹھہر جاؤن یہ سوچ کر پشتارہ ایک تختۂ سنگ پر رکھا چشمے سے ہاتھ منھ دھو یا ٹہل رہا تھا کہ چشمے سے ایک مچھلی نے سر نکالا پکار کر آواز دی کہ ای عیار طرار تو خداوند ہفت پیکر کو بالکل دور جانتا ہو وہ خداوند برحق ہو اگر اسکو تھپ لیگا اسکو یاد کریگا کوکب کے ہوش اُڑ گئے کہ مچھلی مثل انسان کے سمجھا رہی ہو پکار پکار کے کہتی ہو کہ او عیار خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرورنہ بہت پریشان ہوگا کیون اپنی جان کا دشمن ہوا ہو بھاگ جا ورنہ آفت آیا چاہتی ہو یہان سیارہ بن عمرو عیار قاسم پڑا سو رہا ہو کہ ایک آواز ہیبتناک کان مین آئی کہ او عیار فرزند سپہ سالار قدرت ہوشیار ہو قیدی کی خبر لے تیرا بھائی اُس کو لیے جاتا ہو فلان چشمے پر ٹھہرا ہو سیارہ گھبرا کر اُٹھا آنکھین ملتا ہوا باہر آیا طرف قیدخانے کے گیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین اندر قیدخانے کے جا کر ہتھکڑیان بیڑیان دیکھین سیارہ کو ثابت ہوا کہ خورشید کو کوئی چھڑا لے گیا بیقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر کدھر تلاش مین جاؤن آواز آئی کہ فلان چشمے پر جا کر کوکب سے مقابلہ کر اُسکی بھی مشکین باندھ لا سیارہ یہ آواز سُنکر بھاگا یہان مہتر کوکب جب مچھلی نے کئی مرتبہ آواز دی کہ اعتقاد خداوند ہفت پیکر کیون نہین کرتا پیدا کرنے والے کو بھولتا ہو تیرا سرکوب آیا چاہتا ہو خوف سے ذرا جھپٹ کر چاہا کہ پشتارہ اُٹھا لون آواز آئی کہ او کوکب خبردار آگے نہ بڑھنا غضب کیا تو نے کہ عیاری کر کے آقا کو اپنے لیے جاتا ہو کوکب نے

پلٹ کر دیکھا کہ سیارہ نیمچہ کھینچے ہوے آتا ہی جھپٹ کر چاہا پشتارہ اٹھاؤن کہ سیارہ نے آکر نیمچہ مارا
کوکب سے اور سیارہ سے نیمچہ چلنے لگا کوکب دیکھتا ہی کہ میرا نیمچہ پوری چوٹ پر نہین پڑتا اور
سیارہ جب نیمچہ مارتا ہی یقین ہوتا ہی کہ سر اڑ جائیگا بمشکل چوٹ کو بچاتا ہی کہ آواز آئی او گستاخ
خوشۂ خداوند بالکل دل مین نہین نیمچہ پھینک دے تیرا اڑا جاتی ہی اسکے قدمون پر گر خطا معاف کرا
پلٹ کر دیکھا کہ وہی مچھلی چشمے سے آواز دے رہی ہی وہ ذرا باز ہوا کوکب کی جھپکی سیارہ نے حلقہاے
کمند مارے گلے مین حلقے پڑے چاہا جست کرکے نکلون سیارہ نے طناب مار دیا کوکب گرا سیارہ
نے مشکین باندھین مچھلی نے جھپٹ کر خورشید کو منہ مین دبا لیا چشمے مین پھاند پڑی سیارہ
کوکب کو لیکر تعریف ہفت پیکر کی کرتا ہوا پلٹا یہان قاسم لشکر دریا مین بیٹھے ہین قیماس خان
وغیرہ نے عرض کی کہ کوکب عیار خورشید آپ کے سردارون کو بیہوش کرکے اپنے آقا کو لے گیا
مگر آپ کا عیار سیارہ فکر مین گیا ہی لندھور نے کہا کہ ہمین ان باتون سے کیا کام خداوند ہفت پیکر
کو سب طرح کا اختیار ہی قاسم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ مین ابھی جاکر سامنے سے صاحبقران کے
خورشید کو لاتا ہون یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی دیکھا کہ سیارہ پشتارہ بدوش آتا ہی قاسم نے کہا
کہ اے یہ کسکا پشتارہ ہی کہا حضور عیار خورشید ہمت کوکب کو پکڑ لایا لیکن پشتارہ خورشید پر
عجب معرکہ گذرا کہ ایک مچھلی چشمے سے نکلی پشتارہ خورشید کا منہ مین دبا کر چشمے مین کود گئی لندھور
و قاسم نے کہا کہ یہ قدرت خداوند ہفت پیکر ہی کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی کہ خورشید
آتے ہین ہتھیار باندھے ہوے پوچھ رہے ہین کہ ہمارا افسر شاہزادہ خاور سیاہ کس مقام پر ہی
قاسم نے چند سردارون کو اشارہ کیا کہ خورشید کا استقبال کرو قیماس خان وغیرہ باہر نکلے
دیکھا خورشید بن ہاشم مصلح آتے ہین تعریف خداوند ہفت پیکر کی کرتے ہوے سامنے قاسم کے
آئے قاسم کو جھک کر سلام کیا کہا کہ اے نور نگاہ رستم تمہارے بڑے مرتبے ہین مچھلی مجھکو اٹھا کر
کوہ زبرجدی پہ لیگئی تصویر خداوند حقیقی کو دیکھا پردے جو آنکھون پر پڑے تھے وہ اٹھ گئے
آپ کو پہلوے تخت خداوند پر پایا عیار بھی سامنے حاضر تھا اسکو بھی حکم ہوا کہ سجدہ کرین مین نے
اور عیار نے ملکر سجدہ کیا حکم ہوا کہ لشکر مین فرزند سپہ سالار قدرت کے جاؤ اسی کے ساتھ
رہو قاسم نے پہلو مین جگہ دی سیارہ نے عیار کو ہوشیار کیا اٹھتے ہی قدمون پر قاسم کے گرا

کہا آپ مقبول بارگاہ خداوند ہین مین نے دربار خدائی کو دیکھا آج اعتقاد ہوا اگر حکم ہو تو خواجہ کو
پکڑ لاؤن قاسم نے کہا کہ مقدمے مین اُسکے قدرت کو اختیار ہی جو منا سب جانین گے وہ کرینگے
مجھے تو مقدمے مین دادا جان کے حکم ہی کہ آج سرمیدان زیر کرونگا خورشید نے کہا کہ بھائی صاحب
تم کیون تکلیف کرو مین صاحبقران کو گرفتار کر لاؤنگا یہ ذکر تھا کہ مرغ زرین آفتاب آشیانہ مغرب سے
اڑا شاخ نخل شعاع پر لگر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ضیا رہرنے دنیا مین اپنا عمل کیا قاسم اُٹھے
چند ساعت ہفت پیکر کی تعریفین کین حکم ہوا کہ مرکب لاؤ شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار ہوے
خورشید بھی مثل سردارون کے ساتھ ہین مہتر کوکب بل کرتا ہوا سیارہ سے کہتا ہی کہ بھائی صاحب
مین عمرو کو گرفتار کرونگا سیارہ کہتا ہی تامل کرو کیا جلدی ہی بڑا تردد یہ ہی کہ آقاے نامدار و
صاحبقران عالی وقار سے کیا گذرے گی لشکر کو لیکر قاسم میدان کارزار مین آئے یہان ہرکارون
نے امیر کو خبر دی کہ شاہزادہ خورشید و مہتر کوکب پر یہ معرکہ گزرا کہ قاسم کی اطاعت کی امیر کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ دیکھیے میدان کارزار مین کیا گذرے عمرو کہتا ہی کہ یا امیر
ہفت پیکر کو سجدہ کرنا ہوگا امیر فرماتے ہین کہ خواجہ اپنی حیات مین تو ممکن نہین شیطان رہزن
دین و ایمان نہ ہو یہ فرما کر پشت اشقر پر سوار ہوے لشکر کو لیکر میدان مین آئے صف بندی ہوئی
جب نقیب نقابت کر کے ہٹے شاہزادہ خاورسپاہ نے مرکب بڑھایا میدان کارزار مین آکر
سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے صاحبقران نے اشقر صف سے
نکالا مقابلے مین قاسم کے آئے قاسم تگاور زن نہ ہوا جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ
آپ کو خداوند ہفت پیکر نے صاحبقران اعظم کیا کن کن مقام پر مدد کی چھوٹے بڑے ملک آپ نے
فتح کیے مقام افسوس ہی کہ آپ نے اپنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا امیر نے فرمایا کہ ای قاسم توبہ
کرو ہفت پیکر کوئی ساحر بردست ہی اُسپر لعنت کرو قاسم نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی
سنان پہ لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ چلا صاحبقران نے قصد کیا کہ بند
صاحبقرانی لگاؤن نیزہ قاسم کا نکالون کہ ہواے تند چلی نخل اُکھڑ کے گرنے لگے اسقدر اندھیرا
ہوا کہ عمرو نے نہ دیکھا صاحبقران و قاسم نہین معلوم ہوتے گرد اڑ رہی ہی کہ دونون پہلوان
چھپ گئے عمرو حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا صاحبقران مع مرکب

نمار ہین اور قاسم بھی نہین عمرو گھبرا گیا حیران تھا کہ کہان جا کر ڈھونڈھون لشکر کو لیکر پلٹا حیران ہو
کہ کہان تلاش کرون مگر صاحبقران زبان اُس اندھیرے مین ایسا گھبرائے ہرچند چاہتے تھے کہ
دیکھون کیا معرکہ ہوا کچھ نہ معلوم نہ ہوتا تھا یکایک زمین شق ہوئی نیزہ ہاتھ سے صاحبقران کے گرا
صاحبقران و قاسم غرق زمین ہوے بعد تھوڑے عرصے کے اپنے کو مسلسل و معلوق پایا دو زنگی
صاحبقران کو کشان کشان لیے جاتے ہین امیر جو اسم اعظم یاد کرتے ہین تو بالکل فراموش ہرچند
چاہا کہ یاد کرون اسم اعظم یاد نہ آیا زنگی امیر کو لیے ہوے برسر کوہ فیروزہ آئے پہاڑ پر دیر بنا ہوا ہی
تصویر فیروزہ بیچ مین کھڑی ہی گرد بت ہاے سنگین فیروزۂ تاجدار دست بستہ کھڑا پوچھ رہا ہی
کہ کیون خداوند سپہ سالار قدرت سے کیا گذری تصویر نے آواز دی یہان حاضر ہوا چاہتا ہی کہ
صاحبقران سامنے اُس تصویر کے آکر پہونچے مثل اہل اسلام کے امیر نے صاحب سلامت کی
تصویر سے قہقہے کی آواز آئی صدا دی کہ کیون سپہ سالار قدرت قدرت نے کس کس مقام پر تمھاری
مدد کی باختر ایسا ملک تمھارے ہاتھ سے فتح کرایا لقا آخر بدحواس ہو کر بھاگا پردۂ قاف مین
تمھارے ہاتھ سے دیوزادون کو قتل کرایا ثانی سلیمان لقب دلوایا مگر تمنے قدرت کو اب تک نہین
پہچانا صاحبقران جواب و سوال تصویر سے کر رہے ہین تصویر سے ہر مرتبہ آواز آتی ہی امیر بھی
ویساہی جواب دیتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اسم اعظم تو صاحبقران کا بند ہو گیا لیکن حرز ہیکل
گلے مین ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جس ساحر نے اسم اعظم بند کیا تھا اُسکو حرز ہیکل امیر کا
حال معلوم نہ تھا یہ وجہ ہی کہ صاحبقران ہوشیار ہین اور سوال و جواب بھی کر رہے ہین پھر تصویر
سے آواز آئی کہ ای سپہ سالار قدرت تمکو قدرت نے کہان کہان بچایا ہوش ربا ایسا طلسم تمھارے
نواسے کے ہاتھ سے فتح کرایا حیرت ایسی شاہزادی نے چالاک ایسے عیار کو لیٹے ہی قبول کیا
یہ بھی قدرت نمائی قدرت کی ہی اگر سجدہ نہ کروگے قید کر کے ہلاک کرونگا اگر قدرت چاہین تو ابھی برق
قہر و غضب کو حکم دین کہ تمپر گرے ابھی تمھارے دو ٹکڑے ہون اور کیون ای حمزہ تم کو اُس نا عیار
ساربان زادے کی ذات کا بڑا گھمنڈ ہی کہ آکے عیاری کریگا تم کو چھڑا لیجائیگا یہ کہکے آواز دی کہ
ای فیروزہ جادو امیر کو لیجا کر قلعۂ فیروزہ نگار مین قید کرو یہ کہکے تصویر نے منھ کھولا دھوان منھ سے
نکلا پھر تصویر سے آواز آئی کہ ای بندگان خداوند ہفت پیکر عمرو کو فوراً گرفتار کر کے لاؤ دیر نہ ہو

ساریان زادوے کے نام سے لوگ بہت ڈرتے ہین یہ آواز سُنکر دھوئین سے ایک طائر پیدا ہوا
مثل انسان کے آواز دی کہ مین جاتا ہون عمرو کو لینے طائر آسمان مین ڈوب کر غائب ہوا
فیروزہ تاجدار صاحبقران کو مسلسل و مطوق کر کے اپنے قلعے مین لایا دیکھا امیر نے کہ دروازہ
بہت بلند ہی بالاے قلعہ گولہ انداز و برق انداز ٹہل رہے ہین فیروزہ لیے ہوے صاحبقران
کو داخل قلعہ ہوا امیر نے دیکھا کہ شہر آباد رعایا دل شاد زنجیر کو سنبھالے ہوے ارابے پر سوار
شہر کی سیر دیکھتے ہوے چلے پہلے دارالامارۂ شاہی ملا ایک قصر مین لا کر صاحبقران زمان کو
بند کیا نگہبان مقرر کیے مگر جب لشکر صاحبقران پلٹا خواجہ عمرو حیران و پریشان کمیدان و
رسالہ دار مضطر و حیران عمرو نے سب کو تسکین دی کہا کہ یارو تم سب اسی مقام پر ٹھہرو مین
تلاش مین آقا کی جاتا ہون یا تو انشاء اللہ آقا کو لیکر آؤنگا یا جان دونگا عمرو بصورت اصلی
لشکر سے نکلا دیکھا کہ لشکر قاسم و لندھور تدارد معرکہ لندھور و قاسم پر یہ گذرا کہ یا تو قاسم
صاحبقران سے لڑ رہے تھے یا یکایک آنکھ بند ہوئی اپنے کو قصر فیروزہ پہ پایا تصویر خداوند
کو دیکھا آواز آئی کہ اے فرزند سپہ سالار قدرت دو چار دن مین تکلیف اُٹھا کے وارد تمہارے قدرت
کو سجدہ کرینگے قاسم نے عرض کی کہ قدرت آنکو قتل کیون نہین کرتے آواز آئی کہ اے شیر بیشۂ
جرأت و امی یکتا ز میدان جلالت وہ سپہ سالار قدرت ہی وہ جو قدرت کو سجدہ کریگا ملک باختر
و ستیان و شہر ہتن مذہب قدرت جاری کریگا تمکو اُس پر بھی افسر کرینگے قصر عشرت مین جاکر
مصروف عیش و نشاط ہو دارا ب کشور کشا و شاہزادہ جہانگیر بھی اُسی مقام پر موجود ہین
جب اسکو فتح و شکست درپیش ہوگی تمکو اور اُنکو تکلیف دیجائیگی یہ باتین سُنکر قاسم کی آنکھ بند ہوئی اب
جو آنکھ کھلی اپنے کو قریب قصر عشرت پایا لندھور فیل میمونہ سے اُتر رہے ہین قاسم نے لندھور
سے کل کیفیت بیان کی کہ قدرت نے یہ پرورش فرمائی لندھور نے سجدۂ شکر خداوند ہفت پیکر کیا
یہ بھی پوچھا کہ امیر پر کیا گذری لندھور و قاسم ہاتھ پکڑے ہوے داخل قصر عشرت ہوے دونون
کی محشوقین پری چہرہ گل اندام مقبول طبع خاص و عام عارض رشک ماہ تابان گیسو مشکین نشان
خدام نازنیان آگے سے لندھور کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور ایک قریب قاسم آئی جہانگیر و داراب
اپنے قصر سے نکل کر براے تعظیم قاسم آئے جہانگیر سے قاسم نے حال پوچھا جہانگیر نے کہا کہ

ای فرزند آج حال ہمپر تمھارے مرتبے کا کھلا کہ مقبول بارگاہ ہفت پیکر ہو ہمکو بھی اسی قصر مین رہنے کا
حکم ملا ہی یہ چارون شیر داخل قصر عشرت ہین ناظرین پر واضح رہے کہ عیار انکے اور مقام پہ قید ہین
کہ انکا ذکر بھی وقت پر کیا جائیگا اب حال خیریت مآل خواجہ عمرو تحریر کیا جاتا ہی کہ خواجہ عمرو تلاش
مین صاحبقران کی صحرا صحرا مارے مارے پھرتے ہین ایک دن عمرو پھرتے پھرتے ایک نخل کے
سامنے مین آکر بیٹھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ پانچ سات عورتین
ملی ہوئی گا رہی ہین خواجہ عمرو اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے تھوڑی دور چلکر دیکھا کہ ایک باغ
کے آگے ایک نخل کلان ہی اُسمین جھولا پڑا ہوا بارہ چودہ نازنینان مہ جبین اُس پر بیٹھی ہوئی تانین
اُڑا رہی ہین ایک نازنین بیچ مین تاج سر پر سب کی افسر معلوم ہوتی ہی ڈھول آگے رکھا ہوا
بجا رہی ہی سب کنیزین گا رہی ہین خواجہ کنارے کھڑے دیکھا کیے ایک کنیز اُن مین سے برائے
رفع حاجت اُٹھکر ایک جھاڑی کے قریب آئی برائے ضرورت بیٹھی عمرو نے کنارے آکر اُس کنیز کو
بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا اُس کنیز کی شکل بن کر تیار ہوئے
اُسی کے کپڑے پہنے اُسی کا زیور زیب جسم کیا جب چلے تو خیال آیا کہ اسکا نام نہ پوچھا ٹہلتے ہوے
طرف جھولے کے چلے ایک نے اُن مین سے آواز دی کہ اری غنچہ دہن جلدی آ آکر دیگ لگا خواجہ
نہ بولے ایک کنیز نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کیون تو کیا گونگی ہوگئی ہی بات کا جواب نہین دیتی ہو ملکہ
گلشن گلرخسار یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو اُسکے ساتھ چلے نام بھی اپنا سمجھ گئے اُچک کے تپڑے
پر آئے کہا واری آپ کی خوشی ہو تو ایک چیز مین گاؤن اُس شاہزادی نے کہا کہ اری غنچہ دہن
تجھکو تو گانے سے نفرت ہی تو گانا کیا جانے کہا واری ابھی نیا معرکہ گذرا لونڈی جو ابھی واسطے
پیشاب کے گئی خود بخود آنکھ بند ہوئی دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کہ
ہم نے تجکو علم موسیقی عطا کیا جاکر ہماری معشوقہ گلشن گلرخسار کے سامنے گا اپنا کمال دکھا گلشن
نے کہا کہ اری غنچہ دہن مین ڈھول بجاتی ہون تو گا خواجہ نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

گشتہ ہو گرم جوشی ہرجائی یار کا　　مارا ہوا دل اپنا ہی قسمت بچار کا
ناخنی کی دلیل یہ تکیہ ہی دار کا　　منصور پہ یقین ہی [illegible] سوار کا
بلبل کو ساز دار ہو موسم بہار کا　　عہد شباب مجکو مبارک ہو یار کا

رنگِ طلائی رکھتا ہی اندام یار کا — دے کمر کو رتبہ ہی سونے کے تار کا
پہونچا دیا عدم شبِ تارِ فراق نے — دکھلا دیا سواد ہمارے دیار کا
کرتا ہی مجھسے ابلقِ ایام شوخیان — پہچانتا نہیں مگر اسکے سوار کا
خاموشی مین بھی باقی ہی گویائی کا نشان — طوطے کا پر ہی سبزہ ہمارے مزار کا
جلوے سے روے یار کے ہی دل مین روشنی — ماہ چہاردہ ہی چراغ اس دیار کا
اللہ سے دعا ہی یہی عندلیب کی — گلچین کے ہاتھ کے لیئے کھٹکا ہو خار کا
عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہی سامنے — پھرتا نہیں ہی تیر سے منھ اس شکار کا
کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین — نازک ہی سنگ شیشے سے میرے مزار کا
اہل صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ روز — روشن ہی حال آئنے سے زنگبار کا
چلنا پڑیگا ملک عدم کو پیادہ پا — اس راہ مین نہین ہی گذارا سوار کا
آتش یہ کسکی چاہ کا دم مارتے ہو تم — وہ دلربا ہی دشمن جان دوستدار کا

خواجہ سے اس طور سے یہ غزل گائی کہ گلشن نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای غنچہ دہن تو نے تو دل ٹکڑے کر دیا چلو باغ مین چلو حقیقت مین تو منظور نظر خداوند ہفت پیکر ہوگی مین نے تجکو مصاحبون مین درج کیا یہ کہکے ہاتھ تھام لیا اندر باغ کے لائی عمرو نے دیکھا کہ باغ پُر بہار پھول کھلے ہوے طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین گلشن غنچہ دہن نقلی کا ہاتھ پکڑے ہوے بارہ دری مین لائی اپنے مقام پر بیٹھی کہا غنچہ دہن آج جو رازدار جادو آئین گے اُنکو تیر الگا تا سنوائین گے اُن کو گانے کا بڑا شوق ہی غنچہ دہن نے گھبرا کر کہا کہ داری میرا مزاج بھی نیا ہو گیا ہین نہین سمجھی کہ رازدار جادو کون صاحب ہین میرے منھ سے اگر کوئی بات خلاف نکلے غصہ نہ فرمائیے گا مین اگلی سب باتین بھولگئی اب مجکو بالکل یاد نہین ہر وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ جلسہ جما ہی خداوند ہفت پیکر بیٹھے ہین مین اُنکے سامنے گا رہی ہون گلشن نے کہا کہ ای غنچہ دہن رازدار جادو وہ شخص ہی کہ مدت سے مجھپر عاشق ہی ہفتے مین ایک مرتبہ آتا ہی کہ شاید ملکہ قبول کرے مین نے ابھی تک اُسکا کہنا نہین مانا دو چار دن سے بسبب ترددین ہی صاحبقران کو قدرت نے اُسکے سپرد کیا ہی دو عیار فرزندان عمرو بھی اُسی کی قید مین ہین دیکھیے آئے یا نہ آئے لیکن آج اُسکے وعدے کی شب ہی یقین تو ہی کہ ضرور آئے

عمرو کی تلاش کرتا ہوا امیر کی حفاظت الگ ہے یہ بھی اسکو حکم ملا ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لا آج کل بڑے
بڑے اسکو کام ہین یہ سب حال اُسنے رستے مین لکھے تھے عمرو یہ سُنکر خاموش ہو رہا خیال مین گذرا کہ
اچھے مقام پر پہونچے اسی کی تو بجا فکر تھی وہ آج آئین گے مین اُنکی گردن لونگا گلشن نے صحن باغ مین
فرش کرایا شامیانہ استادہ ہوا باغ مین روشنی کرائی خود مسند پر آکے بیٹھی خواجہ مسخرہ پن کر رہے ہین
کبھی گاتے ہین کبھی صفت ہفت پیکر کبھی حال قید صاحبقران پوچھتے ہین گلشن کہتی ہی کہ قلعہ
فیروزہ مین قید ہین تھوڑی رات گذری ہی چاندنی باغ مین پھیلی ہوئی ہی گلشن انتظار مین رازدار
کے بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق سی چمکی دیکھا خواجہ نے کہ ایک ساحر تخت پر سوار تاج سر پر تخت اُڑاتا ہوا آیا
سب کھڑے ہوگئے اُس جادوگر نے آکر گلشن کا ہاتھ پکڑ لیا بخوشامد پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم مزاج
کیسا ہی گلشن نے کہا کہ ای رازدار آج نیا معاملہ پیش ہوا ہماری کنیز غنچہ دہن نذر کردہ ہوئی
قدرت نے اسکو علم موسیقی تعلیم کردیا ایسا گاتی ہی کہ اسکا مثل نہین ہین تو اُسکا گانا سُنکر عرصہ دراز
تک رویا کی ایسا گاتی ہی کہ جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر گانا سُنیے رازدار نے کہا کہ ملکہ اُسکو بُلاؤ گلشن نے
کنیزون سے کہا کہ غنچہ دہن کو بُلاؤ کہنا کہ میان رازدار آئے ہین تم کو گانا پڑیگا ای رازدار
کیا کہون اُسکا تو مزاج بدل گیا سب باتین بھول گئی جب مین بتاتی ہون تب اُسکی سمجھ مین آتا ہی
کنیزین گئین پکارتی ہوئی کہ اری غنچہ دہن کہان گئی خواجہ صحنچی مین بیٹھے تھے کنیز کی آواز کان
مین آئی حاضر حاضر کہتے ہوئے دوڑے کنیز نے کہا کہ چل تجکو ملکہ بلاتی ہین اُنکے عاشق صاحب
آئے ہین خواجہ چست و چالاک ہوکر چلے آکے دیکھا کہ ایک ساحر بامدار مسند پر بیٹھا ہی ملکہ گلشن
مسند سے الگ بیٹھی باتین کر رہی ہین کہ غنچہ دہن نے آکر سلام کیا گلشن نے کہا کہ آؤ غنچہ دہن
آؤ شہنشاہ تمہارا ذکر سُنکر مشتاق ہوئے خواجہ نے رازدار کو سلام کیا رازدار جادو نے کہا کہ
ہان غنچہ دہن خداوند کی ملاقات کا حال ہمسے بھی بیان کرو عمرو نے اٹھلا اٹھلا کے باتین کین رازدار بے
بیقرار ہوکر کہا ای غنچہ دہن کچھ گاؤ ملکہ تمہاری بڑی تعریفین کرتی ہین خواجہ نے ایک تان کھینچا سیدہا
سیدہا ٹھیکہ بجا کے چند اشعار اپنے سامنے رازدار کے گائے کہ رازدار نے کلیجہ پکڑ لیا
چوٹ کھائے ہوئے تھا اشعار عاشقانہ سُنکر بیتاب ہوگیا کہا کہ ای غنچہ دہن حقیقت مین خوب گاتی ہو
دل کے ٹکڑے کردیے بلاشک تیرے گانے مین تاثیر ہی غنچہ دہن نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور نے

ابھی کمال کیا سنا ہے ساقی گری خوب کرتی ہون رازدار نے کہا کہ شراب انڈیل کر پلانا یہ کتنی بڑی بات ہے غنچہ دہن نقلی نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائین گے کنجی میخانے کی مجکو ملے تو حضور کو میرا کمال ظاہر ہو گلشن نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے مین پہونچے سب شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی کہ جسکو شراب پینا ہو لیجائے ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے کنٹر و گلابیان و شیشے اٹھا اٹھا کر کنیزین لے گئین خواجہ نے چالیس گلابیان مے ارغوانی اُس مین بھر کے کشتی مین لگائین محفل مین لے کر بے تکلف آئے رازدار نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہے زاہد کا بھی دل چاہتا ہے کہ ایک جام پی لے عمرو نے لا کر گلابیان سامنے رکھین غزل ہائے عاشقانہ گانے لگی پرتو رازدار مبہوت ہو رہا ہے خواجہ نے کہا کہ دو ایک جام بھی پیجیے تو رنگ جمے آپ کو راضی کرون مجھے کچھ آپ سے عرض بھی کرنا ہے کنارے چلیے تو کہونگی یہ کہکے جام لبریز کیا کئی شعر مضمون شراب کے پڑھے نظم

آنکھوں کو چاہتے ہیں پیالا شراب کا
مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا

آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
پتلا وہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا

دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر
وکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

یہ اشعار پڑھ کر بصد ناز و ادا جام طرف رازدار کے بڑھایا نخل پر ایک طائر بیٹھا تھا اُس نے کچھ آواز دی رازدار نے سر اٹھا کے دیکھا پکار اٹھا کہ او طائر قدرت خداوند اگر شراب کا پینا منظور ہے تو لے تو ہی پی لے شراب شعلہ بنکر اڑی اُس طائر نے وہ شعلۂ شراب دہن مین اپنے لیا پکار اٹھا کہ ہم تجکو آگاہ کر چکے اب بھی تجکو غفلت ہو رازدار نے کہا کیون غنچہ دہن بیوفا طرزتے دیکھا قدرت خداوند ہفت پیکر کو ملاحظہ کیا سچ بتا کہ تو کون ہے عمرو نے کہا کہ مین وہی کنیز نظر کردہ خداوند ہون کیا تم کو کچھ شک گذرا ہے مفصل حال مجھ سے کہو ذرا کنارے چلو تو ایک مژدہ سناؤن یقین ہے کہ خوش ہو جاؤ گے رازدار نے باتین کرتے کرتے منہ سے آتش جو کی دھوان نکلا عمرو کا رنگ و روغن اڑ گیا اب تو صحبت مین شور ہوا کہ ارے یہ انس کہانسے آیا خواجہ خیال کرتے ہین کہ پاؤن تلے سے تمام لیے رازدار نے کہا کہ او سارہان زادے

خداوند نے فرمایا تھا کہ اب جو باغ گلشن مین جاؤ گے عمرو کا ضرور سامنا ہوگا پھر گلشن سے کہا کہ مین اس ظالم کو لیجاؤن قید خانے مین پہونچاؤن جب یہ ظالم تڑپ تڑپ کر مرے تب یہ معاملہ صاف ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ غل مچاتے ہین کہ ای گلشن مجھے بچاے یہ ظالم لیجاکر مار ڈالے گا گلشن نے کنیزون سے کہا کہ اسے جاکر میری کنیز کو تلاش کرو کہ غنچہ دہن پر کیا گذری اِدھر کاہ فروشون نے غنچہ دہن کو ہوشیار کیا غنچہ دہن روتی ہوئی آئی کہا حضور مین جنگل مین پڑی تھی بڑا مقام شکر ہی کہ کوئی شیر بھیڑیا نہین آیا رازدار نے کہا کہ ملکہ مین کل حاضر ہونگا اب مین اس ساربان زادے کو لیے جاتا ہون قید خانے مین اسے پہونچاؤن ایذا دیکے یہ کہکے عمرو کی کمر مین پنجہ دیا خواجہ تمیج ہوا بیہوش ہوگئے قریب ایک کوہ کے رازدار پہونچا کان مین آواز آئی کہ یا خداوند ہفت پیکر آئے آج اکیلے کیون آئے پھر آواز آئی کہ بست روز خاص الخاص عیار کو گرفتار کیے ہوے لاتا ہی اُس کی خاطر کرو ہم سے ملواؤ ہم اُسکو فرشتہ رحمت بنائینگے اپنے ساتھ آسمان پر لیجائینگے رازدار یہ آواز سنکر پلٹا پہاڑ پر آکے دیکھا کہ ایک ہنڈیا چڑھی ہی اُس مین ایک درویش بیٹھا ہوا ہفت پیکر کو یاد کررہا ہی جوڑا بندھا ہوا دھونی آگے لگی ہی اُسمین سے دھوان نکل رہا ہی رازدار نے عمرو کو گوشے مین ڈالدیا آپ آکر سلام کیا کہا کہ ای مقبول بارگاہ ہفت پیکر کیا خداوند اس پہاڑ پر آتے ہین فقیر نے سونٹا اُٹھایا کہا او اندھے دیکھتا ہی خداوند سامنے کھڑے ہین سجدہ کر خداوند فرماتے ہین رازدار ہاتھ باندھکر واسطے سجدے کے جھکا ہفت پیکر ہفت پیکر پکارنے لگا فقیر نے اُٹھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قران

| | |
|---|---|
| سریع السیر چون باد بہاری | جہان سر بتنگ از تیغ گزاری |
| منم عیار قران شیر زیانم | بہ میدان اژدر آتش فشانم |

بندہ بارہا کہ رازدار کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے گلشن باغ مین بیٹھی کہہ رہی ہی عجب سحر کہ در پیش ہوا کہ عمرو عیار باغ مین آیا رازدار گرفتار کرکے لیگئے یہ کہتی تھی کہ طائر نے آواز دی کہ ای گلشن رازدار مارا گیا گلشن ہاے رازدار کہہ کے اُٹھی رو کر برق چلی گلشن پر گری گلشن کے دو ٹکڑے ہوے یہان خواجہ عمرو و قران پہاڑ پر ہین عمرو نے ہوشیار ہوتے ہی قران کی تعریف کی کہ ای قران خوب وقت پر پہونچے لگایا پہاڑ بیٹھا عمرو و قران کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کھلی اپنے کو تہ خانہ میں رو ڈالا دیکھا رہین پایا صحنِ قران کو

اسم اعظم یاد آیا اٹھ کر قید توڑی جنگ کر رہے ہین فیروزۂ جادو کے ملازمون نے چہار جانب سے گھیرا ہی
امیر مسلح و مکمل مصروف جنگ ہین فیروزۂ تاجدار سوار ہوا اپنے ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ
حمزہ یکہ و تنہا ہی اسکو مارو معلوم ہوتا ہی کہ راز دار مارا گیا جب تو یہ معرکہ گذرا اُسکی فوج امیر پر
آپڑی صاحبقران لڑ رہے ہین کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش
مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا بار سفید سر پر سایہ فگن دریاے خون سے زمین رشک گلشن
بار سفید چتر سایہ ڈالتا ہی وہ حملہ کر رہا ہی نقابدار زرین پوش لڑتا بھڑتا قریب امیر کے آیا
کہا کہ ای شہریار نکل چلیے بڑی خیریت ہی کہ آج کوہ فیروزہ پر ہفت پیکر نہین ہی امیر نے فرمایا کہ مین
بدون قتل فیروزۂ تاجدار نہ جاؤنگا نقابدار نے زبردستی امیر کو گود مین لیکر ہوادار پر سوار کیا
کہا یارو نکل چلو یہ بھی عرض کیا کہ ای شہریار ان ملکون کا فتح ہونا کمال دشوار ہی ہفت پیکر بڑا مکار و
غدار ہی اس ملک مین حضور تشریف لائے ہین اب یہان کا حال کھلیگا ساتھ والون سے کہا کہ نکل چلو
دیوزادون نے ہوادار صاحبقران کا اٹھا لیا نقابدار ساتھ ساتھ صاحبقران کے دیوزادون
نے مع مرکب نقابدار کو اٹھایا ہر قدم جھکاتے ہوے چلے نقابدار نے امیر کو لاکر قریب لشکر پہونچایا
دیوزادون سے کہا کہ امیر کو اتار دو آپ اُسی طرح نوبت و نقارے بجاتا ہوا روانہ ہو گیا
سرداران صاحبقران امیر کو بارگاہ مین لائے امیر نے فرمایا عجب طرح کی مشکل ہی کہ آج مجکو
نقابدار نے قلعۂ فیروزہ سے نکالا ورنہ پھر کسی بلا مین پھنستا عجائب و غرائب یہان کے ذہن مین
نہین آتے کہ عمرو قران آکر پہونچے امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہان سے کوچ کرو قصد کیا کہ لشکر تیار ہو
صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ فوج وہین سے
پکارتا ہوا آکر او حمزہ تو فریب سے چھوٹا خداوند پر سب حال کھل گیا مجکو بھیجا ہی کہ مین تجکو گرفتار کرکے
لیجاؤن قدرت کو سجدہ کرنا پڑیگا یہ کہکے مقابل صاحبقران مین آ ٹہرا امیر کو ہرکارون کی
زبانی معلوم ہوا کہ بطلان تیرہ باز اس کا نام ہی امیر بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے کوچ کرنا
موقوف رہا اب امیر کو انتظار ہی کہ بطلان طبل جنگی بجوائے تو مقابلہ ہو امیر اسی فکر مین تھے کہ
زبانی ہرکارون کے معلوم ہوا کہ بطلان کسی کے انتظار مین ہی وقت پر یہ داستان حیرت بیان تحریر ہوگی

یہان حال نور الدہر بن بدیع الزمان کا تحریر کرنا منظور ہی

## دو کلمۂ داستان جلالت عنوان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعہ جاست پر اور پہلوانون سے مقابلے بشکل فتح در بند - ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی لاجواب
کہ آئی ہو اس باغ مین پھر بہار
عروسان گلزار ہین سبز پوش
تو گرداب ہی خنجر لاجواب
اکڑنے لگے نخل گلزار بھی
کہ لالے نے روشن کیے ہین چراغ
ادھر سرو پر قمریان وجد مین
عروسان گلشن کے دیکھو سنگار
لکھون داستان جلالت نشان

کہ لکھنا ہو مجکو یہ ساری کتاب
چہکتے ہین ہر سمت مرغان باغ
ہی نہرون کو بھی محبت کا جوش
حبابون کو آنکھین ہرن کی لکھون
کہ ہین جوش مین آج میخوار بھی
یہ منظور ہی باغ مین دھوم ہو
ادھر بلبل خوش بیان وجد مین
جو آمد ہی فصل بہاری کی آج
کہ ہو شاد جس سے دل ناظران

سے چلے دورۂ بادۂ خوشگوار
کہ ہو رنگ پر آج سامان باغ
جو ہر موج ہی تیغۂ برق تاب
کہ تعریف سیر چمن کی لکھون
چلے رند ہنستے ہوے سوے باغ
کہ کیفیت رنگ معلوم ہو
ہوا رشک سے لالہ کیون داغدار
ہر اک گل کے سر پر شگفتہ ہی تاج

پھر مرحلہ پیمایان منازل حیرت وہمت طی کنندگان مراحل مصیبت و محنت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر
مرصع خیال سخن آفرین ٭ سخن را بکری نشاندا این چنین ٭ کہ جسوقت گل نودمیدۂ گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان یہ ہم زندۂ زہر دے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے کیفیت قاسم کی سنی اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ لندھور کو بھی ساتھ لیگئے نہایت قلق ہوا منظور ہی کہ چل کر ہفت پیکر کی سرکوبی کرین طہماس سے اشارہ کیا کہ آج رات کو لشکر تیار رہے ہم چھوٹے قبلہ و کعبہ کی فکر مین جائین گے انکو بدعت سے ہفت پیکر کی بچائین گے یا موت اسطرف لیے جاتی ہی طہماس نے لشکر تیار کیا شبرنگ بن عمرو کو ساتھ لیا مع لشکر ایک جانب روانہ ہو گئے سات منزلین طی کی تھین کہ ایک صحرا مین پہونچے شب کو اسی مقام پر فروکش ہوئے صبح کو بہ قاعدۂ قدیم اُٹھے پشت اسپ پر سوار ہونے چاہتے تھے کہ لشکر کو لیکر روانہ ہون کہ توپ کی آواز کان مین آئی نور الدہر نے شبرنگ سے کہا کہ کوئی قلعہ کسی مقام پر لڑرہا ہی ذرا بڑھکر دریافت تو کرو کہ کس مقام پر لڑائی ہو رہی ہی شبرنگ بڑھا صحرا سے نکلکر دیکھا کہ ایک قلعہ ہی

سر بفلک کشیدہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر بالاے قلعہ خوف سے تھر تھر کانپ رہا ہی ایک پہلوان
زبردست بلوہ کرتا ہوا قلعے پر جاتا ہی وہ پہلوان گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچ چکا ہی للکار رہا
ہی کہ او بادشاہ دروازہ کھولدے اگر دروازہ توڑکر آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ بادشاہ پیر
فریاد کر رہا ہی کہ کوئی مجھ مسلمان کا بچانے والا نہین کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے دیکھیے یہ کیا بات
کرتا ہی شیر نگ نے پلٹ کر نور الدہر سے بیان کیا کہ ایک بادشاہ نحیف و ضعیف طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ مرد مسلمان ہی اسپر ایک پہلوان یورش کر رہا ہی نور الدہر کو یہ سنکر نہایت
بیقراری ہوئی فرمایا اہل اسلام کی مدد ضرور ہی یہ کہکے مرکب بڑھایا طہماس پیچھے پیچھے
صدران ماہ منظر و دراج و دردرگوش لشکر کو سنبھالے ہوے عقب مین آتے ہین نور الدہر
اسوقت سامنے ٹیلے کے پہونچے کہ وہ پہلوان قریب خندق پہونچکر گینڈے سے اترا چاہتا
ہی کہ خندق قرأن دامن گردان رہا ہی آستینین چڑھاتا ہی نور الدہر نے نعرہ کیا کہ او ظالم
کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا اس پہلوان نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف نور الدہر کے دیکھا
گینڈے پر سوار ہو کے پلٹا مقابلے مین نور الدہر کے آیا بعد تکاور کے پوچھا کہ او جوان تیرا
کیا نام ہی نور الدہر نے نام اصلی بتا دیا وہ پہلوان قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ تم لوگون کی تلاش
خداوند ہفت پیکر کو ہی ہر چند کہ مین انکا معتقد نہین ہمارا بادشاہ سلطان تیرہ پاتر بہادر
سب بے نظیر وہ کسی قدر خراج دیتا ہی میرا نام مفتوح قتل پیکر ہی اس بادشاہ نے کہ کیوان ہمنی
اسکا نام ہی کئی سال سے خراج نہین دیا سلطان نے مجکو حکم دیا کہ اس کی مشکین باندھ کر
لاؤ یا خراج وصول ہو تم لوگون کے مقدمے مین غلغلہ سنا کہ ہفت پیکر سے آپ لوگون نے
بگڑی الجھائی اکثر سردار اسکے براے مدد بادشاہ نورافشان گئے وہان جا کر قتل ہوے
اب ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ سب کو گرفتار کرکے لاؤ بڑے بڑے پہلوان آپ لوگون کی
تلاش مین نکلے ہین ای جوان مجھے تیری صورت پر رحم آیا لیکن ان پہلوانون کے ہاتھ سے
بچنا دشوار ہی ایک ایک پہلوان کوہ پیکر لڑائیان جھیلے ہوے ہی بڑے تکلف سے آکر خداوند
ہفت پیکر نے طلسم مین خدائی جتائی ہی مین تیری گستاخی معاف کرتا ہون اس سرحد سے نکل جا
اپنی جان کو بچا نور الدہر نے کہا کہ او مفتوح انشاء اللہ اس طلسم ہفت پیکر کو

عقل ہوش ربا و نور افشان فتح کرینگے ہر چند کہ مقتوح نے سمجھایا نور الدہر نے نہ مانا
مقتوح نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی نور الدہر نے کاٹھ کر
چھیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مقتوح کے نکل گیا اسنے سنبھلکر تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار
کو تلوار پر روکا اب جو تیغہ غارا شگاف سلیمانی کو کھینچا بجلی تڑپ کر ابر نیام سے نکلی
مقتوح کانپنے لگا دل کو یقین ہوا کہ اس تلوار کا وار نہ رکیگا کہا اے جوان تو ظاہر مین جری
ہے اور ہی باطن مین یہ کیا کہ تیرے ساتھ دوسرا جوان ہی مجکو تیر مارا چاہتا ہی نور الدہر غصے
مین پلٹے کہ کون سردار آ گیا منھ جو پھیرا مقتوح نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مار دیا تا دو ابرو تلوار
پہونچی نور الدہر نے زخم کاری کھایا چاہا تلوار مارون غش آنے لگا سر ہر نہ زین پر جھک گیا
مقتوح نے چاہا کہ سر کاٹ لون طہماس جو سر پر کھڑا ہی عاشق جمال نور الدہر خون کے قطرے
جو سر سے ٹپکے کلیجہ خون ہو گیا وہین سے گینڈا اڑایا آواز دی کہ او قابو پرست کیا کرتا ہی اتنے
جلدی طہماس آئے کہ گینڈا بیچ مین ڈالدیا ہاتھ مقتوح کا بلند ہو چکا تھا وہی وار اس نے
طہماس پر کیا طہماس نے ساطور آگے کر دیا ساطور پر جو تلوار پڑی دو ٹکڑے ہو گئی قبضہ اسنے
کھینچ مارا طہماس غصے مین گینڈے پر سے کودے زیر شکم کر گردن ہاتھ دیکر مقتوح کو مع گینڈے
اٹھا لیا اکھیڑ کر مارا کہ استخوان مقتوح کے چور چور ہو گئے اہالی فوج مقتوح طہماس پر آ پڑے
فوج نور الدہر نے طہماس کی مدد کی ساتھ والون کو مقتوح کے شکست ہوئی لاشہ اپنے
آقا کا لیکر بھاگے وہ بادشاہ پیر خوشی خوشی قلعے سے نکلا نور الدہر کو سلام کیا کہا کہ حضور نے
غلام کو تو نہ پہچانا ہوگا ہم نمکخوار قدیم ہین ای شہریار بھائی میر النعمان بن منظر ملازم
نوشیروان تھا جب وہ امیر پر چڑھ کے گیا صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو کے
مسلمان ہوا بھائی صاحب نے مجکو لکھا کیوان بن منظر میرا نام ہی صاحبقران کو دعا دیا
کرتا ہون اب حضور قلعے مین تشریف لے چلین آج بڑی مراد حاصل ہوئی کہ پوتا امیر کا میرے
قلعے مین آئے آج نہایت روز سعید ہی نور الدہر نے کیوان پر بڑی مہربانی فرمائی ساتھ
کیوان کے قلعے مین تشریف لائے لشکر باہر اترا بعد زخم دوزی دار الامارۃ مین آئے کیوان
نے کہا کہ تخت پر بیٹھیے نور الدہر نے انکار کیا کیوان تخت پر بیٹھا شاہزادہ نور الدہر

دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے صحبت عیش آراستہ ہوئی سرداران نور الدہر بھی آ گئے جب
ہنگامہ صحبت گرم ہوا نور الدہر نے پلٹ کے دیکھا کیوان رو رہا ہی اسقدر بیقرار ہی کہ وہاں
پر رومال تر ہوتا ہی نور الدہر نے گانے والے کو منع کیا فرمایا کہ کیون کیوان خیر تو ہی کہا کہ ای
شہریار آپ مصروف عیش و نشاط ہون میرے مقدمے مین دخل نہ دین نور الدہر نے فرمایا
کہ آپ ہمارے بزرگ ہین آپکی پریشانی کیونکر دیکھون قسم ہی آپ کو سر صاحبقران کی جلد
مفصل حال بتائیے کیوان بہت رویا دل تھام کر کہا کہ ای شہریار ایک فرزند دلبند پروردگار
نے عنایت فرمایا تھا حسین و جمیل تیغزن صف شکن ایک دن بر اسے شکار نکلا یہان سے
بارہ کوس پر ایک صحرا ہی اُس صحرا کو صحراے عجائب کہتے ہین اُس صحرا مین جاکر ایک آہو کے
پیچھے گھوڑا ڈالا آج تک اُسکا نشان نہین ملا کئی سال سے فراق مین فرزند کے بیقرار رہون
اس وقت یاد آگیا ساتھ والون نے اُسکے آکر خبر دی کہ جسوقت سے مرکب عقب مین
ہرن کے لے گیا پھر پتہ نہین لگا نہین معلوم اُس دلیر پر کیا گذری الماس خوشرو اُسکا
نام ہی اُسکے فراق مین زندگی دشوار ہی نور الدہر نے فرمایا کہ کل ہم اُسکا پتہ لگاتے ہین سے
لاکے تمسے ملائین گے کیوان قدمون پر گر پڑا کہ برائے خدا ایسا نہ فرمائیے آپکا میرے
ملک مین تشریف لانا میرے لیے سعادت دارین ہی بخیر و خوبی دو چار روز تشریف رکھیے پاس
اپنے دادا جان کے جائیے ورنہ پریشان ہو جیے گا نور الدہر خاموش ہو رہے بوقت سحر
مسلح ہو کر سامنے کیوان کے آ گئے کہا کہ ای کیوان وہ صحرا ہمکو چل کر دکھا دو کیوان نے
بہت بہت سمجھایا نور الدہر نے نہ مانا الماس سے کہا کہ تم لشکر لیکر یہان ٹھہرو ہم اندر ایک
ہفتے عشرے کے آتے ہین الماس بہت بیقرار رہا ہر چند کہا کہ مین آپکے ساتھ چلونگا شہزادہ
نور الدہر نے کہا کہ لشکر بے سردار رہیگا شبرنگ بھی یہین ٹھہریگا شبرنگ نے کہا کہ آقا
مین ضرور چلونگا نور الدہر نے منع کیا کہ ای شبرنگ تم بھی ساتھ نہ چلو شبرنگ خاموش ہو رہا
کیوان کو ساتھ لیکر نور الدہر چلے شبرنگ کنارے کنارے چلا نور الدہر جب قریب
اُس صحرا کے آ گئے کیوان نے رو رو کر عرض کی کہ اسی صحرا مین میرا فرزند گم ہوا نور الدہر نے
کیوان کو رخصت کیا آپ گھوڑا بڑھا کر صحرا مین چلے جب صحرا مین پہونچے شبرنگ

چھپا ہوا دیکھ رہا ہی کہ ایک ہرن سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر نے ہرن پر گھوڑا ڈالا ہرن
بھاگا شبرنگ دیکھ رہا ہی کہ نورالدہر پیچھے ہرن کے کوس بھر گئے وہان پر گھوڑے سے
اُترے ہرن کھڑا تھا ارادہ ہوا کہ کمندون سے پکڑون شبرنگ گوشے سے دیکھ رہا ہی نورالدہر
نے حلقہاے کمند ہرن پر مارے جب حلقہاے کمند آہو پہ پڑے آہو نے ایک چیخ ماری
غبار بلند ہوا بعد عرصے کے غبار ہٹا شبرنگ نے دیکھا کہ مرکب نورالدہر کا کوتل ٹہل رہا ہی
نہ آہو ہی نہ نورالدہر شبرنگ حیران ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی مرکب تو اس نے لشکر
مین روانہ کر دیا آپ پھر جنگل مین آیا جس مقام پر نورالدہر غائب ہوے ہین وہان آتا ہی
نورالدہر کو چہار جانب دیکھتا ہی کہین پتہ نشان نہین معلوم ہوتا نہ کوئی گانون اور نہ کوئی شہر
اُس جنگل مین حیران و پریشان ہی کہ ای شبرنگ کون آقا کو لے گیا شبرنگ تو جنگل مین
مارا مارا پھرتا ہی کہین پتہ نہین ملتا وقت پر حال شبرنگ لکھا جائیگا اب حال نورالدہر
تحریر ہوتا ہی کہ جب نورالدہر نے حلقہاے کمند اُس آہوے وحشی پر مارے غبار بلند
ہوا آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا کہ چند زنگی مجھکو گرفتار کرکے لیے جاتے ہین ہاتھ مین
ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان ایک بارگاہ کلان مین لیکر نورالدہر کو لے آے ایک بادشاہ
تخت پر بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ ای جوان تو نے اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالا یہ سرحد طلسم
فرنگ ہی بڑے بڑے لوگ فتح کرنے کی امید پر آئے اور شرمندہ ہو کر پلٹ گئے آپ کو
مناسب ہی کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے نورالدہر نے کہا ای بیہودہ کیا بکتا ہی جو تجھسے
ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر بعنایت پروردگار اس طلسم کے مٹنے کا وقت قریب آیا یہ سنکر
اُس بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو لیجا کر صحراے مصیبت خیز مین چھوڑ دو زنگی کشان کشان
نورالدہر کو لے چلے جب شہر کے باہر آئے اُن زنگیون نے طرف آسمان کے دیکھکر آواز
دی کہ یا خداوند طلسم اس جوان کو صحراے مصیبت مین پہونچا دیجیے یہ کہکر زنگی الگ کھڑے
ہوے آسمان پر برق چمکی برق سے ایک پنجہ نکلا پنجہ مثل برق چمکتا ہوا قریب نورالدہر آیا کمر
مین نورالدہر کی پنجہ پڑا آسمان پر پنجہ اُٹھا کر لے گیا عروج ہوا سے نورالدہر بیہوش ہو گئے
بعد تھوڑے سے عرصے کے جو ہوش آیا دیکھا کہ ایک صحرا مین کھڑا ہون اور دو تین سو جوان

صحرا مین کچھ پھل سے طولانی ہین اُن چمنون مین گل چینی کر رہے ہین نورالدہر ٹہلتے ہوے جو اُن
سب کے پاس آئے جمال کو دیکھکر وہ لوگ افسوس کرنے لگے نورالدہر نے بگڑ کے کہا کہ اے بیچارو
افسوس کیا کرتے ہو اُنھون نے کہا کہ آپ کے حُسن و شباب پر افسوس آتا ہی کہ آپ کیونکر قید
ہوے نورالدہر نے کہا کہ قیدی وہ جو ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہو ہم اپنے قابو اور اختیار مین
ہین جہان چاہین وہان جائین اور جہان چاہین بیٹھین ان باتون پر نورالدہر کی وہ لوگ
رونے لگے کہا کہ اے نوگرفتار ابھی یہان کے مزے سے آگاہ نہین ہو بڑی بُرائی یہ ہی کہ
کھڑے کھڑے پھر رہے ہو گل چینی کرو کچھ بناؤ نورالدہر نے کہا کہ ہم کیا مالی ہین ایک نے
کہا کہ بھائی یہ نئے نئے آئے ہین جب تکلیف اُٹھائین گے پھر راہ پر آئین گے ابھی تو ہماری
باتون پر خفا ہوتے ہین کچھ دنون مین سمجھ جائین گے نورالدہر کنارے آ کر بیٹھے وہ لوگ جب گل چینی کر چکے
کنارے بیٹھ کر زیور بنانے لگے اپنے اپنے طور پر سبھون نے بنایا جب دن پہر بھر باقی رہا
تو اُس صحرا سے ایک جانب چلے نورالدہر سوچے کہ دیکھین یہ لوگ کہان جاتے ہین الگ
الگ آہستہ چلے جنگل مین ایک مقام پر ایک چبوترہ تھا وہان جا کر سب بیٹھے اپنے دونے
زیور کے آگے رکھ لیے کہ ایک طرف سے ایک نازنین پیدا ہوئی آگے آگے وہ نازنین
پیچھے ایک عورت کے سر پر خوان رکھا ہوا اُس عورت نے آکر خوان طعام اُسی مقام پر رکھا دو دو
روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا سب کو بانٹا نورالدہر کی طرف پلٹ کر نازنین نے کہا
کہ اے جوان تو نے کچھ نہین بنایا نورالدہر نے کہا کہ کیا ہم مالی ہین ہنسکر اُسنے کہا کہ جب بھوکون
مروگے تب مالی بننا اچھا معلوم ہوگا نئے نئے آکے قید ہوے ہو یہ نخرے کرتے ہین خدا ہماری
ملکہ کو سلامت رکھے کہ اُنکی وجہ سے یہان کھانا نصیب ہوتا ہی یہ صحراے مصیبت خیز ہی مصیبت
کی یہان انتہا نہین اس سال مین ہماری مالک نے کیا کیا کوشش کی تو یہ سامان میسر ہوا یہ
کہکے ہنستی ہوئی چلی گئی دن بھر نورالدہر کو گذرا شب بسر ہوئی نوجوان شاہزادے بھوک
سے بیقرار ہوے ٹہلتے ہوے اُن سب کے پاس گئے اُن سب نے کہا کہ اے نوجوان
آج تو تکلیف کر اگر کچھ مشقت نہ کریگا تو کھانا نہ ملے گا نورالدہر نے کچھ جواب نہ دیا جب تیسرا پہر
ہوا خیال مین گذرا کہ تھوڑی دیر بڑھکر کھانا وہ جو لاتی ہی اُس سے چھین لین یہ سوچ کر تخل سے

ایک لاٹھی توڑی جب یہ سب بنا چکے اسے زیور گل بنا کر اسطرف چلے نور الدہر انکے پیچھے ہولیے
وہ تو جا کر ایک مقام پر ٹھہرے کہ صحرا سے وہی نازنین آ گئے آگے ایک فرد ورقی پشت پر
نور الدہر نے للکارا کہ اری خوان رکھدے اسنے پکار کر کہا کہ بی بی دیکھیے یہ قیدی کھانا چھینتا ہی
نور الدہر نے بڑھکر ایک لاٹھی ماری فرد ورقی خوان رکھکے بھاگی اس عورت نے ان قیدیون
کو پکارا کہ ارے قیدیو دوڑو تمھارا کھانا آج یہ مسٹنڈا چھینے لیتا ہی قیدی سب دوڑے جو قریب
آیا نور الدہر نے ایک لکڑی ماری وہ بھاگا پانچ چھ کو جو نور الدہر نے چوٹیلا کیا اب سب
دور سے لینا لینا کہ رہے ہین قریب نہین آتے نور الدہر نے روٹیان بیٹھکر کھانا شروع
کین بارہ پہر کے بھوکے تھے پیٹ مین آگ لگی ہوئی تھی آدھی آدھی روٹی کا نوالہ منہ مین
ڈال گئے حلق سے نہ اترا تو پانی پینے لگے بمشکل پانی سے نوالے حلق سے اتارے وہ نازنین
روتی پیٹتی سامنے قصر تھا اسمین پہونچی پکار کر آواز دی حضور آج ایک بڑا ظالم جنگل مین آیا ہی
مردوری کو لاٹھی ماری مجھ پر چلا تھا مین تو بھاگی کہ مجھپر جو شاخ تر کی لکڑی پڑتی زندہ نہ رہونگی
کیونکہ یہ مصیبت سہونگی یہ کہکے جو غل مچایا پردہ قصر کا اٹھا ایک نازنین گلنار پوش جوڑا سرخ
پہنے ہوے بانکی ترچھی ادا و ریاست جواہر مین غوطہ زن نہایت حسین نکلی نگاہ اسکی شاہزادہ
نور الدہر پر پڑی کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل غبار چہرے پر پڑا ہی یا ذرے چمک
رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان پر ستارے جڑے ہین نور الدہر نے بھی دیکھا کہ ایک
نازنین پشت پر کئی سو کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ہوے ساتھ ساتھ آگے وہ ماہ تابان عقب
مین ہجوم سیارگان مگر نور الدہر کھانے مین مصروف ہین اس نازنین کی جو نگاہ پڑی غصے مین کہا
کہ او گستاخ کیون اسقدر غل مچائی ہی وہ دون کا بھوکا تھا کیا کرتا قیدی کیون چیخ رہے ہین ان کو
منع کرو غل نہ مچائین اور کھانا بھیجا جائیگا شمشاد قد وزیر زادی برابر کھڑی تھی کہا کہ اے شمشاد قد
اس جوان کو یہان سے بلا بیشک روٹی اس سے کھائی نہین جاتی کوئی شاہزادہ
جلیل ہی بھوک سے پریشان ہی شمشاد قد نے کہا کہ داری مقدمہ طلسم ہی کوئی خرابی نہ ہو ملکہ
نے کہا کہ قیدی کو کھانا کھانے مین خرابی کیسی مین تو حکم دے چکی ہون کنیزون نے بموجب
اشارہ وزیر زادی پکارا کہ او جوان نہ کھانا چھوڑ دے ملکہ عالم بلاتی ہین نور الدہر

دیکھ رہے تھے بیقرار ہو کر دوڑے جب قریب قصر کے آئے کنیزون نے دروازہ کھول دیا
نورالدہر سیڑھیان طی کر کے بالاے قصر آئے اُس نازنین کو بجلی قریب سے دیکھا اور زیادہ
مبہوت ہوے وہ نازنین فرش پر آکے بیٹھی نورالدہر بھی اُسی مقام پر آئے بیٹھنے کا اشارہ ہوا
نورالدہر مسند پر آکے بیٹھے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین خاصہ لائین کہا اے شہریار اب
نوش فرمائیے نورالدہر نے سر جھکا لیا کہا کہ اے شہنشاہ خوبی نہین معلوم تمھارا مذہب کیا ہے
اس وجہ سے عذر ہے اُس نازنین نے کہا کہ اس طلسم مین خداوند نہنگ دریا سے قہار سے
پیدا ہوے ہین اُنھین کو سب سجدہ کرتے ہین مین اپنے حال سے خود آگاہ نہین اُنھین خلق اور
نہنگ کو سجدہ کرتی ہون نورالدہر نے کہا کہ کوئی ساحر شعبدہ باز ہوگا اُسکو خدا جانتی ہو پروردگار
وہ ہے کہ جس نے تمام عالم کو ایک کلمہ کن سے پیدا کیا چند کلمے مذمت کفر کے اور چند
تعریف خدا مین بیان کیے اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ مہمان کی خاطر منظور ہے جو تم کہتے ہو
یہی اعتقاد کیا ملکہ نے اور کنیزون نے کلمہ پڑھا ملکہ نے کہا کہ اب تو نوش فرمائیے شاہزادہ
نورالدہر نے کہا کہ اگر خاطر ہماری مد نظر ہے تو آپ بھی شریک ہون ملکہ نے بھی ہاتھ بڑھایا نورالدہر
نے نوالہ بنا کر ہاتھ بڑھایا ملکہ نے کہا کہ صاحب میرے ہاتھ موجود ہین یہ تکلیف کیا ضرور نورالدہر
نے شرما کر سر جھکایا ملکہ نے مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا کہا کہ صاحب کیون رنجیدہ ہوے ہو لاؤ
مین تمھارے ہاتھ سے نوالہ کھاؤن مطلب تمھارا یہ ہوگا کہ مین بھی نوالہ تمکو دون یہ کہکے
نوالہ نورالدہر کو دیا نورالدہر نے بھی کھایا راز و نیاز سے دونون نے خاصہ نوش کیا بعد
خاصے کے شراب طلب کی نورالدہر نے جام پیا ایک جام ملکہ کو پلایا کنیزین چپ حیران
ہین کہ آج ملکہ عالم نے غضب کیا دیکھیے کوئی آفت نہ آجائے قیدی طلسم صحراے مصیبت خیز
کو بالاے قصر بلا لیا پہلو مین بیٹھی ہین شراب چل رہی ہے ایسا نہو کہ کچھ خرابی آجائے بعض
بعض تو ایسی باتین سوچ کر گوشے مین ہٹ گئین کنارے جا کے بیٹھین یہان یہ دونون شراب پی رہے
ہین ملکہ نے باتون باتون مین حال پوچھا نورالدہر نے کہا کہ واسطے رہا کرنے فرزند کیوان
مین منتظر کے آیا ہون ملکہ نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ اے شہریار دو برس سے پیشتر کا وہ
قیدی ہوگا دو برس تک قیدی اس صحرا مین رہتے ہین بعد دو برس کے قیدی زندہ اٹھا نہ

طلسم مجنون مین بھیجدیے جاتے ہین وہانتک جانا دشوار ہی نور الدہر نے کہا کہ مالک پروردگار ہی انشاء اللہ وہان تک پہونچین گے اور اُسکو رہا کرین گے اُسکے باپ سے وعدہ کرکے آئے ہین انشاء اللہ بدون فتح طلسم واپس نہ ہونگے ملکہ نے کہا کہ صاحب یہ طلسم نہایت پر آشوب ہی مقام شور و شر لوح طلسمی جو کلید فتح و ظفر ہی سنتی ہون کہ اُسکا نشان نہین اہالی طلسم یہ بھی ذکر کرتے ہین کہ لوح طلسم مجنون نابود ہی جب تک لوح نہ دستیاب ہو طلسم فتح کیونکر ہو سکتا ہی نور الدہر نے کہا کہ پروردگار عالم سب خبرین جانتے والا ہی وہ نشان بتائے گا تا یہ لوح پہونچا دیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار آیا اُس ابر سے برقین چمکنے لگین ایک برق چمک کر گری اور آواز ہیبتناک آئی کہ او گیسو بریدہ یہ تونے کیا کیا گنہگار کو پہلو مین جگہ دی بالائے قصر بلا لیا پنجہ کمرین ملکہ کی پڑا ایک پنجہ کمر مین نور الدہر کی پڑا کنیزین سب گرفتار ہوئین فریاد فریاد کی صدائین بلند کرتی تھین کہ یا خداوند تہ تک فریاد ہی یہ پھر ناحق یہ بیداد ہی جسنے ملکہ کو سمجھایا ہمارا کہنا نہ مانا قیدی کو بالائے قصر بلا لیا ہم سمجھاتی تھین یہ غلغلہ ہوتا جاتا تھا وہ ابر سب کو لیکر چلا جس ساحر نے ابر گرایا ہی شعبان جادو اُسکا نام ہی لیکر ان سب کو ابر پر ڈال لیا اور طرف خاص طلسم کے چلا جب کئی کوس راستہ طی کیا قضائے کار راہ مین باغ ہی ملکہ ہوشربا کے شیرین کلام کا ملکہ باغ مین سبھی ہین کنیزین خدمت مین حاضر ہین کہ آسمان پر ابر نمایان ہوا کنیزون نے کہا کہ واری کوئی ساحر زبردست جاتا ہی ملکہ نے جو ابر کو دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا ابر اُسی مقام پر رُک گیا پکار کر آواز دی کہ ارے اس ابر مین کون ہی ہمارے مکان کے سامنے سے جاتا ہی جواب نہین دیتا ہی شعبان نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ ہوشربا نے کان سے بجلی اُتار کر پھینک ماری برق ابر پر گری کہ ابر پھٹا شعبان جو بڑھا تھا برق کا گرا کہ شعبان کے دو ٹکڑے ہوے ابر پھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا نور الدہر ابر سے گرے ملکہ نے ہاتھ پر روکا نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی پسینے پسینے ہو گئی قلب کانپا کلیجے پر ہاتھ رکھ کے دل کو سنبھالا نور الدہر کو مسند پر لٹا دیا شاہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش تھا کہ ابر سے کنیزین گرنے لگین ملکہ کی کنیزون نے دوڑ کر عرض کی کہ حضور کنیزین ابر سے گر رہی ہین بعد اُسکے دیکھا کہ لکہ ابر سے ایک برق چمکی ایک نازنین گرتی ہوئی آتی ہی ملکہ ہوشربا نے اسکو بھی روکا کا پہلو مین بٹھا لیا

بیہوش بھی ہوشیار کیا پوچھا کہ کیوں صاحب یہ کیا معرکہ ہے کہاں سے آپ لوگوں کو شعبان اٹھا کر
لے آیا ملکہ نے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ میں اپنے قصر میں تھی یہ بھیجا جا کر پہونچا اٹھا لایا ملکہ
نور الدہر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے ہوشربا نے کہا کہ خاموش رہو سمجھا جائیگا میں جانبازی کو
موجود ہوں جہاں تک ہوگا کوشش کروں گی اور لوح طلسمی کی بھی کوشش کیجائیگی تمہارے
حال زار پر رحم آیا میں لوح کا حال خود شاہ سے پوچھوں گی دیکھوں کہ وہ کیا فرماتے ہیں یہ
کہکے نور الدہر کو ہوشیار کیا ہوشربا نے بڑی خاطر کی نور الدہر کو مسند پر بٹھایا آپ قریب لگے
بیٹھی کہا کیوں صاحب کیا قصد ہے نور الدہر نے کہا کہ فتاحی طلسم محجوبوں کی آرزو ہے خواہ اسمیں
جان جاے خواہ رہے جو زبان سے کہا ہے وہ کرینگے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے تھے کہ
یہ معاملہ در پیش ہوا ہوشربا نے کہا کہ اے شہریار اگر آپ عمر بھر رہ روی کرتے تو بھی سرحد طلسم
ہفت پیکر میں نہ پہونچتے لیکن راستہ دربندہاے طلسم ہفت پیکر کا اسی جگہ سے متعلق ہے جبتک
آپ طلسم محجوبوں نہ فتح کریں گے تب تک سرحد طلسم ہفت پیکر میں نہ پہونچیں گے اور
بھائی بھتیجے آپکے جو اسی فکر میں نکلے ہیں سالہا سال مارے مارے پھریں گے اور سرحد
طلسم ہفت پیکر میں نہ پہونچیں گے آپکی اقبالمندی ہے کہ شعبان کا اسطرف سے گذر ہوا
اور میں نے چھڑایا میرا عجب طرح کا معرکہ ہے بہن میری ملکہ نرگس حیرت افزا اسپر بادشاہ
طلسم محجوبوں عاشق ہوا دعوت کے نام سے بلا بھیجا قید کر لیا کنیزوں نے اکثر نامے لکھے اس
ملعون نے جواب دیا کہ اپنی بہن کی شادی ہمارے ساتھ کرو ورنہ عمر بھر قید میں رہے گی
جتنا قید خانے کی سہیگی ہم بادشاہ طلسم محجوبوں ہیں اور ہمسے انکار وصل اے شہریار میں یہاں سے
گئی بموجب حکم محجوبوں جادو بہن سے ملاقات کی ناچار ہوکے یہ بھی پوچھا کہ تم وصل شاہ کا
کیوں نہیں قبول کرتیں جفائیں اٹھاتی ہو بہن نے مجھ سے کہا کہ بہن میں نے خواب میں دیکھا
ہے کہ نبیرہ صاحبقران اس طلسم میں آئیں گے میں انکی زوجہ کہلاؤنگی بزرگان دین میرے
خواب میں آے مجکو مسلمان کر گئے بہن تم بھی اعتقاد اسلام کرو مجکو جیسے آپکے آنیکا اشتیاق
تھا شاہ ہو رعجائب وان وزیر اعظم محجوبوں مجھپر عاشق ہے روز آتا ہے منتیں خوشامدیں کرتا ہے
میں نے اب تک اسکو عقلمندی سے ٹالا ہے اور زہر دا کرتی ہوں چونکہ ساحرہ ہوں اطاعت

دین اسلام کی قبول کی آج جو وہ بچیا آئے تو مین اُس سے حال لوح کا پوچھون اُسکی ذات سے
لوح کا پتہ ملیگا نور الدہر خاموش ہو رہے جب شام ہونے لگی وہ نازنین جو باغ سے ساتھ
آئی ہی گلشن دریا بار اُسکا نام ہی اُسکو اور نور الدہر کو ایک گوشے مین چھپا دیا آپ سامان
کرکے بیٹھی نور الدہر نے گوشے سے دیکھا کہ پہلے آندھی چلی برق چمکی ایک تخت نمایان ہوا
اُسپر ایک جادوگر سیہ فام بد انجام تخت اُڑاتا ہوا ہاتھ ہلاتا ہوا آکر پہونچا ملکہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ
ہوا کہا کیون جان جہان مزاج کیسا ہی آج تمکو پریشان پاتا ہون ہوشربا نے آنکھون سے
آنسو ٹپکا کے کہا کہ ای سفا ہور عجائب دان کیا پوچھتا ہی آج ہمکو بڑا قلق ہی اب تک تو ہمکو یہ
خیال تھا کہ بہن نرگس کی شادی شاہ کے ساتھ ہوگی ہم گھر مین وزیر کے رہین گے سلطنت
طلسم مجنون پر ہمارا اختیار ہوگا آج جان کا خوف پیدا ہوا تمھاری زندگی کیونکر ہوگی بادشاہ
کیونکر بچیگا مینے خبر سنی ہی کہ طلسم کشاے اصلی نے طلسم سرحد مجنون مین داخلہ کیا اگر
طلسم کشاے اصلی آیا اور اُسنے کرد کوشش کی لوح طلسمی پا گیا پہلے ہمین قتل کرے گا کہ ہم
متعلقین وزیر طلسم کہلاتے ہین سفا ہور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم لوح طلسمی کون پا سکتا ہی کوئی ایسا
ہوگا اس باغ کے بائین جانب ایک صحرا ہی وہان جاکر زیر نخل چنار آواز دے کہ ای داود حبشی
جلد آ داود حبشی بشکل طائر آئے اُسکی پشت پر سوار ہو وہ صحراے ریگستان مین
پہونچا دیگا صحراے ریگستان مین جاکر ایک آواز دے کہ ای ماہی تازہ کہ لقب جس کا
ریگ ماہی ہی جلد میرے پاس آ ایک جوان زمین سے پیدا ہوگا ہاتھ مین اُس کے
ریگ ماہی ہوگی جب وہ جوان ایسا زبردست ہو کہ اُس جوان کو زیر کرے وہ بخوشی مچھلی
اُسکو دے وہ مچھلی کا شکم چاک کرے تب شکم ریگ ماہی سے لوح طلسم مجنون نکلے گی کون ایسا
ہوگا اور یہ حال کسے معلوم ہی کہ داود حبشی کو پکارے اور داود صحراے ریگستان مین پہنچا
تم ناحق پریشان ہو رہی ہو ای ہوشربائے شیرین کلام تمھاری بھی شرکت ضرور رہی
قواعد مین لکھا ہی کہ ہوشربا شریک ہوگی پس تمکو سب منظور رہی اور تم کاہے کو شریک
ہوگی طلسم مجنون تمھارا ہی جب تک تم مدد نہ کروگی تب تک طلسم کشا صحراے ریگستان تک
نہ پہونچیگا یہ کہکے کہا کہ صاحب شراب پیوگا اُن کو بلاؤ ایک دو غزلین گا کے طبیعت کو

پہلانے یہ خیالات محل ہین مجکو کون مار سکتا ہی اگر ہمرکردن زمین ہلادون لاکھ دو لاکھ ایک دم بھر مین
قتل کرون ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا گانا ہونے لگا شراب چلی رات بھر اسی ہنگامے مین بسر ہوئی
صبح ہوتے آواز الفراق والوداع بلند ہوئی شاہور بجا تب وان رخصت ہوکر روانہ ہوا
ملکہ نے نورالدہر سے کہا کہ اے شہریار حال آپ نے سنا تلاش لوح مین چلیے نورالدہر
آمادہ ہوئے ملکہ ہوشربا نے نورالدہر کو تخت پر سوار کیا ملکہ گلشن کو کنیزون کے
سپرد کیا نورالدہر کو ایک صحراے عجائب مین لائین کہا کہ اے شہریار دوادوجنی کو پکاریے
وہین عقب سے حاضر ہوگی نورالدہر نے بہ فصاحت آواز دی کہ اے دوادوجنی جلد آؤ تین
آوازین جو دین آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی جثہ اڑتا ہوا آیا زمین پر آ کے قائم ہوا
نورالدہر جھپٹ کر اسکی پشت پر سوار ہوئے طائر اڑا عقب مین ہوشربا چلی
صحراے ریگستان مین لاکر دوادو نے نورالدہر کو اتارا نورالدہر پشت طائر سے
اترے طائر تو یہ کہکر چلا گیا کہ جب مجکو طلب کیجیے گا مین حاضر ہونگا طائر تو اڑگیا کہ ملکہ ہوشربا
بھی پہونچین کہا کہ اے شہریار آواز دیجیے کہ اے ماہی تازہ جلد ہمارے پاس آؤ نورالدہر نے
آواز دی زمین شق ہوئی ایک جوان قوی تن وقوی من نکلا ایک ماہی پھڑکتی ہوئی ہاتھ مین کہا
کہ اے جوان رنگ ماہی میرے پاس موجود ہی اسکو لے مگر مین تیرا زور مین امتحان
چاہتا ہون اگر اپنے زمانے کا تو صاحبقران ہی مجکو زیر کرے گا پھر لوح طلسمی کا
اختیار رہی اگر مین غالب آیا ہرگز لوح نہ دونگا افسوس کا مقام ہی کہ شاہور نے سب
حال کہدیا یہ کہہ کے ہاتھ سے اشارہ کیا مچھلی مثل ہیکل گلے مین اسکے لپٹ گئی اب خم مارکر
سامنے نورالدہر کے آیا نورالدہر بھی آمادہ ہوئے قریب تھا کہ کشتی شروع
ہو ملکہ ہوشربا آکر پہونچین آواز دی کہ اے برادر دواود طلسم کشا سے مقابلہ کرتے ہو
تم قید سے رہا ہوگئے اس حفاظت سے بچ گئے تمھارا بھائی یہان تک پہونچا گیا وہ بھی قید سے
رہائی پائیگا ہمیشہ بتشکل طائر رہتا ہی یہ جو ہوشربا نے سمجھا کر کہا کہ وہ جوان دوڑ کر قدمون پہ گرا
کہا کہ اے شہریار ہم آپکے آنے کے مشتاق تھے ہم دونون بھائی مدت سے اس طلسم مین
پھنسے ہین رحیم جنی میرا نام ہی وہ طائر بنے رہتے ہین مین زمین پہ رہتا ہون خدا آپ کو

مظفر و منصور کرے قید طلسم پروردگار ہمارے جسم سے دور کرے کئی سال ہوئے کہ عزیز و اقارب
سب چھوٹے لٹے یہ ریگ ماہی موجود ہی بسم اللہ شکم چاک کیجیے لوح طلسمی لیجیے نور الدہر نے ریگ ماہی
اسکے ہاتھ سے لی رحیم حقی بھی دیکھ رہا ہی کہ نور الدہر نے خنجر کمر سے نکالا شکم مچھلی کا چاک کیا ایک برق
چمکی کہ آنکھیں خیرہ ہوگئیں اب جو نور الدہر نے دیکھا ایک تختی الماس کی مدور حروف اسپر
یاقوت احمر کے نور الدہر نے لوح کو ہاتھ میں لیا ماہی مردہ کو ہاتھ سے پھینکا لوح کو دیکھنے
لگے کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار شکر ہی کہ آپ نے لوح پائی ہوشیار رہیے ذرا غلام بھی
دیکھے نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ شبرنگ بن عمرو عیار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی قریب
پہونچا کہا کہ ای شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہیں لوح طلسمی ملی ہیں ذرا دیکھوں جس دن
سے آپ سے چھوٹا جنگل میں مارا مارا پھرتا تھا آج حضور کے سامنے پہونچا یہی لوح طلسم
کشاون ہی نور الدہر نے خوش ہو کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای برادر یہ دیکھو لوح
طلسمی موجود ہی شبرنگ نے لوح کو ہاتھ میں لیا دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے کہا کہ دیکھیے ابر اٹھا ہی
کوئی ساحر آتا ہی ذرا اپنے کو بچائیے نور الدہر ادھر ملتے شبرنگ نے پر پرواز پیدا کیے
آواز دی کہ ہم ماہور جادو دیکھیں یوں لوح لیجاتے ہیں نور الدہر تو دیکھ کے رہ گئے
ہوشربا نے جو دیکھا کہ ماہور اڑ کر چلا آواز دی کہ ہم ملکہ ہوشربا سے شیرین کلام
او ماہور کہاں جاتا ہی جست کر کے بلند ہوئیں برق بنکر ماہور پر گریں کہ ماہور کے
دو ٹکڑے ہوئے لاشہ زمین پر گرا نور الدہر نے دوڑ کر لوح اٹھائی لوح کو چوم کر گلے
میں ڈالا فرمایا کہ ہوشربا بڑا کام کیا ہوشربا نے کہا کہ اب حضور پر بڑی سختیاں پڑینگی جہانتک
ہو سکے گا میں ہر وقت سامنے پہونچوں گی یہ کہکر ہوشربا ایک کبوتر کی شکل بنکر بلند ہوئی
آسمان میں ڈوبی نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ پڑھو او دحیتی حاضر
ہو اس سے کہو کہ تجکو باغ میں مخشک زمین کن کے پہونچا دے شاہزادہ
نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا و او دحیتی بشکل طائر حاضر ہوا مثل انسان کے
گویا ہوا کہ ای شہریار لوح طلسمی مبارک ہو ہر وقت ہر مقام پہ ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ
اہالی مرحلہ و دیگر لوح سے لیں لوح سے خبردار رہیے گا نور الدہر نے کہا کہ ہمکو

باغ موشکِ زرین کن مین پہونچا تو یہ کہکر پشت پر اوٗدو کی سوار ہوے واوٗدو اڑتا ہوا چلا تھوڑے عرصے کے صحرا مین ایک باغ معلوم ہوا لیکن باغ ویران پتے درختون کے زرد روشین ٹوٹی ہوئین اوٗدو نے کہا کہ ای شہریار یہی باغ موشکِ زرین کن ہی یہاں سے باغ پر نور الدہر کو لا کر اُتارا نور الدہر اُترتے ہی لوح کو دیکھتے ہوے طرف باغ کے چلے بعد ملاحظۂ مضمون لوح بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوے کہ تڑپنے کی آواز کان مین آئی نور الدہر اُس صدا کی جانب متوجہ ہوے پے در پے صدا آتی ہی کہ ای پروردگار یہ مصیبت ہمسے نہین اُٹھتی ہمارا جلد خاتمہ ہو نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نخل مین طہماس بندھے بیٹھے ہین بدن مین مار سیاہ لپٹے ہوے نور الدہر دیکھکر بیتاب ہوگئے پکار کر آواز دی کہ ای طہماس تم کیونکر گرفتار ہوے رو رو کر طہماس نے عرض کی کہ حضور نے جو لوح طلسمی حاصل کی تھی اُسکا کیا انجام ہوا نور الدہر نے کہا کہ میرے پاس موجود ہی کہا حضور اس باغ کی مالک ملکہ موشکِ زرین کن ہی وہ مجکو پکڑ لائی طالب وصل ہوئی ابھی تک تو مین نے قبول نہین کیا نور الدہر نے قریب آکر کمندین توڑین عکس جو نور الدہر کا جسم پر طہماس کے پڑا مار سیاہ بدن سے گر گئے طہماس نے قدمونکو بوسہ دیا کہا کہ حضور موشک آتی ہوگی آپ بہت ہوشیار رہین یہ کہتا ہوا طہماس نور الدہر کے ساتھ چلا وسط باغ مین بارہ دری ہے نور الدہر اُس بارہ دری مین آئے طہماس ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کہ غلام کئی دن سے یہان قید ہی موشک زرین کن شب کو آتی ہی کبھی سمجھاتی ہی کبھی وعدہ کرتی ہی کہ تیرا مرتبہ عالی کردونگی پھر کہا ارے کوئی اس مقام پر نہین کہ شاہزادے کیواسطے شراب وکباب لائے تھکے ہوے آئے ہین ذرا طبیعت کو ڈھارس ہو یہ کہکے طہماس خود اُٹھا الماری کھولی گلابی شراب کی مع جام نکالی جام لبریز کیا کہا کہ ای شہریار غلام کے ہاتھ سے ایک جام نوش فرمایئے نور الدہر نے ہاتھ سے جام طہماس کے لیا چاہا کہ نوش کرین ایک سوکھا ہوا درخت تھا اُسپر ایک عندلیب خوشنوا یا تو ہردن کو گریہ رہی تھی یا تڑپ گئی جیسے ہی نور الدہر نے ہاتھ مین جام لیا آنکھ ونسے آنسو جاری ہوے نور الدہر اُسکو دیکھنے لگے اُس عندلیب نے آواز دی کہ مقام افسوس ہی استاد پاس ہو اُس سے نہ پوچھے نور الدہر کی جیسے سوتے سے

آنکھ کھلی جام تو بائین ہاتھ مین لیا لوح پر جو نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ موشک زمین کن
ہی اگر ایک قطرہ شراب کا حلق سے اترا جسم پانی ہوکر بہ جائیگا مناسب ہی کہ یہ جام پھینک مارو
اور تماشا قدرت پروردگار کا دیکھو نورالدہر نے فوراً کہا کہ ای طہماس تو شراب تم بھی پیو
طہماس نے ہاتھ بڑھایا نورالدہر نے جام پھینک مارا قطرات شراب جو جسم پر طہماس کے
پڑے ایک چیخ ماری کہا کہ او ظالم یہ فعل تجکو کسنے تعلیم کیا یہ کہکے جلنے لگا باغ مین بھی آگ
لگ گئی سارا باغ جلنے لگا طہماس نقلی جلکر خاک ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موشک زمین کن
بود زمین کا طبقہ اڑکر آسمان پر گیا ایک قصر ظاہر ہوا دروازے پر قصر کے چند زنگی سیاہ درد
بیٹھے تھے انکو نورالدہر نے مارا دروازہ کھول کر اندر آئے دیکھا ہزار ہا بندگان خدا
مسلسل و مطوق بیٹھے ہین کہہ رہے ہین کہ آج ماران جسم کیون جل گئے کیا کسی نے اس ظالم
کو مارا کہ نورالدہر سامنے آئے بارہ ہزار جوان قیدخانے مین تھے تاجدار و وزیرزادے
و تاجر بچے بیٹھے رو رہے تھے نورالدہر نے آکر سب کی قید کاٹی جو اٹھا قدمون پر گرا تعریفین
کرنے لگا کہ خدا آپکو مظفر و منصور کرے یہ بلا آپ کے سر سے دور کرے ایک جانب
دیکھا کہ ایک تاجدار حسین و جمیل سرنگون رستم صولت اسفندیار جرأت بیٹھا ہوا دریای نورالدہر
اسکے قریب آئے فرمایا کہ ای جوان تو کس حال مین ہی مین تجکو بہت پریشان پاتا ہون
کہا ای شہریار میرا الماس خوشرو نام ہی باپ میرا کیوان بن منتظر فراق مین میرے
روتا ہوگا مان باپ کا عجب حال ہوا ہوگا تیسرا برس ہی مجکو کہ موشک زمین کن اٹھا
لائی مجھ پر عاشق ہی رات کو بلاتی ہی وہ وہ صدمے پہونچاتی ہی کہ عرض نہین کرسکتا
اسکی بدصورتی سے موت مانگتا ہون نورالدہر نے فرمایا بہ عنایت خدا مین نے موشک
کو قتل کیا جبھی تو ماران سیاہ تمھارے جسم سے گرے ای برادر مین تمھاری ہی تلاش مین
آیا تھا کوچھ وہان سے کھلوا دے الماس خوشرو رہا ہوتے ہی کوٹھون سے ہتھیار
نکالنے لگا ان سب جوان کو مسلح کیا بارگاہ بھی اسی مقام پر نکلی بارگاہ کو باہر لاکر استادہ
کرایا نورالدہر ان جوانون کو لیکر داخل بارگاہ ہوے شہرنگ بن عمر و صحرا مین
مارا مارا پھر رہا تھا کہ یکایک صحرا مین آگ لگ گئی کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا

نام من موشاک زمین کن بود شبرنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا پہاڑ سامنے تھا وہ گر گیا وہ سمجھا کہ آقا
پہونچے جو ساحر یہاں کا منتظم تھا وہ مارا گیا اُس وقت شبرنگ آکر پہونچا کہ بارگاہ استادہ ہو رہی ہے
بارہ ہزار تاجدار اُس صحرا میں ٹھہرے ہیں نور الدہر کرسی پر بیٹھے ہیں کہ شبرنگ نے آکر
سلام کیا قدموں سے لپٹ گیا نور الدہر چونکہ دھوکا کھا چکے تھے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا
کہ تمھارا عیار ہی ہے اسی انتظام اشارہ کیا شبرنگ نے بارگاہ استادہ کرائی خیمے واسطے
سرداروں کے جابجا نصب کیے نور الدہر داخل بارگاہ ہوئے فرما رہے ہیں کہ کل انشاء اللہ
مرحلہ ثانی پر جاؤں گا لیکن موشاک جو قتل ہوئی مجنون جادو بادشاہ طلسم تخت پہ بیٹھا ہی تھا ہر
جانب تکار روزیر اعظم کرسی وزارت پر اور جملہ سردار و تاجدار جمع ہیں کہ چند جادوگرنیاں روتی
پیٹتی حاضر ہوئیں کہا کہ اے بادشاہ طلسم طلسم کشا سے اصلی طلسم میں آگیا لوح اُس نے پائی
موشاک نے مار لیا ہوتا لیکن کسی نے خبر کر دی کہ لوح اُسنے دیکھی اب اُسی صحرا سے
موشاک میں موشاک کو قتل کر کے طلسم کشا فروکش ہی بارہ ہزار تاجدار اُسکے ہمراہ ہیں کل مرحلہ
ثانی پر جائیگا حضور کیا غافل بیٹھے ہیں فکر کیجیے مجنون یہ حال سنکر دیوانہ ہو گیا کہا یار موشاک
کا مارا جانا بڑا غضب ہوا بڑی مکارہ کارگذار تھی جسکا مثل نہ تھا ارے تم میں کوئی ایسا ہی کہ جاکر
طلسم کشا کو مار کر لوح لاوے ساحروں نے کہا کہ حضور لیجیے لوح کے ہمارا اثر تاثیر نہ کریگا
غیر ساحر جائے طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے خرطوم فیل دندان اپنے مقام سے
اُٹھا کہا کہ غلام طلسم کشا کی مشکیں باندھ کر لے آئیگا یا اپنی جان دیگا لاکھ سوار و پیدل مجنون سے
ساتھ لیکے خرطوم قلعے سے نکلا گینڈے پر سوار ہو کے چلا جنگلوں کو طے کرتا ہوا جاتا ہی قضا سے
کار ایرج نوجوان پھرتے پھراتے سرحد کیوان میں منتظر ہیں پہونچے کیوان نے جو خبر سنی
کہ قاسم کا بیٹا آتا ہی قلعے سے نکلا استقبال کر کے ایرج کو قلعے میں لایا سامان دعوت
کیا عین گرمی صحبت میں اسنے جانے کا نور الدہر کے ذکر کیا کہ میرے بیٹے کو رہا کرنے گئے
ہیں یقین ہی کہ لیکر آئیں ایرج کے تیور پر بل پڑ گئے کہا کہ وہ کشتی گیر زادہ حیلہ کر کے بھاگ گیا
ہی میں وہ سرحد دیکھا دو کل ہی تمھارے بیٹے کو رہا کر کے لائیں گے لا کے تمسے ملائیں گے
ہر چند کہ کیوان نے منع کیا ایرج نے نہ مانا صبح کو مع فوج دریافت کر کے اُس صحرا میں آگئے

پہاڑ وغیرہ نمودار ہوچکا ہی راستہ کھلا ہوا ہی ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوے آتے ہین پشت پر
فوج شاپور الیاس عیار ساتھ باتین کرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچے تھے کہ دن کم باقی تھا اُسی مقام
پہ اُتر پڑے کرسی پر آکے بیٹھے ہین سیر صحرا دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان
دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل آکر اُسی صحرا مین یہ بھی اُترا دریافت کیا کہ یہ
کسکا لشکر اُترا ہی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان ہمشیر نور الدہر بن بدیع الزمان واسطے
طلسم کشائی کے جاتے ہین خرطوم نے شاطر سے کہا کہ اگر یہ جوان بھی وہان پہونچگیا تو دونون ملکر
طلسم کشائی کرینگے بادشاہ کو بڑی مشکل پڑیگی ایک سے تو جاکر ہنگامہ ڈالدیا مین پہلے اسی کو قتل کرونگا
بعد اُسکے جاکر طلسم کشا کو لونگا بارگاہ استادہ کرائی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے آکر ایرج کو
خبر کی ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے اُس ملعون کی میرے ہاتھ سے
قضا ہی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین
جمین خرطوم نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج
نے مرکب بڑھایا گرہ بن اشقر طرارہ بھر کے چلا سامنے خرطوم کے پہونچا بعد لگا و رخ خرطوم
نے جو جمال بے مثال دیکھا کہا کہ ای جوان میرے ساتھ چل شاہ طلسم سے تیری خطا معاف کرادونگا
شاہ تجکو افسر کرینگے ایرج نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی زبان تیر کلمہ نمود سے
کلام کرنا چاہیے خرطوم نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ سے چلنے لگا
ایک مقام پر ایرج نے نیزہ کا نچلا ٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے خرطوم کے نکل گیا خرطوم
نے غصے مین قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے گردہ سپر کا
آگے کیا تلوار نے خرطوم کی سپر کو کاٹا اوچھا زخم سر پر ایرج کے آیا جیسے شیر زخم کھاکر بھپرتا ہی
خبردار خبردار کہکے تیغہ دودم ہندی کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹکر تلوار جو گری خود کو کاٹتا تا ابرو
تیغہ پہونچا خرطوم نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا اس زور مین تیغہ جاتا تھا کہ گردن گینڈے
کی کٹی اور خرطوم تہ و بالا ہوا فوج والون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لاکھ سوار
و پیدل لینا لینا کہکر آ پڑے ادھر سے تیلم و فیلم پہونچے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے
لگی لشکر والون نے خرطوم کو ہوادار پر سوار کر لیا خرطوم نے زخم باندھا دوسرے

گینڈے پر سوار ہوا لڑائی میں مصروف ہوا ایرج نوجوان کے فوج والے لڑتے بھڑتے ہوئے
صف شکن تیغ زن چند حملوں میں پاؤں فوج دشمن کے اٹھا دیے خرطوم بھاگا ہوا جاتا ہے ملازمان
ایرج تعاقب کیے ہوئے آتے ہیں قضائے کار نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ میں
بیٹھے ہیں شبرنگ کس رائی کر رہا ہے کہ صدائے یا ہوئے دلیران کان میں آئی شبرنگ
سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہے کہ چند ملازم دوڑے ہوئے آئے کہا حضور ایک پیدل
لشکر بھاگا ہوا آتا ہے ایک لشکر والے تعاقب میں ہیں مگر جنہوں نے شکست دی ہے وہ جوان
بالکل آپ کے ہم صورت ہے کس زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہے نور الدہر نے ہنس کر کہا کہ ای
شبرنگ سمجھے ایرج کا پتہ دیتے ہیں اس تاجر زادے کو بھی چین نہیں لشکر ہمارا ابھی تیار کرو
تاجدار فوراً تیار ہوئے نور الدہر نکل کر اسپ پری وش پر سوار ہوئے دیکھا کہ ایرج نے
قیامت برپا کر دی ہے مگر فوج کفار بہت ہے ملازمان ایرج زخمی ہو رہے ہیں ایرج پہلوانوں
کو قتل کرتے ہوئے آتے ہیں چاہتے ہیں کہ خرطوم پر جا پڑیں افسر کو مار دیں تو فتح ہو آگے
خرطوم کے پرے بندھے ہوئے ہیں سب افسر سینہ سپر کیے کھڑے ہیں اپنے آقا کو بچاتے ہیں
اسی سمت بھاگے ہوئے آتے ہیں نور الدہر بھی نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ نور الدہر نبیرہ
حمزۂ صاحبقران تخم چشم دلبر و شہسوار چشم شاہزادہ نور الدہر و بارہ ہزار جوان جو لڑ گئے
گرے اور نور الدہر کے نعرے کی آواز جو ایرج نے سنی بیقرار ہو گیا سر اٹھا کے جو دیکھا
لگے ہیں نور الدہر کے لوح طلسمی مثل ماہ تاباں چمک رہی ہے اور نور الدہر شیرانہ لڑتے ہوئے
آتے ہیں ایرج نے دور سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے میرے
مقابلہ پر کیوں آیا میں تو شکست دے چکا ہوں اسی میں بہتر ہے کہ ہٹ جا نور الدہر نے کہا کہ
او تاجر زادے تجھے کچھ شرم بھی آتی ہے یہ کہہ کے جو نور الدہر نے کہا ایرج نوجوان بگڑ گیا
صفوں کو درہم و برہم کرتا ہوا قریب نور الدہر پہنچا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا
سپر نور الدہر کی کٹی ہر طرح چاہا کہ اپنے کو بچاؤں مگر نہ ممکن ہوا سر بھی کسی قدر زخمی ہوا نور الدہر
نے دستانہ مار تیغہ جھنا کر نکلا ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف کا مارا کہ سر ایرج کا بھی زخمی ہوا
ایرج کو خوف ہے کہ میں گھوڑے سے گر نہ پڑوں مگر پلے پڑتے ہیں کئی تلواریں چلیں

خرطوم والون نے جو دیکھا کہ مسلمان آپس مین لڑنے لگے فوراً راہ صحرا کی بھاگ کر نکل گئے یہان ان دونون لشکرون مین تلوار چل رہی ہی دونون سردار زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند ایک طور پر جنگ ہو رہی ہی اب دونون جوانون کو منظور ہوا کہ گھوڑون سے کود پڑین آپس مین کشتی لڑین دامن گردا سے لئے آستینین چڑھائین قصد ہی کہ کود پڑین مصروف جنگ و جدل ہون کہ آسمان پر نوبت و نقارے کی صدا بلند ہوئی دیکھا نقابدار زرین پوش تخت پر سوار دونون شیرون کو جو لڑتے ہوے دیکھا نقابدار نے زانو پر ہاتھ مار کے کہا کہ کیا غضب کی بات ہی آپس مین شکست یا فتح ایک کے مرنے پر ہو گی وہین سے نعرہ کرکے نقابدار گرا بیچ مین دونون شیرون کے جا پڑا دونون کو ٹھوکر کا کہا یارو یہ کیا حرکت ہی غیر ملک مین آئے ہو اور آپس مین یہ فساد خبردار اب ایسی حرکت ہو گی تو بہت بری طرح پیش آونگا تم دونون جوانون نے نام اہل اسلام کا مٹایا یہ کہکر ایرج کو اپنے ساتھ لیا کہا کہ چلو یہان تمہارا رہنا بہتر نہین اور نورالدہر سے کہا کہ فتحی مین مصروف ہو ایرج کو ساتھ لیکر نقابدار چلا گیا بارہ کوس پر جا کے ایرج کا ساتھ چھوڑا کہا خبردار اب اگر اس طرف گئے تو تم جانوگے ایرج کو چھوڑ کر نقابدار چلا گیا ایرج ایک جانب چلے کہ ذکر انکا الگ تحریر کرونگا لیکن بعد جانے ایرج کے نورالدہر نے سب جوانون کو اسی مقام پر چھوڑا قصد ہوا کہ لوح دیکھون خرطوم جو شکست کھا کے ایک صحرا مین اترا تھا ایک عرضی مجنون کو لکھی کہ ای بادشاہ طلسم غلام اسطرح جاتا تھا یہ معرکہ درپیش ہوا غلام شکست خوردہ زخمدار فلان صحرا مین فروکش ہی یہ عرضی پاس مجنون کے پہونچی مجنون نے توسن بلند رکاب کو تین لاکھ فوج دیکر روانہ کیا کہدیا کہ فلان صحرا مین خرطوم موجود ہی اس سے ملاقات کرنا وہ تجکو بہ مقابلۂ نورالدہر لیجائیگا تو طلسم کشا سے مقابلہ کرنا توسن بلند رکاب مع اپنی فوج کے پاس خرطوم کے پہونچا خرطوم توسن کو دیکھکر خوش ہو گیا اسی دن فوج کو تیار کیا زخم ابھی سر پہ باقی ہی پٹی چڑھی ہی کوچ کرکے مقابلے مین نورالدہر کے پہونچا شب کو طبل جنگی بجوایا نورالدہر سے خبر تک بے خبر کی نورالدہر نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم میدان مین آئے توسن آگے بڑھا خرطوم انتظام فوج کرتا ہوا نورالدہر ان بارہ ہزار

جوانون کو لیکر میدان مین آ گئے صفین جمین کمی فوج نورالدہر کی دیکھکر توسن ہنستا ہی کہتا ہی
کہ نبیرۂ حمزہ قیدیان طلسم کو ہمارے مقابلے مین لایا ہی یہ ہمسے کیا لڑسکین گے جب صفین
جم چکین توسن نے اپنا گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے الماس خوشرو نے قصد کیا تھا کہ نکلے نورالدہر نے اُسکو روکا اسپ
پرپوش بڑھایا گھوڑا جو اُٹھایا مرکب طلسمی طرارہ بھر کے چلا گینڈا مثل ماہ نو کے کیا دم سے
چھوڑ کرتا ہوا توسن نے جو نورالدہر کو آتے ہوئے دیکھا خوش ہو گیا جی مین کہتا ہی یہ نوجوان
معشوق وضع ہی اگر ہاتھ رکھی ونگا کلائیان ٹوٹ جائین گی یہ سوچ کر گینڈا برابر اسکے لگا ور بڑھایا
لگا ور جو آپس مین چلی کچھ قدم گینڈا توسن کا اور چار قدم اسپ پرپوش ہٹا جلوۂ نور جمال
نورالدہر سے تمام صحرا روشن ہو گیا توسن چہرۂ بےنظیر دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا کہا
ای جوان اگر میری اطاعت کرے تو تجھے سپہ سالار طلسم محجوبان کراؤن یا اپنے لشکر کا بادشاہ
کرون مجھ ایسا پہلوان سپہ سالار تجھ ایسا لشکر کا تابعدار ہو تو تمام دنیا کو تسخیر کرون نورالدہر
نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ کی مہربانی ہم برائے قتل محجوبان آئے ہین اُسکی ملازمت کرینگے
اُسکے قتل کی فکر مین ہین آخر توسن نے نیزہ مارا نگر سینہ بچا کر نورالدہر نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام
پر نورالدہر نے نیزہ توسن کا گانٹھا جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے توسن کے سن سے
نکل گیا یا تو نیزہ بازی کر رہا تھا یا ایک چیخ ماری کہ او جوان دو دریا سے لشکر دیکھ رہے
ہین تو نے نیزہ میرا نکالا یہ تیغۂ بیدریغ نئی دیکھی ہی وار مین خاتمہ ہی خبردار خبردار کہکے
ہاتھ مارا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کٹی سر پر آ کے تلوار پڑی زخم کاری
نورالدہر نے کھایا مگر زخم کھا کر تیغۂ خارہ شگاف کھینچا ہاتھ مارا سر توسن کا بھی زخمی ہوا
اُسنے دبتا نہ مارا تیغہ جھٹکا کر گردن پر گینڈے کی پڑا جو مارا اُٹھیا سا ہاتھ واسطے اسکے دوڑ
پڑے طرفین سے نورالدہر کے بارہ ہزار نامدار آ پڑے توسن کی فوج جنگی ہی یہ سبب
اپنے ملکون کے تابعدار بہت لوگ مارے گئے شاہزادہ نورالدہر کے
سر سے اسقدر خون جاری ہی کہ یقین ہی غش کھا کر گر پڑین گے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ گردن مین

گھوڑے کی ڈالدیے اسپ پریوش طلسمی نے جو راکب کو اپنے شکست پایا ایک جانب نکلا
پشتکین دولتیان مارتا ہوا ایکدم نکل گیا بیابان پہ تا جبار جب نصف سے بھی کم رہ گئی مسافت
کھائی ایک صحرا کی جانب رخ کیا توسن کو غنیمت ہوا مال و اسباب لوٹنے لگا یہ لوگ جا کر ایک
درۂ کوہ مین چھپے شبرنگ نے جو اپنے آقا کو نہ پایا الماس خوشرو سے کہا کہ تم اسی مقام پر
رہنا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون ملتا ہی تو ڈھونڈھکر لاتا ہون یہ سوچ کر چلا مرکب شاہزادہ
نورالدہر کو لیے ہوے جاتا ہی قضا سے کار عنزال آہو چشم کو سٹے نگلے پر بیٹھی ہی وہ بنگلہ
پھاٹک پر بنا ہی ملکہ عنزال نے دیکھا کہ ایک گھوڑا ایک زخمی کو لیے ہوے آیا سامنے زین سے
راکب کو گرا یا ملکہ عنزال نے کنیزون سے کہا کہ کسی مسافر کو قزاقون نے زخمی کیا گھوڑے نے لاکر
گرا یا بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے حوالی مین یہ بدعت ہو ذرا اس جوان کو اٹھا کر لاؤ
جب اسکو ہوش آئے تو اس سے وضع قزاقون کی پوچھی جائے انکو گرفتار کر کے سزا
دیجائیگی لیکن یہ جوان بڑا جری و بہادر معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر زخم کھائے مگر اسباب جسم کا نہین
دیا کنیزین ذرا رکین عنزال خود اٹھی کہا کہ ارے ڈرتی ہو زخمی سے ڈرنا کیا عنزال خود اٹھکر
آئی اب جو نگاہ جمال جہان آرا سے نورالدہر پر پڑی بیقرار ہو گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا
فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا گرد چہرے سے پاک کر کے کہا کہ ارے باغ
سے چارپائی لاؤ اسکو اٹھا کر لے چلین ایک کنیز جراح کو بلانے جائے ایک کنیز واسطے لینے
جراح کے چلی گئی کنیزین دوڑی ہوئی گئین چارپائی اٹھا کر لائین ملکہ نے سر کے نیچے ہاتھ دیا
اب تو کنیزین بھی لپٹ گئین اٹھا کر چارپائی پر ڈالا ملکہ نے خود پائے پر ہاتھ رکھا کنیزین بھی
ساتھ تھین دس بارہ نے کاندھا دیا چند نے مرکب کو چمکار کے بلایا گھوڑا ابھی سرنگون حال پر
اپنے آقا کے آنکھون سے اپنی اشک حسرت ٹپکاتا کنیزون نے کہا کہ واری گھوڑا بھی
روتا ہی عنزال نے جھلا کر جواب دیا کہ مرکب قدیم ہی خدمت مین مدت سے رہا اب
جو آقا کو اس پریشانی مین دیکھا آنکھون سے آنسو ٹپکائے اسکا تعجب کیا یہ کہتی ہوئی باغ
مین لائین ملکہ نے اشارہ کیا کہ جراح آیا کنیز نے عرض کی حاضر ہی کہا ہمارے سامنے لاؤ جراح
جب آیا زخم دیکھکر گھبرایا مگر دیکھا کہ کوئی رگ و پٹھا نہین کٹا کہ جس سے خوف جان کا ہو یہ کہکے

بہرام نے زخم دھویا پٹی چڑھائی لوح طلسمی گلے مین نور الدہر کے پڑی ہی غزال سمجھی کہ یہ بھی کوئی
زیور ہی گلے سے نہین اُتاری اشتیاق مین کلام کرنے کے نرگس رانی کر رہی ہی کبھی تلوے
سہلاتی ہی کبھی پیشانی پر ہاتھ رکھا پہر دن رہے نور الدہر نے آنکھ کھولی سرہانے اپنے
ایک نازنین کو دیکھا خوش نگاہ آسمان خوبی کی ماہ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی نور الدہر نے
جون ہی آنکھ کھولی غزال نے شرماکر رومال روک لیا نور الدہر اٹھ بیٹھے ملکہ غزال نے چپکے
سے کہا کہ دیکھو صاحب ٹانکے نہ ٹوٹین نور الدہر نے نہ سُنا اُٹھکر بیٹھے تکیہ پشت پر لگا دیا گیا
غزال نے محبت سے پوچھا کہ کیون صاحب کیا کیفیت گذری کس گھڑا مین قزاقون سے دکھ اٹھا
نور الدہر نے جواب دیا کہ قزاق ہمکو کیا گھیر سکینگے تؤسن نامے ایک پہلوان بادشاہ طلسم کا
ہمسر جوڑ کے آیا اُسکے ہاتھ سے زخم کھائے گھوڑا اسطرف نکال لایا اور نور الدہر نے
ملنا لوح کا بھی بیان کیا غزال کو سناٹا آگیا چپ خاموش بیٹھی ہی سوچ رہی ہی کہ کیا کرون آخر
کچھ ذہن مین نہ آیا نور الدہر کو پھر غش آگیا غزال نے پلٹ کر کنیزون سے کہا کہ صحن باغ
مین فرش بچھاؤ نور الدہر کو غش سے گونہ افاقہ ہوا اب دونون شیدا ایک دیگر کا ارادہ
ہوا کہ مسند پر بیٹھین شاہزادۂ نور الدہر کو بوجہ زخمداری کے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی چند
ساعت بیٹھکر اُٹھ گئے کمرے مین جاکر لیٹ رہے یہان غزال خاموش بیٹھی ہی حیران ہی کہ کیا
کرون اطاعت شاہ یہ کہتی ہی کہ اسکو گرفتار کرون الفت دل مانع ہی کہ معشوق گرفتار ہو نہین
معلوم کیا ہے لیکن جب لوح دیکھے گا پہلے میرے ہی قتل کا ارادہ کریگا اس سوچ مین تھی
کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک جوان تاجدار تخت پر سوار آکر پہونچا کہا کیون ملکہ پریشان کیون ہو
ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی فرمایا کیا بیان کرون یہ مقدمہ کہنے کے لائق نہین ہی تاجدار نے
کہا کہ صاحب مجھسے چھپاتی ہو تمہارا برسون سے طالب دیدار ہون جو کہوگی وہ بجا لاؤنگا
غزال کا دل بھرا ہوا تھا کہا کہ ای نرگس شیر سوار عجب معرکہ گذرا آج طلسم کشا زخمی ہوکر میرے
باغ مین آگیا مین نے علاج کیا تب مجکو یہ حال معلوم ہوا کہ یہی جوان طلسم کشا ہی اب مجکو یہ تردد
ہی کہ کیا کرون نرگس یہ سنکر اُچھل پڑا کہا کہ ملکہ غزال تمہارا اقبال دوسرے مرحلے
کی تم ہی تو مالک ہو وہ جب لوح دیکھے گا تمپر ضرور رہا تھوڑا سے لیگا تم کنارے رہو مین

جاکر گرفتار کرلون خدمت مین شاہ کی لیجاؤن اگر یہ جوان بچا پہلے تمھارا ہی ملک تباہ کریگا
غزال نے کہا کہ ای نرگس میرا دل نہین مانتا عجب عجب بھولی بھولی باتین ہین آج یہ سوال
تھا کہ اگر کہو تو براے فتاحی طلسم جائین مین نے باتون مین پرچا کہ زخم اچھا ہولے تو جانا نرگس سیہ رو
نے کہا کہ وہ جوان کہان ہی غزال بولی ذرا اٹھکر دیکھو جاسکے ہو جائیے جب نرگس کھڑا ہوا غزال نے انگلی
سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے کمرے مین طلسم کشا چھپر کھٹ پر سو رہا ہی نرگس اپنے مقام
سے پلا کہا کہ مین ابھی گرفتار کیے لیتا ہون ای ملکہ بڑے بڑے جھگڑے ہین اگر طلسم کشا قتل
ہوجائے تو شاہ طلسم کی جان بچے ورنہ لوح خبر دیگی تا بہ قلعۂ طلسمی پہونچائیگی یہ کہتا ہوا اچھلا
غزال کہتی ہی کہ ای نرگس بات کو سمجھ تو لو نرگس دوڑا جاکے دروازہ کمرے کا کھولا
دروازہ جو کھلا نور الدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحر سحر کرتا ہوا آتا ہی لوح کا تو نرگس کو
خیال نہ رہا چند دانے ماش کے پھینکے سمجھا کہ شاید یہ جوان میرے سحر مین پھنس گیا
غزال دور سے دیکھ رہی ہی نرگس نے آکر قصد کیا کہ ہاتھ پکڑ کے کھینچون نور الدہر
نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا دیا منھ کے بل نرگس گرا ایک طمانچہ مارا کہ سر نرگس کا اڑ گیا
غزال زور بازو کو دیکھکر کانپ گئی کچھ کہہ نہ سکی نور الدہر نے جو لوح کو دیکھا لکھا تھا
کہ غزال صاحب مرحلہ ہی نور الدہر کا ارادہ ہوا کہ چل کر اسکو قتل کردن غزال دوڑکر
قدمون پر گر پڑی کہا کہ ای شہریار یہ بادشاہ کا بھائی تھا مگر اب اس کا مرنا بڑی قیامت
بپا کرے گا مجنون کو ضرور خبر پہونچے گی کیونکر گوارا کرے گا کہ بھائی مارا جائے اور
صاحب اختیار ہو کر دخل نہ دے اور مین تو کنیز ہون یہ بچا آیا اسنے جو حال سنا
قتل کا قصد کیا مجھے آپ کو صدمہ دینا گوارا نہین جو حکم دیجیے بجا لاؤن سنا ٹہرا رہا
نور الدہر خاموش ہو رہے یہان تو یہ رنگ ہی غزال ہاتھ باندھے ہوے کہ رہی ہی کہ
اب یہان سے نکل چلیے ایسا نہو کہ پھر بھی کوئی افتاد پڑے مجنون تخت طلسم مجنون پر
بیٹھا ہی وزیر و مشیر حاضر ہین کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا کئی سو طائر روتے ہوئے
آکے بیٹھے ایک طائر کلان سامنے بیٹھکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکانے لگا مجنون نے پوچھا
ای طائر طلسمی خیر تو ہی طائر اور زیادہ چیخین مار کر رو دیا کہا کہ ای بادشاہ آپ کے بھائی صاحب

ہاتھ سے طلسم کشا کے باغ مین غزال کے مارے گئے مجنون نے تاج دے مارا کہا کہ ارے
طلسم کشا نے بھائی کو کیونکر پایا کہا غزال پر عاشق تھے برائے نظارہ باغ مین آئے تھے طلسم کشا کو
دیکھکر جا پڑے طلسم کشا نے مار ڈالا یہ سنکر مجنون اٹھا کہا کہ یارو سر پیٹنے کی جگہ ہی ذرا اور امرا نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار آپ قصد نہ کرین ہم جائین گے طلسم کشا کو گرفتار کر لائین گے
علاوہ اسکے توسن قریب طلسم کشا جاتے ہین انھین کے ہاتھ سے طلسم کشا زخمی ہوکر باغ
غزال مین پہونچے نامہ لکھیے بنام توسن کہ وہ غزال اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے بھیجدے یہ
راے سب کے پسند آئی توسن و خرطوم کو نامہ لکھا کہ ای توسن و خرطوم طلسم کشا باغ مین
غزال کے آج کئی روز سے فروکش ہی دونون کو گرفتار کرنے کا تمکو حکم دیتے ہین ابھی کبھی
طلسم کشا پر افتاد نہ پڑی ہوگی باغ غزال مین اکیلا ہی شاطر تک ساتھ نہین یہ نامہ روانہ کیا
توسن تاجدارون کو بھگاکر اسی مقام پر اترا تھا کہ نامہ لاکر ایک ساحر نے ہاتھ مین دیا توسن
نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا کہا کہ ابھی چلکر گھیر لو یہ کہکر لشکر مین قرنا کرائی اور طرف باغ غزال کے
چلا یہان جب غزال نے سامنے نور الدہر کے عذر کیا نور الدہر نے کہا کہ ای ملکہ غزال
صاف تو یہ ہی کہ ہم تمھارے شکر گزار ہین تم اپنے باغ مین ہمکو لائین آپ سب صاحبون سے
ملاقات بدی تھی جو گذرا وہ گذرا اسکا ذکر نہ کرو اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم یہانسے چلے جائین
غزال نے کہا کہ مین تو نہین چاہتی کہ آپ میرے باغ سے جائین یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی
ہوئی آئین جھککر سلام کیا عرض کی کہ حضور کیا غافل بیٹھی ہین سارا باغ گھر گیا توسن بلند رکاب
طرف در باغ کے آتا ہی کہتا ہی کہ مین ہی نے تو طلسم کشا کو زخمی کیا تھا غزال ہٹنے لگی
کہ مین جا کر سب کو ہٹائے دیتی ہون ایک سحر مین سب بھاگ جائین گے نور الدہر
نے کہا کہ ملکہ خبردار تم سحر نہ کرنا زخمی کرکے اسکو بڑا گھمنڈ ہوا ہی ہمارا مرکب تیار کرو
کنیزون نے اسپ پری لوش کو تیار کیا نور الدہر اسپر سوار ہوے طرف در باغ کے چلے
پیچھے غزال ہی ردرد کرتی ہی ای شہریار آپ کیا غضب کرتے ہین نور الدہر نے غصے مین
جواب دیا کہ ان مقدمات مین دخل نہ دو ورنہ ہمارے تمھارے نہ بنے گی غزال خاموش ہو رہی
دروازہ کھلوا کر نور الدہر باہر نکلے توسن نے دیکھا کہ وہی جوان آفتاب جمال خورشید مثال

دروازے سے نمایان ہوا الوسن نے گینڈا اٹھایا نور الدہر پر جا پڑے نیزہ چلا نور الدہر نے نیزہ
اسکا رکا لا اس نے کھینچے شمشیر کے ہاتھ والا نور الدہر پر وار کیا نور الدہر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اچھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ الوسن ساری بدلگامی بھولا تلوار جو
پڑی مع مرکب چار ٹکڑے ہوے لوسن کا مارا جانا کہ باقی فوج نور الدہر پر آ پڑے نور الدہر
نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ تھی کہ صحرا سے گرد اڑی الماس جو شہرو
تلاش کرتا ہوا نور الدہر کو آتا تھا شہزادے کو جنگ میں دیکھکر شریک جنگ ہوا الوسن
کا لشکر بے سر دار سب شکست کھا کر بھاگے جس فوج کے افسر گرفتار ہوے تھے وہ
شریک ہوے نور الدہر فتح کر کے پلٹے غزال استقبال کر کے باغ میں نور الدہر کو لائین
تصدق اتارے نور الدہر آ کر داخل باغ ہوے لشکر بیرون باغ اترا بسر رایا صبح کو واسطے
طلسم کشائی کے جاونگا شب بعیش راحت گذری بوقت سحر نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا
شمشیر بیگ سے کہا کہ تم فوج اور ملکہ کے نگہبان ہو باغ سے باہر نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوے
لیکن یہ ملحوظ رہے کہ لوسن کے مارے جانے کی خبر پہنچتے دن کو پہنچی ہر ملکون پر نامے لکھے
کہ طلسم کشا آتا ہے ہوشیار رہنا اہالی ہر جا مشتاق ہیں کہ نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا
داود حبشی حاضر ہوا مگر روتا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار اب اہالی طلسم میری فکر میں ہیں صورت
جو ظاہر کی بنا رہتا تھا وہ تو وقع ہوئی اب صورت کا مجکو اختیار ہے وہ جو قدم آتشی کا طریقہ ہے
کہ جو چاہون بناؤن لیکن سرحد طلسمی سے نکل نہیں سکتا اہل طلسم نے مجھپر راستہ روکا ہے اب
جو چند مرحلے یہ باقی ہیں انمین بڑی بڑی سختیان پڑینگی حضور لوح سے نہایت ہوشیار رہین [illegible]
کہ اہالی طلسم دھوکا دین نور الدہر نے کہا کہ پروردگار حافظ و نگہبان ہے ہمکو باغ رنگین جاوید
مین پہنچاؤ داود حبشی لوٹ کر بشکل طائر بنا نور الدہر اسکی پشت پر سوار ہو کے
داود اڑتا ہوا جاتا ہے کہ ایک طرف سے صدا سے ہیبت ناک آئی کہ اے داود طلسم کشا
کو کہاں لیے جاتا ہے دیکھا کہ دیو سیاہ دوڑتا ہوا آیا داود نے نور الدہر کو اپنے کاندھے
سے اتارا دیو نے نور الدہر پر ضرب لگائی نور الدہر نے تلوار کھینچی اسکی دار
پر ہاتھ مارا وار اسکی کمی اسنے ڈنڈہ کا کھینچ مارا نور الدہر نے اسکو خالی دیا اتحفہ تلوار کا

دیو پر پایا کہ دیو کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے داؤد تعریفین کرنے لگا نور الدہر نے چاہا کہ پلٹون پھر پشت
پر داؤد کی سوار ہون کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا اور داؤد کو منھ مین دبا کے بھاگا نور الدہر
دوڑے ہر چند چاہا کہ داؤد کو چھڑا دین شیر داؤد کو لیکر غائب ہو گیا شاہزادہ نور الدہر نے
لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ باغ رنگین کا راستہ داؤد ہی کو معلوم تھا جب تک داؤد نہ ملین
ہو گا اسی صحرا مین سرگردان رہوگے نور الدہر چار جانب جاتے ہین صحرا سے ہولناک وحشت انگیز
جنگل سے نکاسی کی صورت نہین معلوم ہوتی چہار جانب پھر رہے ہین راستہ نہین ملتا تین دن
نور الدہر کو اسی پریشانی مین گزرے تیسرے دن وقت صبح لوح کو دیکھا وہی حکم نکلا کہ سوائے
داؤد کوئی باغ رنگین مین نہین پہونچا سکتا پریشان ہو کر اپنے مقام سے اٹھے کہ ایک طرف
سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی صدائے دردناک سے رو رہا ہے کہ ای لات و مناۃ
ملک الموت کو حکم ہو کہ میری روح قبض کرے اب مجھ سے مصیبت نہین اٹھتی نور الدہر
نے ایک نخل کے سامنے مین آکر دیکھا کہ ایک مرد نحیف و ضعیف بیٹھا ہوا رو رہا
ہے نور الدہر کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر فرمایا کیون اسقدر بیقرار ہوتے ہو کیون
بالکل ہلاک کیے روتے ہو حال اپنا بیان کرو اسنے رو کر کہا کہ ای شہریار مین اور
میرا بیٹا شہزادے [illegible] واسطے شکار کے اس جنگل مین آیا میرا نام فیروز تاجدار
ہے بیٹا میرا اس صحرا مین شکار کھیلتا پھرتا تھا ایک شیر پیدا ہوا اسکو اٹھا کے گیا مین اسکی
یاد مین نہایت پریشان ہون اسکے سوا اور کوئی اولاد نہین سلطنت چھوڑ کے آسایش
سے منھ موڑ کے اس تنہائی مین آبیٹھا نجومی رمال جمع کیے ان سب نے یہ بیان کیا کہ
جو طلسم مجہول کا فتاح ہوگا وہی تمھارے فرزند کو رہا کرے گا مین ہر طرف گیر دست و پا
شکستہ فتاح طلسم مجہول کو کہان تلاش کرون نور الدہر نے کہا کہ فتاح طلسم مجہول مین ہی
ہون مقام اس شیر کا بتاؤ نام و نسب جو اپنا نور الدہر نے ظاہر کیا وہ شخص دعا کرنے لگا
کہا کہ آپ اس کے فرزند ہین جنھون نے ہمیشہ غربا کی دستگیری کی ہین اسوقت مسلمان
ہونگا کہ جب میرا بیٹا مجھکو ملے چلیے مقام شیر آپکو بتاؤن ایک پہاڑ ہے کہ شب کو اسپر صحبت
عیش و جلسہ ہوتی ہے وہ شیر آکر مسند پر بیٹھتا ہے جب ہم لوگ قریب کوہ کے

جاتے ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہوتا ہے خوف معلوم ہوتا ہے اکثر جو آگے بڑھے سامنے مین پہاڑ کے جا کر بیہوش ہوئے
باقی جو بچے وہ بھاگ آئے نورالدہر نے کہا مجھے اُس مقام پر لے چلو کہا کہ دن کو
تامل کیجیے قریب شام چلیے پھر ملازم فیروز تاجدار کے آئے فیروز نے سامان عیش طلب کیا
نورالدہر کو بارگاہ مین داخل کیا خود مئےگساری مین مصروف ہوا جب دن قلیل باقی رہا کہا کہ ائے
شہریار چلیے نورالدہر فیروز کے ساتھ چلے جب دوسرے صحرا مین آکر پہونچے دور سے
ایک پہاڑ دیکھا ویران دشتستان نہ اُس پہاڑ پر حیوان نہ انسان کہنا وسعت میدان شاہزادہ
نورالدہر نے فیروز کو علیحدہ کیا آپ لوح کو چمکاتے ہوئے بالائے کوہ پہونچے ایک زرینے
کی آڑ پکڑ کے بیٹھے شام ہوئی دیکھا کہ چند زنگی سیاہ رو پیدا ہوئے اُنھون نے فرش بچھایا
مسند لگائی دست بستہ بیٹھے نورالدہر نے سُنا کہ صحرا سے شیر کی آواز آئی دیکھا ایک شیر ڈکارتا ہوا
آتا ہے جست کر کے پہاڑ پر آیا مسند پر بیٹھا غلامان زنگی سے اشارہ کیا دو غلام اُٹھے ایک قفس
لائے قفس مین ایک نوجوان بند ہے غلامان زنگی نے قفس سے اُس جوان کو نکالا شیر قلابک
مار کر ایک نازنین کی شکل بنا اب نورالدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہے اُس جوان
سے کہہ رہی ہے مین قنطورہ جادو اپنے نام کی ہون مجکو قبول کر ورنہ عمر بھر قید مین رکھ کر مار ڈالونگی ہرشب
آزار اُٹھائیگا صدمے پائیگا میرا قیدی کبھی چھوٹتا نہین داؤد حبشی کہ یہ طلسم کشا کا مددگار تھا
اُسکو مین نے قید کر لیا اسی صحرا مین طلسم کشا مارے مارے پھرتے ہین مگر اس مقام پر
رہین گے صحرا سے نکل سکین گے کسی دن لوح بھی لے لونگی اور روز کہین رہتی ہون آخر
مجکو کیا عذر ہے وہ جوان جواب دیتا ہے کہ قتل کر ڈال مگر تجکو قبول کرونگا جو تجھ سے ہو سکے
قصور نہ کر نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے نعرہ کیا او قنطورہ جادو مین تیرے قتل کرنے کو
آپہونچا نورالدہر جو نعرہ کر کے پہونچے قنطورہ نے جو دیکھا آواز دی کہ ارے طلسم کشا آگیا
اسکو مارو پہاڑ شق ہوا ہزارہا زنگی تیغہ ہائے برہنہ لیے ہوئے نورالدہر پر آپڑے نورالدہر
لڑ رہے ہین پھر اُسکی طرف اُسی کے قصد کرتے ہین زنگی نہین جانے دیتے اپنے کو قتل کراتے ہین
قنطورہ نے کہا کہ شیدا اسے شیرن کو تو پنجرے مین بند کرو زنگیون نے شیدا کو کھینچکر قفس
مین بند کیا ٹکڑے ٹکڑے اُسی مقام پر غائب ہوئے قنطورہ زمین پر گری غلطک مار کر

پر پروا زبیدا کیسے اُڑ کر چلی تھی کہ نورالدہر نے لوح کو دیکھا لوح مین نوشتہ پایا کہ اگر یہ نکل جائیگی پھر
دستیاب نہ ہوگی نورالدہر نے دیکھا کہ قندیل فلک ہوا چاہتی ہی جلدی سے کمان کاندھے سے
اُتاری تیر کو کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا فتور کے سینے کو توڑ کر پشت سے پار گذرا فتور
زمین پر گری شعلے جسم سے نکلے زنگی جلنے لگے تھوڑے عرصے کے بعد جل کر خاک ہوئے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من فتور جادو لو دیکا یک کوہ شق ہوا دیکھا کہ ایک قصر ہی اُسمین دو قفس لٹکے
ہین نورالدہر نے بڑھکر داؤ و شیدا سے تنشزن کو قفس سے نکالا داؤد قدمون سے لپٹ گیا
شیدا کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اُترے فیروز بیٹے کو دیکھکر دوڑا بیٹے سے ملا کہا اب اپنے ملک مین جا کر
سب کو مسلمان کرون دین اسلام جاری ہو نورالدہر نے فیروز و شیدا کو رخصت کیا آپ داؤد
سے کہا کہ اب مجھکو باغ رنگین مین پہونچاؤ جہانتک ہو سکے جلدی کرو داؤد نے اپنی پشت
پر نورالدہر کو سوار کیا بلند ہوا تھوڑے ہی عرصے مین ایک باغ دلکشا دکھائی دیا داؤد سے کہا
کہ اُتارو داؤد نے دربارگاہ پر لاکر نورالدہر کو اُتارا کہا حضور بہت ہوشیار رہیے گا
سارا باغ سحر سے مملو ہی ساحرون کو آپ سے لوح لینے کی آرزو ہی نورالدہر بسم اللہ کہکر
باغ مین آئے جیسے ہی نورالدہر باغ مین پہونچے غنچے چٹک کر گل ہونے لگے پھول لہرائے
شاخین جھکین چاہتی ہین کہ قدمون سے لپٹ جائین نورالدہر رنگ باغ دیکھتے ہوئے لوح
کو ملاحظہ کرتے ہین طرف بارہ دری کے جاتے ہین دیکھا یک ہزارہا طائر شاخون سے اُڑے
غل مچانے لگے طائرون نے غل مچایا پہاڑ سے باغ سے ہزارہا جادوگر اسباب سحر لیے
ہوئے سامنے آئے نورالدہر پر سحر کرنے لگے غلغلا کرتے ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرو لوح
چھین لو نورالدہر اُن ساحرون سے لڑ رہے ہین جس ساحر کو مارا لاشہ زمین پر گرا اور
غائب ہو گیا نورالدہر حیران اسقدر ساحرون کا بلوہ ہی کہ نورالدہر نکل نہین سکتے چاہتے ہین
کہ قریب بارہ دری کے پہونچین ناممکن ہی پہونچ نہین سکتے یکایک پردہ بارہ دری کا اُٹھا
برق چمکی ایک ساحرہ بارہ دری سے نکلی ایک چیخ ماری کہ برق چمکی نورالدہر پر گری نورالدہر
نے لوح کو چمکایا برق مین غائب ہو گئی دل کر ساحرون کو ہٹایا آپ ایک نخل کے سامنے
مین آئے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اسم جاننے لوح پڑھ کر دستک دو کہ رنگین جادو

ظاہر ہو جب تک اُسکو قتل نہ کروگے یہ ہنگامہ برطرف نہ ہوگا نور الدہر نے اسم حاشیہ لوح پڑھا
دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام لباس سیاہ پہنے ہوے کھڑی سحر کر رہی ہی نور الدہر نے کمان کاندھے
سے اُتاری اسم یا مالک پڑھکر تاک کر تیر مارا سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذرا مرتے ہی رنگین
کے ہاہو کی صدا بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من رنگین جادو بود داؤد
نے آکر مبارکباد سنائی کہ تین مرحلے اسی باغ مین تھے نور الدہر نے بحکم لوح فتح کیے اب باہر باغ
کے نکلے باغ غائب ہوا نور الدہر تھوڑی دور چلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طہماس آکر
پہونچا دوسری طرف سے گرد اُڑی الماس آکر پہونچا شبرنگ ساتھ آیا دونون لشکر
مل کر اُترے نور الدہر داخل بارگاہ ہوے مجنون جادو کو خبر پہونچی کہ رنگین جادو
قتل ہوئی مرحلہ جات شکستہ ہوے گھبرایا مشیرون وزیرون کو جمع کیا سب سے کیفیت
بیان کی سب نے کہا کہ حضور لشکرکشی کرین طلسم کشا صحراے رنگین مین فروکش ہی یہ راے
مجنون کو پسند آئی سات لاکھ جادوگر تیار کیے ہوشیار آسمان سیر وزیر اعظم کو حکم دیا کہ تم لشکر
لیکر چلو مین نکرین طلسم کشا کی جاتا ہون یا لوح لایا یا طلسم کشا کو لایا یہ کہکر مجنون جادو روانہ
ہوا ہوشیار لشکر کو لیکر ہمراہ مجنون لشکر مین نور الدہر کے پہونچا بصورت مبدل پھر رہا ہی
کہ شبرنگ کو دیکھا واسطے انتظام لشکر کے نکلا مجنون نے سحر کیا شبرنگ بیہوش ہوا
شبرنگ کو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ بصورت شبرنگ بارگاہ نور الدہر مین آیا نور الدہر
نے کہا کہ ای شبرنگ دریافت تو کرو سنا ہی کہ لشکر مجنون آتا ہی شبرنگ نے کہا کہ کیا
عرض کرون آج غلام کو بڑا تردد ہی ذرا حضور کنارے چلین تو عرض کرون شبرنگ اسکے
ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی ساتھ شبرنگ کے تخلیے مین آئے شبرنگ نے کہا کہ
آقا مین نے سنا ہی شب کو مجنون آیا لوح سرکار سے لیگیا غلام سمجھنا چاہتا ہی کہ کیا دشمنون نے
مشہور کیا ذرا لوح تو اُتار لیے غلام نور الدہر نے بلا تکلف لوح گلے سے اُتاری شبرنگ
نقلی لوح لیکر دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے پیچھے ہٹا ایک دو تھپڑ مارا کہ نور الدہر بیہوش
ہوے لوح جھولی مین رکھی نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا اہل لشکر نے
دیکھا کہ ایک ساحر نور الدہر کو لیے جاتا ہی طہماس گھبرا کے لشکر سے نکلا شبرنگ

ہوشیار ہو کر آیا کہا کہ ای شہریار غضب ہوا مجکو ساحر بیہوش کر کے ڈال گیا تھا طہماس نے کہا
کہ آقا کو لیے جاتا ہی یہ کہکر طہماس نے اُسیوقت لشکر تیار کیا شبرنگ آگے بھاگا مگر یہ کہہ گیا
کہ ای طہماس تم لشکر لیکر آؤ مین آگے جاتا ہون شاید کوئی تدبیر بن پڑے یہ کہتا ہوا بھاگا
طہماس نے کل لشکر تیار کیا کل لشکر کو لیکر چلا ہوشیار آسمان سیر ساحرون کو ساتھ لیے ہوے
ایک مقام پر اُترا ہی ارادہ ہی کہ کوچ کرون آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ منم مجنون جادو
ای وزیر اعظم طلسم کشا کو مع لوح لایا یہ کہہ کے اُترا آہنگرون کو طلب کیا کہا کہ اس جوان
کو مسلسل و مطوق کر کے بارگاہ مین لاؤ وزیر نے نورالدہر کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین
طرف بارگاہ کے لیکر چلا مجنون تخت پر بیٹھا ہی لوح سامنے رکھی ہی وزرا و امرا سب جمع
ہین تعریفین کر رہے ہین کہ ای شہنشاہ بڑا کام کیا مگر طلسم کشا کو فوراً قتل کیجیے انکا زندہ رہنا
اچھا نہین کہ وزیر نورالدہر کو لیکر آیا نورالدہر نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا
مجنون نے آواز دی کہ او ظالم تو نے سارا طلسم تہ و بالا کر دیا اب بچنے کی کون صورت
ہی ارے جلاد کو بلاؤ شبرنگ بھی آکر پہونچا چاہتا ہی کہ جلاد بنکر جاؤن اپنے آقا کو چھڑاؤن
لیکن حیران ہی کہ لوح تو تخت پر رکھی ہی مین کیونکر لوح کو اُٹھا سکتا ہون اس سوچ مین حیران
کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد سے مجنون جادو نے بہ عتاب خطاب دیا کہ جلد طلسم کشا کو قتل کر
جلاد جست کر کے قریب نورالدہر آیا گردن پر کوسے کا خط دیا خنجر پکڑ کے آواز دی
کہ ای بادشاہ طلسم مجنون حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا نبیرۂ حمزہ کا قتل ہی بڑے بڑے لوگ
دعوی دار خون کے ہونگے چہار سمت سے بلوہ ہوگا جان بچانا مشکل پڑیگی مجنون نے حکم دیا
کہ جلد سر کاٹ لے اُس وقت نورالدہر کی بیتابی و بیقراری سے بے اختیار پکار اُٹھی کہ ای
خالق کارساز و ای رب بے نیاز ان ظالمون کے ظلم سے نجات دے تیری ذات رحیم و
کریم ہی تو سمیع و علیم ہی

نظم

بکن ز نور محبت چسان منور شمع ۔ کہ افتد آتش غیرت ز جلوہ اش در شمع
چو بزم خستہ جانان نہ جلوہ گر گردید ۔ نشست تا سحر روشن بدیدہ تر شمع
ز بیکسی چراغ فسردہ بہر چراغ رسید ۔ شد از تجلی یک شمع جلوہ گر ہر شمع

چراغ زندگی خلق گل شود یک روز — چو شد از رخ ایجاد روے انور شمع
ندید صورت پروانہ کس بہ محفل باز — بوقت صبح چو از بزم لبست بستر شمع
ز نور واست برافروز سینۂ خود را — بکن بخانۂ تاریک خود منور شمع
بسوز و ساز محبت بسوختن تا ہندی — نیافت بر سر مجلس مقام بہتر شمع

بیقرار ہوکر جو نور الدہر نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سیاہ پیدا ہوا انجشون نے کہا کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین وہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ بیٹی بادشاہ کی نہایت حسین و جمیل گرد کنیزین گھیرے ہوے تخت زمین پر آیا باپ کو سلام کیا پوچھا کہ کیا کیفیت ہی کنیز و بخیتی ہوئی آئی سب مرحلے ویران پڑے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے سارا طلسم برباد ہوا انجشون نے کہا کہ ای نور نظر اپنا کام اپنے ہاتھ سے خوب ہوتا ہی آج تک مجکو مصاحب روتے رہے جب خود گیا تو لوح بھی لایا طلسم کشا کو بھی گرفتار کیا اب قتل کرتا ہون کیا زندہ چھوڑونگا اب میرے ہاتھ سے کیا یہ جوان زندہ بچے گا گلگونۂ رنگین پوش نے کہا کہ طلسم کشا کہان ہی پہلو مین باپ کے آکر تخت پر بیٹھی انجشون نے کہا کہ وہ سامنے بیٹھا ہی گلگونۂ رنگین پوش نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک جوان غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری موے سر سراسر پریشان زلفین غلیلی خالی سبز ورک ہاشمی چہرے پر جوشان و خروشان جمال جہان آرا کی رعنائی آنکھین لعینہ رشک دیدۂ غزال ابرو رشک ہلال دیکھتے ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پیشانی پر پسینہ ہر قطرہ الماس کا نگینہ آنکھین لہرائین تھرتھر کانپ کر بیہوش ہو گئی باپ کے کاندھے پر سر رکھدیا منکا ڈھل گیا ادھر جو ہوا نور الدہر نے نگاہ اُٹھائی صورت زیبا و طلعت کو دیکھا کہ ایک نازنین حور مثال پری خصال عارض ماہ تابان زلفون سے پریشانی آئینہ عارض سے حیرانی بوٹا سا قد اُسمین ثمر پستان کا ظہور یا معکوس جام بلور گلا صراحی دار شراب حُسن سے سرشار آنکھین بند بادام سے مثال معتول ہی نور الدہر نے بھی سر سر زنجیر پر رکھدیا غش آنے لگا مگر چونکہ مصیبت مین ہین اپنے کو سنبھالا انجشون نے گھبرا کر کہا کہ ارے گلاب و کیوڑا و بید مشک لاؤ چھوئی مٹی پر کیوڑا ڈال کر سنگھاؤ میری نور نظر کو کیا ہوا کنیزون نے تلوے سہلائے آنکھ کھولی باپ نے پوچھا کہ

کیون نور نظر خیر تو ہی مزاج کیسا ہی ملکہ سے نے ضبط کر کے جواب دیا کہ کچھ نحود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو
آتا ہی کسی سے نے مجھ پر سحر نہ کیا ہو دزدیدہ نگاہ سے طرف نور الدہر کے دیکھ رہی ہین جلاد خنجر بکف
سر پر کھڑا ہی حکم کا منتظر ہی یہان دوسرا معاملہ درپیش ہی مجنون کو دوسری بات کا پس و پیش
ہی کئی مرتبہ مجنون سے نے پوچھا کہ ای نور نظر مزاج کیسا ہی ملکہ سے نے کچھ جواب نہ دیا حیران ہی
کہ دل کی کیا کیفیت بیان کرون کیونکر اس شخص پر احسان کرون سوچ رہی ہی کہ ایک کنیز
کے منہ سے نکلا حضور باعث ملکہ کی بیقراری کا یہ ہوا کہ کبھی کسی کو اس طرح زنجیرون مین بندھا
نہین دیکھا ڈر معلوم ہوا خوف سے یہ کیفیت ہو گئی ملکہ گلگونہ کو پہلو ملا کہا کہ ای والد حقیقت
مین یہی کیفیت ہوئی اس گنہگار کو جو اس مصیبت مین دیکھا دل کو تاب نہ رہی غش آگیا
مجنون سے نے کہا کہ ای نور نظر قیدی کو یہان سے ہٹا دین باہر جا کر قتل کرین تمھارے سامنے
یہ بدعت نہ ہو ملکہ سے نے کہا کہ جلاد کو اسکے سر پر سے ہٹا دیجیے تھوڑی دیر ٹھہر کر قتل کیجیے مجھے بھی
اس شخص سے دشمنی ہی جی چاہتا ہی کہ اپنے ہاتھ سے قتل کرون اسکے سبب سے کیسے کیسے عزیز
مارے گئے بڑے بڑے ساحر قتل ہوے جلاد تو سر پر سے نور الدہر کے ہٹ گیا تخت پر لوح
رکھی تھی ملکہ سے نے ہاتھ مین اُٹھا لی مجنون سے نے کہا کہ ای نور نظر اسے نہ چھو کہ ہم سحر بھولے جاتے ہین
اسی لوح کے سبب سے تمام طلسم برباد ہوا بڑے بڑے ساحر اس ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئے
گلگونہ لوح دیکھنے لگین کہا کہ اسمین کیا لکھدیا جو ساحر گھبرا جاتے ہین سحر بھول لیتے ہین مجنون سے نے
کہا کہ اسمین نام خدا سے نادیدہ کے لکھے ہین اسی وجہ سے سحر اسپر تاثیر نہین کرتا اگر سامری
و جمشید بھی ہوتے تو وہ بھی عاجز آتے سحر نہ کر سکتے یہ سب باتین گلگونہ سے نے سنین حیران ہی
کہ اس جوان کو کیونکر بچاؤن سب اہل دربار کہ رہے ہین کہ اسکو جلد قتل کروا ایسا نہ ہو کہ کوئی
اُفتاد پڑے صاف صاف سامری نامے مین مرقوم ہی کہ بروقت طلسم کشا ٹھہرا رہا آفتین آتی
ہین ملکہ لوح کو لیے سوچ رہی ہی شبرنگ بن عمرو سے کہ خدمتگارون مین ملا کھڑا ہی تیور
جو ملکہ کے دیکھے کنیز کی شکل بنکر پشت پر آکر کھڑا ہوا ملکہ سے نے جو اُسطرف منھ پھیرا اشارہ کیا
کہ لوح طلسم کشا کے گلے مین ڈال دیجیے یہ شیر دلیران سب کو شکست دیگا سب سے
سمجھ لیگا آپ اپنا کام کیجیے ملکہ حیران ہی کہ یہ کنیز میری کیا کہتی ہی کہا کہ نرگس میرے پاس تو آ

جب قریب آئی کہا کہ جو کہتی ہی کان مین کہدے شبرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین شہریار کا عیار
ہون بس اب اسی مین بہتر ہی کہ لوح گلے مین ڈالدیجیے قتل کرنیکے حیلے سے اُٹھیے اب تامل نفرمائیے
یہ کہکے شبرنگ الگ ہوا ملکہ کے دل کو تقویت ہوئی باپ سے کہتی جاتی ہی کہ لوح اب
میرے ہی پاس رہیگی مجھ تک کوئی کیونکر آئیگا نہین معلوم کہ جسکے پاس لوح تھی اُسنے کیا میل کرکے
لوح دیدی مجنون کہتا ہی کہ بی بی تمکو اختیار ہی جب طلسم کشا قتل ہو جائے پھر اپنی راے پہ
انتظام طلسم کرنا بس ملکہ نے کمر سے نیمچہ کھینچا جھپٹ کر قریب نور الدہر کے آئی کہتی ہوئی کہ او
ظالم تیری وجہ سے کیسے کیسے عزیز مارے گئے اور تو زندہ بیٹھا ہی مجنون یہان بیان کرتا رہا ملکہ جھپٹکر
قریب نور الدہر کے آئین لوح گلے مین ڈالدی کہا کہ ای شہریار اُٹھیے تمام قید سحر جسم سے دفع
ہوئی نور الدہر نعرہ کرکے اُٹھے ملکہ پشت پر تھر تھر کانپتی ہوئی سنگرینے زمین سے اُٹھاکر
داہنے بائین پھینک مارے کئی سی جادوگرون کے سر پھٹے پتھر برسنے لگے کبھی ہاتھ ہلا یا برق چمکائی
شبرنگ جھپٹ کر پہلو پر نور الدہر کے آیا حقۂ آتشبازی داغ کر مارا کسی کا مُنھ جلا کسی کا ہاتھ
پھنکا سات لاکھ جادوگرون مین ہُلڑ ہوا کہ طلسم کشا نے رہائی پائی ایک سے ایک یہی پوچھ رہا
ہی کہ کیا وجہ ہوئی جو طلسم کشا رہا ہوا کوئی سبب اصلی بتاتا ہی کوئی کہتا ہی کہ طلسم کشا صاحب اقبال
ہی طلسم پر سراسر زوال ہی مجنون کہہ رہا ہی کہ یارو جہانتک ہو سکے جانبازی و سرفروشی کرو
مجنون جب آواز دیتا ہی فوج کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی سات لاکھ ساحر سحر کر رہے ہین جسنے سحر کیا
شاہزادۂ نور الدہر نے لوح کو جھکایا سحر اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
مجنون نے پکار کر آواز دی کہ ای یارو سحر نہ کرو طلسم کشا کو گرفتار کر لو ساحرون نے مل کر بلوہ کیا
نور الدہر نے ایک ساحر کو مار کر گھوڑا چھین لیا تلوار غیر کی شمشیر زنی کر رہے ہین ملکہ گھبرائین
کہ ساحر ہر طرف سے بلوہ کرتے ہوے آتے ہین بیقرار ہو گئین نور الدہر سے کہتی ہین کہ اپنے
کو بچائیے ایسا نہ ہو کہ آپ گرفتار ہو جائین کبھی پکارتی ہین کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی
اس آفت ناگہانی سے بچائے اس بلا سے مہلت دے ای پروردگار عالم تجکو سب طرح کا
اختیار ہی تو سب کا پروردگار ہی نظم

| | |
|---|---|
| زردئ گل تو بنائی یہ گلشن چہرۂ زیبا | کہیں ظاہر کہیں سرو سہی حُسن قد رعنا |

تو از قامت بہر جانب قیامت کردہ برپا — تو افگندی ز حسن دلربا اندر جہان غوغا
بحسن یوسفے خود کردہ بودی گرم بازاری — تو خود اندی سوے خود بہر خریداری زلیخا را
چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون — کند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
ز ہر آئینہ در چشم زمانہ جلوہ گر گشتی — ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندہ ہندی — بحال بندہ خود یا الہ العالمین بخشا

بلک بلک کر جو گانگو نہ نے دعا کی شہر نگ آمین کہہ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ نہر بیشہ کالنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دلو پیر در مع کل فوج سے آکر پہونچا نعرے سے کی جو اپنے آقا کی آواز سنی وہین سے ساطور کھینچا جا پڑا اگل سردار آکر لڑنے لگے یا تو اُن سب نے سحر سو قوت کیا تھا یا سحر بھی کرنے لگے مگر کچھ کارگر نہین ہوتا دو حملون مین کئی لاکھ آدمی مارے گئے مجنون نے یہ معرکہ دیکھا کہ کل فوج طلسم کشا کی آگئی گھبرایا قصد ہوا کہ نکل جاؤن اپنے کو خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی پہونچاؤن وہ ضرور مدد کرین گے یہ سوچکر زمین پر گرا غلطک مار کر پرواز پیدا کیے بلند ہوا گانگو نہ نے پکار کر کہا کہ ای شہریار بادشاہ طلسم نکلا جاتا ہی اگر یہ نکل گیا فساد برپا کریگا سرکار کی تکلیف بڑھیگی نور الدہر نے سر اٹھا کے دیکھا کہ مجنون پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا ہی آسمان پر ٹھہرا رہا ہی ساتھ والون کو آواز دیتا ہی کہ یارو نکل چلو اب ٹھہرنے کا موقع نہین ہی خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی چلکر انتظام کرونگا ہفت پیکر کی قدرت آج کل مثل آفتاب کے روشن ہی ساتھ والے بلند ہوتے جاتے ہین شاہزادہ نور الدہر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جگر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینہ پر کینہ مجنون پر پڑا سینے کو توڑ کر پشت سے پار گذرا مجنون زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی جادوگر بھاگنے لگے افسر کلان رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آیا عرض کی کہ حضور امان دین سب بصدق دل مسلمان ہوتے ہین افسر کا نام اکوان برق بار ہی نور الدہر نے امان دی بارہ ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوے اکوان برق بار نے عرض کی کہ حضور کا کیا ارادہ ہی نور الدہر نے کہا کہ طلسم ہفت پیکر مین ہمارے بزرگ قید ہو گئے ہین اُنکی رہائی کو جاتے ہین اکوان نے عرض کی کہ غلام کو حضور ساتھ لین راستہ بتاؤنگا تا بہ ہفت پیکر

پہونچا دونگا نورالدہر نے آکر خزانہ طلسمی نکلوایا کئی سو چھکڑا مال و اسباب کا نکلا اور اسے لدوا کے ساتھ لیے اول آکر قلعۂ فیروزہ پر پہونچے فیروز نامدار سے اُسکے بیٹے کو ملا یا تین دن اُسی مقام پر قیام کیا تمام فوج ساتھ ہوئی اکوان برقبار نے ایک ابر بنا کر اُسپر بارہ ہزار جادوگر دن کو سوار کیا ملکہ ہوشربا نے اپنی بہن لشیم کو رہا کیا ملکہ گلشن کو اُسی قلعے پر چھوڑا قلعہ دار سے سفارش کی کہ انکو کوئی تکلیف نہ پہونچے ہوشربا و لشیم و نرگس بھی ساتھ ہوئین اُسی ابر مین یہ جادوگرنیان بھی مخفی ہین اس شوکت و شان سے شاہزادہ نورالدہر طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین دیکھیے کہان پہونچین کہ پہونچنا انکا تحت پر ہوگا

## دو کلمۂ داستان حیرت بیان ایرج نوجوان بیان ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر لالہ فام
کہ ساقی نے مشہور کر دی خبر
گل و غنچے ہین جوش مین سربسر
کہ گل کو خبر مل گئی گوش کی
مجھے زلف سنبل کا آتا ہے دھیان
جو تقریر ہے بس وہ تحریر ہے
ہوئی مست دیوار پر فاختہ
کہ جان حزین آج بیتاب ہے
مرے ساقی دلکش و مہ لقا
کہ رنگ چمن کے ہین مشتاق ہم
قلم داستان جلالت لکھون
کہ اب رنگ پر آ گئی ہے کتاب

کہ بنت العنب سے کرون مین کلام
بہار گلستان کی آمد ہوئی
صبا دے رہی ہے خوشی کی خبر
صبا آج کرتی ہے اٹکھیلیان
کرین بلبلین اتفاق زبان
سر سرو قمری کو کو پہ نازہ
چمن پر اُٹھائے نظر فاختہ
چہکتے ہین طائر بوجہ حسن
مجھے لطف گلشن کا سامان دکھا
کہ سب بلبلین بھی نوا سنج ہین
کہ ہر اک کو ہو شوق قصہ پڑھون

کہان تمنا ہوا بار ور
قمر نظم اشعار ہین کہہ ہوئی
کہ آمد ہے رندان ذیہوش کی
عجائب غرائب چمن کا سمان
یہی آمد گل کی تدبیر ہے
چمن مین ہر اک جا نشیمن فراز
چمن صاف سرسبز و شاداب ہے
کہ ہے رنگ پر آج سارا چمن
پلا جام صہبا سے لطف و کرم
کہ غنچون کی مٹھی مین بھی گنج ہین
چل اے ساقی سیم تن لاجواب

پھر محرران داستان دلستان و راقمان اخبار گوہر فشان

اس داستان حیرت بیان کو　یون تحریر فرماتے ہین ناظم　معنی فشان کہ آمد بسجان
درین زیر پردۂ آسمان　درین پردہ آواز ناظم چونی　بہ احوال جم یا بہ احوال کی

حال کیفیت مآل ایرج نوجوان تحریر کرتا ہون کہ جنگ ہمراہی شاہزادہ نورالدہر سے جو علیحدہ
ہوئے نقابدار زرین پوش سے لڑکر بارہ کوس پر چھوڑا کہ پھر جاکر نورالدہر سے مقابلہ کرین
نقابدار تو چلا گیا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ ای شاپور نورالدہر نے اسباب شکست
پیدا کیا مین بھی چلکر پہونچون قبلہ وکعبہ کی رہائی میرے ہاتھ سے ہو بڑی ذلت ہی کہ اگر گشتی گیر زادہ کو
نے رہا کیا اور بڑا باعث خرابی ہی اس مقدمے مین دل کو بیتابی ہی شاپور نے عرض کی کہ بسم اللہ
حضور تشریف لیجاتے ہین تو کیفیت ظاہر ہو چلکر زمین ہفت پیکر ہلا دین گے ایرج ایک جانب چلے
ایک صحرا مین جاکر اترے سب لشکر فروکش ہوا ایک نخل سامنے دیکھا کہ ہزارہا طائر اسپر بیٹھے ہین
زمزمہ سرائی کررہے ہین ایرج ٹہلتے ہوئے قریب نخل پہونچے کہا کہ باغبان قضا وقدر نے کسقدر
نخل کو سرسبز وشاداب کیا ہی جیسے ہی قریب نخل پہونچے طائر اڑے ایک طائر نے سایہ اپنا
ایرج پر ڈالا جیسے ہی عکس طائر کا ایرج پر پڑا اس مقام پر غبار بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد
دوبارہ دفع ہوا اور ظاہر ہوا کہ ایرج غائب ہوئے شاپور شیر دل تو سرداروں کے خیمے استادہ کرا رہا تھا
یہ سنکر دوڑا آیا خبر سنی کہ ایرج اسوجہ سے غائب ہوئے شاپور نے سرداروں کو اشارہ کیا کہ یہ مقام
عجائبات وغرائب ہی لشکر تو یہاں سے ہٹا لیجاؤ مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون شاپور شیر دل ایکجانب
بھاگا گیا ملکہ قضیلم نے تین کوس ہٹکر لشکر اتارا شاپور کو تین دن اسی صحرا مین گذر گئے دن بھر پھرا
کرتا ہی شام کو کسی مقام پر پڑ رہتا ہی چوتھے دن آقا کے واسطے پریشان ایک نخل کے سائے
مین بیٹھا ہوا ہی سامنے جھیل ہی طائر آتے ہین پانی پی کے چلے جاتے ہین کہ شاپور نے دیکھا
ایک عقاب بزرگ اڑتا ہوا آسمان سے آیا گلے مین ایک نامہ بندھا ہی پانی کو دیکھکر اترا شاپور
کو خیال ہوا کہ یہ عقاب ساحر ہی کیا عجب ہی کہ کسی کا نامہ لیے جاتا ہو خدا اسکا انجام بخیر کرے یہ سوچکر
ایک پتھر مارا عقاب کا سر پھٹا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عقاب جادو. لود
شاپور شیر دل نے اسکے گلے سے اسکے نامہ کھولا اسکو پڑھا طرف سے عنوان جادو کے مرقوم
تھا کہ ای ملکہ سیمتن یہان معرکہ درپیش ہی ایک لشکر آکر صحرا اسے نگارستان مین اترا ہی
اسکے افسر ایرج کو قید کرلیا آپ تشریف لائیے تو ایرج نوجوان کو خدمت خداوند مین روانہ
کرین شاپور شیر دل مضمون نامہ دیکھکر خوش ہو گیا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر عقاب کی شکل بنا نامہ

گرمین رکھا تلاش سیاحت مین چلا دوسرے دن دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہی لیکن دروازہ باغ کا بند ہی
شاپور شیردل ایک نخل کے سائے مین بیٹھ گیا اس فکر مین کہ کوئی اندر سے نکلے تو حال دریافت کرون
دروازہ کھلا ایک کنیز نکلی اُسنے پکار کر آواز دی کہ عقاب جادو کہا لئے آتے ہو شاپور نے
بڑھکر کہا کہ صاحب میرے ہوش درست نہین ہین صحرا مین آتا تھا تخت خداوند ہفت پیکر کا جو
اُڑتا ہوا نکلا مجھپر اُسکا سایہ پڑگیا کئی دن سے دیوانہ وار پھرتا ہون کسی کو نہین پہچانتا ہالی سمجھین سمجھو
ڈھونڈتا ہون کنیز نے کہا کہ یہی باغ سمجھو ہی چلو ملکہ کے پاس لیچلون عقاب جادو کے
پاس سے آتے ہو کے شاپور شیردل اُٹھ کھڑا ہوا ساتھ کنیزون کے باغ مین آیا سمجھو بارہ دری
مین مع کنیزون کے بیٹھی ہی عقاب نقلی نے تسلیم پیش کیا ملکہ نے بڑھکر کہا کہ عقاب باہم چلین
شاپور نے ایک گوشہ مین آکر مقام کیا جب دن چڑھا ہاتھ منھ دھو پاگا ئین آکر گانے لگین کنیزین
نے دیکھا کہ سب تعریفین کر رہے ہین عقاب جادو منھ پھلائے بیٹھے ہین کہا کیون عقاب
تمہین گانا گانا پسند نہین آیا عقاب نے سر جھکا کر کہا کہ حضور آج جو سایہ تخت خداوند
ہفت پیکر مجھپر پڑا کسی نے میرے گلے پر بھی ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تجکو علم موسیقی کا سمجھے بادشاہ
کیا ہین امیدوار ہون کہ ایک غزل مجھسے سنیے شاید یہ حکم مجھکو حقیقت مین الہام ہو ملکہ نے
کہا کہ ہان میان عقاب سنین شاپور شیردل بیچ مین آبیٹھا گنگنا کے یہ غزل شروع کی

لبریز اُسکے ہاتھ مین ساغر شراب کا
بنتا ہی عکس رخ سے کٹورا گلاب کا

وہ مست ناز اگر کرے نظارہ آب کا
لبریز ہو شراب سے شیشہ حباب کا

رکھتا ہی چرخ اوج کسی کا کب ایک دن
ہوتا ہی دوپہر مین زوال آفتاب کا

ہم زاہدان ساقی کوثر ہین داغطلبا تو
کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا

اک میکشو یقین ہی نکلے برابر شراب
وہ مست ناز توڑ دے جو پیمانہ حباب کا

راحت طلب کرون تو ملے آسمان سے رنج
حاضر ہو موت ابھی جو خیال آئے خواب کا

ہوا کی حسین اُسکو ہی نفرت جہان سے
ہوتا نہین ادھر کبھی منھ آفتاب کا

پیری مین شعلہ رویون سے خالی کنارا ہی
کیونکر گذر کمان مین ہو تیر شہاب کا

تا صبح شراب پی شب تاریک ہی تو کیا
محتاج آفتاب نہین ماہتاب کا

اس رنگ مین شاپور نے یہ غزل گائی کہ سیمتن بیقرار ہو گئی کہا ای عقاب جادو حقیقت مین تمکو
علم موسیقی کا خداوند ہفت پیکر نے عالم کیا خوش آواز صد این سوز و گداز شاپور شیر دل نے کہا
کہ ذرا کنارے چلیے مین کچھ اور بھی عرض کرونگا سیمتن بلا تکلف اٹھی شاپور شیر دل تخلیے کے
خیمے مین سیمتن کو لایا باتین کرتے کرتے حباب مار کے بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا ایک ستون
سے سیمتن کو باندھا تصویر ایرج کی نکالی سیمتن کو ہوشیار کیا اپنی صورت اصلی بنائی پہلے تصویر
ایرج نوجوان دکھائی کہا کہ ای ملکہ عالم مین اس شیر کا عیار ہون کہ جسے عنوان جادو نے قید
کیا ہای اگر آپ چل کر مدد کرین تو اس شیر کو چھڑا لائین سیمتن تصویر ایرج نوجوان پر مائل ہوئی اشارہ
کیا کہ سوزن نکال مین تیرے ساتھ مدد کو موجود ہون شاپور شیر دل نے سوزن نکال لی
سیمتن نے کہا کہ ای چھتر والا اگر اب مین تمکو پکڑ لون تو کیا کرو تمنے بڑا اپنے ساتھ دغا کر کے فریب
کیا شاپور نے کہا کہ اب بھی کیا مجال دیکھو کنیزین باہر سے جھانک رہی ہین سیمتن بلی شاپور سے
جاتا تھا سے کہہ کر پھر حباب مار کر بیہوش کیا تین مرتبہ سیمتن کو ہوشیار کیا سیمتن بگڑی اور شاپور
شیر دل نے بیہوش کر لیا تیسری مرتبہ دل سے مطیع ہوئی کہا کہ ای شاپور تیرا شکل نہین ہاتھ مین امتحان
کرتی تھی مین تیرے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن تم وہی عقاب جادو کی شکل بنو شاپور
شیر دل اسی شکل پر تیار ہوا سیمتن باہر آئی کنیزون سے کہا کہ ہم عنوان کی ملاقات کو جاتے ہین
تم یہان ہوشیار رہنا یہ کہہ کے تخت سحر تیار کیا شاپور شیر دل کو اپنے پاس بٹھا لیا طرف قلعہ
عنوان کے روانہ ہوئین عنوان جو ایرج کو قید کر کے لایا ہی سیمتن کو خراج دیتا ہے مشتاق تھا
کہ ملکہ آئین تو قیدی کو روانہ کرون کہ تخت سیمتن کا آکر پہونچا عنوان جادو نے ملکہ سیمتن کو لا کر
تخت پر بٹھایا سب کیفیت بیان کی کہ نبیرۂ حمزہ طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتا تھا مین حمزہ سے
گرفتار کر لایا سیمتن نے کہا کہ قیدی کو ہمارے سامنے لاؤ عنوان نے ایرج نوجوان کو دربار
مین بلوایا ایرج نوجوان نے آکر مثل اہل اسلام کے سلام کیا نعرہ زنجیرین غل ہی پیر ہونٹ ٹوٹ کر گر لگی
سیمتن بیقرار ہو گئی مسکرا کر کہا کہ کیون نبیرۂ حمزہ طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا اپنی جان کا کچھ خوف
نہین ایرج نوجوان نے جو جمال سیمتن دیکھا سر جھکا لیا سیمتن نے عنوان سے کہا کہ ای
عنوان جادو قیدی ہم لیکر جاتی ہین سے کے تخت پر اس جوان کو سوار کیے لیتی ہین کوہ ہفت رنگ پہ

پہونچا دینگے جاتے ہی قدرت کے سامنے سجدہ کرینگے کئی فرزندان صاحبقران وہان اسی حال
سے موجود ہین عنوان جادو نے کہا کہ آپکو اختیار ہی سمیثن نے ایرج کو تخت پر سوار کیا
عقاب نقلی کو ساتھ لیا عنوان جادو سے کہا کہ یہ ساحر ہوشیار ہی ساتھ رہیگا یہ کہکر تخت اڑایا
طرف قلعہ سیمین عذاران کے روانہ ہوئین راہ مین شاپور نے سب حال اپنا ظاہر کیا سمیثن
نے ایرج کو قید سے رہا کر لیا کہا کہ ای شہریار نامدار یہ کوہ پہونچنا بہت دشوار ہی مین کنارے پر
طلسم کے رہتی ہون کہ اس طلسم کا طلسم سیمون نام ہی سیمون تاجدار عالم ہی آپ نے سنا ہوگا
جب آپ اس طلسم کو فتح کرین تب راستہ طلسم ہفت پیکر کا کھلیگا ایرج نے کہا کہ مین ضرور اسکو
فتح کرونگا سمیثن نے کہا کہ یہ بھی مین نے سنا ہی طلسم تختیون کو کوئی لوٹے ہین صاحبقران کے
انھون نے فتح کیا ہی طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے یہ سنکر ایرج بہت گھبرایا کہا کہ ہائے آج کے
لوح کی فکر کرو سمیثن نے عرض کی کہ ای شہریار یہ لوح بڑے شخص کے قبضے مین ہی مقام علامت
دکھا دونگی ایرج نوجوان نے کہا کہ مین آج ہی وا انکار کرونگا ملکہ بڑا اضطراب ہم افسوس ہی اگر وہ
گستی گیر زیادہ پہلے طلسم مین پہونچگیا مقدمہ رہائی میرے قبلہ و کعبہ کا ہو بڑی مشکل پڑیگی تم جلد سے
مجھکو مقام علامت بتا دو مین جان دونگا یا طلسم مین جاؤنگا اپنے قلعے پر مجھکو لیجا کر کیا کرو گی اسیطرح
سے مجھکو مقام بتا دو شاپور شیردل نے استفسار سے سمیثن سے کہا کہ یہ مزاج کے تیز سے
جاہل ہین آپنے ذکر نور الدہر بن بدیع الزمان کا کر دیا اپنے ہوش مین نہین ہین سمیثن نے
کہا کہ ابھی وہ کسی مقام پر روکے جاینگے صاحبان در چند سے راہ ہونگے جب اس طرح
سمیثن نے کہا تب ایرج خاموش ہوئے قلعے مین آکر پہونچے سمیثن نے سب ساحرون کو
جمع کیا ستر اسّی ہزار ساحر ہین سب کو مطیع اسلام کیا اسنے کہا کہ شاہزادے کو برسر علامت طلسم
لیجاؤ مین فکر مین لوح کے جاتی ہون چند ساحر ایرج کے ساتھ ہوئے سمیثن اسیوقت پر پرواز
پیدا کرکے روانہ ہوئی ایرج ساتھ ان چند ساحرون کے قلعے سے باہر نکلے ہین پانچ کوس راستہ
طی کیا ہی کہ ایک پہاڑ دیکھا نہایت بلند اور ہر طرف ہی ہرا بھرا طاؤسان زرین بال بر سر کوہ رقص
کر رہے ہین ایرج نے ایک گنہگار سے کہا کہ تو اس پہاڑ کو چھو کر چلا آ ہم تجھے رہا کر دین گے
گنہگار چلا جیسے ہی سامنے پہاڑ کے پہونچا طاؤس رقص زیادہ کرنے لگے جب وہ کوہ کے قریب پہونچا

گنہگار نے دیکھا اندر سے پہاڑ کے ایک نازنین مہ جبین ہمراہان بصد ناز و انداز زنگی کنیزون نے دو کرسیان بچھا دین ایک کرسی خالی ہی جب وہ جوان قریب پہونچا اُس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُس مہ جبین نے مسکرا کر کہا کہ اے عاشق صادق کیون بیقرار ہوتا ہی میرے پاس آ یہ جوان جا کر کرسی پر بیٹھا اُسنے اپنے ہاتھ سے جام شراب لبریز کر کے دیا یہ بہت جام بلا تکلف پی گیا نشہ جو ہوا چاہتا ہی کہ اُس نازنین پری چہرہ سے لپٹ جاؤن اُس نازنین نے جھڑک کر کہا کہ دیکھو ادب سے نہین بیٹھتا ایسا نہو کہ پھر اشقو ہو جائے یہ کب مانتا ہی چاہتا ہی کہ لپٹ جاؤن جو تب اُس نازنین نے آواز دی کہ ای خونخوار پہلوان آ دیکھ یہ میرے ساتھ بے ادبی کرتا ہی یہ جو اُس نازنین نے پکار کر کہا درہ کوہ سے آواز آئی کہ ارے کون ہی وہ بہت دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک زنگی قوی تن قوی من تیغ برہنہ ہاتھ مین دہن سے للکارتا ہوا آتا ہی کہ او بے ادب مراسلے ناموس پر دست انداز ہوتا ہی اُس گنہگار نے جو زنگی کو تلوار کھینچے ہوے دیکھا چاہا کہ بھاگون اُس نازنین نے دامن تھام کے کہا کہ کیسا مرد ہی جو بھاگتا ہی یہ سنتے ہی وہ گنہگار بھی پلٹا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا گنہگار کے دو ٹکڑے ہوے نازنین کا ہاتھ تھام کر اندر درے کے چلا گیا وہی طاؤس جو سر کو بیٹھے تھے رقص کرنے لگے ایرج نے جو یہ معاملہ دیکھا قصد کیا کہ جاؤن شاپور نے کہا کہ ای شہریار شب کو دعا کیجیے دیکھیے غیب سے کیا حکم ہوتا ہی ایرج نے تامل کیا شاپور شیر دل نے عبادت خانہ آراستہ کیا ایرج نے نماز عصر پڑھ کر دعا مانگنا شروع کی شاپور باہر سے سُن رہا ہی کہ ایرج دعائین مانگ رہے ہین پھر رات رہے دعا مانگتے مانگتے ایرج بیہوش ہو کے عالم خواب مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای نور نگاہ صاحبقران کیا مطلب تمھارا ہی ایرج نے بھی اُس حیرانی و پریشانی مین مطلب فتح طلسم بیان کیا اُن بزرگ نے فرمایا ای نبیرہ حمزہ جس راہ سے گنہگار گیا اُس راہ سے اگر لاکھ آدمی جائین گے بلا مین پھنسین گے و اسکے پر کوہ کے ایک چشمہ آب ہی اُس مین اپنے کو گرا دو تب طلسم ہمدون مین پہونچو گے ایرج نے چاہا کہ کچھ اور پوچھون آنکھ کھل گئی وقت سحر تھا اُٹھکر نماز ادا کی جب نماز پڑھ چکے شاپور سے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا بسم اللہ ایرج مسلح ہوے شاپور دیکھ رہا ہی کہ جب ایرج سایہ کوہ مین پہونچے دیکھی نازنین بیٹھا ہوا اُسکی آواز دیتی ہو کہ ای جوان اس طرف آ مین تیری منتظر تھی ایرج نے

کچھ جواب نہ دیا پھر ایرج اُس چشمے کے پہونچے بلاتکلف اپنے کو چشمے مین گرا دیا یہ معلوم ہوا کہ مین کسی سے باتین
کر رہا ہون اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر وسیع مین پایا جو دیکھتا ہی وہ اوصاف ایرج بیان کرتا ہی
کہتا ہی کہ کیا جوان حسین ہی ایک طرف سے چند سپاہی پیدا ہوے ایک سپاہی نے آکر ایرج کا ہاتھ
پکڑا کہ آؤ چلو تمھین بادشاہ بلاتے ہین ایرج نے ہاتھ چھڑا کر کہا کہ او بیہودہ ہاتھ پکڑتا ہی کیا ہم تیرے بادشاہ
کے نوکر ہین اُس سپاہی نے کہا کہ ای جوان تجکو چلنا ہوگا ایرج نے تلوار کھینچی سپاہی نے سونٹا اُٹھایا ایرج
نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سپاہی کے دو ٹکڑے ہوے اُن سب نے مل کر ایرج پر بلوہ کیا ایرج لڑنے لگے
پانچ چھ سپاہی قتل کیے ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار بارہ ہزار فوج ساتھ
آتے ہی اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرو چہار طرف سے فوجین ٹوٹ پڑین ایرج لڑ رہے ہین جب
دس بیس آدمی مارے گئے اُس بادشاہ نے کہا یارو یہ جوان بڑا ظالم ہی اُس شخص کو چہار جانب سے
گھیر کر گرفتار کرلو کمند انداز ایرج پر ٹوٹ پڑے ایرج کو از دو پہلو سے کسکے گرفتار کیا کشان کشان
لیکر بارگاہ مین آئے وہ بادشاہ تخت پر بیٹھا کہا کہ کیون ای جوان تو نے ملازمان شاہی کو کس واسطے
قتل کیا ایرج نے کہا کہ تمھارے سپاہی نے بلا وجہ ہمارا ہاتھ پکڑ لیا میرے ہاتھ سے مارا گیا بادشاہ
نے کہا کہ ایک شخص نے پچیس آدمی قتل کیے اسکو قید خانے مین لیجاؤ کشان کشان ایرج کو لاکر قیدخانے
مین چھوڑا ایرج نے دیکھا کہ مکان تنگ و تاریک تھا اُس مقام پر چھوڑ کر دروازہ بند کیا باہر پر اسکے
نگہبان بیٹھے ایرج نے بلکنا شروع کیا دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار اس قید سے مجکو نجات
دے دو پہر رات گئے زمین شق ہوئی ایک زن لپیٹے لپیٹے نکلی کہا کہ ای شہریار کل صبح کو وہ بادشاہ پھر آپ کو
طلب کرے گا یہ انگوٹھی آپکو دیتی ہون یہی دستگیری کرے گی وہ سوال کرے گا کہ ایک پہلوان
سے مقابلہ کیجیے اگر اُسکو زیر کیجیے گا تو آپ کی رہائی ہو گی وہ پہلوان ساحر ہی جب اُس سے مقابلہ ہو
انگشتر چمکا کے اُسکی کمر مین ہاتھ دیجیے گا اُٹھا کر بادشاہ پر مار دیجیے گا آپ اپنے کو ایک صحرا مین پائینگے
مین آکر تدبیر لوح بتاؤنگی آئندہ آپ کا اقبال ہی مین نے بمشکل اپنے کو یہان تک پہونچایا کہکر غرق زمین
ہوئی اور غائب ہوئی صبح کو ایرج طلب ہوے پہلوان سے مقابلے کو بادشاہ نے کہا ایرج راضی
ہوے پہلوان آیا ایرج کی قید کاٹی گئی جب مقابلہ ہوا ایرج نے وہی حرکت کی کہ اُس جوان کو
اُٹھا کر تخت پر مارا انجام دربار جلنے لگا ایرج کی آنکھین بند ہوئین اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین

پایا پہلے نخل سے سیمتن پیدا ہوئی اور کہا کہ اے شہریار سامنے کوہ آتشبار ہے وہان اپنے کو پہونچائیے اگر آتشبار
کو مار اُسکی بہن ہے دخان جادو وہ اگر اُسنے آپکی اطاعت کی تو اُسکی معرفت لوح کا پتہ ملےگا کنیز بھی اُسے
جانبازی حاضر ہوگی یہ کہکر سیمتن تو غائب ہوئی ایرج طرف کوہ آتشبار کے چلے لیکن میمون جادو
تخت پر بیٹھا تھا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من پیران جادو ولود گھبرا کر کہا کہ ارسے دریافت تو کرو
جو مالک دروازہ اول طلسم ہے اُسپر کیا افتاد پڑی چند ساحر گئے تھوڑی دیر مین پلٹ کر آئے کہا کہ وہ شہر مین
پڑا ہے یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے ایک ساحر آیا کتاب لیے ہوئے کہا کہ یا وشاہ طلسم عمر طلسم تمام
ہوئی طلسم کشا سے اپنی طلسم مین آگیا پیران جادو مار اگیا اب طلسم کشا طرف کوہ آتشبار کے جاتا ہے ضرور
کچھ وہان فتور ہوگا جلد انتظام کیجیے ورنہ طلسم ہاتھ سے جائیگا میمون جادو نے کاہن طلسمی کو رخصت
کیا ایک نامہ آتشبار کو لکھا کہ اے آتشبار طلسم کشا تیرے کوہ کی طرف آتا ہے اُس سے بہت
ہوشیار رہنا آتشبار کو یہ نامہ پہونچا آتشبار یہ سُنکر جل گئی اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ مین طلسم کشا
کو گرفتار کر لاؤن دیکھون میرے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہین یہ کہکے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر نکلی سامنے
دیکھا کہ ایک جوان حسین آتا ہے اُٹھا کر اُسنے ایک گولہ مارا ایرج لڑکھڑا کر گرے آتشبار نے
گرفتار کیا دیکھا کہتی ہوئی چلی کہ او نگوڑے تجھے یہ راستہ کسنے بتایا ملک پیران کیونکر تباہ ہوا کسنے یہ راستہ
بتایا کہ شان اسپنے قصر مین لائی آواز دی کنیزین حاضر ہوئین کہا زنگن کو بلاؤ اور بوا دخان کو خبر کرو
کہ ہمنے قاتل طلسم کشا دیکھین آج ہماری کسی کے چراغ روشن کرینگے کہ طلسم کشا قتل ہوگا صاف صاف کتاب
سامری مین مرقوم ہے تمام جاننے والون مین دھوم ہے کہ جب ملک پیران برباد ہوگا پھر طلسم میمون
نہ بچیگا کنیزین دوڑی ہوئی گئین زنگن کو اور دخان کو بُلا لائین دخان کی جو نگاہ جمال ایرج پر پڑی
عاشق ہوئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اس حال مین ایرج کو پایا مشکین بندھی ہوئین گریبان پھٹا ہوا
بال سر کے پریشان دیکھکر منتشر ہوئی کہا کہ کیون بوا آتشبار اس بیچارے نے کیا خطا کی یہ بھولی بھولی
صورت تم غصے مین کانپ رہی ہو وہ حیران بیٹھا تمھارے چہرے کو دیکھ رہا ہے آتشبار نے کہا
کہ بوا یہ طلسم کشا ہے اصلی ہے پیران قتل ہوا ملک تباہ ہو گیا میری فکر مین آیا تھا مین نے گرفتار کیا
آج حکم سامری و جمشید مین خلل پڑا جو وہ لکھ گئے ہین اُسکے سراسر خلاف ہوا صاف لکھا
ہے کہ طلسم کشا کو موت نہین دیکھو ہم ابھی قتل کرتے ہین یہ کہکے زنگن کو اشارہ کیا دخان نے کہا

کہ ہوا کئی ہزار آدمی اسی جرم مین قید ہین آج تک نہین ثابت ہوتا کہ طلسم کشا سے اصلی کون ہی پیران
بادشاہ نحیف وضعیف تھا کسی وجہ سے قتل ہوا اسکا کیا اعتبار ہی میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی
کہ اس جوان کو قید سے چھوڑ دو دوبارہ اسنے کہا کہ ہوا میری خوشی یہ ہی کہ اس جوان کو رہا کر دو ٹھہرا
طلسمی مین بھٹکتا پھرے گا جان بچانا مشکل پڑے گی تم کیون اسکے خون سے ہاتھ بھرو آتشبار نے
کہا کہ مین ضرور قتل کرونگی تم ہوا جاو تمھین اسوقت کیا ہو گیا کیسی باتین کرتی ہو مین ابھی اسکو قتل
کرتی ہون زنگن سے اشارہ کیا کہ سر کاٹ لے زنگن نے تلوار کھینچی چاہا کہ ایرج کا سر کاٹے
دخان نے ہاتھ ہلا دیا برق گری زنگن کے دو ٹکڑے ہوے مرنا زنگن کا تھا تو آتشبار اٹھی کہتی
ہوئی کہ ہوا تمنے زنگن کو کیون قتل کیا دخان نے کہا کہ مین تمھین قتل کرونگی آتشبار نے گولہ
مارا دخان و آتشبار سے سحر چلنے لگا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ زمین سے ایک ریگ ماہی
پیدا ہوئی تڑپ کر آتشبار پر گری کہ سینے کو توڑ کر پار گزری نعرہ کیا کہ ہم سیمین کنیزون کو قتل کیا
دخان بھی شریک ہوئی دخان و سیمین نے مل کر کنیزون کو قتل کیا اب سیمین و دخان ایرج کو
لیکر قصر مین آئین سیمین نے کہا کہ اے دخان لوح کا پتہ شاہزادے کو بتاو دخان نے کہا کہ مین جان
سے کوشش کو حاضر ہون اصل حال یہ ہی کہ باغ زنگار رنگ خطا کار جادو اس باغ کی مالک ہی
اسی کے پاس لوح ہی وہان کیونکر رسائی ہو سیمین نے کہا کہ مین لیکر انکو جاون کنیز کی شکل بنا دون
ایرج نے کہا کہ مین بشکل کنیز نہ جاونگا اگر یہ بات مشہور ہو گئی کشتی گیر زادہ ہنسے گا اپنے مقام پر
کہیگا کہ کنیز کی شکل بنکر گئے میرے واسطے باعث بدنامی ہی دخان نے کہا کہ مین بصورت اصلی لیجاونگی
تم سیمین عقب مین آو جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا یہ کہکر ایرج کو تخت پر سوار کیا دخان ایرج کو لیکر
چلی عقب مین سیمین نے بھی قصد کیا لیکن دخان ایک صحرا مین پہونچی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے
مین ایک شخص بیٹھا ہوا رو رہا ہی گرد کا پتلہ بنا ہوا خاک اڑا رہا ہی ایرج کا نام لے لیکر پکارتا ہی
کہ آقا سے نامدار کہان ڈھونڈھون ایرج نے کہا کہ اے ملکہ دخان میرا عیار بیٹھا رو رہا ہی
اب سب کچھ بن پڑے گا تخت اتارو یہ کہکر تخت اتارا ایرج نے پکار کر آواز دی کہ اے یار
وفادار و اے مونس غمخوار کس حال مین ہو مجھے ڈھونڈھتے تھے مین آ پہونچا شاپور نے جو بعد مدت
اپنے آقا کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ اے آقاسے نامدار آپ نے لوح وغیرہ پائی

ایرج نے سب حال بیان کیا شاپور نے کہا کہ غلام ساتھ چلے گا ای دخان ایک کام کرو بادشاہ طلسم
کی تقریرین تصویر دکھاؤ چلتے ہی لوح لے لین آقا کو بصورت بادشاہ طلسم لے چلین دخان نے
نقشہ میمون جادو کا بیان کرنا شروع کیا شاپور نے ایرج کو اُسی صورت پر بنایا پوچھتا جاتا ہی
کہ خال و خط مین تو فرق نہین دخان نے کہا کہ ای عیار طرار کیا صورت بنائی ہی آپ ایک ساحر ملازم
کی صورت بنکر تیار ہوا باتین شاپور نے دخان کو سکھا دین کہ باغ زنگار رنگ مین سامنے خطاکار
کے اس طور سے کلام کرنا بے اختیار لوح لے آئینگے دخان بہت خوش ہی کہ اب لوح کا ملنا بہت آسان
ہی تخت کو اُڑا کر چلی خطاکار توم کی زنگن باغ زنگار رنگ کی نگہبان مالک لوح طلسمی اپنے باغ مین
بیٹھی ہی ذکر کر رہی ہی کہ صاحبو کاہن نے بیان کر دیا ایکی مرتبہ جلسہ روز پیدایش خداوند ہفت پیکر
جو سال مین ہوتا ہی کاہن نے لکھ بھیجا کہ سب میرے قصر مین آئین احکام نجوم سُنا تا منتظر رہی سب
اہالی طلسم جمع تھے بادشاہ طلسم بھی بیٹھے تھے اُسنے ممبر پر جا کر تعریف قدرت پڑھی اور پکار کر
کہا کہ وہ آگاہ ہو جائین اب ایسا جلسہ نہ ہوگا عمر طلسم تمام ہوئی ہر فرشتہ پیکر پرستون کو چاہیے کہ
قدرت کو یاد کرین پیدا کرنیوالے سے فریاد کرین کہ جو بلا آئی ہی دفع ہو مجھکو کہا کہ بعد پیران جادو
تمہارے گھر طلسم کشا آئیگا لوح کو حفاظت سے رکھنا اسی شکل پر آئیگا لوح دینا پڑیگی سب اہالی ورنہ
ہوشیار رہین یہ بھی خبر سُن چکی کہ پیران جادو قتل ہوا اور مالک اُستاد ویران ہوگیا مین حیران ہون
کہ طلسم کشا کیونکر آئیگا یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ میمون تاجدار تخت پر سوار ایک
ساحرہ پہلو مین ایک جادوگر پشت پر رومال ہلاتا ہوا خطاکار کھڑی ہوگئی سب کنیزون نے پیرا
باندھا برائے تسلیم جھکین تخت زمین پر آیا ایرج تخت پر بیٹھے جادوگر نے پکار کر آواز دی کہ ای خطاکار
تمکو کچھ معلوم ہی کہ طلسم مین کیا انقلاب ہی اہالی طلسم کو پیچ و تاب ہی طلسم کشا نے اصلی طلسم مین آگیا
لوح طلسمی منگاؤ بادشاہ لوح اپنے پاس رکھین گے خطاکار نے کہا کہ ابھی لوح حاضر کرتی ہون جی مین
کہتی ہی کہ اب طلسم کشا کیون میری تلاش کریگا انقلاب کو دیکھا جائیگا جیسا وقت ہوگا ویسا کرین گے
پکار کر کنیزون سے کہا کہ ارے جو طاق مین صندوقچہ رکھا ہی اُٹھا لاؤ کنیزین جا کر صندوقچہ لائین اس نے
تخت پر رکھدیا کہا لیجیے اسمین لوح ہی نکال لیجیے ایرج نے طرف دخان کے اشارہ کیا کہ کلید اسمین
نہین ہی دخان نے کہا کہ ای خطاکار کلید تو صندوقچے کی لاؤ یہ کہنا تھا کہ خطاکار نے کہا او مکارہ

مین جانتی تھی کہ طلسم کشا کیونکر آئیگا بانیان طلسم نے یہی تو دھوکا رکھا دخان نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
خطا کار بلا سے روزگار ہی منہ سے اُف اُف کرنے لگی شعلہ بھڑک کر دخان پر گرا دخان شعلۂ آتش بنگئی
طرف ابرج کے پلٹی ابرج نے تلوار کھینچی خطا کار نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گری تڑکھڑا کر ابرج
گرے رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا چہرہ مثل آفتاب کے ظاہر ہوا تیغہ کھینچا چلی کہ سر ابرج
کا کاٹ لون شاپور کو دکر کنیزون مین شریک ہوا جیسے ہی خطا کار نے قصد کیا کہ سر ابرج کا کاٹ لون
شاپور عیار پشت پر سے ہان ہان کہکے کنیزون کو ہٹاتا ہوا قریب پہونچا کہا دیکھیے ابر اُٹھا ہی کوئی ساحر
آتا ہی جیسے ہی خطا کار پلٹی شاپور نے حلقہائے کمند مارے وہ ارے کہکے پلٹی حباب وار اگرتے
گرتے لپیٹ کے خنجر مار اشکم چاک قصہ پاک مرنا خطا کار کا صندوقچہ کھلا لوح مثل جرم قمر کے چمکی ابرج نے
لوح اُٹھا کر گلے مین ڈالی کنیزین غلغلہ کرتی ہوئی بھاگین چند کو دخان نے قتل کیا اب دخان نے
کہا کہ ای شہریار آپ لوح ملاحظہ کرین فتاحی مرحلہ جات مین مصروف ہون کنیز جا کر آپ کے لشکر کو
لاتی ہی جو مرحلہ شکست ہو لشکر آپ کا اُسی مقام پر پہونچے باتین کرتی ہوئی باغ سے باہر نکلی
دخان کا قصد ہوا کہ مین جاؤن قضا سے کار مہون تاجدار تخت پر بیٹھا ہی گلدستہ سحر خطا کار سامنے
رکھا ہی کہ ایک صدا اسے مہیب کان مین آئی شعلہ بھڑک کر گرا گلدستہ جلا مہمون نے سر پیٹ لیا
کہا کہ لو یار غضب ہوا خطا کار قتل ہوئی اگر اُسے قتل کیا لوح پائی ہوگی اوراق جادو پہلو مین بیٹھا ہی
اوراق نے کہا کہ غلام جاتا ہی ابھی مضمون لوح سے آگاہ نہ ہوے ہونگے یہ دیکھون جا کر کہ لوح کسکی مدد
سے پائی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا پانچ چار سو جادوگر ساتھ لیے پر پرواز پیدا کر کے چلا پشت پر
پانچ سو جادوگر کہتے ہین حضور اگر لوح بھی لے لی تو ابھی دیکھی نہ ہوگی اوراق کہتا ہی اگر اسوقت
پہونچا تو لوح چھین لونگا مگر اُسوقت پہونچا کہ ابرج باغ سے نکلے ہین دخان رخصت ہو کر جایا چاہتی ہی
کہ آسمان سے آواز آئی منم اوراق جادو ارے ان سب کو گھیر کر مار لو شاپور تو یہ کہکر بھاگا
کہ ای شہریار ہوشیار رہیے ابرج نے تلوار کھینچی دخان بھی سحر کرنے لگی اوراق لڑتا بھڑتا سحر کرتا
ہوا قریب دخان کے پہونچا آواز دی کہ او ظالم تو مقام لوح پر طلسم کشا کو لائی خطا کار تیری وجہ سے
قتل ہوئی دخان نے تیغہ مارا اوراق نے سحر کیا کہ تیغہ اُلٹا سر پر دخان کے پڑا دخان کا
سر زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لون کہ دخان نے آواز دی ای شہریار کنیز نثار ہوتی ہی ابرج

جو پلٹ کر دیکھا دخان کو اوراق قتل کیا چاہتا ہی بڑھ کر لوح چمکائی اوراق نے کہا کہ ارے یہ کیا
یہ کہکر پیچھے ہٹا ایرج نے قریب آکر دخان کو سنبھالا دخان نے زخم باندھا مصروف جنگ ہوئی سحر کر رہی
ہای ایرج کو ہر مرتبہ آواز دیتی ہی ہوشیار رہیے گا اوراق نے فوج والون کو اشارہ کیا آپ کھڑے کھڑے
سامنے سے غائب ہوا لیکن تھوڑے عرصے کے ایرج نے دیکھا کہ نیلم زنگی سامنے سے آتا ہی پکارتا ہوا
کہ ای شہریار غلام کو بچائیے غلام سرکار کی تلاش مین آیا تھا آپکو بخیر و عافیت پایا نہایت خوشی حاصل ہوئی
اوراق نے غلام پر سحر کیا ہی کلیجہ جل رہا ہی ہڈیون سے دھوان نکل رہا ہی ذرا لوح مجھے دیجیے ایرج نے سمجھ لیا
کہ شعبدہ ہی لوح چمکائی جسم سے مس کر دی لوح کا مس ہونا تھا کہ اوراق نے ایک چیخ ماری مثل ہیزم خشک
جلنے لگا تھوڑے سے ہی عرصے مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اوراق جادو. لو داب تو شاپور نے
غار سے نکل کر حقہ ہاے آتشبازی مارے ساحر جلنے لگے کئی سو ساحر جلکر خاک ہوئے چند جو باقی رہے
وہ بھاگے ایرج کی فتح ہوئی دخان کو رخصت کیا شاپور سے کہا کہ تمھارا ابھی چلنا مناسب نہین یہی
لوح مین مرقوم ہی کہ طلسم کشا اکیلا جائے شاپور ناچار ہو کر ایک فقیر کی شکل بنکر کسی مقام پر بیٹھا ایرج
نے لوح سے اطمینان کر کے اسم حاشیہ لوح پڑھا تھوڑا گیا ہوا کا چلنا غبار بلند ہوا لیکن تھوڑی دیر کے غبار رفع
ہوگیا اپنے کو ایک صحرا سے سبزہ زار مین پایا ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل سرسبز و شاداب
سنبل کا پیچ و تاب نہرین جاری حباب شناوری کر رہے ہین چشم محبوب کا نشان دکھاتے ہین جو مضمون
لوح مین دیکھا ہی اسکی فکر مین ایرج جاتے ہین قریب ایک نخل کے پہونچے اسپر ایک عقاب بیٹھا تھا اسکو
تیر سے مارا عقاب کے مرتے ہی صحرا ویران کثیف وحشت ویران ہو گیا جنگل کو دیکھکر وحشت ہوتی ہی کہ ایک
طرف سے آواز آئی ای شہریار ملازمان جانثار بھی آپہونچے دیکھا کہ نیلم و قیلم وغیرہ مع کل لشکر کے آتے
آتے ہی عرض کی کہ حضور نے لوح پائی ایرج نے کہا کہ ہان بفضل پروردگار لوح دستیاب ہوئی
ایک ساحر کو مارا اب کوتوال طلسم کی تلاش مین نکلا ہون اسی صحرا سے ویران مین وہ بھی ملیگا ای نیلم و قیلم
مین اچنبے کو ملا طلسم ہفت پیکر مین پہونچاؤن قبلہ و کعبہ کو رہا کرون سردارون نے فوراً بارگاہ استاد
کی عرض کی بارگاہ مین چلیے ایرج بارگاہ مین آئے چالیس سرداران نامی ایرج کو گھیر کر بیٹھے
صدرسان بن ماہ منتظر یہ کہکر اٹھا کہ ای شہریار ذرا لوح طلسمی ہمین بھی دکھاؤ کہ دل کو تسکین ہو ایرج نے
گلے سے لوح اتاری چاہا کہ صدرسان کو دون کہ حروف لوح پر نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا خبردار

لوح دی اور غضب ہوا لوح اسپر پھونک مار دیکھو قدرت کا تماشا دیکھو ایرج نے ڈورا تھوا ہم سے کے
لوح کو پھونک مار احمد ران نے ایک چیخ ماری جلنے لگا جسم سے شعلے نکلکر ساتھ والوں پر گر شعلے
تھوڑی ہی عرصے مین سب جل کر خاک ہوئے آواز آئی کہ کشتی حرام نام من قہر توت جادو کو توال طلسم
بود ایرج نے لوح کو اٹھایا صرف ایک ہی ساحر کا لاشہ پایا باقی نمود بے بود طلسم تھے آگے بڑھے تلاش
مین وزیر طلسم کی جاتے ہین لیکن قہر توت جو مرا ایک پونڈا جسم مین لپٹا لاشے کو اٹھا کر لے گیا سامنے
سیمون کے لاشہ آیا پیرون سے فریاد کی کہ ہمارے افسر نے طلسم کشا سے ملکر کے لوح لے لی ہوتی مگر
ہوشیار ہو گیا قہر توت کو قتل کیا سیمون نے گھبرا کر کہا کہ ارے دغان کی ذات سے سارے فساد
ہوئے اسکو گرفتار کر کے لاؤ ساحر تلاش مین دغان کی نکلے وزیر یہ کہکر اٹھا کہ مین اپنے مرحلے پر
جاتا ہون گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرون اور دام مکر پھیلاؤن یہ کہہ کے روانہ ہوا اقضا سے یہ کار ملکہ
دغان جادو لشکر ایرج مین پہونچی نیلم و فیلم سے اطلاع کی کہ آقا کی طرف کوچ کر و صحرا مین جا کر شاہزادے
کو پاؤ گے لشکر نے کوچ کیا دغان پلٹی ہوئی آتی ہی صحرا سے نیلوفر سے گذری تھی کہ وزیر سامنے سے
پیدا ہوا بارہ ہزار جادوگر ساتھ مین دغان نے چاہا کہ بھاگون قنطور وزیر نے آواز دی کہ اسکو گرفتار
کر لو چار جانب سے جادوگر دوڑے دغان کو گرفتار کیا چند جادوگر ساتھ تھے اُنسے کہا کہ
خدمت مین شاہ کی اسکو لیجاؤ کہنا کہ فوراً اسے قتل کرین اسنے طلسم کشا کو لوح تک پہونچایا ورنہ برسون
بھٹکتا لوح تک نہ پہونچتا دس بارہ جادوگر دغان کی زبان مین سوزن کشان لیے جاتے تھے قضا سے کہ
راہ مین شاپور ایک ساحر کی شکل بنا ہوا اتھا سنتے ہی دور سے دیکھا کہ دغان جادو کو چند ساحر گرفتار کر کے
لیے جاتے ہین شاپور ایک جانب بھاگا سیمون تاجدار کی شکل بنکر ایک غول سے سامنے مین بیٹھا استنا
سحر آگے رکھ لیا کہ وہ ساحر اُدھر سے گذرے بادشاہ کو دیکھکر سلام کیا کہا کہ حضور وزیر صاحب نے
اسے گرفتار کر کے بھیجا ہی مگر فرمایا ہی کہ فوراً اسے قتل کیجیے شاپور نے کہا کہ یاد مین قتل طلسم کشا کی تدبیر مین
ہون تم لوگ سامنے آ گئے کیسے بات کرنا پڑی مین سحر کھینچ رہا ہون دغان کو یہان ٹھہراؤ جنگل مین چھپ کر
گلابیان شراب کی لاؤ چند آدمی دوڑے گئے بھٹی سے جا کر بوتلین لائے سامنے شاہ کے رکھین شاپور
نے کہا کہ مین اسم سحر پڑھتا ہون تم سب ایک ایک جام پیو جب تم بیہوش ہو جاؤ گے وہان طلسم کشا گر نگا
بیہوش ہو جاؤنگا امان نہ پائیگا جادوگر بیٹھکر شراب پینے لگے شاپور نے بیہوشی ملادی ہی شراب پی پی کر

بلبلا کے اٹھ کر دو ڈرے بیہوش ہوئے شاپور نے دخان کی زبان سے سوزن نکالی کہا بھاگ کر نکل
جایئے دخان نے کہا کہ ای شاپور بڑا احسان کیا اب ان سب کو قتل کرنا چاہیے شاپور نے خنجر کھینچا
دو چار جادوگر قتل کیے مرنے کی ساحرون کے آواز بلند ہوئی سامنے کوہ ہی کہ کوہ سنگین اُس پہاڑ کا نام
ہی اور مالک اس پہاڑ کا اندر درے کے بیٹھا ہی کہ کان مین آواز مرنے کی جادوگرون کے آئی سر نکال کے
دیکھا کہ ایک عیار اور ایک ساحرہ ساحرون کو قتل کر رہی ہی سنگین نکلا آواز دی کہ او دخان مین نے
تجھکو پہچانا بربادی طلسم کے درپے ہی یہ کہکے سنگین دوڑا دخان نے سحر کیا سنگین نے ایک دو تھپڑ مارا کہ
دخان گر کر بیہوش ہوئی شاپور نے چاہا کہ جست کر کے بھاگون سنگین نے اشارہ کیا شاپور بھی زمین
پر گرا اسوقت آگے سے باقی جادوگرون کو ہوشیار کیا اُنسے حال پوچھا کہا کہ اب تم جاؤ مین ان دونونکو حضور
شاہ مین پہونچا دونگا جادوگر روانہ ہوئے سنگین کوہکن دونون کو کھینچتا ہوا درہ کوہ مین لایا دونون
کو ٹھہرایا شاپور حیران حیران دیکھ رہا ہی سنگین نے جھولی اٹھائی بائین ہاتھ پر ڈالی چلنے کی تیاری کرنیلگا
شاپور نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون ذرا کنارے آئیے تو کچھ عرض کرون
سنگین کنارے آیا شاپور نے کہا کہ یہ تو فرمائیے مین طلسم کشا سے بگڑ کر نکلا ہون میری خطا معاف ہو جائیگی
سنگین نے کہا کہ تو طلسم کشا کو پکڑ لائیگا شاپور نے کہا کہ ابھی اگر مجھکو چھوڑ دیجیے تو ابھی گرفتار کرلاؤن فوراً
دھوکا کھائیگا میری قدردانی نہ کی شاہ طلسم اگر مجھکو نوکر رکھین گے کیا مجال کوئی پسر حمزہ طلسم مین آسکے
علاوہ اسکے میرے پاس کچھ مال ہی جادوگرون کو مار کر لیا ہی چاہتا ہون کہ آپکے سپرد کرون مال کا نام سنکر
سنگین خوش ہوگیا پوچھا کیا مال ہی شاپور نے کمر سے اشرفیان نکال کر پیش کین کہا یہ تو لیجیے مجھے
خدمتگارون مین شاہ کے نوکر رکھا دیجیے تو بڑا عیاری کا بھی کھیلتا ہون یہ کہکے تو بڑا کھولا انار
جسمین رکھا تھا سنگین نے کہا یہ انار کیسا ہی شاپور نے کہا ہم عیار ہین جہان آپ واللہ نہ ملا ہی تو
کھا کے بسر کی نوش فرمائیے غیر فصل کا انار ہی سنگین نے دانے نکال کر کھائے کیسا لذیذ انار تھا خوش
ہوگیا شاپور نے سارا انار کھلا دیا جب کھا چکا گھبرا کر کہا کہ میرا دل گھبراتا ہی شاپور نے کہا کہ انار نے
قوت دکھائی ذرا اٹھکر ٹہلیے قوت آجائے سنگین اٹھا دو قدم چلا تھا کہ گرا شاپور نے خنجر سے اسکا
سر کاٹا دخان کی زبان سے سوزن نکالی مرتے ہی سنگین کے پہاڑ جلنے لگا شاپور اور دخان باہر نکلے
شاپور نے کہا کہ مین خدمت مین آقا کی جاتا ہون تم کہان جاؤگی کہا مین تلاش لشکر طلسم کشا مین جاتی ہون

یہ کہکے دخان روانہ ہوئی شاپور تلاش مین ایرج نوجوان کی چلا لیکن ایرج بموجب حکم لوح ایک باغ
مین پہونچے باغ مین سناٹا پایا حیران ہین کہ بموجب ہدایت لوح آیا یہان کسی کو نہ پایا قصد ہوا کہ لوح
دیکھون آسمان پر برق چمکی دیکھا دخان آکر پہونچی جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار قنطور وزیر بارہ ہزار جادوگرون
کی جمعیت سے آپکی فکر مین آتا ہے لونڈی بہت بیتاب ہے ذرا لوح دیکھون سینے سے مس کرون کہ بیتابی مٹے
ایرج نے لوح دی دخان نے لوح دیکھی پیچھے ہٹی کہا طلسم کشا منم قنطور جادو دیکھے یون لوح
لیتے ہین سامنے دھوکا دیتے ہین ایرج جھپٹتے تھے کہ قنطور نے سحر کیا ایرج گرے قنطور نے کمر مین پنجہ دیا
لوح کو لپیٹا کر جھولی مین رکھا خوشی خوشی طرف بادشاہ کے چلا صحرا مین جو پہونچا دیکھا کہ ایک طفل حسین
ہیکل گلے مین کرتا چکن کا پہنے ہوئے مشروع کا پاجامہ جوتا بھاری پہنے ہوئے جنگل مین دوڑتا پھرتا ہے
قنطور نے دیکھا کہ کسی رئیس کا لڑکا دیوانہ ہو گیا ہے لیکن نہایت حسین و جمیل ہے یہ سوچکر ہوا سے اُترا ایرج
کو ایک نخل کے نیچے ڈالدیا لڑکے کو آواز دی کہ میان صاحبزادے ادھر آؤ لڑکے نے اُٹھا کر ڈھیلہ
مارا قنطور نے اپنے کو بچایا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا لڑکا مچلنے لگا قنطور جھکا کہ گود مین اُٹھالون لڑکے
نے بیحساب مارا قنطور گرا نعرہ ہوا کہ منم شاپور شیر دل جھولی سے لوح لی ایرج کے گلے مین ڈالی کہا
اسکو قتل کیجیے ایرج نے کہا کہ اے شاپور بیہوشی مین قتل کرون اسکو ہوشیار کر شاپور نے کہا کہ آقا
یہ فتور برپا کریگا ایرج نے نہ مانا چھینٹا پانی کا مار دیا قنطور کی آنکھ کھلی اُٹھتے ہی سحر کرنے لگا آگ
برسا دی آواز دی کہ طلسم کشا کو لینا گوشہ ہائے صحرا سے بارہ ہزار جادوگر پیدا ہوئے ایرج تلوار کھینچکر
مصروف جنگ ہوئے لوح کو چمکا کر شمشیر زنی کر رہے ہین کہ دخان بھی آکر پہونچی شریک جنگ ہوئی
قضا سے کار ہیمون تخت پر بیٹھا ہے کہ چند طائر آسمان سے گرے بشکل انسان ہو کر سامنے آئے عرض کی
کہ اے شہریار قنطور وزیر جنگل مین طلسم کشا سے لڑ رہا ہے لیکن طلسم کشا نہین رکتا جنگ ہو رہی ہے آپ فوج گران
لیکر پہونچیے ہیمون اپنے مقام سے اُٹھا حکم ہوا تین لاکھ ساحرون کا لشکر تیار ہونے لگا خود تخت پر سوار
ہوا جادوگرون کو تعلیم کیا جہانتک ہو سکے سحر نہ کرنا دخان کو تو گرفتار کرون گا تم لوگ بلوا کر کے کمندون
سے طلسم کشا کو گرفتار کرنا اُسوقت آکر پہونچا کہ جنگ ہو رہی ہے نعرہ ہوا کہ منم ہیمون تاجدار تین لاکھ
فوج سے آکر پہونچا دخان نے عرض کی کہ اے شہریار اب مشکل ہوئی بڑی جمعیت سے بادشاہ طلسم آیا
ایرج نے کہا کہ اے ملکہ دخان پروردگار مالک ہے شاپور نے حقہ ہائے آتشبازی مار کے جادوگرون سے

ایرج پر بلوہ کیا سحر خوانی موقوف کی کمندین رسیان زنجیرین چہار جانب سے پھینکنے لگے ایرج کی بیقراری یہی کہ کہکے اشکباری کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز آفت سے ان ساحرون کے بچا لے نظم

ہست پیش ہر نظر نور خدا
جلوہ گر ہست آن جمال جان فزا
دام و دد وحش و طیور و انس و جان
درد عاگوئی د ہان خلق وا
ہر کرا نور نظر ا دمیدہا
مثل آئینہ صفا باشد صفا
دائما خم ارگردن در سجود

مثل خور زیر و زبر جلوہ نما
ہر گدا سائل بباب دولتش
مستعد در بندگی صبح و مسا
عاشقان اندر محبت میکنند
بینداو را در خلا و در ملا
خاکسارش را نباشد در جہان
کن عبادت کن عبادت ہندیا

بر جبین خوبرویان جہان
خاکبوس یار گہ ہر بادشا
در ثنا خوانی کشادہ ہر زبان
جان و مال خویش بر جانان فدا
سینۂ اہل صفا از ہر غبار
خواہش دولت نہ فکر کیمیا

بیقرار ہوکر ایرج نے دعا کی

صحرا سے گرد اڑی علم و عَلم لشکر ایرج کا لیکر پہونچے جو ملازمان ایرج سے ایرج کو اس آفت مین دیکھا تلوارین کھینچکر جا پڑے سنا پور نے گھوڑا ایرج کا پہونچایا کرہ بن اشقر کی پشت پر سوار ہوے جسطرف آتے افسر کو تاک کر مارا میمون بہ قہر و غضب تمام ایرج پر جا پڑا گئی ہاتھ تلوار کے مارنے سحر کرکے آگ برسائی تب ایرج لوہے کو میمکا لئے ہوے طرف میمون کے بڑھے اسنے ہاتھ تلوار کا پھر مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی قصد کیا کہ پلٹون ایرج نے ہاتھ تلوار کا مار دیا گھبرا کے سپر سحر کو اٹھایا برق شمشیر جو گری سپر کو کاٹا خرمن حیات کو برق شمشیر نے جلا دیا مارا جانا میمون کا کہ ہنگامہ ہوا ساحر بھاگنے لگے افسر کلان آکر شہر کے ہوا عرض کی غلام کو معاف فرمایئے ایرج نے سب کو مطیع کیا سب نے بخوشی اطاعت اسلام قبول کی اب ایرج قلعہ طلسمی مین آئے مال طلسمی نکلوایا ایک اژدہا جو اس طلسم مین تھا اسکو مارا پوست کشی کرائی اسکو درست کرا کے ارابے پر لادا کئی سو ارابہ زر سرخ و سفید کا لاکھ جادوگر ان کی افسر ملکہ ونان جادو فرمایا طرف طلسم ہفت پیکر کے چلو بیقرار ہے کہ قاسم کو جا کر بین ہر کر دل اس زر در شوری ایرج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے کہ ان کا فکر وقت پر تحریر ہوگا

وہ کلمہ و استان پچا پاک صبا رفتار کے گزارش ہوتے ہین رہائی جہانگیر کی ملکہ ہفت پیکر
باقی حالات متعلقہ داستان ہذا عوض ساقی نامہ غزل تصنیف مصنف

طالب کو وصل کے پہ ملے رات بھر جواب
تا بہ نظر کمر ہی نزاکت سے کا کمر جواب
تکیے کا نام شہر خموشان ہی اس لیے
طالب ہوسے کے تھے وہ سر نقش پا کے گر پڑے
تیر نگہ کو دل مین جنگ مین جگہ ملے
اس گل سے لے پڑھکے نامے کے پرزے اڑا دیے
تار نگاہ غنچہ گل کی زنجیر کیا
تو قتل سے بچا مرا خط بھی پڑھا گیا
معجز نمائیون پہ جو آئے مرا مسیح
عہد شباب مین ہوتا مزا جھانک تاک کا
تقدیر کا لکھا کہ جب آیا دم اخیر
وصف رخ صبیح کے مضمون مین رقم
کرتی ہی ہمسری شب زلف دراز سے
شب بھر تو شور قلقل مینا تھا بزم مین
طول شب فراق جو مین نے بیان کیا
وہ ماہ اوج حسن اگر امتحان لے

دیگا ترے سوال کا مرغ سحر جواب
باریک راہ ہی سمجھ دیکھی نظر جواب
دیتا نہین لحد مین بشر کو بشر جواب
موسی کو کیا ملا یہ سر طور پر جواب
ہی اس سوال کا لب سوفار پر جواب
لائی یہ خط شوق کا باد سحر جواب
مثل کمر دہن ہی دہن کا کمر جواب
اس ترک سے ملا بھی جو اے نامہ بر جواب
دینے لگین سوال کا سنگ و شجر جواب
رعشہ ہی سر مین دے گیا پاے نظر جواب
لایا سوال وصل کا تب نامہ بر جواب
اس فرد کا تو دے یہ بیاض سحر جواب
اے شام ہجر صبح کو کوئی مختصر جواب
دینے لگی سحر کو صبوحی نگر جواب
فرمایا ہنس کے بات کا دے مختصر جواب
دیوان انوری کا لکھوں اے قمر جواب

چہرہ عیاران طرار و طراران خنجر گزار اس داستان دلستان کو یون تحریر کرتے ہین مختصر و انتقالی کہ در سخن فرداند بالشرح این داستان چنین گردد کہ سابق مین گزارش کر چکا ہون کہ دارا ب و جہانگیر داخل قصر عشرت ہاین ہر وقت معشوقان پری چہرہ حاضر خدمت چابک و فتاح کشور ہی ایک قصر مین قید ہین عیارون کا سامنا ہفت پیکر کا نہین ہوا کئی مرتبہ نگہبان نے عرض کیا کی ہفت پیکر سے حکم ہوا کہ ان مکارون کو پڑا رہنے دو تکلیف اٹھائین قید خانے مین پڑے سڑا کرین ایک دن چابک سوچا کہ کب تک پڑے رہو گے کچھ نکلنے کی تدبیر کرین ایک دن صبح کو جو اٹھا چیخین مار کر رونے لگا نگہبان نے پوچھا ارے قیدی کیون روتا ہی چابک نے کہا کہ آج مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا مین نے

قدرت کو سجدہ کیا سے مجھے قتل کر ڈالو زبان میری کاٹ لو کہ اس زبان سے قدرت پر لعنت کی لیکن اب مین
آگاہ ہوا کہ وہی پیدا کرنے والا ہی آسپنے سب کو شربت عطا کیا نگہبانون نے افسر سے عرض کی افسر نے
کہا کہ اسکو قید سے رہا کر دو پاس اسکے آقا کے پہونچا دو قید چالاک کی کاٹی و در قصر عشرت پر جو چالاک گیا اسنے
دیکھا تو چین لشکر حضور و قاسم کی در قصر عشرت پر اُتری ہین اندر آیا جہانگیر کو بڑے عیش و عشرت مین دیکھا
بیٹھے ہین پہلو مین معشوقہ پریچہرہ ناچ گانا ہو رہا ہی چالاک کو دیکھکر جہانگیر خوش ہو گئے فرمایا اے
چالاک تم بغیر عیش و نشاط خاک تھا چالاک نے صحبت مین ہفت پیکر کی جہانگیر کو مبہوت دیکھا آئندہ پہر
ہفت پیکر کا نام زبان پر چالاک خاموش ہی مگر موافق مزاج جہانگیر باتین کرتا ہی ایک دن عرض کی
کہ ای شہریار برای شکار چلیے جہانگیر نے طرف مغل رخی سے دیکھا داد دی کہ خداوند اگر حکم ہو برای
شکار جاوین مغل سے پتہ گیا انپر مرقوم تھا کہ برای شکار جاؤ جہانگیر نے ملازمون کو حکم دیا چلیے قراول
حاضر ہوے چالاک جہانگیر کو لیکر واسطے شکار کے چلا معشوقہ کو بھی ساتھ لیا بارگاہ زرنگار بھی ساتھ ہی
صحرا مین آ کے شکار کھیلنے لگے دن کو شکار کھیلتے ہین رات کو آکر معشوقہ سے صحبت ہوتی ہی ہنگامہ عیش و
نشاط گرم ہوتا ہی دو دن شکار مین گذرے تیسرے دن چالاک شب کو اسی فکر مین نکلا کہ کوئی تدبیر ایسی ہو
کہ آقا اس بلا سے مہلت پاوین پھرتا پھرتا شب ماہ ہی صحرا مین ایک باغ دیکھا اندر سے گانے کی آواز آئی
چالاک عیار دیوار پر چڑھ کے باغ مین اُترا دیکھا صحن باغ مین چبوترے پر ایک نازنین بیٹھی ہی ناچ گانا ہو رہا
ہی دو تصویرین سامنے رکھی ہین اُنپر ہاتھ پھیرتی ہی کبھی ماش کے دانے مار دیتی ہی چالاک یہ معاملہ دیکھ رہا
ہی گانے والی برای رفع حاجت آئی چالاک نے گائن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا ایسا گایا
کہ مالک سب کی افسر منتظم عابدہ بیقرار ہو گئی چالاک کو بہت کچھ دیا کہا تو آج تو ایسا گاتی ہین کہ بیقرار
کر دیا خانہ دل غم و تشویش سے خالی کر دیا دونون باتین حاصل ہوئین فرحت تازہ و سرور بے اندازہ چالاک
نے کہا اب دن کو گاؤنگی منتظم نے کہا ہین ہمکو فرصت بہت کم ہی جہانگیر جو قصر عشرت مین ہی
اُسکا انتظام میرے سپرد ہی چالاک خاموش ہوا کہا کہ ابھی بلکہ عالم مین ساقی گری خوب کرتی ہون
کنجی میخانے کی مجکو دیجیے منتظم نے کنجی چالاک کو دی چالاک نے میخانے مین آکر شراب تقسیم کرنا شروع
کی پانچ ساتھ گانا بیان نہایت لطف سے محفل مین لایا پیشواز منگا کر پہنی زنانے کپڑے پہنکر خوب ناچا خوب گایا
جام لبریز کر کے سر پر رکھا توڑے لیتا ہوا سامنے منتظم کے آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو

سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہکے جھوکا منتظم نے جام لیا بخوف پی گئی چاپک نے دورہ باندھا و گھڑی مین
سب کو شراب پلائی منتظم گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی ساتھ والیان بھی اُٹھ اُٹھ کر گرین سب
بر لب فرش ہوئین چاپک نے خنجر کھینچا یہان بارگاہ جہانگیر مین وہ وقت ہی کہ معشوقہ سے اختلاط ہو رہی کر رہا
ہین کہ چاپک نے خنجر مارا منتظم کا سر کٹا سر کٹتے ہی ایک شعلہ بھڑک کر گرا تمام کنیزین جلنے لگین باغ مین
آگ لگ گئی چاپک منتظم کو مار کر بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ جہانگیر نے اُس معشوقہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر
بوسہ لیا اُس نازنین نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہوئی جہانگیر بھی بیہوش ہو گئے سب لشکر والے غافل
پڑے ہین کہ چاپک آکر پہونچا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین بارگاہ مین آیا دیکھا پہلو مین جہانگیر کے ایک
سیاہ رو زنگن پڑی سو رہی ہی جہانگیر بھی بیہوش ہین چاپک نے پہلے جہانگیر پر گلاب کیوڑہ بید مشک
چھڑکا جہانگیر نے آنکھ کھولی گلے مین تصویر ہفت پیکر پتلے بازو پر بندھے ہین جہانگیر نے کہا کہ اے
چاپک یہ ہفت پیکر کون شخص ہی پتلے کسنے تیرے میرے بازو پر باندھے چاپک نے رو رو کر
سب کیفیت بیان کی کہا آپ کے غلام نے جاکر منتظم کو مارا اب حضور اپنے ہوش مین آئے دیکھیے معشوقہ
آپکی سو رہی ہی یہ دام مکر جادو نے پھیلایا تھا جہانگیر نے کہا کہ اے چاپک پروردگار ہر جگہ مالک ہی
نہین معلوم قاسم نوجوان کسکے سحر مین مبتلا ہین اب چل کر اُنکی تدبیر کرین صبح کو پشت مرکب پر سوار ہو کے
چاپک نے رکاب پر ہاتھ رکھا پانچ سو جوان ہمراہ تھے اُنکو ساتھ لیکر اُس صحرا سے نکلے کوہ یاقوت پر
صبح کو ہفت پیکر کا جلوس تھا یاقوت تاجدار سامنے حاضر ہی کہ تصویر سے آواز آئی کہ اے بندگان
من عیار مکار نے بڑی بے ادبی کی کہ منتظم جادو کو مارا جہانگیر کو لیکر نکل گیا کوئی ایسا سردار ہی کہ
مشکین باندھکر جہانگیر کو لائے بڑے بڑے جادوگر بڑے بڑے پہلوان جمع ہین ہر ایک نے قصد کرنے کا عرض کی کہ اگر
حکم خداوند ہو فوراً مشکین باندھکر لائین سرکش فیل سوار نبیرہ ساحر ہی چالیس ہزار فوج کی جمعیت
سے تلاش جہانگیر مین چلا جہانگیر اُس جنگل سے نکلے کئی صحرا طی کر چکے ہین کہ ایک گاؤن سامنے معلوم
ہوا چند مکان خام اور پختہ اور چھپر ہزارون پڑے ہوئے لیے اندر سے گاؤن کی گرد اڑتی دکھائی ایک
جوان قوی تن قوی من ایک گھوڑے پر سوار تیغہ چوڑا کمر سے لگا ہوا ڈھال سیاہ دو رون کی پشت
پر تیر کش تھا بائین ہاتھ پر لگائے ہوئے پشت پر بارہ ہزار ملازم دھوتیان باندھے ہوئے مرزائی
پہنے ہوئے اور راج کے ماتھے گاؤن مین ایک دانہ اور راج کا اور ایک سونہ کا اس طرز سے مرزائی پر

اسکو پیناہی مجھو ازمیندار جہانگیر کا آکر سد راہ ہوا پکار کر آواز دی کہ ہمارے ڈانڈے سے لشکر نہ لیجاؤ
جہانگیر اسی مقام پر اُتر پڑے زمیندار نے بھی خیمہ استادہ کرایا مقابلے مین جہانگیر کے اُترا دن سے
طبل جنگی بجوادیا جہانگیر بے سامان ہین ایک نقارہ لشکر مین تھا وہی بجوایا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو
میدان مین آئے زمیندار نے آکر ٹٹو کو بڑھایا پکار کر آواز دی کہ وہ جوان کہان ہی جہانگیر جسکا نام ہی
جہانگیر نے مرکب نکالا آکر تیغ آورزن ہوے قریب تھا کہ زمیندار ٹٹوے سے گر پڑے اپنے کو
سنبھالا جہانگیر پر نیزہ مارا جہانگیر نے تیسری طعن مین نیزہ نکالدیا زمیندار نے تلوار کا ہاتھ مارا جہانگیر
نے روک کر ہاتھ مارا کہ زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے فرداً فرداً جوان جہانگیر کے مقابلے مین آئے
چودہ افسر جہانگیر کے ہاتھ سے مارے گئے گنوارون کا برا بند ہی جہانگیر للکار رہے ہین کوئی مقابلے
مین نہین آتا بعض آواز دیتے ہین کہ گسائیان اب آپ جائیے آپکو کون روکتا ہی جہانگیر کہتے ہین تمکو
مسلمان کرکے جائینگے گنوار ہاتھ جوڑ رہے ہین کہ آپکو روکا تھا اب نہین روکتے جائیے گا تو ان
کے بیچ سے چلے جائیے کھیت بھی پامال ہونگے تو ہم بھی کچھ نہ کہینگے جہانگیر سیار طلبی کر رہے ہین کہ
صحرا سے گرد اُڑی سرکش فیل سوار مع چالیس ہزار فوج کے آکر پہونچا جہانگیر کو جو دیکھا آواز دی کہ او
جوان تو نے غضب کیا کہ خداوند کو چھوڑا یہان بھاگ کر آیا اب تجھے گرفتار کرکے لیجاؤنگا گنوارون سے
پوچھا گنوارون نے دُہائی دی کہ چودہ افسر ہمارے مارے گئے ای پہلوان قدرت ہمکو اس ظالم کے
ہاتھ سے بچائے سرکش نے کہا کہ ای جہانگیر اب جاکر اُترو ہم طبل جنگی بجوائینگے اگر صبح کو تمنے ہمسے
اصلاح کی خدمت خداوند مین پابرد تمکو لیے چلینگے اسوقت کی سرکشی باعث خرابی ہی اگر خلاف کیا
یون لیجائینگے کہ جیسے گنہگار کو لیجاتے ہین یہ کہکے پلٹا گنوارون کو بھی ساتھ لے گیا فرسنگ کو
پشت پر لیکے اُترا جہانگیر اپنے مقام پر آکر فروکش ہوے سرکش نے طبل جنگی بجوایا جہانگیر نے
حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لیکن سرکش تنہائی مین بیٹھکر بلک بلک کر
دعائین مانگنے لگا کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ جوان نہایت زبردست ہی چودہ افسر گنوارون کے جسکے
ہاتھ سے قتل ہوے ہین ایسے طا[illegible] سے کیونکر بچونگا یا خداوند دستگیر پہلو سے خیمے سے آواز آئی
کہ غلام حاضر ہی جو ارشاد ہو بجالاؤن یہ کہکے عیار اسکا بصر یا دیبا سامنے آیا عرض کی کہ غلام نے
ابھی خواب مین خداوند کو دیکھا حکم ہوا کہ تیرا آقا دعا مانگ رہا ہی جاکر اسکی شراکت کر بندۂ مفسد سبکو

پکڑلا سرکش خوش ہوگیا کہا کہ ای صرصر اپنے کو جلد پہونچا گرفتار کیے لا صرصر باد پیما صورت بدل کر باہر
نکلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر جہانگیر مین آیا چالاک اپنے مقام پر پڑا سو رہا ہی صرصر نے نقب لگائی
پہر رات رہے بہرۂ نقب توڑا جہانگیر کو دیکھا سو رہے ہین قریب آیا کفچے مین بیہوشی رکھکر بیہوش کیا پشتارہ
باندھا اُسی نقب سے لے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہی چالاک پڑا سو رہا تھا عالم خواب مین صاحبقران کو
دیکھا فرماتے ہین کہ کیون چالاک یہ غفلت تیرے آقا کو عیار لیے جاتا ہی چالاک گھبرا کر اُٹھا دوڑا ہوا
دربارگاہ پر آیا نگہبانون سے پوچھا خیر و عافیت تو ہی نگہبانون نے کہا کہ اب تک تو خیریت ہی چالاک
اندر آیا پلنگ خالی پایا نقب دیکھکر بدحواس ہوا فوراً نقب مین کود پڑا نقب طی کرکے نقش پا دیکھتا ہوا
صحرا مین پہونچا دیکھا کہ عیار ایک مقام پر ٹھہرا ہی پشتارہ زمین پر رکھدیا ہی چالاک دوڑا آواز دی
کہ او مکار و غدار تجکو کیا جانے دونگا منم چالاک صبا رفتار یہ کہکے پیچھا مارا دونون مین تیغہ چلنے لگا
سناٹا جنگل کا چالاک نے تنگ کر دیا ہی ناظرین کو یاد ہوگا کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کو یہی جواب دیتا
تھا اس کن سے لڑ رہا ہی کہ صرصر کو حیران کر دیا ہی اتنی دیر تلوار چلی کہ سپیدۂ سحری نمودار ہوا
صرصر نے دیکھا کہ اب یہ مجکو گرفتار کر لیگا اندھیرے مین بچ رہا تھا اب روشنی مین جان بچنا دشوار
ہی بیقرار ہوکر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر غلام کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے جیسے ہی
صرصر باد پیما نے یہ کہا ایک پنجہ آسمان سے گرا چالاک کو اُٹھا لے گیا صرصر باد پیما نے
پشتارہ اُٹھا لیا لیکر بھاگا تعریف ہفت پیکر کرتا ہوا لیکن چالاک کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک
ساحرہ بیٹھی ہی لیکا آئی پنجہ کھینچے کہہ رہی ہی کہ او ظالم تو نے عیار پہلوان قدرت کو رد کا ذرا خوف نہ کیا
ابھی تجکو قتل کرتی ہون چالاک نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین تو ہمیشہ سے اس فکر مین تھا کہ کوئی
ساحرہ جلیل مجکو ملے خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی لیجائے مین بھی سے قدرت کو سجدہ کر چکا لیکن
جمال دیکھلون تو اعتقاد مضبوط ہو کلنگ جادو نے کہا کہ او عیار میرے ساتھ مکر کی باتین نکر چالاک
نے کہا کہ ملکۂ عالم جو دل مین ہی عرض کرتا ہون میرے پاس کچھ مال ہی وہ اپنی حفاظت مین رکھیے چالاک
اکثر ساحرون کو مارا اُنکا مال لوٹا وہ حاضر ہی بطور حفاظت اسکو اپنے پاس رکھیے جب عنایت
خداوند میرے حال پر ہو اور مین بندگان خاص مین منسوب کیا جاؤن اُس وقت آپ سے
لے لونگا کلنگ نے کہا کہ کیا غضب ہی کہا حضور سب کچھ ہی جو آپ کہین وہی دو لن ایک ڈبا

میرے پاس ہی تاج افراسیاب کا جسمین جواہر ہی جب مین نے دکھایا مہاجنون سے یہ کہا کہ اسکی قیمت کوئی
بڑا مہاجن لگائیگا کلنگ نے کہا کہ مین تو دیکھون چالاک نے توڑے سے نکال کر ایک ڈبہ پیش کیا
کلنگ نے دیکھا کہ ایک چاندی کا ڈبہ کیسا خوبصورت بنا ہی کہ سبحان اللہ کلنگ بیقرار ہو گئی کہا کہ
میان چالاک اسے کھول کر دیکھون چالاک نے کہا حضور اسے دیکھیے نہین آپ تو میرے مال کی فقط
نگہبان ہین میرا دل بیتاب ہوتا ہی آپ مجکو لینے کا نام لیتی ہین مین بیقرار ہون باغ سیب مین جا کر عیاری کی
افراسیاب ایسے ہوشیار کو بیہوش کیا تب یہ چیزین دستیاب ہوئین آپ انھین دیکھنے کو کہتی ہین خیر
دیکھ لیجیے جیسے ہی کلنگ نے ڈبہ کھولا دھوان نکلا کلنگ بیہوش ہوئی چالاک نے خنجر مارا
اندھیرا ہو گیا چالاک کود کر بھاگا آوازین پشت پر سے آتی ہین کہ او ظالم غضب کیا کہ ایسی ساحرہ
کو مارا قدرت بجگہ سے بدلین سگے جب کئی کوس نکل آیا تو آواز آئی کشتی مرا نام من کلنگ جادو
ہو پھر آوازین آنا موقوف ہوئین چالاک صورت بدلکر بھاگا ہوا لشکر سرکش مین آیا دیکھا فوج مین
جابجا ذکر ہو رہا ہی کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر منگایا اب پہلوان صاحب قتل کرین گے چلو چلکر پسر حمزہ کو دیکھ
تو لین کوئی کلمات حسرت کہہ رہا ہی کہ بھائیو مسلمان بلا کے ہین طلسم نور افشان کو فتح کیا افراسیاب
ایسے ساحر کو مارا اب طلسم ہفت پیکر پر سب کی لشکر کشی ہی دیکھین کیا ہوتا ہی چالاک سنتا ہوا بارگاہ
مین آیا دیکھا سرکش تخت پر بیٹھا ہی جہانگیر سامنے مسلسل و مطوق بیٹھے فرما رہے ہین کہ او مکار عیار کسکے
بھروسے پر دعوی پہلوانی انشاء اللہ کھل جائیگا سرکش کہتا ہی کہ او پسر حمزہ دم بھر مہلت نہ دونگا
سر کاٹ کر تیرا بخدمت مین خداوند کی روانہ کرونگا جس پر چڑھ گیا اس ملک کو ویران کیا میرے
ہاتھ سے کبھی حریف نہین بچا ارے جلاد کو بلاؤ چالاک ڈھاٹا باندھے ہوے شانگین لگاتا ہوا خنجر کھینچے
ہوے سامنے آیا کہا کہ اے شہنشاہ پہلوانان مین مسلمانون کے نام کا دشمن ہون مجکو اشارہ کیجیے کہ اسے
قتل کردون سرکش نے کہا کہ اس مسلمان کا سر کاٹ لے چالاک جھپٹ کر قریب جہانگیر کے آیا اشارہ
کیا کہ آقا غلام آپ کا حاضر ہی ذرا سنبھل کر بیٹھیے غلام ہتھکڑی کاٹتا ہی جہانگیر یونہی زنجیر ہلا رہا تھا اتنے
تیور پر بل پڑ گئے سنبھل کر بیٹھے سرکش نے حکم دیا چالاک نے خنجر مارا ہتھکڑی کٹی نغانہ زور مین آکر قید کو
توڑ کر پھینک دیا ایک پہلوان کو اٹھا کر مارا الجھ کر کے لڑنے لگے پانچ سو سوار ان کے گوش بر آواز
تھے اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنتے ہی جا پڑے چالاک نے چند حقے آتشبازی کے مارے جہانگیر

لڑتے ہوے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سرکش گینڈے سے کود کر باہر نکلا جہانگیر کو لڑتے دیکھکر جا پڑا
کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر
اُٹھا لیا سرکش نے کہا کہ ای شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان سرکش نے کہا کہ غلام مسلمان ہوتا ہی
جہانگیر نے ہاتھ سے رکھدیا سرکش قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پکار کر آواز دی کہ خبردار
کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے افسران فوج آکر حاضر خدمت ہوے خیمے بارگاہین موجود ہین بارگاہ استادہ ہوئی
جہانگیر سرکش کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے صحبت آراستہ ہوئی کہا ای برادر شاہزادہ خاور سپاہ
ہماری فوج کا افسر بلا مین مبتلا ہی ہفت پیکر پرست ہو گیا ہی مین چاہتا ہون کہ اپنے کو تا طلسم
ہفت پیکر پہونچاؤن قاسم کو چھڑاؤن سرکش نے عرض کی کہ غلام آپکو سے لے چلیگا مگر ای شہریار
کیا تدبیر ہوگی یہ مقامات عجائب و غرائب سے مملو ہین سحر کا اُسکے زور بندھا ہوا ہی جو کہتا ہو وہی ہوتا ہی
کیونکر کہون کہ آپ چلیے جہانگیر نے کہا کہ ای برادر جب تلوار کھینچی کوئی شعبدہ سحر سامنے نہین آتا جب
مین نورافشان مین پہونچا اول تیغہ بلاکش ملا پھر لوح بھی لی گل حیات کو کب پہ قبضہ کیا میان
کوکب کی جان پہ بنی تھی صاحبقران آگئے مجکو زیر کیا مین نے سب تحفہ جات کوکب کے
سپرد کیے یہان بھی سبب پیدا ہوگا قاسم کی رہائی ہم دست چیپون کے ہاتھ سے ہو دست راستی کا اسین دخل
نہ ہوا اور سب جوان چلے ہین کشتی گیر و کشتی گیر زادہ بلکہ خبر پائی ہی کہ نورالدہر نے کوئی طلسم فتح کیا
لیکن ہمارا شیر دلیر بھی برابر پہونچا دوسرا طلسم ایرج نے فتح کیا افسوس ہی کہ یہ لوگ پہونچے اور ہم
نہ پہونچین سرکش نے عرض کی کہ حضور وہان بڑی مشکلین ہین مین کیونکر عرض کرون کہ تا بکوہ ہفت پیکر
پہونچین اور جو شخص اُسکے عجائب و غرائب مین مبتلا ہو اُسکو آپ رہا کرین نہایت ہی دشوار ہی جہانگیر
فرماتے ہین کہ ای برادر تم چل کر دیکھنا کیسی تلوار چلتی ہی الامان الامان کی صدا بلند ہوگی سرکش نے
عرض کی کہ غلام دامن دولت نہ چھوڑے گا حضور کے ساتھ چلیگا کہا کہ لشکر تیار کرو سرکش نے نکل کر
قرنا کرائی لشکر تیار ہونے لگا چابک قریب جہانگیر کھڑا ہی چپکے چپکے کچھ عرض کر رہا ہی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا
باعث یہ ہی کہ کوہ الماس پر تصویر ہفت پیکر اپنے بندون سے باتین کر رہی ہی کہ الماس تا جد آ
نے عرض کی یا خداوند سرکش فیل سوار جو پہلوان گیا تھا اُسکا کچھ حال نہ معلوم ہوا تصویر نے چلا ہی
لی آواز دی کہ ارے سرکش پر کیا گذری ایک طائر پہلو سے کوہ سے پیدا ہوا آواز دی کہ یا خداوند

سرکش مسلمان ہوگیا اس مغضوب کا ساتھ دیا تصویر نے آواز دی کہ ای طائر قدرت گنہگار کو لینا وہ طائر غائب
ہوا اہالی لشکر جہانگیر نے دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو پکارتا ہوا کہ ارے گنہگار کہاں ہو راہ میں جسے روکا
کسی کو طمانچہ مارا کہ اسکا سر اڑ گیا کسی کو لات ماردی وہ پامال ہوا اس طرح لشکر والوں کو مارتا ہوا
جہانگیر کا نام زبان پر چلا آتا ہی ہرکاروں نے بڑھکر خبر دی ایک زنگی لشکر کو پامال کرتا ہوا آتا ہی جہانگیر
تلوار کھینچکر اٹھے چالاک ایک جانب بھاگا گوشے سے آکر دیکھنے لگا جہانگیر تلوار کھینچے ہوے سامنے
اس زنگی کے پہونچے زنگی نے للکارا کہ منم شہپال رازدار میرے سامنے یہ بےادبی جہانگیر نے چاہا
کہ ہاتھ تلوار کا مارون اسنے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا آواز دی کہ اے سرکش تجکو خوف نہ آیا
قدرت کو برا کہا تلوار کھینچکر سرکش بھی جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ایک ہاتھ پر جہانگیر چڑھا ہوا ہی دوسرے
ہاتھ سے تلوار سرکش کی بھی چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے سرکش کو بھی اٹھا لیا دونوں کو لیکر
لشکر والوں کو آواز دی کہ تم یہیں پڑے رہو اب دانہ تم سب پر بند جو حکم خداوند ہوگا ویسا کیا
جائیگا یہ کہکے اشارہ کیا منہ سے دھوان چھوڑا یہ معلوم ہوتا تھا کہ درہ کوہ کھل گیا دھوان نکل رہا
ہی اسقدر دھوان منہ سے نکلا کہ سارے لشکر کو دھوئیں نے گھیر لیا دھوئیں میں اہل فوج مبتلا ہوے
جہانگیر و سرکش کو لیکر طرف آسمان کے چلا کوہ الماس پر پہونچا تصویر سے عرض کی کہ یا خداوند
یہ گنہگار حاضر ہیں بقہر و غضب تمام آواز آئی کہ ان دونوں کو قصر مشقت میں لیجاؤ ذرا اپنے
حال زار کو دیکھیں یہ تصویر نے آواز دی جہانگیر اور سرکش کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا
آنکھیں بند ہو گئیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک قصر تنگ و تاریک ہی جہانگیر نے اپنے
کو قریب سرکش نیل سوار پایا زنجیر میں ہلانے لگے اندھیرے میں سر ٹکراتے ہیں کسی مددگار کو نہیں پاتے
ہیں دل گھبرا اتنی آفت میں گزرا شام جو ہوئی دروازہ کھلا وہی زنگی سیاہ رو تیرہ درون دو روٹیاں اور
ایک آبخورہ پانی کا لیکر آیا جہانگیر نے پھینک دیا کہا یہ لیجا کر ہفت پیکر کے سر پر مار دا
صاحبقران کے بیٹے کیواسطے یہ کھانا کیا رئیس زادے قید نہیں ہوتے اس زنگی نے کہا کہ او
جوان قیدی کو یہی کھانا ملتا ہی اول تمکو قدرت نے قصر عشرت میں داخل کیا اسکا انجام یہ ہوا کہ تم قصر عشرت
سے نکل کر اس مصیبت میں چند سے تمکو اسی مصیبت میں رہنا پڑیگا جب تک کہ قدرت کا حکم نہ ہو تب تک یہاں سے
رہائی نہ پاؤگے یہ کہکے زنگی چلا گیا جہانگیر نے کھانا نہ کھایا سرکش نے کھایا کہا کہ ای شہزادے پیارے

بس مین ہین کیا اختیار جہانگیر نے کہا کہ ہم نہ کھائین گے دوسرے دن پھر زنگی آیا جہانگیر کا عجب حال دیکھا
ہرچند زنگی نے بھی کہا کہ اے شخص کھانا کھالے کیون جان دیتا ہی یہان کوئی پوچھنے والا نہین ہی اور اے گنہگار
اب تجھ سے بات نہین کیجاتی ہی جہانگیر نے کہا کہ رزاق مطلق مجکو رزق پہونچا دیگا زنگی چلا گیا مگر پھرتا
ہوا جاتا ہی کہ اسنے دیکھا ایک لڑکا نہایت حسین کمسن بیٹھا ہوا نخل کے نیچے رو رہا ہی زنگی نے کہا اے لڑکے
تو کون ہی کیون روتا ہی لڑکے نے کہا کہ باپ میرا شکار کو آیا ایک شیر نے اسکو کھا لیا مین تین دن
سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون زنگی کو اس لڑکے کے حال پر رحم آیا کہا کہ میرے ساتھ چل مین تجھے اپنے
مقام پر تجھے پہونچا دون کہ نہایت چین سے رہیگا لڑکا اٹھ کھڑا ہوا زنگی لڑکے کو لیکر چلا جنگل مین ایک
قصر تھا اسمین لایا کنیزین وہان پھر رہی تھین انھون نے پوچھا ارے سیاہ صحرائی یہ لڑکا کون ہی
زنگی نے کہا کہ اسکے باپ کو ایک شیر کھا گیا تھا یہ بھوکا پیاسا جنگل مین پڑا تھا مین اسکو لے آیا ہون اچھا
ہین ملکہ عالم کی رہیگا کھانا ملا کریگا تم سب کا کام کریگا ملکہ کہان تشریف رکھتی ہین کنیزون نے کہا
کہ ملکہ ماہ رخسار ماہ رخ ہین تشریف رکھتی ہین ابھی سوکے اٹھی ہین زنگی لڑکے کو لیے ہوے بارہ دری
مین آیا ایک نازنین آفتاب عالمتاب نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی سیاہ صحرائی نے سلام کیا لڑکے کو دیکھکر
ملکہ نے پوچھا کہ ارے یہ لڑکا کسکا ہی سیاہ نے کہا کہ حضور اس طرح اسکا باپ مارا گیا یہ بھوکا پیاسا مارا
مارا پھرتا تھا ملکہ نے لڑکے سے اشارہ کیا لڑکا بیٹھ گیا سیاہ صحرائی نے عرض کی کہ حضور ایک تماشہ
گذرا ہی آپ نے جو حکم دیا تھا مین جاکر دو افسردون کو پکڑ لایا ایک شخص اُنمین ایسا حسین و جمیل شکیل ہی کہ جی
چاہتا ہی اُسکی صورت دیکھا کرین آج تیسرا دن ہی کہ اُسنے کھانا نہین کھایا جب سمجھاؤ تو کہتا ہی کہ ہمارا
رزاق مطلق پہونچائیگا آج تو بیہوش پڑا تھا ماہ رخسار نے کہا کہ ارے وہ بڑا رئیس زادہ ہی مین نے
سُنا ہی کہ حمزہ عرب کا بیٹا ہی بلا مین پھنس گیا ہی ہم آج کھانا بھیجین گے قدرت کا تو یہ حکم ہی کہ تڑپا تڑپا
کے مار ڈالو قدرت نے تو اسکو عیش و چین دیے قصر عشرت سے یہ نکل گیا قدرت کی پرورش
کا کچھ خیال نہ کیا یہ سُنکر سیاہ صحرائی تو چلا گیا لڑکا کام خدمت مین مصروف رہا جب دن قلیل باقی رہا تو کنیزون
کو بلا کر حکم دیا کہ ارے نرگس ہمارے خاصے سے کھانا لیکر قید خانے مین جا قید خانے مین دو آدمی ہین جنہون نے
تین دن سے کھانا نہین کھایا اُسکو کھانا کھلا آ نرگس کھانا لیکر چلی اُسی قید خانے مین آئی جہان ہیثال کا جہانگیر
پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگئی جہانگیر سر بزانو زنجیر پر خم کیے اپنے خدا کو یاد کر رہے تھے کہ نرگس نے

قریب آکر کہا کہ میاں اُٹھو کھانا کھا لو ملکہ ماہ رخسار کو دعا دو اُنکے تصدق سے یہ کھانا ملتا ہی جہانگیر نے بتہور غضب اُسکی جانب دیکھکر کہا کہ او شفتل کچھ دیوانی ہوئی ہی صدقہ تو جا کر کسی محتاج فقیر کو کھلا اُنکو کیون ہمارے حال پر رحم آیا جو جبر چاہین کرین ہم کبھی ایسا کھانا نہ کھائین گے نرگس مٹک کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ میان کچھ دیوانے ہوئے ہو نہ کھاؤ گے نہ کھاؤ قیدی ہیجے واسطے خاطر کیا ملکہ کو خیال آگیا کہ اپنے خاصے سے یہ کھانا بھیجا تم نخرے کرنے ہو جہانگیر نے جھڑک دیا نرگس بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی یہان دسترخوان بچھا ہی ملکہ لڑکے سے باتین کر رہی ہین ایسی لڑکے سے میٹھی میٹھی باتین کین کہ ماہ رخسار نہایت محبت سے باتین کر رہی ہی کہ نرگس بکتی ہوئی آکر پہونچی ملکہ نے پوچھا کہ ارے نرگس کیا ہوا نرگس نے کہا کہ واری وہ جوان تو بڑا وحشت مزاج ہی بھوک سے آنکھون مین دم ہی اُسپر تڑاسے ہین مین نے جو کہا کہ ملکہ کی ترقی حسن وجمال کی دعا کرو اُنکا صدقہ قیدخانے مین کھانا ملتا ہی یہ سُنکے وہ بہت جھلایا واری مین سچ کہون مجھے اُسکا تڑانا بہت ناگوار ہوا مین کھانا لیکر چلی آئی ملکہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچا کہا او نرگس تیری آنکھین پھوٹین ایسے جلیل سے یہ سخت کلامی کی دن وہ کھانا کھاتا ہم خود کھانا لیکر جائین گے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ روشنی تیار کرو کنیزون نے لالٹینین الماس نگار دیاقوت نگار ہاتھ مین لین ملکہ کے ساتھ ہوئین ملکہ خرامان خرامان چلین یہان جہانگیر کو آج چوتھا دن ہی دل بیقرار ہی بھوک سے تنگ دلبشت ملا ہوا سر بزانو بیہم خم کیے بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ دروازہ کھلا جہانگیر سنبھل کر بیٹھے کہ روشنی نمودار ہوئی چند کنیزون نے آکر لالٹینین رکھین لیکن تھوڑے عرصے کے ایک ماہ تابان ومہر درخشان نہایت حسین وجمیل دربارے بچوا ہی مین خوطرزت غنچہ دہن رشک چمن خرامان خرامان قیدخانے مین آئی مسکراکر کہا کہ نرگس وہ میان ان قیدی کہان ہین نرگس نے جہانگیر کی طرف اشارہ کیا اب جو نگاہ ملکہ ماہ رخسار کی جمال بے مثال جہانگیر پر پڑی عجیب جوان حسین کو دیکھا آنکھون مین چالنے یہ آنکھین نرگس شہلا تھین یا نرگس بیا رہین یا آہوان خطا وختن کھینچے ہوئے تلوارین ابروے خمدار کمان کیانی تیر مژگان برلسے شکار طائر دل لیس ہین گردن صراحی دار چوڑا سینہ پھٹا ہوا کرتہ زیب جسم دیکھتے ہی ماہ رخسار کا یہ حال ہوا کہ پیشانی پر پسینہ آیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا جہانگیر کی بھی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک معشوقہ خوبرو خوش خو

عنبرین مو لنشان شب فراق گیسو بقول شاعر شیرین کلام

نظم

ہمیشہ مستعد کار زار ہین پلکین ۔۔۔ کبھی ٹھہری کبھی تیری کٹار ہین پلکین

سیہ گھٹائین برستی ہین جیسے بارش مین | فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین
یہان گذرتی ہی آنکھون مین رات وعدے کی | گواہ طول شب انتظار ہین پلکین
وہ آنکھ جس سے بچھڑتی ہی پھر کہین یہ بھی | شریک گردش لیل ونہار ہین پلکین
گڑی ہی سینون کو تانے ہوے صف عشاق | سنبھالین تیر سے اگر تیرہ وار ہین پلکین
پکاوش مژہ لیجاے گی کہین پس مرگ | کہ اپنے کام مین زیر مزار ہین پلکین
جگر کی پھانس ہی مژگان یار کی الفت | چبھو لیان تجھ سے کی سنگین وہ خار ہین پلکین
غضب ہی شوخ نگاہی تمہاری آنکھون کی | کہ جھپکو دیکھ کے خود سے فرار ہین پلکین
جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین اے دل | ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین
نہ لگ سکے پہلے بہت آہوے چشم یار سے دل | کہ تیر افگن و چشم شکار ہین پلکین
رلا رہی ہی لہو یاد حق جو آنکھون کو | جگر کے ٹکڑے ہین منصور دار ہین پلکین
ہلال شارہ نین کیا کچھ نہین ہین کہ لیتین | زبان چشم سخنگو سے یار ہین پلکین

عجب طرح سے ہین ومہ جبین کو دیکھا کہ جہانگیر کے ہاتھ پانون مین رعشہ پڑ گیا قلب دھڑکا سر جھکا لیا ملکہ اپنے کو سنبھالنے لگین بعد عرصہ دراز کہا کہ کیون صاحب کھانا کیون نہین کھایا جہانگیر نے کہا کہ کیا ہی بہتر لطف تھی آپ کی کنیز ہمکو سرقہ کھلاتی تھی ہنسنے نہ کھایا ملکہ نے آنکھ سے اشارہ کیا قید جہانگیر کی کاٹ کر کنیزین مسکرا کر اُٹھین کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو باغ مین لاؤ یہ مقام ہمارے بیٹھنے کا نہین ہی جہانگیر نے دامن پکڑ لیا کہا کہ اے ملکہ عالم اگر ہمکو رہا کیا تو ہمارے رفیق کو بھی رہا کر دو ملکہ نے مسکرا کر اشارہ کیا سرکش کے بھی جسم سے قید گری سرکش بھی اُٹھکر ساتھ ہوا ملکہ آگے آگے جہانگیر اور سرکش کو لیکر چلین شدت سے بھوک کی جہانگیر سے چلا نہین جاتا کبھی اکڑتے ہوے چلتے ہین کبھی سرکش کا ہاتھ تھام لیا آکر باغ مین پہونچے دیکھا کہ باغ پُر بہار جنت نظیر شب کا وقت چاندنی کی بہار نسیم چلتی ہی بھینی بھینی بو پھولون کی آتی ہی روشین پٹریان آراستہ ایک جانب جوانان چمن کا نکھار نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی زبان درازی عشق پیچان نے دام پھیلایا ہی طائران باغ کو پھنسایا ہی کبک خوش رفتار قہقہہ زن بار اثمار سے سر جھکے شاخہاے نخل چمن پھولون کے جابجا انبار باغ پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پُکار شعراے چمن گلعذار سرشار تماشا جہانگیر دیکھتے ہوے بارہ دری مین پاس ملکہ ماہ رخسار کے آکر بیٹھے شمع مشعل لیے آ

اقبال پر شاہزادے کے عش عش کرتا ہی پیچھے آکر جہانگیر کے بیٹھا اُسوقت ہنگام صحبت گرم ہی ملکہ نے
دستر خوان کو اشارہ کیا دستر خوان بچھا ملکہ نے اشارہ کیا کہ تشریف لائیے خواہ مخواہ جہانگیر تنہا دل فرد سے پیچھے
جہانگیر آبیٹھے چابک نے جو اپنے آقا کو دیکھا ملکہ کو آکر سلام کیا جسکو سیاہ صحرائی لایا تھا وہ چابک
صبا رفتار ہو آکر رومال ہلانے لگا جب ملکہ خاصہ نوش کر چکین جہانگیر نے اول کھانے میں انکار کیا
جب ملکہ مطیع اسلام ہوئین تب جہانگیر نے کھانا کھایا جب کھانا کھا چکے ملکہ نے اشارہ کیا کہ گانیکو
بلاؤ چابک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو کوئی چیز غلام گائے ملکہ نے اشارہ کیا کہ ساز درست ہو
چابک بیٹھکر تانین مارنے لگا اب تو سب تعریفین کر رہے ہین ملکہ کہتی ہین کہ میان طفل صحرائی کیا کہنا
سب یہی کہتے ہین کہ لڑکا خوب گاتا ہی کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز و گداز ہی قضاے کار سیاہ صحرائی
جو قیدخانے مین آیا دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان کٹی پڑی ہین دونون قیدی نہ ارد بد مزاج وہان سے پلٹا
باغ مین ملکہ کے آیا گانے کی آواز سُنی کنیزون سے پوچھا کہ کون گا رہا ہی ایک نے اُن مین سے کہا کہ آج
ملکۂ عالم نے بڑی گستاخی کی بالکل خوف خداوند بھولین تمھارا بھی خیال نہ کیا قیدیون کو زندانخانے سے
لے آئین اُنکے پاس بیٹھی ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جس جوان نے کھانا نہین کھایا تھا اُسپر عاشق ہین
یہ خبر سُنکر سیاہ صحرائی جھلاتا ہوا کہتا ہوا کہ ملکہ کی کیا شامت آئی ہی مشکین باندھکر پاس خداوند کے
لیجاؤنگا سزا ملیگی یہ عہدہ نکل جائیگا مجھکو برائے حفاظت حکم ہوگا یہ کہتا ہوا بارہ دری مین آیا دیکھا کہ
ملکہ ماہ رخسار نے عمدہ لباس جہانگیر کو پہنایا ہی چابک بیٹھا ہوا گا رہا ہی سرکش پشت پر چپکا بیٹھا
ہی کہ سیاہ صحرائی نے آواز دی کہ کیون ملکۂ عالم یہ کیا حرکت کی یہ تمکو مناسب تھا کہ اس قیدی کو خداوند
نے سامنے ..... ایسا دل بیزار رکھا کہ اپنی جانب نہین توجہ کرائی یہی فرمایا کہ اسکو سزا دو جب تو ہمارے
سپرد ہوا تم اسکو رہا کر کے یہان لائین اور پہلو مین جگہ دی ہی کچھ خوف خداوند نہین بلا تکلف
بیٹھی ہو خیر جو کچھ کیا بہت اچھا کیا اب دونون کو مجھے حوالے کر دو مین جاکر انکو قید کرون مین عرض
کرتا ہون کہ خداوند سے نہ کہونگا اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا سامنے
خداوند کے لیجاؤنگا وہ سزا ملیگی کہ عمر بھر یاد کرو ملکہ نے بگڑ کر کہا کہ ای سیاہ صحرائی اب جو ہمنے کیا اس
مقدمے مین ہمارے شریک رہو اب تو جو کیا سو کیا انکو قیدخانے نہ لیجاؤ دشمنون کی اسکے جان
جائیگی غضب ہی کہ اس شیر نے تو چھے دن کھانا کھایا سیاہ صحرائی نے کہا کہ مین انھین کھینچتا ہوا لیجاؤنگا

جاکر وہین قید کر دونگا یہ کہکے طرف جہانگیر کے چلا جہانگیر نعرہ کرکے اُٹھے سیاہ صحرائی نے اشارہ کیا کہ
تلوار ہاتھ سے نکل گئی لڑکھڑا کر زمین پر گرے سمرکش اپنے مقام سے اُٹھا اسنے پھر کچھ اشارہ کیا سمرکش بھی گرا
ملکہ ہان ہان کرکے اُٹھی کہتی ہوئی کہ او سیاہ کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار انکو گرفتار کرکے نہ لیجا اگر گرفتار کرکے
لیجائیگا تو بہت بُری طرح پیش آؤن گی سیاہ نے کلمات سخت ملکہ کو کہے جب تو ملکہ نے موے زلف
توڑ کر کھینچ مارا زنجیر آہنی قریب تھا کہ گردن مین سیاہ کے پڑے سیاہ نے نام ہفت پیکر کا لیکر اشارہ
کیا زنجیر گلے مین ملکہ کے پڑی جھٹکا مارا کہ ماہ رخسار زمین پر گرین سیاہ صحرائی چلا کہ سر کاٹ لون چالاک
صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہتا جاتا تھا کہ آقا سے نابدار از کو سزا دیجیے ملکہ نے بہت تلاش کیا
جب اسنے ملکہ کو بھی گرایا اور خنجر کمر سے کھینچا اور طرف جہانگیر کے چلا یہ کہتا ہوا کہ خوب تو نے مکر پھیلایا
اسی وجہ سے کھانا نہین کھایا تھا ملکہ ایسی پری کو تسخیر کر لیا ملکہ کی اُس وقت بیقراری زنجیر آہنی گلے مین
پڑی ہوئی آنکھیں نکل آئین ہین جہانگیر کے قتل کرنے کو سیاہ صحرائی چلا کلمات سخت کہتا ہوا کہ مین خداوند
سے عرض کرونگا ایسے مغضوب کا قتل ہونا ہی بہتر ہی چالاک کہتا جاتا ہی کہ حضور نے خوب سزا دی
جھپٹ کے پشت پر آیا حلقہ کمند کا مارا حضرات بھی مار دیا سیاہ صحرائی چرخ کھا کے گرا جہانگیر
و ملکہ دیکھ رہے ہین کہ چالاک نے لپٹ کر خنجر مارا سیاہ صحرائی کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی
اُسکے اندھیرا ہوگیا عرصے تک سنگباری و برفباری رہی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من سیاہ صحرائی
و ملکہ کی بھی زنجیر کھلی جہانگیر نے اُٹھتے ہی چالاک کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ ای برادر تم کیونکر پہونچے
چالاک نے کہا کہ مین کل سے حاضر ہون خدا کی قدرت کہ آپ کبھی نہین آئے جہانگیر نے کہا کہ ملکہ پروردگار
نے اپنا فضل شریک کیا یہ مفتری مارا گیا اب مہربانی تمہاری یہ ہی کہ ہمین ٹھیک راستہ بتاؤ کہ ہم طلسم
ہفت پیکر پر جائین نہین معلوم کہ قاسم پر کیا گزری ماہ رخسار نے کہا کہ وہ قصر عشرت مین عیش کر رہے
ہین اور صاحبقران ایک پہلوان کے مقابلے مین نبرد کش ہین اور بھی تمہارے بھائی بھتیجے لشکر لیکر
گئے ہین یقین ہی کہ پہونچے ہون لیکن ای شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ طلسم ہفت پیکر نہایت مقام سخت
ہی وہان جاکر کیا کیجیے گا مجھسے جو متعلق تھی اب مین خبر نہ پہونچاؤنگی لیکن ہفت پیکر کے سلام کو ضرور
جاؤنگی ایسا نہ ہو دراندازی کرین کہ ماہ رخسار نہین آئی اور کوئی فتور نہ برپا ہو دل تو یقین
یہ ہی کہ سیاہ صحرائی کے مرنے سے ہفت پیکر باہر ہو کچھ بلا نازل ہو تو عجب نہین ہی

سیاہ صحرائی بڑا ساحر تھا اسکا مرنا قدرت کو شاق ہوگا جہانگیر نے کہا کہ کچھ ہو ہم طرف طلسم ہفت پیکر
ضرور جاینگے ماہ رخسار نے کہا مین نے سر ہتھیلی پر رکھا آپ کے ساتھ ہون جو کچھ گذرے جہانگیر
نے کہا کہ فوج ہماری بلوائی جائے ماہ رخسار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ انکا لشکر لاؤ چابک نے کہا کہ
مجکو بھی ساتھ لیچلو کنیز نے تخت سحر تیار کیا چابک کو اسپر بٹھالیا آکر لشکر والون کو اطلاع کی کہ آقا تمہارے
باغ ماہ رخسار پر ہین تم سب وہین چلو لشکر کوچ کر کے آیا جہانگیر نے بیرون باغ آکر بارگاہ استادہ کرائی
سحر کش بھی ساتھ ہی بارگاہ استادہ ہوئی بارگاہ مین داخل ہوے سب سردارون سے حال بیان کیا
سب نے کہا کہ حضور چلکر طلسم ہفت پیکر فتح کرین ایرج و نور الدہر روانہ ہو چکے ہین یقین ہی کہ
سرحد مین پہونچے ہون ان دونون شیرون نے دو طلسم فتح کیے جسکی وجہ سے راستہ کھلا دو دن جہانگیر
نے بمشکل مقام کیا تیسرے دن رات کو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ماہ رخسار نے بارہ ہی کنیزین ساتھ لین
ایک ابر تیار کیا قصد ہی کہ روانہ ہون صحرا سے گرد اڑی سو علم سیاہ نشان لاکھ فوج کا ظاہر ہوا ایک پہلوان
وضع گینڈے پر بیٹھا ہم سوار و پیدل پشت پر اس دھوم سے آکر پہونچا مقابلے مین جہانگیر کے اترا آواز دی
کہ ای ماہ رخسار تمنے وہ حرکت کی کہ غضب قدرت مین گرفتار ہوئین ہم سلطان ساحران تمہاری
بھی گرفتاری کا حکم ہی بہتر یہ ہی کہ چلی آؤ ورنہ سر میدان گرفتار کرونگا حکم ہی کہ بذلت لاؤ ماہ رخسار نے
جہانگیر سے کہا کہ دیکھیے آمد فوج شروع ہوگئی یہ ساحر جو آیا ہی نہایت زبردست ہی جہانگیر نے کہا
کہ جب ہمین انکے خداوند سے جنگ منظور ہی تو یہ بیچارے کیا ہین جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لشکر مین
چرچے ہونیلگے چابک نے کہا کہ حضور کیون گھبراتے ہین انشاء اللہ رات ہونے دیجیے گرفتار
کر لاؤنگا سلطان ساحران اتر پڑا اسنے طبل جنگی بجوایا یہان خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان
ہونے لگین چابک رنگ و روغن عیاری کا لگا کے لشکر مین سلطان کے آیا دریافت کیا معلوم
ہوا کہ سلطان سحر تیار کر رہا ہی چابک نے ایک مقام سے نقب دینا شروع کی سلطان بیٹھا سحر
تیار کر رہا ہی اسباب سحر سامنے رکھا ہی کہ زمین کا ایک طبقہ ٹوٹا ایک ساحر زمین سے نکلا پکارتا ہوا کہ منم فرستادہ
خداوند ہفت پیکر سلطان ٹھہر گیا ساحر نے نکلتے ہی نامہ دیا سلطان نے کہا کہ اسے تو زمین سے
کیون آیا کہا قدرت نے فرمایا تھا کہ عیار اسکا بلاے روزگار ہی ایسا نہو کہ تجھے گرفتار کر کے مار ڈالے اسلیے مین
اس طور سے آیا آپ نامہ پڑھیے سلطان نے نامہ کھولا مضمون لکھا تھا کہ ای سلطان تمہاری مدد کو یہ ساحر

آتا ہی جو تعلیم کرے بموجب اُسکے کاربند ہوتا خلاف اسکے حکم کے نکرتا اُسی وقت سلطان نے کہا کہ ای ساحر
کل جہانگیر ہی یا ماہ رخسار نہ آئی عشق مین جہانگیر کے مبہوت ہی سیاہ صحرائی کو قتل کرایا آپ جہانگیر کا ساتھ
دیا ساحر نے کہا کہ حضور انگیٹھی آگ کی منگائین آگ روشن کرین تو مین عرض کرون سلطان نے انگیٹھی منگائی آگ
اُسمین روشن کی لوبان اپنے پاس سے ساحر نے نکالا کہا یہ لوبان آگ پر ڈالیے سلطان نے لوبان
ہاتھ مین لیا قصد کیا کہ آگ پر ڈالون کہ اسباب سحر جو سامنے رکھا ہی ایک پتلی سنہری اُٹھکر ناچنے لگی کہتی جاتی ہی
کہ گھڑی دو مین مر لیا باجگی سلطان نے پلٹ کر طرف چالاک کے دیکھا کہا کہ ای ساحر دیکھ تو پتلی کیا کہتی ہی
جیسے ہی چالاک طرف پتلی کے پلٹا سلطان نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا آواز دی کہ او نا عیار تجکو ایسا
نا سمجھ سمجھا ہی آج سب مسلمانون کی قضا میرے ہاتھ سے ہی چالاک زمین پر گرا پتلی نے منہ پہ ہاتھ پھیر دیا رنگ
روغن عیاری کا اُتر گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی سلطان نے چالاک کو گرفتار کیا خدمتگارون کو آواز دی
خدمتگارون نے آکے ایک عیار کو پڑے ہوے دیکھا کہا کہ اسکو لیجا کے قید خانے مین قید کرو خدمتگار
کشان کشان لے چلے داروغہ جیل خانے کو آواز دی زندان جادو دوڑا ہوا آیا چالاک کو سپرد کیا
زندان جادو چالاک کو لیکر قید خانے مین آیا چالاک نے کہا کہ ای زندان سلطان ہماری
ساعت نہین کرتے ورنہ جہانگیر اور ماہ رخسار کو گرفتار کر لاتے تم ہماری سفارش کرو ہمکو رہا کرا دو ہم قدرت
خداوند ہفت پیکر سے آگاہ ہوے کہ سونے کی پتلی ناچتی تھی ہفت پیکر مین یہ قدرت ہی پھر ہم کیون ایسے کو
سجدہ نکرین یہ کہکے سجدے کرنے لگا کہ یا خداوند ہفت پیکر مین دل سے تیرا مطیع ہوا مجکو حکم ہو کہ مین جا کر
جہانگیر اور ماہ رخسار کو پکڑ لا دون بندون مین خداوند کے ہمیشہ رہون زندان جادو نے کہا کہ ای
عیار طرار ایسا نہو کہ مین تجکو رہا کرون اور تو پلٹ کر نہ آئے چالاک نے کہا جو زبان سے کہون اور
وہ نہ ہوے ابھی جا کے دونون کو لاتا ہون زندان نے عہد واثق لیکر چالاک کو رہا کیا چالاک عیار
قید خانے سے نکل کر بھاگا حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون جنگل مین پھر رہا تھا کہ دیکھا دو گنوار آتے ہین تبر جھکر چالاک
نے دونون کو بیہوش کیا ایک کو جہانگیر بنایا اور ایک کو بشکل ماہ رخسار دونون کے پشتارے
پشت پہ باندھے لشکر مین سلطان کے آیا لوگون نے پوچھا کہ مہتر صاحب کیسے لائے چالاک
کہتا ہوا کہ یارو کیا پوچھتے ہو مجکو خداوند کا ارشاد ہوا مین اُن سردارون کو پکڑ لایا کہ جنکے نہ ہونے سے
لشکر بے سردار ہو گیا کل سب لشکر بھاگ جائیگا یا آکر اطاعت کرینگے یہ کہتا ہوا سامنے زندان کے آیا

کہا ای افسر عالی مین ان دونون کو لایا زندان خوش ہوگیا کہا کای چالاک کمال کیا کہا حضور یہ کتنی بڑی بات ہی میرا اعتقاد تھا شراب پلاکر بیہوش کر لایا ای زندان جب لشکر حمزہ مقابلہ قدرت مین آئیگا وہ عیار کہ جسکے نام لینیکی منادی ہی اُس سے مقابلہ پڑیگا تب عیاریان دیکھنا آپ خیمے مین بیٹھے میرا کمال دیکھیے آپکے سامنے چند شعر گاؤن صبح ہوتے افسر کے پاس چلیے گا کہ میدان کارزار مین نہ جائے افسران عالی کو پکڑ لیا جس طرح سب نے لشکر کو ہٹا دیجیے آپسے بہت خوش ہون گے زندان کو لاکر خیمے مین بٹھایا بابیان بجاکر کچھ اشعار گائے زندان بہت خوش ہوا جام شراب بھر کہا اسے نوش کیجیے عجب لطف آ۔ آپکو ملیگا قدرت میرے سامنے آ نیلگے فرماتے ہین کہ زندان کو راضی کرو تمکو راضی کرکے جاؤنگا یہ کہکے شراب پلائی زندان گھبراکے اُٹھا لڑکھڑاکے زمین پر گرا چالاک سامنے اُٹھتے ہی اسکا سر کاٹا اور نکل کر بھاگا سلطان ساحران اپنے مقام پر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہی کہ کان مین آواز آئی کشتہ مرا نام من زندان جادو و بود یہ صدا سُنتے ہی سلطان دوڑا آکے دیکھا بیہوش پڑے ہین کچھ بن نہین پڑتا سلطان اُس خیمے مین آیا آکے دیکھا کہ دو پشتارے رکھے ہین اُنکو کھول کے دیکھا کہ دو گنوار اُس پشتارے مین بندھے ہوے پڑے ہین ملازمون نے سب حال بیان کیا کیفیت سُنکر سلطان بہت جھلایا صبح ہوگئی تھی لشکر کو تیار کیا طرف میدان کارزار کے چلا یہان صبح کو جہانگیر نے اُٹھکر نماز پڑھی دعا کی کہ پروردگار مجھکو جلد طلسم ہفت پیکر مین پہونچا یہ کہکر سلاح جسم پر آراستہ کیے ماہ رخسار بھی آکر موجود ہوئین جہانگیر باہر نکلے لشکر تیار ہوا چاہا کہ طرف میدان کارزار کے جائین کہ ابر سیاہ اُٹھا جیسے زور سے مینھ برسنے لگا لشکر والے گھبراتے برف گرنیلگی ماہ رخسار نے طرف آسمان کے دیکھا کہا ای شہریار یہ سحر ہی سلطان کا یہ کہکے چند گولے مارے برف گلنے لگی شکست ہوا دھوپ نکل آئی لشکر نے تہلکہ سے نجات پائی طرف میدان کارزار کے چلے دیکھا کہ سلطان کھڑا ہوا انتظار کر رہا ہی یہی قصد ہی کہ لشکر کو مٹاؤن ہرکارون نے برف کی خبر دی پھر ابر کا مٹنا بیان کیا سلطان بہت جھلایا یہان جہانگیر میدان مین آتے ہین کہ سامنے سے چالاک آیا سب کیفیت بیان کی کہا کہ حضور میدان مین چلین مین کنارے سے آتا ہون جہانگیر میدان مین آئے ماہ رخسار برابر ہین کہ سلطان نے گینڈا میدان مین بڑھایا میدان مین آکر آواز دی ملکہ ماہ رخسار صاحب آپنے میرا ابر برف مٹایا اس طرح گرفتار کرکے لیجاؤن کہ سب کو تمھارے حال سے عبرت ہو

ہمنے رات بھر کی مہلت دی تھی تمنے آکر شراکت نہ کی اب میدان مین تمکو حال معلوم ہو ماہ رخسار نے
جہانگیر سے اجازت مانگی جہانگیر نے کہا کہ مین خود جاؤنگا ماہ رخسار نے جہانگیر کو روکا خود میدان مین آئی
آپسمین سحر چلنے لگے دو چار سحر آپس مین رفع دفع ہوے دونون برابر سحر کر رہے ہین کہ سلطان نے
ایک چیخ ماری ہفت پیکر کا نام لیا گولہ پھینکا گولہ جا کر پھٹا اسمین سے دھوان نکلا ماہ رخسار بیہوش
ہو کر گری سلطان نے گرفتار کیا دوپہر ہو چکی تھی ماہ رخسار کو لیکر پلٹا کہ گیا کہ کل سب سے سمجھ لونگا
ایک زندہ نہ بچیگا پری ماہ رخسار پر بڑا گھمنڈ تھا آکر ایک خیمے مین قید کیا سلطان آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا
سردارون کو ترغیب دے رہا ہو کہ بلوہ کر کے کل سب کو گرفتار کر لینا کل مسلمان بچنے نہ پائین کہ عرض ہوئی
در دولت پر جہانگیر دست بستہ حاضر ہے آپ سے تنہائی مین ملاقات چاہتا ہے سلطان خوش ہو گیا
سردارون سے کہا کہ باہر جاؤ لپسر حمزہ کو یہان بھیجو سردار باہر گئے جہانگیر کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے
چپکے کھڑے ہین سردار الگ ہوے جہانگیر اندر آئے سلطان کو جھک کر سلام کیا سلطان ساحران
اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقران تشریف لائیے کیا وجہ آنیکی ہوئی جہانگیر نے کہا کہ مین برائے
اطاعت حاضر ہون مجھے خدمت خداوند ہفت پیکر مین لیچلیے پھر وہی قصر عشرت ملے سلطان نے
کہا کہ مین آپ کی سفارش کرونگا وہی قصر عشرت رہنے کو ملیگا آپ سے خداوند کو ایک ملال ہو چکا ہے
لیکن ضرور رحم فرمائینگے جہانگیر نے باتین کرتے کرتے ادھر ادھر دیکھا سلطان نے پوچھا کہ کیا
تلاش ہے جہانگیر نے کہا کہ شب سے مین نے شراب نہین پی سلطان نے اٹھکر گلابی اٹھائی کہا لیجیے
نوش فرمائیے جہانگیر نے جام لبریز کیا کہا کہ پہلے آپ پیجیے مجھکو یقین ہو کہ میری خطا معاف فرمائیےگا
سلطان خوشی خوشی جام چڑھا گیا پیتے ہی گھبرا کر کہا کہ کیسی شراب تھی دل گھبرانے لگا جہانگیر نے کہا کہ ذرا اٹھکر
ٹہلیے سلطان اپنے مقام سے اٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا نعرہ ہوا کہ منم چالاک صبا رفتار خنجر مارا کہ شکم
سلطان کا چاک ہوا ماہ رخسار جو خیمے مین بیہوش پڑی تھی اسکو ہوش آیا تڑپ کر جو بلند ہوئی سنا
کہ صدائین آ رہی ہین کشتی مرا نام من سلطان ساحران بود اب تو ماہ رخسار کڑک کڑک کر گرنے لگی
لشکر سلطان پر آگ برسا دی لشکر والون نے کھینچ کھانچ کے لاشہ سلطان کا اٹھایا ایکطرف گھبرا کے
بھاگے جہانگیر اپنے مقام پر بیٹھے تھے نہایت تردد تھا کہ لشکر دشمن مین ہنگامہ سنا باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر
بھاگا جاتا ہے ماہ رخسار اور چالاک آکر پہونچے سب کیفیت بیان کی جہانگیر نے کہا کہ بس اب کوچ کرو

طرف طلسم ہفت پیکر کے چلیں ماہ رخسار نے کہا کہ کل سو برس پہلے جہانگیر نے کہا اب ایسا نہ ہو کہ
اور کوئی ساحر آجائے تو بڑی مشکل پڑیگی بھائی چابک نے بڑا کام کیا کہ سلطان کو مارا جہانگیر تو فکر کر رہے
ہیں ہیں لیکن ساحر جو لاشہ سلطان لیکر بھاگے ایک صحرا میں آکر اُترے اُس صحرا کا حاکم زندہ ضراج مع لشکر
سلطان میں آیا حال پوچھا دریافت کرکے لاشہ سلطان پر آیا آواز دی کہ ای سلطان بڑا مقام تعجب
ہی کہ تم عیاروں کے ہاتھ سے مارے گئے جاؤ جا کر سب کو گرفتار کر لاؤ یہ جو زندہ ضراج نے آواز دی لاش کو یکایک
جنبش ہوئی یا خداوند ہفت پیکر کہکر اُٹھ کھڑا ہوا زندہ ضراج سے ملا کہا بھائی تمنے بڑا احسان کیا اسکی
جا کر آفت برپا کرونگا فوج کو ساتھ لیکر چلا یہاں جہانگیر فیروز کش ہیں قصد ہی کہ کوچ کریں صحرا سے گرد اُڑی
دیکھی سلطان ساحران فوج کو چاہے ہوئے آکر پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خدا پرستان دیکھو قدرت نے
مجھکو زندہ کیا یا تو بہشت میں سیر کر رہا تھا یا فرشتے لاکر پہونچا گئے اب تم لوگ کیدھر کو بچ گئے اب تو جہانگیر کو بڑی
حیرت ہوئی ماہ رخسار نے کہا کہ ای شہریار ہفت پیکر بڑا شعبدہ باز ہی کوئی اور ساحر ہی وہ اُسی صورت
بن آیا چابک نے کہا کہ میں ابھی جا کر گردن لیتا ہوں یہ کہکے چند شاگرد ساتھ لیے ایک طرف روانہ
ہوا یہاں کوتوال لشکر شکر کوتوال بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا ایک بڑھیا جوان عورت کا ہاتھ پکڑے جاتی ہی
جوان عورت کے رونے کی آواز آتی ہی کوتوال نے کہا کہ اس ضعیفہ کو بلاؤ جب ضعیفہ سامنے آئی پوچھا
یہ عورت تیری کون ہی کہا حضور یہ میری نواسی ہی اسکو سسرال لیے جاتی ہوں یہی باعث اسکے
رونے کا ہی یہ جو ضعیفہ نے کہا جوان عورت نے منھ کھولا کوتوال کی نگاہ پڑی ایک بجلی چمک گئی کلیجہ
پکڑ لیا بڑھیا سے کہا کہ صاف صاف بتا یہ کون ہی بڑھیا یہ کہکے دوڑی کہ میں اور لوگوں کو کانوں سے
بلا لاؤں یہ کہکے ایک جانب غائب ہوگئی کوتوال نے کہا کہ اس عورت کو ہمارے خیمے میں پہونچاؤ
ملازموں نے لا کر خیمے میں پہونچایا کوتوال صاحب ہنستے ہوئے آئے پاس بیٹھ گئے کہا صاحب تم حال اپنا
بیان کرو نازنین رونے لگی کہا کہ یہ کٹنی تھی میرے گھر سے مجھکو نکال لائی یہاں یہ فقرہ دیتی تھی میرے گھر
سے پہونچا دیجیے وہ گانوں یہاں سے دور ہی جہاں خیمے بندھتی ہیں اُسی مقام پر مکان ہی وہاں مجھے
پہونچا دیجیے کوتوال نے کہا کہ میں نے محافہ طلب کیا ہی پیادے ساتھ کرکے تمکو روانہ کرونگا ذرا اچھی
طرح بیٹھو رو دھو نہیں میں تمہارا خیر خواہ ہوں اُس نازنین نے گاڑھے کی چادر اُتاری دیکھا سبز کا
دوپٹہ اطلس کا پائجامہ دریا سے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے سامنے بیٹھی ہی یہ بناوٹ دیکھکر بیقرار ہو گیا

کبھی منتین کرتا ہی کبھی کہتا ہی غلام ہون تابعداری سے کبھی مُنھ نہ موڑونگا عمر بھر خدمتگزاری کرونگا شکر
سلطان کا کوتوال ہون خزانہ بھی میرے سپرد ہی نازنین نے جو یہ سُنا کہا کہ صاحب میرے ماں باپ سے
مجھے ملا دو بڑے افسوس کی بات ہی وہ سب روتے ہونگے جب مجھکو گھر مین نہ پایا ہوگا حیرت ہوئی ہوگی کہ لڑکی
کہان گئی مین کمبخت یہان پہونچی اور آپ تو بسبب سن وسال کے میرے نانا معلوم ہوتے ہین شیدا اون
بھولی بھولی باتون پر دیوانہ ہوگیا منتین کرنے لگا گلابی اُٹھا کے لایا کہا تو صاحب شراب پیو نازنین نے
جام لبریز کیا کہا کہ پہلے آپ پیجیے شکر کرکے خوشی خوشی جام پیا گھبرا کے اُٹھا گرتے ہی بیہوش ہوا
چالاک نے اُٹھکر کوتوال کو کنارے ڈال دیا اُسی کے کپڑے پہنکر کوتوال کی شکل بنا طرف سلطان
کے چلا سلطان اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی کوتوال لشکر آتے ہین پاس سلطان کے آیا جھک کر
سلام کیا کہا کہ حضور نے سُنا لشکر مسلمان آمادہ ہی کہ شب کو حضور پر شبخون مارے دیکھیے کیا کیفیت ہو
سلطان نے کہا کہ لشکر طیار رکھو جس وقت مسلمان شبخون کے طور پر آئین آتے ہی دستگیر کرکے سب گرفتار
ہون بیہوش ہوکر گرین کہا حضور ایسا ہی ہوگا چالاک نے باتین کرتے کرتے میز پر سے گلابی اُٹھائی جام
لبریز کیا کہا کہ حضور نوش کرین تو غلام بھی پیے یہ کہکے جام دیا سلطان جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہ آگ
اس شراب مین کیا تھا معلوم ہوتا ہی کلیجے مین آگ لگ گئی گھبرا کر اُٹھا بیہوشی نے ملنا نہ دیا الغرض گر پڑا
چالاک نے زبان مین سوزن دیا پشتارہ باندھکر پشت پر لگایا سرانچہ چالاک کرکے لے بھاگا یہان
جہانگیر اور ماہ رخسار دربار مین بیٹھے تھے حیرت مین تھے کہ سلطان مارا بھی گیا پھر وہی سلطان
جنگ پر آیا عجب شعبدہ ہی ماہ رخسار کہتی ہی حضور یہ کرامت دکھانا منظور ہی شعبدہ پرست دکھاتا ہی آید
حیلے سے تسخیر کرنا منظور ہی کہ پلٹا ہوا کہ چالاک سلطان کو گرفتار کر لایا چالاک سامنے آیا پشتارہ
سامنے ڈال دیا کہا حضور یہ سلطان حاضر ہی ماہ رخسار نے کہا کہ ستون سے باندھو دو ستون
سے سلطان کو باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا سلطان کی آنکھ کھلی ماہ رخسار نے کہا کہ او ساحر
صاف بتا کہ تو کون ہی بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو ورنہ قتل کرینگے دربار اپنے دیکھا جہانگیر کی شوکت
دیکھکر حیران ہوگیا ماہ رخسار ایسی ساحرہ خدمت مین حاضر ہی اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالیے
تو حال مفصل بیان کرون جہانگیر نے اشارہ کیا کہ اسکی زبان سے سوزن نکالو ماہ رخسار سنبھلی اسباب
سحر ہاتھ مین لیا چالاک صبا رفتار نے زبان سے اسکے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی

قدمون پر جہانگیر کے گرا کہا کہ ای شہریار باماں جادو میرا نام ہی زندہ خراج کے ان کارخانون کا منتظر
ہون اُسنے مجکو حکم دیا کہ بشکل سلطان جاکر لڑو کہ قدرت خداوندی مسلمانون پر ظاہر ہو غلام چلا آیا اب مجکو
آپکے مذہب کا اعتقاد ہوا اطاعت کرتا ہون حکم ہو تو جاکر اپنے لشکر کو لاؤن حاضر خدمت کرون ملکہ
ماہ رخسار نے کہا کہ جاؤ باماں صحرا نورد خوشی خوشی اپنے لشکر مین آیا افسرون کو آواز دی کہ یارو مین تو
مطیع اسلام ہوا مین نے جہانگیر کی اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ہمراہ آئے ورنہ پاس
ہفت پیکر شعبدہ باز کے جائے بارہ ہزار جادوگر باماں صحرا نورد کے ساتھ ہوے باقی رو کے
اپنے طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے باماں صحرا نورد خوشی خوشی آکر شریک جہانگیر ہوا جہانگیر
اسکو بارگاہ مین دین باماں بھی اُترا اب جہانگیر کا ارادہ ہی کہ مین طرف طلسم ہفت پیکر کے کوچ کرون
ماہ رخسار و باماں کو حکم ہی کہ تم لوگ ہمارے لشکر سے الگ رہو ہمارے واسطے بدنامی ہی ماہ رخسار
نے عرض کی کہ ای شہریار ایک مقام بیان کا سحر سے مملو ہی جس طرف سے گذر لیگا ساحر روکین گے
کنیز جو ساتھ ہو گی راستہ بتائیگی ان ساحرون کا شریک ہونا غنیمت جانیے یہ جو ساحر شریک ہوا ہی اپنے
صحرا تک تو پہونچا ئیگا جہانگیر نے قبول کیا چالاک نے بھی سمجھایا کہ ای شہریار یہ حضور کا اسباب شوکت
ہی آپنے انکو مطیع کیا ان سب کا ساتھ رہنا ضرور ہی جہانگیر نے کوچ کیا باماں صحرا نورد اپنے صحرا
مین لایا عرض کی یہ صحرا غلام کا آباد کیا ہوا ہی امیدوار ہون کہ دو شبین اس مقام پر تشریف رکھیے
جو کچھ عجائب و غرائب غلام کے قبضے مین ہین اُن سب کو لے لون تو آپکے ساتھ چلون آگے
جنگل ہی کہ اُسکا وادی فرحناک نام ہی فرحناک جادو جو وہان کی حاکم ہین اس سے مقابلے پڑینگے
غلام سمجھ لیگا جہانگیر اُسی مقام پر اُترے لیکن ساتھ والے جو باماں کے بھاگے کوہ ہفت رنگ پر گئے
ہفت رنگ جادو جو یہان کا حاکم ہی سامنے تصویر کے کھڑا ہوا حالات گذشتہ عرض کر رہا ہی اور یہ بھی
عرض کرتا ہی کہ ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی دربند ہاتھ سے جاتے ہین یہ ذکر تھا کہ بارہ چودہ ہزار
جادوگرون نے فریاد کی کہ یا خداوند ہفت پیکر اصل یہ ہی کہ باماں صحرا نورد جسکو قدرت نے صورت
سلطان کی دی تھی وہ مسلمان ہو گیا جہانگیر کا ساتھ دیا اب لیے ہوے جہانگیر کو آتا ہی کسی کو بھیجیے ایسا
نہ ہو جوان صاحب اقبال فتح کرتا ہوا آتا ہی یہان تک نہ آجائے کہ قدرت کو تکلیف ہو تصویر سے آواز
بہ قہر و غضب آئی وہ بندہ مغضوب کیا چیز ہی اُسکی بھی یہ مجال ہی کہ یہانتک آسکے برق قہر کو حکم دون کہ

سب ہانکو جلا کر خاک کرے ابھی قدرت مسلمانون کے زور دیکھتے ہین ایک دن سب کو مٹا دینگے ارے
کوئی حاضر ہی ایک پہلوان بیٹھا ہی مجہر آتشخوار اسکا نام ہی اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند غلام کو حکم ہو کہ جاکے
جہانگیر کو باندھکر لائے ارشاد ہو تو گذشت کرون جسقدر مسلمان آئے ہین سب کو گرفتار کر لاؤن ایک
دن مین سب حاضر ہون حکم ہوا کہ ای مجہر جاؤ جہانگیر کو گرفتار کرکے لاؤ مجہر اپنے مقام سے جھومتا ہوا اٹھا
پکار کر آواز دی کہ ارے میرے ساتھ والے کہان ہین گوشہ صحرا سے بیس ہزار جادوگر مع بارگاہ و سامان
سفر حاضر ہوے مجہر تخت پہ سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا منزل در منزل آتا ہی جسکو مسلمان سنتا اسکو سزا
دی اپنے ساتھ لیا بیس ہزار ساحر اب اسکے ساتھ ہین جس صحرا مین جہانگیر اترے تھے تیسرے دن ارادہ
کیا ہی کہ کوچ کرین صحرا سے گرد اڑی مجہر آتشخوار بیس ہزار جادوگرون سے آکر پہونچا مقابلے مین آکر جہانگیر
کے اترا بارگاہ استادہ کرا کر باہر ٹہلنے لگا ہامان صحرا نورد انتظام لشکر جہانگیر کر رہا ہی کہ مجہر نے اپنے
کنارے لشکر کے آکر آواز دی کہ او ہامان تو بندۂ مغضوب خداوند ہفت پیکر کو اپنے جنگل
مین لایا بدولت تشریف لائے ہین تم حاضر نہ ہوے ہامان نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی مجہر نے
آواز دی کہ ای ہامان توبہ کر جلد میرے پاس حاضر ہو ورنہ آتش قہر و غضب سے جلا دونگا یہ آواز
جو کان مین ہامان کے پہونچی دیوانہ ہو گیا بیقرار ہو کے دوڑا آواز دیتا ہوا کہ ای مجہر میری خطا معاف کر
مسلمانون نے مجھپر سحر کیا تھا یہ کہتا ہوا پاس مجہر آتشخوار کے پہونچا قدمون پر گر پڑا کہتا ہی کہ واسطے
خداوند ہفت پیکر کا خطا میری معاف کر مجہر نے ہامان کے منھ پر ہاتھ پھیرا ہامان مجہر آتشخوار کے
ساتھ ہو گیا کہتا ہی کہ کیدن ای مجہر مسلمانون نے کیا مجھ پر سحر کیا تھا کہ مین خداوند ہفت پیکر سے پھر گیا
اب آنکھ کھلی جلوۂ قدرت خداوند ہفت پیکر نظر آتا ہی دل گھبراتا ہی مجہر آتشخوار نے پشت پر
ہاتھ پھیرا ہامان مطمئن ہوا مجہر آتشخوار ہامان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا کہا لشکر کا انتظام کرو
ہامان انتظام لشکر کرنے لگا جہانگیر بارگاہ مین بیٹھے ہین قریب ملکہ ماہ رخسار گلچینی گلشن جمال کی کہتی
ہی کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار عجب معرکہ ہوا ہامان جاکر شریک
مجہر ہوا اسکے لشکر کا انتظام کر رہا ہی یہ سنکر جہانگیر کے ہوش اڑ گئے کہا ملکہ ماہ رخسار یہ شعبدہ
دیکھا ماہ رخسار نے سر جھکا لیا کہا کہ میدان مین سمجھا جائے گا یہان مجہر نے طبل جنگی بجوایا شاہزادہ جہانگیر
کے یہان بھی طبل جنگی بجا چاہتا صبا رفتار اسیوقت ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر مجہر آتشخوار

ہین آیا پھرتا پھراتا در بارگاہ پر پہونچا خدمتگار بنا کھڑا ہی خود بخود حاضر حاضر کہتا ہوا اندر پہونچا دیکھا کہ بامالن
مقام صدر پر بیٹھا ہی اور جادوگر جمع ہین مجھر یہان نہین ہی چالاک نے ایک خدمتگار سے پوچھا کہ شہنشاہ
کہان ہین خدمتگار نے چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہ ارے تو کوئی عیار ہی ساحرون نے سر اٹھایا کہ چالاک نے
خنجر مارا کہ خدمتگار ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا چالاک کود کر بھاگا ایک غار مین آکر چھپا دیکھا کہ ساحر دوڑے دوڑے پھرتے
ہین ہر مقام پر ہاہا ہی کہ عیار آیا تھا خدمتگار کو مار کر چلا گیا چالاک حیران ہی کہ مین نے صرف اتنا پوچھا تھا مجھر
ظاہر ہوگیا کہ عیار ہی کیونکر عیاری ہوگی حیران حیران غار سے نکلا چند قدم چلا کہ آواز آئی او نا عیار کہان
جاتا ہی چالاک نے پلٹ کے دیکھا کہ مجھر آتشخوار ایک نخل کی بیخ سے نکلا چالاک بھاگا مجھر نے پھر آواز
دی کہ کہان جاتا ہی ٹھہر جا ای نخل قدرت اسکو لینا درخت سے چند پھول چالاک پر گرے بوجو دماغ
مین آئی چالاک گرا دیکھا کہ ایک جادوگر کھڑا ہی مجھر تو غائب ہوگیا اُس ساحر نے نعرہ کیا کہ منم
نخل قدرت یہ کہکے چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ چل تجکو شہنشاہ مجھر بلاتے ہین چالاک نے کہا
کہ اے نخل قدرت اب تجکو اعتبار خداوند ہفت پیکر ہوا مجھے اعتقاد قدرت تعلیم کرو معلوم ہوا
کہ درخت ابھی قبضہ مین ہین مجھر کے آواز دیتے ہی تم پیدا ہوے نخل قدرت نے کہا کہ ای عیار زمین
و آسمان بنایا ہوا خداوند کا ہی جس وقت جہان پکارو اُسی مقام پر مدد کرتے ہین جب تم اس مذہب
مین آؤ گے تب کرامتین خداوندی دیکھو گے چالاک نے کہا مین قائل ہوا میری مشکین کھول مین
ابھی جہانگیر کو پکڑ لاؤن نخل قدرت نے کہا کہ تمھاری کیا ضرورت ہی صبح کو جب مجھر آتشخوار آواز دیگا
ماہ رخسار اور جہانگیر دوڑے چلے آئین گے چالاک نے کہا اور جو کام کو حکم ہو وہ بجا لاؤن جس عیار
طرار کا نام کہیے وہ میرا باپ ہی اسکو گرفتار کرکے لاؤنگا نخل قدرت نے چالاک کو رہا کیا
ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا چلا راہ مین چالاک ایک مقام پر رکا کہا کہ ای نخل قدرت مجکو قدرت
معلوم ہوتے ہین تعریفین میری کر رہے ہین یہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا حلقہ پاسے کمند مارے نخل گرا
چالاک نے خنجر مارا نخل کو قطع کرکے بھاگا آوازین کان مین آرہی ہین کہ لینا جانے نہ پائے چالاک
بھاگا ہوا لشکر مین آیا اہالی طلایہ نے پوچھا کہ کیون مہتر صاحب کس واسطے گھبرائے ہوے ہو چالاک نے
کسی کو جواب نہ دیا بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر سے سب حال بیان کیا جہانگیر نے فرمایا کہ پروردگار
مالک ہی چالاک نے کہا کہ ای آقا سے نامدار مجھر آتشخوار پر عیاری مشکل سے ہوگی مگر پھر جاتا ہون شاہزادہ

جہانگیر نے ہر چند منع کیا چاپک نے کہا کہ آقا ہیچ کو قیامت ہوگی زبانی ساحر کے سنا کہ مجمر آتشخوار سے کہ
آواز دیتے ہی ماہ رخسار و جہانگیر خود چلے آئین گے غلام کو بڑا تردد ہی یہ کہکے چاپک بہ صورت ساحر لشکر
لشکر مجمر مین آیا جا بجا پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا کہ نہایت اندھیرا ہی ایک نخل کے سایہ مین مجمر کھڑا ہی
چاپک کو دیکھکر آواز دی کہ او ساحر کہان جاتا ہی میرے پاس آ مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہی چاپک قریب
آیا مجمر نے کہا کہ تو کون ہی کہان جاتا ہی چاپک نے کہا کہ حضور کا ملازم ہون عیار کی فکر مین نکلا ہون مجمر
نے کہا کہ جا کر تلاش کر جب کوئی شخص مجکو پوچھے فوراً گرفتار کر لینا میرے پاس لانا چاپک نے کہا کہ ای
شہریار اور کوئی نشان معقول بتائیے مجمر نے کہا کہ اب جا مین اور فکر مین کھڑا ہون وہ سحر کر رہا ہون کہ جسکو
جہانگیر اور ماہ رخسار خود بخود چلے آئین اسوقت اور جانب خیال ہی اب تو چاپک باتین کرنے لگا کہ ای
شہنشاہ مین نے بھی فکر کی ہی کہ جہانگیر کو پکڑ لاؤن آپ تک پہونچاؤن بڑا اُس منصوبے سے ستم کیا کہ
ماہ رخسار نے اُسکی اطاعت کی مجمر نے کہا کہ ماہ رخسار جہانگیر پر عاشق ہی وہ صورت جہانگیر کو بھول
جائے نام جہانگیر کا نہ لے کہا ای شہنشاہ آپ کا سحر دل پر قبضہ کریگا مین وہ سحر کر دون کہ غرق زمین ہو جائے
مجمر نے کہا کہ بندگان قدیم خداوندان ان پر یہ بدعت نہین چاہیے صرف اُن کی یہ خطا ہی کہ کیون مسلمانون
کا ساتھ دیا اُسکی سزا دونون کو دینی چاہیے ایسا سحر کرون کہ آپ سے ملے آئین باتین کرتے کرتے چاپک
نے کہا کہ دیکھیے جہانگیر آتا ہی اسی وقت آپ کے سحر نے تاثیر کی مجمر بڑھا چاپک نے دل پر خنجر کا
حلقہ ہاے کمند مارے مجمر گرا چاپک نے بھاری پتھر سے حباب مار کر بیہوش کیا چاہا کہ پشتارہ
باندھون کہ زمین شق ہوئی ایک ریگ ماہی نکلی مجمر آتشخوار سے لپٹ گئی لیکر غرق زمین ہوئی یہ ماجرا
دیکھکر چاپک بھاگا اب دیکھا ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا ہی کوتوال فلک چہارم گشت کرکے
بر سر چرخ زبرجدی آیا جہانگیر و ماہ رخسار فوج کو ساتھ لیے ہوئے آئے ہین لشکر پشت پر ماہ رخسار
بھی اسباب سحر سے آراستہ چاپک کو جو جہانگیر نے دیکھا پوچھا کہ کیون کیا گذری کیا ہوا کہا حضور مجمر آتشخوار بلاے
روزگار ہی مین نے بیہوش کیا غرق زمین ہو کر غائب ہوا ایک ریگ ماہی لیگئی جہانگیر نے کہا کہ دیکھا جائیگا
یہ کہتے ہوے میدان مین پہونچے دیکھا کہ اُس طرف سے لشکر لیے مجمر آتا ہی آپ تو آگے بڑھا ہوا اہالیان
انتظام فوج کرتا ہوا میدان مین پہونچا صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرگیت سحر کا کر کہ طلسم
مجمر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ کیون ماہ رخسار قدرت ہے تمکو وعدہ خلیل دیا تم شدہ منصوب

خداوند پر عاشق ہوئین آؤ میرے پاس چلی آؤ اگر اسکے خلاف کروگی تو بڑی سزا ہوگی مچھر نے یہ باتین کہین
ماہ رخسار کا چہرہ سرخ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہونے کنیزون سے کہا کہ تم جانو تمھارا کام جانے
خواہ لشکر مسلمانان مین رہو خواہ میرے ساتھ آؤ مین تو خدمت مچھر مین جاتی ہون اس وقت اس کے
سمجھانے سے آنکھین کھل گئین یہ کہکے چلی کنیزون نے چاہا کہ روکین ماہ رخسار نے گرز مارا کئی کنیزون
کے سر پھٹے کنیزین الگ ہوئین ماہ رخسار بھاگی کنارے پر لشکر اسلام کے آئی ہی ایک ساحر کھڑا تھا
اسنے کہا کہ کیون ملکہ کیون گھبرائی ہو ماہ رخسار نے کہا کہ گھبرانا کیسا مجھے مچھر بلاتا ہی مین جاتی ہون ساحر نے
کہا کہ دیکھیے اس طرف سے کون آتا ہی جیسے ہی ماہ رخسار پلٹی ساحر نے حلقہ پاسے کمند مارا اسنے نیچا
مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرکے بھاگا سامنے جہانگیر کے آیا کہا کہ حضور ماہ رخسار جاتی تھین ان کو تو
مین گرفتار کر لایا جہانگیر نے کہا کہ لیجا کر قید کرو چنانچہ اسنے ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دی ایک
خیمے مین لا کر قید کیا ماہ رخسار کو جو ہوش آیا زبان مین سوزن ہی سر ٹکرا رہی ہی غل مچا رہی ہی کہ مین پاس مچھر
کے جاؤنگی یہان مچھر کو ہرکارون نے خبر دی کہ ماہ رخسار کو گرفتار کر لیا ایک خیمے مین قید کیا ہی وہ سر
ٹکرا رہی ہی مچھر نے کہا کہ دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہی یہ کہکے دو گولے جھولی سے نکالے چنانچہ تو لشکر
جہانگیر سے نکل کر بھاگا درہ کوہ مین آکر ٹھہرا کہ مچھر نے گولہ مارا وہ گولہ لشکر اسلام پر جا کر پھٹا دھوان نکلا
دوسرا گولہ پھینکا وہ بھی جا کر پھٹا اس سے بھی دھوان نکلا جہانگیر اپنے مقام پر کھڑے کھڑے تھر سے
گھوڑے سے کود کے پکار کر آواز دی کہ ای چنانچہ کہان ہو چنانچہ درہ کوہ مین کھڑا تھا فوراً آواز
دی کہ غلام حاضر ہی جہانگیر نے کہا کہ مین پرورش خداوند کو یاد کرتا ہون کہ کیا کیا میرے حال پر عنایت
فرمائی قصر عشرت ہم جست ہوا مجھے لوگون نے ناحق برگشتہ کیا کہ مین مقابلہ لازم قدرت مین آیا اب پاس
مچھر کے جاتا ہون وہ میری خطا قدرت سے معاف کرا دیگا یہ کہکر جہانگیر پیدل چلا جس ملازم نے روکنے
کا ارادہ کیا آواز دی کہ ہوشیار چنانچہ گویا اختیار ہی یہ کہکر جہانگیر سامنے مچھر کے آئے کہا ای مچھر اشتہوار
مین تجھ سے اقرار اطاعت خداوند ہفت پیکر کرتا ہون کہ مجکو خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی
لے چلو مین عذر کر لونگا مچھر نے کہا کہ ای شہزادہ سپہ سالار قدرت تم نہایت عنایت قدرت ہی لیکن
خیال کرو کہ تم قصر عشرت سے سرکار کے پھر گئے تھے اور یہ لڑائیان شروع کر دین پس شرمندہ ہو تا ضرور
ہی ہتھکڑیان بیڑیان منگاؤن انکو پہن لو تمہارے سپہ سالار چلو مین خدمت خداوند مین پہونچاؤن

یہ کہکر آہنگر کو آواز دی ہتھکڑیان بیڑیان حاضر ہوئین جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے خوشی خوشی ہتھکڑیان پہنین
بیڑیان پاؤن مین آراستہ کین جب ہتھکڑیان بیڑیان پہن چکے طوق بھی گلے مین پہنا زنجیر ہلانے لگے غل
مچانے لگے آواز دی کہ او مجھر تو نے میرے ساتھ مکر کیا مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون مجھر نے
ملازمون کو آواز دی کہ ماہ رخسار کو ڈھونڈھکر لاؤ ان دونون عاشق و معشوق کو ایک ارابے
پر سوار کرو اس ذلت سے انکو لیجاؤ کہ دیکھنے والے عبرت کرین بندگان خداوند کو معلوم ہو کہ
گنہگار آئے ملازمان مجھر آتشخوار ماہ رخسار کو لائے زبان مین سوزن ہی قلب پر ہجوم رنج و محن ہی
جہانگیر کو جو قید دیکھا منہ پیٹ لیا ارشاد کیا کہ ای شہر یار کیا ہوا جہانگیر نے طرف مجھر آتشخوار کے
اشارہ کیا کہ اس ظالم نے مکر سے مجھکو قید کیا اب چلو سامنے ہفت پیکر کے آفت برپا کرینگے اہل لشکر
پر یہ گذری کہ دھوئین نے سارے لشکر کو گھیرا سب بیٹھ گئے خاک منہ پر مل رہے ہین پریشان پریشان
غل مچا رہے ہین کنیزان ماہ رخسار خاک پر لوٹ رہی ہین لشکر کو اس حال مین چھوڑکر مجھر نے ایک ارابے
پر دونون عاشق و معشوق کو سوار کیا ہامان انتظام کرتا ساتھ ہی اس کر و فر سے مجھر گینڈے پر سوار ہوا طرف
طلسم ہفت پیکر کے چلا چابک بھی فقیر بنا ہوا ساتھ ہی جس منزل پر مجھر اترتا ہی چابک صبارفتار
بشکل خدمتگار اُس بارگاہ مین جاتا ہی مجھر کو نہین پاتا ہامان بیٹھا ہی اور سردار بھی حاضر ہین چابک خوف
سے کسی سے پوچھتا نہین کئی منزلین اسی طور سے گذرین پانچوین منزل ہی ایک صحرا مین جاکر مجھر اترا
جب لشکر اتر چکا قیدیون کو قید خانے مین چھوڑا آپ ٹہلتا ہوا ایک جانب چلا چابک نے جو
دیکھا پیچھے عقب مین چلا تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک باغ کے پہونچا کنیزین دروازے پر حاضر تھین
اُنھون نے جھک جھک کر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ مجھر آپ کو ملکۂ عالم یاد کرتی ہین بعد مدت دراز کے آپ نے
سرفراز کیا مجھر آتشخوار نے کہا کہ جاکر ملکہ سے عرض کرو کہ نیازمند حاضر ہی چابک صبارفتار نے
عیاری کرکے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنا ہوا کنیزون مین کھڑا ہی تھوڑے عرصے کے بعد ایک
کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور تشریف لیچلیے مجھر اندر چلا چابک بھی بشکل کنیز ساتھ ہی داخل
باغ مین پہونچا باغ نہایت آراستہ چہار جانب باغ مین روشنی سرو چراغان پر جوبن بہار پر گلشن
مجھر دیکھتا ہوا سامنے چبوترے کے پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مسند پر مثل طاؤس طناز سرگرم
ناز و نیاز دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے گلے مین آڑی ہیکل طوق جسمین چاند سورج وہ گلے مین

پڑا ہوا بڑی بڑی آنکھین سرمہ دنبالہ دار زیب چشم نہایت مغرور مجھکو جو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اٹھی مجھ کا استقبال کیا لاکر مسند پر بٹھایا گائنون سے اشارہ ہوا گائنون نے غزلین شروع کین اشعار وصل و ہجر جو گائین عاشق و معشوق کی طبیعتین بھر آئین دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گائنین بدلی جاتی ہین جب چابک نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی عاشق معشوق کو دیکھکر بے شعور ہی چابک نے اتنے عرصے مین ایک گائن کو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر محفل مین آیا مجھ سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ بصد اشتیاق شروع کی

نظم

صبح محفل مین جو ذکر گیسوئے جانانہ تھا — پنجۂ خورشید تابان پر گمان شانہ تھا
سحر تھا رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما — ہر بشر دیوانگی سے مین غرض دیوانہ تھا
خواب مین نیرنگی عالم نظر آئی مجھے — شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا
ایک سو سبزہ مصفا اک طرف آب روان — میکدہ مسجد کہین کعبہ کہین بتخانہ تھا
جابجا تھے پاسبان اک طرف دیکھی عجب بزم طرب — جو مہیا اس جگہ سامان تھا سب شاہانہ تھا
وحشت سرزد تھا کہین جلوہ کہین ساغر کا دور — جو بشر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا
مجکو بھی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا — کیا کہون کیا ذائقہ تھا جسپہ دل دیوانہ تھا
ہوش مستی سے گیا جسدم زمین پر یکبیک — ہو گئے نشے ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا
با ہمہ مدہوش کیا بلو چھیتے ہو تم بقول استاد — خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ق

اس رنگ مین چابک نے یہ غزل گائی عاشق و معشوق رونے لگے گلرخسار نے کہا کہ ای شیلو آج تو تو نے خوب آفت برپا کر دی کیا غضب کے اشعار گائے دل بیقرار کر دیا چابک نے اور غزلین گائین ساری محفل تعریفین کر رہی ہی مجھ بھی ہوش اٹھا ہی چابک نے دست بستہ عرض کی لونڈی ساقی گری خوب کرتی ہی میخانے کی کلید مجھے مرحمت ہو تو مین حضور کو تماشا دکھاؤن ملکہ نے کنجی دی چابک جھپٹ کر میخانے مین آیا شراب تقسیم کرنا شروع کی چند گلابیان آراستہ کین کشتی مین لگاکر محفل مین آیا مجھ تعریفین کرتا ہی کہ ای شہنشہو کس مزے سے شراب لائی ہی خواہ مخواہ جی چاہتا ہی کہ پیے چابک نے دوسری پشواز پہنی غزل عاشقانہ گائی گت بھی خوب ناچا جھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا ٹھوکرین توڑسے لیتا ہوا آکر سامنے مجھ کے جھکا یا عرض کی کہ ایسے شاہون کو سرسے شراب پلانا چاہیے مجھ نے دونون ہاتھ بڑھانے یہ اندیشۂ انجام جام لے لیا بمحبت معشوقانہ

مبہوت بیٹھا تھا کسی سحر کا خیال نہ کیا بے اندیشۂ انجام جام پی گیا چابک نے دوسرا جام گلرخسار کو دیا یہ تعریفین کرنے لگی خوشی خوشی جام پی گئی اتنو چابک نے دورہ باندھا کنیزون کو بھی پلانا شروع کیا تھوڑے عرصے مین ساری صحبت کو شراب پلائی جو کنیزین شراب اٹھا کر لے گئی تھین وہ درختون کے نیچے بیٹھی پی رہی ہین کوئی یہ کہکر دوڑی کہ جانور اڑا جاتا ہے دوسری یہ کہکر اٹھی ارے درخت گرا جاتا ہے جا اٹھی وہ گر کر بیہوش ہوئی تھوڑے ہی عرصے مین سب کنیزین بیہوش ہوئین یہان گبر اسکے مجھر اٹھا یہ کہتا ہوا ارے خداوند آتے ہین نازنین بھی اٹھی اٹھتے ہی دونون گرے گر کر بیہوش ہوے چابک خنجر برہنہ لیکر اٹھا اوّل اپنے مجھر کو قتل کیا جب مجھر کو خنجر مارا وہ مجھر کا کٹا ایک آواز ہیبت ناک آئی درخت جلنے لگے زمین سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من مجھر آتشخوار بود اب روشنی ہوئی چابک نے گلرخسار کو بھی قتل کیا اسکے مرنے پر بھی اندھیرا ہوا کنیزون کو قتل کرنے لگا ملکہ ماہ رخسار قید خانے مین بیٹھی رو رہی تھین کہ یکایک دن تاتا ہوا زمین کانپی زبان سے خودبخود سوزن نکل گئی ماہ رخسار نے کہا اے شہریار معلوم ہوتا ہے مجھر کو کسی نے قتل کیا طرایق سے معلوم ہوتا ہے میرے ہوش و حواس درست ہین یہ کہکے ماہ رخسار نے ہاتھ ہلایا قید جہانگیر بھی کٹ گئے گری جہانگیر اپنے مقام سے اٹھے ماہ رخسار بلند ہوئی سحر کرنے لگی جب گولہ پھینکا پتھر برسنے لگے لشکر والے یا تو پڑے سو رہے تھے آنکھ جو کھلی معلوم ہوا ہوا ے تند چل رہی ہے پتھر برس رہے ہین ایک طرف سے نعرۂ شیر کی آواز آئی منم شاہزادہ جہانگیر والا تبار صاحب عظمت و شان اور فرزند صاحبقران والی قاف دنیا یہ کہکر خیمے گرانا شروع کیے ہزار ہا کافر جلے خیمون مین دبکر مرے اب جو ساحر اٹھے بھاگنے لگے اندر سے کنیزونکو قتل کرکے چابک نکلا نکلتے ہی دیکھا اسنے کہ جہانگیر لڑ رہے ہین آسمان سے ملکہ ماہ رخسار سحر کر رہی ہین جادوگر بھاگ رہے ہین چابک نے حقہ ہاے آتشبازی مارے سیکڑون جادوگر جلے ہامان کو بھی ہوش آیا یہ تو محبت جہانگیر مین کامل ہے جب سنی اسکے گلے مین ٹرسے تھے انکو توڑ کر پھینکا پیچھی نکلکر لڑنے لگا سحر جو کیا سب طرف سے جادوگر بھاگے تھوڑے عرصے مین دیکھا تھے بارگاہین پڑی رہگئین جادوگر سب بھاگ گئے ماہ رخسار و جہانگیر و ہامان و چابک اب آمادہ ہوے ماہ رخسار نے تخت سحر تیار کیا اسپر جہانگیر و چابک و ہامان کو سوار کیا ایک سحر کیا اژدران آتش فشان پیدا ہوے انھون نے بہ ہون کو اپنی پشت پر لاد لیا ٹھیرے کر و فر سے لشکر مین اپنے آئے دیکھا اہل فوج نے رہائی پائی سب حیران ہین کہ جو ساحر شاہزادے کو گرفتار کرکے لیگیا تھا شاید وہ مارا گیا جب تو ہم لوگون نے

رہائی پائی اس خیال میں تھے کہ آسمان سے تخت آکر ماہ رخسار کا پہونچا لشکر میں خوشیاں ہونے لگیں ایک دن
وہاں مقام کیا دوسرے دن کوچ کیا سامنے ایک قلعے کے آکر پہونچا اُس قلعے کا حاکم سفاک تیرہ درون
قلعے سے دیکھ رہا ہے کہ ایک لشکر آتا ہے آگے اُسی صحرا میں اُترا ایک طرف ملکہ ماہ رخسار فروکش ہوئیں ہامان بھی
اُترا سفاک نے ہرکارے بھیجے ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ فرزند صاحبقران ساحر و غیر ساحروں کو تسخیر کرکے
طرف ہفت پیکر کے جاتے ہیں یہ سنکر سفاک نے کہا اپنے ڈانڈے سے نہ جانے دونگا لاکھ سوار و پیادے
کا لشکر لیکر قلعے سے باہر نکلا کہلا بھیجا اے فرزند صاحبقران میں نے سنا ہے کہ آپ ساحر و غیر ساحروں کو لیکر طرف
ہفت پیکر کے جاتے ہیں میرا قلعہ راہ میں ہی ہے اپنی طرف سے نہ جانے دونگا جہانگیر نے سنکر جواب سخت دیا
کہ جا کر سفاک سے کہو جس طرح منظور ہو ہمکو روکیں یوں چلے بھی جاتے مگر اب قلعہ فتح کرکے جائینگے سفاک
اپنے مقام پر ہنسا کہا ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی جو ساتھ ہے اُسکا گھمنڈ ہے وہ نہ بیر ہوکہ وہ لوگ دخل بھی
نہ دے سکیں یہ کہکر طبل جنگی بجوایا یہاں بھی خبر سنکر طبل جنگی بجا دونوں طرف تیاریاں ہونے لگیں سفاک پہر
رات رہے ایک تنہائی کے خیمے میں آیا بلک بلک کے دعائیں کرنے لگا پکارتا ہے یا خداوند ہفت پیکر فرزند
حمزہ کے ساتھ ساحر ہیں پھر سحر نہ ہو سحر کا مجھکو بڑا کھٹکا ہے ایسا نہ ہو کہ میں قدرت کے مذہب سے مثل ان
لوگوں کے باغی ہوں یہ نہیں چاہتا بلک بلک کے دعا کی نام ہفت پیکر کا لیکر پکارا کیا صبح کو گینڈے پر
سوار ہوا مع فوج ایک لاکھ جوان مسلح ہوکے میدان میں پہونچے جہانگیر بن صاحبقران سوکر اٹھے نماز
پڑھکر سلاح جسم پر آراستہ کیے بیرون بارگاہ آئے دریافت کرتے ہیں کہ صاحبو کیا معرکہ گذرا کہ ابھی تک ماہ رخسار
و ہامان ابھی آئے کہ کنیزان ماہ رخسار روتی ہوئی آئیں کہا حضور ملکہ کو تپ محرقہ ہے بیہوش پڑی ہیں یہ سنکر
جہانگیر کو بڑا ملال ہوا کہ بلا زبان ہامان حاضر ہوے عرض کی ہامان کے سینے میں درد ہے وہ حاضر نہیں
ہو سکتے جہانگیر ناچار فوج کو لیکر میدان میں آئے سب غیر ساحر ساتھ ہیں میدان میں آکر دیکھا سفاک تو
میدان میں آچکا ہے صفیں آراستہ کر رہا ہے جہانگیر نے بھی لشکر کو ٹھہرایا صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کرنا
شروع کی سفاک نے گینڈا نکالا چالاک گوشہ صحرا سے دیکھ رہا ہے کہ سفاک جو میدان میں آیا ایک
زاغ سیاہ نخل سے اڑکر جنگل میں آیا چالاک نے اُس زاغ کا سمجھا کیا عقل سے کام اسی زاغ کی ذات سے
کچھ فتور ہے چالاک نے ایک گوشے سے چھپ کے دیکھا وہ زاغ نخل سے اُترا غلطک مارکے جادوگر
کی شکل بنا جھولی سے اسباب سحر نکالا بیٹھکر سحر کرنے لگا چالاک نے دیکھا اُس کے دائیں اسطرف

پھینک رہا ہے اسم سحر پڑھتا جاتا ہے چالاک کنارے آیا اور رنگ و روغن عیاری کا نکالکر سفاک کی شکل
بنا دوڑا ہوا سامنے اُس ساحر کے آیا پکار کر کہا اے بھائی تمنے سب کچھ خوب کیا ماہ رخسار و ہامان میدان
کارزار میں نہیں آئے کیا عمدہ سحر کیا لیکن جہانگیر بن صاحبقران کچھ پڑھتا ہوا میدان میں آیا ہے معلوم ہوتا
ہے پسر حمزہ ساحر ہے اُس ساحر نے کہا اے سفاک مسلمان سحر کو بُرا جانتے ہیں وہ کبھی سحر نہ کریگا تو بے خوف
جا اگر مقابلہ کر فوراً غالب آئیگا میں زور اسکا گھٹا رہا ہوں تیرا زور بڑھا رہا ہوں جاتے ہی غالب آئیگا باپ
اُسکا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم الٰہی ہے یہ جوان کوئی بات نہیں جانتا چالاک نے کہا تمہارے کہنے
سے دلکو تسکین ہوئی اب میں جاکر اُسکو ٹوکوں اُسیکا نام لوں اور پکاروں ساحر نے کہا ہاں جاؤ جب تو
سفاک نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا لو بھائی ایک جام تو پی لو تمنے اسوقت خوش کر دیا جام لبریز
کر کے پیش کیا ساحر بے اندیشۂ انجام پی گیا گھبرا کر اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چالاک نے اپنے نام کا نعرہ
کیا اور جھپٹ کر خنجر مارا ساحر کا شکم چاک کیا قہقہہ پاک بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام من زاغ جادو
بود حضر میں تو یہ ساحر مارا گیا چالاک اُچکتے ہوئے چلے کہ جاکر آقا سے اطلاع کروں یہاں سفاک
میدان میں نکلا پکار کر آواز دی پسر حمزہ کہاں ہے نکلے تو احوال معلوم ہو جہانگیر نے مرکب نکالا سفاک
سے نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر کن و بکر جہانگیر نے نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گزرا اُٹھا کر زمین پر مارا کہ استخوان
چور چور ہوئے فوج والے سفاک کے دوڑ پڑے ادھر ماہ رخسار اور ہامان نے بھی صحت پائی خبر پہنچی کہ
آقا سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے آکر شریک ہوئے علم فوج سرنگون کیا فوج میں الامان الامان کی صدا بلند ہوئی
جہانگیر نے تلوار روکی قلعے میں داخل ہوئے قلعہ سفاکیہ میں عملداری کی بارگاہیں استادہ ہوئیں سفاک
کا بیٹا اور اک قبیل زور اُسکو بلوا کر تخت پر بٹھایا دیر بت کدے توڑے مسجدونکی بنا ہوئی جہانگیر
نے کہا مالک قلعہ بھی خدا نے دلوایا وقت بیوقت جو ضرورت پڑے تو مقام سکونت دستیاب ہوا
اے ہامان اب یہاں درستی کر کے تیاری کرو کسیطور سے تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچیں ہامان نے
عرض کی کُل سامان تیار ہے حضور کے حکم کی دیر ہے جسوقت مناسب ہو کوچ کیجیے مگر طلسم ہفت پیکر
ایسا سخت مقام ہے کہ جہاں گذر انسان کا ناممکن ہے جہانگیر نے کہا خدا سے بزرگ است ہم انشاءاللہ
اُسطرف ضرور جائینگے ہامان نے کہا بسم اللہ ہم سب ہمراہ جانبازی موجود ہیں جہانگیر تیسرے دن
فوج دریا موج ساتھ لیے بارگاہیں خیمے سراپردے اُٹھا کر بارگاہ کا سامان لیکر آگے بڑھا ماہ رخسار

ابر مین مخفی ہوئین بارہ چودہ ہزار جادوگر جانان صف شکن بڑے زور و شور سے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین کہ وقت پر انکا حال تحریر کیا جائے گا

## دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا مع لشکر پہونچنا قریب قلعۂ سیم جادو و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا غزل مصنف عوض ساقی نامہ

بیتابیان یہ برق جہان تاب مین نہین ۔ جو دل مین اضطراب ہو سیماب مین نہین

امیدین رہنے دیتی ہین کب دل مین یاس کو ۔ دشمن کا دخل صحبت احباب مین نہین

آہون کی گرمیون سے ہی خشک اپنی چشم تر ۔ پانی کا قطرہ دیکھیے گرداب مین نہین

آہون کے اڑ رہے ہین شرر کیا شب فراق ۔ ایسی چمک تو کرمک شب تاب مین نہین

بیتاب شجر سے گرتے ہی ہوتا ہی پائمال ۔ برباد ہی جو صحبت احباب مین نہین

فرقت مین یاس و حسرت و ارمان ہین میرے پاس ۔ اسباب اور عالم اسباب مین نہین

کیا غفلتین ہین اہل جہان کو ہزار حیف ۔ ہین بیخبر خیال عدم خواب مین نہین

چہرے سے کیا حضور کے عاشق مثال دین ۔ یہ زرق برق عارض مہتاب مین نہین

آنکھین بھری تھین دل بھی ہوا مجھسے منحرف ۔ نام وفا کہین دل احباب مین نہین

دریا سے اشک چشم مین جو زور و شور ہین ۔ جوش و خروش یہ کسی سیلاب مین نہین

خال سیہ کا جو رخ تابان پہ ہی فروغ ۔ تارونکی یہ چمک شب مہتاب مین نہین

داغون سے عشق خال کے خالی فراق مین ۔ تل بھر جگہ مرے دل بیتاب مین نہین

خواب عدم سے کون جگائیگا اے قمر ۔ اپنا خیال خاطر احباب مین نہین

چہرہ رہروان منازل جانبازی وطی کنندگان مراحل عشقبازی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین ۔ سخن را بکرسی نشانند این چنین ۔ تحریر ہوا ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران مع فوج ظفر موج طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے تھے ہر وقت قاسم کا خیال ہفت پیکر پرست ہونے کا ملال ہر منزل پر یہی فرماتے ہین پروردگار مجھکو جلد پہونچا کہ قاسم کی رہائی اسکے شنبدے سے ہو وہ شمشیر بسجدہ مین آئے وہ کبھی جرأت دکھلائے دسوین منزل تھی

ایک صحرا مین جو آکر اُترے نوبت نقارے بجے بجانے لگے دو کوس پر ایک قلعہ ہے کہ قلعہ امید و بیم اُسکو کہتے ہین
عین راہ طلسم ہفت پیکر پر واقع ہوا ہے بیم جادو اُس قلعے کا حاکم و ناظم ہے بالائے قلعے سے اُسنے دیکھا
ایک لشکر اُتر رہا ہے ہرکارے سے اشارہ کیا دریافت تو کر ہرکارہ گیا اور آکے خبر دی کہ فرزند امیر والا
تدبیر شاہزادہ بدیع الزمان طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین اُسیوقت اُسنے حکم دیا لشکر تیار رہو
ہم اپنی سرحد سے نہ جانے دینگے مقابلے مین آ کے اُترا طبل جنگی بجوایا اُمیہ بن عمرو عیار بدیع الزمان
صورت بدلکر لشکر مین آیا پھرتا ہوا قریب بارگاہ بیم جادو پہونچا پشت پر ایک مزبلہ تھا وہان بیٹھکر ایک
نقب لگائی مہرہ نقب کا جا کر بارگاہ بیم جادو مین توڑا دیکھا پڑا سو رہا ہے چھپٹ کے قریب آیا کانٹے سے دوشالہ
ہٹایا بیہوش کر دن کہ بیم نے آنکھ کھولدی کہا ارے تو کون ہے اُمیہ بھاگا بیم اُٹھکر پیچھے دوڑا طلاسے پر
ورقا سے زنجیر خوار تھا اُمیہ بھاگا ہوا آتا ہے ورقا نے آواز دی اے اُمیہ کیا ہے اُمیہ نے چاہا کہ مُنہ سے کہے
کہ بیم جادو میری فکر مین آتا ہے کہ بیم کو طرف سے گرا اُمیہ کی کمر مین پنجہ دیا لیکے اُڑا ورقا نے تیر مارا وہ تیر اُٹھا
پلٹ کر ورقا پر جا کے گرا ورقا کو معلوم ہوا کہ ایک عقاب گرا ورقا کی بھی کمر مین پنجہ دیا لیکے اُڑا ورقا و اُمیہ
کو اُٹھا لیگیا لشکر مین غل ہوا کہ اُمیہ و ورقا کو بیم جادو اُٹھا لیگیا بدیع الزمان بارگاہ سے نکل آئے
دریافت کیا احوال معلوم ہوا اُمیہ نے جا کر عیاری کی بھاگا ہوا آیا بیم جادو اُمیہ و ورقا کو اُٹھا لے گیا
بدیع الزمان نے کہا ساحرونکے عجائب و غرائب تو ایسے ہی ہوتے ہین رنجیدہ ہلٹے بارگاہ مین آکر بیٹھے رات گذری
صبح کو لشکر تیار کیا میدان کارزار مین آئے دیکھا بیم جادو لشکر سمیت میدان مین آیا صفین آراستہ ہوئین
بیم نے بعد صفوف آرائی گینڈا نکالا پکار کر آواز دی اے فرزند رشید صاحبقران بہتر یہ ہے کہ یہانسے پلٹ
جایئے ورنہ میرے مقابلے مین آیئے آج ہی قید تمھاری روانہ کرونگا بدیع الزمان نے مرکب نکالا
جاتے ہی مقابلے مین بیم کے پہونچے بیم نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر پسر حمزہ میرے مقابلے مین
آتا ہے میری مدد کیجیے پسر حمزہ کو بلایئے ایک عقاب گرا بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا بیم نے پکار کر آواز دی اور
کوئی میرے مقابلے مین نہ آئیگا فضل بن گیا ہو رخون آشام مرکب اُڑا کر جا چتا تھا قریب بیم کے پہونچوں
دیکھا بیم جادو ہونٹھ ہلا رہا ہے فضل نے تیر مارا وہ تیر اُلٹا پلٹا پنجہ کمر مین فضل کے پڑا اُٹھا کر لیگیا ساتون بھائی فضل
کے پے درپے مقابلے مین بیم کے نکلے عقاب اُٹھا کر لیگیا قارن بلند کمان نے سردارونکو روکا کہ مقابلے مین ایسے
شخص کے نہ جاؤ جو جاتا ہے اُسکو عقاب اُٹھا لیجاتا ہے اب جانا بیکار ہے وہ پھر ڈھلے بیم پلٹا پکار کر آواز دی اے

قارن کل میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گے کل سبکو گرفتار کرلونگا یہ کہکے پلٹا آکے اپنے سردارونکو حکم دیا قیدیون
کو اچھی طرح سے رکھنا کل سبکو گرفتار کرلونگا میرے ہاتھ سے کہان جائینگے ایک سردار ہی کہ نہنگ خونریز اُسکا
نام ہی ایک گوشے سے سرداران بدیع الزمان کو لایا ہیم نے حکم دیا کہ لیجا کر قید کرو نہنگ خونریز لیکر پلٹا آیا
آکر ایک خیمے مین قید کیا چالیس ساحر اُسی مقام پر چھوڑ کے آپ چلا گیا نگہبانون سے کہا کہ ہوشیار رہنا کل شہنشاہ
ہمارے سبکو گرفتار کرلینگے ان سبکو خدمت خداوند مین روانہ کرینگے دیکھین کون سردار لیکر جائے یہ کہکے نہنگ
چلا گیا جمعدار دروازے پر بیٹھا ہوا طبلہ بجا رہا تھا اُمیّہ نے کہا جمعدار صاحب آپ خلاف قاعدہ بجاتے
ہین جمعدار نے کہا ارے قیدی تجھے بھی طبلہ بجانا آتا ہی اُمیّہ نے کہا دوستون مین کچھ سیکھا تھا لیکن قاعدے
سے جانتا ہون جمعدار نے قریب بلایا اُمیّہ پاس آیا اُمیّہ نے کہا ہتھکڑیان بیڑیان جدا کیجیے تو مین
طبلہ بجاؤن جمعدار نے ہتھکڑیان بیڑیان اُمیّہ کی اُتار دین جانتا ہی چالیس آدمی بیٹھے ہین کہان جاسکیگا اُمیّہ
نے بیٹھکر طبلہ بجایا ایک غزل سُنائی سب تعریفین کرنے لگے اُمیّہ نے کہا جمعدار صاحب بے نمک کی صحبت ہی
شراب کا چرچہ کیجیے میرے پاس دو روپیہ ہین منگائیے جمعدار نے خوش ہوکر دو روپے لیے شراب منگائی کہا
ارے دبلے پتلے ہم تجھکو رہا کرادینگے تو خدمت مین ہیم جادو کی رہنا اُمیّہ نے کہا مجھے نوکر رکھا دیجیے
تو بڑا احسان ہی اُمیّہ نے شراب مین بیہوشی ملائی سبکو پلانا شروع کی جب سب پی چکے بیہوش ہوکر گرنے لگے
اُمیّہ نے سبکے سر کاٹے آکر بدیع الزمان وغیرہ کی قید کاٹی کہا اے شہریار نکل چلیے آٹھ نو سردار امیہ سبکے آگے
آگے سبکو لیکر چلا جب لشکر سے باہر نکلا سامنے ایک کوہ تھا دیکھا کوہ سے ایک گینڈا دوڑا ہوا آتا ہی سردار آگے
بڑھے کہ ہم گینڈے کو مارلین جیسے قریب گینڈے کے پہونچے گینڈے نے منھ پھیرا دیکھا ہیم جادو سامنے
کھڑا ہی سحر کر رہا ہی سب اُسی مقام پر گر پڑے لشکر والون کو آواز دی لشکر سے کئی ساحر آئے نہنگ خونریز
سے کہا تمنے حفاظت نہ کی چالیس آدمیونکو مار کر عیار سبکو لیچلا تھا مجکو میرے سحر نے خبر دی مین اس مقام پر
پہونچا لیجا کر قید کرو نہنگ خونریز سبکو لیکر قیدخانے مین آیا لا کر قید کیا آپ باسے نگہبانی بیٹھا نقارۂ رزمی
دونون لشکر مین بج چکا ہی قارن بلندکمان لشکر بدیع الزمان مین تیاریان کر رہا ہی یہ خبر بھی ہرکارون نے
پہونچائی کہ اُمیّہ نے عیاری کی آخر یہ انجام ہوا کہ وہ سب کو گرفتار کرلیگیا قارن نے کہا کل میدان مین
جائینگے ہم بھی مثل آقا گرفتار ہونگے حوصلۂ جرأت نہ نکلیگا جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
قارن بلندکمان سبکے آگے بڑھکر کھڑا ہوا اس خیال سے کہ جب ہیم آواز دیگا مین اسکے مقابلے مین جاؤنگا

وہی طائر آئیگا اُٹھا لیجائیگا مقابلہ نہ ہو سکیگا کہ بیم نے گینڈا اُسکا لا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے قارن نے جا ہا گینڈا بڑھاؤن کہ سب سردار گرد آگئے کہتے ہین ای قارن کسکے مقابلے مین جاؤگے کیا کروگے اُسنے سحر کر رکھا ہی عقاب آتا ہی آدمی کو اُٹھا لیجاتا ہی کون ایسے مکار سے مقابلہ کرے قارن کہتا ہی اُسکی بات کا جواب تو دین مبارزطلبی کر رہا ہی اُسکے سامنے جامین جو کچھ ہو مالک کے قانون مین تو فرق نہ آئے سردار بیقرار ہین پروردگار سے دعائین مانگ رہے ہین بیقرار ہو کر پکار رہے ہین ای رب کریم رحم کر اس ظالم سے بچا۔ نظم

گر بندۂ مطالب خود از خدا طلب
در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب

در کار ہر چہ ہست ترا از خدا طلب
مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب

در دل امید نیک و بد از بندگان مدار
گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب

گردن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن
سر نہ بخاک عجز و ہمیشہ رضا طلب

ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ
ہر مطلبے کہ ہست ازان آشنا طلب

آرام جان ز حضرت جانان سوال کن
تسکین کنی ز درگہ آن دلربا طلب

بیقرار ہو کر جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قضا سے کار نقابدار زرین پوش جنگل مین شکار کھیل رہا تھا عیار نے خبر دی کہ لشکر بدیع الزمان تباہ ہوتا ہی نقابدار نے باگ پھیری باز سفید سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوانان صف شکن ہمراہ آتے ہی مرکب بڑھایا لیکن اسم اعظم پڑھتا ہوا سامنے بیم کے پہونچا آواز دی او مکار سحر سے مقابلہ کرتا ہی ہمیر سحر کر ہر چند بیم سحر کرتا ہی عقاب آسمان پر آتا ہی باز سفید منھ کھولکر چاہتا ہی عقاب پر جا پڑے دن عقاب بھاگ جاتا ہی باز گرد سر پھیر رہا ہی باز نہین آتا ہی چاہتا ہی عقاب میرے آقا کے قریب آئے تو اسکو مارون نقابدار قریب بیم کے پہونچا آخر کو بیم نے جنبدوانے آتش کے نقابدار پہ پھینکے شعلے بھڑکے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی کئی مرتبہ دستک بھی دی کوئی مراد حاصل نہ ہوئی تو نقابدار نے قریب پہونچکر نیزہ مارا اسم اعظم ورد زبان ہی سینے پر بیم کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر اُٹھا کر نقابدار نے زمین پر مارا استخوان چور چور فی النار ہوا ملازمان بیم جو سامنے کھڑے تھے لینا لینا کہکے آ پڑے نقابدار بھی مرکب اُٹھا کر جا پڑا باز سفید نے کسیکو پنجہ مارا کسی پر منقار ماردی ادھر نقابدار قتل کرتا ہوا آتا ہی ملازمان نقابدار بھی جا پڑے پہلے تیرونکی بوچھار کی ہزارونکو قتل کیا نقابدار لڑتا ہوا قلب لشکر مین پہونچا علم فوج کو قلم کیا دہانے آ کر بدیع الزمان وغیرہ کو چھڑایا کہا ای فرزند صاحبقران بڑے افسوس

کا مقام ہوا اتنے بڑے طلسم پر چلنا ہوا اور ایک ساحر سے یہ کیفیت بدیع الزمان نے کہا کہ سحر کی تو ہمارے
لشکر مین ممانعت ہی ساحر کا سحر چل جاتا ہی مین طلسم ہفت پیکر پر ضرور جاؤنگا نقارہ بجا سواری بدیع الزمان
کی کرا کے طرف قاف کے روانہ ہوا بدیع الزمان قلعہ امید و بیم پر آئے حکم کیا کسیکو تلاش کرو کہ
اُسکو بادشاہ کیا جائے بیم کا بھائی فہیم تھا وہ اُسکو بُلا کر کہا تمکو بادشاہ کرتے ہین فہیم نے عرض کی غلام
ساتھ چلیگا پھر بدیع الزمان نے ناچار ہوکر اور کو قلعے کا حاکم قرار دیا اور بادشاہ کیا فہیم کو ساتھ لیکر کوچ کیا
ایک صحرا مین آکر اُترے رات کو دیکھا جنگل مین دو مقام پر آگ روشن ہی پھر وہ دونون ملگئین اندر سے اُس
آگ کے شور و غل کی آواز آتی تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ ہزارہا آدمی لڑ رہے ہین بدیع الزمان رات بھر
دیکھا کیے صبح کو دیکھا ہزارہا لاشہ اُس مقام پر پڑا ہی دریاے خون جاری معلوم ہوتا ہی رات بھر خوب لڑائی ہوئی
بدیع الزمان حیران ہو گئے کہا کچھ عجب صورت کے لوگ ہین کالی کالی صورتین بڑے بڑے قد بعضونکے چار ہاتھ ایک سر
کٹ گیا ایک سر جسم پر موجود ہی بدیع الزمان اس عجائب و غرائب کو دیکھکر بہت حیران ہوے اُمیہ نے کہا
یہ مقام دیوزاد اور جنات کا معلوم ہوتا ہی یہانسے کوچ کیجیے ایسا نہو کچھ آفت برپا ہو بدیع الزمان نے کہا
اسکا دریافت کرنا ضرور ہی شب کو آکر دیکھینگے سب سردار بھی مانع ہوے بدیع الزمان نے نہ مانا رات کو بیرون
بارگاہ آکر بیٹھے پھر وہ آگین ظاہر ہوئین جب وہ آپس مین ملین اور غل شور ہوا اپنے مقام سے اُٹھے خراماں
خراماں اُس مقام پر آئے سب سردار تو نہ گئے مگر ورقا ے زنجیر خوار ساتھ ہی اُمیہ بھی کنارے کنارے
آتا ہی بدیع الزمان قریب آگ کے پہونچے پکار کر آواز دی تم کون لوگ ہو جو آپس مین کشت و خون کرتے
ہو اپنے کو ظاہر کرو ایک آواز آئی اے جوان تو کون ہی جو ہمسے دریافت کرتا ہی بدیع الزمان نے اپنا
نام بتایا ایک تاجدار سامنے آیا کہا اے فرزند رشید صاحبقران ہم آپ کے بزرگونکو جانتے ہین سلطنت
آسمان پری کو بچایا عفریت کو مارا مین آپسے فریادی ہون مین بادشاہ چہارم قلعہ قاف ہون
شیران جنی میرا نام ہی فولاد دیو کہ زبردست روزگار ہے وہ میری بیٹی پر عاشق ہوا بیٹی میری یاقوت پری
ہی نام سے فولاد کے قدرت ہی ہمارے قلعے کو اُسنے پامال کیا ہم بھاگ کر اس صحرا مین آئے وہ روز لشکر کشی کرکے
آتا ہی ہزار دو ہزار کو قتل کرکے چلا جاتا ہی آج بھی آیا ہی یہ کہکے شیران جنی نے بدیع الزمان کی آنکھ مین سلائی
سرمہ سلیمانی کی پھیری ورقا ے زنجیر خوار نے کہا آقا مجھے بھی ساتھ لیجیے شیران نے ورقا کی بھی آنکھون مین
سرمہ سلیمانی پھیرا ورقا ے زنجیر خوار کی بھی آنکھ روشن ہوئی دیکھا ہزارہا نرہ دیوان چقماق ہا زرناغ لندل

یہ حربے ہاتھ مین لیے ہوے جنات کو قتل کر رہے ہین جنات بھاگتے پھرتے ہین ایک دیو بڑا قد قامت
چو بدست کاندھے پر پامال کرتا پھرتا ہی دو دو کو گردن پکڑ کر لڑا دیتا ہی بدیع الزمان نے بڑھکر نعرہ کیا
او دیو مکار کیون عزیزونکو قتل کرتا ہی دیو فولاد نے جو بدیع الزمان کو دیکھا آواز دی او پسر حمزہ کہان جائیگا
بڑھکر چوبدست ماری بدیع الزمان نے تیغ مہورث سے وار کو قلم کیا جاہا اُسنے کہ بھاگون بدیع الزمان
نے ہاتھ مارا دیو فولاد کے دو ٹکڑے ہوے ورقا بھی لڑتا ہوا آتا ہی اُمیہ نے جھنڈے آتشبازی کے مارے
سو دو سو جلے آخر فریاد کرتے ہوے بھاگے بدیع الزمان نیران جنی کو لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے
نیران نے بہت شکریہ ادا کیا کہ آپکی وجہ سے جان و آبرو بچی بیٹی مع چند پریزادونکے قلعہ چہارم قاف
مین ہی بدیع الزمان نے کہا ای نیران مین راہ مین ہون طلسم ہفت پیکر کا ارادہ ہی دیکھین کیا کیفیت ہو
کہ عرض ہوئی دروازے پر ایک جن حاضر ہی نامہ پردہ قاف چہارم سے لایا ہی نیران نے کہا بلالو جن اندر
آیا بادشاہ کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا نیران نامہ پڑھکر رونے لگا بدیع الزمان نے کہا ای نیران
خیر تو ہی کہا ای شہریار فولاد جو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے ملازم لاشہ لیے جاتے تھے راہ مین بھائی
اُسکا شداد مردارخوار ملا اُسنے جو بھائی کا مارے جانا سنا قلعہ چہارم قاف پر چڑھ گیا بیٹی نے لکھا ہی مین
قلعے مین بند ہون پریزاد لڑ رہے ہین اب وہ یورش کریگا تو ہماری جان کیونکر بچیگی بدیع الزمان
تو نام اُسکا یاقوت پری سنکر پریشان ہو ہی رہے تھے کہا ای نیران ہمکو جلد لیچلو فضل سے کہا تم لشکر کی
حفاظت کرو ہم کل آجائینگے آکے کوچ کرینگے نیران نے بدیع الزمان کو تخت پر سوار کیا اُمیہ نے کہا مین
ضرور ساتھ چلونگا ہر چند انکار کیا اُمیہ ساتھ ہوا نیران کے پانچ سو جن مسلح ہین بدیع الزمان کو
لیکر طرف پردہ چہارم قاف کے چلا یہان شداد مردارخوار نے دو تین روز تو پیغام سلام کیا چوتھے دن
طبل یورش بجوایا ملکہ یاقوت پری بالاے قلعہ آئین پریزادین گھیرے ہوے ہین جام زہر بھر کر آگے
اپنے رکھا ہی فرماتی ہین جب وہ پھاٹک توڑیگا مین اپنی جان دیدونگی مردہ آکر پائیگا شداد مردارخوار
بلوہ کرکے چلا پریزادون نے اوپر سے پتھر برسائے کئی سو دیو مارے گئے شداد مردارخوار اکیلا چلا پتھرون کو
خالی دیتا ہوا ہر پار خندق کے پہنچا یاقوت پری نے چاہا کہ جام زہر پی لے کنیزین لپٹ گئین یاقوت
نے کہا کیا میری آبرو لوگی جان دینا بہتر ہے پناہ مین بیٹ رہی ہین شداد چاہتا ہی کہ خندق فراز ہو کہ آسمان
سے آواز آئی او مکار آگے نہ بڑھنا سنبھل شاہزادہ بدیع الزمان فرزند رشید صاحبقران نام صاحبقران

سنکر شداد کانپ گیا کہنے لگا مجھسے کیا مطلب بھائی صاحب کے خون کا بدلہ لینے آیا تھا نہ بن پڑا نہ بھی نیران
نے بدیع الزمان کو تخت سے اُتارا شداد بھاگ نہ سکا بدیع الزمان کو ایک چوبدست لگائی بدیع الزمان
نے چوبدست قلم کی اُسنے ڈنڈو کہ کھینچ مارا بدیع الزمان خالی دیکر اُس خونخوار پہ جا پڑے اُسنے جا ہا لپٹ پڑوں
بدیع الزمان نے ہاتھ مارا شداد کے دو ٹکڑے ہوے دیوزادون پر جا پڑے جب دو چار سو دیو
مارے گئے کچھ دیو لاشہ شداد کا لیکر بھاگے بدیع الزمان بہ فتح و فیروزی طرف قلعے کے چلے
نیران جنی شاہزادے کو لیکر قلعے مین آیا یاقوت پری واسطے استقبال کے آئی نگاہ جو پڑی جمال
بدیع الزمان کو دیکھکر عاشق ہوئی بدیع الزمان کو بھی پسینہ آگیا نیران جنی بیچ مین ہی دونون نے
حجاب سے سر جھکائے دزدیدہ نگاہون سے آپس مین دیکھ رہے ہین جب دارالامارہ مین یاقوت
تخت پہ بیٹھی پریزادین گرد جمع ہوئین بدیع الزمان وزنگل زرین پہ بیٹھے کہ یاقوت نے کہا
شکارگاہ سلیمانی مین کیا عمدہ شکار ہے اور اشارہ کیا کہ آپ بھی مشتاق ہین وہان ہمارے اور آپ کے ملاقات
ہوگی اب یاقوت نے پریزادونکو حکم دیا اسباب شکار کل دردولت پر حاضر رہے سویرے ملکہ
سوار ہوئین جب ملکہ جا چکین تو بدیع الزمان نے نیران جنی سے کہا اگر آپ فرمائیے تو ہم بھی واسطے
شکار کے جائین نیران نے کہا بہت مناسب ہے بدیع الزمان بھی سوار ہوے اُمیّہ کو ساتھ لیکر چلے
مگر ملکہ یاقوت پری شکار کھیلتی ہوئی قریب ایک پہاڑ کے پہونچین دیکھا درۂ کوہ کھلا ہے ہوا ٹھنڈی بھی
آئی ملکہ پشت مرکب سے اُترکر قریب درۂ کوہ آئین یکایک درۂ کوہ سے ایک غبار بلند ہوا ملکہ اُس
غبار مین غائب ہوگئین ساتھ کی پریزادین دوڑین ملکہ کو جب نہ پایا روتی پیٹتی پلٹین طرف بادشاہ
کے چلین راہ مین بدیع الزمان ملے کنیزون نے سب حال بیان کیا یہ سنکر بدیع الزمان
بیقرار ہوگئے کہا وہ مقام ہمکو بتاؤ پریزادین ساتھ ہوئین قریب درۂ کوہ آئے دیکھا درے مین
سناٹا ہے اُمیّہ نے عرض کی اے شہریار مقام طلسم معلوم ہوتا ہے شب کو عبادت کیجیے جو کچھ ہدایت
ہو وہ کیجیے بدیع الزمان نے نہ مانا فرمایا تم باہر ٹھہرو مین اندر جاکر دیکھون کہ اسمین کیا شی ہے
یہ کہکے بڑھے جب پاس درۂ کوہ کے آئے دور سے دیکھا کچھ لوگ بیٹھے ہین ہاتھون سے منع
کر رہے ہین کہ اے شخص ادھر نہ آنا بدیع الزمان کب سنتے ہین آگے بڑھے ایک شخص نے مین سے اُٹھا
اُسنے ایک چیخ ماری اور آواز دی اے محافظان طلسم گلزار سلیمانی یہ آنے والا نہین مانتا ہے جو کہکر

اُسنے چیخ ماری آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر مین بدیع الزمان کی پڑا لیکر بدیع الزمان کو بلند ہوا بدیع الزمان کی آنکھین بند ہوگئین متوجہ ہوا سے آنکھ کھل جاتی ہو تو دیکھتے ہین ایک دیو مجھکو لیے جاتا ہو چاہتے ہین اُسکے گریبان مین ہاتھ ڈالون ہاتھ نہین اُٹھتا آخر بیہوش ہوگئے بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا اپنے کو ایک باغ مین ہون لیکن باغ ویران کچھ چمن پھولونکے ہین چند شخص بیٹھے ہوئے گل چینی کر رہے ہین اُن سب نے بدیع الزمان سے کہا اے نوجوان تو بھی آ گل چینی کر بے مشقت کے یہان وجہ معاش نہین ملتی بدیع الزمان نے کہا کیا ہم مالی ہین جو گل چینی کرین وہ لوگ خاموش ہو رہے شام کو وہ سب دونے پھولونکے لیکر چبوترے پر آکے بیٹھے تھوڑے عرصے کے بعد ایک پریزاد آئی اُسنے آکر سب سے پھول لیے دو دو روٹیان ایک ایک آبخورہ پانی کا دیا بدیع الزمان نے کہا اے پریزاد ہم بھی تو اسی مقام پر ہین تو نے ہمکو نہ دیا اُسنے کہا یہ موٹے موٹے ہاتھ پانؤن حرام کا کھانا چاہتے ہو بدیع الزمان نے ایک طمانچہ مارا کہ پریزاد کا سر اُڑ گیا گرتے گرتے لاش سے آواز پیدا ہوئی کہ اے صاحبان طلسم گلزار سلیمانی اس جوان کو لینا دیکھا اسنے کئی سے دیوزاد گوشہ باغ سے پیدا ہوئے بدیع الزمان اُنسے لڑنے لگے کئی دیو مارے تھے کہ ایک دیو سیاہ رو نے آکر حلقہ ہاے کمند مارے بدیع الزمان بندھکر گرے بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک ہو اپنے کو مسلسل و مطوق پایا اندھیرے مین گھبرا کے دعائین کرنے لگے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک پریزاد نکلی کاسہ شیر برنج ہاتھ مین ایک ہاتھ مین صراحی پانی کی سامنے بدیع الزمان کے پیش کیا بدیع الزمان نے کچھ کھائی پانی پیا وہ پریزاد دلگیر رہی کرتی رہی کہا اے جوان مین تیری خدمتگزار ہون مجھے تیرے حال پر رحم آیا مین تجھکو نکال لیچلونگی طلسم سے نکلا مین بھی تیرا ساتھ دونگی بدیع الزمان نے کہا اب طلسم مین قدم آیا ہو بے اسکے فتح کیے ہوے نہ جائینگے یا سوت لیکر آئی ہے پریزاد رونے لگی کہا اے جوان جسوقت تو نے اُس پریزاد کو باغ مین مارا مین الگ سے دیکھ رہی تھی دل پر میرا زور نہین اُسیوقت سے گرفتار دام زلف ہوئی دل پر قابو نہین مین تجکو لیے چلتی ہون آیندہ تیرا اقبال مین کنیزان ملکہ آسمان پری سے ہون اِس طلسم مین آکر پھنس گئی یہان والون نے مجھے طلسم باندھ دیا قیدیون کی نگہبان ہون یہ کہکر کمر مین پنجہ دیا غرق زمین ہوئی نقب سے لے نکلی ایک باغ مین لاکر بدیع الزمان کو پہونچایا کہا یہان چھپکر بیٹھو رات کو یہان دروازہ پری آتی ہو اُسکے پاس لوح طلسم ہو کسی تدبیر سے اُس سے

لوح حاصل کرو اگر لوح پائی فتاحی طلسم مین مصروف ہونا جہان موقع ہوگا مین بھی اپنے کو پہونچاؤنگی اہالی
طلسم بڑے بڑے ساحران فرادہین فکر کرینگے دھوکے دینگے لیکن جو لوح ملجائے تو اس سے ہوشیار رہنا بخوبی
سمجھا کر وہ پریزاد باغ مین بدیع الزمان کو چھوڑکر چلی گئی بدیع الزمان درختونکی آڑ مین چھپکر بیٹھے جب
لیلی شب نے زلف عنبرین کھولی باغ مین خود بخود روشنی ہوئی ستارے چمکنے لگے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا
چند پریزاد مین آئین انھون نے آکر چبوترے پر فرش کیا آپ بھی اسی مقام پر بیٹھین دمبدم طرف آسمان
کے دیکھ رہی ہین کہ یکایک ایک آندھی چلی دیکھا ایک پریزاد کمسن تخت پر سوار مع چند پریزادون کے
آکر پہونچی مسند پر بیٹھی ناچ گانا ہونے لگا اب بدیع الزمان حیران کہ مین اسکے سامنے کیونکر جاؤن
ایسا نہو سحر کرے ایک صندوقچی رکھی ہی کہ وہ باغ پر بلا ہوا چند پریزادین دوڑی ہوئی آئین کہا حضور دیو
سیماب خبر پا گیا کہ آپ اس باغ مین ہین آپ کی تلاش مین آیا ہو کئی سو پریزادونکو مارڈالا ملکہ گھبرا گئین اپنے
مقام سے اٹھین چاہتی ہین کہ صندوقچی کو اٹھائین دیو سیماب سامنے آپہونچا دو چار پریزادون نے
جا با بڑھکر روکین دیو سیماب نے انکو مار اسیکو چیر ڈالا کسی پر لات ماری ملکہ دُردانہ پری بدحواس
ہوکر تخت پر سوار ہوئین اور بھاگین دیو سیماب نے کہا ای دردانہ آج کہان جاؤگی وہین پہونچونگا جہان
تم جاؤگی آگے تخت ملکہ دُردانہ کا اور عقب مین دیو سیماب چلا لاشے پریزادونکے پڑے رہگئے اتنے
بدیع الزمان نے دیکھا صندوقچی رکھی ہی اٹھکر دوڑے صندوقچی کو اٹھایا اب جو کھولا ایک برق چمکی
تختی الماس کی اسپر لکھا ہوا لوح طلسم گلزار سلیمانی بدیع الزمان نے لوح کو گلے مین ڈالا کہ وہی
پریزاد آکر پہونچی کہا ای شہریار مبارک ہو لوح طلسمی بے مشقت آپ کو ملی لیکن اب فوراً برائے فتاحی
جائیے مین جاکر کہین پر مخفی ہوتی ہون یہ کہکر پریزاد گئی بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا
ای فتاح طلسم وای سیاراین عجائبات جب باغ دردانہ سے لوح حاصل ہو اسم حاشیۂ لوح پڑھنا
اسی باغ مین ایک دریا ظاہر ہوگا اپنے کو دریا مین گرادو بحکم مالک بحر و بر مقام مقصود تک پہونچوگے
بدیع الزمان نے اسم پڑھا دیکھا شور اٹھنے کی آواز ہوئی اور ایک دریائے تہار موج مارتا ہوا ظاہر
ہوا بدیع الزمان بے خوف اسمین کود پڑے معلوم ہوا شاہزادے کو کسی بلندی سے کود اہون اب جو
پانون زمین پر قائم ہوئے دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہی ایک جانب سے آواز آئی او طلسم کش
تجھے کسنے اس مقام پر پہونچایا دیکھا ایک دیو منہ کھولے ہوسے آتا ہی بدیع الزمان تلوار

کھینچکر اُس دیونی پر جا پڑے دیونی نے بڑھکر چنگل مارا بدیع الزمان نے چنگل کو اُسکے خالی دے کر
ہاتھ تلوار کا مارا دیونی کے دو ٹکڑے ہوئے دونون ٹکڑے تڑپ تڑپ کر دو دیونیان تیار ہوئین
دونون نے حملہ کیا پھر بدیع الزمان نے ہاتھ تلوار کا مارا جب ایک کو قتل کرتے ہین دو بنکر تیار ہوتی
ہین تھوڑے عرصے مین کئی سو دیونیان ایک صورت کی ہر طرف سے بدیع الزمان پر حملے
کر رہی ہین قریب ہی کہ وہ انکو پکڑ لیین کاٹ مین بھی تلوار کی فرق آنے لگا کہ کان مین آواز آئی ای
طلسم کشا مقام افسوس ہی کہ لوح نہین دیکھتے بدیع الزمان کو یاد آیا جست کرکے ایک گوشے مین
آئے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر اسطرح دیونیان جمع ہو جائین تو خیال کرکے دیکھو شاخ نخل پر
ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی جب منہ کھول کر آواز دے اگر فاور انداز بے مثل ہو تو تیر اُسکے حلق مین مارو
اگر اور کسی مقام تیر پڑیگا تو سنگ سیاہ ہو جاؤگے رہائی نہایت مشکل ہوگی بدیع الزمان نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کے تیر مارا حلق مین طائر کے پڑا توڑ کر گردن کے پار گذرا اُس طائر کے جسم سے
شعلہ ہائے آتش نکلے تمام دیونیان جلکر خاک سیاہ ہوئین آواز آئی کشتی مرا نام ہی عفریتہ خونخوار بود
مارکر اُسکو بدیع الزمان پلٹے تھے کہ وہی پریزاد کہ جو قید خانے سے لائی تھی اُسنے آکر مبارکباد دی
کہا ای شہریار ایسی غفلت نہ فرمائیے یہ طلسم گلزار سلیمانی ہی یہ کہکر رخصت ہوئی بدیع الزمان نے
پھر لوح کو دیکھا مرقوم تھا اپنے کو باغ گلعذاران مین پہونچاؤ بدیع الزمان حیران کہ باغ گلعذاران
کس مقام پر ہی ہر چند لوح مین دیکھتے ہین سوائے اس لفظ کے اور کوئی لفظ مرقوم نہین پریشان پریشان
ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک دیو سامنے سے آیا اُسنے آکے جھک کے سلام کیا کہا ای
فرزند صاحبقران آپ ہی نے عفریتہ خونخوار کو مارا ہین امیدوار ہون کہ میری بھی آرزو حصول ہو
اور عرض میری قبول ہو بدیع الزمان نے کہا کہ بیان کر کہا ای فرزند رشید صاحبقران ایک
مقام ہی کہ اُسکو باغ گلعذاران کہتے ہین وہان دیو کیتوس مردار خونخوار رہتا ہی میری بیٹی سمناک
دیونی برائے شکار دشت مین آئی تھی اُسکو یہ جبر پکڑ کر لیگیا باغ گلعذاران مین لیجاکر رکھا ہی اب
امیدوار ہون کہ حضور تشریف لیچلین آپ کشندہ عفریت کے فرزند ہین آپ کیتوس پر غالب
آئینگے بدیع الزمان خوش ہوگئے پوچھا تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھے مہراب دیو کہتے ہین ملازمان
آسمان پری سے ہون بدیع الزمان نے کہا ای مہراب مجھے باغ گلعذاران مین لے چل دیو

مہراب نے بدیع الزمان کو کاندھے پر سوار کیا لیکر بلند ہوا بعد عرصۂ دراز کے طرف زمین کے چلا
بدیع الزمان کے دماغ میں بوے خوش آئی نگاہ اٹھا کے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب اور
گلہاے زنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین پانی سے بھری ہوئین آب صاف و شفاف ایک
جانب دیوزاد بھر رہے ہین دارین کاندھون پر زاغ نول ہاتھ مین ٹہلاتے پھرتے ہین مہراب نے کہا
ای شہریار مین آپ کو ایک گوشے مین اُتارتا ہون دیو کیوس آئیگا بموجب حکم لوح کام کیجیےگا گوشے مین
آکر مہراب نے بدیع الزمان کو اُتارا آپ علحدہ ہوا بدیع الزمان گوشے مین بیٹھے دیکھ رہے ہین
کہ آندھی سیاہ چلی دیکھا تخت پر ایک دیو سوار چالیس قرہ دیو تخت کو کاندھے پر اُٹھائے ہوے لاکر
زمین پر پہونچایا وہ دیو بیٹھا ہوا کہ رہا ہی ابھی تلک گلعذاران نہین آئین بدیع الزمان جب لوح دیکھتے
ہین لوح منع کرتی ہی کہ ابھی دخل نہ دو بدیع الزمان ٹھہر جاتے ہین تھوڑے عرصے کے بعد ایک
آندھی سیاہ اُٹھی آگ آسمان سے برسنے لگی پھول برسے بعد اُسکے ایک تخت پہ دیکھا ایک دیونی ساحرہ
سوار کنیزین گھیرے ہوے زمین پر آکر پہونچی تخت رکھا گیا کیوس مردار خوار اپنے مقام سے
اُٹھا اُس دیونی کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکے مسند پر بٹھلایا پوچھا آج دیر کیون لگی دیونی نے کہا
ای کیوس کیا کرون جب ارادہ کرتی تھی کہ جاؤن دل دھڑکتا تھا تو نے سُنا طلسم کشا آگیا ہی اور
طلسم کشا آدم زاد بھی ہی یہ سنکر کیوس ہنسا کہا ای ملکہ گلعذاران جادو اگر لشکر آدم زادان سامنے
آوے تو پھنکے لگاؤن طلسم کشا کی کیا مجال ہی کہ مجھ تک آسکے توڑ مروڑ کے کھا جاؤن گلعذاران
دیونی ساحرہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا کہ ای کیوس یہ خیال نہ کرو طلسم کشا فرزند حمزۂ عرب ہی
جسنے دیو عفریت کو مارا البسران حمزہ دیو کش ہین بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اب
رات کم باقی ہی جا پڑو گلعذاران و کیوس دونون قتل ہون یہان عاشق و معشوق شراب پی رہے
ہین کہ باغ سے آواز آئی با شیداے کافران بچیا واہی نابکاران بُردفا نعرۂ بدیع الزمان

| | |
|---|---|
| بدیع الزمانم که در رزم وکین | توانم کشم آسمان بر زمین |
| کر سر فتنہ با حشمت نام شد | ز تیغم بسا کفر اسلام شد |

نعرۂ بدیع الزمان سے کیوس و گلعذاران تھرا گئے کیوس نے
آواز دی لپسر حمزہ کو لینا چالیس ہزار قرہ دیوان گرد بدیع الزمان کے آگئے چہار طرف سے ٹوٹ
پڑنے لگے اب یہ بیچ مین اُن دیوزادون کے گھرے ہین چاہتے ہین کہ لڑتا بھڑتا قریب کیوس

و گلعذاران پہونچون دیونمین جانے دیتے دیونی سحر کر رہی ہے آگ برسا دی کبھی پانی برسا دیا
بدیع الزمان لوح چمکاتے ہین دیوزاد بھاگتے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے رات بھر باغ مین
تلوار چلی گریبان سحر چاک ہوا بدیع الزمان نے دیکھا چند دیو مارے گئے باقی غلغلہ کر رہے ہین
بدیع الزمان نے پریشان و بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے ربنا کارساز و اے حاکم بے نیاز دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے نظم

| | |
|---|---|
| الٰہی مدد از شہ مشکل کشا طلب | حاجت فقط ز حضرت حاجت روا طلب |
| فائز کنند بمنزل مقصد ترا طلب | باشد اگر براہ خدا رہنما طلب |
| فانی است عمر و دولت دنیا و مال و جاہ | ہرگز وفاے عہد نہ زین بے وفا طلب |
| ای بندہ بندگی کن و شاہنشہی بجو آہ | ای خاکسار خاک نشو کیمیا طلب |
| مطلوب گرچہ دور نباشد زما مگر | بہر وصول شرط شود رہنما طلب |

بلاک کرجو بدیع الزمان نے دعا کی قضاے کار نقابدار زہرہ پوش جو ہوا خواہ بدیع الزمان
پردۂ قاف مین ہے وہ اُڑا ہوا جاتا ہے اسنے جو دیکھا کہ بدیع الزمان شیرانہ لڑ رہے ہین ہین سے
نقابدار نے نعرہ کیا آقاے نامدار مین آ پہونچا بارہ ہزار نرہ دیوان سے آکر گرا وہ شمشیر زنی کی کہ
ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی اتنی مہلت جو بدیع الزمان نے پائی لڑتے بھڑتے
سامنے کیتوس کے پہونچے کیتوس نے وار ماری بدیع الزمان نے خالی دیکر ہاتھ مارا کہ کیتوس
کے دو ٹکڑے ہوے گلعذاران دیونی نے گریبان پھاڑ ڈالا وہ سحر کیا کہ نقابدار گھوڑے سے
گرا ساتھ والے تصویر تصور ہوکر رہ گئے ہاتھ شمشیر زنی سے روکے حیران حیران مثل آئینہ نگران ہین
بدیع الزمان نے بڑھکر لوح چمکائی نقابدار کو سنبھالا کہا اے شیر بیشۂ جرأت خوب وقت پر کے
ہوشیار ہو نقابدار پھر گھوڑے پر سوار ہوا پھر لڑائی مین مصروف ہوا ساتھ والے بھی لڑنے لگے
گلعذاران نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ نکل جاؤن پھر بدلہ طلسم کشا سے لونگی غلطاک مارکر
پر پرواز پیدا کیے قصد کیا کہ بلند ہوکر نکلون بدیع الزمان نے تیر مارا کہ ساحرہ کے سینہ پر پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا دیونی گر پڑی جسم سے اُسکے شعلہاے آتش نکلے دیوزاد جلنے لگے جلکر خاک
ہوے آواز آئی کشتی مرا نام مین گلعذاران جادو بود اب باغ مین سناٹا ہوا نقابدار نے
آکر بدیع الزمان کو سلام کیا عرض کی بڑے سے عرصہ کے بعد آپکا قاف مین آنا ہوا بدیع الزمان

نے فرمایا طلسم مین یاقوت پری بنت تیران جنّی قید ہوگئی ہی اُسکی رہائی کو آیا ہون کہ دیو محراب
بھی آیا کہا اے شہریار اب آپ کو مقام ہستی تک پہونچا دون لقا پدار کھڑا بدیع الزمان سے باتین
کر رہا ہی کہ آسمان سے لقا پدار یاقوت پوش طرفدار قاسم جاتا تھا باغ مین جو بدیع الزمان کو
دیکھا جل گیا آواز دی او زمرد پوش تو اپنے آقا سے باتین کر رہا ہی یہ کہکے گرا اس جلدی مین ہاتھ
مارا کہ زمرد پوش کا سر زخمی ہوا محراب پر جا پڑا محراب کو قتل کیا کہا او پسر حمزہ یہ مددگار تیرا ہوگا
قاف مین عمر بھر سرگردان رہیگا زمرد پوش تو زخمی ہوکر نکل گیا بدیع الزمان اکیلے رہگئے یاقوت
بھی بھاگا یہ کہ گیا کہ آپ اسی مقام پر رہیے بدیع الزمان نے جو لاشہ محراب کا دیکھا پریشان ہوے
کہ اگر یہ باہم زندہ ہوتا مقام ہستی تک پہونچا دیتا لوح کو دیکھا لوح مین یہ مضمون نکلا کہ سواے
محراب کے اور کوئی مقام ہستی تک نہین لیجا سکتا اب بدیع الزمان حیران ہین کہ کیا کرون لوح مین
یہ حکم نکلا ہی محراب مارا گیا اب کیا تدبیر کرون پھر لوح کو دیکھا یہ مضمون نکلا کہ سواے دیو کے کوئی
مقام ہستی تک نہین پہونچا سکتا بدیع الزمان سرنگون کھڑے ہین لاشہ کیتوس و گلعذاران
پڑا ہوا ہی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی کوئی ہاے ہاے کرکے کہ رہا ہی کہ اے برادر تجھکو کسنے مارا اگر
تیرے قاتل کو پاؤن ہڈیان چبا کر کھا جاؤن دیکھا بدیع الزمان نے ایک دیو لاش پر کیتوس
کی آکر گرا ہاے بھائی ہاے بھائی کہکر رونے لگا یہی کہتا ہی کہ قاتل کو تیرے کیونکر پاؤن
بدیع الزمان سامنے آئے آواز دی او بے حیا مین قاتل کیتوس دیو نے کہا مین دیو فیل سر
یہ کہکے اُس دیو نے دوڑ کر چنگل مارا منظور ہوا گولی بنا کر کھا جاؤن بدیع الزمان نے کلائی پر ہاتھ
ڈالا فیل سر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی بدیع الزمان نے اکھیڑ کر مارا کہ دیو چارون شانے چت گرا
بدیع الزمان کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ قناعت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی فیل سر نے
کہا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی بدیع الزمان نے کہا فرزند صاحبقران کشندۂ عفریت
و سمندرون ہون فیل سر یہ سنکر قدمون پر گرا کہا شکر ہی کہ آپ کے قدمون تک پہونچا فرمایا مجھکو مقام ہستی تک
تو پہونچا دیگا وہ مقام کتنی دور ہی فیل سر نے عرض کی کہ اگر انسان جانیکا ارادہ کرے دو سو برس
مین پہونچے مین تیسرے دن آپ کو پہونچا دونگا بدیع الزمان کاندھے پر فیل سر کے سوار
ہوے فیل سر بدیع الزمان کو لیکر چلا برابر کہکشان فلک کے بلند ہوگیا ایک دن اور ایک شب

فیل سر اڑا ایک پہاڑ دکھائی دیا کہ نہایت ویران ہی بڑے بڑے نخل ہر طرف جانور پھر رہے ہین اُس پہاڑ پر لاکر فیل سر نے بدیع الزمان کو اُتارا بدیع الزمان نے کہا ای فیل سر اس مقام پر کون رہتا ہی یہ تو کوہ بالکل ویران ہی عرض کی غلام نہین جانتا مقام ہستی اسکو کہتے ہین بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا حکم نکلا گوشے مین بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح وردِ زبان کرو قدرت پروردگار کا تماشہ ظاہر ہوگا بدیع الزمان نے بیٹھکر اسم مذکور پڑھا پڑھکر جو دم کیا ایک آندھی سیاہ چلی اب جو آندھی برطرف ہوئی دیکھا صحرا پُر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار درخت بار اثمار سے سربسجود قدرت معبود ظاہر ہی دم بھر مین تمام صحرا سبزہ زار ہو گیا دوبارہ جو اسم پڑھکر دم کیا دیکھا کہ پھر آندھی چلی جب آندھی دفع ہوئی دیکھا بہت سی نازنینان مہجبین اک بارگاہ لیکر آئین اُس بارگاہ کو استادہ کیا دست بستہ کھڑی ہوئین سہ بارہ جو بدیع الزمان نے اسم پڑھا دیکھا پھر ہوا چلی بعد تھوڑی دیر کے ایک تخت پر ایک نازنین نہایت حسین گرد کنیزان ماہ پیکر عارض رشک قمر نازک بدن سمنبر آکر پہونچی داخل بارگاہ ہوئی پھر تو بدیع الزمان نے اس معاملات کو دیکھکر چاہا اپنے مقام سے اُٹھون کہ ایک نازنین آئی برائے تقلیم خم ہوئی دست بستہ عرض کی آپ کو ملکہ عالم یاد فرماتی ہین بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا حکم سے آگاہ ہوکر ساتھ اُس نازنین کے بارگاہ مین آئے دیکھا وہ نازنین اپنے مقام سے برائے استقبال اُٹھی حجاب کر سلام کیا گورے گورے ہاتھ پھیلا کر اشارہ کیا کہ آئیے بدیع الزمان ساتھ اسکے بارگاہ مین آئے مسند پر بیٹھے نازنین نے کہا ای شہریار میری جانبازی آپ پر ثابت ہوئی یا لوح کو ملاحظہ کیجیے کہ آپ پر ثابت ہو جائے بدیع الزمان نے چاہا لوح کو نکالون ملاحظہ کرون اُس نازنین نے کہا ذرا تامل کیجیے میرے بزرگ کاہن تھے اُنھون نے حکم لگایا ہی کہ اس طلسم کو فرزند صاحبقران فتح کرینگے اور ہمارے خاندان کی دختر انکے عقد مین ہوگی کنیز آپ کو تا بادشاہ طلسم ضرور پہونچا دیگی ورنہ بڑی کوشش کرنا ہوگی بادشاہ طلسم کا ملنا دشوار ہی برسون ڈھونڈھیے گا بادشاہ کو نہ پائیے گا مین ساتھ اپنے لیچلونگی بس اب لوح کو ملاحظہ کیجیے بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ ملکہ گلپوش تمھاری خیرخواہ ہی اسکے ساتھ دربار شاہ طلسم مین جاؤ نہایت بےتکلف سے بادشاہ پر دست انداز ہوگے بدیع الزمان نے کہا ای گلپوش مجھے اپنے ساتھ دربار شاہ طلسم مین لیچل گلپوش نے کہا تخت پر سوار ہوجیے بدیع الزمان تخت پر سوار ہوے کنیزون نے

تخت اٹھا یا لیکر چلین ایک باغ مین لا کر اتارا کہ یکایک باغ مین ہلڑ ہوا کئی ہزار نرّہ دیو آ پڑے
پکارتے ہوئے او گلپوش تو شاہ کی کیون دشمن ہوئی طلسم کشا کو لیکر چلی ہم تجھکو قتل کرینگے اتنے
بدیع الزمان لڑنے لگے ایک طرف ہٹکے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا غول مین دیو اشکال جسکے ہاتھ
مین زاغ فول ہے اُسکو قتل کرو سب دیو بھاگ جائینگے بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب اشکال
کے پہونچے اشکال نے زاغ فول مارا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ دیو اشکال کے دو ٹکڑے
ہوئے اشکال مرکر گرا آواز آئی او گلپوش ہوشیار ہو جا گلپوش یہ صدا سنکر دوڑی کہ عقب مین
بدیع الزمان کے جاکر چھپے کہ ایک شعلہ بھڑک کر گرا گلپوش نے ایک چیخ ماری یہ سنکر بدیع الزمان
دوڑے جبتک قریب پہونچین اتنے عرصے مین لاشہ اشکال کا جلا وہ نازنین بھی جلکر خاک ہوئی
بدیع الزمان کو نہایت افسوس ہوا بعد مارے جانے اُس نازنین کے بدیع الزمان نے لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر گلپوش قتل ہو تو سامنے نخل نرگس ہے اسکو بہ قوت صاحبقرانی اکھیڑو نقب
کی راہ سے دربار شاہ طلسم مین پہونچوگے بدیع الزمان نے نخل جو اکھیڑا دہنہ نقب پختہ ظاہر
ہوا بسم اللہ کہکر نقب مین داخل ہوئے عرصہ دراز تک نقب مین راستہ چلے اب جو سر نکالا دیکھا
گلزار جادو تخت پر بیٹھی ہے دربار جما ہوا ہزارہا دیوزاد بیٹھے ہین بدیع الزمان نے سر نکالتے ہی نعرہ کیا

**نعرهٔ بدیع الزمان**

بدیع الزمانم یل شیر دل
فراری شد آن کافر پر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان

سمِ قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
علم تیغ در باختر شد بہ جنگ
بدیع الزمان ابن صاحبقران

نہال گلستان صاحبقران
ز گنجاب گشتم چو جنگ آزما
نفا گشتہ حیران چو آئینہ و تاب

گلزار جادو تخت سے اٹھی
کہا ارے طلسم کشا کو مارلو سحر کرنے لگی آگ برسائی تلوارین گرائین بدیع الزمان لوح چمکا رہے
ہین ہزارہا نرّہ دیو حربے لیکر بدیع الزمان پر گرے چاہتے ہین قتل کرین بدیع الزمان
شیرانہ جنگ کر رہے ہین گلزار جادو نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر پر روکا
اُلجھا دیے سے ہاتھ نکالکر تلوار کا ہاتھ مارا گلزار جادو نے سر آگے کر دیا تلوار سر پر پڑی دو
ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُسکی ساحرہ کے اسطرح کا اندھیرا ہو گیا کہ کچھ معلوم نہین ہوتا بعد تھوڑے
عرصے کے روشنی ہوئی دیکھا لاشہ کوئی نہین معلوم ہوتا بدیع الزمان حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا

لوح کو گھبرا کے دیکھا نوشتہ پایا ای فتاح طلسم گلزار جادو شعبدہ کرکے نکل گئی اب اسکو تلاش کرو جبتک گلزار شقاں ہوگی ہزار طرحکے فتور برپا ہو نگے بدیع الزمان نے ہر چند دیکھا کچھا ور نوشتہ نپایا حیران حیران اُس قصر سے نکلے ایک ہفتہ جا بجا پھرے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے آ گئے راستہ میں بیٹھے دعا کو ہاتھ اُٹھائے کہ ای کریم و رحیم گلزار جادو کا مقام ملے کہ اُسکو قتل کرون اور طلسم سے فراغت پاؤن لشکر والونسے جا کر ملون بیقرار ہو کر دعا جو کی کان مین آواز تسبیح خوانی کی آئی کوئی مرد بزرگ بفصاحت تسبیح پڑھ رہا ہی بدیع الزمان اُس آواز پر متوجہ ہوے گھاٹیان طی کرکے پہاڑ پر آئے دیکھا ایک حجرہ پتھر کا بنا ہی ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوے تسبیح خوانی کر رہے ہین بدیع الزمان نے بڑھکر سلام کیا اُس مرد بزرگ نے آواز دی ای فرزند صاحبقران ای فاتح طلسم گلزار سلیمانی ہم کئی دن سے آپ کا انتظار کر رہے ہین اس خلق سے بدیع الزمان سے بات کی کہ بدیع الزمان خوش ہو گئے سلام کرکے قریب مرد بزرگ کے بیٹھے کہا آپ اس تنہائی کے مقام مین تشریف رکھتے ہین جہان انسان کا نام نہین ایسے مقام پر آپکو خورش کیونکر پہونچتا ہی ہر امر کی تکلیف ہوتی ہوگی اُس مرد بزرگ نے کہا ای فرزند رشید صاحبقران وہ رزاق مطلق کارساز برحق ہی اُسپر تکیہ کرکے یہان بیٹھے ہین سب چیزین لطف سے ہم پہونچتی ہین آج شب کو تشریف رکھیے اس امر کو بھی دیکھ لیجیے کہ کیونکر ہم پہونچتا ہی بدیع الزمان بفرحت اُس مقام پر بیٹھے شام کو پلٹ کے دیکھا پہاڑ سے ہجا وہ پر دستر خوان رکھا ہی گرم گرم دھوان نکل رہا ہی اُس مرد بزرگ نے تھوڑا دو تا مین مرغ بریان کی دیکھین کہا لو بابا ایک میرے واسطے اور ایک مہمان کا حصہ بدیع الزمان نے جو اُس پلاؤ کو نوش کیا تمام دنیا کی نعمت کا اُسمین مزہ تھا جس شی کا اُسمین مزہ تصور کرتے ہین اُسی شی کی لذت ملتی ہی جب شکم سیر ہو کے کھا چکے کھانے سے ہاتھ اُٹھانے سے قابو نکو اسیطرح معمور پایا ایک ظرف دیکھا کوزہ آب رکھا ہی پانی پیا برف سے زیادہ سرد شب کو بدیع الزمان اُسی مقام پر رہے وہ مرد بزرگ تسبیح خوانی کر رہا ہی بعد نماز سحر پھر اسیطرح کھانا آیا بدیع الزمان نے پھر خاصہ نوش کیا بدیع الزمان نے مرد بزرگ سے پوچھا آپکا اسم گرامی کیا ہی زاہد نے کہا ابراہیم عبادت گزار مجھکو کہتے ہین کئی سو برس ہوے اس مقام پر عبادت کرتے ہوے آج آٹھوان دن ہی کہ بزرگان دین نے فرمایا فرزند صاحبقران تلاش مین گلزار کے سرگردان ہین تم نشان بتا دینا جس

اُمیدون سے انتظار مین تھا لیکن آپ کا آنا بعد آٹھ دن کے ہوا ایک شخص میرے پاس ہے آپ کا گذر بڑے
مقام سخت پر ہوگا وہان اس فقیر کو یاد فرمانا پھر زیر جانماز سے ایک نقش جو تختی پر کندہ تھا نکال کر
کہا اسکو بازو پر باندھیے اور پہاڑ سے اُترکے اسم حاشیۂ لوح وردِ زبان کیجیے سامنے آپ کو شہر
عظیم الشان معلوم ہوگا وہی قلعۂ طلسم ہے اگر آپ نے اپنے کو بہ احتیاط دارالامارہ مین پہونچایا تو
گلزار بہار پیرا کے آپ قابل ہین اُسی مقام پر جو جو آپ کو تلاش ہے سب کچھ دستیاب ہوگا اور نقش
مین فقیر کے یہ تاثیر ہے کہ جب ساحر وہان آپکے مقابلہ پڑے تصور مین یہ نقش پیش نگاہ رہے کسی کا
سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا اسکی حفاظت رہے بدیع الزمان ابرار عبادت گزار سے رخصت
ہوے جب زیر کوہ آئے پہاڑ نظرون سے غائب ہوگیا اور حیرت بدیع الزمان کی بڑھی لوح طلسمی کو
گلے سے اُتارا اسم حاشیۂ لوح پڑھکر دم کیا ایک غبار بلند ہوا ہوا نے غبار کو ہٹایا دیکھا سامنے
ایک شہر عظیم الشان ہے پھاٹک کھلا ہوا کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے لیے شہر مین جاتے ہین
بدیع الزمان اُٹھے بسم اللہ کہکے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہر کوچے مین رئیسونکی سواریان
جاتی ہین بدیع الزمان دیکھتے ہوے چوک مین پہونچے دیکھا عمدہ کمرے اُسپر نازنینان مہ جبین
و مہ جبینان مہ تمکین کرسی پر بیٹھی ہین اکثر کمرون پر جا بجا مجرا ہو رہا ہے سیکڑون عاشق کمرون کے نیچے
کھڑے ہوے التجا کر رہے ہین کہ غلامونکو خدمت مین رکھیے ہم بھی آکر قدمونکو بوسہ دین وہ مغرور
حسن و جمال کچھ جواب نہین دیتین جمال بدیع الزمان کو دیکھا کہ ایک جوان خوش رو خوبصورت غزال چشم
شیر خشم قبضۂ تلوار قبضے مین سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرونکا ترکش مثل دُم طاؤس بائین
ہاتھ پر سب نازنینان مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئین پہلے تو اشارے کرنے لگین پھر ہاتھ جوڑکر بلانے لگین
کہ اے رستم خصال یوسف جمال ہمارے پاس آؤ ہم مشتاق دیدار تھے ہماری خوش نصیبی کہ تمکو خدا نے
یہان پہونچایا اب بے پروائی بہتر نہین جب بدیع الزمان نے ان باتونکا جواب نہ دیا تو
پکارنے لگین کہ اے مغرور حسن کہانتک غرور کریگا بدیع الزمان نے لوح پر نگاہ ڈالی عبارت
نکلی کہ اے طلسم کشا یہ عجائب طلسم ہین انپر توجہ نہ کرو اپنے کو دارالامارۂ شاہی تک پہونچاؤ بدون
ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا بدیع الزمان چلے شہر مین غل ہے کہ طلسم کشا آگیا بدیع الزمان
یہ آوازین سنتے ہوے قریب دارالامارۂ شاہی کے پہونچے دیکھا سات ہزار ملازم جمع ہوے

کھڑے ہیں گھوڑا ہاتھی پالکی جا بجا سواریاں سرداروں کی موجود ہیں پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ہے فرق زنجیر
سنہری لگی ہوئی ہے ایک جوان درگہ سالار قوی تن تنومند ہتھیار سجے ٹہل رہا ہے جب بدیع الزمان
قریب پہونچے کُل فوج نے سلام کیا بدیع الزمان سلام لیکر قریب درگہ سالار کے پہونچے فرمایا اپنی ملکہ
سے عرض کردو کہ ایک جوان آپکی ملاقات کو آیا ہے درگہ سالار اندر چلا بدیع الزمان اُسکے پیچھے داخل
بارگاہ ہوئے دیکھا ایک ساحرہ زمین رسیدہ تخت پر بیٹھی ہے دنگل و کرسیوں پر سردار بیٹھے ہیں درگہ
سالار نے جا کر عرض کی ایک جوان دروازے پر آیا ہوا امیدوار باریابی ہے کہ بدیع الزمان نے
بہ ہیبت و جلالت آواز دی سلام میرا اسیر ہو کہ جو پروردگار کو لاشریک جانتا ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو
نے آواز دی ارے طلسم کشا کیونکر آگیا یہ مقام وہ ہے کہ ہوا کا گذر ہونا دشوار ہے لینا اس شخص کو زندہ
نہ بچے چہار جانب سے تلوار کھینچکر سردار اُٹھے بدیع الزمان کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی گلزار جادو نے
اُٹھکر سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہوئی بدیع الزمان کا پاؤں زمین پر تھما بدیع الزمان نے لوح کو چمکایا
جنبش زمین کی موقوف ہوئی جب لوح کو چمکایا سردار غل مچاتے ہیں کہ اے ہمارے ہمکو طلسم کشا نہیں سوجھتا
آنکھوں سے نہیں معلوم ہوتا بدیع الزمان اُنکو قتل کرتے ہوئے قریب تخت کے پہونچے گلزار جادو
تخت کے بلند ہوئی بدیع الزمان نے لوح کو چمکایا ایک برق تڑپ کر آسمان سے گری گلزار جادو
کے دو ٹکڑے ہوئے سردار بھاگنے لگے ایک سناٹا ہوا کہ زمین ہلنے لگی گھڑی بھر کامل اندھیرا رہا بعد
عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام میں گلزار ساحرہ بادشاہ طلسم گلزار سلیمانی بعد چند عرصے کے
بعد دیکھا قلعہ وغیرہ غائب ایک قصر میں لیٹے کو پایا ایک مکان سے کراہنے کی آواز آتی ہے
بدیع الزمان نے جا کر قفل کاٹا اندر قصر کے پہونچے دیکھا کئی سو جوان مسلسل و مطوق بیٹھے افسوس
کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے آج کیا معرکہ ہے کہ یاران سیاہ ہمارے گرد سے غائب ہوئے کہ بدیع الزمان
پہونچے سبکو قید سے رہا کیا اُن سب سے پوچھا اور کوئی بھی قیدی یہاں ہے یہ لوگ سب گھبرا گئے کہا اسی
شہریار زندان کا ہے طلسمی یہی مقام کہلاتا ہے لیکن کئی دن سے پہلو میں جو قصر ہے اُسمیں سے رونے کی آواز آتی
ہے کوئی ہائے کر کے پکارتا ہے افسوس اُس شہر کو ہماری خبر کون سنائے کہ ہماری مدد کو آتے ہمکو اس مصیبت سے
چھڑاتے بدیع الزمان نے اُس قصر کو کھلوا دیکھا قصر میں ایک قفس لٹکا ہوا ہے اندر یاقوت پری ہے بدیع الزمان
نے صندلی لگا کر قفس کو اتارا یاقوت پری کو اُسمیں بیہوش پایا قفس سے نکالا حال زار دیکھکر آنسو نکلنے

اشک حسرت ٹپکانے وہ اشک جب عارض پر یاقوت پری کے گرے آنکھ کھولکر بدیع الزمان کو دیکھا بہ تعجیل اُٹھ بیٹھیں پوچھا ای شہریار آپ کو کسنے خبر پہونچائی بدیع الزمان نے کہا طلسم گلزار سلیمانی فتح کیا تب تم تک پہونچے ایک طرف سے ایک مرد بزرگ آیا کنجیان ہاتھ مین کہا ای شہریار امانت آپ کی غلام کے قبضے مین ہی اسکو لیجیے کوٹھے کھلوا لیے کئی سے دیو بھی قید تھے اُنکو بھی قید سے چھڑایا کئی ہزار صندوق اسباب کے نکلے دیوزاد ونکے سر پہ لدوائے اوّل شہر مین یاقوت پری کے آئے اور نیران جنّی بصدق دل مسلمان ہوا یاقوت پری کو ساتھ بدیع الزمان کے منسوب کیا بدیع الزمان نے کہا ابھی مقدّرئہ طلسم ہفت پیکر باقی ہی اگر زندہ بچے تو آکر شادی کرینگے ناموس ہمارا اسی مقام پر رہے بہت سا مال نیران جنّی کو دیا اُمتّیہ کو بھی ساتھ لیا سلاح طلسمی اُمتیہ کو پہنایا تخت پر سوار ہوے دیوزاد اسباب لیے ہوے ساتھ مین شکارگاہ سلیمانی سے گذرتے ہوے جبل اعلیٰ تک پہونچے اُمتیہ نے کہا آج اسی پار رہجائیے کل دُنیا مین پہونچ جائیے گا بدیع الزمان اُسی مقام پر اُترے بارگاہ استادہ ہوئی رات کو پلنگ پر آکے لیٹے اُمتیہ قریب ہی باتین اُمتیہ سے طلسم کی کر رہے ہین نقش عبادت گزار کا ملنا اُمتیہ سے بیان کیا کہا وہ میرے بازو پر ہی انشاء اللہ سرحد ہفت پیکر مین کام آئیگا اُمتیہ خوشی کر رہا ہی کہتا ہی ای شہریار یہ تحفہ خوب ملا اس طلسم سے مراد حاصل ہوئی کہ ایک ایک آواز کان مین آئی ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کہان تک کجردی کریگا دلکو غم والم سے کھیریگا اس سے تو موت بہتر زندگی نے پریشان کیا بدیع الزمان نے کہا ای اُمتیہ کوئی دردرسیدہ روتا ہی اُمتیہ نے کہا حضور مقام سرحد قاف ہی کوئی غول وغیرہ روتا ہوگا اسپر متوجہ نہ ہوجیے مگر بدیع الزمان نے نہ مانا اُمتیہ کو ساتھ لیکر صدا کے نشان پر چلے جب باہر نکلے صدا بدرد آرہی ہی صدا مین وہ درد ہی کہ آواز سُنکر دل بیقرار ہوتا ہی کوئی آدھ کوس راستہ طی کرکے جنگل مین پہونچے دیکھا سائے مین ایک شجر کے ایک جوان بیٹھا ہوا گریہ وزاری کر رہا ہی کبھی بیتاب ہوکے اُٹھ کھڑا ہوا گرد نکل پھرا پھر لڑکھڑا کر گرا کئی مرتبہ اُٹھا مگر اُٹھ نہ سکا اپنی کم طاقتی پر روتا ہی گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا بدیع الزمان نے جو یہ حال پُرملال دیکھا دل بیتاب ہوگیا فرمایا کیون اُمتیہ تو اس بیقراری کو دیکھتا ہی نہین معلوم کیا اسکو صدمہ پہونچا جو اس جنگل مین یون بیقرار اور دردناک بارہے اُمتیہ نے عرض کی ای شہریار کوئی تو ایسا صدمہ پہونچا کہ اسقدر بیتاب ہی بدیع الزمان قریب آئے فرش خاک پر

بیٹھ گئے شانہ پکڑ کے ہلایا کہا ای جوان مزاج کیسا ہی کچھ صدا نہ دی جب کئی مرتبہ بدیع الزمان نے
پکار کے کہا ای برادر آنکھیں کھولو منھ سے بولو جواب تو دو ہم تمھارا حال پوچھنے آئے ہین اُس جوان نے
آنکھ کھولی کہا آپ کون بزرگ ہین کہ مجھ غریب بیکس کا حال پوچھنے آئے ہین مین کیا اپنا حال کھولون
بدیع الزمان نے کہا ضرور کہنا پڑیگا تمکو بہت بیتاب پاتے ہین اُس جوان نے سراپاے بدیع الزمان
دیکھکر پوچھا حضور کا نام کیا ہی بدیع الزمان نے نام اصلی بتایا نام صاحبقران سُنکر وجد مین آگیا اپنے
مقام سے اُٹھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا ای پاورِ غریبان وای دادرس بیکسان آپ سے کہنے کا
لطف ہی آپ کے بزرگون نے کافرونکو گھُس گھُسکے مارا ہر ایک کی مشکل مین شریک ہوے لیکن اب
امیدوار ہون کہ جو حال عرض کرون اُسکی مراد پاؤن بدیع الزمان نے فرمایا حتی الوسع کوشش کرینگے
وہ جوان رونے لگا کہا ای شہریار مجھے اقلیم تاجدار کہتے ہین میرا بیٹا دہیم زور آزما نہایت جری بہادر
پہلوے جبل العلیٰ مین میرا ملک ہی شکار کو وہ وہان آیا ایک طاؤس پر تیر مارا ساتھ والے لیکے کہتے
ہین تیر پڑتے ہی طاؤس تو غائب ہو گیا غبار بلند ہوا صدائین ہیبت ناک آنے لگین بعد تھوڑے
عرصے کے ہمنے دیکھا کہ دہیم گھوڑے پر نہین ہی مرکب خالی کھڑا ہی ساتھ والے کوتل مرکب
لیکر میرے پاس آئے مجھسے حال بیان کیا مین اُس جنگل مین آیا جس مقام پر کہ وہ طاؤس غائب
ہوا تھا وہان آکر رفیق مصاحب جمع ہوے سب رونے لگے مین بھی پچھاڑین کھانے لگا اب سُنیے کہ جب
سب روئے تو ایک صدا سے ہیبت ناک آئی کہ کیون یہان روتے ہو جاؤ ورنہ اُسی بلا مین پھنسوگے
سب لوگ وہان سے بھاگے مین بیتاب ہو کر یہان نخل کے سایے مین بیٹھا کہ کبھی تو مطلب حاصل
ہوگا پروردگار نے آپ کو ہو پہنچایا کہ عنایت فرماتے ہین جو کیفیت تھی مین نے عرض کی اب
سرکار کو اختیار ہی بدیع الزمان طرف آصفیہ کے متوجہ ہوے آصفیہ نے اشارہ کیا ای شہریار ایسے
مہمات مین نہ پھنسیے براے خدا لشکر مین اپنے پلٹ چلیے بدیع الزمان نے کہا ای آصفیہ بقدر سخت
طلسم ہفت پیکر درپیش ہی اگر ہم کسیکی مدد کرینگے خدا ہماری مدد کریگا یہ کہکر اقلیم سے کہا ای اقلیم وہ
مقام کہان ہی اقلیم بدیع الزمان کو ساتھ لیکر سامنے اُس نخل کے آیا وہان کچھ نشان نہین پایا
جاتا نخل موجود ہی طائر بھی وہان کوئی نہین کہ لشکر سے بدیع الزمان کے ایک سوار دوڑا ہوا آیا
کہا حضور آپ کے لشکر پر آگ برس رہی ہی کئی سو آدمی جلگئے بدیع الزمان گھبرا کر پلٹے آکے دیکھا

کبھی سیولا شے پڑے ہیں آسمان سے آگ برس رہی ہی بدیع الزمان نے گھبرا کر دعا کی کچھ مطلب حاصل نہوا آخر تعویذ بازو سے کھولا اسکو چھپکایا آواز آئی کہ شی مرا نام حسن نیران جنی بو دیکھے ہوا مین درست ہوئے اُن سب نے عرض کی ای شہریار معلوم یہ ہوتا ہی کہ جنات و دیوزاد کا یہ مقام ہی آپ نے نقش چپکایا کوئی جن مارا گیا اب آپ کو مشکل پڑیگی بدیع الزمان نے کہا سمجھا جائیگا یہ ذکر ہوتا تھا کہ یاقوت پری آکر پہونچی بدیع الزمان کو جو پریشان پایا کہا حضور نہ گھبرائین یہانسے قریب ایک قلعہ ہی قلعہ جنیان صحرائی کہلاتا ہی کسی جن نے شعبدہ کیا ہوگا یہ چند باتین کرکے یاقوت چلی گئی دوسرے دن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار ہوئے پانچ کوس چلے تھے دیکھا ایک قلعہ نہایت وسیع خلقت کی آمد و رفت پائی جاتی ہی بدیع الزمان نے فرمایا ای آمنہ یہی قلعہ جنیان صحرائی ہی مین قلعے مین جاتا ہون بدیع الزمان قلعے مین آئے پھرتے پھراتے سیر تماشہ دیکھتے ہوئے قریب دارالامارۂ شاہی پہونچے گھوڑے سے اُترے دروازے پر درگہ سالار بیٹھا تھا اُس سے کہا کہ جا کر اپنے بادشاہ سے کہو کہ شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند صاحبقران تمہاری ملاقات کا مشتاق ہی درگہ سالار گیا جا کر بادشاہ سے کہا بادشاہ گھبرا گیا کہا فرزند صاحبقران کو بلا لو بدیع الزمان اندر پہونچے اہل اسلام کی طرح سلام کیا بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا آئیے تشریف لائیے یہ غریب خانہ آپ ہی کا ہی دنگل زرین بچھوا دیا بدیع الزمان دنگل پر بیٹھے بادشاہ نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے بڑھکر جام بدیع الزمان کو دیا بدیع الزمان نے جام پر ہاتھ رکھدیا بادشاہ نے گھبرا کر کہا کہ کیون شہریار کیا سبب اسکا ہی بدیع الزمان نے کہا ای بادشاہ ایک کار ضروری کو آیا ہون دیہیم زور آزما بیٹا اقلیم تاجدار کا تمہارے یہان کوئی اسکو گرفتار کر لایا ہی اُسکو منگا دو اگر اسکے خلاف کیا مین بدون حصول مطلب نہ جاؤنگا بادشاہ روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار غلام کی داد کو پہونچیے وہ داد یہ ہی کہ میرا فرزند بشکل طاؤس صحرا مین نخل پر بیٹھا تھا دیہیم زور آزما نے نیچا اُسے تیر مارا ایسے مقام پر پڑا کہ وہ نوبت بجان و کارد به استخوان ہی اُسکی صحت کی تدبیر ہو تو مین اُسکو حوالے کر دون بدیع الزمان نے کہا اُس تیر خوردہ جوان کو لاؤ لوگ دوڑے ہوئے گئے اور سامنے بدیع الزمان کے پلنگ لا کر اُس جوان زخمی کا رکھا تب بدیع الزمان نے دیکھا پہلو پر اُسکے زخم کاری ہی کہ وہ جوان تڑپ رہا ہی فرمایا سجادہ بچھاؤ سجادہ بچھا کر دعا کی کہ ای کارساز بے نیاز اسکے زخم کو صحت ہو بدیع الزمان نے

بیقرار ہوکے دعا کی نقابدار زرین پوش آکر پہونچا مرہم سلیمانی دیا وہ مرہم جو لگایا گیا فوراً زخم اندمال
پاگئے بدیع الزمان نے بادشاہ سے کہا اب وہیم کو بلائیے بادشاہ نے وہیم کو بلایا بدیع الزمان
کے سپرد کیا کہا آپ لیجائیے ہمنے بھی خراج مقرر رہو ہم ہر شہنشاہی مین برلے تسلیم حاضر ہوا کرینگے
بدیع الزمان نے قبول کیا وہیم کو لیکر چلے آپ آگے آگے ہین پیچھے پیچھے وہیم وسط شہر مین پہونچے
ہین کہ ایک آندھی سیاہ چلی زمین کانپی پلٹ کے دیکھا وہیم غائب نہایت برہم ہوکے اُمیہ سے
کہا جاکر شاہ سے کہو کہ تمنے تو ہمکو دیا ملازم تمہارے وہیم کو اُٹھا لیگئے یہ سنکر بادشاہ دوڑا ہوا آیا
کہا اے شہریار ہماری کیا مجال کہ ہم آپ کے حکم کے خلاف کرین لیکن اُسی پہاڑ پر ایک ساحرہ رہتی
ہے اُسکی یہ حرکت ہے وہیم کو وہی لیگئی قسمین کھاکر جو بیان کیا بدیع الزمان کو یقین آیا آگے آگے
آپ پیچھے پیچھے اُمیہ قریب کوہ پہونچے دیکھا پہاڑ نہایت بلند مرتفع ہے خیال مین گذرا کہ اے
بدیع الزمان ایسا نہ ہو ملعونہ کچھ فتور برپا کرے تعویذ کھولا اُسکو چمکایا ایک صدا ہیبت ناک آئی
ایک پنجہ کمر مین اُمیہ کی پڑا اُٹھا کر آسمان پر لیگیا اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ نقش ہاتھ سے چھوٹا
چاہا دوڑکر اُٹھاؤن ایک پنجہ گرا بدیع الزمان کی آنکھین بند ہوگئین نہین معلوم کتنے عرصہ تک
بیہوش رہے اب جو ہوشیار ہوے تو ایک مکان تنگ و تاریک دیکھا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا
حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہے شام کو ایک زنگن آئی بدیع الزمان کے سامنے دو روٹیان رکھکر
چلی گئی بدیع الزمان نے غصے مین وہ بھی نہ کھائین بھوکے رہے دوسرے دن وہ زنگن آئی پوچھا
کیون جوان تو نے کھانا کیون نہین کھایا بدیع الزمان نے کہا خاک کھائین روکھی روٹی کیونکر کھایا جاتا
کہا اے جوان تو بڑا گنہگار ہے ملکہ عالم کا اس سے زیادہ حکم ہے کہ اس جوان کو ایسے [illegible] پہونچا کہ
تڑپ تڑپ کر جان دے مجھکو رحم آیا مین دو روٹیان رکھکر چلی گئی آپ نے نہ کھائین آپ کو اختیار
ہے رزق کا نہ پہونچنا باعث خرابی ہے اے جوان ہم زیادہ رحم نہین کرسکتے تمکو اپنے فعل کا اختیار ہے
یہ کہکے زنگن چلی گئی سنیے گوہر پوش جو ساحرہ یہان کی حاکم ہے اُسکی دختر ہے سلیمہ [illegible]
زنگن اُسکی بلازم ہے قید خانے سے جو پلٹی سلیمہ کے سامنے آکر بیٹھی سلیمہ نے پوچھا کیون آج پریشان
بیٹھی ہے کہا واری فرزند جسا صاحبقران قید تھا سنے ہین آکر قید ہوے ہے آپ کی والدہ نے
آپ دوانہ بند کیا فرمائی ہین یہ وہ لوگ ہین جنہون نے بزرگان دین کو قتل کیا

نہ پہنچایا جہانتک ہو سکے انکو تکلیف پہونچاؤ کہ یہ جوان تڑپ تڑپ کر مرے مگر واری کیا عرض کرون
کیسا حسین و جمیل خوش مزاج سر سے تم کا تاج آج نہایت پریشان تھا زنگن نے رو رو کر جو بیان کیا
سلیم بیتاب ہو گئی کہا آج ہم بھی قید خانے چلینگے قیدی کو دیکھینگے کس رنگ ڈھنگ کا جوان ہے
حسن جوان مسلمانوں کا مشہور ہے فرزندان حمزہ سب حسین و جمیل رہا کرتے ہین یہ بھی جوان اگر ایسا ہو تو
عجب نہین یہ کہکے زنگن کے ساتھ چلی جب زندانخانے مین آئی بدیع الزمان کو آج دو روز گذرے
کہ کھانا کچھ نہین کھایا تھا شکم و پشت ملا ہوا سر نگون بیٹھے ہین کہ دروازہ کھلا دیکھا آگے ایک نازنین پیچھے
دیکھا زنگن بدیع الزمان نے نازنین کو دیکھکر سر جھکا لیا سلیم کی جو نگاہ جمال بدیع الزمان پر پڑی
بیتاب ہو گئی قریب آگے بیٹھی زنگن کو تو اشارہ کیا فلان کام کے واسطے جا جب زنگن گئی کہا ای
شہریار مین آپ کی رہائی کو آئی ہون دو دن سے آپنے کھانا نہین نوش کیا شکم و پشت ملا ہوا ہے
پہلے آپ کو اپنے باغ مین لیچلون پھر گھر بار چھوڑ کر آپ کو لے نکلون بدیع الزمان نے کہا
کیون یہ تکلیف گوارا کرو سلیم نے کہا اوّل میری ماں نے مجھکو بلوایا اور وہ نقش سپرد کیا بعد اسکے
آپ کو قید کیا سب اوصاف بیان کیے کہ یہ فرزند صاحبقران ہین دوا سے شمشیر کے قاتل علم
سیاہ گری مین کامل شکل نہ پہنیگی دشمن سامنے و نکے راہزن انکا قتل کرنا ہی بہتر ہے مین نہ آگاہ تھی
کہ یہ آفت برپا ہے ورنہ مین روز اوّل خبر لیتی بدیع الزمان نے کہا جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہی
ہوتا ہے مقام حاسمت ہے کہ ہم اس مقام پر آکے قید ہو گئے ورنہ ابتک قریب طلسم ہفت پیکر پہونچ جاتے
یہ سنا سلیم نے سنا آنکھون مین آنسو بھر آئے سحر کرکے قید بدیع الزمان کاٹی بعد قید جدا کر کے
کے سر مین پنچہ دیا سے آڑی اپنے باغ مین لاکر پہونچایا کھانا پیش کیا بدیع الزمان نے مذہب
کا ذکر کیا سلیم بدیع اسلام ہوئی کہا ای شہریار مین خدمتگزاری کو حاضر ہون لیکن زنگن جس کام
کو گئی تھی وہانسے پلٹ کے آئی قید خانہ خالی دیکھا گھبرا گئی چہار طرف دوڑی دوڑی پھری ہے
کہین پتہ نہ پایا گھبرائی ہوئی سامنے سیما گوہر پوش کے آئی کہا واری کیا عرض کرون
مین نے پسر حمزہ کو کھانا نہین پہونچایا آپ کی صاحبزادی یہ حال سنکر قید خانے مین آئین
مجھکو ایک کام کو بھیجا اب قید خانے مین قیدی نہین ہے یہ سنکر سیما گھبرا گئی تو اپنے مقام سے
اٹھی کنیزون سے کہا صاحبزادی نے بڑا غضب کیا پسر حمزہ کو چھڑا لیگئین لیکن زندہ نہ جائے دونگی

اُس شوخ دیدہ کی قضا آئی ہے جہان ملیگی وہان قتل کرونگی یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے تلاش کرتی ہوئی
چلی سلیم نے نقش بازو پر بدیع الزمان کے باندھ دیا کنیزون کو جمع کر رہی ہے جواہرات کے
صندوقچے کبھی آتے جاتے ہین چاہتی ہے بدیع الزمان کو لے نکلون کہ کنیزون نے بڑھکر خبر دی
آپکی مادر مہربان آئی ہین یہ سنکر سلیم گھبرا گئی بدیع الزمان کو ایک کمرے مین چھپایا آپ سامنے
ہو کے کھڑی ہوئی سیما ے گوہر پوش نے آواز دی او گیسو بریدہ تو نے قیدی کو کیا کیا سلیم
نے جواب دیا ای مادر مین نہین جانتی سیما نے آکر پانچ چار کوڑے جو کنیزونکو مارے ایک گھبرا کے
بول اٹھی داری قیدی کو کمرے مین چھپایا ہے سیما کمرے کی جانب چلی سلیم نے بڑھکر روکا کو اس کمرے
مین نہ جانے دونگی آیندہ آپکو اختیار ہے آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین جانبین سے سرگرم ہنگامہ
گرم ہوا بدیع الزمان نے کمرے سے دیکھا کہ سیما نے زمین ہلادی ہر مرتبہ بیٹی سے کہتی ہے تو بچا ہوا لاکر
اپنے مقام سے اٹھے تیغہ ہاتھ مین نقش بازو پہ تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلے سیما ے گوہر پوش
نے پکار کر آواز دی او پسر حمزہ تو کمرے مین چھپا بیٹھا تھا یہ کہکے ایک گولہ سلیم پر مارا شعلہ ہا
آتش نے سلیم کو گھیر لیا خواصین گر گئے لگین ہنگامہ گرم ہوا بدیع الزمان یہ حال دیکھکر بڑھے
سیما نے جو دیکھا بیٹی کو شعلہ آتش مین پھنسا چکی تھی کڑک کر گری کمر مین پنجہ دیا چاہا لیجاؤن
بدیع الزمان نے طوق زرین پر سیما کے ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا سیما نے کہا او پسر حمزہ یہ کیا کرتا ہے
بدیع الزمان نے دوسرا جھٹکا مارا سیما اُلٹ گئی ہر چند چاہتی ہے سحر کرے ممکن نہین بدیع الزمان
دیکھ رہے ہین کہ سیما نے جو گولہ مارا شعلہ ہاے آتش نے سلیم کو گھیر لیا ہے اور سلیم فریاد کر رہی ہے
کبھی پکارتی ہے ای کریم کارساز اس آفت سے بچالے شاہزادے کو نجات دے بدیع الزمان
نے تیسرا جھٹکا مارا سیما زمین پر گری بدیع الزمان نے ایک گھونسہ مارا کہ سر سیما کا پھٹ گیا
اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کُشتی مرا نام من
سیما ے گوہر پوش بود سلیم نے بحالی پائی شعلہ آتش پانی ہوکر غائب ہوے بدیع ہمراہ
سلیم کے بارہ دری مین آئے فرمایا آمنہ عیار بھی ہمارا قید ہے کنیزون نے خبر دی فلان فلان
قیدخانے مین سیما نے رکھا تھا وہان سے آمنہ کو بھی لائے وہیم تا صد ہزار بھی ساتھ ہر بارہ ہزار جادوگر
یہان سے ساتھ ہوے مطیع اسلام ہو کر کہا ہم دامن دولت نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے سلیم کو

ان سب کا افسر کیا سبکو ساتھ لیکر قلعے پر آئے وہیم زور آزما کو انکے باپ سے ملایا اسی طرح پھر لشکر
کو آراستہ کر کے چلے سلیم ابر مین مخفی ہوئی اس کر و فر سے جبل اعلی کے پار آئے اب مقامات دنیا
ملنے لگے دیکھتے ہوے لشکر مین پہونچے قارن وغیرہ کو بڑی خوشی ہوئی بدیع الزمان لشکر مین
اترے صبح کو سب سردار بارگاہ مین آئے امتیہ بھی حاضر ہوئی سلیم بھی مشتاق بیٹھی ہی کہ خدمتگار
روتے ہوے آئے عرض کی کوئی شاہزادے کو چھپر کھٹ سے چرا لے گیا سب سردار مسلح بیٹھے ہین
یہی قصد ہو کہ اگر دریاے آتش ہوا ہمین پھاندنا پڑے مین لیکن گوہر سحر صاحبقران کو پائین امتیہ
خدمتگارون کے ساتھ بارگاہ مین آیا دیکھا سراچہ چاک ہے پہرے کا نشان ظاہر ہی کہنے لگا کوئی شخص دشمن
لگا ہوا تھا مین شب کو اسوجہ سے غافل رہا کہ مجھکو یقین کامل تھا کوئی حریف مقابلے مین نہین
کچھ مقام تردد نہین ہر دوسری جگہ سے یہ معاملہ ہوا آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہین مین تلاش
مین آفتاب نامدار کی جاتا ہون جبتک مین نہ آؤن یہان سے لشکر نہ ہٹانا سلیم نے کہا اے امتیہ
مین بھی چلونگی امتیہ نے کہا آپ الگ آئیے مین جاتا ہون امتیہ باناے عیاری سے آراستہ ہوکر
چلا لیکن سلیم نے پھر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی مگر امتیہ ہر مقام پر تلاش کرتا ہوا جاتا ہی کہین
فقیر بنا کہین خوانچے والا ایک دن فقیر کی شکل بنکر ایک گاؤن کے بازار مین بیٹھا تحصیل ساہی
کہ ایک طرف سے ہلڑ ہوا امتیہ دیکھنے لگا بیچ مین ایک قفس کہاریان ناظر بجائے گرد قفس کو گھیرے
ہوے کئی ہزار جوان پشت مرکب پر آتے ہین امتیہ نے لوگون سے پوچھا یہ کسکی سواری آتی ہی
لوگون نے کہا کہ یاقوت الماس چشم اس قریے کی حاکم صبح کو تفریحا نکلی ہین اپنے باغ جاتی
ہین امتیہ نے بھی پیچھا کیا جب کوس بھر گاؤن سے نکل گئے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر
حاجب دربان حاضر ہین قفس جا کر رکھی گئی ایک نازنین شعلہ جوالہ سرخ لباس پہنے ہوے
اتری خواتین کھڑی ہو گئین کنیزین پہرے پر آئین اندر سے گانے کی آواز آئی امتیہ چاہتا ہی
اپنے کو اندر پہونچاؤن یکایک لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مجنون روز بصد سوز
داخل دشت نجد مغرب ہوا امتیہ پھرتا ہوا پشت باغ پر آیا کمند لگا کے دیوار پر چڑھا دیکھا چبوترے پر
باغ کے فرش ہی اسپر مسند بچھی ہی ایک نازنین گلگون پوش بصد جوش و خروش مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین
گا رہی ہین امتیہ دیوار سے اترا درختون مین درختون کے پیچھے چھپکر بیٹھا ایک گائن جو برائے رفع حاجت

آئی اسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنا سامنے ملکہ یاقوت الماس چشم کے آیا بیٹھکر لگا لے لگا خیال لگا ہوا ہے کہ کسیطرح اپنے آقا کو دریافت کرون جان توڑ توڑ کے گا رہا ہے خوب پہنگامہ گرم ہے کہ آسمان پر برق چمکی ہوا ٹھنڈی چلی برق آنکر شق ہوئی ایک تخت اسپر ایک نازنین گرد کنیزین تخت آکر اترا وہ جو نازنین پہلے سے بیٹھی تھی واسطے تعظیم کے اٹھی کہا تو کہان سے آئی ہو نرگس شہلا نے کہا اے یاقوت الماس چشم بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا ہے واسطے ملاقات چلی آئی کہا اچھا بیٹھو نرگس شہلا بیٹھی گرچو گرد چہار جانب دیکھتی ہے یاقوت نے کہا ہوا اسوقت تمکو پریشان پاتی ہون نرگس شہلا نے کہا ہان ہوا سر مین خلل ہے تھوڑا ہیکا ہے کل سے کھانا نہین کھایا یاقوت نے کہا ہوا خیر تو ہے باعث رنج و ملال کیا ہے مفصل بیان کرو تمنے اس پردے مین بیان کیا کہ منفصل حال نہ کھلا کہ آپ کس رنگ مین ہین کیا دشمنون کو رنج پہونچا ہمسے تو بیان کرو جب یاقوت نے دلدہی کرکے پوچھا اور نہایت ذوق و شوق سے کہا کہ ہوا ہمسے نہ چھپاؤ تمسے بچپن سے دوستی ہے کبھی کوئی بات نہین چھپائی آج تم چھپاتی ہوا ور مفصل نہین بتاتی ہو مین اپنی جان دے دونگی جو مفصل نہ بتاؤگی تو مین آج جانے نہ دونگی جب یاقوت نے بہت پوچھا نرگس بے اختیار رونے لگی کہا ہوا کیا پوچھتی ہو کیا حال بیان کرون کیونکر چھپاؤن اپنی تو یہ کیفیت ہے

**شعر**

| | |
|---|---|
| جاتے تھے صبح رہ گئے بیتاب دیکھکر | طالع ہمارے جو نہ ترے خواب دیکھکر |
| پایا جو دشمنون نے ترے پاس اعتبار | ہنستے ہین مجھے چھیڑتے ہین احباب دیکھکر |
| یہ تشنہ کامی نگہ گرم دیکھنا | حیرت سے رو دیا طرف آب دیکھکر |
| تو یہ کہان کدورت باطن کے ہوش تھے | غش ہو گیا ہون رنگ مے ناب دیکھکر |
| اٹھی نہ نعش بھی ترے کوچے سے بعد قتل | ہم رو پڑے زمین کو غرقاب دیکھکر |
| روئے وہ میرے حال پہ حیران کیون نہون | آنکھین بھی کھل گئین مری نایاب دیکھکر |
| شوق وصال دیکھ کہ آیا عدو کے گھر | سوجھا نہ کچھ مجھے شب مہتاب دیکھکر |
| ہے گرمی تمیز عشق و ہوس آج تک نہین | وہ چھپتے پھرتے ہین مجھے بیتاب دیکھکر |
| مومن یہ تاب کیا کہ تقاضائے جلوہ ہو | کافر ہوا مین دین کے آداب دیکھکر |

نرگس نے یہ غزل اسطرح پڑھی کہ یاقوت بے اختیار رونے لگی کہا ہوا کیا سوز و گداز ہے تمہاری

باتون مین دل بہلتا ہے سچ کہو کیا معرکہ ہے کہا بوا آج چوتھا دن ہے کہ سیر ون باغ مین کھڑی تھی ایک عیار
کو دیکھا گرد مین اٹا ہوا گھبرایا ہوا پشتارہ بدوش آتا ہے جب میرے قریب پہونچا تو چادرہ اُس
جوان کے چہرے سے ہٹ گیا بوا کیا بیان کرون بجلی چمک گئی دل بیقرار ہوا ہر چند کہ میرا نام نرگس شہلا
ہے مگر ایسی آنکھین نہین دیکھین اگر دیکھے دیدۂ غزال شرما کے نرگس آنکھ نہ ملائے پیشانی تختی نور
عارض انور سے روشنی کا ظہور لبون مین مسیحائی شباب کی رعنائی زیبائی ہاتھ پاؤن گول گول دندان
گہر آبدار کا مول ہاتھ ہونٹے پہ بیضائی آنکھ کا رچہرہ سرشار مست مے محبت صاحب شوکت و لیاقت
بوا مین دیکھکر حیران ہو گئی عیار کو مار کر بھگایا پشتارہ اٹھا کر مکان پر لائی جلسہ آراستہ کیا کنیزون کو
جمع کیا اُس پیکر حسن و جمال کو لاکر بٹھایا جب شراب ہم لوگون نے پی اُس شخص کو بھی چاہا پلائین
اُسنے انکار کیا لاکھ طرح پر چاہا کہ شراب پلائین اُس ضدی نے شراب نہ پی اقرار وصل بھی نہ کیا
آج آٹھ دن سے روز سمجھاتی ہون عجائب و غرائب سحر سے بخوبی ماہر ہو حال ہجر و وصل کا اُسپر
بخوبی ظاہر ہے ہر چند کنیزون نے سمجھایا اُسنے آجتک نہین مانا اس قلق سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے
ہے کوئی دم چین نہین ملتا راتون کو تڑپتی ہون رات کا کاٹنا دشوار بڑی مشکل سے رات گذرتی ہے
آج ایک ہفتہ گذرا اسی حال پر ملال مین ہون اسوقت بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا کہا چلو بہن کو
دیکھ آئین بہن تمھارے پاس گھبرا کے چلی آئی اُصیلہ نے جو سعادتمند سناجی بہن کہتا ہے آقاے نامدار کا
ذکر ہے مگر کچھ کہہ نہین سکتا چپ سر جھکائے بیٹھا ہے کہ صاحب خانہ نے کہا بوا حقیقت مین تمھارا درد
لادوا ہے کیسے دلبر کیا اجارہ ہے اسوقت اصیلہ بول اٹھا اے ملکۂ عالم مزاجون کی تفریق ہے مین پہلے
سامنا ہوتے ہی راضی کرا دین دوسرے دن آپ جفائین کیجیے وہ سر نہ ہلائین ایسا راضی کرادین
کہ کبھی انکار نہ کرے یہ جو اُصیلہ نے بیان کیا نرگس نے کہا بوا تمھارا گھر ہے چلو اگر یہ کام تمھارے
ہاتھ سے نکلا بہن عمر بھر ممنون احسان رہونگی یاقوت الماس چشم نے کہا اچھا بوا کل ہم اسکو
لیکر آئینگے آج کے دن اور تکلیف اٹھا لو کل سے پھر کوئی پوچھنے والا نہین انکی بھی کارگزاری
دیکھو یہ کہکے گائن سے اشارہ کیا ایک چیز اور گاؤ اُصیلہ نے اور غزل گائی سب اہل محفل
تعریفین کرنے لگے اُصیلہ جھمک جھمک کے سبکو سلام کرنے لگا اہل محفل نے خوب خوب
تعریفین کین نرگس نے کہا بہن کل جلسہ تیار رہیگا ہر شخص کو تمھارا انتظار رہیگا مین مشتاق ہون

یاقوت نے کہا خوب ہم ضرور آئینگے نرگس شہلا اسیوقت روانہ ہوئی بعد عرصہ دراز ستارۂ سحری
چمکا اب سب نے دیکھا باغ پر بہار گائن کے جوبن کا اُبھار دن تمام ہوا وہان نرگس شہلا نے
جلسہ آراستہ کیا بدیع الزمان کو بلاؤ بلاکر شاہزادے کو محفل مین بٹھایا ناچ گانا بھی ہوتا ہی
مگر بدیع الزمان کا ایک ہی قول ہی نرگس کف افسوس مل رہی ہی غصے مین آنکھین بدلتی ہی
اور رسوائی ہی یہان یاقوت نے ڈومنی نقلی کو تخت پر سوار کیا طرف باغ ملکہ نرگس کے چلین
نرگس انتظار مین تھی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ یاقوت الماس چشم تخت پر سوار
ہی گائن کے آکر پہونچین نرگس خوش ہوگئی گائن نے آتے ہی بدیع الزمان کو ایک دوہتڑ مارا
کہا واہ رے مردوے اسی مُنھ پر دعوی جرأت و لیاقت کا جہان آئے وہان قید ہوکر بیٹھے رہے
بدیع الزمان نے یہ سنکر منھ پھیر لیا سب اہل محفل نے ملکہ یاقوت کو بٹھایا گائن سے کہا بنفشہ تمنے دیکھا
مردوے کے مزاج کا کیا رنگ ہی بنفشہ نے کہا مین نے پہلے ہی سمجھ لیا ملکہ نرگس کی خدمتگزاری کریگا
نرگس خاموش محفل مین گانا ہونے لگا تھوڑی دیر کے بعد گائن نے عرض کی شراب کا دورنا چلے
نرگس نے کلید مینخانے کی گائن کو دی گائن دوڑکر مینخانے مین آئی شراب مین بیہوشی ملائی سب
نوکرون کو تقسیم کی گلابیان تیار کرکے محفل مین لائی کھڑی ہوکر پہلے گت ناچی بعد اسکے غزل کو
گانا شروع کیا جام سر پر رکھکر کہا پہلے حضور پیین پھر ہم بھی پی لینگے سر پر جام رکھکر ٹھوکرین لیتی
ہوئی قریب نرگس کے آئی سر جھکایا کہ ایسی بیبیونکو سر سے شراب پلانا چاہیے نرگس نے دونون
ہاتھ پھیلائے اور جام لیکر بے اندیشۂ انجام پیگئی اسکو گائن نے دورہ باندھا دو گھڑی کے عرصے
مین سبکو شراب پلائی ایک چیز گائی دو چار تانین جو لگائین نرگس گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھی
لڑکھڑاکر گری بیہوش ہوئی یاقوت جو اُٹھین پھکی کرین سبکو بیہوش کرکے اُٹھتے نے سب طرف
نگاہ دوڑائی بدیع الزمان سے پوچھا اگر آپکو نرگس پر توجہ ہی تو اسکو مسلمان کرنے کی
تدبیر کیجائے ورنہ قتل کیا جائے دونون شاہزادیان جلیل ہین اور دونون آپ پر مائل ہین تب
بدیع الزمان نے اشارہ کیا اُٹھتے نے دونون کو ستون سے باندھا اور دونون کی زبان
مین سوزن کھبی وسے دی تھی خنجر پکڑکے کھڑا ہوا دونون کو ہوشیار کیا اب جو آنکھ کھلی دونون نے
دیکھا ایک عیار خنجر برہنہ لیے کھڑا ہی چاہتا ہی خنجر مارون نرگس نے گھبراکر آنکھین بند کرلین یاقوت

نے کہا ارے یہ کیا ہوا پکار کر اصفیہ نے آواز دی میں عیار ہوں شاہزادہ والا قدر کا روز انکے
لیے فکر کرتا تھا آج یہاں بھی پہونچ گیا رنگ جما مناسب یہ ہے کہ شاہزادے کی اطاعت کرو تمہاری
ساتھ والیاں سب بیہوش ہیں کوئی تمہارے حال سے آگاہ نہ ہوگا اسطرح جو اصفیہ نے کہا
دونوں نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو ہم اطاعت کرتے ہیں اصفیہ نے دونوں کی
زبان سے سوزن نکالی دونوں مطیع اسلام ہوئیں نرگس نے اٹھتے ہی اپنی ساتھ والیوں کو ہوشیار
کیا جو اٹھی وہ مطیع اسلام ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیاں مطیع ہوئیں یاقوت نے کہا میں اپنے
ساحروں کو لاؤں لشکر میں آئیں بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے باقی اسی مقام پر چھوڑے قلعہ یاقوت
و نرگس میں عملداری بدیع الزمان کی ہوئی بدیع الزمان نے دونوں ملکوں سے چوبیس
ہزار جادوگر لیے دونوں نازنیناں مہ جبین نے ڈنکے ابر وا ہتے بائیں لشکر بدیع الزمان کے
تیار کیے ایک لکہ ابر یاقوت نگار دوسرا زمرد نگار دونوں جادوگرنیاں اسمیں مخفی ہوئیں اور جو
ساحر ساتھ ہیں وہ بھی انکے ساتھ ہوئے اس دھوم سے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے منزلیں
طے کرتے ہوئے جاتے ہیں ساتویں منزل یہ منظور ہے کہ جاکر طلسم ہفت پیکر میں
مقام کریں اسی مقام پر لڑیں بھڑیں نام کریں قاسم کی رہائی ہو اس فکر میں ایک وادی
فرح خیز میں آکر فروکش ہوئے ملحوظ خاطر حاضرین والا مقام رہے کہ جب شب کو بدیع الزمان
فروکش ہوتے ہیں کنیزان نرگس و یاقوت کا گرد پہرہ ہوتا ہے دونوں شاہزادیاں خود آمادہ
بہ جانبازی رہتی ہیں اس وادی فرح خیز میں جو لشکر اترا بدیع الزمان شام سے کھانا
وغیرہ کھاکے پلنگ پر سو لئے قاسم کے واسطے آج دل بیقرار ہے فرماتے ہیں الٰہی سبب دالیا
سامان ہو کہ قاسم رہائی پائے مذہب باطل پرستی سے منھ پھیرے مذہب حق میں داخل ہو ایسی
ایسی باتیں دل سے کیا کیے آرام کیا یاقوت و نرگس بالائے قبہ بارگاہ بیٹھی ہیں کنیزیں
دروازے پر کیا مجال جو کوئی آنے جانے پائے قضائے کار نمرود جادو اس صحرا کا حاکم ہے
اپنے مقام پر اسنے بیٹھے بیٹھے کہا کوئی ایسا ہے کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لائے کہکشاں جادو
دایہ اسکی پیر فرتوت ساحرہ لاثانی پیر فلک کی نانی سامنے نمرود کے آئی کہا ای فرزند پسر حمزہ
کے ساتھ دو شاہزادیاں کامل و اکمل سحر میں طاق شہرۂ آفاق نگہبانی کر رہی ہیں دروازے پر

کنیزین موجود ہین لیکن کنیز جاتی ہی جن پڑتا ہی تو لیکر آتی ہون کہکشان یہ کہکر بلند ہوئی قریب لشکر
بدیع الزمان کے پہونچی زمین پر اتری دونون پانون زمین مین مارے نقب سحر کاٹتی ہوئی چلی بارگاہ
بدیع الزمان مین نکلی سحر کرنے لگی کہ جھک کر نرگس نے دیکھا کہا بوا یا قوت قریب پلنگ
شاہزادے کے ایک ساحرہ کھڑی ہو سحر کر رہی ہو یا قوت نے جو دیکھا جل گئی وہین سے آواز دی
او ملعونہ تو کون ہو یہ کہکر تڑپ کے گری مگر کہکشان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے
ماردیے جب نرگس نے دیکھا یا قوت گری اور بیکار ہوئی اسنے وہین سے گولہ مارا وہ گولہ
کہکشان پر آنے لگا کہکشان پرانی ساحرہ ہو اُف جو کرتی ہو گولہ طرف نرگس کے پلٹا نرگس
نے اپنا گولہ دفع کیا اور کڑک کر گری کہکشان نے اُف جو کی منہ سے دھوان نکلا منہ پر نرگس کے
پڑا نرگس لہرا کر گری ہنگامہ جو ہوا بدیع الزمان کی آنکھ کھل گئی دیکھا نرگس و یا قوت بیہوش
پڑی ہین ایک جادوگرنی چاہتی ہو سر کاٹ لون بدیع الزمان نے نعرہ کیا او ملعونہ یہ کیا کرتی ہو
خبردار تلوار نہ مارنا جست کر کے سامنے کہکشان کے آئے کہکشان نے ایک گولہ مارا شعلہ ہاے
آتش نے بدیع الزمان کو گھیر لیا اب دروازے سے کنیزین وغیرہ بھی آئے لیکن
کہکشان تڑپ کے نکلی پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی بدیع الزمان نے نقش چمکایا شعلے
غائب ہوے نرگس و یا قوت کو اُٹھایا اُٹھتے ہی اِن دونون نے عرض کی حضور وہ ساحرہ
نکل گئی آپ کو گرفتار کرنے آئی تھی بدیع الزمان نے کہا حقیقت مین وہ ساحرہ زبردست تھی
نکل گئی خیر میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکر سوار ہوے طرف میدان کے چلے اُدھر نمرود جو سو کر
اُٹھا پوچھ رہا ہی کہ رات کو کہکشان کہان گئی تھی کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ کہکشان آکر پہونچی
تمام کیفیت بیان کی نمرود نے بڑا افسوس کیا کہا کیا کہون اے کہکشان تو نے بہت بُرا کام کیا
تھا لیکن یا قوت و نرگس کو حفاظت کا بڑا خیال ہو اب میدان مین چلکر سمجھ لونگا یہ کہکے
میدان کارزار مین آیا اُدھر سے بدیع الزمان آئے صفین جمین کہکشان میدان مین آئی
پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان نے چاہا مرکب نکالون کہ یا قوت
و نرگس دوڑ پڑین کہا حضور کنیزون کے موجود ہوتے آپ میدان مین نہ جائین ساحرہ کمن سالی ہو
ہمی آپ کو چرانے آئی تھی اب میدان مین نکلی ہو سلیم جادو طاوس بڑھا کر سامنے بدیع الزمان کے

آئی عرض کی کنیز کو اجازت ملے یاقوت و نرگس نے کہا ای سلیم ہم جاکر مقابلہ کرین سلیم نے نہ مانا
تدمو لینے بدیع الزمان کے لپٹ گئی عرض کرتی ہی ای شہریار کنیز نے قصد کیا ہی اب اگر نہ جاؤنگی
تو باعث بدنامی ہی یہ کہکے اجازت لی سلیم سامنے کہکشان کے آئی کہکشان نے گولہ پھینکا سلیم
نے گولے کو گولے پر لیا وہ دو سحر آپس مین چلے تھے کہ کہکشان نے ایک دو پتھر زمین پر مارا غبار اٹھا
غبار نے سحر سلیم کا خاک مین ملایا سلیم لہرا کر گری کہکشان نے گرفتار کر لیا پھر مبارزطلبی کی
ابکی مرتبہ یاقوت نکلی چند ساحر اور بھی چلے تھے کہ کہکشان نے خاک اڑائی یاقوت بیہوش
ہوکر گری نرگس و ڈر پڑی کئی بارگاہ مین استاد مین نمرود جادو تخت پر سوار دیکھ رہا ہی کہ
کہکشان نے جو نرگس کو آتے ہوے دیکھا وہی حرکت قدیم کی کہ ایک دو پتھر زمین پر مارا اور
آواز دی ای خاک بار جادو اس حریف کو لینا خاک اڑی نرگس گر کر بیہوش ہوئی کہکشان
اٹھاکر الگ لائی زبان مین سوزن دی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان اب کل تمسے سمجھ لونگی
یہان سے پلٹ جاؤ یہ کہکے طبل امان بجوا کر پلٹ گئی نمرود بلبلاتا ہوا بارگاہ مین آیا کہا کہ کیون
کہکشان بسر حمزہ کو چھوڑ دیا کہکشان نے کہا ای شہریار جب مین قریب بدیع الزمان کے
گئی مین نے سحر کیا سحر نے کچھ تاثیر نہ کی اسوجہ سے تردد ہوا میرے خیال مین یہ ہی کہ سحر کو اور
سخت کر لون تین جادوگرنیان جو نامی تھین انکو گرفتار کر لیا ہر چند کہ لشکر بہت ہی ایک سحر مین
سب کا خاتمہ کر دونگی یہ تینون بہت زبردست ہین اسوجہ سے انکو گرفتار کر لیا اب کل بدیع الزمان
کو ضرور گرفتار کر لونگی یا رات کو لاؤنگی بدیع الزمان پریشان پریشان پلٹے آنکر داخل بارگاہ
ہوے فرماتے ہین ای امیہ کچھ فکر چاہیے امیہ نے عرض کی غلام فکر مین گیا تھا گرد بارگاہ نمرود
حصار سحر ہی اب مکان پر کہکشان کے جاتا ہون یہ کہکے امیہ نکلا وہان نمرود نے طبل جنگی کو
حکم دیا بدیع الزمان کو خبر پہونچی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین امیہ بصورت ساحر لشکر مین پھرنے لگا دریافت کیا معلوم ہوا کہ سامنے بارگاہ کہکشان
ہی امیہ ایک خدمتگار ساحر کی شکل بنا ہوا در بارگاہ کہکشان پر آیا جب اندر پہونچا کہکشان
نے کہا ای ساحر ذرا میرے پاس آ تو بڑا بے ادب معلوم ہوتا ہی مین تجھکو تعلیم کر دون
جیسے ہی امیہ قریب آیا کہکشان نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او ناعیار اب کہان جائیگا مین نے

تجکو بہچانا امیر اسحر مجکو برابر خبر دیتا ہی مجکو پہلے ہی معلوم ہوچکا تھا جب تو لشکر مین آیا یہ کہکے ایک کنیز کو آواز دی ارے او نرگس اس عیار کو لیجا جہان جادوگرنیان قید ہین وہان اسکو بھی قید کر نرگس نے امیّہ کا ہاتھ پکڑ لیا لیکر چلی راہ مین امیّہ نے کہا ای ملکہ عالم اب ہم لوگون کے واسطے کیا ہوگا نرگس نے کہا پسر حمزہ گرفتار ہوا اور سبکو قتل کیا نمرود ہمارا بادشاہ بڑا سخت مزاج ہی جو کہتا ہی وہی کرتا ہی ان لوگون کے بارے مین حکم دے چکا ہی جو کہتا ہی وہی کریگا امیّہ نے کہا ملکہ مین تو غریب ہون اس شخص کے ساتھ چلا آیا آپ میرے بچانے کے لیے تدبیر کر دیجیے یہ کہکے کچھ اشرفیان نکالین کہا یہ حاضر ہین لے لیجیے میری جان بچائیے نرگس سوچی کہ اسکے پاس مال بہت کچھ ہوگا کنارے لائی کہا ای امیّہ مین سفارش کرکے تجھے چھڑوا دونگی پسر حمزہ نہ بچیگا امیّہ نے کہا اچھی جان بچے آقا خواہ قتل ہون خواہ بچین جب جنگل مین آئے تنہائی مین نرگس کو لیکر امیّہ باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے ایک ڈبیہ نکالی کہا یہ لیجیے اسکو کھول کر نہ دیکھیے ساری ہوشیاری کی جان ہی اسکو کھولیے کا نہین بعد دو چار دن کے میری ڈبیہ مجکو پھیر دیجیے گا نرگس نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مین ایسے ضرور دیکھونگی امیّہ نے کہا یہ تو وہ تحفہ ہی جسکا مثل دنیا مین نہین ہی جون جون امیّہ دیکھنے کو منع کرتا ہی اسکا اشتیاق بڑھتا جاتا ہی نرگس نے کہا مین اسکو کھولتی ہون امیّہ نے ہر چند منع کیا مگر اسنے نہ مانا جیسے ہی ڈبیہ کو کھولا ایک دھوان نکلا اتنے مین نرگس بیہوش ہوکر گری امیّہ کھینچ کر کنارے لایا کپڑے اور زیور اتار لیا دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی کنارے اسکو ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل نرگس بنکر تیار ہوا طرف بارگاہ کہکشان کے چلا راہ مین دیکھا ایک خیمہ ہی اسپر چند ساحر نگہبانی کر رہے ہین پوچھا یہ کیا مقام ہی اور یہان کون قید ہی جادوگرون نے کہا نرگس دیا قوت و سلیم اسی مقام پر قید ہین امیّہ خاموش ہو رہا کہ پلٹ کر سمجھونگا خیمہ کہکشان پر آیا کہکشان نے پوچھا کہ ای نرگس اسے قید کر آئی ہو تو اپنے کام مین مصروف ہو کل تو بڑی لشکر کشی ہوگی دیکھیے کیا ہو نرگس نقلی نے عرض کی حضور ایک ایک سحر مین مسلمانون کو پامال کرینگے پسر حمزہ کو پکڑ لائینگے سب کے پہلے صف اوّل پر مین ہی جاکر مقابلہ کرونگی کہکشان نے کہا ای نرگس ایک سحر ایسا کرون کہ سبکے سر اڑ جائین امیّہ نے عرض کی آج صبح سے میرا جی بھری مین رہی شراب پینے کی مہلت نہ پائی

کام گر حکم ہو ایک گلابی کنیز بھی پی لے یہ کہکے گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا چاہا کہ پیے مُنھ مین طمانچہ مارا کہا کیا بے ادبی ہی مالک کے سامنے پہلے کنیز کیونکر پیے پہلے حضور نوش فرمائین کہکشان نے کہا نرگس تم پیو یہان کوئی تکلف نہین ہی نرگس نے جام شراب نوش کیا دوسرا جام لبریز کیا آنکھ بچا کر بیہوشی ملائی جام پیش کیا کہکشان نے ہرچند انکار کیا مگر نرگس نے نہ مانا جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا میرا دل اُلجھتا ہی گھبرا کر اُٹھی بیہوشی اثر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری اُمیّہ خنجر پکڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا گردن پر رکھکر کھینچا کہ سر جدا ہوا اندھیرا ہو گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کُشتی مرا نام من کہکشان جادو بود مار کر کہکشان کو اُمیّہ بھاگا قید خانے پر آیا جان نثار جادو وہان نگہبان ہی پکار کر پوچھا نرگس کہان سے آتی ہو نرگس بیٹھ گئی کہا اے جان نثار اب کل مقابلہ ہی پسر حمزہ کو گرفتار کرینگے باتین کرتے کرتے کہا روپیہ ہمسے لو شراب منگاؤ تم بھی پیو ہم بھی پین ملازم اُسکے دوڑ کر لالئے نرگس نے سب کو شراب پلائی جب سب بیہوش ہو کر گرے اُٹھکے اُمیّہ نے جان نثار کا سر کاٹا اور جادوگرون کو قتل کیا قید خانے مین گھسکر تینون کی زبان سے سوزن نکالی کہا بلند پروازی کرکے نکل چلو تینون جادوگریان ترتیب کے بلند ہوئین لشکر کو دیکھکر ماش کے دانے پھینکے کسی کا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا پتھر برسا کوئی روکنے والا نہین جسطرح جی چاہا اُسطرح سحر کیا دس بارہ ہزار جادوگر لشکر نمرود کے مارے گئے نمرود اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ یکایک کان مین آواز آئی کُشتی مرا نام من کہکشان جادو بود گھبرا کر نمرود اُٹھا جب اور اور جادوگرون کے مرنے کی آواز آئی کہا رے دریافت تو کرو یہ کیا سحر کہ ہی ہرکارے گئے دوڑے ہوے آئے کہا حضور عیّاران بدیع الزمان نے کہکشان کو مارا جان نثار جادو کو بھی قتل کیا قیدیون کو اپنے رہا کر لیا وہی جادوگر آسمان سے سحر کر رہے ہین ہزارہا جادوگر مارے گئے اور سحر پھینک رہے ہین یہ سُنکر نمرود اپنے مقام سے اُٹھا باہر آکر دیکھا یاقوت و نرگس و سلیم مثل شعلۂ جوالہ آسمان پر چمک رہی ہین جب جی چاہا ماش کے دانے گولہ ترنج و نارنج پھینک مارا ملازمان نمرود وجہ قصد کرتے ہین انکا سحر اُن تک نہین پہونچتا نمرود نے یہ دیکھتے ہی گولہ جھولی سے نکالا نرگس پر پھینک مارا خوش نگاہی نرگس کی گم ہوئی آواز دی اے یاقوت جادو سحر نمرود کا

چل گیا آنکھون سے نہین سوجھتا ہر مین زمین پر گرا چاہتی ہون نہ سحر کا بنا سکتی ہون سلیم نے جھپٹ کر کمین
نرگس کی ہنچہ دیا لیکر بلند ہوئی یاقوت نے کچھ سحر کیا لیکر نرگس کو نکل گئین نمرود پلٹا ہتول رفقہ
کہکشان آکر دیکھا پھر جان نثار کو مرا ہوا پایا بہت جھلایا حکم دیا طبل جنگ بجے تیاریان ہونے
لگین نمرود ہو مخانہ مین آکر بیٹھا سحر آراستہ کرنے لگا اوّل ابر سحر بنایا اُسمین چھریان کٹاریان
بھرین رال کے گولے تیار کیے آخر اپنے خیمے سے نکلا کہ اتنے مین شہنشاہ زرین آفتاب بانیزہ خطوط
شعاعی ہاتھ مین لیکر تیغ ضو کو حمائل کرکے توسن چرخ زبرجدی پر سوار ہو کر فوج ضیا و شعاع کو
کو ساتھ لیکر وارد میدان کارزار ہوا نمرود حیران ہو کہ پسر حمزہ کس بھروسے پر میدان مین آتا
ہو اُسکے عیار نے میرے ملازمونکو مارا اُسکا زور دیکھ لیا اب کیا منھ لیکے یا بدولت کے مقابلے
مین آتے ہین افسوس شرماتے نہین یہ کہتا ہوا میدان کارزار مین آیا اَسّی ہزار ساحر و غیر ساحر
پشت پر ہین ایک ایک اُنمین ساحری عہد جمشید زمان میدان مین آکر پہونچا لشکر بدیع الزمان
کبھی بڑے کر و فر سے آیا دونون لشکر میدان مین آکر ٹھہرے نقیب نقابت کرکے ہٹے نمرود نے
مرکب بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
نکلے بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا یاقوت و نرگس و سلیم دوڑ پڑین کہا کہ ای شہریار
آپ مقابلے مین نہ جائین کنیزین برلے جانبازی حاضر ہین بدیع الزمان نے فرمایا میرا ہی
جانا مناسب ہو تم لوگ تامل کرو نرگس نے نہ مانا رخصت لیکر بدیع الزمان سے سامنے
نمرود کے آئی آپس مین دو چار سحر چلے تھے کہ نمرود نے گولہ مارا اور زمین پر دو پتھر مارا نرگس
کے گرد و گرد ہو گئی نرگس تڑپ کر نکلی بلند ہوئی آسمان سے آکر ایک گولہ مارا قریب نمرود کے
آکر پھٹا کچھ گھنگے سے پیدا ہوے نمرود اُنکی جانب دیکھنے لگا نرگس نے دو تین سحر ایسے کیے
کہ نمرود مبہوت ہو گیا چاہتا ہو کہ خدمت مین بدیع الزمان کے جاؤن لیکن پھر رک جاتا ہو
نرگس نے اپنے کو گرایا اور گولہ مارا گولہ سامنے آکر نمرود کے پھٹا دھوان اُس سے نکلا نمرود
کا عجیب حال ہوا معلوم ہوتا ہو آنکھون سے نہین سوجھتا آخر جھولی مین ہاتھ ڈال کے سرمے دانی
نکالی سرمہ آنکھون مین لگایا اب آنکھون مین روشنی ہوئی زمین پر ایک دو پتھر مارا غبار پیدا
ہوا نرگس زمین پر گری بیہوش ہو گئی نمرود چاہتا تھا گرفتار کر لون بدیع الزمان نے

گھوڑا ڈال دیا نعرہ کیا او نمرود مردود خبردار اس پر بھی نہ ڈرا لنا اس جگہ ہی پر گھوڑا ڈال دیا نمرود
جھکنے نہ پایا تھا کہ بدیع الزمان نے آکر نرگس کو پشت پر لیا سینہ سپر کر کے مقابلہ کیا نمرود
جمال جہان آرا سے بدیع الزمان دیکھ کر حیران ہو گیا کہا ای شہریار اگر آپ میری اطاعت کریں
چالیس ملک کا حاکم ہوں آپ کو بادشاہ کروں بڑے مرتبے بڑھاؤں بدیع الزمان نے کہا کیا
بیہودہ بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر ای نمرود ہمیں ہوس سلطنت نہیں خواہش ترقی دین اسلام
ہم اسی کد و کوشش میں ہمارا نام ہے نمرود نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کچھ قطرات خون بھی
اپنے جسم سے شریک کیے بدیع الزمان نے فوراً تعویذ چمکایا بدیع پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مرکب
مہمیز کیا نقش کو جو سامنے نمرود کے چمکایا نمرود کی آنکھوں میں اندھیرا آیا اوپر سے
بدیع الزمان نے ہاتھ مارا کہ نمرود کے دو ٹکڑے ہوئے اہل فوج نمرود نے گریبان
پھاڑ ڈالے اور یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ چراغ ملک نمرود یہ گل کر دیا ہے حمزہ کو مار لو
چہار جانب سے سحر کرتے ہوئے دوڑے بدیع الزمان پر تلوار کھینچ کر چلا پہلے نرگس کو ہوش
آیا یاقوت و سلیم و نرگس پر تینوں جادوگرنیاں لشکر نمرود پر آ پڑیں تلوار چلنے لگی سحر ہونے
لگا ملازمان بدیع الزمان لڑتے بھڑتے قریب قلعہ نمرود پہ کے پہونچ چاہتے ہیں خندق
فراخ کر ملازمان نمرود ستیاہ ہوئے خندق لاشوں سے پٹ گیا بدیع الزمان خندق فرا کر
برابر پھاٹک کے آئے پھاٹک کو گرز سے توڑا اندر قلعے کے آئے دو گھڑی قلعے میں بھی تلوار چلی آخر
سب فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار امان دیجیے بدیع الزمان نے تلوار روکی جادوگر مطیع ہوئے
اب بدیع الزمان نے قلعے پر قبضہ کیا مال بہت کچھ نکلا سرداروں سے کہا جلد تیاری کرو تا کہ
ہم اپنے کو سرحد ہفت پیکر میں پہونچائیں تب ہمارے دل کو خوشی حاصل ہو ایک شب
اس قلعے میں رہے صبح کو یاقوت و نرگس و سلیم نے دو لشکر تیار کیے ایک زمرد نگار اور ایک
یاقوت نگار ایک داہنے ایک بائیں بیچ میں لشکر بدیع طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے

دو کارہ داستان شوکت بیان رستم نوجوان فرزند رشید صاحبقران صاحب ہمت بلند اقبال
بن عمرو وارد طلسم ہفت پیکر ہونا [illegible]

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ طبع رسا بر سر کد ہوئی
ہر اک نخل سر سبز و شاداب ہے
کہ صحرا پہ اب ہے گمان چمن
کہ ترچھی کلہ سر پہ لالے کے ہے
گلستان میں بلبل نے چرچہ کیا
اکڑتا ہے پھر سرو نو خاستہ
ہے پھولوں سے پُر صحن چمن
بہار گلستان کے ہیں زور شور
عنا دل کو گلزار میں عید ہے
یہ اٹکھیلیاں آگئیں دہر میں
کہیں پر ہے بیلا کہیں موتیا
گلابی اٹھا ساقی سیمبر
لکھوں داستان جلالت نشان

کہ پھر آگئی رنگ پر داستان
بہار آگئی یہ یقین ہو گیا
دل عاشق زار بیتاب ہے
بہار آگئی گلشن دہر میں
اسے منزل عشق کرنا ہے طے
مجھے دید گل کی تمنا ہوئی
اُدھر باغ کا کھل گیا راستہ
جو پھولوں کے ہر جا پہ انبار ہیں
چہکتے ہیں طائر تو رقصاں ہیں مور
کہیں نرگس باغ مستانہ وار
نگہبان ہیں باغبان دید میں
جو قمری کی کوکو سے سر پھر گیا
کہ میکش سنائیں خوشی کی خبر

بہار مضامین کی آمد ہوئی
فرحناک تھا باغ میں ہو گیا
یہ ہے سبزہ سبزہ جان چمن
یہ مضمون ہے مشہور ہر شہر میں
جو پھولوں سے گلزار سارا بھرا
نہالان گلشن کی شوخی بڑھی
عنا دل ہیں گلزار میں نغمہ زن
یہ آنکھوں میں نرگس کے بھی جالے ہیں
زمین چمن قابل دید ہے
دکھاتی ہے آنکھوں کی اپنے بہار
کہیں رائے بیل اور کہیں موگرا
تو سرو چمن آنکھ سے گر گیا
قلم رنگ پر آگئی داستان

چہرہ ۵ رستم دلاں سپاہان کارزار و سہراب و شان تہور شعار

اس داستان شوکت بیان کو صفحہ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہیں شعر کجا بود مرا اکنون قدم کجا عنان سخن شد ز چنگم رہا ٭ دگر بارہ در گفتگو آمدم ٭ بدیدار ترسیکان تکو آمدم ٭ نشست خود آرم دگر بار جہت بفرمان حی الذی لا یموت ٭ جب رستم پیل تن نے فرزند کے ہفت پیکر پرست ہونے کی خبر پائی نہایت بیتاب ہوئے اسی شب کو سماک بلدرانی سے کہا کہ خواجہ زادونکو بلاؤ خواجہ زادے بارگاہ رستم میں آئے رستم نے خلعت دیا اور کہا ملاحظہ فرمائیے کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کسکے نام پر ہے خواجہ زادون نے تختۂ تعقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصہ دراز کے کہا کہ شہزادگان کی فتاحی طلسم ہفت پیکر حضور کے نام ہے لیکن حضور جس روز کوچ کریں اوّل طرف سفر کے روانہ ہوں چہار چہار و دنکار آپ کو طلسم ہفت پیکر میں پہنچائیگا راستہ اصل پایا جائیگا رستم نے کشتیان جواہر کی دیکر خواجہ زادونکو رخصت کیا سماک سے کہا رات کو نقل مہلو آلا کر دربار مکرد نے لشکر

تیار کیا سماک بلدانی بن عمرو منتظم کار تھا آخر طرف مغرب کے کوچ کیا تیسری منزل تھی کہ صحرا سے گرد اڑی بہتان شراب خوار تین لاکھ فوج سے آتا تھا رستم کو دیکھکر بہتان اسی مقام پر اترا دریافت کیا بیٹا صاحبقران کا طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتا ہی کہلا بھیجا کہ آکر خدمتگزاروں مین حاضر ہو ورنہ وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمھارے حال پر گریہ وزاری کرینگے اور مجھے ذرا ترس نہ آئیگا رستم نے پیغامبر کو نکلوا دیا یہ خبر جو بہتان کو پہونچی غصے مین طبل جنگی بجوایا کہتا تھا دیکھو پسر حمزہ سے کیونکر پیش آتا ہون ہمراہی کہ رہے ہین کہ حضور نامی گرامی کا فرزند ہی آخر بھاگ جائیگا آپ کی شمشیر کی تاب نہ لائیگا کیسے کیسے پہلوان مارے کیسے کیسے دیو للکارے آپسے کون لڑ سکتا ہی ان باتون کو سنکر بہتان بہت خوش ہوتا ہی کہتا ہی یارو صبح کو میدان مین قیامت برپا کرونگا پسر حمزہ کی مشکین باندھکر لاؤنگا اگر اسکے خلاف ہو پہلوان دوران نہ کہنا رستم نے نا بدولت کے نام سے کفن مین منھ چھپایا نہنگان دریا و شیران صحرا اون کو آکر بندگان لات و مناۃ کو کھا جاتے شرب مہلت نہ پاتے نہنگان دریا نے نابدولت کے نام سے چادر آب کو منھ پر کھینچا شیران دشت و ان صحرا مین مخفی ہین صرف نابدولت کا خوف ہی ورنہ آفت برپا کرتے شب بھر اسیطرح بلبلایا کیا بوقت سحر اکڑتا ہوا میدان مین آیا موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی جب لقیب نقابت کرکے ہٹے گینڈے کو بڑھایا میدان مین آیا فنون سپاہ گری دکھانے لگے جب خوب غرق عرق ہوا دو سپر دلیے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پکار کر آواز دی ای فرقہ خداپرستان جسے تمنا مرگ کی ہو نکلے آکر مقابلہ کرے رستم جانے چاہتا تھا کہ گھوڑا اڑا کر نہنگ بچہ دریائی نے گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا بہتان سے سنگا و رچلی نہنگ بچہ دریائی کو دیکھکر حیران ہوگیا گھبرا کے پوچھتا ہی ای جوان تو نے پسر حمزہ کی کیون اطاعت کی نہنگ بچہ دریائی نے کہا ہمین آقا نے زیر کیا کیون نہ اطاعت کرتا بہتان نے کہا ای جوان کیونکر پسر حمزہ نے تجکو زیر کیا نہنگ بچہ دریائی نے کہا آقا میرے رستم نے چند پہلوانون کو ساتھ لیکر مرزوق شاہ فرنگی پر لشکر کشی کی تھی میرا ملک راہ مین تھا وہ بدعت ناقص میری کہ راستہ بند تھا جب آقا سے لوگون نے کہا تب آقاے نامدار نے فرمایا کہ ہم اسی راستے سے جائینگے مین سنکر نکل آیا میرے مزاج مین وحشت بھی تھی اس رنگ مین رستم سے

لڑ کر خون کا دریا جسم سے بہ رہا تھا مگر اُس شیر دلیر نے کسی مقام پر کمی نہ کی آخر مجھے زیر کیا مین اُنکی خدمت
مین حاضر رہتا ہون میرے بھی ملک کے سپہ سالار اُنکے ساتھ ہین سرفتنۂ ملک فرنگستان لقب
ہے آج بہرام فلک کی مجال نہین کہ اُنسے آنکھ ملائے اور ایک زور ہمارے آقا کا مشہور ہے
کہ لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران جنکو فرزندان حمزہ چچا کہتے ہین اُنکو تنہا اُٹھا لیا
لیکن قربان جرأت صاحبقران کہ ایسے فرزند کو زیر کیا ان باتون کو سنکر بہتان دنگ ہو گیا
جی مین اپنے کہتا ہے کہ عجب شخص سے مقابلہ پڑا دیکھیے کیا ہو عرصۂ دراز تک سنانین نہنگ بچہ دریائی
سے رہین بعد اُسکے نیزہ چلنے لگا نہنگ بچہ دریائی نے نیزہ اُسکا توڑا بہتان نے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا نہنگ نے گردہ سپر کا سر پر کھینچا اوپر سے بہتان نے ہاتھ مارا سپر کٹی خود کو کاٹکر
تا دو ابرو تیغہ پہونچا نہنگ بچہ دریائی نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کے سر سے نکلا سر کے
زخم کو جو اسطرح نہنگ نے دیکھا گینڈے کو پیچھے ہٹایا بہتان تلوار کھینچے ہوئے قریب
پہونچا ہاتھ تلوار کا مار دیا گینڈے کا سر اُڑ گیا نہنگ بچہ دریائی گرا بہتان کود کر لپٹ گیا
نہنگ بھی لڑنے لگا سر پر زخم کاری تھا لنجھیا لنجھیا کے لڑنے لگا ایک مقام پر بہتان
ریل کر لیچلا تھا نہنگ پلٹا پیر جو بڑھائے وہان پر موش خانہ تھا دونون پانون نہنگ
کے موش خانے مین جا پڑے بہتان نے جو ہاتھ مارا گول نہنگ بچہ دریائی کا اُتر گیا
بہتان نے اُسی حال مین نہنگ کی مشکین باندھ لین اپنے دربار مین لایا رفقا سے صلاح
کی کہ اس جوان کے بارے مین کیا کرون سب نے کہا اپنے ملک مین لیچلیے وہان چلکر سوال
ہفت پیکر پرست ہونے کا کیجیے اگر مانے تو بہتر ورنہ قتل کیجیے گا یہ رائے بہتان کو
پسند آئی ایک نامہ بنام رستم لکھا کہ ای رستم ہفت کوہ کہ مقام سکونت بادولت کا ہے
تمھارے سردار کو لیے جاتے ہین اگر اسنے ہمارا مذہب اختیار کیا آبرو پائیگا ورنہ قتل
کیا جائیگا ایک ہرکارہ کو بلا کر یہ نامہ دیدیا کہ یہ رستم کو پہونچا دینا اور اُسیوقت تیاری کی
فوج اپنی لیکر روانہ ہو گیا رستم پہلے اپنی بارگاہ مین آئے لشکر واسطے نہنگ بچہ دریائی کے
پریشان سمک سے کہا ذرا دریافت کرو کہ کیا صورت گذری سمک نے ہرکارے روانہ کیے
کہ خبر دریافت کر کے لاؤ ہرکارے بھاگے یہان سردارون نے رستم سے کہا زائچہ کو

حریف روانہ ہوگیا رستم کو بڑا تردد ہوا فرمایا کہ نہین معلوم ہمارے سردار پر کیا گذری سماک
جلد خبر منگا اگر میرے سردار کا ایک موے جسم بھی کم ہوا تو تجھے سمجھونگا سماک نے پھر اُسی وقت
اور ہرکارے روانہ کیے صبح کو رستم بیٹھے ہین کہ ملازم نے آکر وہ نامہ جو بہتان دے گیا تھا اُسکی
خدمت مین رستم کی پیش کیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر بہت گھبرائے پیشانی پر پسینہ آگیا زانو
پر لینے لگے تردد مین بیٹھے ہین لیکن بہتان جو اپنے مقام پر پہونچا قلعہ ہفت کوہ اُسکا نام ہی
اُسکی یہ کیفیت ہی کہ سات پہاڑ ایک مقام پر آکے ملگئے ہین سات پہاڑ ایک کے بعد ایک
واقع ہوا ہی ساتوان پہاڑ نہایت بلند و مرتفع ہی اُس مقام پر آکے مسند پر بیٹھا کہا اُس
پہلوان کو لاؤ کشان کشان نہنگ کو لیکر سامنے بہتان کے لائے نہنگ نے مثل اہل اسلام
کے سلام کیا بہتان نے منہ پھیر لیا نہنگ نے کہا ہم اپنے سردار ونکی کیا حقیقت جانتے
ہین مکر سے ہمکو گرفتار کر کے لایا اُسپر یہ غرور اور نامردی جو تجھسے ہوسکے وقصور نہ کر بہتان نے
حکم دیا اس جوان کو نخل مین اُلٹا لٹکا دو جب مذہب خداوند قبول کرے قید سے رہا کرو
اور جب تک نہ قبول کرے نخل مین برابر لٹکا رہے ہرکارے اہل اسلام کے یہانتک
پہونچے اور یہ معرکہ دیکھکر بھاگے کہ آقا کو خبر جاکر پہونچائین یہان رستم سر بہم بیٹھے تھے
کہ ہرکارون نے سب خبر مفصل آکر عرض کی کہا نہنگ کو نخل مین لٹکا دیا ہی دیکھیے اب
کیا ہو ہر ایک کو تردد ہی کہ اُس جوان پر کیا گذری رستم نے خبر سنتے ہی آہ کی اور سینے پر ہاتھ
مارا کہا اُس بہادر کے ساتھ یہ مفرور یون پیش آیا مین بھی دیکھو اب کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکے
پشت اسپ بالا کبود پر سوار ہوے طرف قلعۂ ہفت کوہ کے چلے وہ مرکب جو کبھی چھوند نا
نہ چھوایا تھا آج کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہی گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا جاتا ہی یہان بہتان بیٹھا ہوا ہی
نہنگ بیچارہ ہوائی نخل مین لٹکا ہوا ہی بہتان پکار پکار کے کہہ رہا تھا اے نہنگ خداوند
ہفت پیکر کو سجدہ کرو ورنہ جان نہ بچیگی نہنگ نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے
ہوسکے قصور نہ کر دربارگاہ پر ہلڑ ہوا گھبراکر بہتان نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی جو جاتا ہی وہ پلٹکے
نہین آتا اسپر اور زیادہ جھلا رہا ہی کہ جو وہان جاتا ہی پلٹ کے کیون نہین آتا کیا وہان جاکر مرجاتا
ہی آخر اُٹھ کھڑا ہوا ٹہلنے لگا اب کوئی پہلوان کچھ نہین کہتا سب خاموش ہین بہتان ٹہل رہا ہی

کہ ہنگامہ زیادہ ہوا ایک شیر کی آواز آئی نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب ہلاکت علمشاہ جنگجو رستم لقب بہادر
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور باہ کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور باہ بہتان نے حیران ہو کے کہا یہ کون
ایسا زبردست ہے کہ ہمارے مکان میں یہ ہنگامہ کر رہا ہے یہ کہکے چاہا بڑھیں کہ دیکھا ہزاروں آدمی
بھاگے ہوئے آتے ہیں سر برابر برس رہے ہیں جسنے پلٹا کر سنا کیا لپک کر آنکے ہاتھ مارا
کر دو ٹکڑے ہوئے چالیس پچاس ہزار جوان ٹکڑے ٹکڑے ہیں مارے دریا سے خون
بہا دیئے لاشے تڑپ رہے ہیں اب جونگاہ اٹھا کے بہتان نے دیکھا رستم علمشاہ
شیرانہ ہنگامہ لڑ رہے ہیں لڑتے لڑتے آگئے بہتان نے زنجیر دلنے کمر باندھی اور سلاح جسم پہ
آراستہ کیے آگے بڑھا آواز دی او پسر حمزہ یہ سامنے ابدولت کے بیادبی علمشاہ گھوڑے پر
سے کود پڑے اول قریب اس نخل کے پہونچے کہ جہاں نہنگ بچہ دریائی لٹکا تھا درخت
قلم کیا نہنگ کو روک لیا رستم نے قید جسم سے نہنگ کے دور کی زمین پر پکڑا کیا نہنگ نے
کبھی ایک جوان کو مار کر تیغہ لیا آگے رستم غضب میں نہنگ اب یہ دو شیر لڑتے ہوئے جاتے
ہیں پرے کے پرے الٹ پلٹ کر دیے رستم جھپٹ کر قریب بہتان کے پہونچے جیسے ہی رستم
قریب پہونچے بہتان نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا جیسے ہی تیغہ
سر پہ چمکا سپر کو چہرے کی پناہ کیا کئی وار اسطرح رستم نے روکے چوتھی مرتبہ آواز دی او مکار
تیری قضا قریب آگئی تیغہ کیستان بنام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا اژدہا غار سے بل کر کے
نکلا خبردار خبردار کہکے بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ تلوار کا مارا بہتان نے سپر کو اٹھا دیا تلوار جو
پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب جو تیغہ تڑپ کے گرا سر سے کلے و جبڑے کو کاٹا یا قبہ سپر چمکا تھا
یا زمین میں جاکے تلوار نے بوسہ دیا غل یہ ہوا کہ بہتان مارا گیا چار طرف سے لوگ دوڑ پڑے
علمشاہ کو گھیر لیا مگر رستم ہنگامہ لڑ رہے ہیں چاہتے ہیں کہ ہفت کوہ سے نکلوں مگر وہ لوگ
نہیں نکلنے دیتے چہار جانب سے بلوہ ہے چاہتے ہیں رستم کو قتل کریں جو پہلوان آیا رستم
نے اسکو واصل جہنم کیا کوئی وار خالی نہیں جاتا چہار طرف سے پہلوان رستم کو گھیرے ہوئے
ہیں تلواریں مار رہے ہیں علمشاہ جسطرف پلٹ پڑے صف کو ویران کر کے پلٹے نہنگ لڑ رہا ہے
کہ بیرون کوہ سے نعرہ ہوا صنم آلا گرو مالا گرد فرنگی طنبور گڑ گڑ اٹے پلٹنیں لہرا گئیں

اندر درِ کوہ کے گھس آئے چالیس افسر جو اندر آئے علمشاہ کو گھیر لیا لڑتے بھڑتے بیرون کوہ لیچلے
ارادہ ہی کہ باہر لیجائین کفار روک رہے ہین چاہتے ہین انکو نہ جانے دین جسکر تلوار جو چلی ہزارہا
کفار مر کر گرے خون کا دریا بہا دیا مرکب کو ملازمان علمشاہ نے تھام لیا پیدل لڑ رہے ہین
دو پہر کامل تلوار چلی تیسرے دروازے پر بمشکل علمشاہ پہونچے ہین کھڑے جھوم رہے ہین
چہار طرف سے کافرون کے وار چل رہے ہین رستم نے جسکو روک کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے کئی پہلوان اُسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے چاہتے ہین لڑ بھڑ کر باہر نکلون کہ ایک صدا
مہیب کان مین آئی کہ او جوان اب باہر نکلنا چاہتا ہی یہان سے نکلنا دشوار ہی کہ کوشش بیکار ہی
یہ سُنکے علمشاہ نے دیکھا کہ سماک یادراتی ایک مقام سے دیکھ رہا ہی کہ آقا لڑ رہے ہین ایک
برق چمکی اُس برق سے ایک پنجہ پیدا ہوا کمر مین علمشاہ کی ڈالا پڑتے ہی سے اُڑا آلا گرد نے کہا
ای سماک آقا کو کوئی لیے جاتا ہی سماک نے کہا مین جاتا ہون گھوڑا آلا گرد کو دیا آپ اُسی
جانب دوڑا چاہتا ہی قریب آقا کے پہونچون اس آفت آسمانی سے بچاؤن مگر ممکن نہین ہوتا
جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی حیران کہ ای سماک کیا کرون آقا سے نامدار کو کیونکر چھڑاؤن
یہان آلا گرد و مالا گرد لڑتے ہوئے باہر نکلے فوج دشمن نے فرار پر قرار کیا سب لشکر
علمشاہ کا اُسی مقام پر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی سب سردار آکر بیٹھے یہی باتین ہو رہی ہین
کہ آقا کو کون لیگیا شاید کوئی ساحرہ یا ساحر اُس درے مین رہتا تھا وقت پر آکے لیگیا
خدا ہمارے آقا کو ہمسے ملائے مگر سماک جو عقب مین چلا تھا دیکھا جنگل مین چہار دیواری
باغ کی ہی اُسمین پنجہ علمشاہ کو لیکر اُترا سماک بھی پہلوے باغ پر آیا دیکھا ایک بڑی گہری ہی
اُسمین بڑی بڑی سلاخین لوہے کی لگی ہین سماک نے بیٹھ کر سلاخین کاٹین اندر باغ کے
داخل ہوا یہ نہین پایا جاتا کہ رستم کہان ہین آکر ایک جھاڑی مین چھپا دیکھ رہا ہی چبوترہ
جو باغ کا ہی اُسپر فرش بچھا ہوا ہی ایک ساحرہ تاج سر پر نہایت حسین و جمیل بیٹھی کہ رہی ہی
کہ ارے اُس ظالم کو لاؤ دو کنیزین گئین رستم کو لیے ہوئے سامنے آئین کنیزون نے عرض
کی ای ملکہ رنگین ادا خطا تو اس سے بڑی ہوئی کہ آپ کے عاشق کو مارا ہم یہ عرض کرتے
ہین اسکی خطا معاف فرمائیے رنگین ادا نے منھ پھیر لیا اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی

کہ

مین اپنی جان دونگی یہ کہکے گریبان مین رستم کے ہاتھ ڈالا کہا کیون ظالم تونے غضب کیا میرے
عاشق کو مارا اب چاہنے والا کہان ملیگا مین ابھی تجھکو قتل کرونگی یہ کہکے آواز دی ارے کوئی
حاضر ہی دو جلاد قوم کے زنگی تیغہ ہاے برہنہ ہاتھ مین لئے ہوے آئے شعلہ نگین رنگانے لگے
رنگین ادا نے اشارہ کیا دونون جلاد تلوارین کھینچکر چلے آمادہ تھے مین ادھر کہ عالم حکم اوّل
ہی سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے سمک دل مین جو یہ سحر کردیا گھبرا گیا کہ اگر ایسا نہ ہوا آقا قتل ہو جائین تو غضب ہو
حیران حیران اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایک کنیز واسطے رفع حاجت کے آئی سمک نے اُسے بیہوش
کرکے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا سامنے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم آج صحبت کیا
بے نمک رہیگی شراب ضرور منگائیے رنگین ادا نے اشارہ کیا شراب مینا خانے سے لاؤ کنیزین
جاکر مینا خانے سے گلابیان شراب کی لائین سمک نے گلابی ہاتھ مین لی شراب مین بیہوشی ملائی
محفل مین لیکر آیا جلادون سے کہا ٹھہر جاؤ ابھی اس جوان کو قتل نکرو جلاد ہٹے سمک نے
جام شراب سے لبریز کیا رنگین ادا کے سامنے پیش کیا رنگین ادا نے ہاتھ بڑھا کے جام لیا
چاہا پی جاؤن کہ جام تڑاق سے ٹوٹا معلوم ہوتا ہے کہ بازو پر جو پتلی بندھی تھی اُسنے کچھ اشارہ کیا
اُسکے اشارے سے جام دو ٹکڑے ہوا رنگین ادا نے ہاتھ ہلایا پوچھا ارے تو کون ہے فوراً
رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اڑ گیا پاؤن زمین نے تھام لیے رنگین ادا نے
آواز دی او ظالم اب تجھے کچھ معلوم ہوا ہم ہمہ دان و ہمہ گیر ہین رہنے والے سرحد طلسم ہفت پیکر
کے ہین صاف بتلا کہ تو کون ہے جب نیچا لیکر رنگین ادا دوڑی تو سمک تحسین کرنے لگا کہا حضور
یہ جوان جسکو آپ لائی ہین اسکا عیار ہون سمک بن عمرو میرا نام ہے یہ سنتے ہی رنگین ادا
نے کہا ان دونون کو قید کرو کنیزون نے کہا یہ ظالم کیونکر آیا ایک کنیز نے عرض کی واری
معلوم دیتا ہے جب آپ اسکے آقا کو لیکر چلین یہ بھی حضور کے نشان پر چلا آیا آنا کیا مشکل ہے
عیار فوراً پہونچ جاتے ہین آخر آہنگر کو بلایا دونون کو مسلسل و مطوق کیا اور حکم دیا ان دونون کو
قید خانے مین لیجاؤ کشان کشان کنیزین لیچلین رنگین ادا بہت روئی ابھی ان دونون کو
قید خانے تک لیکر نہ پہونچی تھین باغ ہی کے اندر ہین کہ آسمان سے ایک لکا ابر پیدا ہوا
اُس ابر سے ایک تخت نمایان ہوا تخت پر ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے پتھر کے بت بازو پر

منہ سے ہوئے اُسکو دیکھکر رنگین ادا دوڑی پکارتی ہوئی تمکو سامری سب آفتون سے بچائے میرا اسوقت تمھارے آنے سے دل بحال ہوگیا مین نہایت پریشان ہورہی تھی جی چاہتا ہے کہ گریبان چاک کرڈالون کہان اُس چاہنے والے کو ڈھونڈھون اُس تاجدار نے کہا ملکہ رنگین ادا آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین مفصل حال تو بیان کرو رنگین ادا نے سر جھکا لیا کہا ای فغفور کیا تجھسے بیان کرون کہ جو ہجوم غم ذالم ہی عجب معرکہ درپیش ہوا بہتان شراب خوار بہت کا میرا چاہنے والا جو فرمایش کی اُسکو ڈھونڈھ کے لاتا تھا میرا حکم بجا لاتا تھا اُسکا ملک میرے قبضے مین تھا میری علومت کل اُسکے قبضے مین ہفت کوہ مقام کیا سخت وصعب ہی اُنکے نام نامہ آیا کہ پسر حمزہ اسطرف آتا ہے اور کاہن ظاہر کررہا ہے کہ وہی طلسم کشا ہے اُسے گرفتار کرلاؤ بہتان فوراً روانہ ہوگیا وہان جاکے سردار کو اُسکے گرفتار کیا ہاے کیا کہون اُسکو لاکے درخت مین لٹکایا پسر حمزہ خبر سنکر دوڑا اُسکے اُسکے مقابلہ ہوا پسر حمزہ نے اُسکو قتل کیا مین وقت پر پہنچ گئی جنازہ اُسکا دیکھا قاتل کو پکڑ لائی میان عیار آگئے اب دونون کو گرفتار کیا ہے یقین ہے کہ اُنکے ساتھ والے بھی آئینگے سب کو گرفتار کرونگی اور قتل کرونگی ان عیارون کا چھوڑنا اچھا نہین جو قتل ہو وہی بہتر فغفور نے کہا ای ملکۂ عالم تمھین اختیار ہے ورنہ یہ کسکی مجال نہین کہ تمھاری عملداری مین آسکے ایک سحر کردون کہ زمین کانپ جائے جو دشمن جہان ہو آکر حاضر ہو ہر طرح قتل کرسکتے ہین رنگین ادا نے کہا بہت دشوار ہے فغفور نے کہا ایکہی سحر کردان سارا لشکر کھنچا ہوا چلا آئے میرا حکم بجا لائے کیا مجال جو حکم سے گردن تابی کرین رنگین ادا نے کہا ای فغفور ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ ملک نور افشان کیسا آباد رعایا دشاد ان مسلمانون نے جاکر اُسے تباہ کیا حضور شاہ دشمن پابھی کس زور و شور سے فتح کیا کیسے کیسے ساحر مارے گئے اب ادھر متوجہ ہوئے ہین دیکھیے کیا ہوا ابھی ابتدا ہے فغفور نے کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ مین تو ایکدن مین لڑائی فتح کرلونگا آپ ان سبکو جمع ہونے دیجیے دم بھر مین سمجھ لونگا رنگین ادا نے کہا ای فغفور جب وقت آئیگا تو بھاگے بھاگے پھروگے فغفور نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او رنگین ادا مردان عالم کہین پیچھے قدم ہٹاتے ہین شمشیر پر تلوارین کھاتے ہین رنگین ادا ہنسنے لگی کہا ای فغفور رخاموش رہو بہت ایلال ہوتا ہے وہ دل روتا ہے یہ کہکے آواز دی

ارے کوئی حاضر ہی کنیزین سامنے آئین کہا شہنشاہ کی خاطر کرو آج بعد مدت تشریف لاسکے ہین انکی خاطر واجب لازم ہی کنیزین دوڑین گلابیان شراب کی لائین جام لبریز کرکے سامنے فغفور کے پیش کیا فغفور نے کہا مین جام نہ پیونگا ہر چند کنیزون نے کہا مگر اس ملعون نے نہ مانا رنگین ادا نے کہا کیون صاحب کیون نہین پیتے فغفور نے کہا میرا دل نہین چاہتا ہی رنگین ادا نے کہا آپ کو پینا ہوگا مکان پر جاکے کیسے کوئی فسانہ ونہ برپا کیا کرو فغفور نے کہا ہم تو آپ کے چاہنے والون مین ہین خواہ مانیے خواہ نہ مانیے رنگین ادا بولی سکو پہچان لیا دشمنون نے ہکو تاکا کوئی بہانہ نہ آیا فغفور نے کہا ہم آج سے حاضر رہینگے جو ارشاد ہو بجالائین حکم مین فرق نہ آنے پائے رنگین ادا کو بڑا غصہ ہی کہہ رہی ہو صاحبو سب اپنی جان بچاتے ہین میان فغفور کو دیکھیے کیا باتین بناتے ہین فغفور نے کہا اے ملکہ رنگین ادا ہم خاص اسی واسطے آئے تھے کہ بہتان شراب خوار مارا گیا شب کو آج پہلو خالی رہیگا اسوجہ سے حاضر خدمت ہوئے تمھاری باتون سے اور ہی کچھ پایا جاتا ہی کسی سے وعدہ ہوگا جب تو ہمین نکالتی ہو یہی ارادہ ہی کہ ہم یہان نہ رہین جس سے وعدہ ہو وہ آئے شکر ہی کہ خداوند ہفت پیکر نے ہکو تمھاری محبت دی ہی تمھارے نام پر جان دیتے ہین رنگین ادا نے جواب دیا مین ایسی محبت سے بازآئی دس کنیزین موجود ہین جو آپ کے منھ مین آیا وہ آپ نے بک دیا تمھاری چاہت کا میرے دلکو یقین نہین آتا بس اب بہبود وہ نہ ہکو میرے باغ سے نکل جاؤ مین ایسے چاہنے والون سے بازآئی آپ تشریف لیجائیے یہ کہکے کنیزون نے اشارہ کیا کہ باہر باغ کے انکو کردو دو کنیزین اٹھین ایک نے جاکر ہاتھ تھاما کہا میان فغفور صاحب چلیے اتنا بڑا کلمہ جو کنیز نے کہا فغفور کو غصہ آیا کہا لو اور مزا دیکھو ہکو نکالنے آئی ہی یہ کہکے کنیز کو ایک طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا جیسے ہی سر کنیز کا اڑا کہ ملکہ رنگین ادا کو غصہ آیا گولہ جھولی سے نکالکر مارا گولہ جو پھٹا اُس سے برق چمکی برق شانے پر پڑی کہ شانہ نشانہ ہوا فغفور جھومتا ہوا بڑھا کہتا ہوا او گیسو بریدہ اپنے سحر پر بڑا نازہی بڑی شعبدہ باز ہی یہ کہکے ہاتھ ہلایا ایک طائر جھنکارین مارتا ہوا ظاہر ہوا اور یہ پکارتا ہوا واہ بی رنگین ادا میرے مالک کو آپ نے زخمی کیا رنگ جماؤن شعبدہ دکھاؤن اب تو بلا تکلف دونون مین سحر چلنے لگا رنگین ادا نے

ہاتھ ہلایا برق گری طائر کے دو ٹکڑے ہوئے طائر کا مرنا فغفور کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچکر چلا لیکن
کنیزون نے روکا تا پہ رنگین ادا بھاگنے دیا پھر دونون مین سحر چلنے لگا فغفور نے جو جھکر سحر کیا
کئی سو عورتون کے سر اُڑ گئے لاشے پڑے زمین پر تڑپ رہے تھے رنگین ادا نے جو دو صاحبون
کے لاشے دیکھے غصے مین جا پڑی دونون مین سحر چلنے لگا کہ آسمان سے ایک آواز آئی او نابکار
دشمن کو چھوڑ آپس مین لڑتے ہو دیکھا ایک ساحر سیہ فام آسمان سے ایسے کلمات سخت
کہتا ہوا آتا ہے کہ جیسے کوئی اپنے نوکر کو کہتا ہے فغفور سے آنکھ ملا کر آواز دی او بیحیا اب تو
رنگین ادا سے عذر کر ورنہ خراب ہوگا اور رنگین ادا سے آنکھ ملا کر آواز دی او گیسو بریدہ
ننگ خاندان یہ ہی چاہنے والے سے ہو باتین قدرت نے یہی تقدیر کی ہے کہ اگر ایک کی ایک
اطاعت نہ کرے مشکلین بالمنکر لاؤ رنگین ادا نے کہا مین تو اسکی اطاعت نہ کرونگی یہان تو
یہ ہنگامہ سماک اور ملکشاہ جو یہان سے کھڑے تھے سماک نے ایک کنیز کو اشارہ کیا بولا
تمہارا کیا نام اُسنے کہا سوسن زبان دراز میرا نام ہے سماک نے کہا بولا سوسن ذرا میرے
پاس آؤ تو مین حال مصیبت کا بیان کرون کنیز قریب آئی سماک نے کہا بولا یہ کمند تو ڈھیلی
کردو بہت زور سے کس دیا دل بیچین ہے جیسے ہی حلقہ ڈھیلا ہوا سماک نے تڑپ کے حلقہ ہائے
کمند سوسن زبان دراز کے گلے مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا حباب مار کر کنیز کو بیہوش کیا
اُسی کی شکل بنکر دوڑا وہ جو ساحر آسمان سے آیا ہے آتے ہی رنگین ادا پر سحر کر کے سحر بھلا دیا
رنگین ادا حیران کھڑی ہے فغفور کی طرف جو چلا فغفور نے گولہ مارا اس ساحر نے گولے پر ہاتھ
مار دیا گولہ پلٹ کے سینے پر فغفور کے پڑا فغفور شعلہ ہیزم خشک جلنے لگا جلکر خاک ہوا اب
رنگین ادا کی طرف وہ ساحر چلا منتظر ہوا کہ رنگین ادا کو گرفتار کرے ون پکارتا ہوا کہ او رنگین ادا
تجھے کچھ خوف نہین خدا وند سے نہین ڈرتی اس ذلت سے بچاونگا کہ بہت پچھتائیگی رنگین ادا
خاموش کھڑی ہے کچھ منھ سے نہین بولتی کنیزون نے سحر کا عطر سنگھایا عطر سونگھتے ہی اسکو
رنگین ادا کو ہوش آیا چہرہ متغیر ہوا چاہا کہ اُس ساحر پر جا پڑے ون سماک بشکل کنیز قریب
اُس ساحر کے پہونچا باتین کرنے لگا باتون باتون مین کہا دیکھیے ابر سیاہ اُٹھا کوئی ساحر آتا ہے
وہ پلٹا سماک نے حلقے کمند کے گلے مین ساحر کے ڈالدیے اور کہکر یہ پلٹا سماک نے حباب مارا

بیہوش ہو کے گرا سماک نے فوراً سر کاٹ ڈالا رنگین ادا کو سحر یاد آیا کہا اے سوسن تو نے بڑا کام
کیا ظالم سے اِس ظالم کے بچایا ورنہ مشکین باندھکر لیجاتا سحر تو بھلا ہی چکا تھا اصل کیفیت یہ ہی کہ
خداوند نے جان بچالی ورنہ مشکل ہوتی یہ سنکر سوسن نقلی نے کہا اے ملکۂ عالم سنو سماک بن عمرو
عیار علمشاہ ملکہ رنگین ادا یہ کار نمایان دیکھکر خوش ہو گئین اور فوراً حکم دیا کہ رستم کو لاؤ کنیزون
اسیوقت رستم کو لیکر حاضر ہوئین ملکہ نے سحر کیا تمام قید جسم سے رستم کے کٹکر گری اور کہا صاحب
تمنے دیکھا کہ سماک نے کیا کار نمایان کیا اور اب مین تمھاری کنیز ہون مطیع اسلام ہوئی ملکہ نے
رستم کا ہاتھ پکڑ لیا اندر بارگاہ کے لائین مسند پر بٹھایا اور سماک نے اپنا رنگ جمایا غزلین گا رہا
ہی کہ پہلوے باغ سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی دردرسیدہ یہ کہکے رو رہا ہی اے فلک کجرفتار واے
گردون غدار کبتک گردش دکھائیگا ہمارے مٹانے سے تجکو کیا ہاتھ آئیگا رستم نے کہا ملکہ یہ کون
روتا ہی کہ اسکے رونے سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی رنگین ادا نے کہا ایسی آواز کبھی میرے
کان مین نہین آئی ارے کوئی کنیز تو نہین روتی ہی کنیزون نے عرض کی باہر سے باغ کے رونیکی
آواز آتی ہی رستم اپنے مقام سے اُٹھے اور کہا اسکے دشمن کو قتل کرونگا یہ کہکے رستم گئے عقب
مین سماک اُسکے پیچھے رنگین ادا ساتھ ساتھ ہوئین رنگین ادا کہتی جاتی ہی اے شہریار سمجھکے
دریافت کیجیے گا باغ سے جو نکلے چاندنی پھیلی ہوئی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان
سے ہمسری کر رہے ہین ایک شخص ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہوا غریو کر رہا ہی لوگون کو جاتے
ہوے دیکھا چاہتا ہی کہ نخل مین چھپ جاؤن کہ علمشاہ نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا
اُس جوان نے بھی مثل اہل اسلام کے جواب سلام دیا علمشاہ آکر قریب بیٹھ گئے کہا اے
جوان تیری صداے دردناک نے عیش وراحت کو منغص کردیا کیا رنج و ملال ہی ظاہر کرو
کیا خیال ہی اُسنے کہا اے شہریار حال قابل کہنے کے نہین ہی کیا کیفیت اپنی بیان کرون آپکو
ملال ہوگا علمشاہ نے کہا خاص اِسی واسطے آئے ہین کہ مطلب تمسے سنین حل مشکل مین
کوشش کرین یہ سُنکر اُس شخص نے ایک آہ کی کہا اے شہریار کیا حال زار اپنا بیان کرون
اگر عرض کرون تو دل سنگ آب ہو انسان مثل ماہی بے آب بیتاب ہو یہان سے
پشت پر میری ایک قلعہ ہی اُس قلعے کو قلعۂ آفتاب نگار کہتے ہین غلام وہانکا حاکم ہی اور

آفتاب تاجدار نام ایکدن واسطے شکار کے نکلا سامنے ایک کوہ ہی کہ کوہ ظفر پیکر اسکو کہتے
ہین وہان ایک قزاق رہتا ہی ظفر انتساب اُسکا لقب ہی دختر اُسکی مہ جبین سفید پوش
نہایت حسین وجمیل صحرا مین شکار کھیل رہی تھی مجھ بدنصیب کی نگاہ پڑی عاشق ہوا وہ تو چلی
گئی مین رنجیدہ گھر پر اپنے آیا جب میرا حال ابتر ہوا وزیرون ومشیرون نے دریافت کیا مین نے
کل احوال بیان کیا تب وزیرون نے ایک نامہ اُسکے باپ کو لکھا کہ ہمارا بادشاہ تمہاری بیٹی پر
عاشق ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو ہمارے شاہ کے ساتھ منسوب کر دو اُس مغرور نے صاف جواب
لکھا کہ ہم جبری بہادر صف شکن ہین ہرگز اپنی بیٹی کی شادی بادشاہ کے ساتھ نہ کرینگے ای شہریار
فراق مین اُسکے روتے روتے عرصہ گذرا اب عنایت رب اکبر دیکھیے کہ وہان غراب بن
اہرمن دیو خونخوار نے اُس قزاق کے باغ پر قبضہ کر لیا قزاق کو غصہ آیا گینڈے پر سوار ہوکے
برائے مقابلہ گیا غراب غرش کرتا ہوا باغ سے نکلا قزاق سے مقابلہ پڑا غراب کے ہاتھ مین
چوبدست آہنی تھی قزاق پر ماردی قزاق مع گینڈے پر اٹھا ہوکر رہگیا غراب تو پردہ قاف
گیا یہان لاش قزاق کی ملازم اُٹھا کر لیگئے سب نے صلاح کرکے صاحبزادی کو اُسکی بادشاہ کیا
سب قزاقون نے عرض کی غلامان جانباز لوٹ مار کر لائینگے اور خدمتگزاری مین مصروف
رہینگے وہ شاہزادی شمشیر زن صف شکن تھی اُسنے کہا مین تمہارے ساتھ چلا کرونگی اس طور پر
اُسنے کئی سال کاٹے ایکدن صحرا مین میرے اُسکے سامنا ہوا ہجر مین بیقرار تھا قدمون پر
گر پڑا اور یہ کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اتنو واسن صبر ہاتھ سے چھوٹا اپنی
غلامی مین قبول کر واُس بانی مہر و وفا نے اس میری التجا کو قبول کیا اور یہ بھی کہا کہ تم نامہ
بھیجو ہم قبول کرکے جواب دینگے بعد تھوڑی دیر کے وہ اپنے قلعے کی جانب روانہ ہوئی اور مین خوشی خوشی
اپنے مقام پر آیا نامہ اشتیاق آمیز لکھا شتر سوار نامہ لیکر پہونچا وہ نامہ ملکہ کے ہاتھ مین دیا
ملکہ نے مشیران سلطنت سے صلاح کی کہ تم سمجھونگی کیا خوشی ہی سب نے یہی عرض کی جسمین
آپ کو آرام وچین ہو اُسی مین ہم بھی راضی ہین سردار دستے دریافت کرکے قبول کیا مین نے
بہا نتے تحفے تحائف بھیجے وہ تحفے بھی قبول ہوے ہر حیلے مین پیغام جانے لگے بعد تھوڑے
دنون کے تقریب شادی ہوئی غلام دو سنے سے مسلمان تھا قریب تھا ہوئی اُسنے بھی

قبول کیا بارہ ہزار فوج کو آراستہ کرکے پہلوانان نامی وگرامی بھی ساتھ لئے جا کر پہونچا عقد ہوا
بعد اُسکے دولھن کو لیکر چلا راہ مین ایک مقام ہے اُس مقام کو دشت ابیض کہتے ہین
قیطاس اژدر در ہانگا حاکم و ناظم ہے وہ شکار کو نکلا تھا ملکہ ماہ تابان عرول پر سوار تھین ہم بھی
ہمراہ آتے تھے ملکہ نے جو گھوڑا دوڑایا نقاب چہرۂ بے نظیر ملکہ سے ہٹی قیطاس دیکھکر ملکہ کو
عاشق ہوا لوگوں سے پوچھا یہ نازنین کون ہے لوگون نے نیاز مند کا نام لیا کہ فلان قزاق کی
دختر فلان شاہ بیاہ کر لیے جاتا ہے اُسنے آدمی میرے پاس بھیجا مین نے جواب سخت دیا
اُسنے کہلا بھیجا تھا کہ ملکہ کو میرے پاس چھوڑ جاؤ میرے جواب سے وہ نہایت غصہ ہوا اور
تلوار کھینچکر آ پڑا کئی سو مرد اُسنے قتل کیے مجھکو زخمی کیا مین بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرا
ساتھ والے میرے یہ زبردستی دیکھکر بھاگ گئے ملکہ کا مرکب اُسنے آگے کر لیا لیکر وڑہ کو وہین
چلا گیا میرے ملازم مجھکو اُٹھا لائے مین نے بھانپنے تیمار کو واسطے خبر کے بھیجا وہ خبر لایا کہ
قیطاس نے لاکھ جبر کیا مگر ملکہ نے اُسے نہین قبول کیا سمجھاتے سمجھاتے وہ بھی عاجز آیا
آخر ملکہ کو قفس آہنی مین بند کیا دو غلامان زنگی کے سپرد ہے شب کو اپنی صحبت مین بلاتا ہے
منت وخوشامد کرتا ہے لیکن اُس ثابت قدم کوے محبت نے کسیطرح اُس ظالم کو قبول نہین
کیا قید رہنا گوارا کیا مگر وصل سے اُس ظالم کے انکار کیا کئی سال اسی مصیبت مین غلام کو
گذرے آخر بیقرار ہو کر تین دن سے اِس دشت مین نکل آیا حال اپنا تباہ کرتا ہون نہ جیتا ہون
نہ مرتا ہون خیال مین اُسی محبوب کے رو رہا تھا کہ پروردگار نے آپ کو بھیجا اے شہریار یہ
غلام کی کیفیت ہے رستم پیل تن نے کہا ہمین بتاؤ کہ قیطاس کس مقام پر ہے چلکر ہم اُس سے
مقابلہ کرین اور تمھاری منسوبہ کو دلوائین آفتاب تاجدار نے رستم کو تو اسی مقام پر
ٹھیرایا اور آپ طرف اپنے قلعے کے روانہ ہوا تھوڑے عرصے مین بارگاہین اور خیمے
لیکر آیا بارگاہ استادہ کرائی رستم کو لاکر داخل کیا اور آپ خاطر مین مصروف ہوا رستم پیل تن نے
رنگین ادا سے کہا تم چلکر باغ مین ٹھہرو ہم انشاء اللہ مطلب اس جوان کا پورا کرکے آتے ہین
رنگین ادا نے کئی کنیزین واسطے خبر کے چھوڑین اور آپ طرف اپنے باغ کے گئی دوسرے
دن رستم نے آفتاب تاجدار کو تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا طرف

قیطاس کے چلے یہان قیطاس نے خبر سنی کہ آفتاب تاجدار پسر حمزہ کو لیکر آتا ہی معشوق کے لینے کا ارادہ ہی چوبیس ہزار فوج سے بیرون درّہ کوہ آیا مقابلے مین رستم کے اترا آپس مین پیغام وسلام ہوے قیطاس نے اپنے زور کے گھمنڈ مین طبل جنگی بجوا دیا رستم کو خبر ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے قیطاس اژدر در نے گینڈا بڑھایا میدان مین آیا آکر سلحشوری دکھائی آواز دی ای فرقۂ خداپرستان میرے مقابلے مین پسر حمزہ آوے رستم نے مرکب بڑھایا آکر ہمآورد ہوے چار قدم گینڈا قیطاس کا اور چار قدم مرکب رستم کا ہٹا قیطاس کی جو نگاہ جمال بےمثال رستم پر پڑی بیتاب ہوگیا کہا ای شیر بیشۂ جرأت اگر آپ میری اطاعت کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون رستم نے کہا ای قیطاس اژدر در اگر تو اسلام اختیار کرے سب سردارون پر مقدم ٹھہراؤن سپہ سالار بناؤن یہ سنکر قیطاس قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای جوان مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی اسوجہ سے ایسے کلمات کہے بہتر اسی مین ہی کہ میری اطاعت کر رستم نے کہا اب فیصلہ ہوتا ہی وار کر وہ ایسی فضول باتو سننے کیا فائدہ قیطاس کو غصہ آیا نیزہ اٹھاکر مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران ہین صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی پہر بھر کامل نیزہ چلا ایک مقام پر علمشاہ نے مشت قیطاس کو سست پایا گانٹھکر تھپیڑا مارا ہاتھ سے قیطاس کے نیزہ نکلگیا قیطاس نے قہر وغضب مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا جبر دار خبر دار کہکے ہاتھ مارا علمشاہ نے تلوار کو تیغہ کپیتان فرنگی پر روکا الجھاو دیے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا قیطاس نے بھی خالی دیا دو چار وار ردّ و بدل ہوے تھے کہ ایک مقام پر قیطاس نے باڑ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالا رستم نے بھی خالی دیا قیطاس پلٹا رستم نے فوراً کلائی پر قیطاس اژدر در کی ہاتھ ڈالدیا قیطاس نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونون جوان گتھم گتھا ہوے زین پاسکے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران مثل آئینہ حیران یہ دونون شیر لڑ رہے ہین جہان اٹک کر رہ گئے پسینے کے پتلے بن جاتے ہین پھر وہانسے بڑھتے ہین دن بھر اسی ریل پیل مین گذرا سرشام کو قیطاس

رستم کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے جوان تو مجھسے دن بھر خوب لڑا میں نے کبھی تامل کیا کہ عقدۂ جرأت کھلے
تو حال معلوم ہو وہ دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہے اب جاکر آرام فرمائیے کل
میدان میں آئیے رستم نے کہا ہمارا دستور نہیں ہے زیر و زبر کیے نہیں پلٹتے قیطاس نے کہا اے جوان
سپہ سالار اپنے امام پر ہنستے ہیں رستم نے کہا جیسا ارشاد ہے میں روشنی کو حکم دو دونوں طرف سے
روشنی آئی سارا میدان روشن اور منور ہوا ایسی روشنی ہوئی کہ اگر سوئی ڈال دیجیے تو اٹھا لیجیے پھر
آپس میں کشتی ہونے لگی آسمان کبھی یہ این پیرانہ سالی ایک چندر ماہ تابان کو آنکھ پر رکھکر ہر اسکے
تماشا سے کشتی میدان گاہ جہان میں جلوہ فرما ہے ستارے آسمان پر نہیں ہیں فرشتوں نے اپنی
آنکھیں لگا دی ہیں سب لوگ تماشا دیکھنے میں مصروف ہیں تمام رات کشتی رہی صبح کو عالم شاہ
زیادتیاں کرنے لگا پسر آفرینیں کر رہے ہیں ہر طرف یہی ذکر ہے کہ دونوں جوان بے نظیر ہیں
انکا کوئی ہمسر دنیا میں نہیں ہے تیسرے دن قیطاس نے کہا اے جوان آج تیسرا دن ہے
کہ دونوں لشکر بے خور و خواب ہیں اور ہمارے تمہارے کسیطرح فیصلہ نہیں ہوتا اب
اور ایک زور آخر کرتا ہوں یا تجھکو اٹھا لیا یا اپنی جان کو نثار کرونگا یہ کہکے دونوں مونڈھے
تھامے چھاتی میں رستم کی سر اڑایا ریل کر لے دوڑا رستم دم کے شمار پر ہٹتے چلے آتے ہیں
نو قدم ریل کر لایا رستم ہٹتے آگئے مونڈھے پکڑ کر ہٹکارا پایان گھٹنہ رستم کا آشنا بہ زمین ہوا قیطاس
اوپر جھکا یا کمر میں ہاتھ ڈالے اسطرح کے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اسکو بھی اکھیڑ لیتا اس
کوہ وقار کے لنگر میں حس و حرکت بھی نہ پائی تھک کے ہاتھ اٹھا لیا کہا اب مجھسے زور نہیں
ہوسکتا اب آپ کے زور کا مشتاق ہوں یہ سنکر رستم اٹھے قیطاس کو دونوں ہاتھ سے انیسویں
قدم پر لا کر ہٹکارا دونوں گھٹنے قیطاس کے آشنا بہ زمین ہوسکے چاہا لنگر قائم کروں مگر رستم
نے دونوں ہاتھ دستوں کیے کمر میں ہاتھ ڈالکر بہ قوت صاحبقرانی زور کیا ایک زور میں زمین
چھڑائی دوسرے زور میں تا بسینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا اسنے چاہا بغلوں میں پانون
اڑا کر کچھ داؤن پیچ کرون رستم نے دونوں پانون اسکے پکڑ کر اسطرح پھیرنا دینا شروع کیا کہ
سر کا خود کہیں کمر کا خنجر کہیں مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا رستم نے پھیر کر
مارا کود کر چھاتی پر سوار ہو کر کمند ہ زانو کو دبا کر کسوایا چاہا [illegible] مددگار

چپکوئی قیطاس نے غصے مین جواب دیا کہ مین آپکا بہ سبب اختیار نہ کرونگا آخر مین جو اپنے کلمہ سخت
کہا رستم کو بہت ناگوار ہوا ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھکر جھٹکا مارا مثل مرغ کے گردن کھینچلی
فوج والے دوڑ پڑے ادھر سے بھی لوگ چلے دونون لشکر بگڑ گئے آخر بلا زبان قیطاس لاشہ اپنے
مالک کا لیکر طرف صحرا کے بھاگے رستم فتح کرکے داخل قلعہ ہوئے آفتاب تاجدار کو بڑی خوشی
ہوئی رستم نے فرمایا ملکہ کا قفس لاؤ قفس آیا ملکہ کو قفس سے نکالا آفتاب تاجدار کے سپرد
کیا آفتاب ملکہ کو دیکھکر خوش ہوگیا ملکہ مہ جبین سفید پوش کو بھی بڑی خوشی ہوئی دونون
عاشق و معشوق ملے جلسہ ناچ و راگ و رنگ کا رہا بعد کئی دن کے رستم نے سماک سے کہا
لشکر کو یہان پہونچاؤ سماک نے شاگردون کو روانہ کیا لشکر ظفر اثر بھی آکر پہونچا دورور اسی
صحرا مین مقام کیا تیسرے دن حکم ہوا لشکر تیار ہو کوچ کیا جائے طرف طلسم ہفت پیکر
کے کب پہونچنا ہوگا واقف کارون نے عرض کی طلسم جالینوس کا ڈانڈا ملا ہے عجب مقام
پر فضا ہے ملاحظہ پر موقوف ہے علمشاہ کو دیکھنے سرحد طلسم جالینوس کا بھی اشتیاق
ہوا بہ قہر فریدون و بحشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے کوچ کیا ملکہ رنگین ادا بھی
ساتھ ہین منزل درمنزل جاتے ہین ایک شب کو ایک مقام پر فروکش ہوئے شب کو توپ کی
آواز کان مین آئی کہا اے سماک دریافت تو کرو اسوقت مین کسکا دل گردہ ایسا ہے کہ اسطرح
توپ چلائے سماک باہر نکلا شاگردون کو بھیجا ہرکارے تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئے عرض
کی ایک قلعہ کہنہ ہے ایک پہلوان چڑھکے آیا قلعے پر قبضہ کیا بادشاہ وہانکا تیر دولتمند پہلوان
کے ہاتھ سے مارا گیا بیٹا تیر کا سیار گرگدن سوار بھاگ کر صحرا مین فروکش ہے چاہتا ہے پہلوان
پر شبخون مارون نہین معلوم کہ کیا باعث ہے کہ رک گیا رستم نے کہا اے سماک تم جاکر دریافت کرو
اُس پہلوان نے کیون اُس تاجدار کو مار کیا باعث ہوا وہ پہلوان کون ہے باعث اُس سے
بغاوت کا کیا ہے سماک پاس سیار گرگدن سوار کے پہونچا سیار گرگدن سوار حیران و پریشان
ہے باپ مارا گیا جنگل مین فروکش ہے یہ جو سُنا کہ رستم کا عیار آیا ہے بہ اعزاز تمام بلوایا سماک کی
بہت خاطر کی سماک نے سبب پوچھا سیار گرگدن سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہ
بہن ہماری نہایت حسین ہے ایک دن برائے شکار گئی تھی میثاق ہنر پر کش پہلوان اس

حوالی مین رہتا ہی دیکھکر ملکہ کو مائل ہوا والد کو ہمارے پیغام دیا والد نے بوجہ امورات سلطنت
کے جواب با صواب دیا اُسکو ناگوار ہوا لشکر کشی کرکے آیا والد سے طالب ہوا والد نے کہا جبراً
ہم بیٹی نہ دینگے اُسنے بلغر کیا والد لڑ بھڑ کر مارے گئے دو ہزار جوانون نے میرا ساتھ دیا مین لڑتا بھڑتا
یہان چلا آیا ہمشیرہ بھی میرے ساتھ ہی اسقدر مجھکو حتیا واثق کہ جب نکلکر بھاگا تو اُسکو بھی اپنے
ساتھ ہی رکھا اپنے سے جدا نہین کیا سمک یہ حال دریافت کرکے خدمت مین رستم کی آیا
سیارکرگردن سوار نے ایک عرضی بھی رستم کو لکھی کہ غلام کی سرپرستی فرمایئے اس پہلوان کے
ہاتھ سے بچایئے سمک وہان سے آیا رستم سے حال بیان کیا عرضی سیارکرگردن سوار کی پیش
کی رستم عرضی دیکھکر بہت شرمندہ ہوئے فرمایا کہ ہم جاکر یشاق نہ پرکش پہلوان سے مقابلہ
کرینگے اور کل جاکر دربار مین اُس سے سمجھین گے رستم تو اس فکر مین ہین وہان یشاق کو خبر
پہونچی کہ فلان مقام پر شاہزادہ فرخ وش ہی لشکر تیار کرکے رات ہی رات آکے سیار کو گھیر لیا اور
طبل جنگی بجوایا سیارکرگردن سوار نے خبر سُنی اسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین سیارکرگردن سوار کے دو ہزار جوان جو قلعے سے ساتھ آئے ہین سب
جانباز و سرفروش ہین شاہزادے کے خیرخواہ ہین چار پہر رات تیاری رہی یشاق کے
ہمراہ بائیس ہزار جوان ہین اُسکو اپنی جمعیت کثیر پر غرہ ہی جب ان دو ہزار جوان نے دست بستہ
عرض کی حضور کچھ تشویش نہ فرمائین جبتک ہم لوگ زندہ ہین کیا مجال ہی کہ آپ تک کوئی آسکے
ہم سب جان نثار اپنی جانین نثار کرینگے اور حضور کو بچا دینگے صبح کو یشاق بائیس ہزار فوج لیکر
میدان مین آیا سیارکرگردن سوار ایک مرکب عربی پر سوار دو ہزار جوان ساتھ میدان مین جو آکر یہ
معاملہ دیکھا گھبرا گیا اُسکے ساتھ بائیس ہزار جوان اپنے ساتھ دو ہزار پائے بہت پریشان ہوا
یہ بھی خوف ہی کہ اگر یہ بھیا بلوہ کرے دو ہزار کا پکڑ لینا کوئی بڑی بات نہین ہی مگر آکر سامنے صفین
باندھین یشاق نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی اے شاہزادہ والا قدر بہتر یہ ہی کہ میرے
پاس چلے آؤ شاہزادی کی میرے ساتھ شادی کرو قلعہ اپنا لو اپنی عملداری بھی تمہارے سپرد
کرونگا جس ملک کا نام لیجیے گا اُسکو چلکر فتح کرونگا کئی سو پہلوان ہمراہ رکاب موجود ہین
یہان چند کو ہمراہ لیکر آیا ہون اور آپ نے شکست کھائی جب مرد یار اس مقام پر فرخ وش ہین

میں حاضر خدمت رہونگا تا زانشا تو نگا سیار گرگدن سوار نے کہا نہ تو یہ ہوسکیگا کہ پہلوان کی خدمت
میں حاضر ہوں اور نہ یہ ہوسکیگا کہ اُسکی اطاعت کروں جو فلک گردش دکھاتے اُسکے
دیکھنے میں کوئی چارہ نہیں مگر دل دھڑک رہا ہے منھ پہ ہوائیاں اُڑ رہی ہیں خاموش قلب پُر موج
میں سرنگوں غم سے کچھ ہوں اس پریشانی میں کھڑا ہے کہ میثاق نے بقہر و غضب پکار کر آواز دی
اے شیشا ... کہنا ... اسنے دست راست کی طرف دیکھا بھائی اسکا مجدد رلوسن سوار گھوڑے
کو اڑاتا ہوا قریب آیا کہا اے بھائی اجازت میدان بمشکل رخصت حاصل کی میدان میں آیا
جیسے ہی تھا لیشیا میثاق نے نیزہ مارا تھفور نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا عقب طفیلین
رد و بدل ہوتی تھیں کہ میثاق نے گینڈا کھینچ ہٹا کر شانہ تاک کر نیزہ مارا شانہ تھفور کا نشانہ
ہوا اُدھر شانہ سے میثاق کے بھی خون جاری ہوا میثاق نے پکار کر آواز دی کیوں
شاہزادے کہیں اب تاب آپ سے محبت باقی ہے آپ کے بھائی کے شانہ سے خون نکلا ہے
اپنا بھی شانہ زخمی کر لیا ہر طرح میں اطاعت سے واسطے ہے آپ چلے آئیے میں آپ کو پہل کے
تخت پر بٹھاؤں اسلیے کہ تاج و تخت خالی پڑا ہے قلعے میں سناٹا ہے کیوں ان دو ہزار کو
قتل کرائیے شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا حیران کھڑا ہے جی میں کہتا ہے کہ سیارہ فلک نے
یہ سامان دکھایا کچھ میں نہیں پڑتا کیا کروں اسکے مقابلے میں کیونکر کہ اسکو جواب تو دے
اسکا زور بڑھتا جاتا ہے بلبلا رہا ہے اس سوچ میں سیاہ کھڑا ہے اور میثاق گینڈے کو تیز کر رہا ہے
ساتھ والے سیار گرگدن سے حیران کہ کدھر بھاگ جائیں کیونکر جان بچائیں اس اثنا
میں تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرہ کہ ہم ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چودہ ستم لقب ہو کر علمشاہ رومی شہ فیل زور ہاں کہ بہ بخت مرزوق افگندہ شود
سب دیکھنے لگے دیکھا شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت فرزند صاحبقران علمشاہ نوجوان
مرکب اُڑاتے ہوئے آ پہنچے میثاق کو جو میدان میں پایا کہ کلمات سخت کہہ رہا ہے
علمشاہ نے وہیں سے للکارا او بد مغرور عقل و فراست سے دور شاہزادے سے کو ایسی باتیں
کہہ رہا ہے یہ کہکے گھوڑا اُڑایا تین جھٹکوں میں قریب میثاق کے پہنچے لگا و رزن ہوئے
چند قدم گینڈا میثاق کا تین قدم مرکب رستم کا ہٹا میثاق گرتے گرتے گینڈے سے بچا

بچا

جمال میثاق پر نگاہ پڑی حیران ہوگیا کبھی ساتھ والے بھاگتے ہین کبھی نیزے لیے پلٹ پڑتے ہین
صفین درہم و برہم سرنگون فوج کے علم میثاق حیران ہے رستم نے سیار گرگدن سوار سے پکار کر
آواز دی اے شاہزادہ والا قدر آسمان ریاست کے بدر گھبرانا نہین ہم خاص تمھارا حال سنکر
آئے ہین تردد نہ کرنا اتنے شاہزادہ سیار گرگدن سوار رستم کو دیکھکر خوش ہوگیا جھک جھک
کے سلام کرنے لگا یہان رستم نے میثاق سے کہا نیزہ اُٹھاؤ ہمپر وار کرو یہ سنتے ہی میثاق
کانپنے لگا مگر نیزے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا آپس مین رد و بدل ہوئی نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر گانٹھکر نیزہ رستم نے جھٹکا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے میثاق کے نکلگیا مثل خط شعاع آسمان پر چمکا مانند تیر شہاب زمین پر
گرا لشکر دن مین غل ہوا شاہزادہ سیار اُچھل پڑا کہتا تھا قربان جرأت اس جوان کے
کس لطف سے لڑا کیا اور کس سہولت سے نیزہ نکالا بہادر ایسے ہی ہوتے ہین میثاق نے
جھنجھلا کر قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار اُسکی قریب سر کے پہونچی سپر کو گردش دی داستانہ مارا تلوار پھٹ پڑی
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑکر ہاتھ سے تلوار چھین لون میثاق نے گریبان پر ہاتھ رکھا
دونون جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی رستم تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے
جہان پر پکڑ لائے دو گھسّے مارے جن فنون پر میثاق کو دل سے وثوق تھا انہین عاجز آیا
ذرہ پارہ مزاج آوارہ سمجھا کے لڑ رہا ہے رستم شیرانہ ہنگا نہ رستمانہ لڑ رہے ہین
جب ریل کر لیگئے جھٹ پٹ پکڑ لائے گردن پکڑکے دو گھسّے مارے دو تین ڈنڈے اور دیے
میثاق کی گردن سوجی ہوئی پیشانی سے خون ٹپک رہا ہے حیران و مضطر کہ مین کس بلا مین
آکر پھنسا عجب شیر سے مقابلہ پڑا ہے دیکھیے کیونکر جان بچے وہ پھر ڈھلی تھی کہ میثاق نے دونون
مونڈھے رستم کے تھامے ریل کرلے دوڑا آٹھ سات قدم تک لایا وہان جاکے کہا را رستم
لنگر مار کر بیٹھے اوپر آکر میثاق چھایا ایک زور ایسا کیا کہ اگر پہاڑ پر گرتا اُکھیڑ لیتا مگر لنگر مین اُس
کوہ وقار کے حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہون مثل شیر
غضبناک کے رستم کو پایا ابرو سے ٹھوڑ پر بل پڑے ہوئے تڑپ کے اپنے مقام سے اُٹھے

ریل کرکے دوڑے چاہا اُسنے بایان گھٹنہ زمین پر قائم کرون علمشاہ نے داہنے بازو کا کہہ
مارا ریل کرکے دوڑے اُنیس بیس قدم لائے وہان پر آکر کہہ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین
ہوئے لنگر قایم کیا مگر میثاق نے کسی فن پر وثوق نہ پایا جگر بلتجیا رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی زنجیر کمر مضبوط پکڑکے زور جو کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور
مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا داہنا قدم آگے بایان پیچھے ہٹایا چاہا
اُسنے لنگر ہارون رستم نے چرخ دیکر زمین پر مارا نقش باندھا چارون شانے چت گرا کودکر
چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا ای میثاق تم نے ہزارہا بندگان خدا کو بیجا مارا کہ یہ شاہزادہ عاجز ہوکر
اس جنگل مین چھپا تمنے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اب شناخت پروردگار مین کیا کہتے ہو یہ سنکر
میثاق نے کہا ای جوان اگر قتل کرنے کا بھی ارادہ کروگے تب بھی مذہب تمھارا قبول نہ کرونگا
یہ سنکر رستم کو غصہ آیا سینہ سے اُٹھے ایک پانون دونون ہاتھون سے تھاما ایک پانون کو دونون
پانون سے دبایا چیرکر مثل کرپاس کہنہ کے پھینک دیا فوج والون نے جو یہ معاملہ حیرت افزا
دیکھا فوج تو بیحساب ہی بائیس ہزار آدمی آپڑے تلوار چلنے لگی ادھر سے سیار نے جو رستم کو
تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کہ اس شہریار کی مدد کرو دو ہزار جوان آپڑے دونون لشکر
ملگئے تلوار چلنے لگی رستم لڑرہے ہین جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے تاک تاک کے افسر
قتل کیے تمام فوج مین رستم لڑرہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار جوان مارے
ستھراؤ کردیا لاشون سے میدان بھردیا کفار بھاگتے پھرتے ہین ہرطرف امان امان کا غل ہی
افسر اعلی محبوب تیغ زن رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے آیا عرض کی اب
ہمکو امان دیجیے سب مسلمان ہوتے ہین علمشاہ نے تلوار نیام انتقام مین کی محبوب کلمہ
پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سیار کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے ہمراہیان میثاق نے بھی
اطاعت کی سیار کو تخت پر بٹھایا اور فرمایا ای برادر سلطنت مبارک ہو تمھارے باپ کا
قتل ہمکو بہت ناگوار ہوا اس بیجا نے بڑا فتور کیا فوج لیکر چڑھ آیا ای شاہزادہ والا قدر
یہ ہی کہ دین اسلام پر قائم رہو جب تمکو کوئی دبائے برابر ہمکو نامہ لکھو کسیکو تمھاری مدد کو
بھیجین گے کیا مجال کہ کوئی تمسے آنکھ ملاسکے سیار گردن سوار نے قبول کیا سیار سے لے

اُس قصر کو صفا کرایا فرش سے آراستہ کیا شیشہ آلات جھاڑ وغیرہ وہان لٹکائے رستم آکر مسند پر بیٹھے
ناچ سامنے ہونے لگا اُسوقت ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہر ایک رند بادہ خوار بیشتر جام اور رستم
کی سب تعریفین کر رہے ہین گرد قصر کے ایک سمت دریا اور ایک طرف صحرا ہی تماشا
دیکھ رہے ہین کہ یکایک دریا مین ایک عرش پیدا ہوئی مچھلیان اُچھلنے لگین نہنگ
شناوری کر رہے ہین کہ ایک طرف سے ایک بجرہ ظاہر ہوا پچھرہ نگا لین چند ریون کی
گاتیان باندھے ہوے سنہری ڈانڈے ہاتھ مین دریا سے ڈانڈا ملیندھی پڑی ہو بجرا اسی جانب
چلا آتا ہی ایک مہ جبین اُس بجرے پر سوار دریا سے جواہر مین غوطہ زن چند کنیزین گرد گھیرے
ہوے بجرہ اسی جانب آتا ہی علمشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے وہ شاہزادی بھی ادھر ہی
دیکھ رہی ہی رستم اُٹھ کھڑے ہوے نگالین جو بجرے کو گھیرے تھین رستم نے اشارہ
کیا ادھر کنارے پر بجرے کو لاؤ بجرا کنارے آکر ٹھہرا علمشاہ قصر سے اُترے جوش عشق
مین اُس معشوق پرفن کے زیر قصر آگئے دیکھا بجرا ٹھہرا ہی وہ نازنین کھڑی ہوئی تماشا
دیکھ رہی ہی کہ علمشاہ پہونچے جانبین سے نگاہین چار ہوئین برچھیان کلیجہ کے پار ہوئین
علمشاہ نے بحسرت دیکھا اُس نازنین نے بنگاہ محبت دونون مین ٹکٹکی بندھ گئی
علمشاہ اشارے کر رہے ہین وہ نازنین دانت کے نیچے انگلی دبائی ہی اور اشارے سے
منع کرتی ہی کہ ہمین اپنے قریب نہ بلائیے ہمارا وہان آنا بہتر نہین اگر ہماری ملاقات کا
اشتیاق ہی تو آپ خود بجرے پر آئیے یہ جو مسکرا کر اُس نازنین نے کہا رستم طرف
بجرے کے چلے وہ نازنین کنارے پر آکے ٹھہری کنیزوں نے اُس نازنین سے اشارہ کیا
کہ پیرہ ڈالدو کنیزون نے پیرہ ڈالدیا علمشاہ پیرے کو طے کر کے بجرے پر آگئے اُس
نازنین مہ جبین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا علمشاہ کو لیکر چلی یہان نشیار وغیرہ پکار
رہے ہین ای شہریار ہم لوگ ملاقات سے محروم رہینگے دیکھیے بجرہ چلا چاہتا ہی علمشاہ
کچھ جواب نہین دیتے ماہجبین بجرے کو کھینے لگین اور لیکر روانہ ہوئین جب بجرہ بیچ دریا
مین پہونچا ملازمان نشیار نے بہت غل مچایا علمشاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ بجرہ دریا مین
پہونچا علمشاہ نے طرف اُس نازنین کے دیکھا کہ یہ کیا حرکت کی بجرہ کیون کنارے سے

ہٹا یا اُسی مقام پر پہونچا اُو وہ نازنین پہلو سے رستم کے اُٹھی منگالنون نے کہا جو مین نے کہا ہے وہ
کر دہمارے حکم کے خلاف نہ ہو بس یہ کہنا تھا کہ منگالنون نے بجرے پر ڈانڈین مارین بجرے
سنے چیخ مارا چیخ مار کر بجرہ غرق دریا ہوگیا شور غل بلند ہوا ستیار قصر سے اُتر آیا جو لوگ
ستیار کے ساتھ تھے وہ بھی روتے ہوئے آئے پکار رہے ہین آقاے نامدار پر کیا گذری
یہ نازنین کون تھی نگاہ محبت ڈالکر بُلایا دام مکر مین پھنسایا یہ ذکر کر رہے تھے کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا سماک بن عمر و قنطور سے وغیرہ سے آراستہ ہوکر جست و خیز کرتا ہوا
چلا آتا ہے دیکھا سردار غل مچا رہے ہین سماک نے پوچھا خیر تو ہے سیار کرگدن سوار نے
بڑھکر کہا اے عیار تو کسکی تلاش مین آیا ہے سماک یلداقی نے کہا مین رستم کا غلام ہون انھین
کی تلاش مین آیا ہون آقاے نامدار کہان تشریف رکھتے ہین سردار رونے لگے کہا اے
عیار ابھی ایک بجرہ اسطرف سے آیا ایک نازنین اُسپر سوار تھی شہریار اُس نازنین کو دیکھکر
قصر سے اُترے اُسنے بہ محبت بُلایا یہ بجرے پر گئے وسط دریا مین جاکر بجرہ خود بخود غرق ہوگیا
ہملوگ وہی افسوس کر رہے ہین نہ معلوم آقا پر کیا گذری میثاق کو آکر مارا ہماری عملداری
آگر قلعے پر کرائی اس قصر مین برائے دعوت لائے تھے یہ نہ سمجھے تھے کہ آقاے نامدار یون
غائب ہو جائینگے اب اُنھین کی تلاش مین ہین ایسا اُسنے دام مکر پھیلایا کہ اسمین جاکر آقا
پھنسے سماک نے کہا اصل یہ ہے کسی ساحر کی قضا آئی کہ آقا کو لیگیا ہم تلاش کر لینگے یہ کہکے
سماک آگے بڑھا دریا مین ایک ڈھیلا پھینکا دیکھا ایک مچھلی دریا سے پیدا ہوئی مچھلی نے
بہت غوطے مارے دریا مین غوطے مارکر غائب ہوگئی بعد تھوڑی دیر کے وہی مچھلی مُنھ
مین وہی ڈھیلا لیے ہوئے آئی اُس ڈھیلے کو لاکر کنارے دریا کے پھینک گئی اور آپ
غائب ہوگئی سماک نے کہا یہ دریا بھی اُسیکے سحر کا ہے جو آقا کو لیگیا ہمنے ڈھیلا دریا مین
پھینکا ایک مچھلی اُسی ڈھیلے کو باہر ڈال گئی یہ کہکر سماک نے اُن سبکو تسکین دی کہ آپ لوگ
اپنے مقام پر جائین اور آقا کے واسطے دعا کرین مین تلاش مین اُس شہریار کی جاتا ہون
یہ کہکے سماک ایک جانب چلا سیار کرگدن سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ مین کہان تلاش کرون
یہ عیار بلاے روزگار ہین یہ تلاش کرین تو شاید کرلین ہم جاکر کہان ڈھونڈھین اور کیونکر

خبر منگا ئینہ ہرکارے روانہ کرتے ہین دیکھیے کیا خبر لاتے ہین چند ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیے
آپ بھی فکر مین بیٹھے لیکن رستم جب بجرے پر سوار ہوے معشوق پریچہرہ کو پہلو مین لیکر بیٹھے
جب بجرہ غرق ہونے لگا رستم اُٹھے آنکھ بند ہوئی بجرہ ڈوب گیا طبیعت کو بڑا افسوس ہوا جب
رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین پایا حیران پریشان کہ مین کہان تھا کہان آگیا وہ صورت
اُس محبوب پریچہرہ کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے حیران حیران ایک جانب چل نکلے ایک سڑک پر
رستم چلے آتے ہین یہ دیکھ رہے ہین کہ یار سڑک کے دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش
عاشق کھلا ہوا ہے سوچ رہے ہین کہ سڑک کو طے کرون تو باغ مین جاؤن یہ سوچکر رستم جلدی
جلدی سڑک کو طے کیا قریب در باغ آئے جب ارادہ کرتے ہین اندر جاؤن دل دھڑکتا ہے ٹھہر
ٹھہر جاتے ہین چند ساعت اسمین گذری کہ عورتون کے بولنے کی آواز آئی دیکھا پانچ چار کنیزین
ہاتھون مین ہاتھ دیے ہنستی کھیلتی چلی آتی ہین رستم کو دیکھکر کنیزین رستم حیران ہوے کہ یہ کیون کنیزین
ہین نے انکو آنے سے منع بھی نہین کیا ہین معلوم نہین کہ کیا سبب ہے اس سوچ مین کھڑے تھے کہ صحرا
سے گرد اڑی دیکھا سماک بن عمر وجست و خیز کرتا ہوا آتا ہے رستم عیار کو دیکھکر نہال ہوگئے
عیار نے جو آقا کو دیکھا خوش ہوگیا پکار کر آواز دی اے شہریار کیا عرض کرون جو کچھ
دل کی کیفیت ہے کسی ساحر نے شاید بیچ مین شعبدہ کیا اُس سے دل گھبراتا ہے نہین معلوم کیا
بنا اس طلسم کی ہے رستم نے کہا جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا سماک نے کہا آپ اندر کیون نہین
تشریف لیگئے رستم نے کہا جب قصد کرتا ہون دل دھڑکتا ہے طبیعت پریشان ہے سماک نے کہا
حضور باہر آئین غلام پشت سے باغ مین جاکے فال کھلیگا رستم باہر نکل آئے سماک پشت
باغ پر چلا آکر کمند ماری جست کرکے دیوار پر آیا دیکھا باغ جنت نظیر گلہاے رنگا رنگ شگوفہاے
بوقلمون نہرین سلسبیل آسا حباب شناوری کر رہے ہین صدہا عورتین چمنستان مین ٹہل رہی ہین
گلہاے رنگا رنگ نخلہاے گل سے توڑ کر محرم ہم سے محرم کیے ہین بعض نے پھول لیکر زمین پر
پھینکے ایک غبار بلند ہوا اُس غبار سے جگنو چمک رہے ہین بعض ہاتھ ہلاتی ہین برقین چمکاتی
ہین بعض شعبدہ دکھاتی ہین بعض لڑ رہی ہین عجب عجب طرح کے وہ عورتین شعبدے
کر رہی ہین سماک دیکھکر حیران ہوا کہ آسمان سے برق چمکی سماک نے دیکھا ایک نازنین

نہایت حسین قمر عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار تخت سے اتری مسکرا کر کہا گلعذار
ہمارے پاس تو آؤ جیسے ہی وہ خواص قریب گئی اُس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری
اُس نازنین کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس نازنین کے صدائین ہیبت ناک آنے لگین
جب سماک نے ارادہ کیا کہ پلٹون جی مین کہتا ہی یہانکا سب حال تو سمجھ لون یہ سوچکر دیوار
سے اُترا ایک زرفشہ نخل مین چھپ کر بیٹھا وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی کنیزین جب سامنے آئین تو
ملکہ کو معلوم ہوا کہا ارے گلعذار ہماری خواص کو لاؤ کنیزون نے عرض کی اُس سے کچھ بے ادبی
ہوئی حضور نے اُسکو قتل کیا اب وہ کہان ہی اُس نازنین نے کہا ہم ابھی اُسے بلوا تے ہین
فلان نخل کے سائے مین جا کر آواز دو وہ فوراً چلی آئیگی ایک کنیز نے جا کر آواز دی پہلو سے باغ
سے وہی گلعذار جس پر برق گری تھی وہ چلی آئی ہی آکر برائے تسلیم جھکی پوچھا کیون گلعذار کہان
تھی حقیقت مین مین نے بڑی خطا کی تمکو خدمت خداوند ہفت پیکر مین بھیجا اُسنے کہا معاملۂ
دُنیا و عقبیٰ سب دیکھ آئی پھر عرض کی واری خداوند ہفت پیکر تخت پر بیٹھے تھے جتنے سُترا نے
خداوند ہین وہ مونڈھون پر بیٹھے تھے اِس سے معلوم ہوا کہ خداوند ہفت پیکر سب سے بڑے
ہین لیکن وہ بڑے بے ادب ہین جو اُنسے لڑتے ہین اور بہت سے معاملات عقبیٰ دیکھے اگر
اُنکو عرض کرون تو مہینون گذرین گنہگارون کا جہنم مین جانا عجب تماشا ہی اور بیگنا ہونکا بہشت
مین پہونچنا عجب مزا ہی سب اپنے اپنے مقام پر خوش ہوگئے ہین خواص سے یہ باتین ملکہ
رعنا سے شیرین کلام کر رہی ہین کہ ایک خواص اُدھر گذری جدھر سماک بیٹھا تھا سماک نے
اُسکو اپنے قریب بلایا اور بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آبیٹھا جب
وہ کنیز باتین کر کے ہٹی تو ملکہ نے آواز دی اری نسترن سماک کو خوف ہوا تھا کہ ایسا نہو مجھپر
بھی ہاتھ ہلا دے وہ خواص دور کھڑی تھی حاضر حاضر کہکر دوڑی اسطرح حاضر حاضر کہتی ہوئی
آئی کہ ملکہ رعنا سے شیرین کلام نے کہا واہ بی نسترن دور کھڑی رہتی ہو ہمارے قریب
نہین آتین کچھ ہمسے باتین کرو ہمارا بھی دل بحال ہو نسترن نے سر جھکا لیا کہا واری کیا
پوچھتی ہو خداوند ہفت پیکر نے یہ عنایت فرمائی کہ اب مجکو سب نیک و بد حال معلوم ہوتے ہین
ملکہ نے کہا تمنے آجتک نہ بیان کیا عیّار فرزند حمزہ کا چلا تھا تمنے ذکر کیا تھا کہ عیّار چل چکا ہی

پھر تمنے کچھ ذکر نہ کیا کہ وہ عیّار کہان گیا ہمارے باغ مین تو نہ آیا یہان آتا تو مزا اُٹھاتا تمنے
آسمان سے پھر نہ بیان کیا کہ عیّار کہان گیا نشترن نے کہا دیکھیے عرض کرتی ہون اب
سماک کے کان کھڑے ہوئے یہ سو رہا تھا اُس کنیز کی دیکھ رہا تھا کہ یہ کنیز کیا کہے جہان رجانی مین بیٹھنے
لگی کتراکے قریب سماک کے آئی سماک کا ہاتھ پکڑکے کہا واری وہ نکلا یہ بیٹھا ہے جیسے ہی
کنیز نے ہاتھ پر ہاتھ دھرا اسماک نے لپٹ کر خنجر مارا نشترن کا شکم چاک قصّہ پاک کرکے سماک
ایک جانب بھاگا لینا لینا کہکر کنیزین دوڑین سماک کو کھا کون پاتا ہے لڑ بھڑ کر نکلا گیا اب تو
رعنا نے شیرین کلام نے ماتھا کوٹ لیا کہا او غضب دیکھو نشترن کو قتل کر گیا اب تو
نگوڑا نہ آنیکا ارادہ کریگا سماک نشترن کو مارکر باہر نکلا اس فکر مین ہے کہ باغ مین پھر جاؤن
حال اپنے آقا کا دریافت کرون ایک کنیز کو پھر بیہوش کیا آسی کی شکل بنکر باغ مین چلا محلدار نے
پوچھا بوا گل چہرہ کہان سے آئی ہو سماک نے کہا بوا اب تو خوف آتا ہے مولی ہٹی کی نشانی کو
دیکھنے گئی تھی نواسی میری ہے مین دیکھکر چلی آئی خواہ مخواہ طبیعت کو لگاؤ ہوتا ہے کیون بوا محلدار
عیّار نشترن کو مار گیا محلدار نے کہا ایک کنیز پایان بیٹھی تھی اُسنے اُسکو کہا یہی سماک ہے اُسنے
خنجر مار دیا لڑ بھڑ کر نکل گیا اتنا مشہور ہے کہ عیار طرار تھا محلدار سے باتین کرکے اندر باغ کے آیا
ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا بوا گل چہرہ آؤ بیٹھو سماک بیٹھا بیٹھ بیٹھ عرض کی حضور کل شب کو
مین پڑی سو رہی تھی کہ خواب مین خداوند ہفت پیکر تشریف لائے میرے شانے پر ہاتھ رکھا
مین نے ہاتھ جھٹک دیا اور کہا کنارے بیٹھو کچھ دیتے لینے آئے ہو واری قدرت کی
بڑی کرامتین ہین مگر وہی ملنا انکا ناممکن ہے ہمارے کہنے پر کہا سو قوت ہے آج حضور کو سناؤن
علم موسیقی کا کمال دیگئے ہین یہ کہکے پایان بجاکے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

خیر تم صبح شب وصل ہو جاتے جاؤ — مر گیا ہون مجھے قم کہکے جلاتے جاؤ
عشق مجھے آیا ہی پہلو سے جو تم اُٹھے ہو — زلف مشکین کی ذرا بو تو سنگھاتے جاؤ
قبر عاشق سے صبا آئی چلا جب وہ مسیح — میرا مردہ ہے پڑا اسکو جِلاتے جاؤ
دید بازی مین ہو غیرون سے بہت تم مشغول — ہمسے بھی آج ذرا آنکھ لڑاتے جاؤ
دستِ گستاخ مرے وصل مین بڑھتے جاتے ہین — ہے مزا گالیان تم مجکو سناتے جاؤ

ہی جو گھر سے مرے جانیکا ارادہ ای یار
ہاتھ سے اپنے مجھے زہر کھلاتے جاؤ

کاندھا دینا اگر ای یار نہیں ہی منظور
ایک ٹھوکر ہی جنازے کو لگاتے جاؤ

تمسے کہتا ہون کہ پچتاؤگے حضرت دل
اس ستمگر سے محبت نہ بڑھاتے جاؤ

دل مرا تیر مژہ سے جو کیا ہی زخمی
ہاتھ تلوار کا بھی مجھپہ لگاتے جاؤ

آج اگر یار ہنسکر ادھر آنکلے ہو
قبر عاشق پہ بھی دو پھول چڑھاتے جاؤ

قتل کرتے ہو اگر منہ نہ پھراؤ صاحب
اپنی صورت بھی تو عاشق کو دکھاتے جاؤ

ذبح کرتے ہو تو راحت کا ذرا دھیان رہے
میرے سینہ کو نہ زانو سے دباتے جاؤ

ایک دن اک روز عوض ہوگا ملیگا سطوت
یار جو ناز کرے دل سے اٹھاتے جاؤ

اس رنگ مین سمک نے یہ غزل گائی کہ ملکہ رعنائے شیرین کلام نے قریب بلا کر موتیونکا ہار اپنے گلے سے اتار کر گل چہرہ نقلی کے گلے مین ڈالدیا سمک نے جھک کر سلام کیا دست بستہ ملکہ سے عرض کی آج شب کو صحبت اگر اسقدر ہو کنیز گانے کچھ لطف حاصل ہو رعنا نے کہا تمہین اختیار ہی تمہاری خوشی پر موقوف ہی مگر لطف صحبت کا تیار کرکر رکھو جسطرح تم کہتی ہو ویسی ہو گا یہ کہکے خاموش ہو کر بیٹھی تھی کہ سمک نے پھر اٹھکر عرض کی اگر ممکن ہو سکے تو کیا سبب نگار کیجے کنجی بیچخانے کی مجھے دیجیے ملکہ کو گانا ایسا پسند آیا تھا کہ کنجی دیدی سمک کنجی لیکر میخانے مین آیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہجائے سب لوگ دوڑ دوڑ کر آنے لگے شراب لیجانے لگے دو گھڑی رات گئے تک شراب سبکو تقسیم کی چالیس گلابیان درست کرکے صحبت مین لایا تھوڑی سی رہی ہر صحبت مین سب کو شراب پلائی ایک جام بھر کر رعنا کو بھی دیا رعنا نے بھی وہ جام لیکر بے اندیشہ انجام پی لیا نشے مین کہا ہو کوئی غزل گاؤ سمک نے کہا حضور خدا نکرے کوئی غم حضور کو ہو لیکن پہلے ایسا ہوتا دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی بڑے بڑے عقیل و فہیم معاملے مین ان عزار کے پھنس گئے یہ باتین کرکے سمک نے اور ایک غزل گائی تعریفین جو ہونے لگین سمک جھک جھک کر سب کو سلام کرتا ہی عرض کرتا ہی یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہی کہ ایسا کمال مجھکو دیدیا میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ پسر حمزہ کو بلوائیے نشے مین قتل کیجیے میرا جی چاہتا ہی اپنے ہاتھ سے اسکو قتل کرون جب اس ظالم کا ذکر آتا ہی

قلب تھرا رہا ہی جی چاہتا ہو اُسکا ہاتھ پکڑ کے کہین نکلجاؤن تو راحت پاؤن سماک نے کہا حضور دشمن خداوند ہفت پیکر ہو اُسکا قتل ہی ہونا بہتر ہو رعنا نے شیرین کلام نے کہا رستم کو لاؤ چار حبشین دوڑین بیرون باغ سے علمشاہ کو لیکر آئین سامنے بٹھا دیا اپنے مقام سے بلکہ رعنا سے شیرین کلام اُٹھی کہتی ہوئی او ظالم تیرے واسطے جان دینا گوارا ہو تو دسے پیارا ہو شربت وصل سے سیراب کر برائے خداوند ہفت پیکر رستم نے کہا او ملعونہ تیری صورت اصلی دیکھ چکا علاوہ صورت کے چار سو برس کا سن بتا لی رہی پھر کمسن بنتی ہو رعنا بیٹھی رو یا کی کسی بات کا جواب نہین دیتی اب سماک نے گت شروع کر دی غزل گا لی ٹھمریان گائین جب دیکھا کہ رعنا خوش ہوئی جام لبریز کرکے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتی ہوئی سامنے آئی کیا مجال تھی کہ قطرہ شراب کا گرے کنیزونسے اشارہ کیا تم بھی پیو کنیزین بھی پینے لگین کسی ذی حیات کو باقی نہ چھوڑا سب کو شراب پلائی رعنا سے آنکھ ملا کر دو شعر گائے رعنا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی کہ ای پیاری تیرے گانے کو قدرت سننے تشریف لائے ہین یہ کہکے رعنا چلی تھی کہ بیہوشی نے ملا سنچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے چلین وہ بھی بیہوش ہوئین سماک پلٹا ای نیچہ پکڑا اُٹھا رستم ہان ہان کرتے سمجھے سماک کو ثابت تھا کہ رعنا ساحرہ ہو پہلے اُسی کو خنجر مارا رعنا کا مرنا کہ رستم بین جا لاگی آئی تیغ کھینچا ان ٹپک کر اُٹھے لیکن رعنا جو مری ایک ابر گھر کر آسمان پر آیا برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوکے اُٹھا سماک و رستم کو گھیر لگوسے ترنج و نارنج لیکر کنیزین چلین چاہتی ہین کہ خوب سحر کرین جلا کے خاک کردین اسپر سماک گھبرایا دعا مانگنے لگا رستم نے بھی ہاتھ اُٹھا دیے پکار اُٹھے ای خالق لیل و نہار اب تو مالک مختار ہو اس آفت سے بچا لے ان جادوگرنیون نے گھیرا ہو نظم

| | |
|---|---|
| تمام خلق بہ تو راغب و توئی مرغوب | زمانہ طالب و ذات مبارکت مطلوب |
| کہ دارد ای شہ خوبان بجز تو چہرۂ خوب | جمال و حسن دل آویز و فکر خوش اسلوب |
| گہے بزیر فلک آئی و گہے بالا | گہے بمشرق و مغرب گہے شمال و جنوب |
| فروغ نور تو آید ز ہر پس پردہ | توئی حجاب توئی حاجب و توئی محجوب |
| بنور عقل تو دیدار کہ کنی عاقل | بجذب عشق کنی اہل عقل را مجذوب |

جہان سوار و پیادہ رکاب دار تواند
عنان بدست تو دار ند راکب و مرکوب

بخلق مالک و مملوک ہر دو ماس تواند
مطیع و حاکم و محکوم غالب و مغلوب

بجز قبول خلایق نہ گرد این دیوان
کہ ہست دفتر توحید ہند یا مشوب

بیقرار ہوکر جوان دونون نے دعا کی آسمان سے بجلی گرنے لگی چار چار کے سر اڑ گئے
کسیکا ہاتھ کٹا کسیکا منھ کٹا نعرہ ہوا متم بالکہ رنگین ادا کنیزون نے پکارکر آوازدی اےملکہ
عالم اس عیار نے ملکہ رعنا نے شیرین کلام کو مارا دیکھیے وہ لاشہ تڑپ رہا ہے رنگین ادا
نے منھ پھیر لیا کہا اونالائقو کیا بکتی ہو اب تو رعنا قتل ہوئی اس شیر کو بچانا چاہیے یہ کہکے
دو تین گولے ایسے مارے کہ سب کے سر پھٹے کچھ بھاگین کچھ الامان الامان کر رہی ہین کچھ
قتل ہوئین کچھ مطیع اسلام ہوئین اب رستم آکر اس باغ مین اترے اور لشکر بھی آگیا بیرون
باغ لشکر اترا رنگین ادا رستم کو لیکر بارہ دری مین آکر بیٹھین دور جام چلنے لگا رات بھر
صحبت عیش و نشاط قایم رہی صبح کو رستم باہر باغ کے نکلے رنگین ادا ساتھ ساتھ ہین کہا
اے رنگین ادا ایسا کام کرو کہ ہمکو تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچا دو رنگین ادا نے عرض کی
تا بہ طلسم ہفت پیکر پہونچنے مین ہزارہا بندگان خدا کی خونریزی ہوگی یہ سنکر رستم
کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے فرمایا اے رنگین ادا جو کچھ ہو ہمین تا بطلسم ہفت پیکر
پہونچا دو ایسا نہ ہو کہ ہمارے فرزند پر کوئی افتاد پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا ہے رنگین ادا
سے یہ باتین کر رہے ہین اور رنگین ادا سب کچھ سمجھا رہی ہین مگر یہ اپنی کہے جاتے ہین
کہ صحرا سے گرد اڑی علمشاہ ہاتھ پکڑے ہوے رنگین ادا کا دیکھنے لگے کہ دامنہ گرد شگافتہ
ہوا دیکھا آگے آگے ایک پہلوان گینڈے پر سوار رفیق و شفیق گھیرے ہوے چو بلیس
علمدار علمونکو جلوہ دیتے ہوے نشان چوبیس ہزار فوج کا ظاہر ہوا لیکن کرگدن سوار
مغرور معلوم ہوتا ہے ساتھ والے لشنے بات نہین کرتا چپ چلا آتا ہے کئی جادوگر بھی ساتھ
ہین پہاننے بڑھکر ہرکارون نے پوچھا معلوم ہوا اغلاق کوہ شکن پہلوان کا نام ہے اور
کئی پہلوان بھی ساتھ ہین زنجیر و لشنے کمر باندھے ہوے ٹہل رہے ہین معلوم ہوا کہ اب کوہ خاراشکن
سے آتا ہے آج کوہ خاراشکن پر ہفت پیکر کا جلوس ہے وہین اسکو خبر معلوم ہوئی

قتل ملکہ رعنا سے شیرین کلام کی اس پہلوان کے نام حکم ہوا کہ جاکر پسر حمزہ کی مشکیں باندھکر
لاؤ ہرکارے سے یہ خبر دریافت کرکے سامنے رستم کے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی رستم نے کہا
خداامالک ہمارے ہرکاروں نے تمام کیفیت عرض کی بڑا مغرور معلوم ہوتا ہے کلام بہت کم کرتا ہے
اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہے رستم نے کہا خدا مالک ہے سمجھا جائیگا یہ کہکے رستم پلٹے چاہتے ہیں
بارگاہ میں بیٹھیں کہ صدائے طبل جنگی کان میں آئی علمشاہ نے سر اٹھایا فرمایا دریافت
توکرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے افسر لشکر کا کیا ارادہ ہے سماک نے عرض کی ہمارے ہرکارے
ہر وقت لشکر دشمن میں رہتے ہیں جو کچھ ہوگا وہ ضرور آکر خبر دینگے یہ باتیں تھیں کہ ہرکارے
دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی اغلاق کوہ شکن نے طبل جنگی بجوا دیا کل اسکا
ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے علمشاہ نے حکم دیا
کہ ای مہتر دالاگہر کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل
دکھائے قسمت نے ہماری تقدیر میں ترقیم کیا ہے وہی پیش آئی ہے سماک نے جاکر طبل جنگی
بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات تیاری ہوئی جس وقت کہ
سامری آفتاب پجاری چرخ چہارم پوجا پاٹ کرکے نکلا جھولی ضیا کی گلے میں اسباب سحر شعاع
ساتھ ساتھ میدان چرخ زبرجدی میں آکر ٹھہرا اغلاق کوہ شکن پوجا پاٹ کرکے اٹھا
مسلح ہوا میدان کارزار میں آیا صفیں کھنچنے لگیں ادھر سے رستم فوج کو ساتھ لیکر سوار ہوکے
میدان میں آئے دیکھا اغلاق کی صفیں بندی ہوئی ہیں آمادہ کھڑا ہے رستم نے صف بندی
کا حکم دیا صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کرکا کہکر ہٹے کہ اغلاق
نے گینڈا اپنا نکالا میدان میں آکر سلحشوری دکھائی بعد اسکے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے
یہ جو آواز دی آلاگرد فرنگی نے مرکب نکالا سامنے رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان
ملے علمشاہ نے کہا ای آلاگرد میرا ارادہ ہے کہ میں خود نکلوں کہ جنگ کو طول نہ ہو میں
اپنے کو جلد طلسم ہفت پیکر میں پہونچاؤں آلاگرد نے عرض کی اب تو غلام کچھ ہاتھ نکال چکا
اب اجازت ملے علمشاہ نے اجازت دی آلاگرد اکھاڑے میں آیا میں نیزہ چلنے لگا
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آلاگرد نے چاہا نیزہ نکالدوں گا تھکے ہاتھ مارا دونوں نیزے ٹوٹ گئے

اغلاق نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا آلا گرد نے مرکب
بڑھایا منظور تھا کہ بائیں سے بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدوں گھوڑے نے سکندری کھائی گردہ سپر کا
سر سے ہٹا اغلاق کا وار چلگیا سر آلا گرد کا زخمی ہوا اسنے چاہا سر کاٹ لوں رستم کو تاب
نہ رہی وہین سے نعرہ کیا خبردار کیا کرتا ہے ہاتھ نہ اٹھانا یہ کہکے مرکب ڈالدیا اتنی جلدی
گھوڑے کو بڑھایا کہ ہاتھ اسکا اٹھا ہی رہا کہ رستم نے آلا گرد فرنگی کو پشت پر لیا اور سینہ سپر کیا
اسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر روکا اسکا ہاتھ لیے ہاتھ اسکا لگکر خبردار کہکے ہاتھ
مار دیا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ کپتیان دست زبردست رستم نوجوان اب جو تلوار
پڑی سپر کے دو ٹکڑے کیے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کے خود سر پر گری تا دو ابرو کا تا اسنے
واستانہ تار تلوار سر سے نکلی گینڈے کی گردن قلم ہوئی اغلاق گینڈے سے گود ا ہائی فوج
لگی بیابان پہاڑ ڈالے رستم پر آ پڑے ادھر سے آلا گرد و الا گرد فوج لیکر جا پڑے دونوں
لشکر میں تلوار چلنے لگی اغلاق نے جو رستم کی زبردستی دیکھی ایک نخل کے سائے میں
آیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر غلام کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیو اپنی آنکھوں سے
دیکھ رہا ہوں کہ [illegible] افسرونکو چن چن کے اسنے مارا جو مقابلے میں گیا وہ مارا گیا یہ باتیں
دل سے کرتا ہوا خود اتار کر ہاتھ پر لیا بلک بلک کے دعا مانگ رہا ہے رستم لڑ رہے ہیں
کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا غبار بلند ہوا سمک یہ علامت دیکھکر بھاگا ایک غار میں آکر
چھپا تھوڑے عرصے میں دیکھا اپنے لشکر کا نشان نہیں معلوم ہوتا ہے لشکر رستم ندارد چند
لاشے پڑے ہیں کتنے خیمے اکھڑے پڑے ہیں سمک حیران ہوا یہ کیا معرکہ ہوا غلمشاہ کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک قیدخانہ میں پایا حیران ہوے کہ ای رستم متعین یہاں کون
پہونچا کیا لشکر والے کیا ہوے اس سوچ میں بیٹھے تھے کہ دروازہ اسی مکان کا کھلا دیکھا
چند زنگی سپر [illegible] بد انجام اندر مکان کے آئے کہا ای جوان خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر
ورنہ بہت صدمے اٹھائیگا رستم نے کہا ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہیں زنگیوں نے
پیٹ لیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ بندہ مغضوب بہ نسبت آپ کے یہ کلمہ
نفرت کہتا ہے کہ ایک دفعتاً ہوا زمین آسمان کا پٹنے لگے اندھیرے کی ترقی ہوئی کان میں

رستم کے آواز آئی اوپسر حمزہ اب صدمات اُٹھائیگا تھوڑی دیر کے بعد اندھیرا موقوف ہوا جب
روشنی ہوئی وہی چارون زنگی پھر قید خانے مین علمشاہ کے پاس آئے پھر وہی گفتگو کی رستم
نے کہا مین پھر وہی لعنت کرتا ہون دو بارہ پھر [illegible] زمین کانپی کچھ آواز [illegible] آئی
اور ایک صدا کان مین آئی اوپسر حمزہ پیدا کرنے والے کا اعتقاد نہین کرتا ایسا نہو قدرت
زمین کو حکم دے زمین تجھکو نگلجائے سب چیزین بنائی ہوئی قدرت کی ہین جسکو جو حکم دین وہ
بجا لائے علمشاہ نے اپنے کو دوسرے مکان مین پایا تیسرے دن جو زنگی آئے زنگیون نے
وہی سوال ہفت پیکر پرستی کا کیا علمشاہ نے ہنستکر ہی ماری کہ زنگی کا سر پھٹ گیا زنگی کا مر کر
گرنا کہ ایک ہنگامہ ہوگیا سامنے کا باغ جلنے لگا بارہ دری مین آگ لگ گئی مگر رستم دیکھتے
ہین کہ گرد آگ جل رہی ہے میرے جسم پر آگ کی تاثیر نہین علمشاہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے آگ
جسم پر تاثیر نہین کرتی باہر آگ جل رہی ہے نخل جل جلکر خاک ہوتے پھول بھی جل رہے ہین
جب غنچے چٹکتے ہین اُن سے آواز الامان آتی ہے کبھی پھول صدا دیتے ہین اے بے ظالم کا قدم آیا
کہ ہمکو جلا کر خاک کیا اس باغ پر خزان آئی گلچین بد بخت نے یہ صورت دکھائی یہ آواز سنکر اور
زیادہ رستم بیقرار ہوئے گھبرا کر آواز دی اے باغبان قضا و قدر اگر ہمارے کلیجے مین سوراخ
ہو جائے تو بھی تیرے ہی اعتقاد کو یاد رکھین تیری محبت کو دل مین چھپایا ہے زرگل شکم غنچہ
مین جسطرح مخفی ہوتا ہے تیری عنایت بے نہایت کو فضل و کرم تیرا جانتے ہین تیرے بندے
تجھکو خوب پہچانتے ہین مگر اے معبود اس آفت سے بچالے یہ کیا بلا نازل ہوئی کہ جس سے
رہائی غیر ممکن معلوم ہوتی ہے کہ وہ تین زنگی پھر پیدا ہوئے ایک نے آنکھ سے پڑھکر کہا اے شہریار
اب بھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے دوسرے کو بھی ہنستکر ہی ماری اُسکا بھی سر پھٹا اُسکے
مرتے ہی ابر تیرہ و تار گھر کر آیا اور پانی برسنے لگا تمام آگ بجھ گئی وہ پانی کی طغیانی ہے کہ پناہ
پانی مشکل ہے کیونکر آج بچ سکینگے یہ پانی کیونکر دفع ہوسکتا [illegible] کال پتھر برسا دونون زنگی
سامنے پھر آئے کہا اے شہریار خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیجیے اس سے بہتر کوئی خداوند نہین
اگر اُنکو سجدہ کروگے بڑے تا [illegible] پاؤگے امیر ہو جاؤگے پھر رستم نے ٹھوکر ماری اور وہ
چوتھا زنگی اسیطرح مارا گیا [illegible] پتھر برسا یا آگ لگی ہان [illegible] سمجھا

دشوار ہوتا ہی جب چار دن زنگی مارے گئے روشنی ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان خود بخود کٹ کر گرین رستم
قیدخانے سے نکلے دیکھا ایک شخص گینڈے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا اسی طرف آتا ہی خیال کرکے
رستم نے دیکھا انغارق کوہ شکن گینڈے کو بڑھاے ہوئے للکارتا ہوا آتا ہی او جوان
کہان جائیگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا رستم حیران کہ میرا گھوڑا کیا ہوا دیکھا سامنے
آتا ہی معلوم ہوتا ہی گھوڑا کہیں گرا کر آیا ہی زین وغیرہ مین خاک لگی ہوئی ہی مگر علمشاہ کو مرکب
غنیمت ہوگیا جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے آواز دی او ملعون آ نیزہ بازی ہونے
لگی علمشاہ نے تھوڑی دیر کے بعد نیزہ نکالا بعد نیزے کے نوبت تلوار کی آئی اُسنے ہاتھ
تلوار کا مارا جب تلوار اُسکی قریب سر کے پہنچی علمشاہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ داہنا ہاتھ
مع تلوار اُڑ گیا زمین پر گرا اب گینڈے کو اُسنے بھگایا انھون نے گھوڑا اُسکے پیچھے دوڑایا
آخر وہ ٹھہرا کے گر پڑا اوپر سے علمشاہ نے تیر مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا قتل ہونا اُس شخص کا
کہ ایک ہنگامہ ہوگیا تمام صحرا مین غل ہی کہ پہلوان دوران گرشاسپ جہان کو پسر حمزہ
نے مارا خداوند ہفت پیکر سمجھینگے ہر طرف سے یہی آواز آتی ہی اب ایک طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی رستم نے دیکھا کہ ہمارا لشکر افتان وخیزان آتا ہی راہ مین ایک ایک سے
پوچھتے ہوے کہ ہمارے آقا کو کہین دیکھا ہی علمشاہ نے آواز دی ای آلا گرو اس
مکار کو مارا وہ لاشہ پڑا ہی خدا نے فضل کیا کہ لشکر والے آکر پہونچے سرداروں نے رستم سے
ایک ایک سے بغلگیر ہوے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے لشکر کو لیکر بسر منزل ہوے پھر وہان سے
ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے وہان دیکھا نخل سرسبز وشاداب عندلیبان خوشنوا
جلوہ گل مین بیتاب ہر طرف آمد بہار کے سامان عندلیبان خوش ادا کی اٹکھیلیان کوئی
عندلیب بیقرار ہوکر پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہی جہان خیال آگیا زمزمہ سرائی مین
حال دل سنانے لگی کبھی روتی ہی عجب عجب سامان اُس صحرا مین ہو رہے ہین رستم
یہ حالات دیکھکر نہایت پریشان ہوے گھوڑے سے اُترے داخل بارگاہ ہوے مصاحب
ورفیق سب آکر بیٹھے ملک سے کہا کہ ملکہ رنگین ادا سے دریافت کرو کہ سرحد کوہ ہفت رنگ
مین کب پہونچینگے یہ ذکر تھا کہ ملکہ رنگین ادا بھی دربار مین آئین سلام کرکے بیٹھین علمشاہ

نے کہا کیون ملکۂ عالم یہ مقام سرحد کوہ ہفت رنگ نہین ہی رنگین ادا نے کہا اے شہریار
سرحد کوہ ہفت رنگ دور ہی علمشاہ نے کہا اے رنگین ادا کوئی راستہ جلدی کا
پیدا کرو رنگین ادا نے عرض کی لونڈی فکر کر رہی ہی آیندہ خدا کو اختیار ہی مین نے کچھ فوج
ساحران کو بلایا ہی اسمین ایک نازنین ہی نہایت حسین و جمیل سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق
یہ باتین ہوتی تھین چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا آگے آگے ایک طائر کلان
پشت پر کئی ہزار طائر شکار دن مین کوئی شی کی طرح ہی ثابت نہین ہوتا گیا ہی وہ طائر آکر درختون پر
بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے رستم کھڑے سن رہے ہین طائر دلکی زمزمہ سرائی رعنائی زیبائی
کہ ایک جھونکا ہوا سے سرد کا ایسا زیادہ برودت ہوا مین تھی لاکھ چاہا روکین نہ روک سکے آخر
آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھولکر دیکھا ایک بارگاہ زرنگار استادہ ہی لشکر ساحرونکا اترا ہوا
اژدہے پھر رہے ہین لشکر کو دیکھکر علمشاہ حیران ہو گئے رنگین ادا سے پوچھا یہ لشکر کہان سے
آیا کہا حضور یہ صحرا کی مالک ہی راہ سحر و ساحری کی سالک ہی کبھی ظاہر نہین ہوتی آج جو اپنے
کو ظاہر کیا ہی تو کچھ فساد عظیم برپا ہوگا علمشاہ نے سمک سے کہا ذرا خبر تو لاؤ سمک
بصورت ضعیفہ لشکر ساحران مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا عندلیب جادو کا لشکر ہی مسند پر
بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی کنیزون کو حکم دیا طبل جنگی بجے اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی سمک
نے آکر رستم کو خبر دی یہان بھی نقارے پر چوب پڑی رنگین ادا سے جو رستم نے حال دریافت
کیا رنگین ادا نے عرض کی حضور یہ بلاے روزگار ہی جان بچنا دشوار ہی علمشاہ نے طرف
سمک کے دیکھا سمک نے کہا غلام جاتا ہی لشکر عندلیب مین سمک بصورت مبدل آیا
پھرتا پھرتا بارگاہ مین عندلیب جادو کی پہونچا آواز آئی ارے کون آتا ہی سمک
نے چہار جانب دیکھا کوئی کہنے والا نہ معلوم ہوا آگے عندلیب کو سلام کیا خدمتگار
کی شکل بنکر آیا ہی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عندلیب نے پوچھا کیا کچھ کام ہی کہا حضور
ایک بڑی بات عرض کرنا ہی ذرا حضور تخلیے مین تشریف لیچلین عندلیب اپنے مقام سے
اٹھی اور خدمتگار کے ساتھ تخلیے مین آئی خدمتگار نے عرض کی حضور سنا کہ امیر حمزہ کے
ساتھ کون کون ہی رنگین ادا ابھی ساتھ ہین رنگین ادا بلاے روزگار ہی عندلیب نے کہا اسکی کیا

حقیقت یہ ہے ایک سحر مین بھاگتی پھرتی خدمتگار نے باتین کرتے کرتے خاصدان سے گلوری
نکالی کہا حضور نوش فرمائیے عندلیب نے گلوری لیکر کھائی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی
سمک نے زبان مین سوزن دی چادر کمر سے کھولی عندلیب کا پشتارہ باندھا طرح چالاک
کر کے لے بھاگا آتے آتے لشکر مین آیا جس خیمے مین رنگین ادا تھین اُس خیمے مین پہونچا
علمشاہ نے بھی خبر سنی کہ سمک کسیکا پشتارہ لایا ہے ٹہلتے ٹہلتے بارگاہ رنگین ادا مین آئے
رنگین ادا واسطے تعظیم کے اپنے مقام سے اٹھی علمشاہ کو لا کر مسند پر بٹھایا پوچھا سمک
کسکا پشتارہ لائے عرض کی افسر لشکر کو لایا علمشاہ نے کہا کھولو اب جو پشتارہ کھلوا دیکھا
پشتارہ بالکل خالی ہے سمک سر جھکا کے شرمایا رنگین ادا نے کہا بہتر صاحب شرماؤ نہین
مین نے عرض کیا تھا کہ بڑے شعبدے اسکے قبضے مین ہین پشتارے سے غائب ہو گئی سمک
نے کہا مین پھر جاتا ہون رنگین ادا نے کہا اے فرزند خواجہ تمہاری کوئی تدبیر کارگر نہوگی
سمک بھاگا بصورت مبدل لشکر عندلیب مین آیا قریب بارگاہ کے پہونچا گانے کی آواز
سنی رنگ و رقص عیاری کا لگا کر بازار مین پہونچا ایک نازنین گا رہی تھی اُسکو بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر سازندونکو ساتھ لیا لشکر مین سوار ہوئے پھرکڑاتا ہوا ایک ایک کو جواب دیتا
ہوا بارگاہ عندلیب مین آیا اس فکر مین کھڑا ہے کہ گاؤن اور شراب پلا کر بیہوش کرون کوئی
[illegible] نکلے اس [illegible] اسی سوچ رہا ہے کہ عندلیب نے پکارا اری غنچہ دہن اسنے
کچھ جواب نہ دیا [illegible] ایک کنیز کو اشارہ کیا اُس کنیز نے [illegible] سمک کا پکڑ لیا کہا اری
[illegible] سمک سامنے ملکہ عندلیب کے آیا دست بستہ
عرض کی کیا [illegible] ہے عندلیب نے کہا غنچہ دہن تم اسوقت کس سوچ مین ہو کہا
[illegible] کا خیال ہے سنا ہے بڑے بڑے عیار ہین ہزار دن جادوگرونکو مار چکے
اقلیم مین [illegible] عندلیب نے کہا اے غنچہ دہن یہ تو ظاہر ہے کہ یہ
لوگ [illegible] لیکن ہم لوگون کے ہاتھ سے [illegible]
[illegible] صحبت مین کاہے کی [illegible] پریشان دیکھا [illegible]
پوچھا کہ [illegible] اداس [illegible] ہوا [illegible] کہ وہ رونے

لگا کہا اے ملکۂ عالم مجکو بڑا خیال ہے کہ عمر طلسم ہفت پیکر تمام ہوئی طلسم کشا چل چکا آج ہی کی تاریخ بیان کی تھی کہ اُدھر سے طلسم کشا سے اصلی کا گذر ہوگا میں تو جانتی ہوں کہ یہی اصلی طلسم کشا ہے میں فکر کیا چاہتی ہوں صورت پران لوگوں کی رعب و دبدبہ سطوت و صولت ظاہر ہے میرا ارادہ ہے کہ میں طلسم کشا کو گرفتار کر کے روانہ کروں اسیواسطے میں نے لشکر اپنا ظاہر کر دیا کہ مقابلہ پسر حمزہ سے پڑے غنچہ دہن نے عرض کی واری اب شراب کا بھی چرچا ہو کل اختیار باقی ہے جو مزا ہی میں آئے وہ کیجیے گا عندلیب نے اشارہ کیا جو ہماری غنچہ دہن کہتی ہے وہی ہونا چاہیے یہ کہکے عندلیب مسند پر بیٹھی گرد کنیزیں آکر اپنے اپنے مقام پر کھڑی ہوئیں غنچہ دہن سامنے آ بیٹھی کہا واری کلید میخانہ مجکو دیجیے کہ میں شراب تقسیم کروں عندلیب نے ازار بند سے کنجی کھولکر دیدی غنچہ دہن میخانے میں آئی سب شراب کو خراب کر کے تقسیم کرنے لگی کنیزیں دوڑیں یہ کہتی ہوئیں کہ بی غنچہ دہن ساقی ہیں کوئی باقی نہ رہیگا ہر شخص حاضر ہو کوئی تپلہ اُٹھا لیگئی کسی نے گلابی اُٹھائی کوئی پکار کے کہتی ہے بوا ایک بوتل ہمکو دینا غنچہ دہن اشارہ کرتی ہے کہ آؤ لیجاؤ شراب خانے میں بڑا ہلڑ ہو رہا ہے شراب سبکو تقسیم کر کے چالیس گلابیان کنیز الماس نگار کی اُن میں موار غوانی بھر کے کاندھے پر رکھیں صحبت میں لیکر آئی کشتی کو رکھا سازندوں کو بلایا سازندے حاضر تھے کہا ارے درست کرو ساز ملاؤ اُنھوں نے کہا ساز تیار ہے غنچہ دہن نے عندلیب کے سُنانے کو یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

لکھا نصیب کا کیا نامہ پر شتاب آیا
جواب نامہ مرے بعد یہ جواب آیا

گئی جو طفلی تو پھر عالم شباب آیا
گیا شباب تو اب موسم خضاب آیا

میں شوق وصل میں کیا ریل پر شتاب آیا
کہ صبح ہند میں تھا شام پنجاب آیا

ہوا جب اہل زمانہ کی طینتوں میں فرق
سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا

نہیں وہ کعبے کی ہو دید حشر پر موقوف
جو کوئی یاں میں پہونچا وہ کامیاب آیا

چلے براق پہ احمدؐ تو تھے رہے جبرئیل
کمال شوق سے تھامے ہوے رکاب آیا

کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کر کے
یہ رات آئی کہ سر پہ مرے عذاب آیا

غرض میں ان سب کو پلا دیا گیا دو چار کنیزیں اور باقی ہیں جنکے جام لبریز کیا شعلہ رخسار
وزیرزادی عنبر لیب کی جو پہلو میں بیٹھی ہے شراب پلاتا غنچہ دہن کا دیکھ رہی ہے شعلہ رخسار
نے جو ہاتھ ہلایا برق چمک کر جام پر لہرائی غنچہ دہن نے جام چھپا لیا یہ نہ سمجھی کہ یہ کیا سحر کیا
تھا دوسرا جام جو بھرا ظرف سے شعلہ رخسار کے نکلی ناچتی ہوئی تیاری ہوئی شعلہ رخسار نے
پھر ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری جام ٹوٹا شراب شعلہ بنکر اڑی ایک مرتبہ شعلہ رخسار پلٹی
کہا غنچہ دہن میرے پاس تو آؤ اب مجھے شک ہوتا ہے سماک پیچھے ہٹا ایک کنیز برابر
کھڑی تھی اُسنے ہاتھ پکڑ کے کہا غنچہ دہن سامنے وزیرزادی کے جاؤ سماک نے اُس
کنیز کو خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک اندھیرا جو ہوا سماک بھاگا اُدھر عنبر لیب نے بھی
کہا اسکو گرفتار کر لو کیسا کلیجہ اتنا نہ ہوا کہ بڑھکر ہاتھ ڈالے سماک جست و خیز کرکے نکلگیا
پوچھا عنبر لیب نے کہ ارے یہ کون شخص تھا جیسے ہیں اقلیم ہفت پیکر میں آئی کبھی ایسا اتفاق
میری صحبت میں نہیں ہوا ذرا دریافت تو کرو شعلہ رخسار وزیرزادی اپنے مقام سے اٹھی جھولی
سے کچھ ورق نکالے اُنہیں دیکھا کہا داری علمشاہ کا عیار فرزند عمرو خنجر گزار بلاے روزگار
ہے میں ابھی گرفتار کرائی ہوں یہ کہکے آواز دی اے سپید تاب یہ جو عیار آیا تھا اسکو لینا
سب نے دیکھا ایک زنگن پہلوے باغ سے نکلی کہا حضور میں ابھی لاتی ہوں دیکھوں تو
وہ مکار کہاں جاتا ہے سماک باغ سے نکلکر جنگل میں پھر رہا ہے چاہتا ہے پھر جاؤں جاکر رنگ
جاؤں کہ دیکھا ایک زنگن آتی ہے اب سماک صورت اصلی پہ ہے زنگن نے پکارکر آواز دی
میاں جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم بوجہ شب کے راستہ بھول گئے ہیں ہمیں راستہ بتا دو
یہ کہتے ہی زنگن قریب آئی کہا وہ دیکھو سامنے آگ جو روشن معلوم ہوتی ہے اُسی گاؤں میں
جاؤ گی بھیتا مجھے دو چار روپے دیا ولیکن مجھکو گاؤں میں پہونچا دو سماک نے اُس زنگن کا
ہاتھ تھاما کہا میرے ساتھ چلو میں گھر تک پہونچا دوں زنگن ہنسی کہا میاں راہ گیر سے دلگی
کرتے ہو سماک نے کہا دلگی کیا چیز ہے فقط آپ کو گاؤں تک پہونچا دینگے اور چلے آوینگے
اسطرح کی باتیں کرتا ہوا چلا راہ میں پوچھا آپ نے گاؤں کا نام نہ بتایا زنگن نے ہاتھ اٹھاکر کہا
وہ سامنے میرا مکان ہے سماک نے کہا دیکھو میں اُسی طرف تمکو لیے چلتا ہوں اگر میرے ساتھ

خلاف باتین کروگی تو مین چلا جاؤنگا زنگن نے ایک طمانچہ مارا کہا او لنگوڑے ناعیار کیا
سمجھ کے یہان آیا اب کیا زندہ جائیگا یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا کہ کچھ سحر کرے
سماک نے فوراً حلقہ ہاے کمند زنگن کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب
مار دیا اب جو کالی زنگن کو دیکھا خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک عندلیب کی ساتھ والیون
نے کہا غضب ہوا سیہ تاب پر کوئی افتاد پڑی پلٹ کے آواز دی ارے سیہ تاب تو
قتل ہوئی خوبصورت تو جا کر دیکھ کہ سیہ تاب پر کیا گذری یہ سنکر وہ کنیز پرواز پیدا کرکے
چلی اسوقت پہونچی کہ سماک قتل کرکے کپڑے اتار رہا تھا خوبصورت نے وہین سے
آواز دی او ناعیار کیا کرتا ہے یہ کہکے اشارہ کیا پاؤن زمین نے تھام لیے کنیز زمین پر آئی
کہا کیون لنگوڑے تونے اس غریب کو قتل کیا اب نہین کچھ ہو سکتا بھاگ جا یا کچھ عیاری کر
سماک نے کہا حضور ہم غریب عیار بھلا کیا عیاری کرین جب تمھین یہ اختیار ہے کہ تمنے اشارہ کیا
زمین نے پاؤن تھام لیے ہم اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتے ہمارا اختیار کیا تھا بلکہ تم لوگ
جو کہتے ہو وہ ہی ہوتا ہے جو چاہو سو کرو لیکن قضا تمھاری میرے ہاتھ ہے اس لفظ پر ساحرہ
بہت ہنسی کہا لنگوڑے خواہ کچھ ہو سکے یا نہ ہو سکے پر تولیا زبان سے سماک نے کہا ملکۂ عالم
ہم تابعدار ہین ہماری کیا مجال ہے کہ آپکے سامنے زبان ہلا سکین آپکے جو مزاج مین
آئے وہ کر سکتی ہین اڑنا بلند ہونا کیا کیا قبضے مین ہے تم لوگون کو کون جواب دے سکتا ہے
سامری و جمشید بڑے خداوند تھے کیا چیز بنا گئے کیا سحر و ساحری سکھا گئے کمزور اور
طاقت دار کو برابر کر دیا جو چاہین سو کرین دیکھیے تشریف لائے ہین اور تھوڑی بات یہ ہے کہ
زمین سے جواہرات نکل رہا ہے خوبصورت ہنسی جیسے منہ پھیرا سماک نے جو وہ حلقے
کمند کے مارے اسکے گلے گری سماک نے پانچ حباب مار دیے بیہوش ہوئی بیہوش
ہوتے ہی سماک نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک خوبصورت کا مرنا کہ پاؤن زمین نے
چھوڑے چاہا اسکا زیور اتار دون کہ دل دھڑکا کود کر سماک بھاگا یہان عندلیب بیٹھی
ہے کہ پریون نے غل مچایا کہ ظالم کیا تھا لے خوبصورت کو بھی مارا ارے اسکا زیور اتار رہا
ہے چلیان بالیان لیکر بھاگا ہاے میری مصاحب کہکر عندلیب اٹھی یہ کہکے چلی

اس مقام پر آئی جہاں لاش پڑی تھی وہاں دیکھا قاتل کو نہ پایا یہ لپک چلی کہ لنگوٹا آمان جائیگا
دو کوس سماک نکلا تھا کہ زمین پر ایک جادوگر نتا ہوا جاتا تھا سماک نے آواز دی میاں
ساحر صاحب کہاں اٹھے آتے ہو جیسے ہی وہ ساحر پلٹا سماک نے حلق پاسے کمند مارے... گرتے
خنجر مار دیا ادھر تو مرنے کی آواز اس ساحر کے بلند ہوئی ادھر عندلیب خوشنوا اس مقام
پر پہونچی آواز دی او ناعیار آخر موت نے تیرا پیچھا نہ چھوڑا یہاں آنکر پھنسا یہ کہکے سحر کیا
زمین نے پاؤن سماک کے تھامے عندلیب نے آتے ہی کمر میں پنجہ دیا لیکر اڑی
نہیں معلوم لیکر کہاں گئی یہاں جب دو دن گذرے علمشاہ واسطے سماک کے گھبرا کے
صحبت میں بیٹھکر ذکر کیا کہ نہیں معلوم ہمارے عیار پر کیا گذری کئی دن ہوئے ابھی تک
پلٹ کر نہیں آیا یہ جو علمشاہ نے فرمایا آلالگر فرنگی نے عرض کی غلام تلاش کرنے جاتا ہے
اکثر رنگ و رفتن غلام کو معلوم ہیں صورت بدل سکتا ہوں جہاں جیسا موقع ہوگا ویسی
تدبیر کرونگا آپ نے ایسا اسوقت پریشانی سے فرمایا کہ عیار واپس نہیں آیا دل غلام
کا ہلگیا غلام تلاش میں جاتا ہے ہر چند سب نے منع کیا آلالگر نے نہ مانا ایک مرد ضعیف کی صورت
بنکر چلے یہاں عندلیب جو لیکر سماک کو آئی اسی باغ میں پہونچی کنیزیں دوڑیں عندلیب
نے سماک کو ڈالدیا پکار کر آواز دی اس بچیا مرد وے نے خوبصورت وسیہ تاب کو مارا راہ میں
غلام سیر قلماق جاتا تھا اسکو بھی باتوں میں لگا کر مارا میں وقت پر پہونچ گئی کہ اسکو
گرفتار کیا ورنہ نکل جاتا یہ عیار بلائے روزگار ہے عورتوں میں عورت مردوں میں مرد بنکے
قیامتیں برپا کرتا ہے انکا کون سامنا کرے کنیزیں دوڑیں سماک کے گرد آگئیں سب نے
کہا کیوں بیٹے تیری قضا آچکی دن تھی دو کنیزیں اور ایک غلام کو مارا شب جاکر لنگوٹا دستیاب
ہوا قریب کنیز دن کے آکر عندلیب نے کہا او ناعیار اب اطاعت کو کیا کہتا ہے سماک نے
جواب دیا ملکۂ عالم میں تو جان و مال سے موجود ہوں مجھے بتائیے میں ہفت پیکر کا کلمہ
پڑھوں عندلیب نے کہا میں تجکو پاس حاکم وقت کے لیچلوں اسے اختیار ہے سفارش
میں بھی کرونگی اگر مانیگا بہتر نہ مانیگا کہنے والا مجبور رونا چاہیے او عیار مجھے اب کبھی تجسے
محبت ہے اور تیری بہتری چاہتی ہوں یہ جو عندلیب نے کہا سماک دعائیں دینے لگا کہا

حضور جو میرے واسطے مناسب جانین وہ کرین خواہ قتل کرین خواہ بخشین عندلیب نے
کنیزون سے اشارہ کیا اسکو اُٹھا کر ہمارے قصر رفعت مین لیچلو شہنشاہ گردون بارگاہ اگر
ہفت جوش جادو تشریف لائینگے وہ جیسا مناسب جانینگے ویسا فرمائینگے ہم بے حجت
ہو جائینگے سب راضی ہوے عندلیب خوشنوا تخت پر سوار ہوئی کنیزون نے سماک کو بھی
اُٹھا لیا طرف قصر رفعت کے چلین دور سے سماک نے دیکھا ایک قصر نہایت بلند و مرتفع
کاریگرون نے سات رنگ اُسمین صرف کیے ہین نہایت لطف سے بنایا ہے قصر مین آکر دیکھا
کئی سو نازنینان مہجبین جا بجا پھر رہی ہین تخت بچھا ہے گرد تخت کے مصاحبین حسب اپنے
عہدہ پر بیٹھی ہین عندلیب آکر تخت کے سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی اے شہنشاہ
ہفت جوش کنیز حاضر ہے اس عیار کو بمشکل گرفتار کیا بڑی خرابی سے یہانتک لائی ہون
اب معاف کرنا اور نہ معاف کرنا آپ کو اختیار ہے خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے آپکو سب طرح کا
اختیار ہے گھڑی بھر کامل اسی طرح پکارا کی کسی طرف سے کچھ آواز نہ آئی تب تو اسنے پایۂ تخت پر
سر رکھا اور آواز دی اے شہنشاہ ظاہر ہو جیے ہم لوگ آپ کے منتظر ہین جلد تشریف لائیے یکایک
ایک غبار بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہے تاج
سر پر رکھے ہوے عندلیب واسطے سلام کے جھکی سماک نے بھی سلام کیا بہ قہر و غضب تمام
اُس تاجدار نے آواز دی اے عندلیب مت گھبرا تیرے لیے مرتبۂ اعلیٰ ہوگا سماک غل مچانے
لگا اے شہنشاہ ہفت جوش فریاد کرتا ہون اب رخصت ہونگا عندلیب نے کہا او مکار
اب یہانسے رہائی غیر ممکن ہے تمھاری موت تمھین لیکر آئی ہے تاجدار نے آواز دی اے
عندلیب یہ عیار کون ہے عندلیب نے عرض کی اے شہنشاہ یہ بیٹا عمرو کا ہے جسنے مشمش و مامہ
کو مارا اسکا یہ فرزند ہے تاجدار نے کہا اسکو دار پر کھینچو تو ہوگا اسکی سرکشی پسند نہین آئی کنیزین
دوڑین کہ سماک کو کھینچ کر سامنے سے لیجائین سماک نے اپنے کو زیر تخت گرا دیا کہ مین سامنے
سے شہنشاہ کے نہ جاؤنگا اُٹھ کر خدمت مین حاضر رہونگا یہ کہکر رونے لگا تاجدار نے
آواز دی او سماک کیون روتا ہے تاجدار نے بہت تسکین دی کہا اے سماک تجکو سامنے خداوند
ہفت پیکر کے لیچلین گے مرتبۂ اعلیٰ کرائینگے کیون گھبراتا ہے سماک قدمون پر گر پڑا کہ مین

غلام ہوں کلمہ اپنے مذہب کا ارشاد فرمائیے میں ہفت پیکر پرست ہونگا تاجدار نے آواز دی
او سماک دیکھ خواجہ عمرو بھی آئے ہیں پلٹ کے سماک نے دیکھا مقام تاجدار خالی پایا
ایک گوشے میں خواجہ عمرو کھڑے ہیں فرما رہے ہیں ای فرزند جب مجھے طلب کروگے میں فوراً
حاضر ہونگا اور قدرت کو سجدہ کرونگا قدرت ہی کے حکم سے حمزہ کے پاس رہا اب ساتھ
حمزہ کا چھوڑا اگر حکم دیں سب کو پکڑ لاؤں ایک دن میں لشکر اسلام کا خاتمہ کردوں بیٹے کو سمجھا کر
خواجہ غائب ہوئے سماک پایہ تخت سے لپٹ گیا بوسہ دیا کلمہ ہفت پیکر کا پڑھا اُس
تاجدار نے کلمہ پڑھایا بعد اسکے تاجدار عندلیب سے کہتا ہے کیوں ای عندلیب اس
عیار کو مطیع کر دیا اب اپنے ساتھ لیجا علمشاد کو یہ پکڑ دیگا وہ اسکا آقا ہے بیشک اسکا دھوکا کھائیگا
عندلیب نے کرسی بیٹھنے کو سماک کو دی سماک سلام کرکے کرسی پہ بیٹھا دست بستہ عرض
کی کہ میرا آقا اُس زمانے کا سپاہی ہے کہ جب زمرد شاہ باختری باختر میں خدائی کرتا تھا
اب تو بھاگتا پھرتا ہے اب آج کل ملک دودۂ زنگی میں لڑ رہا ہے اُسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہے جو کچھ تاجدار کہتا ہے اُسکو سماک بجا اور درست کہہ رہا ہے اب وہ وقت آیا کہ
زلف لیلائے شب کمر سے گذری سماک بھی اپنی فکر میں ہے کوئی سی کرسی نشینان بارگاہ میں بیٹھے
ہیں تخت پر وہ ساحر بیٹھا ہے تاج سے شعلے نکل رہے ہیں ابھی ذرا اشارہ کردے تو تمام
قصر پھک جائے سماک سر جھکائے بیٹھا ہے کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر آ کر قصر پر
پھٹا اُسمیں سے ایک تخت پیدا ہوا اُسپر ایک نازنین چہار دہ سالہ دریائے جواہر میں
غوطہ زن جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گوہر در گوہر کا مال اُس نازنین کے پاس موجود ہے اور
دو جادوگر دست راست و دست چپ کو آواز دیتے ہوئے کہ معشوقۂ شہنشاہ ہفت جوش
تشریف لاتی ہیں ملازمونکو چاہیے کہ ہوشیار ہو جائیں تخت زمین پر آیا دونا جدار تخت سے
اُٹھا کہا ملکۂ عالم آئیے آپ کا اشتیاق تھا فرمایا میں بھی آگئی یہ کہکے تخت پہ بیٹھی عندلیب
نے بڑھکر عرض کی حضور نے کچھ سُنا دو کنیزیں شاہین ماہرو سے عیار کے قتل ہوئی ہیں میں عیار کو
گرفتار کر لائی اُسنے اطاعت کی ہفت پیکر کو سجدہ کیا اعتقاد میں پختہ ہے اُس نازنین نے
ابرو پر بل ڈالا بولی او بیوقوف تمہاری بات کا کیا اعتبار ہے یہ لوگ جان دینے پر آمادہ ہیں اسکے

اعتقاد ہین فرق نہ آئیگا یہ ظالم کیا خداوند کو سجدہ کریگا اگر لایق سجدے کے ہوگا کبھی سجدہ
کرینگے نہ لایق ہوگا بیکار رہینگے انجام جو کچھ ہو عندلیب نے سماک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے
سماک شہنشاہ کی معشوقہ تمھاری اطاعت ہین انکار کرتی ہین خداوند سے عرض کیا جائیگا
جیسا ارشاد ہو سماک نے سر جھکا لیا عرصۂ دراز تک وہ نازنین ہفت پیکر کی تعریفین کیا کی
جب تعریفین کر چکی کہا اے عندلیب اُسکو قید فنا نے ہین لیجاؤ اسکی بات کا اعتبار نکرنا
ہر چند سماک چیخا چلایا اُس نازنین نے پکار کر یہی کہا کہ ہرگز اسکی بات کا اعتبار نکرنا عندلیب
نے آواز دی دو حبشنین آئین کشان کشان سماک کو ایک مکان ہین لائین کہ اُس مکان
کو قید خانہ قرار دیا تھا اُسمین سماک کو قید کیا دونون حبشنین بطور نگہبانون کے بیٹھین
سماک جو اندر مکان کے آیا تنگ و تاریک پایا گھبرا کر کبھی غل مچاتا ہے اے ملکہ عندلیب
میری جان بچاؤ ورنہ اس اندھیرے ہین دم نکل جائیگا ہرچند غل مچایا عندلیب نے کچھ
جواب ندیا اُڑ کر چلی گئی سماک نے دراڑ سے دیکھا دونون حبشنین بیٹھی ہین خرانجواری کر رہی
ہین لاحول کہکے سماک نے منہ پھیر لیا دونون حبشنین گرد مکان کے پھرتی ہین حاضر باش
و ناظر باش کی صدا دیتی ہین کہ دیکھا شبگرد کوتوال پھرتا ہوا آیا حبشنون نے سلام کیا
کوتوال نے پوچھا اری کیون شگفتہ تو یہان کہان آئی دست بستہ عرض کی حضور
گنہگار شاہی یہان قید ہے ہم اسکی نگہبان ہین شبگرد نے کہا گنہگار کون اُسکا نام بتا دو
کہ پھر ہم نہ دریافت کرینگے دونون خواصون نے عرض کی ہم دریافت کیے دیتے ہین
یہ کہکے ایک حبشن قریب در قید خانہ آئی پکار کر پوچھا اے گنہگار تیرا کیا نام ہے سماک نے
دراڑ ہین سے دیکھا ایک کوتوال دس بارہ پیادے اُسکے ساتھ ہین نام دریافت کرنیکو
کھڑا ہے سماک سے جو نام حبشن نے پوچھا سماک نے پکار کر کہا خیر خواہ دولت میرا
نام ہے زبردستی مجھے گنہگارون ہین بتائی ہین کوتوال نے کہا کیون حبشن یہ قیدی
اپنا نام خیر خواہ دولت بتاتا ہے اور تو گنہگار شاہی کہتی ہے صاف صاف جواب دے
حبشن نے کہا اے گنہگار مفصل نام نہین بتاتا ہین تو جھوٹا بتاتا ہے کوتوال بڑھکر
قریب حبشنون کے آیا کہا اچھا تم تو جاؤ ہم قیدی کو سمجھا لینگے ہرچند حبشنون نے کہا

مگر کوتوال نے نہ مانا کنجی لیکر دروازہ کھولا سمک کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا مفصل نام بتا سمک نے
چپکے سے کہا کوتوال صاحب کنارے چلیے تو مین نام بتاؤن جو مجھسے خطا ہوئی ہے وہ بھی بتادون
حبشنین الگ کھڑی رو رہی ہین کوتوال نے سمک کو باہر بلایا سمک منھ لپیٹے ہوئے باہر
نکلا کوتوال کے ساتھ چلا حبشنون نے پکار کر کہا کوتوال صاحب اس مکار کو ساتھ نہ لیجائیے
نہین تو آپ پچتائیے گا سمک نے پلٹ کر کہا اپنے مالک سے سب مفصل حال بیان کرینگے
تم کیون دراندازی کرتی ہو حبشنین قیدخانے مین چلی گئین دروازہ بند کر لیا راہ مین
کوتوال نے سمک سے پوچھا اے شخص سچ سچ اپنا حال بتا ورنہ بہت پچتائیگا مارا مارا پھریگا
سمک نے کہا کیا مجال کہ جو ایک لفظ بھی جھوٹھ کہون ذرا کنارے چلیے یہ لوگ جو ساتھ ہین
یہ سن لینگے تو مجھے بدنام کرینگے کوتوال نے پیادون سے کہا ذرا ہٹ جاؤ مین مفصل حال
پوچھ لون پیادے ہٹے سمک نے اب جو برقع چہرے سے ہٹایا بجلی چمک گئی اٹھو گھبرا کر
کوتوال نے آنکھین بند کر لین سمک نے بہ محبت کاندھے پہ ہاتھ رکھکر کہا صاحب ذرا
مجھسے دو باتین کر لو پھر تمھین اختیار ہے سمک نے گورا گورا ہاتھ جو کوتوال کے کاندھے پہ
رکھا پھر گورے گورے ہاتھون سے پیر دبانے لگا کوتوال نے کہا صاحب مجھے گنہگار نہ بناؤ اور
مفصل اپنا نام بتاؤ سمک نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا صاحب اصل یہ ہے گل اندام
میرا نام ہے شاہ کے آگے کھانا لگا رہی تھی باورچی نکال کر دیتا جاتا تھا ایک قاب جو مین نے
رکھی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا کہ لقمہ کھائین وہ پلیٹ ٹوٹ گئی باورچی سے نہین دریافت
کیا جاتا مین فقط قاب کو ہاتھ مین لینے کی گنہگار ہون اگر زہر ملا یا بھی ہوگا تو باورچی نے
مین گوشے کی بیٹھنے والی زہر کہانسے لاتی اس جرم مین مجکو قیدخانے بھیجدیا یہ کہکے اسقدر
روئی کہ گال سرخ ہوگئے آنکھین سوج گئین کوتوال نے دامن سے اشک پاک کیے کہا
گل اندام نہ رو ہم تمھارے مقدمے مین بادشاہ سے عرض کرینگے سمک نے دیکھا
پیچا نیر سنا ملا ہے باتون مین کوتوال کو خوب تسخیر کیا کوتوال سے کہا دیکھیے کوئی آتا ہے میرے سینے
سے ہاتھ ہٹا لو مجھے کیا کوئی بازاری سمجھے ہو جیسے ہی کوتوال اودھر پلٹا سمک نے کمر سے خنجر نکالکر
مارا شکم دو کا شکم چاک قصہ پاک کوتوال کے ساتھ جو پیادے تھے انھون نے جو دیکھا

کہ کوتوال کا لاشہ پڑا ہی مبتیار ہوکر دہانسے دوڑے مگر سماک بھاگ کر نکلگیا لاشہ کوتوال کا پیادون
نے اٹھا یا لاشہ لیکر چلے سماک بھی پیادون کے پیچھے پیچھے چلا قلعے سے نکلکر پیادونکو دیکھا ایک
نخل کے نیچے ایک تخت بچھا ہی اُسپر ایک تاجدار بیٹھا ہی پیادون نے جاکر سلام کیا کہا حضور
قیدی نے کوتوال کو مارڈالا بعد مدت جو حاضر ہوے تو یہ معاملے دیکھے تاجدار نے کہا
قیدی کو لاؤ پیادون نے کہا حضور قیدی تو چلا گیا ہوگا غلام جاکر تلاش کرتے ہین یہ کہکے
پیادے اُسیطرف چلے سماک نے کنارے آکر رنگ در روغن عیاری کا لگایا ایک گنہگار
کی شکل بنکر تیار ہوا ایک ہاتھ اپنا دوپٹے سے باندھ لیا کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہی تاجدار
نے کہا تو اُن پیادون کے ساتھ آتا سماک نے کہا مین خود حاضر ہون تاجدار نے ہاتھ
تھام لیا کہا مفصل بتا کہ تیرا نام کیا ہی کسوجہ سے آکر اس بلا مین پھنسا سماک نے کہا
مین غلام سرکار ہون مجھے اِس بلا مین پھنسایا تاجدار سے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے مجھے
جسنے پھنسایا وہ آتا ہی تاجدار جیسے ہی پلٹا سماک نے خنجر مارا جس مقام پر زخم پڑا وہان سے
ایک برق چمکی گرد تاجدار کے لوٹنے لگی سماک ایک جانب بھاگا آواز غل وشور کی آئی
کہ ارے تاجدار کو مارے ہوے جاتا ہی سماک بھاگ کر نکلگیا لشکر مین اپنے پہونچا جنگل سے
بازار کے دیکھے جان جسم مین آگئی دیکھا سامنے سے آلاگر دفرنگی ایک مرد ضعیف کی شکل
بنے چلے آتے ہین سماک نے بڑھکر سلام کیا آلاگر دنے گلے سے لگا لیا کہا کہان تھے آلاگرد
کو ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا سماک یہ کہتا ہوا کہ اے آلاگرد عجب معاملے دیکھے حیرت بڑھتی
جاتی ہی کوتوال مجھے قید خانے سے لیگیا راہ مین دم دیکر اُسے مارا پھر ایک تاجدار کو
قتل کیا نہین معلوم یہ کون تھا تاجدار کے مرنے سے ایک ہنگامہ ہوا دور تک کوئی
پکارتا ہوا آیا کہ ارے یہ شخص گنہگار تاجدار کو مارے ہوے جاتا ہی مین ان آوازون کو
سنتا تھا پلٹ پلٹ کے دیکھتا تھا کوئی معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون غل مچاتا ہی آلاگرد نے کہا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ خاص طلسم مین آگئے کہ عجائب وغرائب طلسم معلوم ہونے لگے
یہ جو سماک تمنے بیان کیا مقداماتِ طلسمی معلوم ہوتے ہین رہنے والے طلسم کے اِس
حالات کو جانتے ہونگے سماک کو سب ثابت ہو جائیگا یہ باتین کرتے ہوے دربار مین رستم

کے آئے رستم نے سماک کو دیکھا بچپن سے ساتھ پرورش پائی ہو خوش ہو گئے دوڑ کر گلے سے
لگا لیا پوچھا بھائی کہان تھے سماک نے کل کیفیت بیان کی الا گرد بھی بیٹھے ہین سماک
اپنا جانا قید ہونا کوتوال کا آنا کوتوال کو دم دیکر ارنا وتا جدار کا بھی مار ڈالنا بیان کر رہا ہی
رستم ہنس رہے ہین فرماتے ہین بھائی بڑا کام کیا خوب دونون کو مارا رنگین ادا نے
جو سُنا دوڑی ہوئی آئین سماک کی زبانی سب حال سُنا کہا اے شہریار آپ سرحد طلسم
ہفت پیکر مین آگئے کہ ایسے ایسے عجائب و غرائب معلوم ہونے لگے اب جو کچھ کام کیجیے گا
وہ سمجھ کے کیجیے گا پھر کہا اے سماک بہت ہوشیاری و عقلمندی سے کام کرنا جلدی کسی بات
مین نہ کرنا سماک نے کہا وہ ما لک سب سمجھا دیگا یہ باتین کر رہا تھا کہ آسمان پر بجلی چمکی آواز آئی او
مکار تو نے کوتوال وتا جدار کو مارا اب کہان جائیگا سماک نے چاہا کسی گوشے مین چھپون ایک
بجلی چمک کر سماک پر گری سماک کی آنکھیں بند ہوئین تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی دیکھا قفس
آہنی مین بند ہون وہ قفس شاخ نخل مین لٹکا ہی ایک عندلیب شاخ گل پہ بیٹھی ہوئی پھول
سے پھول پھول کے باتین کر رہی ہی سماک حیران ہی کہ عندلیب نے آواز دی کیون مکار
تو نے وہ جادوگر ونکو مارا وہ قدرت کے بندے تھے پھر انھین زندگی ملی مگر تمھارے
نامۂ اعمال مین خون لکھا گیا اب تم خونی مشہور ہوے سماک نے ہاتھ باندھ کر کہا اے
عندلیب خوشنوا میری خطا معاف کرا دو جو تمھاری صورت اصلی ہی اُس طور سے مجھسے
ملاقات کرو تو حال میرا ظاہر ہو عندلیب نے چہکا را مارا کہا او گنہگار میری زندگی دشوار
نہین ہی کہ بصورت اصلی تجھسے ملاقات کرون جو تجھسے ہو سکے وہ کر یہ کہکے عندلیب
اُڑ گئی دیکھا اب اور رنگ ثابت ہوتا ہی کہ چاندنے سے عندلیب کے اندھیرا ہو گیا سماک کو
معلوم ہوتا ہی کوئی ہاتھ پکڑے مجھکو کشان کشان لیے جاتا ہی ایک مقام پر روشنی ہوئی
سماک نے دیکھا دو زنگی سیہ رو تیرہ درون دونون ہاتھ تھامے ہوے کشان کشان مجھکو
لیے جاتے ہین سماک حیران کہ یہ کیا سحر کیا ہی یا ایک قفس آہنی مین تھا اب قفس جسم مین
روح گھبراتی ہی کان مین رونے کی آواز آتی ہی دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی یہ سیہ رو کون
ہین جو مجھکو لیے جاتے ہین ہر چند اُنسے سماک پوچھتا ہی کہ تمنے کسکے حکم سے مجھکو پکڑا ہی کہان

لیجاؤگے کس جگہ پر قید کروگے مین نے کیا خطا کی ہر دہ زنگی کچھ جواب نہین دیتے جب کئی
مرتبہ سماک نے پوچھا تو ایک زنگی نے اُنہین سے جواب دیا کہ کیون باتین بناتا ہو ا
فقرے سناتا ہی تجھکو ایسے مقام پر لیجائینگے کہ تا قید حیات رہائی نہ پائیگا سماک نے کہا
تمہارا نام کیا ہی کہا تجھے نام نہ بتائینگے کہ دور سے سماک نے دیکھا وہی قلعہ سر بہ فلک
کشیدہ و برج بارے کنگرے آراستہ خلقت کی آمد و رفت جا بجا مال کا انبار سماک حیران
ہی کہ دیکھوں فلک کیا دکھاتا ہی جو کچھ ہوگا وہ معلوم ہو جائیگا زنگی سماک کو لیے ہوے قلعہ
مین آئے لوگ دیکھکر دوڑے ہر ایک پوچھتا ہی اُن زنگیون سے ای سپہ سالار شہنشاہ یہ گنہگار
کہان ملا وہ زنگی کہتے ہین ملکہ عندلیب خوشنوا کو تکلیف ہوئی وہ جاکر لائین اب آج
شب کو حال کھلجائیگا کہ اسکے بارے مین نگہبانان طلسم کو کیا منظور ہی اب سماک نے
دیکھا وہی دروازہ جسمین یہ بند ہوا تھا سامنے معلوم ہوتا ہی زنگی نے آہنگرونکو بلوایا اور
سماک کو مسلسل و مطوق کرکے اُسی مکان مین قید کردیا سماک چپکا بیٹھا ہی دن گذرا
لیلی شب نے نقاب رخ پر ڈالی سماک حیران ہی کہ دیکھیے اب رات کو کیا ہوکر دیکھا
دونون زنگی آپس مین باتین کر رہے ہین ایک نے اُنہین سے کہا کیون بھائی اِس
قید ملانے سے دیکھین کیونکر اس جوان کو نجات ملے دوسرے نے کہا بھائی صاحب
تا قید حیات روزمرہ یہی امورات ہمکو درپیش رہتے ہین دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے
آپس مین اسطرح کی باتین ہونے لگین یہ باتین کرکے دونون زنگی ٹہلنے لگے سماک
گوش برآواز ہی کہ دیکھا ایک طرف سے آواز آئی ہمین شراب نہ پلاؤگے رات گذر جائیگی
دونون ایک طرف دوڑے تھوڑی دور جاکر ایک جوان کو دیکھا کہ گلابی ہاتھ مین لیے
بدمستیان کر رہا ہی گرتے مین اپنے کو سنبھالتا ہی نشے کو ٹالتا ہی مگر نشہ بھی بیحجاب ہی
اسی سبب سے دلکو پیچ و تاب ہی اُن زنگیون نے پکار کر آواز دی ای رند بادہ خوار کس
حال مین ہو اُس شرابی نے جواب دیا ای نگہبانان طلسم بہتر یہ ہی کہ اس قیدی کو قتل کرو
یہ طلسم کشا کا عیار ہی اگر یہ قتل ہو جائے تو طلسم کشا بے دست و پا ہو جائیگا اور تیز عیار
ہی ملکہ عندلیب خوشنوا کو دھوکا دیا قیدخانے سے نکلکر پھر آکے اسی جگہ قید ہوا یہ کہکے

بیچ

زنگی پلٹے در قید خانے پر آکے سمک کو کلمات نادرست کہنے لگے سمک نے کہا کہ ہمین باہر نکالو جو کہو اُسکا جواب دین زنگیون نے دروازہ کھولا سمک کو کشان کشان نکالا سمک کو گمان غالب ہوا اس زور سے ہاتھ پکڑ کے کھینچا ہی خوف ہو کہ استخوان ٹوٹ جائین بلا سے رونگا نہین ایک طرف کشان کشان لے چلے زلف لیلائے شب تمام سے گذر چکی تھی کہ قلعے سے باہر لائے ایک مقتل کے سامنے مین بٹھا دیا ایک نے ایک سے کہا کہ اس عیار کا سر کاٹ لو ایک کھڑا ہو کر ٹہلنے لگا وہ جو ٹہل رہا ہو کہتا جاتا ہو جلد اسکو قتل کرو دوسرا خنجر کھینچے ہوئے سر پر سمک کے کھڑا ہو یہی ہر مرتبہ کہتا ہو کہ اسکو جلد قتل کرو اسکا سر لیکر خدمت شاہ مین جائین وہان لینے تاکید ہو کہ گنہگار کا سر روانہ کرو سمک بیقرار ہو گیا بلبلا بلبلا کے دعا مانگنے لگا کہ ای خالق کارساز وای رب بے نیاز رحم اپنا شامل کر ای مالک حقیقی وای رب تحقیقی اس مشکل کو آسان کر نظم

زبان بذکر الٰہی است تر زبان ہر روز
بچشم اہل نظر جلوہ گر بصد خوبی
دہد ز نور قمر جلوہ ذات حق ہر شب
خدا بدام و دو دوچش دیدہ روزی داد
سپاس حضرت خلاق از سر اخلاص

قلم بنام مبارک گہر فشان ہر روز
جمال اوست بہر وقت در نہان ہر روز
ندید شمس شود طلعتش عیان ہر روز
رساند حصہ مقسوم انس و جان ہر روز
زمین ہمیشہ کند سجدہ آسمان ہر روز

سمک دعا کر رہا ہو جلاد سر پہ خنجر بدست وہ دوسرا حکم دینے والا حکم دے رہا ہو مگر جب سمک بلند قی کو عنبر لیسپا اُٹھالے گئی رستم نے کہا کہ بارے بڑا غضب ہوا کوئی ساحر سمک کو لیے گیا خدا اسکی جان بچائے دو جلاد گردن کو بانکا تھا ایسا نہ ہو وہ اسکے ساتھ بلا کرین ملکہ رنگین ادا کو خبر پہونچی کہ کوئی ساحر سمک کو اٹھائے گیا رستم نہایت بیقرار ہین رنگین ادا دوڑین دیکھا رستم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے فرما رہے ہین کہ دیکھیں ہمارا سپاہ روز وفادار مرگیا گزند رنگین ادا نے کہا کہ اے شہریار عنبر لیسپا جو خوا آکر گرفتار کرکے گئی قلعہ گلزار سنگ بن مین گئی ہوگی اس قلعہ مین ایک ایسا ہو حضور تردد نہ کرین کنیز واسطے سمک کے جاتی ہو اگر بن پڑتا ہو تو لونڈی اسکو لیکر آتی ہو ورنہ یا قیدا حکم دیتے جاتی ہو یہ کہکر ملکہ رنگین ادا نے ایک مرتبہ وسنگ دمی دیکھا سامنے ایک قمری سر اٹھائے ہوئے جوش مین کوکو کرتی ہوئی سامنے آئی رنگین ادا کے سامنے آکر کھڑی ہوئی رنگین ادا قمری پہ سوار ہوئین کچھ اشارہ جو کیا قمری تڑپ کر بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا جیسے قمری کے سوار بلند ہوتی جاتی ہین مگر رنگین ادا کو

برابر کہکشان فلک کے لے گئی ہوا اب بلندی سے ملکہ رنگین ادا نے خیال کرنا شروع کیا نگاہ پڑی ایک نخل کے سایے مین سمک سرنگون بیٹھا ہے ایک زنگی حکم قتل دے رہا ہے اور ایک خنجر بکف سر پر اسکے قتل سے جو دہی رنگین ادا کا دل بیتاب ہوگیا وہین سے آواز دی کہ او ناہنجار رو بکردار یہ مختار رستم نامدار ہے وہ فرزند صاحبقران عالیوقار ہے ہاتھ نہ اٹھانا یہ سنتے ہی وہ زنگی جو تلوار لیکر آیا تھا پکار کر اُسنے آواز دی کہ اے شہنشاہ اقلیم جاہ و جلال و اے یکہ تاز میدان جدال و قتال کچھ آپ اس مقدمے مین دخل نہ دیجیے زنگی نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلد سر کاٹ لے یہ سنکر وہ زنگی جوان ایک زنگی تلوار کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون ملکہ نے دیکھا اس زنگی نے میرا کہنا نہ مانا قتل کا ارادہ کر رہا ہے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ طائرون کے پرون کو نکالا زنگی پر پھینک مارے اُس زنگی نے ایک چیخ ماری اور چاہا کہ بھاگون اور نکل جاؤن معلوم ہوا کہ پاؤن مین بیڑیان پڑگئین پر طائرون کے جو ملکہ رنگین ادا نے پھینکے تھے دیکھا وہ زنگی جسکے ہاتھ مین خنجر تھا لڑکھڑا کے گرا وہ زنگی جو حکم لگا رہا تھا خنجر کھینچ کر دوڑا اپنے ہاتھ سے اُس گرے ہوے کا سر کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ رنگین ادا ہم تمہاری محبت مین جان دیتے ہین ذرا خیال کرکے ہمارا قتل ہونا دیکھ لو اور خنجر اپنے گلے پر رکھ کے کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے گرا اندھیرا ہوگیا بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مارا نام ہا زنگیان پر جفا بود رنگین ادا تڑپ کر گری سمک کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ اڑون دیکھا بدن مین قوت نہین ہوا سے جھونکا ہوا کا چلا اور یکایک نعرہ ہوا کہ منم خوش آہنگ اور ایک دو تھپڑ مارا کہ رنگین ادا لڑکھڑا کے گری قصد کیا کہ بلند ہو جاؤن ہوا لینے نکلون دفع سحر کرون نہ ہوسکا حیران ہوگئی کہ کیا تدبیر کرون خوش آہنگ کے سحر سے جو رنگین ادا گری خوش آہنگ تلوار کھینچ کے دوڑی کہتی ہوئی کہ او گیسو بریدہ تو نے دشمنان خداوند کا ساتھ دیا دیکھ تو قدرت کس طرح تیرے ساتھ پیش آئینگے تجکو دم بھر مین مٹائین گے سمجھے کھینچے ہوے دوڑی آتی ہے رنگین ادا نے دل بنا طرف خدا کے متوجہ کیا پکار اٹھی کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کبھی پکار رہی ہے کہ اے پروردگار اس وقت سے بچالے اور اس مصیبت سے نجات دے بے اختیار زبان سے نکلگیا

نظم

| | |
|---|---|
| خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت | نمی پوشد ز چشم اہل دیدان گوہران صورت |
| بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی | چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت |
| ز ہر یک گل چو رنگ و بوئے گل گلزار دہد جلوہ | نماید او ز ہر یک جسم خاکی شکل جان صورت |

ورین جلوہ گہ صورت ندیدہ دیدۂ عالم　　چنین حسن و چنان خوبی چنین شکل و چنان صورت
زحسن چہرہ نقد و پر صورت گرو ہر جلوہ　　ز روئے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت
بقائے نیست در دنیائے فانی اہل صورت را　　کہ این صورت ہو شد آخر از چشم جہان صورت
اگر از چشم تعلق صورتہا دل شود غائب　　دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازہ میسازد عیان ہندی　　کند دور زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

اس طرح ملک کے جو وہ ملکہ رنگین ادا نے کی پلٹ کے دیکھا کہ سماک اپنے مقام پر نہین ہے مثل مرغ بسمل تڑپ گئی کہ سماک پر کیا گذری سماک کیا ہو گیا ہائے مین آقائے نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگی فرماتین گے میرا عیار کیا ہوا خدانے مجکو وقت پر پہونچایا اُسنے دکھایا مین نے رہا کیا اُس ساحرہ نے جو یہ حالت دیکھی پکار کر آواز دی او چھوکری تجھ ایسی سیکڑون کو سحر کر سکتا ہون تیری کیا شامت تھی کہ بیٹھے بٹھائے اُن لوگون کی شریک ہوئی جنکا ملک دہان کبھی قریب نہین اور مسلمانون مین آج تک کوئی ساحر کبھی نہین ہوا البتہ ہماری قوم مین بڑے بڑے ساحر ہو گئے ہین مثل شمشش و دامہ جنکے نام سے چراغ جلتے تھے رنگین ادا نے کہا کہ اولکا کیا بیہودہ بکتی ہے ہم اُن لوگون کے شریک ہوئے کہ ساحر نہین مگر ساحر کش ہین بڑے بڑے دیو وجن آگ لگا دی لاکھون ساحر مارے ساحرون کو مٹاتے چلے آتے ہین کسکی مجال ہے کہ قصد فتح طلسم ہفت پیکر کرتا اب طلسم ہفت پیکر والے اپنی جان کو روئین اب یہ طلسم فتح ہوگا خوش آہنگ نے جواب دیا اب تو اپنی جان بچا و میرے سحر سے بچو دلون مین بعد کلام سحر ہونے لگے خوش آہنگ نے آگ برسادی مین بلا دی دریا نے جوش مارا مچھلیان بہتی پھرتی ہین نہنگ نکلے پانی مُنھ سے چھوڑتے ہین رنگین ادا اپنے کو بچاتی ہے ایک مقام پر جھلا کر خوش آہنگ نے بال سر کے نوچے جھولی سے کچھ ماش کے دانے نکالے انہین لا کر پھینک مارے ملکہ رنگین ادا نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری اُن بالون کو کاٹا انسمین سے دھوان نکلا رنگین ادا سمجھے ہستی ہے کہ دھوان مجکو نہ لگے لیکن دھوئین نے اسقدر ترقی کی کہ دھوئین مین غرق ہوگئین لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہوگئین زبان بند دل دردمند خوش آہنگ نے نعرہ کیا اُٹھ کر سے کھینچا چاہا کہ بڑھ کر رنگین ادا کا سر کاٹ لون رنگین ادا کی آنکھین تو کھلی ہین حیران و پریشان طرف آسمان کے دیکھ رہی ہین کہ ای پروردگار کیونکر بچائیگا کبھی دل سے پکار اُٹھتی ہے کہ ای رب بے نیاز ای خالق کارساز افسوس ہے کس مقام پر موت آئی یقین ہے کہ کوئی جنازہ بھی نہ اُٹھائے گا زاغ و زغن کھائینگے مگر خوش آہنگ

کھینچے ہوئے آئی کہ پہلو سے آواز آئی اے خوش آہنگ کیا کرتی ہے ایسی محبوبہ کو قتل نہ کرنا چاہیے
یہ میرے پہلو میں سوئیگی اسکو اپنی معشوقہ بناؤنگی یہ لپٹ کر خوش آہنگ نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ شکل غمگین
لگاتا ہوا آتا ہے چاہتا ہے دوڑ کر رنگین ادا کو اٹھا لوں کہ خوش آہنگ نے آواز دی میاں زنگی صاحب
آپ کون ہیں جو اسکے خواہان ہیں زنگی نے کہا کہ ہم مصاحب ہفت پیکر ہیں اس وقت حکم ہوا کہ اپنی
معشوقہ کو جاکر قبضے میں کر خوش آہنگ قتل کیا چاہتی ہے میں نے پوچھا رنگین ادا نے کیا خطا کی
خداوند نے کہا کہ شریک مسلمانان ہوئی تم جاکر اسکا دل صاف کرو اور معشوقہ پر قبضہ کرو سب میں نے
سب دریافت کر لیا تب یہاں سے چلا اب ہٹ جا میں اسپر قبضہ کروں خوش آہنگ نے کہا کہ میں اسے
قتل کرونگی میں نے اپنا ہی سحر کیا تب یہ گری بڑی ساحرہ زبردست ہے زنگی نے کہا کہ اے خوش آہنگ
تو نے ایسی چاؤں چاؤں مچائی دیکھ خود خداوند آتے ہیں خوش آہنگ پلٹی زنگی نے لپٹ کر خنجر مارا
خوش آہنگ کا شکم چاک قصہ پاک نعرہ کیا کہ منم سماک بلدائی اب تو رنگین ادا اٹھی کہا کہ اے
سماک بڑا کام کیا ہے ورنہ تو خاتمہ کیا تھا مگر زندگی شرط ہے خدا نے بچایا عین وقت پر تم ہو پہنچے چلو آپ تا بیقرار
ہونگے انکے سامنے سے اٹھا لائی تھی باتیں کرتے ہوئے دونوں چلے رستم پریشان بیٹھے ہیں کہ سماک کو کوئی
ساحر لے گیا رنگین ادا تلاش میں گئی ہے ہر کارے دوڑ دوڑ کے جاتے ہیں اور پلٹ کے آتے ہیں عرض
کرتے ہیں کہ اے شہریار کہیں پتہ نہیں ملتا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سماک اور رنگین ادا چلے آتے ہیں
رستم کھڑے ہو گئے سماک آکر قدموں سے لپٹ گیا رنگین ادا نے سب کیفیت بیان کی رستم نے حکم دیا کہ
لشکر یہاں سے اٹھاؤ رنگین ادا نے عرض کی کہ اے شہریار میں عرض نہیں کر سکتی حضور جو جلدی کر رہے ہیں کہ طلسم
ہفت پیکر پر جلد پہونچوں یہ غیر ممکن ہے روکنے والے روکیں گے علمشاہ نے کہا کہ ہمارا تو قصد یہی تھا اپنے کو
جلد پہونچا میں قاسم کو رہا کریں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا ہاتھ پہونچے قاسم اپنے کو ہلاک کرے بڑی
مشکل کی بات ہے فوراً حکم ہوا کہ لشکر تیار ہوا آلا گرد ونا لاگرد تیار ہو کے سامنے آئے رستم پشت مرکب پر سوار
ہوے نوبت و نقارے بجاتے ہوے چلے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا گینڈے پر ایک پہلوان سراپا آہن میں
غرق پشت پر کئی لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل لشکر رستم کو دیکھ کر عیار سے اشارہ کیا دریافت کرو
لشکر کس کا ہے عیار نے آکر دریافت کیا پہلوان سے جا کر بیان کیا کہ علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران
بڑے فتاحی طلسم ہفت پیکر جاتے ہیں یہ سنکر وہ پہلوان بہت ہنسا کہا خداوند ہفت پیکر نے ایسے بہت سے پیدا کیے

کہ اپنے پیدا کرنے والے کو نہین پہچانتے اُنھین کے ملک ویران کرنے جاتے ہین کیسے بندے ہین کہ اپنے
پیدا کرنے والے سے نہین ڈرتے اے عیار جا کر سپہ حمزہ سے کہدے کہ اب آگے بڑھنے کا ارادہ نکرو
مین خداوند سے وعدہ کر آیا ہون کہ مشکین باندھ کر طلسم کشا کی لاؤنگا اب آگے بڑھنے کا ارادہ نکرین
گزند وغیرہ پہنچین لونگا اب لشکر ٹھہراؤ ذکر سنا ہوگا کہ سرحد طلسم ہفت پیکر مین ایک پہلوان تھا کہ نامنامی
جسکا شہباز بلند پرواز ہے وہ مین ہی ہون یہ کہکر گینڈے سے اترا اور عیار شہباز بلند پرواز کا اپنے آقا کے یہ
کلمات سنکر خاموش ہو رہا آکر رستم سے کچھ نہ کہا ادھر رستم ٹھہر گئے بارگاہ استادہ ہوئی شہباز اکڑتا ہوا اپنی
بارگاہ مین آیا بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
نہیب شمشیر مردان عالم سے کٹی لیلائے شب نے نقاب چہرے سے اٹھائی رستم نے اٹھکر نماز پڑھی سلاح
جسم پر آراستہ کیے نکل کر گھوڑے پر سوار ہوئے سماک رکاب تھامے ہوئے ہمراہ ہے تمام لشکر پشت پر علم زرنگاری
کے پھریرے کا سر پر سایہ دونون لشکر میدان مین پہنچے صفین جمین فوجین آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ
قلب جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر بیٹھے کہ شہباز نے پورچھے پر
ہاتھ ڈالا چاہا کہ گینڈے کو بڑھاؤن گینڈا بدلگامی کرنے لگا شہباز نے غصے مین آکر ایک گھونسا مارکر
گینڈے کا سر پچکا دیکھنے والے ششدر رہ گئے پلٹ کر فوج والون کو آواز دی کہ اور گینڈا ہمارے واسطے بھیجو لشکر
اسکی بدمزاجی پر کانپ گئے کہتے تھے شہباز بڑا صاحب طاقت ہے ایک گھونسے مین گینڈا مرگیا ایسا پہلوان
نگاہ سے نہین گذرا سب طرف سے تعریفین ہو رہی ہین شہباز کھڑا جھوم رہا ہے کہ دوسرا گینڈا سائیس نے
لاکر پہنچایا جست کرکے گینڈے پر سوار ہوا گینڈا اڑتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ
خداپرستان جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب مہمیز کیا مگر رنگین ادا کو بلاکے فرمایا کہ اے ملکہ فتح و
شکست خدا کے اختیار ہے اگر ہماری شکست بھی ہو تو تم دخل نہ دینا کہا بہت اچھا ملکہ رنگین ادا
علحدہ ہوئین رستم نے استر الا کبود کو بڑھایا تین ٹھیکون مین گھوڑا مقابلے مین پہونچا بعد نگاہ ور شہباز نے
بہ نگاہ غور رستم کو دیکھا زانو پر اپنے ہاتھ مارا ہونٹھ کاٹنے لگا کہتا تھا کہ صد افسوس ہے اے جوان تجھنے
کچھ اپنے حسن و جمال کا خیال نکیا اتنے بڑے طلسم پر چلا آیا کچھ خوف نہ کیا رستم نے جواب دیا کہ مردان
عالم کو نہین خوف ہوتا ہے جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا شہباز کو یہ سنکر غصہ آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کے بعد رستم نے نیزہ ہاتھ سے شہباز بلند پرواز کے نکالا

شہباز نے غصے مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اُٹھا کر رستم جب اس تلوار کا وار کیا حریف کے دو ٹکڑے کیے اگر
پہاڑ پر مارون تا بہ ہیچ کاٹون یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر گری
سپر کے دو ٹکڑے ہوے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر تلوار جو گری سر اسپر کو زخمی کیا علمشاہ نے دستانہ مار تیغ جفا
کے سر سے نکلا چاہا دشمنون کی چہرے پر آئی محمودی کے رومال سے چہرے کو پونچھا خبردار کہکے ہاتھ مارا
اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی سپر کٹی وہان سے تلوار جو گری سر شہباز کو بھی زخمی کیا مگر تیغ کیتیان
دست زبردست رستم عالیشان تلوار جو سر سے نکلی گینڈے کی گردن قلم ہوئی اہل فوج نے جانا ہمارے
افسر کو مار لیا لینا لینا کہکے آ پڑے ادھر سے آلا گرد و مالا گرد جا پڑے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی
جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی افسر ہاتھ سے رستم کے داخل جہنم ہوے لیکن بسبب زخم سر کے خاموش
ہین غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈال دیے مرکب نے جو اپنے راکب کو
سست پایا دولتیان مارتا ہوا کسی کو منہ سے چبا لیا شانہ توڑ ڈالا اس طرح رستم کو لیکر نکل گیا بعد
گھوڑے کے چلے کے شہباز کو بھی غش آنے لگا اسنے بھی یہی حرکت کی گینڈا اسکو بھی لیکے نکلا یہان لشکرون
مین بہت دیر تلوار چلی آخر کو بیٹھی طبل امان بجے دونون کو گمان اپنے افسرون کے قتل ہونے کا ہوگیا
دونون لشکر طبل امان بجوا کر پلٹے مگر ہرکارون کو حکم ہی کہ تلاش کرو آقا کا پتہ لگاؤ یہان آلا گرد و مالا گرد
جو پلٹ کر آئے سمک عیار سے کہا کہ آقا کا نشان نہین ملتا معلوم ہوتا ہی اُس شہریار کو گھوڑا میدان سے
نکال لیگیا سمک اسی وقت تلاش کے واسطے روانہ ہوا اور ہرکارے بھی چلے شہباز کا لشکر جب پلٹ
کے آیا افسرون نے آپس مین صلاح کی عقل سے دریافت کیا کہ گینڈا افسر کو کسی جانب نکال لے گیا ہرکارے
بھیجنے چاہئین لشکر سلیمانان مین دریافت کرین اگر معلوم ہو کہ لشکر سلیمانان مین پہنچ گئے ہون تو بلوہ کرکے
نکال لائین افسران فوج کنعان نے بھی ہرکارے روانہ کیے جانبین سے ہرکارے تلاش مین دونون جوانون
کی چلے اوّل حال رستم کا تحریر ہوتا ہی کہ انکو گھوڑا جو لیکر جنگ گاہ سے نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین
بھری ہوئی بھاگا بھاگ لیے ہوے جاتا ہی وحشت کان مین بھری ہوئی رستم بیہوش ہین چار پہر رات مرکب نے
رہروی کی صبح کو ایک بیشۂ سبز و خرم مین پہونچا ایک چشمہ ملا اسپر پانی پی کر گھوڑے نے دو چار ٹھیکے گھانس
کے کھائے بدن کو جنبش دی ماہ اوج صدا عبقرالی پشت زین سے اوپر زمین کے گرے مرکب اصیل تھا
گھٹنے ٹیکدیا دیکہ زبان سے زخمون کو چاٹتا ہی چاہتا ہی کہ آقا میرے اُٹھین رستم بیہوش ہین آخر گھوڑا

مجبور و ناچار ہوا چراہین مصروف ہو گیا رستم بیہوش پڑے ہین دو گھڑی کے بعد چند نازنینان مہ جبین و
مہ جبینیان مہر تمکین سیر صحرا کرتی ہوئین آ گئے ایک تاجدار تاج بے بہا سر پر دریاے جواہر مین غوطہ زن وہ
رشک چمن ہنستی ہوئی سب کے آگے آگے چلی آتی ہے ایک کنیز کی نگاہ جو رستم پر پڑی دوڑی ہوئی سامنے مالکہ کے
آئی عرض کی کہ کسی ظالم نے ایک آفتاب تابان و ماہ درخشان کو تلوارون سے چور چور کر کے زخمی کر ڈالدیا
ہی مگر ابھی اسکا چہرہ رہا ہے یہ سنکر اس شہنشاہ خوبی نے پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا حقیقت مین ایک
چاند کا ٹکڑا خون مین بھرا ہوا زخمی بیہوش پڑا ہی دیکھتے ہی جمال جہان آرا ے رستم کو غش کھا کر گری کاندھے
پر وزیر زادی کے ہاتھ رکھکر اپنے کو سنبھالا کہا کہ ارے یہ کن ظالمون نے اس ماہ تابان و مہر درخشان
کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے یہان ڈالدیا خدا کرے ان کمبختون کے ہاتھ جلین ایسے حسین و جمیل کو اس آفت مین
پھنسایا ارے پلنگ لاؤ کنیزین دوڑ کر پلنگ لائین ملکہ نے سرہانے خود ہاتھ لگایا اب تو سب خواصین لپٹ
گئین کہتی ہوئین کہ لونڈیان حاضر ہین حضور نہ ہاتھ لگائین ملکہ نے کہا کہ صاحبو میرا دل ہٹا جاتا ہے ہائے جلادان
بے کھکران قزاقون کو سزا دلواؤنگی اگر انکو سزا نہ ملی بہت پھولین گے یہی آپس مین ذکر ہوگا کہ قتل کر کے
سرحد شہنشاہ زرین پوش مین ڈالدیا کسنے پوچھا کوئی کیا کر سکا ہمارے بزرگون کی بدنامی ہوگی
اس طرح رستم کو لیکر باغ مین آئین بارہ دری مین چھپر کھٹ پر لٹایا حکم کیا کہ جراح کو لاؤ جراح جو آگئے ملکہ
کے آیا ملکہ نے توڑا اشرفیون کا رکھدیا کہا ای جراح ایسا علاج کر کہ اس جوان کو صحت دیکر خدمت خداوند
ہفت پیکر مین روانہ کرین بڑے مرتبے وہان ملین گے قدرت اپنا فرشتہ رحمت بنائین گے اور اس جوان کا
رتبہ بڑھائین گے غرض جراح نے جھٹ پٹ زخم کو دھو دھا ٹانکے دیے پٹیان چڑھا دین جراح چلا گیا ملکہ رومال
لیکر بیٹھین مگس رانی کر رہی ہین دوپہر کو ذرا لیٹ رہین پھر اٹھین رومال لیکر سرہانے بیٹھین کبھی
تلوے سہلائے کبھی سینے پر محبت ہاتھ رکھا کبھی گھبرا کر آواز دی کہ ارے صاحب آنکھین کھولو منہ سے بولو
مین گھبرائی ہون میری بات کا جواب دو یہ کہکے آنکھون سے اشک حسرت جو ٹپکا سے وہ اشک گرم رخسار پر
رستم کے گرے رستم نے آنکھین کھولدین دیکھا کہ ایک مہ جبین حسین خوش رو خوشخو سرو قد خورشید خد پاس
بیٹھی ہی بس صورت دیکھتے ہی گھبرا کے اٹھ بیٹھے ملکہ نے کہا کہ صاحب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائین
رستم نے نہ مانا اٹھ بیٹھے ملکہ نے گھبرا کر حکیمین بھجوا دین کنیزون کو معلوم ہوا کہ شاید اس شخص کو ہوش آ گیا
ملکہ نے پوچھا کہ کیون صاحب کس کے واسطے آپنے اپنی جان دے دی بڑا کمال کیا شہزادہ نے کہا

قزاق کیسے قزاقوں کی یہ مجال ہے کہ ہمکو لوٹیں شہباز بلند پرواز سے مقابلہ پڑا ہمکو گھوڑا مغلوبہ سے
نکال لایا آپ کو پروردگار نے ہمپر مہربان کیا آپ ہمکو اٹھا لائیں علاج کیا ملکہ نے نام شہباز سنکر منہ پیٹ لیا
کہا کہ ہائے جو کیا غضب کی بات ہے میرے باپ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے یہاں پہونچے صاحب
خدا کے واسطے اب کسی سے یہ ذکر نہ کرنا کہ شہباز کے ہاتھ سے زخمی ہوا رستم نے کہا کہ اگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا تو
کچھ ضرورت نہیں اور جو کوئی پوچھیگا تو جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ملکہ یہ سنکر خاموش ہو رہیں رستم کو
پھر غش آگیا ملکہ وہانسے اٹھکر صحبت میں اپنی کنیزوں کے آئیں زور و کر حال سامنے کنیزوں کے بیان کیا
کنیزوں نے عرض کی کہ واری بڑی مشکل کی بات ہے اگر کسی طور سے خبر آپ کے والد نامدار کو ہوگی تو قیامتیں
اور فساد برپا ہونگے نہیں معلوم کہاں پر لڑائی پڑی کہاں یہ زخمی ہوے ملکہ اس فکر میں چپ بیٹھی رہیں
خواصوں سے سب ذکر کر دیا ایک خواص چنچل نامے اس صحبت سے اٹھی کنارے آکر سوچی اگر انکے باپ کو
اطلاع ہوگی فساد برپا ہوگا بادشاہ کہینگے ہمسے اطلاع نہ ہوئی ہم لوگ گنہگار قرار دیے جائینگے اور
پرسش ہوگی میں جاکر حاکم وقت سے اطلاع کروں کہ ہمارا گنہگار رہونا موقوف ہو جائیگا ہمسے پرسش نہ ہو
یہ سوچ کر باہر نکلی ڈولی میں سوار ہو کر چلی دو کوس نکلی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی عقاب نیزہ باز بھتیجا شہباز
کا جو اپنے چچا کے مقام پر بر سر حکومت ہے ملا کنیز کو جو آتے دیکھا گھوڑا روکا پکار کر پوچھا کہ کیوں چنچل
خلاف وقت کہاں جاتی ہو کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ میں تو حضور ہی کی تلاش میں نکلی تھی آپ یہاں ملے
گھوڑے سے اتر پڑیے نیچے آئیے تو میں کچھ عرض کروں عقاب نیزہ باز ہنستا ہوا نیچے اترا کہا چنچل بیان
کرو ہم تمہارے کہنے سے ٹھہر گئے کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ اے پہلوان دوران وائے گرشاسپ جہان
تمہارے مثل آپ کوئی پہلوان نہیں ہے اور جو کیفیت چنچل نے بیان کی یہ سنکر عقاب کانپنے لگا کہا کہ ان
گیسو بریدہ نے غضب کیا دشمن کو گھر میں جگہ دی ابھی چل کے قتل کرونگا یہ کہکے اسنے گھوڑا پھیرا طرف
باغ ملکہ کے چلا بارہ سو جوان ساتھ ہیں انسے پلٹ کر کہا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو چہار طرف سے آکے
باغ کو گھیرا رستم ہوشیار ہو کر بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی چہار طرف سے سواروں نے جو باغ کو گھیرا
رستم نے کہا کہ ملکہ دیکھو تو یہ کیسی گرد اڑی ہے ملکہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کنیزیں دوڑی ہوئی گئیں
تھوڑی دیر میں گھبرائی آئیں عرض کی واری غضب ہوا چنچل خواص نے جاکر آپ کے بھائی صاحب
سے اطلاع کی ہے جو منع کیا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو وہ ممکن نہ ہوا خبر اسکو ہو گئی ملکہ کو سناٹا آگیا

رستم نے کہا کہ مرکب ہمارا تیار کرو ملکہ نے بھی چہرے پر نقاب ڈالی بارہ ہزار خواصوں سے ملکہ رستم کے ہمراہ
ہوئیں کہ رستم پلٹ کے فرماتے ہیں کہ اے ملکۂ عالم برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو ہم ابھی مقابلہ کرکے آتے ہیں
ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار آپ ہاتھ تلوار کا لگاتے جائیے کہ یہ بار ہماری گردن سے اترے فراغت
پا جائیں علمشاہ نے کہا کہ اے ملکہ میں ابھی زیر کرکے اسکو آتا ہوں ملکہ رو دی رنگین رستم نے گھوڑا
ترچھا کرکے دروازے سے نکالا باہر بلڑ ہوا دروازہ کھلا سب سوار و پیدل غل مچانے لگے علمشاہ کا
گھوڑا طرارہ بھر کے باہر آیا عقاب نیزہ باز نے رستم کو دیکھا گینڈے کو بڑھایا قریب آیا صورت دیکھا
دیکھکر عاشق ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے جوان مجھے تیرے حال زار پر رحم آتا ہے میرے سامنے سے
چلا جا میں معاف کرتا ہوں رستم نے کہا کہ اے عقاب اب زیادہ بلند پروازی نہ کرو ایسا نہ ہو
خلاف عقل ہو بہتر یہ ہے کہ لشکر کشی کرکے آئے ہو اب مقابلہ شروع کرو زبان تیر سے کلام کرو یہ سنکر عقاب
نے گینڈے کو مہمیز کیا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ
چلنے لگا ایک مقام پر گانٹھ کر علمشاہ نے جھٹکا مارکر نیزہ نکال دیا عقاب نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر لیا الجھائے سے ہاتھ نکال کے ہاتھ مارا
عقاب نے گرز سپر کا آگے کر دیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹا خود پر گری خود آہنی کو کاٹا وہاں سے
جو گری سر پر پڑی کہ دو انگل سر میں در آئی اسنے دستار باندھی تیغہ جھٹکا کہ نکالا اور خون کی عقاب کے
چہرے پر آئی کئی مرتبہ اسنے قصد کیا کہ ہاتھ تلوار کا مارے رستم نے کہا کہ اے عقاب ہمارے تمہارے کشتی ہو
زور میں جو زیر ہو عقاب خیال کرتا ہے سر میرا زخمی ہے ایسا نہ ہو کہ اپنی جان جائے یہ جوان فنون سپاہ گری میں
کامل و اکمل ہے کسی مقام پر کمی نہ کریگا آج میں شب کو زخم درستی کرا دوں کل اس جوان سے مقابلہ کروں وہ
رستم نے بھی عقاب سے کہا کہ جاؤ تیئے تمکو ایک شب کی مہلت دی کل مقابلہ ہوگا عقاب زخم کو باندھتا
ہوا پلٹا اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرا کے اتر پڑا خیمہ میں داخل ہوا علمشاہ خون تلوار کا پونچھتے ہوئے باغ
میں آئے ملکہ بیقرار ہو رہی تھیں رستم کا آنا غنیمت ہوا کہا کہ کیوں صاحب اس مکار نے مہلت لی ہے
کل کے روز دیکھیے کیا کرے علمشاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا لیکن عقاب نیزہ باز جو پلٹا اکیلا
بارگاہ میں آیا بیٹھ کر رونے لگا عیار اسکا کلنگ مکار بھی تھوڑی دیر کے بعد جو اسنے خیال کیا کہ آقا اکیلا بیٹھے
ہیں دربارگاہ پر آیا پکارا کہ غلام حاضر ہو عقاب نے آواز دی کہ آؤ عیار اندر آیا دیکھا عقاب نیزہ باز

بیٹھا ہوا رو رہا ہی قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ آقا خیر تو ہی آج آپ کو بہت پریشان پاتا ہون غلام سے
حال کہیے کہ یہ حقیر کچھ فکر کرے عقاب نے کہا کہ ای کالنگ صاف یہ ہی کہ وہ مجھسے زبردست ہی آج مین نے
جان بچائی کل سامنا پڑیگا سر میرا کاٹ لیگا مین چاہتا ہون کہ اب مین مقابلہ نہ کرون کالنگ نے
عرض کی کہ کچھ بات نہین غلام اسکو پکڑ لائیگا قید کر کے قتل کیجیے عقاب نے موتیون کا مالا گلے سے
اتار کر کالنگ کو دیا کالنگ اپنے مقام سے اٹھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت بدلی ایک
بڈھے کی شکل بنکر پشت باغ سے کمند مار کے اندر باغ کے آیا صحن باغ مین دیکھا کہ رستم سوتے ہین
کنیزین بھی سو گئین کالنگ گرتا پڑتا برابر چھپر کھٹ کے پہونچا روشنی گل کر کے کفچے مین دارو بیہوشی
رکھی چاہا کہ دماغ مین لگاؤن کہ رستم نے آنکھ کھول کر کہا کہ ارے تو کون ہی کالنگ بھاگا رستم اسکے
پیچھے دوڑے برابر دیوار کے کالنگ پہونچا جست کر کے دیوار پر گیا رستم بھی دیوار پر آئے وہ کودا رستم
بھی کودے آگے کالنگ بھاگا تعاقب مین علمشاہ چلے ایک صحرا مین رستم نے پہونچکر کمان کیانی
دوش سے اتاری پلٹ کے جو کالنگ نے دیکھا کہ یہ جوان تیر مارا چاہتا ہی نہ بھاگون ٹھہر کر ٹھہر گیا
کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی مین اپنے آقا کے حکم سے آیا تھا ورنہ میری مجال تھی کہ مین آپ کو چرا لے آتا
امیدوار ہون کہ میری خطا معاف کیجیے چاہتے ہین رستم کہ کچھ جواب دون صحرا سے گرد اڑی
عقاب نیزہ باز گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی دور سے عقاب نے دیکھا کہ رستم نے کمان کاندھے
سے اتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا چاہتے ہین کہ تیر مارون اور کالنگ منتین کرتا ہی کہ مجھے معاف کیجیے
مگر رستم نہین مانتے آقا کو جو آتے ہوے دیکھا پکار اٹھا کہ ای آقا ای نامدار غلام کو بچائیے عقاب نے
وہین سے گھوڑا بڑھا دیا سامنے رستم کے پہونچا نیزہ پکڑ کر جھپٹا رستم نے کہا کہ ای عقاب یہ خیال
نہ کرنا اگر نیزہ مار دیا اور مین زخمی ہوا تو تمکو زندہ نہ چھوڑونگا عقاب نے کہا کہ اب میرے آپکے
یہین مقابلہ ہو جو زیر کرے مغلوب غالب کی اطاعت کرے ای کالنگ جا کر ایک گھوڑا اور لا وہ عیار
بھاگا تھوڑے عرصے مین لا کر گھوڑا حاضر کیا علمشاہ گھوڑے پر سوار ہوے سامنے عقاب کے
آئے آپس مین نیزہ چلنے لگا تھوڑے عرصے مین علمشاہ نے نیزہ اسکا نکالا اسنے قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا علمشاہ نے تیغ گیتیان نیام انتقام سے کھینچا آپس مین تلوار چلنے لگی کئی ہاتھ رد و بدل ہوے تھے
[illegible] عقاب نے گریبان [illegible]

ہاتھ رکھا علمشاہ و عقاب سے کشتی ہونے لگی ہر مقام پر عقاب چاہتا ہے کہ رستم کو زیر کرے ممکن نہین
ایک مقام پر رستم عقاب کو لے دوڑے اور آواز دی کہ او ظالم کتھم جا یہ کہکے ہلا کرا دونون گھٹنے
آشنا بہ زمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ تکبیر کرکے زور کیا پہلے زور زمین تا بہ گھٹنا دوسرے زور
مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اگیر کر مارا چاہا رون شاہ نے جھپٹ اچک کر رستم چھاتی پر سوار
ہوے مڑوڑ کر مشکین باندھین طرف باغ کے لے چلے کالنگ نے جاکر فوج مین خبر کی کہا کہ رستم
نے عقاب کو زیر کیا لیے جاتے ہین اہل لشکر اپنے اپنے مقام سے اٹھے بارہ ہزار سوار جرار تیار ہوکر
چلے راہ مین آکر رستم کو گھیرا رستم نے تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی وہ چاہتے ہین کہ رستم سے اپنے آقا کو
چھین لین رستم عقاب کو بچا لے چلے ہین ایک مقام پر فوج والون نے بلوہ کیا ایک نے ہاتھ تلوار کا مارا
علمشاہ نے اسکو جواب دیا رستم نے خالی دیکر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے دس بارہ پہلوانون نے مل کر اپنے
آقا کو چھین لیا ملکہ کو خبر پہونچی کہ رستم ننگا لڑ رہے ہین عقاب کو فوج والون نے چھین لیا اب
چاہتے ہین رستم کو گرفتار کرین ملکہ بہت بیقرار ہوئین خواصون سے کہا کہ ارے کمبختو یہ وقت جان نثاری و
سرفروشی ہے اس وقت چل کر مدد کرو یہ کہکر نقاب چہرے پر ڈالی بارہ سو کنیزین گھوڑون پر سوار ہوکر سامنے
آئین کہا حضور چلین لونڈیان موجود ہین یہان علمشاہ پر وقت تنگ ہے چار جانب سے تیر برسے ہین
علمشاہ ہمہ تن چشم بنے ہوے لڑ رہے ہین اپنے کو بچاتے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی رستم نے ایک
نقابدار کو دیکھا بارہ سو سوار ساتھ آکر پہونچا فوج عقاب پر گرا فوج عقاب پر وہ حملے کیے کہ کئی سو
آدمی مارے لڑتا بھڑتا چاہتا ہے برابر علمشاہ کے پہونچون رستم نے قیامت برپا کر دی افسر جن کے
مارے ایک مقام پر نقابدار نے عقاب کا مقابلہ کیا نیزہ مارا عقاب نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کے نیزہ توڑ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جیسے ہی نقابدار کا ہاتھ پڑا سپر عقاب کی
کٹی دو انگل زخم سر مین آیا عقاب نے تلوار کو سر سے وستانہ ارکے نکالا اور اوپر سے ہاتھ نقابدار کو
مارا نقابدار کا بھی سر زخمی ہوا نقاب جو چہرے سے ہٹی چاند لکۂ ابر سے نکل آیا رستم کی جو نگاہ پڑی
ملکہ کو دیکھا کہ سر سے خون بہ رہا ہے غصے مین عقاب پر جا پڑے فرمایا کہ او نامرد اسی کا نام جرأت
و شجاعت ہے کہ رستم پر عقاب برس پڑا رستم خالی دے رہے ہین ایک مقام پر رستم نے خبردار خبردار کرکے
ہاتھ تلوار کا مارا عقاب نے سپر کو اٹھا دیا یا قبضہ سپر پر تلوار جکی تھی یا زیر تنگ اس کمری کو وہ لنگ سے

بوسہ دیا غریو ہوا کہ عقاب مارا گیا فوج والون نے مشکل لاشہ اُسکا اپنے قبضے مین کیا طرف صحرا کے
بھاگے رستم و ملکہ نے تعاقب کیا آخر وہ لوگ نکل گئے علشاہ و ملکہ اب اُس صحرا سے واپس ہوئے
پلٹتے وقت رات کی تاریکی مین رستہ فراموش ہوتا ہی چاہتے ہین قلعے مین پہونچین وہین چل کر رہین قلعہ
اسلام آباد رعایا دل شاد ہو یہ سوچتے ہوئے چلے ہین ایک مقام پر پہونچے کہ رونے کی آواز آئی کہ ای
فلک کج رفتار ای گردون غدار حکم دے ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے یا اپنے آقا کو پاؤن رستم
نے کہا کہ یہ آواز سماک کی ثابت ہوتی ہے یہ کہہ کے گھوڑے سے اُترے آواز دی کہ ای یار وفادار و ای
مونس غمگسار تو کس مقام پر ہے مین تیرے پاس آنا چاہتا ہون ملکہ نے دیکھا کہ زرغند نکلا ان سے ایک عیار
جھپٹ کر دوڑا رستم سے بہ اشتیاق لپٹ گیا بلک بلک کے روتا تھا کہ ای آقائے نامدار و ای مردلاسے
قدرشناس فلک نے امید شادی کھو دی تھی اب قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی علشاہ بھی برادر برادر
کہکے رو رہے ہین ملکہ اوہان سے گودین چند کنیزین دوڑین آکے دیکھا کہ عیار و سوار لپٹے ہوئے
رو رہے ہین دونون کو جدا کیا عیار نے عرض کی کہ قلعے مین تشریف لے چلیے جس وقت وہ لوگ
سنین گے کہ عقاب مارا گیا آپ کی اطاعت کرینگے غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھ کے مانند غلامان
حلقہ بگوش حاضر خدمت رہینگے رستم نے کہا کہ ای برادر آگے بڑھو سماک آگے بڑھا ملکہ و رستم و کنیزین
عقب مین سماک کے چلے تھوڑی دیر کے بعد ایک قلعہ دہ معلوم ہوا لوگ وہان دوربینین ہاتھون مین لیے ہوئے
طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین یہ بھی امید ہے کہ دیکھین خداوند ہفت پیکر کیا دکھاتے اس سمت مین
سب کھڑے تھے کہ نگاہ پڑی ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے عقب مین ایک جوان آفتاب جمال
پشت پر کئی سو نقابدار گھوڑون کو اُڑاتے ہوئے اسی طرف آتے ہین دیدبان نے پکار کر آواز دی کہ ای
آنیوالے قلعے مین آنے کا ارادہ نہ کرنا سماک نے کا پلٹ کے طرف رستم کے دیکھا رستم نے مرکب بڑھایا
آواز دی کہ یا شیدای اہالی قلعہ قلعے کا پھاٹک کھول دو ہم قلعے مین آئین گے یہ جو رستم نے کہا اُنہنے گولہ
مارا رستم نے خالی دیا اور گرز پر ہاتھ ڈالا یہ نگین زمرد پوش نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور غصہ نہ کرین
مین ان سب کو سمجھائے دیتی ہون اُس غصے مین رستم نے یہ کہا کہ تمھین کیا دخل ہے ملکہ کانپ گئین
تھکین رستم نے مرکب پر کوڑا کیا گھوڑا بڑھایا اور جلا کر آواز دی کہ او بیحیاؤ ہم تنہا آگاہ نہین کہ تم سے باہر
نہین پس گولے مارنے کا کیا باعث راہ مین جاتے تھے یہ قلعہ ملا ہمنے چاہا قلعے کی راہ سے جائین تمکو ہمسے

باعث فساد کا کیا ہے کسی نے جواب نہ دیا گولے مارے گئے رستم نے گھوڑا اڑایا ملک کو منع کیا کہ تم کنارے
ہو جاؤ مین اسی وقت قلعہ لیتا ہون یہ کہکے گھوڑا مہمیز کیا جو گولہ سامنے آیا گرز مار دیا کہ گولہ اُلٹا پلٹ کر
خندق پر گرا ایک آدھ کنگرہ قصر کو جاکر برباد کیا اس طرح گولون کو رد کرتے ہوے برابر خندق کے پہونچے
گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا خندق کو پھاندا برابر پھاٹک کے آئے گرز مار کر پھاٹک توڑا رستم اندر گھس گئے
اہالی قلعہ لڑنے لگے تاجدار جو اُن سب کا افسر ہے تخت پر سوار غلغلہ کرتا ہوا کہا ارے نامردو ایک شخص
اکیلے نے قلعہ فتح کر لیا گھیر کر اسکو مار لو چار طرف سے فوجین دباؤ ڈالتی ہین رستم مصروف شمشیر زنی ہین
سماک حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہے سپر پڑا ایک حقہ ضائع ہوا لیکن جب پھٹا دس بیس کو جلا گئی ہے
حقہ سماک نے داغا کئی ہزار جل کر گرے رستم لڑتے ہوے قریب تاجدار کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھلک کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھایا سر سے بلند کیا
چاہا کہ زمین پر مارون اُس تاجدار نے بیقرار ہوکر آواز دی کہ ای شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان
اُسنے کہا کہ جب تک زندہ ہون گردن تابی نہ کرونگا رستم نے تاجدار کو ہاتھ سے رکھدیا تاجدار نے جو
یہ عنایت و مہربانی دیکھی بہت خوش ہوا اگر دیکھتا تھا کہا ای شہریار دار الامارہ مین تشریف لے چلیے غلام
کو سرفراز فرمائیے علمشاہ ساتھ تاجدار کے دار الامارہ شاہی مین آئے اُس تاجدار کو زبردستی تخت پر
بٹھایا ساتھ والون سے تاجدار نے کہا کہ اس شہریار کی خاطر کرو سب ملازم خاطر داری مین مصروف
ہوے کہ ایک چوبدار نے بڑھ کر تاجدار سے کہا کہ در دولت پر ایک شتر سوار حاضر ہے کچھ کاغذ لایا ہے
تاجدار نے کہا کہ بلا لو وہ شتر سوار کاغذ ہاتھ مین لیے ہوے اندر آیا پایہ تخت کو بوسہ دیا کاغذ ہاتھ پر رکھ کے
پیش کیا اور عرض کی کہ ابھی حضور نامہ پڑھین اور جواب نامہ دین تاجدار نے نامہ کھولا نامے کو پڑھا کاغذ پڑھکر
سناٹے مین آگیا کئی وزیرون کو بلایا اُنسے بھی صلاح کی اُن سب نے موافق تحریر کے ہدایت کی تاجدار جب
بیٹھا ہے بعد عرصہ دراز کے تخت سے اٹھا عیارون کو کچھ اشارہ کیا عیار دوڑے وزرا بھی اپنے مقام سے
اُٹھے تاجدار خود جام شراب لیکر حاضر ہوا علمشاہ سے عرض کی کہ اسے نوش فرمائیے رستم نے ہاتھ بڑھایا
جام لیکر نوش کیا دوسرا جام اُسنے سماک کو دیا سماک بھی پی گیا تیسرا جام تاجدار کے سامنے پیش کیا
وہ بھی کچھ عذر نہ کرسکا تینون آدمی جب جام پی چکے تاجدار نے آواز دی کہ ای رستم تمھین کچھ خوف
خداوند ہفت پیکر نہ آیا یہ سرحد اُنکے بندون سے معمور ہے جب مر جاؤ گے اُنھین کے بندون کو پاؤ گے

یہاں تنسے بچنا دشوار ہی بہتر یہ ہی کہ قدرت کو سجدہ کر درستم نے بتہر و غضب تمام اُس بادشاہ کی جانب دیکھا سماک نے عرض کی ای شہریار بیہوشی مجکو اور آپ کو ملی چلی اور نقابدار کو سماک نے اشارہ کیا کہ آپ بھی کچھ تدبیر دفع وار دے بیہوشی کی ہوگی نقابدار نے اشارہ کیا کہ ای سماک نہ گھبرا اوطرف علمشاہ کے دیکھکر خاموش ہوا نقابدار کچھ چپکے چپکے اسم سحر پڑھنے لگا جب علمشاہ اور تاجدار سے باتون مین ٹکرا ہوئی علمشاہ اپنے مقام سے قلعہ تباک کر اُٹھے لڑکھڑا کے گرے سماک بھی ہان ہان کرکے اُٹھا وہ بھی بیہوش ہوا ان دونون کے گرتے ہی تاجدار نے اشارہ کیا کہ گرفتار کر لو نقابدار تلوار کھینچ کر اُٹھا کہا کیا مجال کہ جو کوئی اس شیر کو گرفتار کرے نقابدار لڑنے لگا مصروف جنگ ہوا کسی کو قریب نہین آنے دیتا تاجدار نے کہا کہ او نقابدار تو کیون دخل دیتا ہی اس جوان کے بارے مین حکم خدا وند ہفت پیکر ہی کہ گرفتار کرنکے جلد ہمارے پاس روانہ کرو نقابدار نے کہا کہ کیا مجال ہی کہ کے شیرانہ تلوار کھینچے ہوے گرد رستم کے پھرنے لگا سماک کو بھی بچاتا ہی کہ ایسا نہو سماک کو کوئی قتل کر ڈالے نقابدار مثل برق چمکتا ہی کسی کو قریب ان دونون کے نہین آنے دیتا تاجدار نے جو نقابدار کو اس طرح آمادہ دیکھا آواز دی کہ کل فوج کو حکم دو کہ بلوہ کرکے نقابدار کو بھی پکڑ لین یہ جو تاجدار نے کہا سب بلوہ کرکے چلے باہر سے پلٹنین رسالے اندر گھس آئے افسر پکارنے لگے کہ ارے نقابدار تلوار پھینکدے جو شاہ کہتے ہین وہ قبول کر نقابدار نے بہ نگاہ قہر طرف پلٹنون کے دیکھا اور جھولی سے ہاتھ ڈالا جیسے آتش کا دانہ پڑا جلنے لگا پانچ چار ہزار آدمی جل کر خاک ہوے اب نقابدار سے بلوہ ہی نقابدار سحر کرنے لگا جب سحر کیا سو وہی مر کر گرے اور زیادہ ہنگامہ ہوتا ہی مرنے کی آوازین آنے لگین کئی ہزار آدمی مارے گئے نقابدار گرد رستم پھرتا ہی اول مین جو لکھا ہی کہ نقابدار کچھ چپکے چپکے پڑھنے لگا مراد یہ تھی کہ میرے اوپر بیہوشی کی تاثیر نہو اسکی ذات خاص پہ بیہوشی نے تاثیر نکی لڑ رہا ہی علمشاہ اور سماک کو بچا رہا ہی جب تاجدار نے دیکھا کہ کئی ہزار جوان مارے گئے تاجدار گھبرایا دوڑا ہوا محل مین آیا بیٹی اسکی آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ہی کہا کہ کیون ابا جان گھبرائے ہوے کیون ہو اسنے بیان کیا کہ بادشاہ قلعہ زرین پوشان کی دختر رستم پر عاشق ہی سحر سے رستم و سماک کو بچا رہی ہی کئی ہزار جوان اُسنے قتل کیے ایسا نہو کہ عیار اور سردار کو لیکر نکلجائے اس وجہ سے پریشان ہون رستم اور سماک بیہوش پڑے ہین وہ نقابدار کسی کو قریب نہین آنے دیتی شیرانہ لڑ رہی ہی دختر شاہ موسومہ بہ خنجر جادو نے ہنس کر کہا کہ کیون ابا جان اگر آپ کا حکم ہو تو اسکو

گرفتار کرا دون پسر حمزہ پر جان دیتی ہو اور باپ ایک معاملا دیکھی ہو کہ فرزندان حمزہ نہایت حسین و
جمیل ہین جس عورت نے دیکھا جان و دل سے مائل ہوئی بھلا کب ہوسکتا ہو کہ بھائی کو ہین قتل کرائے
بڑے افسوس کی بات ہو باپ نے کہا کہ بیٹا جلد تدبیر کرو انھکر اپنے مقام سے اٹھی باپ سے کہا کہ آپ
جاکے بلوہ کیجیے مین جاکر گوشے سے سحر کرتی ہون اگر اُسکو ظاہر ہو جائیگا کہ کوئی میرے سحر کو دفع کر رہا ہی
تو مشکل پڑیگی اسلیے کہ وہ ساحرہ زبردست ہی مین نے ابھی سحر سیکھا ہی یہ کہکے باپ کو حکم دیا آپ جاکر اُسپر
بلوہ کیجیے مین سحر کرکے گرفتار کرا دونگی بادشاہ باہر آیا اس نازنین نے جب دیکھا کہ یہ لوگ نہین مانتے ہزارہا بلوہ
کیے چلے آتے ہین جھپٹ کے اس معشوقہ نے ادر سحر کیا لوگ ہٹے دو تین سحر ایسے کیے کہ زمین ہل گئی ایک
گاڑی کھینچکر اُسپر رستم اور سماک کو ڈالا سحر سے دو بیل بنائے اُسپر علمشاہ اور سماک کو ڈال لیا آپ آگے
آگے گاڑی پیچھے پیچھے اس طرح لیکر چلی کوس بھر قلعے سے نکل گئی تھی کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار چھایا آواز آئی
کہ او رنگین زمرد پوش کیون اہل طلسم سے دشمنی پیدا کرتی ہی قتل ہوگی وہ سزا ملیگی کہ تمام اہل طلسم
دیکھا کرین یہ سنکر رنگین زمرد پوش نے جواب دیا کہ ارے کیا بیہودہ بکتی ہی یہ کہکے گولا مارا گولا پھٹ کے زمین
پر گرا آواز آئی کہ او لڑکا تو دیکھا تو نے بھی کبھی سحر سیکھا ہی یہ کہکے سحر کیا رنگین پر ہوا سے آگ برسنے لگی آگ برستا
دیکھکر رنگین کو غصہ آیا کارد سحر جھولی سے نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا کارد کو ابر پر پھینک مارا ابر پھٹا زمین سے
گرد اُٹھی ابر لخت لخت ہوا کارد تھرا رہی تھی وہ چھری تڑپ کر قریب رنگین زمرد پوش آئی رنگین نے انگلی کو
تراش کر چند قطرے خون کے زمین پر گرائے آواز دی کہ تیزی شور آک موجود دی چھری اُنکین قطرات پر گری پیچ
انھکر نے معاملہ دیکھا فوج والون کو آواز دی کہ ارے تم لوگ تو لڑنے سے بالکل تھم گئے تم بلوہ کرو دیکھو تو کیا
ہوتا ہی دوسری طرف یہ متوجہ ہوئین سحر کرکے اسکو بیہوش کر دون گرفتار کر لیا جائے یہ جو اسنے کہا چہار طرف
سے فوج طرف رنگین زمرد پوش کے چلی رنگین نے جو فوج کو آتے دیکھا وہ سحر کیا کہ جو اسکی جانب
آتے تھے آپس مین لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا آپس مین جو ہنگامہ ہوا انھکر
نے آسمان سے سحر کیا کہ جہان ملکہ رنگین زمرد پوش کھڑی ہین شعلہ ہائے آتش اُس مقام پر گرنے لگے
رنگین زمرد پوش نے کئی مرتبہ آسمان پر بھی سحر پھینکا لیکن اُس شعلہ پر سحر نے کچھ تاثیر نہ کی رنگین
زمرد پوش اور جھلائی دوسرا سحر کیا جو سحر رنگین نے کیا انھکر نے بہ آسانی دفع کر دیا آپس مین سحر
چلنے لگے رنگین نے جب دیکھا کہ انھکر پر سحر تاثیر نہین کرتا نہایت پریشان ہوئی جھولی مین ہاتھ ڈالکے

تلوار نکالی اُسپر اسم سحر پڑھا آواز دی کہ اواخگر جادو ہوشیار رہو یہ کہکے تلوار پھینک ماری اخگر جادو نے
تلوارین برسنے لگین لیکن اخگر اسی طرح سے اپنے کو بچاتی ہے آپس مین سحر کی رد و قدح ہو رہی ہے دو گھڑی
کامل آپس مین سحر ہوئے کسی کے سحر نے کسی پر تاثیر نہ کی اخگر جادو زمین پر آئی للکار کر آواز دی کہ
اے رنگین اب چلی جاؤ ورنہ بہت پریشان ہوگی رنگین نے گولہ مارا اخگر نے کاٹا ایک مقام پر کڑک کر
اخگر گری کہا ہوا ذرا سنبھل جاؤ اب قید مین لیے جاتی ہون تو تے ان لوگون کے ساتھ ایسا کچھ کیا کہ
جسکا بدلہ ہوتا ہے یہ کہکے ایک دو پتھر مارا زمین کانپی غبار بلند ہوا آواز آئی اے رنگین زمرد پوش
اے بندۂ مقبول بارگاہ ہفت پیکر یہ کیا آفت ہے کہ اس مذہب کے مٹانے کی کوشش کر رہی ہو خبردار ملکہ
رنگین چہار جانب دیکھنے لگین ستمگر کی بھی آنکھ کھلی رستم کی طرف اشارہ کیا کہ اے شہریار یہ صدائین یہی
مکاریان ہین اے شہریار ساحر رفیق و شفیق اسکو ملے ہین عہدے پر مقرر ہین جسکو جہان پر حکم ہوا اسنے وہان
پر آواز دے دی دیکھیے اس وقت کنیز خیر خواہی دولت مین مصروف ہے یہ آواز کیونکر آگئی پس معلوم ہوتا ہے
کہ اس عہدے پر جو مقرر ہے ادھر سے کہین گذر اسکا ہوا اسنے یہ بھی ایک فقرہ کہدیا کہ آدمی کو اعتقاد ہفت پیکر
زیادہ ہوا اسنے عرصے مین رنگین کی جو ملکہ جسکی علشا دسے باتون مین مصروف تھی اتنے ہی عرصے مین
ملکہ اخگر نے کارد کو اپنے خون سے رنگا رنگین زمرد پوش پہ کھینچ ماری بیچ مین آکر وہ کارد شق ہوئی
اُس سے ایک برق چمکی باتین رستم سے رنگین کر رہی تھی کہ سر پر برق چمکی سر زخمی ہوا اُف کرکے کلیجہ تھام لیا
سحر کرکے اُس کارد کو پلٹایا وہ کارد سر پر جا کے اخگر کے چمکی اخگر نے اپنے کو بچایا لیکن رنگین زخمی ہوگئی اُسی
زخمداری مین لڑ رہی ہے کسی کو قریب ارابے کے نہین آنے دیتی چاپ چاپ کے لڑ رہی ہے یہ معاملہ جو تاجدار نے دیکھا
بیتاب ہوگیا تخت پر سجدے کے واسطے جھکا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر آج غلام کو اس
ظالم کے سحر سے بچا لیجیے ورنہ باعث خرابی ہوگا یہ کہکے بہت چیخا چلایا کہ ایک دفعتا ہوا آواز آئی کہ اے بندۂ
خاص الخاص تیری آواز قدرت نے سُنی ابھی قدرت تقدیر کرتے ہین دیکھا طرف سے جنگل کے ایک طاؤس اڑتا ہوا
آیا سامنے ملکہ رنگین کے ہو کے رقص کرنے لگا رنگین تعریفین کرنے لگی کنیزون سے متوجہ ہوکے کہا کہ
کیا کسی نے تعلیم کیا دیکھو کیا رقص کرتا ہے سب کنیزین دیکھنے لگین طاؤس نے ناچتے ناچتے مثل انسان کے آواز دی
کہ اے رنگین زمرد پوش تم جا کر باغ سیماب مین مقام کرو کنیزون کو ساتھ لیتی جاؤ وہانکی سلطنت ہمنے
تمکو دی تمھین وہانکا اختیار ہے یہ طاؤس آواز دیکر بھاگا جنگل مین غائب ہوا ملکہ چیخین مار مار کر رونے لگی

کنیزون سے پکار پکار کے کہتی ہی کہ اب ایسا طاؤس مجھکو نہ ملیگا مین زندہ نہ رہونگی طاؤس کے ساتھ جان دونگی یون ہمکو دستو کا دیکے چلا گیا یہ کہکر کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو مین تو جاتی ہون باغ سیماب کی حکومت تمکو ملی اب مین وہان اٹھائی جاؤن جو خداوند مناسب جانینگے وہ ہمارے واسطے مقرر کرینگے یہ کہکے رنگین پری نے بنگاہ حسرت طرف رستم کے دیکھا کہا ای شہریار رخصت ہوتی ہون اگر زندگی باقی ہی تو پھر بھی ملاقات ہوگی یہ کہکر دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوئی کنیزین بھی ساتھ ہوئین سب کنیزین بھی غرق زمین ہوگئین تھوڑے ہی عرصہ مین کنیزین مع رنگین پری نظر سے غائب ہوگئین انگر جادو آسمان سے اتری رستم پر سحر کیا پھر اسی طرح مسلسل و مطوق ہوگئے وہ تاجدار قریب آیا کہا ارے لیچلو ارا بہ روانہ ہوا وہ تاجدار بارہ ہزار فوج لیکر روانہ ہوا ساتھ والون نے پوچھا کہان قید لیچلوگے تاجدار نے کہا کہ زندان مسافران جو قدرت نے تیار کر آیا ہو وہان بہت سے مسلمان قید ہین ہین لیجا کر انکو بھی قید کرینگے قدرت نے حکم دے دیا ہی قید مین مسلمان رہین آب و دانہ موافق مرتبے کے دیا گیا یہ فرزندان صاحبقران ہین انکی قید انکے مرتبے کے موافق ہوگی زندانخانہ مسلمانان مین پہونچ جائین یہ باتین کرتا ہوا رستم کی قید کے ساتھ آتا ہی ایک طرف ملکہ انگر جادو ساتھ ہین پانچ سو کنیزین بازو و قرقرے پر سوار ساتھ ساتھ ارابے کے گرد گھیرے ہوئے دن بھر راستہ طی کیا چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ گھنٹے و ناقوس کی آواز کان مین آئی رستم نے یہ صدا سنکر سر اٹھایا دیکھا کہ ایک صحراے وسیع سامنے پہاڑ مین پہاڑ ہی کہ اس پہاڑ سے لو آگ کی نکل رہی ہی در بہت سے کھلے ہوئے ہر کوہ پہ ہزار ہا طائر بخوش بیانی تعریف ہفت پیکر کر رہے ہین کہ جکا مفہوم یہ ثابت ہوتا ہی نظم

ندیدم من آنجا سکندر و دارا
بمطلب رسد طالب از بارگاہش
کند عفو زاہل خطا ہر خطا را
بقرب و وصالش خدا میرساند
طلبگار خالق بخلق و ہوا را
شود شہر فارسی نظم ہندی

بہ بخشاید خدا مال و زر بینوا را
شود رہ عاز و بسر گدا را
ورد مدعا حق پر دیش بہ بندد
کمند بند اگر ترک حرص و ہوا را
خدا از رہ لطف و بندہ نوازی
الٰہی بایران و بلخ و بخارا

کنند خلق تسلیم حکم قضا را
بگیرد خدا دست بیدست و پا را
خدا ہر گنہ بیند و پردہ پوشد
کشاید ہر آنکس کہ دست دعا را
بکار خدا میکند زندگانی
بہ بندگی کرد و مامور ما را

ہزار ہا طائر بھی آوازین سنے ہی ہا
بعض یا ہفت پیکر یا ہفت پیکر کہہ رہے ہین بعض ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے ہیں ہر گنبد وہان یا کہ آواز دی

گویا خداوند ہفت پیکر منھ سے شعلہ نکلا دہر دہر جلکر خاک ہوا ہزارہا طائر اڑ رہے ہین جلکر گرے اور پھر
پیدا ہوے آوازین آتی ہین خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے اعتقاد اُسکا الحق ہے دیکھنے والے دیکھین
کہ ہم جھپٹ کر آگ مین گرے آگ ہمکو نہ جلا سکی آگ کو تو قدرت نے پیدا کیا ہے وہ ہمکو کیا جلا سکتی
ہر طرف سے یہی آواز آرہی ہے کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے دیوث تاجدار کہ جو رستم کو
قید کرکے چلا ہے بہ تعجیل تخت سے اُترا پتھر پتھر کا بنا واسطے سجدے کے جبہ کا سجدے مین آواز دی کہ یا خداوند
تیرا بندہ تیرے نثار ہو کیا عنایت فرمائی امیدوار ہون کہ بندہ میرا قبول درگاہ ہو بندگان خاص مین
داخل ہو یہ خیر خواہ ہاتھ باندھے ہوے طرف کوہ کے کھڑا ہے خادمون سے اشارہ کر رہا ہے کہ ہمارے چارون
وزیرون کو بلاؤ چارون وزیر حاضر ہوے عرض کی کہ اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے دیوث تاجدار نے حکم دیا
کہ مین قریب کوہ بوقلمون بکرامت خداوند ہفت پیکر آگیا آج روز جلوس ہے دل چاہتا ہے کہ کچھ نذر و نیاز
حاضر کرون کہ قدر ہوتا اور زیادہ رضا مند ہون وزیرون نے عرض کی آپ نے کیا نذر تجویز کی
دیوث تاجدار نے جواب دیا مین پسر حمزہ کا سر حاضر کرنا چاہتا ہون لاشہ کہین پھکوا دونگا سر خداوند کو
نذر دیا جاوے کہ سرفرازی حاصل ہو وزیرون نے کہا کہ بڑی بات آپنے تجویز کی یہی مناسب ہے
دیوث تاجدار نے حکم دیا کہ چارون کو ساتھ لیجاؤ سر پسر حمزہ و سر عیار لیکر حاضر ہو سب لشکر چلنے
چلانے تھم گیا ہے سب مین ہنگامہ گرم ہے خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکار رہے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی
جاری ہے کہ ہماری نیت کا پھل ملا کہ زیر کوہ بوقلمون پہنچے اور وہان بھی خاص جلوس خداوند کا ہے یہان تو یہ
باتین ہین وہان چارون وزیر چارون کو ساتھ لیے ہوے وہان پہنچے جہان رستم تھے اور یہ رنگ کیا ہے
ہر طرف ہنگامہ ہے نام لیکر ہفت پیکر کا پکار رہے ہین رستم نے جو دیکھا کہ وہ پہاڑ اسقدر بلند ہے کہ سمند وہم و
خیال بھی نہین پہنچتی اُس پہاڑ پر لاکھون آدمی جمع ہین گھنٹے و ناقوس بج رہا ہے مراد مند مرادین
مانگ رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ یا خداوند رحم اپنا شریک کیجیے آج روز جلوس ہے ایک تاجدار
جلیل موسوم بہ قلمون تاجدار ہے عرض و معروض کا مختار لباس شاہی پہنے ہوے ٹہل رہا ہے ایک
قصر پتھر کا نصب ہے اُسمین ایک تصویر پتھر کی وہی سب سے باتین کر رہی ہے جب وہ تاجدار کسی بندۂ
مراد مند کا پیغام لیکر جاتا ہے تصویر سنگی سے آواز آتی ہے کہ اے بندۂ خاص الخاص زیر کوہ کرامت قدرت کو
ملاحظہ کرو کانا ان طلسمی جیسے طلسم کشاے اصلی کہتے تھے اے بوقلمون وہی قید ہو کر آگیا دیوث تاجدار ایک

چندہ حقیر اسکو گرفتار کر لایا اُسکے قتل کا سامان ہو رہا ہے سر اُسکا حاضر ہوتا ہے یہ قدرت نمائی ہے کہ دلیوش
کے دل مین بھی یہی آیا کہ اُسکا سر قلم کرین اور سر پیش گاہ نعداد نمیش کرین ای بو قلمون اور کبھی باغی موجود
ہین سب کا حال کھلیگا تھا ہم ولبند حور دو اراب کشور کشا یہ تینون جوان قصر عشرت مین داخل ہین
سوائے عیش و عشرت کے دوسرا کام نہین یہ کیفیت رستم نے زیر کوہ سے ملاحظہ فرمائی سماک سے
رستم نے کہا کہ ای سماک موت لیکر زیر کوہ بو قلمون آئی ہے یہ سب آوازین رستم سن رہے تھے ہین کہ دیکھا
چار وزیر چار جلادون کو ساتھ لیے ہوئے جلاد شلنگین لگاتے ہوئے آتے ہین وہان سے وزیر دن نے
آواز دی رستم و سماک کے قتل کا حکم ہے ایک جلاد نے بڑھکر زنجیر رستم تھام لی کہا ای جوان اب
تیرے قتل کا حکم ہے کہ جلد سر لاؤ رستم اُٹھے ایک جلاد نے سماک کو کھینچا زیر ارابہ سے الگ
آکر جلاد نے سر زنجیر رستم سنبھالا کہا او پسر حمزہ اُٹھ جا مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اس زور سے زنجیر کو
جھٹکا مارا کہ خانۂ زنجیر مین خلل ہوا رستم نے کہا کہ او جلاد صاحب ہیبدا و اس طرح کوئی جھٹکا دیتا ہے
جلاد نے کلمۂ سخت کہا رستم نے کہا زبان سنبھال اُسنے پھر زنجیر پر جھٹکا مارا تھا رستم لٹو بغلون کے
بار ہوئے رستم کو تاب نہ رہی زنجیر کو پکڑ کر جھٹکا مارا جلاد منہ کے بل سامنے پھر بجا علمشاہ نے
ہتھکڑی ماردی کہ جلاد کا سر پھٹا اور پیٹ سے لات ماردی کہ جلاد ریزہ ریزہ ہو گیا رستم نے جلاد کو مار کر
زنجیر جو ہلائی کئی کے سر پھٹے اپنے نام کا نعرہ کیا لنگر کار رستم

| | |
|---|---|
| ارشد اولاد امیر عرب | گیست علمشاہ چو رستم لقب |
| کہ بر تخت مرزوق افگند دشو | بگیرا علمشاہ رومی شیر فیل زور |

اور ایک سوار کو مار کر تیغہ لیا سماک کو رہا کیا اب جو دونون جوان لڑنے لگے اس طرح حم کر لیے
کہ پشتے کے پشتے درہم و برہم کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے لڑتے بڑھتے جاتے ہین کہ دلیوش
نے جو دیکھا کہ رستم قید سے رہا ہین اور مصروف جنگ ہین جملہ سوار و پیدل جنگ پہ آئے اس
شہر صورت کی تنگ مین رستم نے پشتے کے پشتے درہم و برہم کیے لڑتے بڑھتے جاتے ہین لڑتے لڑتے
علمشاہ نے تیر اندازون کو جو بھگایا فوج مین تہلکہ ہوا دلیوش نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے ہرکارون
نے خبر دی جلاد قتل کرنے گئے تھے قیدیون نے رہائی پائی پسر حمزہ نے زمین ہلادی کئی سو افسر نامدار
مارے گئے لڑتا بھڑتا آپ کی طرف آتا ہے دیکھیے وہ برق شمشیر چمکی مرکب طرارے بھرتا ہوا آتا ہے کہ
پکار کر رستم نے آواز دی کہ یا شیدا ای کافران بچیا وای نابکاران پر دہ غائب کیا شکوہ زندہ چھوڑ دینگا

بیقرارم بیقرارم بیقرارم روز و شب | مثل گردون عمر در گردش گزارم روز و شب
گرچه از جرم و خطا من شرمسارم روز و شب | لیک از الطاف تو امید دارم روز و شب
دفتر توحید تو چون پیشکارم روز و شب | یا الٰہی بر سخن کن کامگارم روز و شب
غم بجور ہجرگان غم ای غمگسارم روز و شب | دوست بشود رہبری ای دوستدارم روز و شب
ہند یا چون با سخن بست است کارم روز و شب | مہرسد امداد از پروردگارم روز و شب

رستم کو بھی اس دریاے فوج کو دیکھکر انتشار ہوا دل میں یہی ہے کہ آج لڑ بھڑ کر جان دیجیے پیچ کر
اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکانے لگے بقول قاسم کی آنکھوں کے نیچے پھر گئی یاد آیا کہ ای رستم اگر ہوتے
قاسم ہوتے تو اشقیاے جرأت انکے سپرد کرتے اور کہتے کہ ای نور نظر ان اشقیا کو جیتا جانے نہ رکھنا
اب جو چاہے سو ہو یہ کہکے رنجیدہ و کبیدہ طرف فوج بوقلمون نے حکم دیا فوج نے بلوہ کیا اب
رستم اس بلوے میں لڑ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی اور بوق ترکی کی آواز کان میں آئی کافروں کو
معلوم ہوا کہ علمدار سر افیل ٹھپکا گھوڑے الٹ ہونے لگے رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد
بن کرب غازی اسی ہزار دیوانے ساتھ بوق ترکی ہاتھ میں جہاں بوق کو دم دیا میں کانپی
ظاہر ہوا کہ دیوانہ آتا ہے صدہا قریات یہاں بھی لوٹ لیگا گانوں کے گانوں ویران پڑے ہیں جس
گانوں کے قریب پہونچے کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمہارے یہاں دعوت ہے اگر اسنے قبول کرلیا اور
سامان لیکر حاضر ہوا تو خیر ورنہ ہاتھ سے مال و اسباب لوٹ لیا زمیندار کو پکڑ لائے جنگل میں باندھا اور کہا کہ
سولہ کیمپی اسکی پشت پر بنا داس وقت زمیندار مر جاتا ہے اگر وہ بیچ گرا ہوا ہے تو کہار کے منگا دیا اور اگر سیری
تامل ہوا اگر م پیچھے پشت پر رکھدیے گئے زمیندار کا گھبرانا اور ناچار ہو کر مال کا دینا یہ کہکر کہ چلی کے پیچھے پڑا
ہے اس طرح سے ہزارہا قریات غضنفر نے لوٹ لیے اس وقت کسی جانب جاتے تھے علمشاہ کو جو اس مصیبت
میں دیکھا ہماسے بلند پرواز عیار سے کہا کہ لو اور فرزند کیو خاور کا باپ قتل ہوا چاہتا ہے ہمارے
قبلہ و کعبہ فرمایا کرتے ہیں کہ فرزندان حمزہ میں اس رومی بچے نے بہت کثرت کی اسکے ہاتھ پانوں اچھے
ہیں اگر قتل ہو جائیگا تو نانا جان کو بڑا الم ہوگا دیوانوں نے کہا ارشاد ہو تو کافروں کو قتل کریں رستم کو
بچالیں حکم ہوا آپکے پاس لائیں یا انکے لشکر میں بھیجیں جیسا ارشاد ہو بجا لائیں یہ سنتے ہی غضنفر نے
گھوڑا اٹھایا نعرہ کیا کہ منم غضنفر بن اسد بن کرب غازی نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جہان جاری

استی ہزار جوانون نے گھوڑے بڑھائے سُم گرد پیچیدہ ہو کر آسمان تک پہونچا دیوانون نے اندھیرے مین
دریاے خون بہا دیا ایک ایک دیوانے نے چوبدست ہلاکے نامدارون کو قتل کیا رستم نے جو نعرۂ
غضنفر کی صدا سنی نہایت خوشی حاصل ہوئی فرمایا میرا دیوانہ آ پہونچا اب اس سے کون لڑسکیگا
کا فریدون کے سر تو ٹوٹ چکا عیار بھی حقہاے آتشبازی مار رہا ہی تمام میدان معلوم ہوتا تھا کہ آتش بہار
ہوگیا درختون سے آگ گر رہی ہی عرض کر چکا کہ دیوانون کی بیباکی قزاقون کی چالاکی سر فریدون
کے زمین پر گرے دریاے خون بہنے لگا ہر طرف صداے فریاد فریاد بلند ہوئی قریب تھا کہ کافر بھاگ نکلین
بوقلمون جادو نے جو یہ تہلکہ دیکھا پڑھکر تصویر ہفت پیکر سے عرض کی کہ یا خداوند یہ دیوانہ
مجہول کون ہی اگر حکم ہو شکلین باندھ کراؤن یا خندق آب قہر خداوندی مین ڈالدون اور حضور کا
حکم ہو تو چاہون کہ اس گنہگار کو جلا دے تب آگ جلائے اگر حکم عدالت خداوندانہ نافذ ہو تو آگ گرمی
نہ دکھائے آبرودار کہلائے ہر قطرہ گوہر آبدار بنے دشمن کا جگر چھنے بوقلمون نے جو یہ پڑھکر عرض کی
تصویر سنگی نے منھ کھولا بوقلمون نے دیکھا کہ شعلے پھڑکنے لگے آواز آئی جلد جا گرفتار کرکے پاس ہمارے لا
کر آتش قہر و غضب مین جلادون بوقلمون چلا چار لاکھ فوج پیچھے نوبت و نقارے بجاتا ہوا سہراب
کہ گردن سوار پہلوان آگے بڑھا ہوا ہٹو بچو کرتا ہوا تسمہ ہاتھ مین تخت پر بوقلمون کے ہاتھ دیکھے ہوے
کوہ سے اُترکے بوقلمون نے نعرہ کہا کہ او فرزند سپہ سالار قدرت زیادہ بے ادبی نہ کر یہ کہتا ہوا پہر کوہ
پر آیا لوگون کو ہٹاتا ہوا سہراب نے گینڈا بڑھایا للکار کر غضنفر کو آواز دی کہ او ڈھل گھوڑے سے اتر آ
مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی ایسا نہ ہو کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے مین چل کر قدرت سے خطا معاف
کرادون غضنفر نے پلٹ کر یہ نگاہ قہر طرف سہراب کے دیکھا آواز دی کہ مین آیا ہوشیار رہو جا
آتے ہی تگا و دو زن ہوا سہراب نے دیکھا گھوڑا برق جہندہ تیغہ برقتاب پر قبضہ خون کی چھینٹین جسم
پڑی ہوئین نہنگا سا اڑتا ہوا آکر تگا و دو زن ہوا چند قدم کر گردن سمت سہراب تین قدم گھوڑا غضنفر کا پیچھے ہٹا
بعد نیزہ بازی تلوار چلی غضنفر نے پکار کر کہا کہ ارے اس خود سر کا سر کاٹ لو سہراب سمجھا کہ کوئی حریف
سر سے پیچھے آگیا ارے کون کہ کے پلٹا جیسے ہی سہراب اس طرف پلٹا غضنفر نے ایک ہاتھ تلوار کا
مارا کہ سر قیصر کا زخمی ہوا دوسرا تیغ شانے پر مارا شانہ بھی زخمی ہوا اب تو غضنفر پر بس پڑا گینڈے کا
سر اڑا دیا اسقدر سہراب زخمی ہوا کہ بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا ساری فوج نے دیکھا کہ سہراب بھاگا جاتا ہے اب

غضنفر مارا ریتے ہوئے عقب مین سہراب کے لڑتا بڑھتا جاتا ہی پلک جھپکانے کا موقع نہین ملتا کئی
افسرون کو راہ مین غضنفر نے مارا جسنے ٹوکا لپک کے ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے کیے اس طرح لڑتا جاتا ہی
کہ دیکھنے والے حیران ہین دور سے تعریفین کر رہے ہین بوقلمون جادو نے جو اس صورت و شوکت
سے غضنفر کو دیکھا قلب کانپا گھبرا کر کہارون سے کہا کہ تخت ہٹاؤ سامنے اس شیر کے مجکو نہ لیجاؤ سہراب
کر گدن سوار اسکے ہاتھ سے زخمی ہو کر نکل گیا کانپ گیا اور پیشانی پر پسینہ بھی آگیا فوج والون کو آواز دی
کہ اے فوج خداوندی سحر کا ہنگامہ دکھا اب تو میدان ور سالہ دارون نے سحر کرنا شروع کیا وہ دنا دن
سناٹا چلا کہ ملازمان غضنفر گھبرا گئے فریاد فریاد کی صدا بلند کی غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا سحر دفع
ہوا غضنفر نے گھوڑا آگے بڑھایا اور نعرۂ شیرانہ کیا انگشتر مہر و ماہ چمکاتے ہوے چلے اس طرح سیکڑون
پہلوان راہ مین مارے دریاے خون بہاتا ہوا جاتا ہی بوقلمون نے اٹھا کر گولہ مارا جیسے توپ کے
منھ سے گولہ نکلا طرف غضنفر دیوانے کے چلا آ کے پھٹا لشکر کے کئی ہزار آدمی گرے کئی سو آدمی جل کر
خاک ہوے غضنفر بیتاب ہو گیا انگشتر چمکاتا ہوا جھپٹا ادھر سے بوقلمون آتا ہی یہ ہنگامہ جو دیکھا
گولے سحر کے پھینکنے لگا جو گولہ پھٹا ایک افسر خاک سیاہ ہوا جب کئی جوان پہلو سے غضنفر مین گرے
اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوے گھوڑے سے کوتل مارے مارے پھرتے ہین پیدل منھ کے بل گرتے ہین
غضنفر نے پھر انگشتر کو چمکایا گھوڑے پر پڑی جاکے بجوش و خروش آواز دی کہ او نامردان
بندگان خدا نے کیا لیا ہی مجبور سحر کر تو کچھ تاثیر ہو بوقلمون نے تخت بڑھایا قریب غضنفر کے پہونچا
گولہ پھینکا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولہ باطل ہو کر زمین پر گرا جب کئی گولے بوقلمون نے پھینکے اور
انگشتر چمکی گولے باطل ہوے غضنفر بڑھتا چلا آتا ہی برابر تخت بوقلمون کے ایک زنگن سیاہ رو کو دیکھا
کہ علم سحر مین پر فن گولہ ایک ہاتھ مین بادشاہ سے کہتی ہوئی کہ مین جا کر اس جوان کو پکڑ لاتی ہون یہ
کہکر آگے بڑھی آواز دی کہ او طفل بے ادب تو نے ان ساحرون کو مارا کہ جنکا قتل ممکن نہین میرے
پاس چلا آ مین تجھے چھپا لون سر پر اپنے لیے لیے تجکو پھرونگی وہ مرتبہ ہو کہ دیکھنے والے رشک کرین مجھے
تجھسے محبت ہوئی ہی یہ گوری گوری کلائیان پنجہ خورشید سا چہرہ آفتاب عالمتاب بر دل رہے ہین صاف
ظاہر ہی کہ تیرا اصفہانی کو جنبش ہی قتل عاشقان کی کوشش ہی مین تجکو ٹرسے چھین کے رکھونگی وہ مرتبہ تیرا
کرون کہ سب رشک کرین خداوند مشیران قدرت مین تجکو جگہ دین سے بس چلا آ غرور نہ کر میرے ساتھ چل

غضنفر نے پکار کر آواز دی مین آپ کے حُسن و جمال کا خود خواہان تھا مین پاس آتا ہون یہ کہہ کے گھوڑا
بڑھایا زنگن بہت خوش ہے کہ کیا معشوق لاجواب ملا ہاتھ پھیلائی ہوئی اشارون سے بلاتی ہوئی تھی جب قریب
غضنفر کے پہونچی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے اُٹھا ہاتھ تلوار کا مارا کہ زنگن کے دو ٹکڑے ہوئے ایک
غریو بلند ہوا اندھیرا ہو گیا آوازین ہیبتناک آنے لگین مگر یہ مرنے کی آواز نہین تھی اندھیرا اُٹھ جاتا
ہے تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا کہ وہی زنگن جھوم رہی ہے کئی مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ غضنفر کو
پکڑ لون غضنفر نے تیغہ چمکایا زنگن نے کمر مین ہاتھ ڈالا چاہا کہ پیشانی پر بوسہ دون غضنفر نے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ زنگن کی کمرگاہ پر پڑا کہ دو ٹکڑے ہوئے پھر اندھیرا ہو گیا اب آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین سیاہ روسے
جادو بود بوقلمون نے جو سیاہ رو کے مرنے کی آواز سُنی اپنا گریبان پھاڑ ڈالا کہا یارو غضب ہوا غضنفر کا
غلبہ ہوا فوج کے پاؤن اُٹھا چاہتے ہین یہ کہہ کے تخت ہٹایا غضنفر نے گھوڑا بڑھایا بوقلمون نے
چاہا کہ پر پرواز پیدا کرون اب غضنفر پر سحر نہ کرون نکل جاؤن یہ ارادہ بازوون پر پر پیدا ہوئے تخت سے
اونچا ہوا غضنفر نے جو دیکھا کہ یہ نکلا جاتا ہے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر زرنگار خدنگ سفتہ
سوفار زمرد پیکان عقاب پر بحر کمان مین پیوست کر کے تاک کر سینہ پر کینہ پر مارا پھر پشت کو توڑ کر نکل گیا
لاشہ تھراتا ہوا بادشاہ اقلیم کا زمین پر گرا بوقلمون کا مرنا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری
ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین بوقلمون جادو بود اب غضنفر بوقلمون کو
مار کر طرف کوہ کے چلا قصد پہنگی چوٹی تھی اُس سے آواز پیدا ہوئی کہ پسر حمزہ کو لینا دیوانہ مزاج آتا ہے
بھاگو اون نے لگا ہیون پر روکا مگر یہ شیر بیشہ صاحبقرانی کب رکتا ہے گاہیون پہ پہلوانون کو مار کر بڑے
بڑے سرہنگون کو للکارا بڑے بڑے جادوگرون کو مارا گاہیون پر تلوار چلی غضنفر تو بالائے کوہ جاتے
ہین مگر جس وقت بادشاہ بوقلمون مارا گیا شاہزادہ قاسم و داراب کشور کشا و لندھور بن سعدان
قصر عشرت مین بیہوش بیٹھے ہین اور معشوقان پریچہرہ پہلو مین ناچ ہو رہا ہے عیاران طرار ساز بجا رہے ہین
ہنگامۂ عیش و نشاط تو قصر عشرت مین گرم ہے کہ ایک دھماکا ہوا پہلو مین جو معشوقین بیٹھی تھین انپر ایک
ایک شعلہ گرا اب جو دیکھا تو کالی کالی بڑھیان کالے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھی ہین اور یہ نوجوان اندر
قصر کے معشوقون کو لیے ہوئے پہلو مین بیٹھے تھے باہر سرداران صف شکن معشوقان پریچہرہ پہلو مین
اختلاط ظاہری و باطنی مین مصروف ناچ ہو رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے جس وقت

دمتا تا ہوا ان سب کی معشوقون کی صورتین بدلین اپنے کو دیکھا تصویر ہفت پیکر گلے مین بت ہاے سنگی
بازو پر عیارون سے پوچھا کہ ہم کس حال مین ہین عیارون نے عرض کی آپ لوگ صاحبقران سے
جدا ہوے صاحبقران سے مقابلے پڑے ہفت پیکر کو سجدہ کیا یہ سنکر شیران دشت نبرد اپنے
اپنے مقام سے اٹھے قیدین توڑکر پھینکدین تلوارین لیکر اٹھے مرکب ہاے بادرفتار پر سوار ہوے
لڑتے بھڑتے چلے بعض مقام پر فوجین تھین انکو مٹایا سوار و پیدلون کو بھگایا کوٹھے مال و اسباب
سے بھرے تھے وہ لوٹ لیے سلاح سنجوگ زر و جواہر جو شی لی قبضے مین کی نام پر ہفت پیکر کے لعنت کے
چھوڑتے چلے رہے ہین اپنے حال زار پر روتے ہین کہ مقام افسوس ہے کہ اپنے آقا سے جا کر لڑے
سماک نے قاسم سے ذکر کیا کہ آپ سے اور آپ کے دادا جان سے مقابلہ پڑ گیا قید ہو گئے تھے
عیاری سے خواجہ کی چھوٹے اب پھر اپنے مقام پر فروکش ہین قاسم نے بہت اپنے کو نفرین کی
ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ہفت پیکر کو مارینگے جہان ملے اسکو مٹائین ملعون کو خاک مین ملائین گی
تربون پر زمیندارون نے نکل کر روکا یہ شیر زمیندارون کے روکنے کے تھے ہنگامے ڈالدیے
زمیندارون کو مارا انکے ساتھ والون کو للکارا گاؤن کو پھونک دیا انکے ہمراہیون کو قتل کر ڈالا
عیارون کو آگے روانہ کیا کہ بڑھکر خبر لاؤ عیار بڑھے دور سے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہزارہا طرح کے
اسمین رنگ ہین کوئی رنگ ایسا نہین کہ جو نہ موجود ہو اسپر ایک تصویر پتھر کی چیخ رہی ہے اور
رستم کو زیر کوہ ہزارون ساحر و غیر ساحر گھیرے ہین ہر مرتبہ آواز دیتے ہین کہ یار و تم کرڑ و اور پہونچو
غضنفر پہونچ گیا ہے دریاے خون بہا دیا ہزار ہا لاشہ گرد پڑا ہے غضنفر لڑتا ہوا جاتا ہے سب دیوانون
نے سر اپنے حکم پر غضنفر کے رکھے ہین جو فعل غضنفر نے کیا سب اسوجہ وہین چاہتے ہین اس تصویر
کے پاس پہونچین سپاہی نہین پہونچنے دیتے پرے کے پرے جمے ہوے ہین غضنفر پر اور ہمراہیان غضنفر پر
تیر پڑ رہے ہین مگر جوانان شیر دل غازی و مجاہد عامل و کامل قبضے تلوارون کے ہاتھ مین جمے
ہوے جب حملہ کرتے ہین ایک آفت برپا ہوتی ہے بمشکل جا رو ب کشی ہونے دیتے ہین نام پر ہفت پیکر
کے جان دینے پر آمادہ اعتقاد و فرزندی اپنے طریقے سے زیادہ بہوت لڑ رہے ہین عیارون نے
دریافت کیا آکے شاہزادون کو خبر دی نوارہ نعرہ کرکے گرا قاسم بھی آکر برابر پہونچے لندھور
نے برابر گرز کو گردش دی چار چار اور چھ چھ کے گرز مین لپٹے ہوے سر ہا دھان دار شیون

یعنے دونون بیٹے لندھور کے جھول پکڑے ہوئے ہاتھی کی جھوم رہے ہین تھمو شمشیر چمکا رہے ہین
ان تینون جوانون کے آنے سے رستم کو بڑی تقویت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہر ایک کا یہی قول ہے
کہ اس ہفت پیکر شعبدہ باز نے ہمکو آقا سے رنجیدہ کرایا انشاء اللہ آج تصویر سنگی کو توڑ کر پھینک دینگے
ساتھ والے جواب دیتے ہین کہ علمداری کو اس ہفت پیکر کی بڑی وسعت ہے سات پہاڑون پر اسکا ظہور
ہے بڑا کولی کا فر مغرور ہے خدا اسکے شعبدے سے بچائے دیکھین انجام کیا ہوا اس تردد مین کتنے شیر لڑ رہے
ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ نقد روح دروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کمر
بن اسفر پہ سوار ہے سردار پشت پر نیلم و فیلم زنگی اور جان دغو جان دریا باری و میعاد و عاد شانک
دراز گردن شیرانہ جھومتا ہوا جسکو پایا پکڑ کر پھینک دیا جادو گردن کو تنگ کر دیا بھاگے بھاگے پھرتے ہین
اب یہ شیر جو آگئے سردارون کی کمر مضبوط ہوگئی اب کیا ضرور ہے لڑائی کو فتح کر لو ٹھو ہے توڑ دو نام
ہفت پیکر مٹا دو اس خیال مین بصد جوش و خروش مصروف جنگ ہین جنگ سے ان شیران دشت نبرد
کی کافر تنگ ہین یہی چاہتے ہین کہ جان بچائین بھاگ جائین مگر غیرت مین لڑ رہے ہین کہ پھر گرد اڑی
آر دیکھا سب نے گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زہر و بے ایمان شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان طہماس پہلو مین شیر نگ بن عمر و عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے شاہزادہ
نور الدہر آکر پہونچے نعرہ کرکے گرے سرداران نامی و پہلوانان گرامی مصروف جنگ ہوئے اب کوہ
سے فوجین نیچے بھی آنے لگین لاکھون آدمی چلا آتا ہے جب تصویر نے آواز دی کہ اے بندگان من
چاہیے کہ مسلمانون کو امان نہ دو بالائے کوہ سے تا زیر کوہ ہر وار مین ہزارہا سر گر رہے ہین بیجا
جانبازی مین مصروف ہین جب تصویر آواز دیتی ہے ہر نخل سے شاخ نخل سے برگ گل سے ہزارہا
بندگان خدا مثل سپاہیون کے پیدا ہوتے ہین آکر مصروف جنگ ہوتے ہین لاکھون آدمی گلستان
سے پیدا ہوئے کچھ مارے گئے کچھ لڑ رہے ہین نور الدہر مصروف جنگ تھے جس وقت سے نور الدہر کمر
پہونچے پہاڑ سے سات لاکھ فوج زیر کوہ آئی وہ جم کر تلوار چلی کہ زبان تیر اللہ رکلۂ غمو سے صدائے
احسنت و آفرین بلند تھی نیزے سے سرو قد برائے تعظیم مردان عالم اٹھے ہر طرف سے صدائے الامان الامان
بلند ہے ہر ایک کافر دردمند ہے تصویر کا وہی شیوہ ہے کہ آواز دیتی ہے کہ اے بندگان من کہان چھپے ہو چلو
آؤ ان سرکشون کو آکر مٹاؤ اگر آج کی لڑائی کو فتح کر لیا کبھی کوئی مسلمان پھر قصد لشکر کشی نہ کریگا جب

اسی طرح تصویر آواز دیتی ہے اور فوجین صحرا سے پیدا ہونے لگتی ہین سرداران شہرول صف درہم
ہوتے ہین انھین شہرون کے کلیجے ہین کہ آمد کو ان فوجون کی روک رہے ہین اور فوجین چلی آتی ہین
نورالدہر نے شہر تنگ ہوکے کہا کہ اچی برادر ہم دیکھ رہے ہین کس زور و شور سے مقابلہ ہو رہا ہے کیونکر فتح ہوگی
یہ فوجین کہان سے آتی ہین جاکے مقام روکا جائے ہم جاکے وہان روکین دیکھین کہان سے آتے ہین شہزادہ نے
کہا کہ مین جاکر دریافت کرتا ہون یہ کہکر شہر نکلتا گیا تھوڑی دیر مین پتا کا پتا آیا عرض کی کہ اُدھر
صحرا مین ایک احاطہ ہے خوب اُسمین ہزارہا بلکہ لاکھون بانسون کی کھپاچ کے پتلے بنے ہوئے رکھے ہین
ایک طرف اُس احاطے کے قصر ہے اُسمین سے دو جوان باہر آتے ہین اُن پُتلون پہ پانی چھڑکتے ہین
سوار پیدل بنکر یہان آتے ہین تانتا بندھا ہوا ہے ہر مرتبہ دس ہزار بیس ہزار آجاتے ہین یہ سپاہی
اصلی نہین ہین بانس کی کھپاچون کے پتلے بنے ہوئے ہین یہ سنکر نورالدہر نے سر ہلایا یہ بات سے دیکھا کہ
ایسی لڑتا ہوا آتا ہے ہمراہ رکاب شاپور شہرول شاہزادہ نورالدہر نے شاپور سے یہ معرکہ بیان کیا شاپور
نے کہا کہ مین ابھی جاکے فکر کرتا ہون یہ کہتا ہوا شاپور چلا صورت بدلتا ہوا چلا دروازے سے
لشکر سے نکلا ایک جنگل کی آڑ پکڑے دیکھا کہ قصر سے دو نون شخص نکلے ایک شیشہ آب رسیدہ پاس ہے
چلے جو بند ہوئے احاطے مین رکھے تھے اُنمین سے کوئی پچاس ہزار اُن دونون نے نکلا لگ کے
اُنکا انبار کرنا شروع کیا شیشہ بغل سے نکالا پانی اُنپر چھڑکنے لگے پانی چھڑکتے ہی سوار و پیدل بنکر گھوڑے
ہوئے تعریف خداوند ہفت پیکر کرتے ہین سوار و پیدل اُٹھتے جاتے ہین شاپور یہ معاملہ دیکھ کر حیران
ہوا تدبیر مین چلا اور وہ دونون شخص آب شیشہ جسقدر لائے تھے وہ سب صرف کر دیا اب چاہتے ہین
کہ قصر مین جائین پہلوے قصر سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی بلک بلک کے کہ رہا ہے یا خداوند ہفت پیکر
ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری روح قبض کرے اب صدمہ ہجر دیکھا نہین اُٹھتا نہ کوئی میرا نور دیدہ
آتا ہے کہ ہمکو آ کر کہا جائے اس کشاکش سے بچائے یہ دونون شخص آپس مین اشارے کرنے لگے
ایک نے کہا کہ چلو چل کر دیکھین کہ یہ کون مصیبت زدہ ہے یہ کہکے قریب سے قصر کے پہلے دور سے دیکھا
کہ کوئی عورت سر جھکائے ہوئے رو رہی ہے یہ دونون دوڑ کر قریب آئے پکار کر آواز دی کہ اے دلربا تو
یہان جنگل مین کیونکر آئی اُس نازنین نے چہرہ کھولا نگاہ جو پڑی تیر مژگان جو کمان خانہ ابرو مین
لیس تھے دونون کے تودۂ دل پہ لب شوق ہوئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا ایک نے ایک پر ہاتھ رکھا کہا بھائی

ہوشیار رہو بعد اسکے دونون نے کہا کہ اے حسین اس صحراے پرآشوب مین تیرا کیونکر گذر ہوا کئی دن گذرے موت کو کیون خدا وند سے مانگتی ہی ہمین اپنا نام نامی و اسم گرامی بتا یہ سنکر وہ نازنین بہت روئی معلوم ہوتا تھا کہ صدف چشم سے مروارید بے بہا گر رہے ہین دامن سے اشک اُسکے پاک کیے کہا کہ اے مہ جبین زیادہ مت رو ایسا نہو کہ دم اُلٹ جائے یہ کہکے بیٹھ گئے اُس مہ جبین نے ہنس کر کہا کہ تم دونون میرے بڑے ہمدرد ہو یہ سنکر وہ دونون ہنسے مگر دیکھا کہ وہ نازنین رو رو کر اس طرح حال اپنا بیان کرنے لگی کہ مین فلان تاجر کی بیٹی ہون شوہر میرا بیاہ کے لیچلا تھا فلان جنگل مین قزاق آ لیے انھون نے آکے لوٹنا شروع کیا شوہر سب کے پہلے بھاگا مین نے زیور اُتار کر قزاقون کو دیا قزاق تو چلے گئے مجھے تین روز اس صحرا مین پھرتے پھرتے گذرے کوئی جانور آکے نوکھا گیا یہ کہکر پہلو سے گلابی نکالی ہونٹون سے لگا لی دونون نے کہا صاحب ہماوند دی نازنین نے کہا کہ اب قلیل باقی ہی اور شراب لاؤ یہ سنکر وہ دونون دوڑے گیے اور جلدی سے شراب لائے سامنے اُس نازنین کے رکھدی اُس نازنین نے جو گلابی اپنے پاس سے نکالی تھی وہ بھی اُسمین شریک کر دی شریک کرکے دو جام لبریز کیے دونون کے آگے رکھے کہا جی چاہے دونون ایک ایک جام پی لو بے اندیشۂ انجام دونون نے گلاس پیے اب نازنین نے کیفیت پوچھا کہ تم اس قصر مین یہان کس وجہ سے رہتے ہو اور اس قصر مین رہنے کا کیا باعث ہے تم دو ہی ہو یا اور بھی کوئی ہی دونون نے جواب دیا ہم دو ہی آدمی یہان رہتے ہین قدرت کی طرف سے اشکال صورت کش یہ تصویرین بنا کر بھجواتا ہی اور آب دمیدہ سحر ہمارے پاس روانہ کرتا ہی آج تک ان فوج کو کبھی طلب نہ کیا تھا زیر کوہ بوقلمون سلمان آگئے جب وہانسے وہ تصویر سنگی آواز دیتی ہی تب ہم آسکے آب دمیدہ سحر صرف کرتے ہین اور وہان جو جاتا ہی مارا جاتا ہی بلا کی تلوار چل رہی ہی کئی لاکھ فوج ہم روانہ کرچکے ہین پاس ہزار اور جاتے ہین یہ کہکر وہ دونون گھبرا گیے اپنے مقام سے اُٹھے کہا کہ ہمارے مکان مین چلو وہان تدبیر بتائین دونون اُٹھے اُٹھتے ہی لڑکھڑا کے گرے نعرہ ہوا کہ سہم شاپور شیر دل جیسے ہی دونون کے سر کاٹے وہ تیلے پاؤن اُٹھ کر چلے تھے لڑکھڑا کر گرے جانے لگے جب لاشے اُن دونون کے تڑپے شاپور کو منظور یہ ہوا کہ اب نکل جاؤن زمین شق ہوئی ایک زنگی پیدا ہوا آواز دی کہ او ناعیار کہان جاتا ہی ہرچند کہ شاپور شیر دل نے چاہا کہ نکل جاؤن اُس زنگی نے زمین سے نکلتے ہی گردن لی پھر زمین سے نکلا اسی جگہ شاپور کو لیکر غرق زمین ہوا پھر زمین برابر ہوگئی

زنگی شاپور کو دیکھ کر جب غائب ہوا یہاں تلوار چل رہی ہے شاہزادہ غضنفر بن اسد پامال کرتا پھرتا ہے جس صف کو درست دیکھا اُسپر جا پڑے اور جو شکست کھاتا ہے طرف صحرا سے بھاگ جاتا ہے تلوار گھمسان کے ساتھ چل رہی ہے یہاں تو یہ انتظام ہے مگر صحرا سے جو فوج کی آمد تھی وہ موقوف ہوگئی لڑائی اُسی طرح ہو رہی ہے غضنفر بن اسد نامدار شیرانہ و نہنگانہ و رستمانہ لڑ رہے ہیں پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے لاشوں کے انبار لگا دیے دریاے خون بہ رہا ہے گھوڑے دریاے خون میں شناوری کر رہے ہیں غضنفر جو بالاے کوہ پہونچا تصویر سنگی نے آواز دی کہ اے بندگان من جلد آؤ یا تو جب آواز دیتا تھا فوج پیدا ہوتی تھی یا اب تصویر نے تین آوازیں دیں فوج نہ آئی غضنفر لڑتا بھڑتا قریب تصویر کے پہونچا اور گھوڑے سے کود پڑا طرف تصویر کے چلا تصویر نے بڑے طعن و تشنیع کیے یہ بھی کہا کہ تیرے نانا کی مدد پر وہ قاف میں کی نانا کو تیرے عفریت پر غالب کرایا اسمٰعیلیوں سے لڑوایا سب جگہ غالب کرایا تمام سرکشان قاف تہ تیغ ہوئے اے غضنفر بہادر سے آفتاب پیچ شیر بیشہ اسد غازی جوان حجازی کب ڈرتا ہے کئی پہلوانوں کو مار کر تصویر کی گردن پر ہاتھ ڈال کر کھینچا اور دل کو رجوع کیا کہ اے پروردگار اس ظالم سے بچانا ساحر زبردست با وہ کبر و نخوت ہے مست تصویر پتھر کی جنبش کیا ہے یہ کہکے دوبارہ ہاتھ مارا ہزار ہا شعلہ بھڑکا وہ شعلہ آتش بھڑک کر غضنفر پر گرے غضنفر کب ان شعلوں کو مانتا ہے دو تین ہاتھ ایسے مارے کہ تصویر سنگی اپنے مقام سے ٹوٹ کر گری آواز آئی کہ او نبیرہ حمزہ تو نے غضب کیا کہ رکن طلسم گرایا مگر کہاں جائیگا اب بلا میں پھنسیگا ہماری شفقتوں کو یاد کریگا یہ کہکے تصویر چلی آسمان پر ابر گھنا پیدا ہوا رعد کی چمک اُٹھی ہے آواز آئی کہ سنو ہشکال صورت کش ایک دھماکا ہوا کہ زمین کانپی اور ایسے آواز آئی کہ یا خدا وند ہفت پیکر ان مسلمانوں کو آپ کا اعتقاد نہیں جو جوان لڑ رہے ہیں انکے ہم شبیہ مرحمت فرمایئے کہ مسلمانوں کو آپ کا اعتقاد ہو کہ قدرت کو ہر وقت پیدا کرنے کا اختیار ہے سامان باپ کے بھی لڑکا پیدا کر سکتے ہیں یہ جو آواز دی زمین کانپی کڑکڑ کی آوازیں بلند ہوئیں ناظرین پر واضح ہو کہ چار سردار صاحبقران لڑ رہے ہیں کچھ بالاے کوہ کچھ زیر کوہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے قاسم اپنے مقام پر بدیع الزمان اپنے مقام پر دارا بن جہانگیر اپنے مقام پر لڑ رہے ہیں لندھور اپنے مقام پر شاہزادہ رستم شیر بیشہ ہیجا بہرام گردن قاقان چین ہاتھ میں تیغ برق تاب عالم جرأت میں جس پر جا پڑے اُسے مٹا دیا

پروں کو درہم و برہم کیا دریا خون کے بہا دیے لیکن اُس ابر سے جو آواز قرکوری آئی زمین تھرّائی دیکھا
سب نے کہ ایک جوان سیاہ رو بڑے قد و قامت کا زیر نخل کھڑا جھوم رہا ہے تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ میں
اسباب تصویر کشی ایک غلام لیے ہوئے پشت پر اور وہ غلام کچھ تصویریں کھینچ بھی رہا ہے تصویریں
کھینچ کھینچ کے زمین پر پھینکتا ہے تصویریں زمین پر گریں اور اُڑ کر طرف صحرا کے غائب ہو گئیں تھوڑے
عرصے کے بعد اُسی صحرا سے گردیں اُڑ رہی ہیں آگے آگے سب کے دارائے ہند لندھور بن سعدان
فیل میمونہ پر سوار گرز کاندھے پر دونوں بیٹے فرہاد خان و ارشیون پر ہزار دگینڈوں پہ سوار
لندھور کے ساتھ ہیں بھانجے دونوں عادل و فاضل گینڈوں کو چمکاتے ہوئے تاجداران
ہندوستان ہمراہ وہیں سے نعرہ ہوا کہ منم دارائے ہند لندھور بن سعدان ابھی خداوند ہفت پیکر
نے مجھے پیدا کیا یہ کہتا ہوا طرف لندھور اصلی کے چلا لندھور اصلی نے گرز اُٹھایا دونوں میں
گرز چلنے لگے دوسری گرد اُڑی قاسم مع سرداروں کے قاسم اصلی پر جا پڑے سرداروں پر سردار
عیاروں سے عیار آپس میں جنگ کر رہے ہیں جو سردار ان کے ساتھ ہیں وہ اُنکے بھی ساتھ ہیں آ گئے
اور مصروف جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی اب وہ ایک ساحر سیاہ فام بڑے قد و قامت کا جوان کنارے
پر لشکر کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہے جس سردار کا نام لیکر آواز دی وہ سردار صحرا سے پیدا ہوا
آتے ہی جا پڑا اگر طرز جنگ ہر ایک کا عرض کروں ناظرین ملول ہوں مراد یہ ہے کہ سردار پر سردار
جا پڑا ایسے تئیں دے دے کر پکار رہا ہے جس سردار کا نام لیکر پکارا صحرا سے وہی پیدا ہوا بدیع الزمان
پر بدیع الزمان جا پڑے ہنگامہ گیر و دار بلند ہے کہیں نیزہ چل رہا ہے کہیں تڑاتے گرزوں کے کہیں برق
شمشیر کہیں کٹتی ہو رہی ہے تمام میدان میں جنگ ہو رہی ہے کسی نے پوچھا کہ اے دارائے ہند اس
جنگ کا کیا انجام ہوگا لندھور نے کہا کہ جو خدا چاہیگا وہ ہوگا اتنا جانتے ہیں کہ حریف سخت
مقابلہ ہے فتح و شکست کا پروردگار کو اختیار ہے یہاں زیر کوہ بوقلمون تو یہ رنگ ہے لیکن دو کلمہ
داستان صاحبقران زمان بھی لکھنا منظور ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں صاحبقران زمان مقابلے
میں بطلان نیزہ باز کے اُترے ہیں بطلان طبل جنگی نہیں بجواتا ایک دن صاحبقران نے
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ مقابلہ کیوں نہیں کرتا خواجہ یہ سنکر صورت بدل کے
چلے ایک بڑھیا کی صورت بنکر لشکر بطلان میں آئے ایک شخص سے پوچھا کہ بطلان نیزہ باز کہاں ہے

لوگون نے پتہ دیا کہ بارگاہ زرافشانی مین بیٹھے ہوے صلاح کر رہے ہین خواجہ پھرتے پھراتے ڈھونڈتے
ڈھونڈھتے بارگاہ مین بطلان کی آگے بطلان کو دیکھا کہ مقام صدر پر بیٹھا ہوا افسرون سے کہہ رہا ہے کہ آج
دو پہر رات گئے لشکر صاحبقران پر شبخون مارونگا تم لوگ سب تیار رہنا بدولت دو پہر رات گئے
جب اپنی بارگاہ سے نکلین تو تم سب کو تیار پائین سب اقبال کر رہے ہین خواجہ یہ خبر سنکر بھاگے
یہان امیر بیٹھے ہین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے سب حال مفصل بیان کیا صاحبقران زمان نے
بھی اپنے لشکر کو تیار رہنے کا حکم دیا کہ آراستہ ہوکر گوشون مین ٹھہرو لشکر تو کمینگاہ مین صاحبقران
منتظر کہ دیکھیے سیاہ رو کب برائے شبخون آتے ہین وہان بطلان نے دو پہر رات گئے لشکر تیار کیا چار
غول کیے سات لاکھ فوج اسکے ساتھ ہی چلا یہان امیر باتوقیر دوسرے سردار مثل عبید ابیسار و
گرتیث سپہر گردان و لنعمان بن منذر و منذر شاہ یمنی و طوق ہران گرد و ابو المحجن گرد و
سندویل اصفہانی وغیرہ کو لیے بیٹھے ہین انتظار مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کہ خواجہ عمرو
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ کفار آپہونچے صاحبقران دوسرے سردارون کو لیکر درۂ کوہ مین جا کر چھپے
یہان کفار اگر گرے جس خیمہ مین پہونچے سردار کو نہ پایا مال رکھا ہوا پایا ہتھیار رکھے ہوے پائے اٹھا لیے گٹھڑیان
کھول لیے روپیہ اٹھا اٹھا کے گھوڑون پر لادا ہر طرف لوٹ ہو رہی ہے افسر کہتا بھی ہے کہ یارو ذرا دم تو لو
صبح کو اٹھوا لینا جواب دیتے ہین کہ اے افسر برسون گذرے لڑتے ہوے نکا کہین سے نہین پایا فقط تنخواہ
پر بسر اوقات ہوتی ہے آج خزانے پائے کیونکر چھوڑین کمرین بھی باندھے ہین گھوڑون پر بھی لادے ہین
جب خوب پربار ہو چکے بطلان نے بارگاہ شاہی کو لدوایا رعنائی و زیبائی بارگاہ کی دیکھکر
عاشق ہو گیا کہتا تھا کہ ہم اسی بارگاہ مین بیٹھینگے تب کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر بارگاہ کو لدوا لیا
اٹھا لیکر چلا ساتھ والون نے توڑے روپون کے گھوڑون پر لادے کچھ کمرین روپیہ باندھا کچھ
جیبون مین بھر لیے ہوے ہین بطلان ساری بارگاہون مین پھر کر بازار چہار طاق بلقیس مین آیا
پھرتے پھرتے جواہرات بازار کا جمع کیا چھکڑون پر لدوایا اور ساتھ والون سے کہا کہ حمزہ بڑا
بادشاہ جلیل ہے بازار مین اسقدر جواہر دستیاب ہوا کہ چھکڑون پر لادا گیا بدولت خود اسپر سوار ہین
یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے ابھی وہ خزانے دستیاب نہین ہوے کہ جن پر حمزہ کا قبضہ ہے اس خزانے کو پاؤن
تو ولی شاہ ہو رہا یا میرے ملک کی آبادی ہو سامنے خداوند کے جا کر خزانہ پیش کرونگا قدرت بھی

دیکھیے کہیں کہاں میرا پہلوان خوب خزانہ لایا قدرت بھی خوش ہو جائیں یہ کہتا ہوا لشکر کو جمع کر رہا ہی جو آتا ہو لوٹ پر اُسکو ناز ہی یہی فقرہ آغاز ہی کہ مسلمانون نے بڑے بڑے شاہان ہفت اقلیم کو لوٹا یا آخر کیا ہاتھ آیا حمزہ نے جو خاص خزانہ اپنے واسطے رکھا ہی اُسکو دیکھنا ہو کہ وہ کس مقام پر ہی اور نگہبان وہان کون ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی روے ماہتاب چھپ گیا سب کافر گھبرانے لگے بجلہ سرداران امیر نے چلا کے آواز دی کہ ان سپاہیون کو لینا نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ امیر

منم قاتل کافران جوان
پدید آمدہ گیتی سے ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قامت شد
بابرزہ قتال دیوان ناحق
در انجا بو چاہ دادرسا یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم گریزندہ نوشیروان
چو دریا تمر جنگ شاہ آشکار
جزائر بہ از عدل و انصاف شد
سمندم بہ بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم بمیدان یکے گیر و دار
شدہ برسرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شدار جنگ میدین ذلیل و نزار

اور سب سردار نعرے کرکے کافرون پر گرے سے قتل کرنے لگے کفار پر بار اہل اسلام سے یکبار قتل ہو ہوکر کافر گرنے لگے محبت دنیا پر سب جان دیتے ہین مگر مال چھوڑنا گوارا نہین کرتے تلوار مثل برق چمک رہی ہی شب تیرہ و تار نعرۂ صاحبقرانی کی پکار ہر طرف سے یہی صدا بلند ہی کہ بہ بندید و بکشید عین گرمی جنگ مین کافرون نے سبب شب تار پہچانا نہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا چہار طرف سے لڑ رہی ہین اجل سر پر کھڑی ہی ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے ہین نقیب آواز دے رہے ہین ہیبت کا سُنکر ہیبت پیدا ہو ظالم نہ کر اتنا غرور ہاں ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو ہر طرف ہنگامہ گرم ہی ایک پہر میں ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اُس وقت صاحبقران و بطلان سے مقابلہ پڑا گھڑی بھر تیر و سنان چلا نیزہ میں بطلان کو بڑا ناز تھا صاحبقران نے نیزہ بطلان کا توڑ ڈالا تب بطلان نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا صاحبقران نے تلوار چلی امیر نے تیسرے ضرب مین سر اُس خود سر کا زخمی کیا بطلان سامنے سے زخمی ہوکر بھاگا امیر نے تعاقب کیا اب تو کل فوج کے پاؤن اکھڑ گئے آگے بطلان پیچھے پیچھے صاحبقران جس مقام پر جاکر بطلان ٹھہرا صاحبقران بھی وہان پہونچے پھر مجمع متفرق ہوا مجمع مسلمانان جمع ہوا لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین کئی دن بطلان کو

بھاگنے میں گذرے ہیں قریب ایک قریے کے پہونچے اس حال پریشانی میں جو قریے میں پہونچے وہان آفاق زور آزما زمیندار رہتا ہے اپنے دنگل پر بیٹھا ہے آٹھ نو سو جوان اسکے رفیق بیٹھے ہیں اور جام چل رہا ہے اُس وقت بطلان جوش و خروش میں سامنے آفاق زمیندار کے پہونچا سلام کیا آفاق نے بکبر و نخوت پوچھا کہ تم لوگ کون ہو پریشانی کا کیا باعث ہے بطلان رونے لگا کہا کہ اے زمیندار صاحب اپنی پریشانی کیا بیان کرین خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا کہ بر سر حمزۂ عرب چڑھکر جاؤ جا کے شبخون مارا اندھیرے میں شکست کھائی سر زخمی ہے داشکست کھا کے بھاگا اُن لوگوں نے پیچھا کیا تیسرا دن آج ہمکو ہے کہ بھاگے ہوے آئے ہیں یہ سنکر آفاق اپنے مقام سے اُٹھا کہا حمزہ کہاں ہے یہ ذکر تھا کہ گانون میں ہنگامہ ہوا گانون میں آگ لگا دی گانون لٹنے لگا جیسے قزاق صاحبقران کے ساتھ ہین ناظرین گویا وہ ہوگا عبد الجبار و عبد القہار اتنے بڑے قزاق تھے کہ مقبل سے خزانہ چھین لیا تھا مقبل کیا لڑا انتہا کا معرکہ پڑا آخر مقبل گرفتار ہوا جب غلاموں نے آکر عرض کی تو صاحبقران نے لندھور کو بھیجا لندھور کو بھی اُن لوگوں نے پکڑ لیا تھا جب صاحبقران آئے ہین تب یہ دونوں بھائی پکڑے جاتے ہین آتے ہی گھروں میں گھس پڑے چھپروں میں آگ لگا دی ڈھونڈھ کے مہاجنوں کو گرفتار کیا غلغلہ ہے کہ اسکی پشت پر سولہ لکھی بناؤ بطلان آفاق زمیندار کے ساتھ ساتھ آٹھ نو سو رفیق آفاق کے ڈھال پھینکے باندھے ہوے انکو جیسے ہو دن پڑا اگر کسی مقام پر وہ چار اہل اسلام لوٹ رہے تھے آفاق نے جا کر گھیرا وہ لڑتے آخر مارے گئے اب آفاق آگے بڑھا کہتا ہوا کہ مسلمانوں کو اسی طرح گھیر گھیر کے مارونگا جو قریے میں آگئے ہین زندہ بچ سکے نہ جانے پائین گے ساتھ والے تلوارین کھینچکر چلے وہ چار اہل اسلام کو جو قتل کیا کہتے ہوے کہ بھائی اہل اسلام کے برابر کوئی جنگ آزمودہ نہین ہے لیکن ہم لوگ ساتھ آفاق زمیندار کے رہے جنگل میں رہنا کھیت جوتنا کئی تین ہفتوں کی چڑھی ہوئی ہین آکو پہر مشقت کرتے ہین جیسے مسلمان کیا لڑسکین گے جو قریے میں آگئے انکو گھیر کر مار لو بچکر جانے نہ پائین اب تو ساتھ والے دلیر ہین دوڑ دوڑ کے جاتے ہین پھر پلٹ آتے ہین کبھی لڑائی پڑی کبھی نہ پڑی ایک مقام پر آکر پہونچے صاحبقران آگے بڑھتے ہوے جو کسی نے عورتوں کو لوٹا اُسے منع کیا اگر کسی مقام پر دس غریب جمع ہین انکو بچاس نے ملکر گھیرا امیر نے آکر انکو بچا دیا کہا یا رو انکے قتل کرنے سے کیا مطلب ہے کہ

آفاق کے کان مین آواز گئی وہین سے نعرہ کیا کہ منم آفاق زمیندار ای مسلمانو بھاگو قریے مین
نہ رہو اگر مابدولت کا سامنا ہو گیا تو نہ بچو گے پھر مین زندہ نہ چھوڑونگا قتل سے عزیزون کے منہ
نہ موڑونگا بلبلاتا ہوا آتا ہی صاحبقران نے آواز دی کہ او گنوار کھڑا رہ اب جو آفاق کی نگاہ پڑی
آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان تیغہ ہاتھ مین زلفین چلیپی کو پیچ وتاب گردہ سپر کا
ہاتھ مین آفاق حیران جمال و محو دیدار ہوا بطلان صاحبقران کو دیکھکر پیچھے ہٹا آفاق فوراً
جا پڑا خبردار خبردار کر کے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے چاہا کہ پیٹ پڑدن آفاق پھٹک کے
الگ ہوا فنون سپاہ گری مین دخل رکھتا ہی ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا آواز دی کہ یا صاحبقران
آپ بھی اپنا حربہ کیجیے یہ کہکے تیر کمٹھا کاندھے سے اتارا صاحبقران زبان پر درود پڑھ رہے امیر پہلے
پرکھے قربان جرأت پر ہوا تیسرا تیر جو مارا صاحبقران نے سینہ سپر کر کے پھر ولی سے قلم کیا اور
سب تو بھاگ گئے گانون سے نکل گئے امیر آفاق سے لڑ رہے ہین تیر اسکا خالی دیکر تلوار کھینچے ہوے
جا پڑے تا دار چلی جب آفاق ہاتھ مارتا ہی صاحبقران تلوار اٹھا کے ہاتھ روک لیتے ہین آفاق
نے کہا کہ کیون یا صاحبقران رکنے کا کیا باعث امیر نے فرمایا کہ سیتھکٹی کی چوٹ اس مقام پر ہی
اگر تمھارا ہاتھ کاٹا تو ہمین کیا ہاتھ آئیگا آفاق اس کلمات پر عاشق ہو گیا بڑھا کہ قدمبوسی کرون اور
ایک جوان نے ہاتھ مارا امیر نے اُسے بڑھ کر قتل کیا منہ جو صاحبقران کا ادھر پھرا آفاق زمیندار
نے ہاتھ مار دیا سر امیر کا زخمی ہوا زخمی ہو کر صاحبقران نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سر آفاق کا بھی زخمی ہوا
ہمراہیان آفاق جو آ کر شریک جنگ ہوے بارہ آدمی صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے
آفاق الامان الامان کہتا ہوا دوڑ پڑا کہا یا صاحبقران رحم کیجیے گنوارون کی کیا مجال کہ جو
آپ سے مقابلہ کرین اور ساتھ والون کو جھڑکا کہ ہٹ جاؤ عمر بھر اُنسے مقابلہ نہ کر سکوگے جنھون نے
نوشیروان کو شکست دی لقا ایسے کو بھگایا باختر پر قبضہ کر لیا اس گانون کی کیا حقیقت ہی پکار کر
آواز دی کہ ای شہریار بطلان بھاگا جاتا ہی غلام سے خطا ہوئی کہ اُسکو نکل جانے دیا پھر وہ نہ ملیگا امیر
نے پلٹ کے دیکھا کہ حقیقت مین بطلان بھاگا جاتا ہی صاحبقران نعرہ کر کے پلٹ پڑے آفاق
نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین قدمبوسی ضرور کرونگا امیر نے کچھ جواب نہ دیا تھا تب مین
بطلان کے چلے بطلان جو قریے سے بھاگا تین کوس چلا تھا کہ آواز ہاے دلیران کان مین آئی

گھبرا کر کہا کہ ای یار و دریا فت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ معلوم ہوتا ہی لاکھون آدمی تڑپ رہے ہین ہر طرف کی جاد وگرون
کے آواز آ رہی ہی ہر کاسے دوڑے تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئے کہا زیر کوہ بوقلمون کی ذات بربادی
لاکھون آدمی قتل ہوا ہین شبانہ روز تلوار چلتے ہوے گذرے ہین بوقلمون جادو مارا گیا اس تصویر
قدرت سے مقابلہ ہی فوجین صحرا سے آ رہی ہین تصویر خدا اونہی پر اجماع مسلمانان ہی ہنگامہ عظیم گرم ہی
تین دن مین کئی لاکھ کا کھیت ہوا ہی لشکر بطلان اسی جانب چلا وہ وقت ہی کہ ہم شبیہ لشکر ہو رہے لشکر صورت
اصلی کو گرفتار کیا اشکال صورت کشی جو اب سے ظاہر ہوا جون جون وہ کھڑا کے تکلین سے رہا ہو رہی ہین
کترا لی جاتی ہی نور الدہر کو نور الدہر کے ہم شبیہ نے زیر کر لیا فقط غضنفر اور بدیع الزمان باقی
ہین وہ باعث یہ ہی کہ غضنفر کے پاس تو تین تختے ہین اسپ باد پا پر سوار شمشیر ر دین شگاف قبضے
ہین انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین بدیع الزمان کے پاس نقش ردسحر موجود ہی یہ دونون شیر تو ایک طور پر
جنگ کر رہے ہین انکے ہم شبیہ جو آکر مصروف جنگ ہوے اونکے ہم شبیہ کو مار کر اسکے اعضا چور
چور ہوے جب یہ نوبت تھی اسوقت بطلان آکر پہونچا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہی بطلان آ کر شریک
جنگ ہوا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نہین تمہاری نعرۂ صاحبقران

کذ و گشت سہراب و رستم جہل
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحسام

امیر عرب حمزۂ شیردل
بحکم خدا بستہ شمشیر جان
بن کافران از جہان پاک کرد

عمرو نے جو پڑھ کر دیکھا دیکھا ایک جوان نے نور الدہر کو اٹھا لیا
مگر وہ جوان ہم شبیہ نور الدہر ہی ایرج کو بھی ہم شبیہ ایرج نے اٹھایا ہی فرزندان صاحبقران
کی پریشانی چاہتے ہین کہ جان جائے مگر جرات مین فرق نہ آئے خواجہ عمرو نے جو یہ حال پریشان
اہل اسلام دیکھا پکار کر آواز دی کہ یا امیر با توقیر جلد اسم اعظم پڑھیے دیکھیے غضنفر و بدیع الزمان
محفوظ ہین دونون کے پاس اشیا ردسحر موجود ہین بچ رہے ہین اور جو لوگ اس سے خالی ہین وہ
گرفتار ہوے داراب کشورکشا ایسا جوان انکے ہم شبیہ نے اسکو اٹھا لیا داراب کے تیور
سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جان دینے پر آمادہ ہی کہ ہمکو ہمارا حریف مار ڈالے زندہ نہ چھوڑے
ایرج نے جھلا کے اپنے حریف سے کہا کہ تجکو اپنے خدا زندہ ہفت پیکر کی قسم مجھے قتل کر ڈال
زندہ نہ چھوڑ کشتی گیر زادے نے ہمکو اس مصیبت مین دیکھ لیا ہی ہمارا مر جانا ہی بہتر ہو مالک

اپنے ہمشبیہ کے آگے ہاتھ جوڑ رہے ہین کہ ہندوستان کے رہنے والون نے ہمکو دیکھ لیا ہمارا مرجانا ہی بہتر ہی ایسی زندگی سے موت انسب ہی ہر شخص کا یہی قول ہی کہ ہمکو قتل کر ڈال زندگی بیکار ہی بعض بمنت و خوشامد کر رہے ہین بعض بدمزاج اپنے حریف کو گالیان دے رہے ہین کہ ہمین قتل کر ڈال اب زندہ رہنا منظور نہین چنے اپنے ہمشبیہون سے سب کے مقابلے پڑے ہین جس سے مقابلہ پڑا وہ زیر ہوا تمام میدان مین یہی معرکہ دپیش ہی ہر خرد و کلان کو پس و پیش ہو کچھ بہرام بالاے کوہ مین کچھ زیر کوہ وہ ساحر سیہ فام گھبرا ہوا تسکین دے رہا ہی دمبدم یہی کلمات زبان پر ہین کہ سمر اشکال صورت کش باشیدا ہو مسلمانان آج مجتے بڑی بے ادبیان سرزد ہوئین بالاے کوہ جو مقام ظہور خداوندی ہی اسپر تلوار چلے دریا ے خون بہے ہماری عقل مین نہین آتا کہ قدرت نے کیا عنایت صرف کی یہ جو اصلی بندے ہین اگر وہ کوئی بے ادبی اسکی چہارم بھی کرتے سنگ سیاہ بنا دیے جاتے امان نہ پاتے مگر اب تک یہی نمونۂ قہر خداوندی معلوم ہوتا ہی ابر سیاہ ظاہر ہو رہے ہین اب عذاب خداوندی سے بچنا دشوار ہی جب یہ کہکر قلق بچاتا ہی کشتی کے ہنگامے کا شور ہو جاتا ہی سوار کے پاس سے سوار پیدا ہوتا ہی پیدل کے پاس سے پیدل للکارا اور جاپڑا کشتی ہونے لگی زیر کیا اور سلے بھاگا یہ سرداران زبردست مثل بدیع الزمان و نور الدہر و ایرج جنگ مین مصروف ہین کشتی ہو رہی ہی لیکن غلبہ ہمشبیہ کا ظاہر ہی سبب پکڑ لاتا ہی دو دو گھڑی رگڑتا ہی اگر یہ پکڑ لاے فوراً تڑپ کے نکل گیا عمرو کو ان حالات پر بہت حیرت ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ شیران دشت بزدلون عاجز ہو رہے ہین اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین سیکڑون سردارون نے اپنے ہاتھ سے اپنے جسم پر زخم لگا کے چاہتے ہین کہ جان دے دین لیکن صاحبقران زمان اسم اعظم جو پڑھتے ہوے گرج کے جا پڑے گھوڑے سے اوتھے کی زمین ہلا دی ہمشبیہ بھاگا جب اشکال صورت کش آواز دیتا ہی ایک جوان ہمشبیہ صاحبقران مرکب سنجشمی پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آتا ہی جب امیر اسم اعظم پڑھ کے نعرہ کرتے ہین وہ جوان بھاگ جاتا ہی کئی مرتبہ اس طرح جوان آے اور سامنے سے صاحبقران کے بھاگے مقابلہ نہین کرتے ہر مرتبہ گھوڑے کو اڑا کر آتا ہی جہان صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر نعرہ کیا وہ جوان طرف صحرا کے بھاگ جاتا ہی کئی مرتبہ اشکال نے سحر کرکے صحرا سے

سوار بلا نے صاحبقران کے مقابلے میں بھیجے وہ سوار نیزے پھینک کے بھاگے مقابلے میں امیر
کے نہ ٹھہرے آئے اور بھاگ گئے اور سرداروں سے مقابلے ہو رہے ہیں غرض گرمی جنگ ہے اہل اسلام
اپنی جان سے تنگ ہو رہے ہیں چاہتے ہیں کہ مار ڈالے جائیں ذلیل نہ ہوں اپنے حریف سے مقابلے میں
مصروف ہیں عیاروں نے جو شاہزادوں کو حیران و پریشان دیکھا اور اپنے حریف سے دب رہے ہیں
عیار بیتاب ہوکر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای پروردگار ہمارے آقاؤں کو اس آفت سے بچا لے نظم

زہے جانان کہ بخشد تازہ جان ہر جسم بیجان را — تجلی ز آب لب جان بخش سازد آب حیوان را
زہے مہری کہ شد پرتو فگن از مطلع وحدت — زہے ماہی کہ روشن کرد نورش اوج عرفان را
زہے سلطان کہ ہر سرکش نہد گردن بفرمانش — زہے حاکم کہ دارد سرنگون گردون گردان را
زہے دلبر کہ لمعان رخش بر اوج محبوبی — کند روشن مہ تابندہ و مہر درخشان را
زہے گلرو کہ آب و تاب رخسار پر انوارش — دہد نشو و نما تازہ بہر موسم گلستان را
زہے خالق کہ در یک لحظہ کرد از امر کن پیدا — زمین و آسمان و عرش و فرش و حور و غلمان را
خداوندے کہ اقلیم خدائی زیر فرمانش — شہنشاہے کہ بخشد تاج سلطانی غلامان را
بہر ملت بمحراب سجودش ماندہ خم گردن — مسیحائی و موسائی و ہندو و مسلمان را
بیکدم ناتوان را و عطا سازد توانائی — بیک لحظہ ببخشد تازہ وسعت تنگدستان را

عیار دعائیں مانگ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اٹھی عیار پیدا ہوئے شطرنگی لنگی و پاتابہ سقرلاتی
جسم پر آراستہ پیچھے ہلاتے ہوئے کمندیں اچھالتے ہوئے اپنے ہم پیشہ ہوں کے نام لے لے کر پکارتے ہوئے
چلے آتے ہیں عیار اپنے ہم صورتوں کو دیکھکر بیتاب ہو گئے جا بجا چھپنے لگے بعضوں نے بڑھکر مقابلہ
کیا حرج کیا اور اسنے کمند مارکر گرفتار کر لیا پشتارہ باندھا اور لے بھاگا صدہا عیار گرفتار ہوئے بعض
پشتاروں میں بندھے ہوئے دوش پر اپنے ہم صورت کے لدے ہوئے اپنے آقاؤں کا نام لیکر پکارتے
ہیں کہ غلام گرفتار ہوئے بیکس و بیبس ہیں ان دشمنوں کے ہاتھ سے ہمیں بچائیے سردار گھوڑے
دوڑا کر چاہتے ہیں اس گرفتار کو رہا کریں عیار لو برق جہندہ ہیں مثل بجلی کے سامنے سے تڑپ کے نکل گئے
سردار پلٹا تھا کہ انکے بھی ہمصورت نے آکر گھیرا غضب مصیبت میں گرفتار ہیں عیار پکڑے گئے صحرا میں
دشمن دوڑے پھرتے ہیں اپنا حریف اپنے سے زیر نہیں ہوتا اپنی بوٹیاں کاٹتے ہیں چاہتے ہیں کہ اپنا

گلا کاٹتے ہین فرزندان صاحبقران وسرداران امیر بانو بہ شیرانہ جان دینے پر مصروف ہین چاہتے ہین کہ
جان جائے بات مین فرق نہ آئے ارادہ کرتے ہین کہ اپنا سر کاٹ کر خود حریف کو دے دین آہ ہر چہ
ہر طرف یہی ہنگامہ ہے ہر جانب سے کافرون کا زور ہے اژدحام خونخوار خون بہتا ہوا لڑ رہے ہین یہی پیش و پس
ہے کہ دیکھیئن آج کیونکر جان بچتی ہے بڑے ظالمون سے مقابلہ ہے بڑے شعبدہ باز جمع ہین دیکھیے اپنے
کیونکر جان بچتی ہے خواجہ عمرو صاحبقران کو پکارتے ہوئے آتے ہین کہ ای آقا ے نامدار و ای مولائے
قدرشناس کافرون نے بلوہ کیا ہے اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ اسم اعظم بند کر لین اسم اعظم
پڑھے جائیے آپ دیکھتے ہین کہ کیا رنگ ہے اس صحرا کا ہر شکل آمادۂ جنگ ہے دیکھئے تو شاخہاے درخت
مین خم ہے گویا کمان کھینچی آمادۂ ظلم و ستم ہے صاحبقران جواب دیتے ہین کہ خواجہ اسم اعظم کا ورد ہی
پڑھ رہے ہین صاحبقران طرف اشکال صورت کش کے چلے بطلال نیزہ دار لڑتا ہوا سامنے
اشقی ساحر کے آیا کہا کہ کیون اے مقبول بارگاہ خداوند ہفت پیکر کیا مقرر ہے جو فعل اور سردارون کے
واسطے ہین وہ حمزہ کے ساتھ کیون نہین ہوتے یہ سنکر اشکال صورت کش نے بطلال کو قریب بلایا
اسما سحر نیزے پر اسکے پڑھے بازوون پر پڑھ کے ہاتھ رکھا خوب سحر اسکے ہاتھ پاؤن پر پڑھا کہا
جا کر حمزہ سے مقابلہ کر بطلال نیزہ ہلاتا ہوا قریب صاحبقران آیا للکارتا ہوا کہ ہاش اے حمزہ مین
تیرے مقابلہ کو آتا ہون تیری سرکشی مٹاتا ہون صاحبقران حال سردارون اور فرزندون کا دیکھ کر
نہایت رنجیدہ و کبیدہ ہو رہے ہین سیکڑون سر اگر فتار ہوئے نورالدہر زیر ہوئے ایرج بھی زیر ہوئے
[illegible] بدیع الزمان بھی زیر ہوا ایسے فرزند دلبند کہ جو صف شکن تھے فرزند ہمیشہ لڑائیون مین سرفراز رہے
وہ اس طرح زیر ہو جائین کیا قلب پر قلق ہے نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ فرزندون پر یہ گذری کہ
ایک طرف سے آواز آئی اے حمزہ تیری گرفتاری کو آتا ہون صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ
بطلال نیزہ بازو پہ جھمتا ہوا آتا ہے امیر نے گھوڑا اس طرف بڑھایا بطلال نے گر نیزہ مارا صاحبقران
نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا مگر امیر اسم اعظم پڑھے جاتے ہین حرز ہیکل گلے مین مثل محافظ کے
اسکے الگ [illegible] ہے سحر کے مٹانے کی کوشش ہے آخر بطلال نے جو نیزہ مارا تھا صاحبقران نے
قریب ہی چوتھی طرف نیزہ کاٹ کر نکالا اپنے تیغے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا امیر
نے تلوار کو تلوار پر روکا [illegible] وہ وار کرکے پلٹا صاحبقران نے اچھا دے کے ہاتھ نکالا خبردار

خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا لعطلان نے اپنے کو دامن سپر میں چھپایا مگر تیغ عقرب جا کر گرا سپر کے
دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے تلوار جوگری سر پر پڑی جگر گاہ تک تلوار نے کاٹا لہرا کر لاشہ لعطلان کا گرا
چار طرف سے فوج نے بلوہ کیا صاحبقران تلوار پکڑ کے جا پڑے فوج سے لڑائی پڑی کئی پہلوانوں
کو مارا لیکن یہ احسان ہے پروردگار کا کہ ایک طور پر لڑ رہے ہیں جیسے تو کا اُسکو مارا اسم اعظم پڑھ رہے
ہیں لیکن اشکال صورت کش سے لوگ پوچھتے ہیں کہ اصلی طلسم کشا کون صاحب ہیں اشکال صورت کش
طرف صاحبقران کے اشارہ کرتا ہے کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ اصلی طلسم کشا نہیں ہے یہ سنکر اشکال نے
سر جھکا لیا کہ دیکھا رستم لڑتے ہوئے آتے ہیں اشکال نے اشارہ کرکے کہا کہ یہ طلسم کشا سے اصلی
ہے اور کئی صورتیں رستم کی بنائیں کہا آرزو یہ ہے کہ رستم کو گرفتار کروں اور قید خانہ طلسمی میں
بھیجوں تب دل کو قوت ہوا سب اس وقت لوگوں نے پہلو پایا اشکال صورت کش سے عرض کی کہ
حمزہ کا کوئی ہم نبرد نہیں یہ سنتے ہی اشکال نے کئی پہلوانوں کو اشارہ کیا کہ رستم کو پکڑ لاؤ رستم
کے ہاتھ میں تیغ یکپیتان علم ہے سات سو میں کا تیغ جسپر پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی پہلوانوں کو
مار کر سامنے بڑے بڑے ساحروں کو دیکھا رستم تو شیرانہ لڑتے ہوئے آتے ہیں ایک ساحر ان زنگی نے
پکار کر کہا کہ او اشکال دیکھ رستم آتے ہیں اشکال نے کہا کہ پسر حمزہ کی تلوار میں سے زنگی
بل کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا آواز دی کہ او پسر حمزہ تلوار میں نے علمشاہ تیغ جھکا کر جا پڑے
زنگی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے علمشاہ نے وار سب روکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا زنگی کے
دو ٹکڑے ہوئے اب تو چاروں جانب سے رستم پہ ہجوم ہوا آسمان سے آواز آئی کہ اے اشکال صورت کش
اور نئے سحر کر یہ سحر تیرے کام نہیں کرتے اشکال نے جھولی کاندھے سے اتاری اور قیامت نادرہ
نکالے اُس سے سحر کرنا شروع کیے رستم پر آگ برسنے لگی صاحبقران نے جو وہ رستے دیکھا
کہ ایک دریا پانی کا جوش مارتا ہوا آتا ہے صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا دریا
غوطا مارکر غائب ہوا اشکال نے طرف آسمان کے ایک گولہ مارا ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی
کرتے ہوئے گرد رستم کے آگئے انکی زمزمہ سرائی سے ہاتھ پاؤں میں رستم کے رعشہ آیا امیر نے
گھوڑا دوڑایا اشکال صورت کش نے آواز دی کہ حمزہ پاس اپنے فرزند کے نہ جانے پائے
جادوگردن نے بڑھکر صاحبقران کو روکا صاحبقران نے کئی ساحر قتل کیے قتل کرکے برابر

رستم کے پہونچے جو زہیکل کا عکس ڈالا رستم اسی طرح جوشان و شعر و شان سامنے اشکال کے پہونچے
اشکال صورت کش نے ایک ساحر واسطے مقابلے رستم کے بھیجا رستم نے بڑھکر ہاتھ تیغ
کپیتان کا مارا اُس ساحر فرستادہ اشکال کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری
بے انتہا ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیاہ جادو بود اشکال صورت کش
نے کئی ساحر برائے گرفتاری رستم بھیجے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے اُن ساحرون کو مارا کہ
ایک طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہوئی کئی لاکھ جادوگر بیچ مین آ گئے رستم الگ ہوے صاحبقران
دور گئے ہر مرتبہ رستم آواز دیتے ہین کہ اے سکہ قبلہ و کعبہ کی آواز نہین آتی سگ عرض کرتا ہے
کہ صاحبقران دور ہین بیچ مین فوجین آگئین علمشاہ مجبور ہو کر مصروف جنگ ہوے
اشکال صورت کش دور سے دیکھ رہا ہے ایک جانب مصروف سحر خوانی ہے جس مقام پر سردار کو
دیکھتا ہے ہمصورت کو بھیج کر گرفتار کراتا ہے اُس ہمصورت نے جسکو گرفتار کیا بالاے کوہ لایا جہان پر
تصویر غضنفر نے توڑی ہے اُسی مقام پر لاکر سردار کو ڈال دیا نور الدہر وایرج و داراب و
خورشید سب گرفتار ہو کر اُسی مقام پر پہونچے صاحبقران فرزندون کو دیکھکر طرف پہاڑ کے چلے
راہ مین جس ساحر نے روکا اُسکو مارا کئی مرتبہ اشکال صورت کش نے دستک دی اور پکار
اُٹھا کہ اے خداوند ہفت پیکر ان مسلمانون سے بچانا ایک ایک انمین بلاے روزگار ہے بجلی
چمکی فوجون نے بڑھ بڑھکر روکا کہ صاحبقران کو بالاے کوہ نہ جانے دین امیر لڑنے لگے
ہر مقام پر تلوار چلی صاحبقران نے کئی سو ساحر مارے گھاٹیان پہاڑ کی صاف ہوئین طے
کرتے ہوے صاحبقران بالاے کوہ چلے یہان وہ وقت ہے کہ جو سردار گرفتار ہو کے آئے
ہین اُنکے گرد ساحرون کا اجتماع ہے اب ساحرون نے صاحبقران کی جانب رخ کیا امیر نعرہ
کرکے لڑنے لگے ناظرین پر واضح ہو کہ بوقلمون جادو جو مارا گیا ناظرین کو خبر ہے کہ اسکے مرنے
سے قاسم وغیرہ نے رہائی پائی اُسکے عزیز دار چاہتے ہین کہ صاحبقران کو قتل کرین انتہا کا
پہاڑ پر بلوا ہے لیکن جسنے نعرہ کیا ہے کہ منم اشکال صورت کش بلاے روزگار ساحر ہے اسی فکر
مین پھر رہا ہے کہ کیون دیر ہو گئی کہ حمزہ گرفتار نہین ہوتا یا خداوند کوئی تدبیر غلام کو بتائیے کہ
غلام سب کا خاتمہ کرے آسمان سے آواز آتی ہے کہ اے بندہ خاص الخاص کل امورات وقت پہ

موقوف ہین قدرت بھی کارسازی ہین مصروف ہین کہ صاحبقران نے دیکھا ایک جانب غضنفر بیٹا
اسد بٹھل رہا ہی مگر پریشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نہایت ہی بیقرار ہی کہ سردار سب ساتھ
کے گرفتار ہو گئے قضاے کار اشکال صورت کش کے نعرے کی آواز آئی کہ اے ساحران غدار
مسلمانون کو پکڑ لو آج تین دن تین راتین گذر چکی ہین بوقلمون جادو کا مارا جانا بہت شاق ہوا
یہی دل چاہتا ہی کہ ان سب مسلمانون کو مٹاؤن انکو زندہ چھوڑ کر میدان سے خدمت خداوند ہفت پیکر
مین نہ جاؤن یہ کہکے پھر آواز دی ساحرون نے امیر د غضنفر پر بلوہ کیا غضنفر نے ایک گرگن
سوار کو مارا اُسکے ساتھ ایک جوان تھا اُسنے غضنفر پر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار کا ہاتھ مارنا بھاگا غضنفر کو
بہت ناگوار ہوا یا تو گھوڑے پر سوار تھے یا گھوڑے سے کود کر اُس شخص کے پیچھے دوڑے صاحبقران
بھی کوہ پر آچکے ہین مگر غضنفر سے دور لڑ رہے ہین غضنفر جو اُس جوان کے پیچھے دوڑا بڑھ کر
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مار کر اُسکو غضنفر نے چاہا پلٹین کہ رونے کی آواز آئی کہ اے
فرزند ہم تو تمسے رخصت ہوتے ہین غضنفر نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ اسد نامدار کلیجے پر ہاتھ رکھے
کھڑے ہین غضنفر نے پکار کر پوچھا کہ کیون قبلہ و کعبہ خیر تو ہی اسد غازی نے جواب دیا کہ اے
نور نظر اشکال صورت کش بلا کا ساحر ہی علم نیرنگ و شعبدے سے ماہر ہی اُسنے سحر کر دیا کہ کلیجے
مین درد ہی روح قالب سے نکلا چاہتی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی پسینہ چلا آتا ہی باپ کا حال
غضنفر دیکھکر بیقرار ہوا دوڑا کہا کہ قبلہ و کعبہ یہ انگشتر مہر و ماہ موجود ہی اُسکو سینے پر رکھیے تسکین
حاصل ہوگی اسد غازی نے ہاتھ بڑھایا غضنفر نے انگشتری اُتاری اسد کے ہاتھ مین دی
کہا اُسکو ضرور سینے پر رکھیے گا اسد نے انگوٹھی کو لیکر سینے پر رکھا کہا اے نور نظر تیغہ زر وین شگاف
بھی مجکو دو تو دل کو تسکین ہو غضنفر نے جلد اپنا فخر و سعادت جانکر تیغہ بھی ہاتھ مین اسد
کے دیا بس تیغے کا ہاتھ مین لینا تھا کہ اسد نقلی نے نعرہ کیا کہ باش او دیوانے مجہول تو نے تو
کلیجے کے ٹکڑے کر دیے وہ وہ ساحر تیرے ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا مثل نہین تھا یہ کہکے
دو ہتھڑ مارا کہ غضنفر بھی لڑکھڑا کے گرے ساحرون نے گرفتار کر لیا اسپ بادپا و تیغہ
زروین شگاف و انگشتر مہر و ماہ قبضے مین کیے اب ساحرون کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو کسی صورت
سے پکڑ لو دیکھو کن کن لوگون کو مین نے گرفتار کیا اب حمزہ پر بھی اسی طور سے بلوہ کرو

کہ حمزہ گھبرائے اسم اعظم پڑھو حزبہیکل ہمارے قبضے میں آئے کہ صاحبقران گھاٹیوں پر لڑ رہے ہیں
کہ کان میں آواز پہونچی سر اُٹھا کے دیکھا کہ غضنفر کو گرفتار کر کے لوگ لیے جاتے ہیں انگشتر و تیغہ
رو ئیں تن نگاف و اسپ باد پا ساحروں نے اپنے قبضے میں کیا صاحبقران نے جو یہ سحر کا دیکھا
سر پیٹ لیا فرمایا خدا مالک ہے جو اُسکے نزدیک مناسب ہے وہی بہتر ہے یہ کہتے ہوئے پڑھتے منظور یہ ہے کہ
غضنفر کو رہا کروں اسکے تحفہ جات نہ جانے پائیں جو ساحر تحفہ جات لیے جاتا تھا اُسکی جانب چلے
اُسنے آواز دی کہ اے سنگ بارے کوہ پرفلمون مجھے حمزہ کے ہاتھ سے بچاؤ یہ کہہ کے دونوں پانوں مارے
اور غرق زمین ہو گیا اشکال پر نے گولہ مارا صاحبقران پر آگ برسنے لگی امیر یا تو قیر نے اسم اعظم پڑھا
آگ دفع ہوئی امیر نے اشکال کو ندیا یا ہزاروں جادوگروں نے بڑھ کر گھیرا ہے چاہتے ہیں لپٹ جائیں
حزبہیکل گلوے اقدس سے اُتار لیں مگر صاحبقران اس لطف سے لڑ رہے ہیں کسی کو اپنے
قریب نہیں آنے دیتے جو قریب آیا وہ مارا گیا صدہا جادوگر مر کر اس مقام پر گرے ہزارہا جادوگروں نے
قصد لے لینے حزبہیکل کا کیا مگر نہ ہو سکا صاحبقران نے لاشوں کے انبار کر دیے خون کا دریا بہا دیا
جمے ہوئے لڑ رہے ہیں کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے آقاے نامدار غلام کو بچائیے امیر نے
پلٹ کر عمرو کو دیکھا کہ گرد شعلہ آتش گھیرے ہیں اور عمرو پسینے پسینے کلیجہ پر ہاتھ رکھے پکار رہا ہے
کہ غلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے صاحبقران دوڑے آگ کو گرد عمرو کے دم بدم ترقی ہے امیر
دوڑ کر قریب پہونچے فرمایا اے یار وفادار و اے دلِ غمگسار نہ گھبرانا میں آ پہونچا یہ کہہ کے جست کرتے
ہوے صاحبقران جوشِ محبت عمرو میں دوڑے ہوے جاتے ہیں جو ساحر راہ میں ملا اُسنے
سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے اُسے مارا چاہتے ہیں برابر اپنے دوست کے پہونچے ان مشکل
پہونچے عمرو نے کہا حزبہیکل مجھے دیجیے کہ میں قلب پر رکھوں دل ٹھہرے صاحبقران نے حزبہیکل
گلے سے اُتاری اور کہا کہ اے یار وفادار یہ حزبہیکل حاضر ہے اور اے عمرو تیری خیر خواہی یا ن
یا دہن اگر تو صحبت میں نہ ہو تو وہ صحبت بے نمک ہے لطف صحبت تمھارے ہونے سے ہے یہ کہہ کے
حزبہیکل کو عمرو کے ہاتھ میں دیا کہا اب خواجہ کی خیر ہوئی اشکال صورت کش نے جو دور سے
دیکھا کہ حزبہیکل امیر سے لے لی گئی جست کر کے سامنے صاحبقران کے آیا آتے کے ساتھ ہی آواز دی
کہ او حمزہ اب کہاں جاتا ہے یہ کہہ کے مٹھی سے ایک طالع جھونکا اُسنے گرد سر صاحبقران چرخ مارا

اُس جلدی مین صاحبقران نے قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر بہ تعجیل تمام اشکال کو تا کا سینہ
پر کلیجہ تاک کر تیر مارا للقدرت پروردگار تیر سینے پر پڑا توڑ کر مہرۂ پشت کو پار گذر الاشہد اسکا چرخ کھا کر
زمین پر گرا وہ جو ساحر غضنفر کو لیکر چلے تھے مرتے ہی اشکال کے پتلے سے جل گئے آسمان پر
اندھیرا چھا گیا اس زور سے ابر تیرہ و تار اٹھا کہ تمام بیابان کوہستان سیاہ ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو
آپ نہ معلوم ہوتا تھا اسقدر غبار اڑا کہ سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من اشکال صورت کش بود اب جو اندھیرا دفع ہوا دیکھا فرزندان صاحبقران و
سرداران پیر و جوان گھوڑون پر سوار مسلح و مکمل کافرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار
بلند ہے کفار نہیب شمشیر مردان عالم سے بھاگتے پھرتے ہین سب نے شکریہ صاحبقران ادا کیا
صاحبقران نے فرمایا بڑا ساحر زبردست تھا باوجود کبر و نخوت سے مست تھا ہفت پیکر پرست
تھا لیکن مرنے سے اُسکے اہل اسلام کو بڑا نفع ہوا سب اہل اسلام کے گرفتار کرانے کی تدبیر اسی
ملعون نے کی تھی اسی کے سحر کے پتلے تھے جنھون نے سحر تیار کیا تھا کہ فرزندان صاحبقران کو
پکڑ لین اللہ کی عنایت سے کوئی مجھ تک نہ آسکا غضنفر روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کرنا جان
مین تو چھوٹا لیکن تحفہ جات میرے کوئی لے گیا صاحبقران نے فرمایا تھوڑے عرصے مین نہ تھا
حرز ہیکل مجھسے بھی لے گیا اور پہلے تمسے آکر تحفہ جات لیے کہ بدیع الزمان گھوڑا اُڑاتے ہوے
آئے سلام کیا اور عرض کی کہ غلام کے پاس نقش رد سحر تھا کسی ساحر نے مجھسے لے لیا مجھے گرفتار
کرکے لیچلا تھا راہ مین بھٹکا گھبرا کے کہتا تھا کہ میرے آقا پر کچھ آفت آئی راہ بھولا بھولا پھرتا ہون
کیا ناچار و پریشان ہون یہ باتین وہ کر رہا تھا کہ ایک برق گری وہ شخص جل کر خاک ہوا اور
عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اشکال صورت کش بود نہین معلوم
نقش کہان لے گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے نور نظر اب واپس ہو یا شمشیر زنی کرو جب
یہ طلسم فتح ہوگا اُس وقت حال یہان کا کھلیگا اور تحفہ جات بھی ملین گے یہ کہکر صاحبقران
تلوار کھینچ کر کافرون پر جا پڑے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا مغلوب اُسی طرح ہونے لگی
عیارون نے مکر شروع کیا عورت بنکر ساحر کے پاس گئے لگا کر گوشے مین بلایا دم دیکر قتل کیا
ادھر صاحبقران عالیشان اسم اعظم پڑھ رہے ہین تیغہ عقرب سلیمانی ہاتھ مین

سماہا کافر واصل جہنم کیے اب اس وقت بارہ منزل کے گرد ے کا جنگل ہر کل مقام پر تلوار چل رہی ہر دیہات و قریات میں غدر پڑا ہی گانون پھنک رہے ہین رعایا کو فرار پر قرار ہی زراعت پامال جان بچنا محال تحصیلدار مال کرتے ہین لڑائی پر مرتے ہین سامان کرکے چلے تھے کہ گانون کی قرقی کرین راہ مین ساتھ والون نے کہا کہ ذرا لڑائی بھی دیکھ لیجیے کہ ایک طرف سے دیکھا گرد اُڑی مسلمان تیغ بکف آکر پہونچے ایک طرف سے ساحر آئے تلوار چلنے لگی زمیندار ان باتون کو نہین جانتے تلوار لیے پکارتے پھرتے ہین کہ مسلمانون کو پکڑ لو جس طرف سے گانون والے نکلے مارے گئے گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہر ہزارہا جادوگر مارا گیا لاشے تڑپ رہے ہین دریاے خون صحراے ہولخیز مین جاری ہی صاحبقران حیران و پریشان ہر طرف نگران کوئی قصر نہین معلوم ہوتا حیران ہین کہ یا امیر تحفہ جات لیکر یہ ساحر کہان گئے یہ کہتے ہوے جاتے تھے کہ تحصیلدار کو آتے ہوئے دیکھا ادھر سے شاہزادۂ جہانگیر آتے تھے آکر کہ گرے تحصیلدار صاحب وغیرہ مارے گئے سردارون نے کہا حقیقت مین اب تو تحفہ جات کا ملنا بہت دشوار ہوا امیر یا تو فرماتے ہین خواجہ بڑا ساحر نامی وگرامی تھا اسکے مارے جانے سے تمام صحرا کے چمن جلے کوئی نخل پھولون کا نہین باقی رہا سب جلے صحرا مین سناٹا ہوگیا یہ ذکر تھا کہ ایک آواز مہیب آئی زمین تھرائی اور یہ ثابت ہوا کہ کوئی آسمان سے کہہ رہا ہی کہ او بندۂ مغضوب تو نے غضب کیا کہ اشکال صورت کش کو مارا یہ ساحر قدیم بلکہ قدرت کا ندیم تھا اسکا خون بالا بالا نہ جائیگا خون اسکا رنگ لائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر اپنے کو بیچ صحرا مین ایک چاہ بزرگ ہی اسمین جاکر جلد گرا دے ورنہ اس ذلت سے مارا جائیگا کہ بیابان و دریا و مرغان صحرا تیرے حال زار پر افسوس کرین مگر قدرت کو پیدا کرنیکا خیال ہر سپہ سالار قدرت تو نے مرتبہ خداوندی کو نہ جانا کہان کہان تجکو بچایا پردۂ قاف مین اٹھارہ برس لڑا قدرت تیرے ساتھ رہے دیو سمندون ہزار دست کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا چشمۂ حیوان اسکی نگاہ سے نابود ہوا تب وہ مرنے پر موجود ہوا میان عمرو کو سب آفتون سے بچایا تو نے آج غضب کیا کہ اشکال صورت کش کو مارا بس قدرت نے جو حکم دیا وہی کہ آخر مین یہی کرنا ہوگا یہی کنوان تیرا مقام ہر اسی کے گرنے مین تیرا نام ہی امیر نے یہ آواز سنکر لاحول پڑھا فرمایا خواجہ سنتے ہو مکاری سے کیا دام مکر پھیلایا لیکن ہزارون بندگان خدا

یہ صدا سنکر کنوئین مین گر پڑے بعض نے ہتھیار کھول کر کنوئین مین پھینکے آپ ایک جانب بھاگے یہ نفع
حاصل ہوا کسی نے کسی کی کمر مین پنجہ ڈالکر کھینچا اُسے کنوئین مین لا کر ڈالا کنوئین مین ڈوبے ہزارون ساحر
اور ہزارون غیر ساحر کنوئین مین ڈوب کر تمام ہوے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے نعرہ کیا کہ
کیون یارو حرام موت جان دیتے ہو اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو کہان دوڑے جاتے ہو اپنے کو
روکو وہان تک نہ جاؤ یہ جو صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکے نعرہ کیا یا تو غول کے غول جاتے تھے
یا رکے ابر سیاہ جو آسمان پر چھایا تھا اُس سے آواز آئی کہ ای بندگان خدا ہی کیون جاتے جاتے رکے
سپہ سالار قدرت کے کہنے پر نہ بھٹکو اپنے کو کنوئین مین گراو یہ جو آواز آئی پردون مین غریو ہوا ہزارہا
نے گھوڑے صف سے نکالے اور آواز دی کہ یا خداوند تیرے حکم کے پابند ہین جو تو نے حکم دیا ہم
یہی چاہتے تھے تیرے حکم کو مانتے تھے اب چاہ دوزخ مین جاتے ہین رحم تیرا شریک رہے یہ کہکے
گھوڑے چمکائے اور کنوئین مین جا پڑے پیدل پلٹنون سے نکلے طرف آسمان کے منہ کیا آواز دی
کہ یا خداوند ہم تیرے حکم کے پابند ہین آپ خداوند ہین اگر یہی حکم ہے تو حاضر ہین یہ کہا اور کنوئین مین
جا پڑے ہزارون لاکھون اہل اسلام ساحران نامدار ہمراہیان بوقلمون کے کہ دم بہا تکا حاکم تھا
اسکا نام لیا اور کنوئین مین جا پڑے بوقلمون کا نام لیکر ہزارہا جادوگر روتے ہین کبھی خوش سندہ
ہوتے ہین ان سب مین کوئی سمجھنے والا نہین کہ ہفت پیکر کی ماہیت کو سمجھے کہ ہر روز ساکون
پہاڑون پر ظہور کرتا ہے یکتائی پر مرتا ہے ہر طرف ہنگامہ بلند ہے خورد و کلان دردمند ہین غلطا ہوکر
قدرت کے حکم مین فتور نہ پڑے جو فرماتے ہین وہی کرو قدرت نہ رنجیدہ ہون جو حکم قدرت کا ہو
وہ بجا لائین ایک غریو ہے تمام صحرا جماؤ سے معمور ہے ہر ایک جیسے قصور مقبلا سے وام نغور ہر ایک کا یہی
قول ہے کہ قدرت کو اختیار ہے یہ کہا اور کنوئین مین گر پڑے لیکن کنوان معمور نہین ہوتا ہر ایک کو یہی
خیال ہے کہ قدرت کے پاس پہنچین قدرت کیسے خوش بیٹھے ہین ہمین بلا رہے ہین افسوس کی بات ہے کہ حکم
خداوند سے گردن تابی کرین صاحبقران نے جو دیکھا کہ جب صدا ابر سے آتی ہے یہ تاثیر دکھاتی ہے کہ
ہزارون لاکھون بندگان خدا کنوئین مین گر پڑتے ہین جب صاحبقران آگے بڑھ کے اسم اعظم
پڑھتے ہین تب ذرا رک گئے ہین پھر ابر سے آواز آئی پھر وہی جوش و خروش ہوا گھوڑے چمکا کے دوڑے کہ
کنوئین مین جا کر اپنے کو گرائین صاحبقران نے بڑھ کر نعرہ صاحبقرانی کیا آواز دی کہ او بیحیا بندگان خدا کو

کیون کنوئین مین گرنے کو کہتا ہی یہ کہکے صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھا کہ کنوئین سے ایک ساحر سیہ فام بد انجام یہ باتین کہتا ہوا نکلا آواز دی کہ او حمزہ مجھسے مقابلہ کر یہ کہکے اُسنے گینڈا اِدھر کیا اِدھر سے صاحبقران اُدھر سے وہ ساحر اور اُسنے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم جہانگیر او حمزہ میرے مقابلے مین تو آو چلو تمکو قدرت نے بلایا ہی یا صاحبقران مقام افسوس ہی قدرت نے کیسا کیسا سرفراز کیا آپ نے شکر یہ خداوند تبارک و تعالیٰ ادا نہ کیا آپ چلیے آپ کو یاد کیا ہی یہ کہکے وہ ساحر بڑھا صاحبقران نے گھوڑے کو مہمیز کیا طرف حریف کے چلے حریف نے آواز دی کہ او حمزہ اب تو میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا صاحبقران بڑھے تھے کہ ساحر پر جا پڑون درۂ کوہ سے آواز آئی کہ صاحبقران زمان مشتاقان حال کا بھی کچھ خیال ہی ذرا ادھر متوجہ ہوجیے صاحبقران جو پلٹے دیکھا کہ ایک مہ جبین پریزادہ مزاج حسینون کے سر کا تاج بوٹا سا قد خرامان خرامان سامنے صاحبقران کے آئی مگر بیکاری ہوئی دونون ہونٹھ ہلتے ہوے جس سے یہ ثابت ہوتا ہی نظم

کیا رم نہ کروگے اگر ابرام نہ ہوگا — الزام سے حاصل بجز الزام نہ ہوگا

کاش آپ وہ آئین وہ سنون نازکی باتین — قاصد سے ادا پاسخ پیغام نہ ہوگا

ہان جوش تپش چھیڑ چلی جائے کہ پر تو — جھڑ جائینگے فرسودہ اگر دام نہ ہوگا

ناکامی امید پہ صبر آئے تو کیا آئے — ہر بات مین کہتے ہو کہ یہ کام نہ ہوگا

مشغوش دل خلق ہی پرہیز کی خوبی — کتنا ہی کرے ظلم وہ بدنام نہ ہوگا

بیٹھا رہون کیا منتظر دور مین ساقی — اتنون مین کوئی میکدہ آشام نہ ہوگا

اس جوش تپش پر ہوئی مشکل سے رسائی — صد شکر گذر غیر کا تا بام نہ ہوگا

کیا کیجیے دل شد دشمن فطرت پہ جو آجائے — یہ تو مین سمجھتا تھا کہ وہ رام نہ ہوگا

گلرنگ ہوا گریۂ خون سے مرا دامن — کیا اب بھی خجل چرخ سیہ فام نہ ہوگا

خود ہوگئی ہجران مین تڑپنے کی شب وصل — گو چین ہوا نکے مجھے آرام نہ ہوگا

ہین پاک نظر ہم تو ولے ذوق فراغت — بے چاشنی بوسۂ دشنام نہ ہوگا

کم ظرفی اغیار پہ ساقی کو نظر ہی — افسوس مئے آلودہ لب جام نہ ہوگا

[illegible] شوق فریب قلق [illegible] مین آیا — اب تجھسے تو صبر اے دل ناکام نہ ہوگا

کیا فتنۂ محشر کو قد یار سے نسبت
ہے خاص کشی ولولہ عام نہ ہوگا

اغیار سے بے فائدہ ہے گرمی صحبت
کاہے کو جلیگا جو کوئی خام نہ ہوگا

ہر مہر تجھے دیکھ کے شرمندہ و مشتاق
اتنا کہ ظہور سحر و شام نہ ہوگا

بلبل کے سے نالے کہ صبا کی سی کرون سعی
میرا نہ ہوا ہے وہ گل اندام نہ ہوگا

دہ مشق رہی اور نہ وہ شوق ہے مومن
کیا شعر کہیں گے اگر الہام نہ ہوگا

صاحبقران اس صدا کو سنکر نہایت حیران ہوے اس نازنین کے تبانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تغنکار علم موسیقی ہے راز و نیاز با توں ہی میں اعجاز مجسم ناز و نیاز صاحبقران قریب پہونچے نازنین نے مسکرا کر کہا کہ کیوں صاحب پہلے تمھیں اسقدر آگاہ کیا تمھارے ذہن میں نہیں آیا یہ مقام سرحد عملداری خداوند صفت پیکر ہے آج تک یہاں سے کوئی صحیح و سالم نہیں گذرا جو بدعت آپ کی طرف سے ہوئی یہ بدعت کبھی یہاں نہیں ہوئی تھی تصویر خداوند شکست ہوئی اشکال صورت کش ایسا ساحر مارا جائے اب قدرت کو آپ سے زیادہ ملال ہے اگر آپ اپنی زندگی چاہتے ہیں تو فوراً سجدہ کیجیے ورنہ باعث خرابی کا ہوگا صاحبقران نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتی ہے اُسنے مسکرا کر منھ پھیرا کر دوسری طرف سے آواز آئی کہ یا صاحبقران زمان ذرا ادھر توجہ فرمائیے اب جو صاحبقران نے سر اُٹھا کے اوپر دیکھا ایک معشوقہ پریزاد مسکراتی ہوئی آتی ہے اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہیں نظم

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
تھی تمنا مگر اُٹھا نہ سکا
تجلی دیکھو تو میری تربت پہ
مجھکو پہلو میں وہ بٹھا نہ سکا
حسن تیرا وہ ماہ تابان تھا
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا
جانتا تھا پڑے رہیں گے وہیں
ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا
کس طرح عہد صلح نہ کرتا

وہ قسم ہوں جو یار کھا نہ سکا
مر کے ٹھنڈا ہوا کہیں نہ ہو جائے
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا
تھا جو اشک عزیز خاطر میں
ابر گیسو جسے چھپا نہ سکا
نہ ملا کوئی وقت تنہائی
اس لیے یار گھر بتا نہ سکا
دیکھکر بد دماغیاں اُنکی
غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

اسقدر ضعف تھا کہ تیرا ناز
اس لیے وہ مجھے جلا نہ سکا
اُٹھ نہ جائے رقیب محفل سے
دیدۂ تر مجھے بہا نہ سکا
دار فانی مقام لغزش ہے
حال دل یار کو سنا نہ سکا
نہ مٹا لٹ کے وہ بہت چاہا
نامہ بر خط مرا پڑھا نہ سکا
اگر وہ سنا دیکھا تھے لئے

مہرے آگے فروغ پا نہ سکا ۔ کینہ شوق رقیب تھا ای دوست ۔ کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا
کیا ندامت ہوئی ہی قاتل سے ۔ نازِ خنجر گلو اٹھا نہ سکا ۔ خون تھا عشق اٹھین نہ جانے
ہین شگافِ جگر وکھا نہ سکا ۔ ناتوان تھا نسیم اس درجہ ۔ کہ وہ زنجیر یا ہلا نہ سکا

دونون نازنینان مہر جبین پہونچین دونون ہاتھ امیر کے تھامے ہوئے ناز و کرشمہ کرتی ہوئین طرف کنوئین کے لیے چلین عمرو ہرچند فیل مچاتا ہی پکار پکار کر اشعار بد عا پڑھتا ہی صاحبقران نہین پلٹتے ساتھ ساتھ چلے جاتے ہین جب لب چاہ پہونچے تو دونون نے مسکرا کر کہا کہ یا صاحبقران دیکھیے اس کنوئین مین پانی بہت ہی دیکھیے ستارہ چمکتا ہوا معلوم ہوتا ہی دونون نے یہی کہا امیر نے سر جھکا کے کہا کہ ارے پانی کہان ہی یہ کہکے جھکے دونون طرف سے دونون نے صاحبقران کو ڈھکیل دیا صاحبقران پانی مین جا کر گرے کنوئین سے شعلہائے آتش نکلنے لگے وہ جو ابر آسمان پر چھایا تھا اس سے ایک صدائے مہیب آئی کہ ای فرزندان حمزہ وای سرداران سپہ سالار قدرت اپنے کو پاس صاحبقران کے پہونچاؤ جسکے کان مین یہ آواز پہونچی گھوڑے کو جھکایا اور کنوئین مین اپنے کو گرا دیا گرنے کے بعد جو گذرگی وہ حال تحریر ہوگا لندھور و مالک بہرام کنوئین مین گر رہے ہین داراب و خورشید و تورج و ایرج نوجوان یہ چارون شیر جھومتے ہوئے طرف کنوئین کے چلے مرکب با درفتار جوان شیر دل ہوشیار نیزے ہلاتے ہوئے مرکب جھکاتے ہوئے جاتے ہین خواجہ عمرو نے جوان چارون شیرون کو اس حال مین دیکھا پکارا اکہ ای بیٹا ایرج کہان جاتے ہو ایرج نے جواب بھی نہ دیا تورج کو پکارا تورج نے پلٹ کر کہا کہ مین اسوقت ایک کار ضروری کو جاتا ہون اور وقت فرمائیے گا پھر داراب کو پکارا کہ ارے مجھے نہین پہچانتا ذرا ٹھہر جا مین کچھ کہونگا لاکھ عمرو چیخا بیٹا داراب نے گھوڑا نہ روکا خورشید کو پکارا کہ بیٹا ہاشم تیغ زن سے تمھاری فریاد کرونگا نہین رکتے ہین کچھ کہنا تھا نہ سنوگے تو پریشان ہوگے ہر چند عمرو نے تصریح کی احسانات گذشتہ جتائے ان چارون نے جواب بھی نہ دیا ایرج کو پکارتے پکارتے یہ بھی کہا کہ ارے منھ پر قطب دوران داراب سے پکار کر کہا کہ منھ پر زلال روشن ضمیر ہر چند پتے دیے نشان دیے کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور گھوڑون کو مہمیز کرتے ہوئے چلے گھوڑے طرارے بھرتے ہوئے قریب چاہ پہونچے آپس مین تکرار ہونے لگی وہ کہتے ہین کہ پہلے مین جاؤن ایرج کہتے ہین

کہ پہلے مین جاؤنگا آخر تلوارین کھینچین آپس مین تلوار چلنے لگی ایرج نے خورشید کو زخمی کیا داراب
نے تورج کو زخمی کرکے گھوڑون کو اُٹھایا اور گھوڑون کو کنوئین مین ڈالدیا خورشید و تورج نے
جو دیکھا کہ داراب و ایرج گھوڑون کو مہمیز کرکے کنوئین مین کود سے دونون تلوارین کھینچکر پیچھے دوڑے
جب ان دونون کو نہ پایا خود بھی کنوئین مین پھاند پڑے معلوم ہوتا ہے یہی چاہتے تھے لندھور
نے گرز اُٹھایا مالک نے نیزہ چمکایا آپس مین لاف و گزاف کرتے ہوئے پہلے لندھور جاکر مع
فیل میمونہ گرار شیون پر پڑا وہ فرہاد و قبان دونون فرزند ہاے قبلہ و کعبہ کہکر کنوئین مین جا پڑے
انکے بعد سرداران لندھور یعنے عادل و فاضل پہلوان اورنگ و گورنگ پہلوان جو آیا وہ
کنوئین مین جا پڑا بہرام و قاسم و بدیع الزمان و نور الدہر تا بہ بندہ گیا جو سردار قریب کنوئین
کے پہونچا وہ کنوئین مین گر پڑا عمرو و دیوانہ وار وحشی مثال ایک ایک کا نام لیکر چیختا ہے کہ ارے
کمبختو کہان جاتے ہو کہ رستم بیلتن علمشاہ نوجوان اسقرما لا کبود کو چمکاتے ہوئے طرف کنوئین
کے چلے آلاگر دوما لاگر دو گیتی ارزال دگیتی زلزال دونون باپ بیٹے گھوڑون کو اڑاتے ہوئے
شہنگ بچہ دریائی و سا قط شاہ دربندی جملہ سرداران رستم آمادہ مرگ ہیاسے تھا گھوڑون
کو مہمیز کرتے ہوئے آقا کی محبت کا دم بھرتے ہوئے یا تو لڑ رہے تھے علمشاہ نے اُدھر گھوڑا پھیرا
سب انکے ساتھ ہوے گھوڑے طرارے بھرتے ہوئے جاتے ہین سمک ایسا عیار چست و چالاک
بیباک رکاب سے لپٹا ہوا ہے مقام پر یہی قول ہے کہ غلام آپ کے ساتھ ہے جہان حضور جائین غلام کو
ضرور لیجائین رستم کہتے ہین کہ ای برادر ہمارا تمھارا مرنے پر بھی ساتھ نہ چھوٹیگا مسروق دیوانہ چوبہ
کاندھے پر رکھے ہوے کہتا ہے کہ ای آقاے تیغ غلام کو اپنے ساتھ لیجیے یہ فرمائیے کہ نزرک آج کل
کہان ہے نزرک کو جاکے لاؤن آقا اصل تو یہ ہے کہ تم نزرک سے زیادہ خوبصورت ہو جب تو
نزرک تمپر جان دیتی ہے علمشاہ ہنستے ہوے واہنے پر مسروق دیوانہ بائین پر شہنگ
بچہ دریائی دیوانے پن کی حرکات کرتے ہوسے کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس
ہم تو غلامان قدیم ہین سرکار کے ساتھ ہین گے سمک قدمون سے لپٹا ہوا عمرو نے رستم کو جو
اس حال مصیبت مآل مین دیکھا آواز دی کہ ارے ظالم کہان جاتا ہے ای رستم تم اس طلسم کے فاتح ہو ان
منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہو ہر چند عمرو چیختا چلاتا رہا رستم نے جواب بھی نہ دیا مع اپنے سرداروں کے

قریب اُس کنوئین کے پہونچے جو فلک سے چاہا وہ ہوا جھانک کر سماک نے عرض کی کہ یہ مقام گلشن ہی آپ کے سب بھائی پھر رہے ہین گویا یہ مقام صحن چمن ہی عمرو ڈرا کہ جا کے رستم کو پکڑلون اور کنوئین مین گرنے دون سماک نے جو دیکھا کہ عمرو دوڑا ہوا آتا ہی کہا کہ ای آقاے نامدار عمرو دوڑا ہوا آتا ہی اگر وہ قدمون سے لپٹ جائیگا تو کچھ نہ بن پڑیگا رستم نے گھوڑا اُٹھایا جھم سے کنوئین مین پھاند پڑے ساتھ کے سردار بھی جھم جھم کودے سماک بھی پھاند پڑا تھوڑے ہی عرصے مین علمشاہ مع چار سی سردار فوج دریا موج کنوئین مین گر کر غائب ہوے عمرو وہان سے ہٹ کر کنارے آیا ابر آسمان پر چھایا ہوا ہی برقین لوٹتی پھرتی ہین کبھی آواز آتی ہی کہ ای بندگان من جلد ہمارے پاس آؤ صحراے ویران مین تمھارا رہنا نہایت ناگوار ہی جون جون یہ آوازین کان مین آتی ہین لوگ ہر طرف سے دوڑے ہوے چلے جاتے ہین بڑی خوشیان کرتے ہوے جاتے ہین ایک سے ایک یہی کہتا ہی کہ یارو چلو قدرت بلاتے ہین چلکے تماشاے قدرت دیکھین یہان جنگل مین کیا رکھا ہی اور ذرا دیکھو کنارے کنوئین کے فرشتے ٹہل رہے ہین ہمکو بہ محبت بلاتے ہین ہم خدمت خداوند مین جاتے ہین چہار طرف سے سرداران مہا جعفران بڑے جوش و خروش سے چلے آتے ہین قریب آکے اور کنوئین مین پھاند پڑے جب عمرو نے خیال کرکے دیکھا کہ کئی سو سرداران نامی و پہلوانان گرامی کنوئین مین گر گئے عیار غول کے غول ہاتھ سے ہاتھ پکڑے ہوے کہتے ہوے کہ چلو خداوند نے بلایا ہی ہر چند خواجہ عمرو چیخے چلائے کسی نے جواب بھی نہ دیا گئے اور کنوئین مین گرے اب جو جا بجا باقی ہین جوش مین دوڑے ہوے چلے جاتے ہین قریب کنوئین کے پہونچے اور گرے عمرو نے دیکھا کہ پسینہ چلا آتا ہی قلب گھبراتا ہی دل مین یہی آتا ہی کہ اپنے کو اُس کنوئین مین گرا دین عمرو وہان سے بھاگا آواز آئی کہ او ساربان زادے کہان جاتا ہی سیر زندانکھانہ قدرت نہ کریگا سیر کا نام سنکر اور ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب گھبرایا عمرو بھاگ کر اس جنگل سے الگ کھڑا ہوا سردارون کو دیکھا کہ جوش مین آتے ہین اور کنوئین مین گرتے ہین عمرو اس حال کو دیکھ کر بہت رویا طرف آسمان کے سر اُٹھایا پکار اُٹھا کہ ای خالق لیل و نہاران سرداران صف شکن جوانان تیغ زن نے کیا جادو پیدا کیے تھے ایک دم بھر مین یون مٹ گئے برسون مین لڑ بھڑ کے قلعہ جات پر یہ فوجین ہمکن کی تھین ای معبود گلزار ابراہیم پر خزان نہ آنے پائے اِس باغ مین ہمیشہ بہار رہے یہان کوئی درخت اس باغ کا نام خزان دیکھے گلچین و باغبان کا یہان گذر نہ ہو

گل و غنچے پژمردہ نہ ہوسے نے پائین عندلیبان خوشنوا آمد بہار کی خبر سنا ئین نظم

با دشہ فرمان روا سے خشک و تر بندہ نواز　　مالک ملک و خدا سے بحر و بر بندہ نواز
سایہ گستر ہست مثل ابر تر بندہ نواز　　بر سر لب تشنہ می بارد و گہر بندہ نواز
بے نوایان را نوا بدیاب را تاب و توان　　تنگدستان را ببخشد گنج و زر بندہ نواز
رحم فرماید خدا روزی دہد بخشد گناہ　　می کند بندہ نوازی سر بسر بندہ نواز
بر سر گردون بیاب پرواز مرغ دل رسد　　گر عطا فرمایدش از غیب پر بندہ نواز
کی فرستد سائل درگاہ والا جاہ را　　ز آستان خویش بے باب و گہر بندہ نواز
رہبرے حق میکند اہل بدی را سوے خویش　　ہر بشر را باز میدارد ز شر بندہ نواز
سرفرازی حاصلت گرد و میان بندگان　　بندہ یا الطاف فرماید اگر بندہ نواز

اس خضوع و خشوع مین عمرو نے زور و کے دعا کی کہ آنکھ بند ہونے لگی غفلت جو عمرو کو ہوئی دیکھا کہ ایک بزرگ سامنے کھڑے ہین فرماتے ہین کہ اے عمرو نہ گھبرا ئو راستہ طلسم کا یہی تھا اگر اس مقام پر نہ آتے اور گرفتار نہ ہوتے تو رسائی تا بہ طلسم ہفت پیکر ناممکن تھی اٹھنے کے ساتھ ہی بائین پر جو صحرا ہے اس طرف جاؤ جو کچھ دیکھنا ہو جب اسکے کاربند ہونا یہ خواب دیکھ کر عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا جنگل مین سناٹا ہے ایک نخل کے نیچے مین بیٹھا ہون کسی انسان و حیوان کا پتہ نہین اب عمرو اٹھکر جس جنگل کا پتہ دیا تھا اسی صحرا کی جانب وتا ہوا چلا گا کہ دیکھون اے عمرو کیا انجام ہوتا ہے دیکھین آقا تک کیونکر پہونچنا ہوتا ہے کیون اے عمرو دم بھر مین آفت برپا ہوگئین کل سردار ایک آن مین سکتے عمرو تو اس کیفیت مین جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہے دیوانہ وار وحشی مثال کبھی کسی نخل پر چڑھ گئے چار جانب دیکھا پھر اتر آئے اور ایک جانب چلے اسی طرح خواجہ عمرو کو کئی دن پھرتے ہوے اس جنگل مین گذر گئے رات کو کسی مقام پر پڑ رہے صبح کو اٹھے پھر اسی صحرا مین دوڑنے لگے تلاش ہے کہ اے عمرو کیونکر آقا کے پاس پہونچون خواجہ عمرو تو اس خیال مین ایک نخل کے نیچے بیٹھے رو رہے ہین صبح کا وقت ہے لیلاے شب داخل قصر مغرب ہوئی مجنون روز اپنا رنگ جما رہا ہے کہ خواجہ عمرو نے دیکھا ایک آندھی سیاہ اٹھی ہزار ہا زاغ کائون کائون کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے عرصہ دراز تک جب زاغ گذر گئے عمرو نے اپنے کو پتون مین چھپایا ہے ناگاہ شور دیکھہ رہے ہین کہ ابر سیاہ شق ہوا

دیکھا خواجہ عمرو نے کہ زاغون کے بیچ سے ایک طوطی زرین بال پیدا ہوا ایک شاخ نخل پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا جب زمزمہ سرائی کر چکا وہ ابر بھی اُڑ کا طوطی شاخ نخل سے اُڑا قریب ابر کے پہونچا ابر مین ایک ٹکر لگائی ابر شق ہوا ابر نے چیخ مارا چیخ مار کر شق ہوا دیکھا ایک تخت ہے اُسپر ایک نازنین چہاردہ سالہ زلفین آراستہ کاکلین لہرا رہی ہین عارض انور رشک آفتاب و مہتاب دہن غنچۂ گلاب دونون ہونٹھون مین مسیحائی طائرون کی زمزمہ سرائی حقیقت مین طائر ذنکا دمبدم زمزمہ سرائی کرنا کبھی قہقہہ زن ہونا ایک عجب لطف معلوم ہوتا تھا اور یہ اشعار محبت آثار اُنکی زبان پر جاری تھے نظم

زاغون سے باغ باغ ہر بستان سرائے دل
کیا بنجر ان بہار رہی گلچین فضائے دل

مر جائے بھول کر نہ کسی سے لگائے دل
یارب کسی بشر کا کسی پہ نہ آئے دل

قسمت سے نقش پائے صنم کو جو پائے دل
سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جائے دل

لوٹا جو کوئے یار سے ہونگا فدائے دل
لونگا قدم مین آنکھون سے جو ہونگا پائے دل

سنبھلے گا آپ مجھسے اگر ما جرائے دل
جائے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھائے دل

بر مین وہ گل جو آئے تو گل ہو قبائے دل
گل کی طرح خوشی سے نہ پھولا سمائے دل

بوسہ وہان یار کا لے منہ کی کھائے دل
اور فرط شوق سے نہ کہین منہ کو آئے دل

دیکھے نظر دل آئے ہے عین خطائے دل
پامال عشق مین ہو یہی ہے سزائے دل

ناصح خدا معاف کسی پر نہ آئے دل
جی چھوٹ جائے ہاتھ سے جسدم جائے دل

وسعت یہ ہے نہ کون و مکان تک سمائے دل
حسرت ہے تنگ بلیہ ترا تنگنائے دل

درمان ہی درد ہے غم جانان دوائے دل
عاشق کو عشق کا ہی مرض ہے شفائے دل

دل مین ندائے غم ہے تو غم مین صدائے دل
دل غم پکارتا ہے تو غم ہائے ہائے دل

دلدار کام کرلی ہے آہ رسائے دل
ناوان نہ دل شکستون کی لے بددعائے دل

آنکھین بھی روکے پھوٹ گئین دیکھو لا علاج
شامل رہا نہ درد مین کوئی سوائے دل

اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ کیون طائران طلسمی یہ تمنے کیا حرکت کی کیون اس صحرا مین ٹھہرے قدرت نے منع کیا تھا کہ وہان نہ ٹھہرنا اور تم ٹھہر گئے ابر سے آواز آئی کہ اری ناوان مشیت قدرت

قدرت

خالی از حکمت نہین ہو جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین فلک پہ ماہتاب اور اختر درخشان رات
کا یہ سامان دن کو مہر تابان کیا روشنی دکھاتا ہو ہر رنگ مین جلوہ قدرت نظر آتا ہو باغون مین کیا رنگ
دکھائے بلبلون کو عاشق گل کیا قمری نے محبت سرو پہ توکل کیا شاخون کے دم خم پہ شمشیر وہ دم
پتے خنجر بران شبنم سویرے آکر کس تکلف سے گلون کا منھ دھلاتی ہو نسیم باغ کیا رعنائی و زیبائی
دکھاتی ہو بہ تکلف باغ مین چلنا کسی مقام پر مچلنا ہر مقام پر خیال رہتا ہو کہ وہ زرگرد چلون کہ روئے
گل پر گرد پڑے ایسا نہو کہ صبا کسی شجر سے لڑے اسے سمجھ تو کیا مراد ہو ہمکو بخوبی یاد ہو کہ اس صحرائے
ویران کف دست میدان مین عمرو عیار نے اپنا مقام کیا ہو ہم تلاش مین عمرو کی نکلے ہین آج
تین دن گذرے یہی فکر کرتے ہوئے لیکن مدعائے قلبی حاصل نہین ہوتا کیونکر ہو اطمینان یقین
بخوبی یاد ہوگا کہ قدرت نے کیا ارشاد فرمایا تھا کہ اسی ہفتے مین ان سب کا خاتمہ کرین گے لیکن
یہ بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو تلاش کرکے لاؤ اگر عمرو نہ ملیگا تو مقدمہ ملتوی رہیگا
کیون ہوا کہین پتہ لگا پھر ابر سے آواز آئی کہ خواجہ عمرو کا پتہ ملنا دشوار ہو عمرو نے گلیم اگر اوڑھ لی
کہ کوئی جنکو دیکھ نہ سکے تو بڑی خرابی ہو خواجہ عمرو گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین کہ وہ ابر ٹھہرا ہوا ہو
جیسے کوئی کسی فکر مین ہوتا ہو سوچ رہے ہین کہ اے خواجہ کیا تدبیر کرون کیا مقام سخت ہو تقدیر
اس مقام پہ لائی دیکھیے ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکر رہائی ہو دل کو پیچ و تاب ہو لیکن تھوڑی
دیر تک وہ ابر ٹھہرا رہا غرضکہ جو ابر سے نکلے تھے چہار طرف جنگل مین دوڑے پھرے بعد تھوڑی
دیر کے پلٹ کے آگئے آواز دی کہ اے ابر رحمت دامن ناز مین ہم نے سب طرف ڈھونڈھا کہین پتہ عمرو کا
نہ لگا ابر سے آواز آئی ہم اسی مقام پر اتر پڑینگے بے عمرو کو گرفتار کیے نہ جائین گے یہ کہکر آواز دی کہ
اے حاضرین وقت بارگاہ اتارو اسباب عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت وہ ابر زمین پر آیا تھوڑے
عرصے کے بعد دیکھا سب نے کہ بارگاہ استادہ ہوئی شراب و کباب و گزک وغیرہ یہ سب چیزین موجود
ہین وہ نازنین مسند پہ بیٹھی ہوئی ہو خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزین باہر کھڑی ہین ابر آسمان
پر چھایا ہوا ہو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو گھٹا سے خود روئے جنگل نمونۂ گلشن ہر سمت آہوان صحرائی کر رہے
پھرتے ہین کچھ طائران دشت مصروف زمزمہ سرائی محفل کی رعنائی زیبائی اس نازنین
نے آواز دی کہ ارے گائن کو بلاؤ کنیزین دوڑین خواجہ عمرو نے دیکھا سامنے جنگل مین ایک

قریب ہی ایک نازنین نے نکل کر پتہ بتایا وہ سامنے نیم کے پیڑ کے آگے مکان خوش گلو کا ہی کہنا کہ ملکہ
آفتاب جمال نے طلب کیا ہی عمرو یہ سب باتین سُنا کیا دیکھا ایک کنیز طرف قریب کے چلی خواجہ عمرو
بھی جلدی سے قریب قریب کے پہونچے پکار کر کہا کہ اری بوا جانے والی ذرا ٹھہر جا مجھے بھی اپنے ساتھ
لیے چلو سرکار کو جلدی ہی کنیز نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک خدمتگار دوڑا ہوا آتا ہی کنیز ٹھہر گئی خدمتگار
نے قریب آکر کہا کہ کیونکر ممکن ہی خوش گلو کو جلدی بلائین سرکار خفا ہوتی ہین تمھارے آنیکے بعد حکم دیا
کہ بلا جا کر خوش گلو کو لاؤ کنیز نے کہا کہ مین بھی جاؤن تم بھی چلو بلا لائین گے خواجہ عمرو نے بہت
بیتاب ہین جی مین یہی ہی کہ اسکو جھٹ پٹ بیہوش کر دون اسکو لینے جاؤن یہ کہکے کہا کہ دیکھو بوا
اور خدمتگار آتا ہی جیسے ہی وہ ادھر پلٹی خواجہ عمرو نے حباب مارا حباب مار کے بیہوش کیا کنیز کو تو
کنارے ڈالدیا آپ اسی کی شکل بنکر چلے دروازے پر آکر سُنا اندر مجرا ہو رہا ہی پکارا بی خوش گلو
صاحبہ اندر سے آواز آئی کون ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکۂ عالم نے بھیجا ہی یہان بھی انقلاب رہیگا
جلد چلیے دیر نہ کیجیے اندر سے آواز آئی کہ کیا کھڑے پردہ ہی یہان آؤ خواجہ عمرو اندر مکان کے
داخل ہوئے دیکھا کہ ایک حور مثال بیٹھی ہی سازندے گرد خواجہ عمرو نے آتے ہی سلام کیا کہا
بی بی جلدی چلو ملکۂ عالم یاد فرما رہی ہین لیکن ذرا تخلیے مین چلو عمرو عیار کی تلاش منظور ہی
مین چند باتین سمجھا دون وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اُسکو تنہا
لیکر گوشے مین آئے جاتے ہی خواجہ نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آج ملکہ بہت
غصے مین ہین چند باتین آپکو سمجھا دون اُسپر عمل فرمائیے گا یہ سُنکر وہ گائن گوشے مین
آئی خواجہ عمرو نے کہا کہ چند باتین کان مین عرض کرونگی یہ کہکر مُنہ سے مُنہ ملایا حباب بیہوشی
مار دیا خوش گلو کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اُسی کی صورت بنکر باہر آیا صندوقچہ زیور کا منگوایا
آگے رکھا چاہا کہ کھولون باہر سے آواز آئی حضور گاڑی تیار ہی خوش گلو نقلی نے جلدی سے
زیور پہنا اور زیور پہنکر اُٹھی آگے بڑھی سازندون کو اپنے ہمراہ لیا بہلی پر سوار ہوئی وہان آکر
پہونچی وہ نازنین انتظار مین ہی کہ کنیزون نے بڑھ کر عرض کی خوش گلو آپہونچی کہا کہ
آنے دو خواجہ عمرو بصورت خوش گلو ناز و کرشمہ کرتے ہوئے قریب بارگاہ ملکہ
آفتاب جمال پہونچے اندر داخل ہوئے سامنے ملکہ کے آکر با ادب سلام کیا اُس نازنین نے ہنسکر کہا

کہ اے خوش نگار دیکھا تو نے کہ کیا انتظام ہے چاہیئے کہ یہ سب فکر عمرو مین مصروف ہون گرفتار کرلین قدرت کے پاس لے چلین اے خوش نگار بڑا تردد ہے کہ عمرو اسی جنگل مین موجود ہے مگر نظر سے غائب ہے اب کوئی ایسی تدبیر ہو کہ سارہان زادہ گرفتار ہو قدرت کی بڑی تاکید ہے خواجہ نے کہا کہ واری آج ہی نگوڑے کو گرفتار کرلین گے حضور ارشاد تو فرمائین ایسا نہ ہو کہ قدرت بگڑ جائین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو تجھ پائین عمرو سے تائید خداوندی مین مل سکتا خداوند کو اختیار ہے یہ کہکے ساتھ اُس نازنین کے بیٹھے سازندون سے اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے خواجہ عمرو نے گلوبازکر بصد ناز و ادا یہ غزل مومن دہلوی کی شروع کی نظم

بیچھڑ ہو کر نمک کو بیوفا کہنے کو ہین | کھل گئے زخمون کے منہ کسکو برا کہنے کو ہین

سب جفا جو اس ستمگر کے سوا کہنے کو ہین | جنکو جنت و مرگ کہتے ہین سنا کہنے کو ہین

نالہ ہی نکلے ہے گو ہم مدعا کہنے کو ہین | اب نہین کہنے مین اب کیا جانے کیا کہنے کو ہین

تیز ہی تیغ و دشنہ کیون لب پہ چھالے پڑ گئے | گرم خوئی کا مرے کیا ماجرا کہنے کو ہین

دوست کرتے ہین ملامت غیر کرتے ہین گلہ | کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہین

شرح آن التماس شوق ہے تغییر رنگ | جون زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہین

جل گیا دل تو بھی اُٹھتا ہے دھوان سر سے کہ اب | مرثیہ ہم اس چراغ کشتہ کا کہنے کو ہین

دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچا دیا | بخت تیرے عاشقون کے نارسا کہنے کو ہین

ایک دن تو تو زبان شعلہ دوزخ قرض دے | قصہ شبہا سے غم روز جزا کہنے کو ہین

شکوہ حرف تلخ کا یا شور بختی کا گلہ | ہم جو کچھ کہنے کو ہین سو برملا کہنے کو ہین

مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیرون کی بات | ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین

وہ نہین آتے نہ آوین مرگ ظالم تو تو آ | یاران لب شوق و تمنا مرحبا کہنے کو ہین

غیر سے سرگوشیان کر لیجے پھر ہم بھی کچھ | آرزوہاے دل رشک آشنا کہنے کو ہین

تیغ غمزہ کو لگا لے جلد سنگ آستان | حرف مطلب آرزومند جفا کہنے کو ہین

ہو گئے نام بتان سنتے ہی مومن بیقرار | ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت پارسا کہنے کو ہین

اس رنگ مین یہ غزل خواجہ عمرو نے سنائی اُس نازنین نے گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرکے جھک لیا

کہ خوش گلو کیا کہنا آج تو تمنے عجب رنگ مین یہ غزل گائی حقیقت مین اسم بامسمے ہو خواجہ عمرو باتون مین اُس نازنین کو لگا رہے ہین قصہ ہی کہ ساقی کا ذکر کرون کہ ہولے سر دچلی اُس نازنین نے آنکھین بند کین چشم زدن مین آنکھین کھول کے آواز دی کہ ارے مکار وغدار کو لینا برابر خواجہ عمرو کے ایک کنیز بیٹھی تھی خواجہ نے اُٹھتے اُٹھتے اُسکو خنجر مارا اُس نازنین نے آواز دی کہ ارے اس مکار کو ہم کہتے تھے اسکا ملنا دشوار ہی یہ ظالم ہمارے سامنے موجود ہی چہار طرف سے جادوگرنیان دوڑین لیکن خواجہ نے جو اُس کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا ہوا خواجہ عمرو اُس اندھیرے مین جست کر کے بھاگے وہ حسین پکارتی ہی کہ اسے لینا عمرو جانے نہ پائے خواجہ جب لپٹ کے دیکھتے ہین کنیزین آہستہ آہستہ میرا پیچھا کرتی ہین اور مین بھاگا ہوا چلا آتا ہون جب دیکھا کہ میرے قریب کوئی نہین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے ٹھہرے ہی تھے کہ دیکھا پھول شگفتہ ہونے لگے ایک پھول شگفتہ ہوکر شعلۂ جوالہ بنا خواجہ پر گرا ہرچند خواجہ عمرو نے اپنے کو بچایا مگر معلوم ہوا کہ شعلۂ آتش نے چہار طرف سے گھیر لیا کشان کشان خواجہ عمرو کو پکڑا وہ شعلے لپٹ گئے دم بھر مین اُسی نخل سے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اُترا عمرو کی مشکین باندھین ایک سونٹا ہاتھ مین لیے ہوے کہا کیون خواجہ تمنے یہانکے عجائب غرائب دیکھے خواجہ عمرو نے کہا کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہی زنگی نے دل پر ہاتھ رکھ کے آواز دی کہ او مکار کوئی فقرہ تیرا مکر سے خالی نہین دل سے تو نہین کہتا اور دل سے تو تعریف خداوند ہفت پیکر نہین کرتا خیر خواجہ تمھین اختیار ہی یہ کہکے وہ زنگی کھینچتا ہوا خواجہ کو سامنے اُس نازنین کے لایا اُس نازنین نے کہا کہ کیون خواجہ عمرو بھاگ کے نکل نہ گئے خواجہ نے کہا کہ انصاف تو یہ ہی کہ جو خداوند ہفت پیکر کا دشمن ہوگا زمین و آسمان اُسکا دشمن ہی کہین اُسکا ٹھکانا نہین اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ارے آبریشم مردار خوار کو بلاؤ پہلو سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہی سب نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ و جمیلہ بناؤ کیے ہوے خرامان خرامان چلی آتی ہی آکے اُس نازنین کو سلام کیا پکار کر اُس نازنین صاحب مسند نے کہا کہ اے آبریشم مردار خوار خواجہ عمرو آج گرفتار ہوے ہین تین دن تم خواجہ کو اپنے گھر مین رکھو اُسنے عرض کی کہ واری مین خدمت خداوند ہفت پیکر مین کبھی

لیجا سکتی ہون اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اسکو لیجا کر قید کر لیکن اے آبریشم ہوشیار رہنا یہ وہ ظالم ہے
کہ اسنے دامہ و شمشمش کو مارا جب تلاش شمشمش مین دریاے قلزم مین تلخص ہو گیا ہے تو شمشمش
نے کیا کیا انتظام کیے تھے کہ بیچ مین آپ رہتا تھا گرد فوج ماہیان ایک مکان مقرر کیا تھا کہ آگین
جاکر کھانا کھاتا تھا یہ ساربان زادہ اُس مکان مین پہونچا اور کل کھانے مین بیہوشی ملا دی جب
کھانا سامنے شمشمش کے پہونچا تو اسنے کھانا پھینکدیا اور منہ سے ایک شعلہ چھوڑا کہ سارا مکان مع
ملازمون کے جلکر خاک ہوا یہ ساربان زادہ گوشے مین چھپا رہا مکان اور باورچیون کا جلنا دیکھا شمشمش
اسی طرح نہنگ بنکر دریا مین گیا اس ساربان زادے نے وہان بھی پیچھا کیا قریب ایک کوہ کے پہونچا
تھا کہ اس ساربان زادے نے حلقہاے کمند آصفا سے یا صفا سنگون مین اسکی ڈالدیے مگر
شمشمش پتھر کا وہ کمند مچھلی کی تھی اور زیادہ بھی ہوئی جاتی تھی اُس کمند کو لیکر باہر نکلا اور کہا
صاحبقران سے کہا کہ اسکو کھینچے صاحبقران کھینچ کر عاجز ہوے وہ باہر نہ نکلا آخر کئی لاکھ دیو
صاحبقران سے لیے اور کھینچتے معجزہ طلب کیا شمشمش باہر نکلا پھر سرداران لشکر اسکے اوپر
ضربین لگانے لگے شمشمش نہ مرتا تھا پھر صاحبقران نے کئی لاکھ دیو منگا لیے اور ہتھوڑا حضرت داؤد
کا زنبیل سے نکالا اور اسکے ہتھوڑے سے شمشمش کو اسنے مارا ایسے ایسے کارنامے اس ساربان زادے
سے ہوئے ہین کہ خوف آتا ہے ایسا نہ ہو کسی مکر مین پھنسو آبریشم سردار خوار نے کہا کہ
واری مین خوب سمجھتی ہون اس طور سے اسکو قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرے آبریشم نے
ہاتھ خواجہ کا پکڑ لیکر چلی راہ مین خواجہ عمرو نے کہا کہ کیون بوا اب ہم رہائی پائین
یا نہین کہین تو اپنی تقدیر سے مایوس نہین کہ اب ہم اس قید سے چھوٹین آبریشم نے کہا کہ خواجہ
تمہاری حیلہ سازی مین خدمت خداوندی مین بہت گذر چکین آج تک مالکہ آفتاب جمال تمہاری گرفتاری
کے واسطے مقرر ہوئین مگر چالیس فرشتہاے آسمانی ساتھ کیے گئے کہ ایسا نہ ہو کہ یار پیشہ
عمرو نکل جاے دیکھا زندگی کہا سے پیدا ہوا شہر آتش کس طرح تمہارے گرد آگئے خواجہ عمرو
نے کہا کہ کیون مالکہ یہ فرشتے کاہے آسمانی تھے مالکہ نے کہا کہ ہزار ہا مقام پر نگہبان مقرر ہین
جہان قدرت کو یاد کرو وہ فرشتے آواز دینگے فوراً وہ فرشتے سامنے آکر تمکو آفت سے
بچائین اور اگر دشمن خداوند ہو تو قتل کرین مگر فرشتے ہی بچا لے گئے مین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب تو

کوئی فرشتہ تمھارے ساتھ نہین ہی آبریشم مروارخوار نے کہا کہ مجھے کیا ضرورت ہی ایک تو مجھ الیسی ساحرہ دوم خداوند ہفت پیکر نظر شفقت میرے حال پر رکھتے ہین اب تیسرے دن تمکو دربار خداوندی مین لیچلونگی سب دربار جمع ہوگا دیکھنا کیسے کیسے ساحر جمع ہونگے عمرو نے کہا کہ تمھاری عنایت ہوگی اگر میری سفارش کرو کہ میری خطا معاف ہو محفل خداوندی مین دخل حاصل ہو تو دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچاؤن یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو آبریشم سے چلے آبریشم مروارخوار نے پکار کر کہا کہ پاؤن تھک گئے اب تو مجھے چلا نہین جاتا یکایک ایک جھونکا ہوا ے گرم کا چلا آواز آئی کہ بی آبریشم صاحبہ تو کون ایسا ہی جو تمکو آنکھو نہین لگنے دے خواجہ عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی لپٹین پھولون کی آرہی ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین درخت آواز دیتے ہین کہ اے ملکہ آبریشم مروارخوار آج تو اسی مقام پر رہیے تو بہتر ہی آبریشم مروارخوار نے پکار کر کہا کہ اس ساربان زادے کو لیجاؤ اور لیجا کر قید کردین باہر باغ کے رہونگی لیکن یہ خواجہ نے کہا کہ مجکو ایسے شخص کے پاس قید رکھنا کہ جسکے دل مین رحم ہو یہ سنکے اُسنے کہا کہ او شخص کیون دیوانہ ہوا ہی خداوند ہفت پیکر تیری کل حرکات کو دیکھ رہے ہین اب مناسب و بہتر یہ ہی کہ جو بات کہیے گا عقل سے سوچ کر فرمائیے گا ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو جائیے پھر آبریشم نے آواز دی کہ اسے کوئی حاضر ہی کہ اس چارسی تصویر کو لیجائے دیکھا اندر سے باغ کے ایک زنگی سیاہ رو آیا جسند خواہون نے آبریشم مروارخوار کو صحنچی مین اُتارا عمرو کو وہ زنگی دوسرے باغ مین لے گیا خواجہ نے دیکھا کہ باغ ویران روشن پٹریان ٹوٹی ہوئین سناٹا غضب کا اُس زنگی نے ایک نخل کے سائے مین خواجہ عمرو کو بٹھایا اور پکار کر آواز دی کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ دیکھا کہ بیچ نخل شق ہوئی ایک زاغ سیاہ ہتھکڑیان بیڑیان چونچ مین دبائے ہوے آیا عرض کی کہ یہ ہتھکڑیان بیڑیان حاضر ہین زنگی نے ایک آہ کی مُنھ سے شعلہاے آتش نکلے سقفہاے آسمان پر پہونچے خواجہ عمرو تھراگئے زنگی تو غائب ہوا دیکھا کہ ایک زنگن سیہ فام بدانجام خواجہ کی گردن پکڑے کھڑی ہی خواجہ عمرو نے گھبرا کر کہا کہ ارے تو کون ہی زنگن نے ہنس کر کہا کہ مین تیری روح قبض کرونگی تیری بدعتین سب خداوند کو معلوم ہین اب

کیونکر زندہ بچوگے خواجہ عمرو نے کہا کہ بوا مین تو غلام ہون خداوند دکھائی نہین دیتے نہین تو مین سجدہ کرون کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا دیکھا کہ وہی تصویر سنگی جو پہاڑون پر باتین کیا کرتی تھی سامنے ٹنگی ہوئی ہی آواز دی کہ ای فرزند قدرت کیون اسقدر گھبراتے ہو بس یہ سنکر عمرو نے چیخین مارکر رویا کہا کہ یا خداوند ہفت پیکر میری خطا معاف کیجیے تصویر نے کہا کہ ای خواجہ جو دل کہتا ہی وہ زبان پر نہین لاتا تیری بات قبول نہین ہوتی یہ کہکر وہ تصویر غائب ہوگئی خواجہ عمرو نے کہا کہ بی حبشن صاحبہ مین آپ کا تابعدار ہون مجھے اعتقاد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوا آواز آئی کہ اد عمرو کیون باتین بناتا ہی اپنی جان کی خیر منا ایسا نہو کہ ہلال زنگی تجکو قتل کرے یہ زنگن اُسی کی زوجہ ہی اُس سے اپنی جان بچا خواجہ عمرو نے زنگن سے کہا کہ دیکھو مال رکھا ہی جو پسند ہو لے لو یہ کہکے گنڈیان زنبیل کی کھولین اور مُنھ کھول کر زنبیل کا کہا کہ بوا دیکھو تو اب جو زنگن نے سر جھکایا وہ مال بے حساب رکھا ہوا دیکھا کہ دل بھر گیا کہا کہ ای خواجہ عمرو یہ مال کہان سے آیا خواجہ نے کہا کہ کافرون کو مار مار کے جمع کیا ہی لقا کے تاج کے لیے اور جا بجا نوشیروان وغیرہ سے بھی لیے بوا جو پسند آئے وہ لے لو لُٹنے کسکو عذر ہی زنگن کو ایک تاج پسند آیا ہاتھ بڑھایا چاہا کہ تاج اُٹھا لون لیکن ہاتھ نہ پہونچا آدھا بدن اپنا زنبیل مین ڈالدیا اور ہاتھ بڑھایا کہ تاج اُٹھا لون خواجہ عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین گرا دیا گرتے ہی زنبیل مین چہار طرف سے لونڈیان دوڑین کچھ تو کہتی ہین کہ اُسکو باورچی خانے مین رکھوا ایک کہتی ہی کہ میرے ساتھ رہا کرے صرف جھاڑو دیا کرے اور کسی کام سے اسکو مطلب نہین ایک کہتی ہی کہ کنارے دریا کے مقرر کردو وہان نگہبانی کیا کرے ایک فرقہ کہتا ہی کہ انکو ہمارے گروہ مین رکھو ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہی ایک زنگی آیا اُسنے کہا کہ صاحبو ہٹ جاؤ یہ کہتا ہوا قریب آیا چٹیا پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا کہ کپڑے اُتار ڈال ہمکو حساب سمجھانا پڑیگا اُس زنگی نے کپڑے اُتار لیے اور ایک عرقی اُسکو بندھوا دی کہا کہ اب اسکو لیجا کر باورچی خانے مین رکھو کنیزین کشان کشان اُس زنگن کو باورچی خانے مین لے گئین کہا کہ یہان بیٹھ لکڑیان پھونک کو لے بجھا زنگن بیٹھ کر اپنا مقرری کام کرنے لگی خواجہ عمرو نے یہان رنگ روغن عیاری کا نکالا اُسی زنگن کی شکل بنکر تیار رہے سے

باہر باغ کے چلے آبریشم سردار خوار کنیز دن مین بیٹھی ہوئی مسخرہ پن کر رہی ہی کہ آواز آئی واری
یہ لونڈی بھی حاضر ہی آپ کی صحبت مین فیض پاؤن تو گانا سناؤن ایسا بدنصیب قیدی میرے
سپرد ہوا کہ بات بات مین گالیان دیتا ہی اس وقت مجکو غصہ آیا بیہودہ بکتا تھا ایک طمانچہ
مین نے مارا چمنستان مین پڑا لوٹ رہا ہی یقین ہی کہ مرجائے اب زندہ نہ بچیگا کیا حکم ہوتا ہی
آبریشم سردار خوار نے پکار کر کہا کہ ہو یہان آؤ مین نہین سمجھی کہ تم کیا کہتی ہو خواجہ عمرو دوڑکر
سامنے آئے کہا واری جیسا کہ یہ قیدی بیباک چست و چالاک ہی ایسا کوئی قیدی کبھی ہمارے
سپرد نہین ہوا اس وقت کلمات سخت و سست کہنے لگا مین نے ایک طمانچہ ماردیا اب پڑا ہوا
تڑپ رہا ہی آبریشم سردار خوار نے کہا کہ میرے پاس لا تو ارے بوا یہ وہ شخص ہی سامری نامہ
دیکھو جابجا قدرت خود لکھتے ہین کہ اسکے فتور سے ہمارے بند دن کو کون بچائیگا ہزار ہا ساحر
اسکے ہاتھ سے مارا جائیگا جابجا ایسی عبارتین لکھی ہین تو مثل اور قیدیون کے یہ قیدی نہین
ہی تو اسکو لا تو یہ سنتے ہی خواجہ عمرو اٹھے لیکن حیران و پریشان کہ کسکو عمرو بناکے لاؤن
دو قدم جاکے پلٹے کہا واری ادھر آئیے درخت کی آڑ مین آکر کہا کہ دیکھیے ابر تیرہ و تار اٹھا
ہی جیسے ہی آبریشم سردار خوار پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا کہ آبریشم کا شکم چاک قصہ پاک دھڑ تو
آبریشم گری خواجہ عمرو نے دو پیسے کھینچا آواز آئی کہ او ظالم اب کہان جائیگا دیکھا کہ دو پٹے
مین ایک مار سیاہ تھا وہ منہ کھول کر خواجہ پر چلا خواجہ نے خنجر دکھایا اُس مار سیاہ نے
دُم ماری ہاتھ پر کہ خنجر ہاتھ سے خواجہ عمرو کے گرا مثل آدمیون کے آواز دی کہ او شخص
تو نے بڑی ساحرہ کو مارا اسکا بدلہ تیرے واسطے ضرور ہوگا خواجہ نے دیکھا کہ یا تو مار سیاہ
تھا یا تڑپ کے زمین پر گرا دیکھا کہ ایک عورت کسی قدر آبریشم سردار خوار سے صورت
ملتی ہوئی ہی قہقہہ مار کر کہا کہ کیون نگوڑے تو نے مجکو مار ڈالا قدرت کے تصدق ہو جاؤن
کئی جسم میرے واسطے مقرر کیے ہین مجھے کون مار سکتا ہی یہ کہکے خواجہ عمرو کو کھینچتی ہوئی چلی
اب خواجہ لاکھ لاکھ منت کرتے ہین جو بات کہتے ہین وہ عورت ہنس دیتی ہی مشکل جواب دیا
تو کہا کہ کیون باتین بناتا ہی تیرے دل کا حال مجھپر روشن ہوگیا اب عمرو حیران ہی کہ
کیا تدبیر کرون کہا کہ کیون بی آبریشم سردار خوار اب کوئی بات ہماری نہ مانوگی یہ کہکے جیب مین

روپئے کفن کا لے اب تو آبریشم مردار خوار ہنسی کہا خواجہ یہ کیسے ہین خواجہ نے کہا کہ آپکے
ہین علاوہ اسکے اور اشرفیان بھی ہین لیکن ای ملکہ عالم اصل یہ ہی کہ تمام دنیا مین مشہور ہی عمرو بڑا
لالچی ہی انصاف تو کیجیے کہ جب وقت جان جانے کا آگیا تو روپیہ کس کام آئیگا ہمارے مذہب کا
دستور ہی کہ بعد مرنے کے اول تیجہ ہوتا ہی جسکا نتیجہ یہ ہی کہ پھول اُٹھائے جاتے ہین اگلے لوگ کہ گئے ہین
کہ پھول اُٹھانے سے مردے کو راحت ہوتی ہی دس پانچ روپئے تیجے مین صرف ہوتے ہین اگر زیادہ مقدور
ہو تو تیجے کو جوڑا بھی دیا جاتا ہی یہ جوڑا بھی مردہ پاتا ہی پھر دسوان بیسوان آخر مین چالیسوان اسمین
جوڑا ضرور دیا جاتا ہی برتن تانبے کے چینی کے کوئی شی ایسی نہین کہ چالیسوین مین نہ دیجائے یہی سب
چیزین مردے کو ملتی ہین مورخین نے جا بجا لکھا ہی کہ چالیسوین والا جوڑا مردے کے بڑے کام آتا ہی
کہ روز حشر سب برہنہ ہونگے مگر یہ شخص وہی چالیسوین والا جوڑا پہن کے روز حشر مین جائیگا ایسے
ایسے طریقے ہمارے مذہب مین ہین لہذا اگر مناسب ہو تو ہمسے رقم لے لو لیکن یہ رسمین ضرور کرنا
ایسی باتین جو خواجہ عمرو نے کین یا تو آبریشم خواجہ کو کشان کشان لیے جاتی تھی یا تو اب جی مین
ہین ٹھہر گئی خواجہ عمرو نے دو روپئے کا پٹلا اُسے نکال کر دیا اب تو آبریشم مردار خوار خوش ہوگئی
خواجہ نے دوسری جیب سے اشرفیان نکالین کہا لو یہ حاضر ہین آبریشم کہتی جاتی ہی کہ خواجہ عمرو
تمھاری حرکات سے خوف معلوم ہوتا ہی مین نے سارا ساحری نامہ پڑھا ہر جگہ تیری بُرائی دیکھی
خواجہ نے کہا کہ ہین ہر بات کا وقت ہی اب میری خطا قدرت سے معاف کراؤ ورنہ ایک آہ
کرکے جان دے دونگا تم لوگ سب پچھتاؤ گے کہ ایسا گانے والا کہان ملیگا یقین تو ہی کہ جب
صحبت عیش و نشاط ہو تو ہم ضرور یاد آئین ضرور مہربانی فرمائیے اب میری بُرائیون کا خیال
نہ کیجیے حقیقت مین ہر بات مین میری مکر و فریب ہی مگر اب وقت نہین ہین ناچار ہو جسکا جو بات
کرتا ہون برائی پیدا ہوتی ہی مگر کیون بُوا آبریشم آخر تمھین کوئی کیونکر قتل کرے وہ نازنین خوب
قہقہہ مار کر ہنسی کہا او بیوقوف ایسا کون دیوانہ ہوگا کہ اپنے مرنے کا حال بتائے خبردار اب
ایسی بات مجھسے نہ پوچھنا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکہ عالم تم میری زندگی کا باعث ہو اگر
مجھکو یقین ہو جائے کہ تمکو کوئی قتل نہین کرسکتا تو دل کو اور تقویت ہو کہ تمکو کوئی قتل نہ کرسکیگا اور
مجھکو بھی کوئی گرفتار نہین کرسکتا ہم تم دونون ال کے سامان سلطنت طلسم کشا اٹھائین [illegible]

تمام ہو قدرت منظور فرمائین مشیران سلطنت کہلائین یہ سنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ خواجہ اگر تمھارا یہ مطلب ہو تو پہلے جب کوئی میرا داہنا ہاتھ کاٹیگا تب مین مرونگی ورنہ ہزار خنجر اگر کوئی مجکو مارے تو بھی مین نہین مرسکتی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم بس اب دل کو تسکین ہوئی لاؤ ہاتھ اپنا مجھے دو اُسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ نے ہاتھ چوم کر فرمایا کہ ای آبریشم مردارخوار ہاتھ بھی تیرے بہت پیارے پیارے ہین اب مین تجکو مشیران سلطنت مین محسوب کراؤنگا لو یہ اور اشرفیان بھی رکھو لو اب ہمارے تمھارے دلون سے صفائی ہوگئی اب ہمارے تمھارے کوئی جھگڑا نہ رہا وہ مردار پوٹلہ اشرفیون کا نکالا اُسنے ہاتھ بڑھایا خواجہ عمرو نے کلائی تھام کر ایک خنجر مارا ہاتھ جو آبریشم مردارخوار کا کٹا ایک چیخ ماری کہ باغ ہل گیا آواز دی کہ او ظالم تونے غضب کیا مجھسے پوچھا اور وہی مجھپر صرف کیا خداوند ہفت پیکر تجھسے سمجھین گے یہ کہکے لڑکھڑا کے گری اور آوازین مہیب آنے لگین ایک آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آبریشم مردارخوار بود خواجہ عمرو نے دیکھا کہ باغ بھی پامال ہوگیا خواجہ ایک جانب بھاگے سرپر ہاتھ ٹوپی سنبھالے ہوے جاتے ہین کہ اس صحرا سے نکل جاؤن مگر کب نکل سکتے ہین ایک طرف سے آواز آئی کہ خواجہ ٹھہر جاؤ مجھے کچھ کہنا ہی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ چالاک دوڑا ہوا آتا ہی خواجہ چالاک کو دیکھکر رُکے چالاک قریب آیا دوڑ کر ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام کیا کہا او ساربان زادے ستم ندیم جادو غضب کیا تونے کہ آبریشم مردارخوار کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا مین کوئی تیری بات نہ مانونگا یہ کہکے کھینچتا ہوا خواجہ کو لیچلا اب جو عمرو نے خیال کرکے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام پکڑے لیے جاتا ہی لاکھ لاکھ خواجہ منتین خوشامدین کرتے ہین مگر وہ نہین مانتا کہتا ہی کہ او ظالم تونے آبریشم ایسی ساحرہ کو مارا تجھسے بچنا دشوار ہی مین تجکو خدمت خداوند ہفت پیکر مین بھیجا دون تو مہلت پاؤن کئی دن سے حکم خداوند ہی کہ عمرو کو ہم تک لاؤ کیا ممکن نہین ہوتا آج تجکو ضرور لیچلونگا یہ کہکے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ ڈالکر لے اُڑا خواجہ کی کمتوس ہوا سے آنکھین بند ہوگئین اب یہ ساحر خواجہ عمرو کو لیکر بخدمت ہفت پیکر جاتا ہی اب کل اہل اسلام قید ہوے اب انکی تدبیر رہائی واجب و لازم ہی انشاء اللہ تحریر کرتا ہون

دو کلمہ داستان جلالت عنوان کہ جملہ سرداران تہمتن زیر کوہ بوقلمون لڑتے بھڑتے پہونچے آخر کار قید ہوے ذکر انکا حقیر کو منظور ہے خواجہ کو لیے ہوے ندیم جادو طرف کوہ ہفت پیکر کے جاتا ہے اسی ضمن مین یہ بھی ذکر ہوگا و ذکرہاے رستم پیلتن و عشق لالہ عذار دختر مصر الغرائب و تدبیر ہونا ملنے لوح کی اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان | کہ آئی ہے اب رنگ پر داستان | ہوے جمع رندان میخوار ہین
کہ حالت سے اپنی خبردار ہین | بلاتے ہین ساقی مے نوش کو | کہ ترتیب ہو لطف سرجوش کو
ادائین ہو ساقی کی بہائے نگین | جدا ہین فسیح خضر آنے نگین | اٹھا ابر رحمت بصد شد و مد
کہ ساقی کو ہو سیر گلشن مین کد | نہال مضامین بھی ہین سبز پوش | کہ ساقی کو ہے بحر الفت سے جوش
گلابی اٹھا ساقی سیم بر | کہ رندون نے پائی چمن کی خبر | مرصع حباب لال شیرین ادا
سناتے ہین عبرت کا یہ ماجرا | فلک در پے جنگ ہونے لگا | تو گلچین و صبا رونے لگا
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہے | مرا دل ہے یا رشک سیماب ہے | کہ طائر چمن کے گھر سنج ہین
یہ آنسو ہین بلبل کے یا گنج ہین | سمند شکر لب حسینان باغ | ستارے ہین یا مہ جبینان باغ
وہ طاؤس ہین رقص مین ہر طرف | جو دیکھا آنکھین غم ہوا ہر طرف | چل اے توسن خامۂ تیز رو
چھلاوہ کہون تجکو یا برق دو | قدم با قدم حسرت کیا لاک ہے | طرارے مین پولی مین بیباک ہے
مرا توسن کلک شہ زور ہے | نہ حسرت رہی نہ کمی نہ تمخور ہے | لکھون داستان جلالت نشان
کہ مشتاق ہین سامع و ناظران

چہرہ رہائی یافتگان زندان مصیبت عنوان طلسمی و غواصان دریاے بے کنار شعبدہ سازی اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین اشعار

مغنی فغان کر آمد بجان | درین زیر پردۂ آسمان | درین پردہ آواز نالم جو کی
براحوال جم یا بہ احوال کی

حال مصیبت مآل زندان طلسمی تحریر ہوتا ہے جب خواجہ کو ندیم جادو لیکر چلا متوجہ ہوا سنئے آنکھین بند ہوگئی تھین نہین معلوم کتنے عرصے تک وہ ساحر عمرو کو لیکر بلند رہا اب جو آنکھ کھلی عمرو نے اپنے کو ایک صحن مین پایا اب جو سر اٹھا کے دیکھا تو ایک

مکان مین صاحبقران زنجیرین ہلا رہے ہین ایک قصر مین رستم سماک پہلو مین قید ہین سب بیٹے صاحبقران کے مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی اسی طرح قید ہین کوئی صورت رہائی کی نہین پائی جاتی ایک طرف بادشاہ لشکر مع تاجدارون کے قید ہین جملہ فرزندان نامی پہلوانان گرامی و سرداران حجازی اسی مکان مین قید ہین خواجہ عمرو نے صاحبقران عالیشان کو اشارہ کیا کہ یہان کیونکر آکر قید ہوے صاحبقران نے طرف آسمان کے اشارہ کیا خواجہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے تمام قیدخانے مین خبر ہو گئی کہ خواجہ عمرو بھی قید ہو گئے ایک لاکھ چودہ ہزار چیلے بچہ بھی یہان قید ہین عیارون نے جو قید ہونا خواجہ عمرو کا سنا بیتاب ہو گئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب خدا لیکر اس قیدخانے مین آئی جب ہمارے قبلہ و کعبہ قید ہو گئے تو اب ہماری رہائی کی کیا صورت قیدخانے بھر مین سب کو زندگی سے یاس ہی سب کو یقین کامل ہی کہ اب یہانسے رہائی غیر ممکن ہی ہر سردار و ہر عیار ڈھین مار مار کے رو رہا ہی دعائین پروردگار سے مانگتا ہی کہ اے پروردگار اس مصیبت سے کیونکر رہائی پائینگے یا تڑپ تڑپ کے یہین مرجائینگے اے کریم کارساز و اے بندہ نواز اس آفت سے نجات دے نظم

ظلمت را انسان تو اے خلاق اکبر ساختی — قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی
گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی — گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مہر تابان ساختی و ماہ انور ساختی — شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی
تا بہ فرمان خود کردی شہان ملک را — گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
اہل دولت را گدا کردی تو درویش فقیر — تنگدستان را بحال و زر تو نگر ساختی
گمرہان راہ الفت را تو گشتی رہنما — خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی
آب و آتش را تو کردی قایم اندر یک مقام — برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی
بے ستون قایم تو کردی سقف چرخ نیلگون — صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
گاہ کردی نور وحدت را تو کثرت آشکار — گاہ کثرت را بہ توحید مظہر ساختی
درد دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون — گوہر افشان درد فرقت ہر دیدہ تر ساختی
کردہ شکر بہر دیوان دریان پارسی — منشی ہندی بنظم این سلک گوہر ساختی

یہ تو سب یہان ان فکرون مین دعائین مانگ رہے ہین لیکن ہفت پیکر جو اپنے مقام پہ رہتی تھی
کوہ بوقلمون سے پلٹ کے آیا ہی پسینے پسینے ہو رہا ہی کسی طرح کا ابر سر پر چرخ مارتا ہوا نہایت
غصے مین تھر تھر کانپتا ہوا تاج ڈھلکا ہوا چار وزیر صاحب تدبیر جو ہر وقت حاضر رہتے ہین
انھون نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کو بہت پریشان پاتے ہین ہفت پیکر نے کہا کہ
اے بندگان من تم آگاہ ہوے کہ آج کیا معرکہ گذرا کوہ بوقلمون پر طلسم کشا سے اصلی کا گذر ہوا
اول شہنشاہ بوقلمون کا مارا جانا زمین کترائی تھی ایک پہاڑ کیا ویران ہوا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ کوہ غم والم گرا پڑھی دیر تک لڑائی پڑی ساحت غبار شد رفر تلوار چلی آخر قدرت نے سبھون کو
گرفتار کیا زندان مصیبت خیز مین سب قید ہین ایک شان ان سب کو ایک مقام پر طلب کر کے
کاہستان طلسمی جلائے جائین ان سب سے سوال کیا جائے کہ اصل فتاح کون ہی جسکا نام بتائین
اسکو ہزار تدبیر سے قتل کرنا چاہیے وزیرون نے عرض کی کہ یا خداوند مکر العجائب تو مارا گیا
مگر مصر الغرائب بھاگ کر آپ کے طلسم مین آیا اسکو بلا کر قیدیون کو سپرد کیجیے وہ جبر کر کے
قتل کریگا خود بھی بادشاہ طلسم رہا اس سے زیادہ قاعدے کا جاننے والا کون ہی ہفت پیکر
نے حکم دیا کہ کل سویرے اسے اطلاع کر دو کہ بوقت دربار آکر حاضر ہوا ور ہمارے سامنے آوے
کل کوہ یاقوت پر جلوس ہی یہ کہکے داخل قصر عیش ہوا مگر نہایت مکدر رائی راتا وزیرون نے
مصر الغرائب کو خبر دی کہ یہ حکم خداوندی ملا ہی کل آپ کوہ یاقوت پر دربار خداوندی
مین آئیے مصر الغرائب نے اقرار کیا کہ کل مین ضرور حاضر ہونگا اگر یہ قیدی مجھکو ملین
تین دن کے اندر قتل کر دون شب کو مصر الغرائب جس مقام پر رہتا ہی اس مکان مین جب آیا
بیٹی اسکی لالہ عذار مکان مین بیٹھی ہی کہ خبر پہونچی باپ آتا ہی واسطے استقبال کے چلی راہ
مین آکے سلام کیا عین شباب کا وقت ہی مصر الغرائب نگاہ چہرے پر ڈال کر حیران ہو گیا
ہاتھ تھام کے بیٹی کا کہا کہ کل تم بھی چل کر خداوند ہفت پیکر کی زیارت کرنا کل قدرت نے ہمکو
بلایا ہی مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر پر دھاوا کیا تھا کوہ بوقلمون تباہ ہوا لیکن قدرت نے خود
کوشش کر کے سب کو گرفتار کیا زندان مصیبت خیز مین سب قید ہین قیدی ہمارے سپرد کیے جائینگے
سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا جو جو بدعتین میرے ساتھ ہوئی ہین اسکا بدلا کر دونگا پانچ ہزار

پانچ سو کمین سردار خود صبا حقیران بھی قید ہوئے دن بھر کل قدرت نے خود شفقت کی سب کو گرفتار کر لیا
کسی کا زور نہ چلا ہمتی نے کہا کہ آیا جان ہم کو ضرورت خداوند ہفت پیکر میں چلیں سب کے بیچ کو
پیغام دیکر ایک گوشہ میں آکر بیٹھا یا وہ ہفت پیکر کی کہنے لگا پھر رات بھی باقی تھی کر اپنے
مقام سے مصر الغرائب نے ہمتی کو آکر اٹھایا کہا چلو چل کے دربار خداوندی دیکھ آئیں
ہمتی بھی ساتھ ہوئی بارہ ہزار سوار و پیدل اہتمام کرتے ہوئے لیکر چلے بارہ ہزار جوان ہمراہ
ہیں [illegible] دیکھے ہیں خبر پہونچی کہ شہنشاہ آتے ہیں خیموں سے نکل کر دوڑے
دریا پر [illegible] سب سردار اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہیں جب سامنے سواری پہونچی سلامی
اتری مصر الغرائب سب کو سلام لیتا ہوا [illegible] ان فوجوں کے گذرا آگے بڑھکر صحرا ملا صحرائے
پرفضا نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی درختوں کی رعنائی و زیبائی ہوا
شوخ ٹھنڈی چل رہی ہے جب غنچے چٹکتے ہیں یا خداوند ہفت پیکر کی آواز آتی ہے ہر نخل سے
یہی صدا ہے طائروں کا یہی روزمرہ ہے یہی غنچوں کی زبان [illegible] پھولوں کی آبرو دستا غین
جھومتے ہیں بار اشارہ [illegible] نکلے [illegible] عندلیبان خوشنوا شاخہائے
گل پر آکر زمزمہ سرائی کرتی ہیں خداوند ہفت پیکر کو پکارنا دمبدم ہوا کا سکنا پھولوں کا
مہکنا برق کی دندان نمائی ابر کا بلند ہونا ہر طرف سے یہی صدا ہے کہ خداوند ہفت پیکر
کچھ دیکھا ہے جو صدا اٹھی [illegible] پھولوں سے [illegible] خوش آئی غنچے چٹکے شاخہائے گل پر
کرنے لگیں ہر ایک طرف سے آوازیں آئیں کہ خداوند خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے دارین
سنتا ہوا مصر الغرائب جاتا ہے قریب [illegible] پھولوں کے ہو چکا شگوفوں کے سایے میں پھولوں کا
انبار ہے پھولوں کی خوشبو آرہی ہے [illegible] ایک ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی کہ دماغ جان
معطر ہوگیا مصر الغرائب تخت پر سوار ہے [illegible] اسکی [illegible] ہوا کے
چلنے سے آنکھیں بند ہوئیں [illegible] آنکھ کھلی دیکھا ایک شہر نہایت آباد خلقت
کی آمد و رفت پائی جاتی ہے مصر الغرائب نے پوچھا یہ کونسا شہر ہے لوگوں نے کہا
کہ ملک صبا کل مقام خداوندی [illegible] یہی مقام ہے یہ سنکر مصر الغرائب تخت سے
اترا ہمتی کا ہاتھ تھامے ہوئے قلعہ میں آیا دیکھا [illegible] آخر شب ہے لالٹینوں کی

روشنی صاف پتا ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ ہاے سحری جھلملا رہے ہین لالہ عذار کہتی ہی کہ کیون بابا جان
آج باخبر ہین کیونکر آئے مصر الغرائب کچھ جواب نہین دیتا دیکھتا چلا آتا ہی ایک سمت دیکھا
کہ لاکھون سوار و پیدل فردکش ہین خیمے بارگاہین استادہ ہر طرف سوارون مین نام خداوند
ہفت پیکر لیا جاتا ہی دیکھتے بھالتے دروازے پر ایک باغ کے پہونچے دروازہ باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا تھا چوبدار و پیادون پرے سلام خم ہوے مصر الغرائب کو تخت سے
اُتارا باغ مین لے گئے ایک باغ نہایت سرسبز و شاداب نظر آیا مصر الغرائب نے پوچھا کہ اس
باغ کا کیا نام ہی سب نے عرض کی کہ باغ بہشت زہرہ شاہ باختری اسی کا نام ہی صد ہا برس
مین تیار رہا اب بمثل اسکے کوئی مقام دنیا مین نہین ہی مصر الغرائب ہر جگہ حضور دیکھتا ہوا آتا
ہی طائرون کی زمزمہ سرائی عندلیب خوشنوا کا چہلوے گل ہین شگفتگی زمزمہ سرائی کرتا اور نام
ہفت پیکر کا لینا کہ دوسرا پھاٹک ملا اُس پھاٹک پہ بھی حاجب و دربان حاضر تھے واسطے
تسلیم کے جھکے کہا کہ اے شہنشاہ کہان جائیےگا درختون سے آواز آئی کہ خداوند ہفت پیکر نے
طلب فرمایا ہی تھوڑی دور اور چلے تھے کہ دیکھا قمقمل سے لقا اُترتا ہوا آتا ہی اور
پکارتا ہوا کہ اے مصر الغرائب کہان جاتے ہوا سنے پلٹ کے آواز دی کہ بہرا سے
ملاقات خداوند ہفت پیکر چلا ہون آج طلب فرمایا ہی لقا نے کہا کہ ہم بھی وہین ملین گے
اے شہنشاہ جہان تک ہوسکے خداوند ہفت پیکر سے جھک کے ملیےگا مصر الغرائب ہان ہان
کرتا ہوا دوسری سرحد مین پہونچا صحراے ریگستان کیسا مقام معقول کہ ذرہ ہاے ریگ بیابان
ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین چمکنے سے ذرون کے پتا ثابت ہوتا ہی کہ وہ زمین بہتر
از چرخ برین ہی حقیقت مین وہ سرحد بہتر از آسمان و زمین ہی طائران زمزمہ سرا پکار رہے ہین
یا خداوند ہفت پیکر بلکہ شاخہاے غنچہ و گل ہر شی سے یہی آواز آتی ہی مصر الغرائب نے دیکھا
کہ زبرجد شاہ آتا ہی آکر مصر الغرائب سے ہمکلام ہوا اور کہا کہ کہان جاؤگے کہا براے
ملاقات خداوند ہفت پیکر جاتے ہین زبرجد شاہ نے کہا کہ ہم بھی آتے ہین مگر ہماری قدمبوسی کا
یہی وقت ہی ہر مقام کو دیکھتے بھالتے طائرون کی آوازین سنتے ہوے سب مقامون کو طی کرکے
ایک دشت فرحت خیز مین پہونچے ہر طرف سے آوازین یا خداوند ہفت پیکر کی آ رہی ہین مصر الغرائب

تخت سے اُتر کر کھڑا ہوا آواز دی کہ ای نور نظر و ای پارۂ جگر یہ تماشا دیکھو کل ممالک کا یہان جوہر ہی دیکھو تو کیا کیا حسین و مہ جبین جمع ہین ہلڑ ہی ان سب کا تماشا دیکھو لالہ عذار نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک طرف سے ہزار ہا شاہزادیان پائچے سنبھالے ہوے پشت پر کنیزان زرین پوش آکر ملکہ لالہ عذار کو سب نے سلام کیا تالیان بجا کے آواز دی کہ ارباب نشاط کو بلاؤ کئی ہزار عورتین خوبصورت نئے جوڑے پہنے ہوے آکر حاضر ہوئین عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ لالہ عذار نے مسکرا کر اشارہ کیا کہ کچھ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ سب کنیزین آپس مین اشارہ کر کے آمادہ ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

قطع کرتا ناتوانی مین عصا سے راہ کو
گر اُٹھا سکتا برنگ کہربا مین کاہ کو

پست کیا پستی مین ہون رکھتے ہین جو ہمت بلند
جانتا تھا نہ وہان عرش یوسف جاہ کو

کیا کسی ناچیز کو ناچیز ہم سمجھین بھلا
آنکھ پر رکھتے ہین اکثر وقت حاجت کاہ کو

جو دنی ہین وہ بھی کرتے ہین حسینو نیسا کو
اس ویانت پر فلک دیتا ہی خرمن ماہ کو

کچھ تو ان روزون رسائی تا اثر پیدا ہوئی
واہ واہ کرنے لگا ہی سنکے میری آہ کو

کیا حسد سے چاک ہوتے ہین جگر مانند صبح
دیکھکر تابان کسی کے آفتاب جاہ کو

ٹھوکرین کھانے کو جائے طور پر اب کیون کلیم
دیکھ پایا ہی صنم تیری تجلی گاہ کو

مے بھی ہی حورین بھی ہین غلمان بھی ہین فردوس مین
ترک کرتا ہون مین زاہد عیش خاطر خواہ کو

نقش پا سے محتسب پاسکے نہ رندون کا سراغ
سر سے طی کرتا ہی لازم میکدے کی راہ کو

ہی خرابات جہان مین عام فیض مے فروش
مستی مے ہوتی ہی یکسان گدا و شاہ کو

ہی برابر سالکون کو اسفل و اعلی سے راہ
راہرو کرتے ہین طی پست و بلند راہ کو

ڈھونڈھنے سے بھی نہین ملتی خدا کے گھر کی راہ
چاہتا ہون ان دنون اپنے بت گمراہ کو

ہون مین ایسا رحم کے قابل کہ گنبد کی طرح
آہ کرتا ہی فلک بھی سنکے میری آہ کو

عشق جب وارد ہوا کی عقل نے دل سے گریز
ایک جا دیکھا ہی کس نے شیر اور روباہ کو

ہی دعا ناسخ بھلا دے یاد سے مجکو صنم
یاد کرتا ہون اگر بھولے سے بھی اللہ کو

بعد ان اشعار گانے کے کنیزون نے کہا کہ دربار خداوندی مین آج جانا ہوگا سامنے قدرت کے بھی

گانا ہوگا وہ ناز پنہان مقرہ ہیں لالہ غدار کے پیچھے آنہیں پھر ایک ہوا چلی اسی طرح سب کی آنکھیں
بند ہوگئیں ابکی مرتبہ آنکھیں کھول کر دیکھا ایک طرف انگریز دان کی سلطنت عجائب و غرائب ایک تماشا
باختریوں کا ہنگامہ ایک جانب ظلمات والوں کی شورش ایک سمت صدا آرہی ہے کہ خدائی خداوند
ہفت پیکر کی برحق ہے ایک جانب دیکھا کہ چار پھاٹک کھلے ہوئے ہیں ہر پھاٹک پر ایک ایک
پہلوان لباس زرین پہنے ہوئے گرد اُنکے عورتیں خوبصورت تسبیحیں ہاتھ میں یا ہفت پیکر یا
ہفت پیکر پڑھ رہی ہیں ایک گنبد سیاہ بیچ و بیچ میں الماس آن بان سے بنا ہے کہ ہر دیوار سے
آئینے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور ایک تاجدار بیچ میں کفر اُگل رہا ہے مصر الغرائب یہ معاملہ
دیکھکر حیران ہوگیا یکایک ایک سناٹا ہوا پلٹ کر سب نے دیکھا کہ گنبد سیاہ غائب ہوا دیکھا کہ
ایک کوہ فلک شکوہ سرخ چمک رہا ہے اندر سے آواز آتی ہے کہ اے بندگان من دیدی قدرت مرا کہ
بچہ طور بنا را آراستہ نمودہ ام مصر الغرائب کو بلاؤ کہ کہاں ہے مصر الغرائب پڑھا دروازے
کوہ کے ناصیہ فرسائی کی اندر سے آواز آئی کہ مصر غرور را از سجدہ بردار کہ لعنت برتو نصیب کردم یہ
سنکر مصر الغرائب نے سر اٹھایا پیغمبر دیکھکر وجد میں آیا حکم ہوا کہ پہاڑ سے کوہ میں تخت بچھا
ہے اُسپر آکے بیٹھو پلٹ کے مصر الغرائب نے دیکھا کہ ایک تخت یاقوت احمر کا بچھا ہے پہلو سے
تخت میں ایک کرسی بچھی ہے تخت پر مصر الغرائب کرسی پر لالہ غدار پشت پر لقا ذبرجد شاہ
وغیرہ بعظمت تمام بیٹھے ہیں مگر کلمات عجز زبان پر کہ اندر سے کوہ کے آواز آئی قیدیان بلا کو
لاؤ اُسی وقت چوبدار دوڑتا ہوا دوڑے ہوئے گئے لیکن ایک سناٹا ایسا ہوا کہ یقین تھا
سننے والوں کے کان کے پردے پھٹ جائیں کلیجہ تھام کے رہ گئے صدائیں مہیب آرہی ہیں کہ فلانہ
زنجیر میں غل ہوا زنجیروں کے جھنجھناٹے کی آواز آنے لگی اب جو مصر الغرائب نے دیکھا کہ آواز
زنجیروں کی کان میں آئی اور یہ بھی صدا اُس آواز کے ساتھ تھی کہ اے بندگان من نہ گھبراؤ خداوند
ہفت پیکر تمہارے ساتھ ہیں کہیں کوئی کچھ نہ کر سکیگا پھر ہوا چلی آنکھیں سبھوں کی بند گئیں بعد
تھوڑے عرصے کے جو آنکھیں کھلیں دیکھا کہ صاحبقران [illegible] کے آگے سلاسل و طوق مع جملہ
فرزندان و سرداران نامی گرامی چلے آتے ہیں جملہ سرداران نامی نے جو مصر الغرائب کو بیٹھے
دیکھا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی گنبد سے آواز آئی کہ اے سپہ سالار قدرت زبان کو

اپنی بند کرو سامنے کھڑے رہو سب فرزندان حمزہ و سرداران نامی مع صاحبقران زبان چم کر
کھڑے ہوئے دارائے ہند لندھور بن سعدان داہنے پر صاحبقران کے بائیں پر لاک
لیکن فرزندوں میں رستم سلیمانِ علمشاہ صف شکن چہرہ آفتاب عالمتاب ٹواڑھا گرد چہرے
کے جیسے سورج کے گرد ہالہ ان ہدلی رخ زنجیریں جسم میں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ زیور آہن
ذوات سے آراستہ ہو قضا سے کار دختر مصر الغرائب ملکہ لالہ غدار پہلو میں اپنے باپ کے
بیٹھی ہو نگاہ اٹھا کے جمال جہان آرائے علمشاہ کو دیکھا کہ ایک جوان شیر دلیر غزال چشم
شیر خشم چوڑا سینہ خوبصورتی کی تیاری مثل شیر کھڑا جھوم رہا ہو دونوں عارض آفتاب و
ماہتاب انگشت نما خال ہو ستارۂ پہلو ماہ ہو شرما کر اس نازنین نے سر جھکا لیا ہاتھ میں گلاب کا
پھول تھا بناز و نیاز طرف رستم کے پھینکا رستم کی جو نگاہ اٹھی دیکھا کہ ایک نازنین دلربا
رشک سہا صاحب کرشمہ و ناز اشاروں میں اعجاز زلف عنبرین میں خوشبو مثل نافہ تتار گلعذار
کہ یا ستارا شہر گفتار پر دزدیدہ نگاہ سے علمشاہ کو دیکھ رہی ہو کبھی مسکرانا کبھی ہنسنا کبھی
آنکھوں میں آنسو بھر لانا کبھی یہ فقرہ زبان پر لانا کہ یا خداوند ہفت پیکر کیا تیری قدرت ہی
کیا کیا بشر سے تو نے پیدا کیے ہیں کوئی ذلیل کوئی جلیل ہونٹھ جان باتوں سے ہلاتے ہیں
مسیحائی دکھاتے ہیں ہزاروں مردہ دل زندگی پاتے ہیں ان ہونٹھوں سے لعل بدخشان شرماتے
ہیں ایسے بیشمار ستم نے آنکھ علمشاہ ہر مرتبہ اپنے پیچ سے نکل آتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہیچ
کا فرمان تمہارا ہم اہل اسلام ہیں کبھی تمہارا مذہب قبول نہ کرینگے جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو جس مقام
پر ہفت پیکر بیٹھا ہو وہ برا شعلہ جوالہ آتش کھڑک رہا ہے تلواریں چل رہی ہیں مگر شیر بیشہ جرأت
کب ڈرتے ہیں اسی طرح کلام کرتے ہیں جس طرح کہ اکثر شاہوں سے کیے وزیر و امیر جو گرد
ہفت پیکر کے بیٹھے ہیں ٹھہر جاتے ہیں نہیب کلام رستم سے آنکھ نہیں ملاتے رستم نے جو بڑھ بڑھ کے
کلام کیے دل میں دھڑکن لالہ غدار کے زیادہ ہوئی وزرا سے اشارہ کیا کہ گنہگار سے زیادہ
نہ کلام کروایا نہ سو کہ قدرت کے خلاف ہو گنہگاروں کے واسطے یہی کافی ہو کہ حکم دیدیا جائے
سر لیجیو و حینے کے تکو قتل کیا جائیگا اسی خیال میں یہ لوگ رہیں گے جتنا ہیں کہ ہفت پیکر
نے کہا کہ مجھ ہیں رنا لوں کو بیا غذا اس کو مجھ سے چالیں کاہن اٹھے عرض کی کہ غلام حاضر ہیں

۱۵

جو حکم ہو بجا لائیں حکم ہوا کہ ان سب میں دیکھو اور حکم لگاؤ کہ طلسم کشائے اصلی کون ہو لیں اُسکو
قتل کریں ایک کے واسطے دس کی جان پر کیوں بنے چالیسوں نجومیوں نے کتابیں کھولیں
تلا برچھک دھن مکر کنبھ مین میکھ برکھ متھن کرک سنگھ کنیا - ان سب پر نگاہ ڈالی دوازدہ
بروج ہفت کواکب کو دیکھا نام سب کے لکھ کر رکھے جو جادوگر کہ گرد بیٹھے تھے صورت رستم سلیتن
کی دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اس طلسم کا فتاح جری بہادر صف شکن تیغ زن خوش طلعت نوخط
صاحب سطوت و شوکت فتاح جنگ ہائے فرنگستان ہوگا ایک سے ایک نگاہ ملاتا ہے کہ
ای برادر نام بتاؤ جہاں نام بتانے کا موقع آیا نجومی اپنے اپنے سر جھکا لیتے ہیں نام بتانے
میں رکتے ہیں ہر مرتبہ پوتھیاں کھولیں راسہائے مذکور کے نام لیے پھر سوچنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے نام لیتے ہیں کسی نے داراب کا نام لیا کسی نے خورشید کا کسی نے گھبرا کر کہا کہ فتاح طلسم
ہوشربا کون شخص ہے نام جو ہوشربا کا آیا زنجیریں ہلنے لگیں آواز آئی کہ یہ گنہگار جا فرکی
پلٹ کر نجومیوں نے دیکھا منہ پھیر لیا اسد غازی دیر تک زنجیریں ہلایا کیے لیکن غضنفر
بن اسد بسبب نہ ہونے تحفہ جات کے سرنگون غم سے کلیجہ خون کف افسوس مل رہا ہے بے آگ
جل رہا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے کہ او بیحیا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر حکم کیوں نہیں دیتا ہفت پیکر
نے چالیسوں نجومیوں کو آواز دی کہ آپس میں رائے ایک کر دیکھو لگاؤ کہ لکھیں جا بجا
نام طلسم کشا کا ظاہر کرو اگر اسکے خلاف کروگے تو سزا پاؤگے چالیسوں نجومی اپنے
مقام سے اُٹھے ایک قصر میں آکر بیٹھے عرصۂ دراز تک آپس میں کلام رہے ایک انمیں
کہ بخوبی حساب کا جاننے والا تھا اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند فتاح
طلسم ہفت پیکر صاحب سطوت و شوکت وانندہ جاہ و ادب رستم سلیتن نصیب ہو یا وہ
کوئی کامل بتا دے غلام نے خوب سمجھ کے یہ فقرہ عرض کیا ہے اور جس کسی کو وہ شدنی ہو تو مجھے
اس بات کو پوچھے میں کل کیفیت اظہار کروں اگر شاید خلاف ہو تو سب صاحب کاملین جمع ہیں
غلام سے پوچھیں سب کیفیتیں ظاہر کر دوں بہت جلد طریقۂ فتاحی شروع ہو جاوے نگاہ ملکہ شاہ
نے جو یہ سب باتیں سنیں مثل شیر غضبناک جھومنے لگے زنجیریں ہلائیں اشتعلہ غصہ سے آنکھ
ملائی چہرہ لالہ عذار کا سرخ ہو گیا مسکرا کر کنیزوں سے کہا کہ لو اور ...

نوجوان فتاح قرار پایا حقیقت مین بلاے روزگار معلوم ہوتا ہے اسکے رعب و بدبے سے قلب تھراتا ہے چشم بد دور بڑے جرأت کی بات ہے مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر بڑے خوفناک مقام ہین ان مقامون پر جانا جفائین وہانکی اُٹھانا اسی شخص کے واسطے ہین بڑی جرأت و بہادری کا کام ہے محفل مین عجب عجب طرح کے ذکر ہو رہے ہین چالیسون نجومی آپس مین صلاح و مشورہ کرکے سامنے ہفت پیکر کے آئے دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمارے علم کے نزدیک تو علمشاہ نوجوان فتاح طلسم ہفت پیکر ہین آیندہ قدرت کو اختیار ہے نجومیون نے جو اس طرح سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا حکم ہوا کہ طلسم کشا کو سامنے قدرت کے لاؤ زنجیر پکڑکے علمشاہ کو زنجیر دار نے کھینچا عرض کی کہ یا خداوند طلسم کشا حاضر ہے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اسی مجمع سے جلادان بوم ہیئت میمون خصلت غرمہاے بادیۂ ضلالت جھپٹ کر سامنے ہفت پیکر کے کھڑے ہوے عرض کی کہ جو حکم ہو وہ بجا لائین اگر حکم ہو تو قتل کرین یا اور جو ارشاد ہو وہ بجا لائین ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اس جوان کو قتل کرو اس وقت صاحبقران کی بیقراری پکار رہی ہین کہ اے کریم کارساز واے رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر تیرے فضل سے سب طرح کی امید ہے اے ارحم الراحمین واے مالک یوم الدین واے دافع البلیات واے قاضی الحاجات اس بلاکو دفع کر میرے فرزند رستم کو قتل سے بچالے

نظم

ہرچہ ہست اندر وجود عالم امکان ازوست — آدم و جن و ملک زو حور زو غلمان زوست
خندہ زن در گلشن عالم گل خندان ازوست — اشکبار اندر غم گل بلبل نالان ازوست
جلوہ گر در باغ سرو و سنبل و ریحان ازوست — رونق تازہ بہر موسم درین بستان ازوست
شمع بزم افروز در ہر انجمن خشان ازوست — مہر زو پرتو فگن روشن مہ تابان ازوست
در زمانہ انقلاب گردش دوران ازوست — گنبد گردندہ صبح و شام سرگردان ازوست
نیستی رو ہست رو پیدا از و پنہان ازوست — خشکی نزز و بحر و برز کوہ زو میدان ازوست
در میان سینہ روشن جلوۂ عرفان ازوست — پرتو افگن بر وجود خاک نور جان زوست
چارہ زو بیچارگی رو وصل زو ہجران ازوست — دلبری رو بیدلی زو درد و درمان ازوست
تاب آتش ہر سینۂ سوزان ازوست — زوست ذوق اہل ذوق شوق مشتاقان ازوست

| کلک گوہر بار برکاغذ گہر افشان از دست | | شاعر ہندی ثنا خوان اندرین دیوان از دست |
|---|---|---|

تمام فرزندان صاحبقران بیقرار ہین عمرو تڑپ رہا ہی ہشیار علشاہ یعنی سماک بن عمرو زنجیرون
سے سر ٹکراتا ہی کبھی مضطر و بیقرار ہو کر پکارتا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو بچا لے یا
ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے کہ مین اپنی آنکھون سے قتل آقاے نامدار کا
نہ دیکھون قاسم سبز زنجیر پر سر ٹکرا رہا ہی نور الدہر بیقرار ہی چشم اشکبار ہر سردار واسطے
رستم کے بیتاب ہی جہانگیر و داراب سب کو رستم سے محبت ہی کئی مرتبہ اسد غازی زنجیر
تھامے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے پکار کر آواز دی کہ او بیحیاؤ یہ رستم شیر بیشۂ عربستان
فرزند صاحبقران ہین انکو یون قتل نہ کرو ہم انکے بدلے جان دیتے ہین انکے سبب سے
نام صاحبقران روشن ہی زمین سرحد طلسم ہفت پیکر انکے قدم سے رشک گلشن ہی جس مقام
پر یہ لوگ جائین آباد کرین کفرستان کو برباد کرین لیکن آپ لوگ نہین معلوم کیا سمجھتے ہین ہم
سب آپس مین ایک ہین جسکی چاہو جان لو مگر رستم کو ہاتھ نہ لگاؤ یہ سنتے ہی ہفت پیکر بگڑا
کہا کہ یہ مسلمان آپس مین نہایت محبت رکھتے ہین ایک کے بدلے ایک جان دیتا ہی صرف رستم
کو قتل کر دجلادنے سبز زنجیر تھام کر رستم کو کھینچا کہا کہ ای رستم الگ آؤ تمھارے قتل کا حکم ہی رستم
اُٹھے صاحبقران سے آنکھ ملائی کہا کہ اعلام رخصت ہوتا ہی اُس وقت صاحبقران کی بیقراری
و بیتابی جلادنے رستم کو کھینچا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ وہ ہی کہ جسنے سلطنت ہرمز و قباد شاہ
فرنگی کو برباد کیا اوّل مین یہ معرکہ ہوا کہ صاحبقران تو خانۂ کعبہ گئے ہوے تھے قباد شہریار زمانہ
لکسنی مین بعہدۂ سلطنت تھے نوشیروان ایسا بادشاہ بختیارک اُسکا وزیر نوشیروان اپنی
بیٹی مہرنگار پہ عاشق ہوا وزیر سے اپنے ذکر کیا وزیر نے کہا کہ ای شہریار زمین ابھی آپ کو
پنڈتون کے مسئلے دستخط کرا لے دیتا ہون کہ جس نخل کو بوئے اُسکا پھل بونے والا کھائے وزیر نے
یہی مضمون لکھکر سامنے پنڈتون کے پیش کیا پنڈت اس مضمون کو نہ سمجھے کہ اس مضمون سے
مراد کیا ہی صاف دستخط کر دیے کہ پھل کھائے جب وزیر سامنے بزرجمہر کے مسئلہ لایا یہ تو پاک
مذہب ابراہیمی تھے یہ دستخط کیا کہ اُس پھل کو کاٹے اگر وہ پھل نہ ہون تو نہ کھائے وزیر نے
کہا کہ ای شاہ علماء نے آپکے دستخط کر دئیے طریقۂ اسلام سے کیا غرض نوشیروان اُسی مسئلے کا پابند ہوا

مانجھا ہیں کے بیٹھا تاریخ بابت وغیرہ کی مغرور کی ملکہ زرانگیز خاتون زوجہ نوشیروان کو خوف پیدا ہوا کہ نوشیروان بیٹی سے شادی کرتا ہی حکیم بزرجمہر کو کسی ترکیب سے محل میں بلایا اور یہ سب حال رو رو کر بیان کیا اور کہا کہ حکیم صاحب یہ ظلم آپ نے دیکھا کہ نوشیروان بیٹی سے شادی کرتا ہی کسی ترکیب سے بچائیے بزرجمہر نے صلاح دی کہ اپنے نواسے قباد کو ایک نامہ لکھیے کہ اپنی خالہ کو ہاتھ سے نوشیروان کے بچائیے اس بیچارے کو بڑھاپے میں ہوس لگا ہی شاید وہ کچھ تدبیر کرین ملکہ زرانگیز نے اسی مضمون کا نامہ قباد کو لکھا قباد اس مضمون کو دیکھکر بہت برہم ہوے سر دربار پکار کر آواز دی کہ ہمارے سرداروں میں کوئی ایسا ہی کہ شادی نہ ہونے دے یا خداوندی جوان رستم اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ جان نثار جائیگا اور یکہ و تنہا دربار نوشیروان میں پہونچا صاحب سلامت کی نوشیروان سمجھا کہ پیغام قباد لائے ہین رستم نے کہا کہ ای شاہ مین کچھ عرض کرونگا اس حیلے سے یہ جوان قریب نوشیروان پہونچا کان میں منہ لگایا اور سینے پر ہاتھ رکھکے نوشیروان کو گرا دیا وہ دربار نوشیروان اور رستم کی یہ رستمی آخر نوشیروان کو کان پکڑکے اٹھایا اور اس نعل شفیق سے تو یہ کرائی دربار نوشیروان میں سب پہلوان تھرا گئے مگر یہ جوان خائف نہوا یہان قباد شہریار سے ہر کارے مقرر کیے تھے کہ اگر میرے بھائی پر کوئی ہاتھ ڈالے تو مین برابر ہو سکتا ہوں اسی خیال مین تھے کہ نامہ روم سے آیا کپتان فرنگی بیٹا مرزوق کا ملک پر چڑھ آیا قدوس رومی کو قتل کیا ملکہ رابعہ اور رستم کی تلاش مین ہی وہ محل سے نکل گئین انکا پتہ نہین اہل روم کی خبر لیجیے کپتان اترا ہوا ہی ملکہ کو تلاش کرتا ہی قباد نے نامے کو زیر زانو رکھ لیا کہا کہ اس مقدمے مین صلاح کیجائیگی کہ رستم بیٹھکے آئے مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوے کہا کہ ای شہریار مین دربار مین آپ کے نانا کے پہونچا نانا آپ کے تخت پر بیٹھے تھے مین نے کان پکڑکے اٹھایا بٹھایا قباد کو بہت ناگوار ہوا مگر ضبط کیا رستم نے تین مرتبہ یہی لفظ کہا قباد سے ضبط نہوسکا آخرکار جو نامہ روم سے آیا تھا سامنے رستم کے پھینک دیا اور بے اختیار زبان سے نکل گیا کہ اپنی مان کو فرنگیون سے بچائیے یا خداوند یہ اپنے زمانے کا رستم ہی قباد نے جو یہ کلمہ کہا ہوش مین ورہا تخت پر ہاتھ رکھکے قباد کو ایک طمانچہ مارا قباد تو چرخ کھاکے گرے سرداروں نے اپنے

مقام سے اُٹھے یہ کہتے ہوئے کہ رستم کو قتل کر دا سنے غضب کیا کہ ہمارے بادشاہ کو مارا رستم ہاتھ
نہ ہلا سکے سب سرداروں نے گھیر لیا مگر لندھور جانشین صاحبقران اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ
صاحبو یہ کیا کرتے ہو بھائی بھائی آپس میں لڑے کٹتے ہیں کیا دخل ہے اگر صاحبقران آکر
دامنگیر ہوں کہ میرے فرزند کو کیوں قتل کیا بڑے بھائی نے چھوٹے کو مارا تمہیں کیا دخل تھا
تو کیا جواب دو گے اور رستم سے کہا کہ ای رستم کیا چاہتے ہو رستم نے کہا کہ ای ہم نامدار یہ ہو
چاہتا ہوں لندھور نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ بارگاہ سے نکل جاؤ یا خداوند یہ وہ جوان
ہے کہ جاکر روم پہونچا اور کپتان فرنگی کو مارا اب تک اسکی تلوار کی فرنگستان میں دھاک ہے
اسکو قدرت قتل کرتے ہیں حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہے جلانا آپ کا کام
کہ آپ خداوند ہیں آپ نے لاکھوں بندے پیدا کیے اس وقت دربار ہفت پیکر میں عجب
شور ہے قاسم کا تڑپنا ایرج کا سر زنجیر سے سر ٹکرانا امیر کا پکارنا کہ ای کریم کارساز رحم
اپنا شریک کر آنکھوں کے سامنے فرزند نوجوان کا داغ نہ اُٹھایا جائیگا حبیب یاد کرونگا
کلیجہ منہ کو آئیگا قالب تھرائیگا تمام فرزندان صاحبقران چاہتے ہیں کہ ہم قتل ہوں مگر
رستم بچ جائیں بعض کہتے ہیں کہ رستم ایسا شیر دل فرزندوں میں صاحبقران کے کون ہے
لندھور کو مع ہاتھی اُٹھایا کیا زور دکھایا غرو بیضا باختر پسر وودہ زنگی کو مع گینڈے
اُٹھا لیا ہر چند کہ منکا ٹوٹا لیکن اُسے نہ چھوڑا گھر کے مارا افسوس ہے کہ وہی شیر آج یوں
قتل ہوتا ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہیں کیا کیا کارنمایاں کیے بچپن سے انکی جرأت کے شہرے ہیں
امیر و قاسم و ایرج و دارا سب بیقرار ہوکر روتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اگر رستم
ایسا فرزند صاحبقران کا قتل ہوا تو صاحبقران زندہ نہ رہینگے اس سن میں فرزند
جوان کا داغ کیونکر اُٹھیگا دو جلادوں نے سر زنجیر کو تھام کر رستم کو کھینچا رستم ایسا جوان
جلیل لیاقت سے معمور سر اُٹھا کے قاسم کو دیکھا آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں فرمایا
کہ ای نور نظر اطاعت سے وا واجان کی سر نہ ہلانا ایرج نے دوڑ کر آنکھیں قدموں سے
ملیں پشت پر رستم نے ہاتھ رکھا فرمایا بیٹا دنگل اپنا لو دربار صاحبقران میں سرخ رو رہو
یہ کہکے آگے بڑھے جلادوں نے سر زنجیر تھام کر رستم کو بٹھایا اُس وقت رستم کی عجب

نوبت ہی فرماتے ہین کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی دکھائی اپنے یاران ہمدم
سے جدا ہوتے ہین یہ کہکے ایک آہ کی غش سے حالت تباہ کی شور رونے کا بلند ہوا اُس وقت
صاحبقران نے بیتاب ہوکر دعا کی کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک
ساحر سیہ فام کتاب بغل مین دبائے ہوئے آواز دیتا ہے کہ یا خداوند ہفت پیکر قانون طلسم
سے منحرف نہ ہوجیے ورنہ غضب ہوگا یہ کہتا ہوا وہ جادوگر زمین پر آیا سب جادوگر واسطے
اُسکی تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے زربردن نے کہا کہ ای عالم علوم ستارہ شناسی اس وقت
یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا اپنے مقام سے کیونکر جدا ہوئے بہت جلد آکے ستارہ شناسی
بتارہی کام ہے اسنے بڑھکر پایۂ تخت ہفت پیکر کو بوسہ دیا کہا کہ یا خداوند آپ کے
فرمانے سے مین مجبور ہوا اس وقت قصر مین داخل تھا اور کتاب ستارہ شناسی کو دیکھ رہا تھا
کہ جلوے بارگاہ سے رونے کی آواز آئی گھبرا کے اُٹھا دیکھا نیتراش جادو سحر مین طاق
شہرۂ آفاق گڑھیا کے کنارے بیٹھی رو رہی تھی مین نے جاکر پوچھا کہ بے وقت رونے کا
کیا سبب ہے تمھارا یہ جو رونا مجھے شاق ہے جلد بیان کرو جب مین نے کہا تو فرمانے لگین
کہ قدرت پر آج کل بڑا زوال ہے کسی کو خیال بھی ہے کہ پرسون کیا ہوگا قصر حیرت خیز مین
جماؤ ہوگا رمال و نجومی سب جمع ہونگے طلسم کشا کی تحقیقات کرینگے چاہین کہ تحقیقات کرکے
قتل کرین غضب ہو جائیگا طلسم مین آگ لگ جائیگی جو بڑے طلسم کے مدار المہام ہین انپر
کوئی آفت آئیگی مجکو حکم نیتراش کا ہوا کتنے زیادہ کوئی تدبیر نہین ہے جلد اپنے کو پہونچاؤ
جسکو طلسم کشا تجویز کیا ہے وہ قتل نہ ہونے پائے مین نے اپنے کو پہونچایا آپکو کیونکر ثابت
ہوا کہ یہ طلسم کشا ہے کہا چالیس نجومی کہتے ہین سب نے صلاح کرکے زائچہ کھینچ کے حکم لگایا
ہے تب مین نے حکم قتل دیا مجھے بھی معلوم ہوا کہ یہ طلسم کشا ہے وہ جو نیا خسرہ آیا ہے
آفتاب ستارہ شناس اُسکا نام ہے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند آپ اسکے قتل
کے مجاز نہین ہین کتاب پارینۂ طلسم مین مرقوم ہے تین مہینے کی اس طلسم مین میعاد ہے نہ کرنیوالا
اسکا خراب رہیگا فوراً آفت آتی اگر آپ اسکو قتل کرڈالتے اور وہ جھگڑا طلسم مین ہوتا کہ
جسکا دفع کرنا دشوار تھا اعتنا پر کچھ زوال آتا بعد تین مہینے کے قدرت کو اختیار ہے یہ کہکے

جلاد کو جھڑک دیا جلاد الگ ہوا رستم سے کہا کہ اے افسر فرزندان صاحبقران آپ کا اس طلسم مین بڑے دھوم سے آنا ہوا تہین پھینسنے کے لیے آپ کو معاف کیا جاتا ہی بعد تین پھینسنے کے جو بدعتین آپ سنے کی ہین اُسکا بدلہ ہوگا رستم کو کشان کشان ساتھ جملہ سرداروں کے اُسی قید خانے مین لے گئے لیکن لالہ عذار ساتھ مصر الغرائب کے جو اُٹھی ٹھکرالی ہوئی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو میرا حال کھل جائے گھر بار ہمسے چھوٹا پرائے ملک مین آکر رہی کیسی مشکل کی بات ہی کہ مفصل حال بھی نہین کھلتا کہ دل پر کیا گذر گئی ہاے دل کو کیونکر سمجھاؤن فلک کج رفتار بانی بنا ہے فساد و آفت نے یہ جھگڑا پھیلایا کئی مرتبہ والد نامدار برلیے ملاقات خداوند آپکے دیکھا چلے گئے آج مجھے کیون ساتھ لائے یہ آفت مجھپر آنے والی تھی کیونکر نہ جانی ہاے کیا کرون مجھکو کچھ بن نہین پڑتا عجب دل کی کیفیت ہی اگر وہ ظالم مجھ تک پہونچے اور مین دیکھون شاید دل کو آرام آجائے جون جون دل کو بہلاتی ہون دل کی تڑپن زیادہ پاتی ہون اپنی یہ کیفیت ہی نظم

کرتے ہین عدو وصل مین حرمان کی شکایت — تھی بار سے مونھ ہجران کی شکایت

یون کرتے تھے وہ کب دل نالان کی شکایت — کی ہوگی فلک نے مری افغان کی شکایت

اے پردہ نشین چلون اُٹھا دے کہ نہ جل جائے — کرتا ہون مین سوزش غم پنہان کی شکایت

ہم خاک مین بھی مل گئے لیکن نہ ملے وہ — دل ہی مین رہی رنجش جانان کی شکایت

پامال ستم تھی دل ناکام کے ہاتھون — کس مونھ سے کرون ولولۂ جان کی شکایت

صد شکر وہ اُلجھی ہوئی تقریر نہ سمجھا — تھی برہمی زلف پریشان کی شکایت

ہی کس لیے مجھسے اُسے دل دینے کا شکوہ — کرتا ہی جہان مین کوئی احسان کی شکایت

کیا باب اجابت پہ گذر ہوئے دعا کا — سنتا ہی اثر کب ترے دربان کی شکایت

اے شور جنون ڈر ہی زبان بند نہ ہوجائے — گر آئے لبون پر مرے زندان کی شکایت

کیون طعنہ سمجھ کر ہی گلہ شکر جفا کا — جانے دو کہ بیجا ہی پشیمان کی شکایت

کس واسطے اے شمع زبان کاٹتے ہین لوگ — کیا تونے بھی کی تھی شب ہجران کی شکایت

حوران بہشتی کو بتون کا سا نہ پایا — صوفی مست کیونکر نہ ہوا یان کی شکایت

اس حال زار سے حیران و پریشان اس قصر مین آئی جو ہفت پیکر نے مصر الغرائب کو

واسطے سکونت کے دیا ہے مصر العرائب باہر جاکر بیٹھا ملکہ نے جب تنہائی پائی گھبرا کر کہا کہ ہم فلان کمرے مین جائینگے کنیزون نے اُسی وقت اُس مقام پر سب سامان مہیا کر دیا ملکہ اُٹھکر وہان آئین تنہائی جو پائی دروازہ بند کر لیا چھپر کھٹ پر پیر لٹکا کے بیٹھین دوپٹہ ڈھلکا ہوا طبیعت اُداس و پریشان یکایک قید خانے کی جانب منہ کرکے پکار اُٹھی نظم

ای گل گلستان رعنائی — نو بہار ریاض زیبائی — ای مہ آسمان حسن و جمال
بے نظیر جہان وہم و خیال — ای دُرِ شاہوار ناسفتہ — گوہر آبدار ناسفتہ
ای گل تا بسر نیامدہ — ای نہال ببر نیامدہ — غنچۂ باصفا نخوشیدہ
رنج گلچین ہنوز نادیدہ — ای بت رو بدہر ننہادہ — در کف کافری نیفتادہ
ای دل و دین بیک نگہ بردہ — خون بیچارہ مومنے خوردہ — ای آفت غل شمار ہے یہ روا
حال معلوم کیا ہے تجھے میرا — تجکو وان لاف کبریائی ہے — یان بلا دین و دل پہ آئی ہے
تجکو دعوی ہے بے نیازی کا — حوصلہ کسکو پاکبازی کا — ہے تجھے پاکدامنی کا خیال
مارے ڈالے ہے مجکو شوق وصال — کیون یہ دعوائے لنترانی ہے — آخر اک دن قیامت آتی ہے
سوسن ناتوان پہ ناز نہ کر — ہے خدا بھی تو احتراز نہ کر — کسلیے تجکو مجھسے کام نہین
خون کرنا مگر حرام نہین — شرط دین ہے جو پاکدامانی — تو ستم کیسی ہے نامسلمانی
دیکھ اک بیگناہ مرتا ہے — جان تجھپر نثار کرتا ہے — تجھسے عاشق کی یون دل آزاری
ہووے فی النار ایسی دینداری — شعلے کی طرح ہاتھ ملتا ہون — ہجر و فرقت سے تیری جلتا ہون
تجکو ڈر سوزش الم سے کیا — حور کو آتش جحیم سے کیا — عذر بیجا درست نہین
اب تو یہ ہنوز سن نہین — ایسے نازک کو کون ہے یہ سزا — نوجوانی کا کچھ اُٹھا و مزا
ہے بفتوائے اہل ذوق حرام — تجھسے شیرین دہن کو تلخی کام — ہین یہ دن لطف زندگانی کے
پھر کہان ولولے جوانی کے — بے مزا کر نہ عاقبت بینی — نہ رہیگی لبون مین شیرینی
پھر یہ موسم جو یاد آئیگا — شوق کچھ اور گل کھلائیگا — ان دنون کی جو آئیگی حسرت
کیجیے گا گناہ بے لذت — فائدہ پھر ہوس سے کیا تمکو — مجھسا مشتاق مل چکا تمکو
میری باتین نہین تمھین معلوم — ورنہ کاہیکو یون رہون محروم — مین وفادار ہون وفائی قسم

تیری حسرت فزا جفا کی قسم　بے وفا بندۂ خدا اگر ہون　لیا سا تجھسے کبھی دن تو کافر ہون
تو جو ہی ہاشمی نسب ای جان　ہی محبت تری مرا ایمان　اس بیقراری سے لالہ عذار

یہ اشعار پڑھکے روئی کہ کنیزین بھی رونے لگین لالہ عذار نے کنیزون کی جانب دیکھکر کہا کہ جاؤ باہر جاؤ ہمارے سامنے بیٹھکر آنسو نہ بہاؤ کہ سبھون کا رونا ہمیں شاق ہی دل سیر گل و بلبل کا مشتاق ہی کنیزین باہر گئین غنچہ دہن وزیر زادی کا بچپن سے ساتھ تھا چھپکر کونے مین کھڑی ہوگئی لالہ عذار نے جب دیکھا کہ خواصین چلی گئین بے اختیار رونا شروع کیا وزیر زادی کونے مین کھڑی سن رہی تھی اُسکے کان مین ہچکیون کی آواز آئی بیقرار ہوکر دروازہ کھولا ملکہ نے جو وزیر زادی کو آتے دیکھا اپنے کو چھپر کھٹ پر گرا دیا دولائی سے منھ لپیٹا وزیر زادی دوڑکر قریب آئی عرض کی کہ واری مزاج کیسا ہی عجب حال مین حضور کو پاتی ہون چہرہ زیبا دیکھکر گھبرائی ہون کیا دشمنون کو رنج ہوتا امیدوار ہون کہ اظہار ہو شاید حل اُسکا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہو اگر ہم بُرے ہین تو ہمکو نکلوا دیجیے بدخواہ کا کیا کام ہی اسطرح سمجھا کر جو غنچہ دہن وزیر زادی نے قدمون پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا فرمایا کہ ای وزیر زادی تجھسے کیا کہین جو دل پر گذرتی ہی اُسکا اظہار مناسب نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہر رفیق بیکسی منزل بمنزل رہگیا　گر پڑا آنسو کسی جا پر کہین دل رہگیا
صید لاغر کردیا تھا خنجر قاتل نے مجھے　ذبح کے لائق نہین مرنے کے قابل رہگیا
ای اجل فرصت ندی افسوس ہی افسوس ہی　آرزومند جفا احسان قاتل رہگیا
وای قسمت بخل قاتل سے نہ بر آئی مراد　تشنۂ آب دم شمشیر بسمل رہگیا
جوشش حیرت نے نہ دی فرصت کہ جنبش کرسکے　آئینہ میری طرح اُسکے مقابل رہگیا
سخت جانی نے مزے کیا کیا دکھائے وقت ذبح　گر گیا خنجر کبھی بازوے قاتل رہگیا
زمزمہ سنجی بھلا دی خطرۂ صیاد نے　آتے آتے کان تک شور عنا دل رہگیا
سایہ افگن کاکل پیچان ہی روے صاف پر　ابر مین پوشیدہ ہوکر ماہ کامل رہگیا
دی نہ فرصت ہمرہی کی اضطراب روح نے　دل مین پروانے کے سوز شمع محفل رہگیا

سر جدا تن سے کیا آنکھوں پہ پٹی باندھ کر — ای نسیم افسوس ہی دیدار قاتل رہ گیا

اس طرح باک کر یہ اشعار ملکہ نے پڑھے کہ وزیرزادی نے بلائین لین اور کہا کہ اٹھ کے بیٹھیے مفصل حال لونڈی سے بیان کیجیے ملکہ اٹھ بیٹھین رو رو کر حال عشق رستم نوجوان بیان کیا وزیرزادی نے اپنا منھ سیٹ لیا کہا واری یہ غضب کی بات ہی جن لوگون کی وجہ سے گھر بار چھوٹا اور سلطنت طلسم گئی غیر گھر مین بطور فریادیون کے آ گئے جو طلسم کشاے اعلی ہی اُس سے آپ کو محبت ہی اور محبت کیسی کہ بہ شدت مین جو خیال کرتی ہو کہ حضور کو بڑا جوش و خروش ہی اگر ہو سکے تو ذرا صبر کیجیے بڑے بڑے جو اسکے کرنے والے گذرے آنپر کیا گذری کیا کیا سختیان اُن لوگون نے اٹھائین آخر عمر اپنی کس خرابی سے کاٹی ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا کہ اسے غنچہ دہن کیا مٹے کہین صبر و جبر کا موقع نہین رہا ہر چند کہ چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا ایک دن دو دن جبر کرینگے آخر کار جب صبر نہ ہو سکیگا روتے پیٹتے نکل جائینگے قبر مجنون پر پہونچین گے یا اُنسے ہدایت لین گے یا نام معشوق پر جان دینگے یہ کہکے اسقدر روئی کہ آنکھین سرخ ہو گئین اب تو وزیرزادی گھبرائی قدمون پر گرنے لگی کہا کہ واری نہ گھبرائیے اب لونڈی انتظام کریگی مین اپنے کو کسی حیلے سے قید خانے تک پہونچاؤنگی حضور کی بیقراری اُنکو سناؤنگی اپنی ایسی باتین وزیرزادی و شاہزادی مین ہوئین دونون رو رہی ہین اُس وقت ملکہ کا رونا دل کے ٹکڑے کرتا تھا آخر وزیرزادی نے کہا کہ جو آپ فرمائیے وہ بجا لاؤن ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ خیر جو گذریگا وہ گذریگا بتانے سے کیا فائدہ اسکو یہ صورت ہی

نظم

| | |
|---|---|
| سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین | ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین |
| جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید | اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین |
| تا کجا فکر اسیری رحم ای صیاد کر | سرو و بید آزاد ہین جو صاحب بیداد ہین |
| حکم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا | اُس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین |
| ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان | مدتون سے مبتلاے زحمت صیاد ہین |
| ایک ستی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار | ساتھ ویرانی ہی اُنکے جو یہان آباد ہین |
| آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین | ہر جگہ دو چار اپنے ساکن فریاد ہین |

ایک جا بیتابی دل سے نہین مجکو قرار
کون سا وہ گل ہے جسکی دید ہم کرتے نہین
کب یقین ہے تمکو پہلے آغوش آکی ہوگی نیند
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہوجیے
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی بڑھگئی
خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہے نسیم

صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
رات سے کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
چند دن کو دار دنیا سے بے بنیاد ہین
کب کسی کے ہم بھلا منت کش امداد ہین
اپنے منھ سے کب کہا ہمنے کہ ہم اُستاد ہین

یہان تو یہ باتین ہورہی ہین لیکن ذکر ہفت پیکر کرنا واجب و لازم ہوا کہ یہ جو دربار سے اُٹھا اُٹھکر اِترانا ہوا تخلیے مین آیا سر جھکاکے بیٹھا چارون وزیر اُسکے حاضر ہوے دیکھا خداوند ہفت پیکر چپ بیٹھے ہین وزیرون نے دست بستہ عرض کی کہ آج قدرت کیون ملول ہین کیا امر ہونے والا ہے کہ قدرت کو یہ پریشانی ہے ہفت پیکر نے کہا کہ اے وزیران باتدبیر کیا حال اپنا بیان کرون اپنی ساری خداوندی کی کرامات دیتا ہون لیکن وہ ظالم ملے وزیرون نے کہا کہ حضور کون ہے مفصل ارشاد ہو ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ ہمارا مہمان عزیز جو ہمارے یہان فروکش ہے اُسکی خاطر اسقدر مد نظر ہے کہ اگر قبول کرے تو اہتمام قید خانہ اُسکے سپرد کرین اب تین مہینے پرورش مسلمانان منظور ہوئی بعد تین مہینے کے ان سب کا خاتمہ ہوگا پھر اور عہدہ تجویز کرینگے وزیرون نے عرض کی کہ مفصل قدرت ارشاد فرمائین شاید کوئی انتظام غلامون سے بن پڑے ہفت پیکر نے کہا کہ اصل کیفیت یہ ہے کہ مصر العرائب کی دختر ملکہ لالہ عذار آج قدرت نے اُسکو دیکھا قدرت کو یاد آیا کہ اس تصویر کو صفحۂ روزگار پر کھینچا تھا بعد عرصۂ دراز دیکھا اب دل چاہتا ہے اُسکو پہلو مین بٹھائین اپنا حال دل سنائین وزیرون نے عرض کی کہ یہ کتنی بڑی بات ہے جس وقت مصر العرائب یہ سنے گا آنکھون سے اس امر کو قبول کریگا حقیقت مین وہ نازنین بھی قدرت کو دیکھتی تھی وزیرون نے جو اس سہولیت سے بیان کیا ہفت پیکر خوش ہوگیا کہا اچھا مناسب طور پر ذکر کرنا جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا وزیر اوّل کہ جسکا عقاب بلند پرواز نام ہے روانہ ہوا یہان ملکہ تو حیران و پریشان ہین مصر العرائب پاس اپنے رفیقون کے

بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ خداوند ہفت پیکر مجھپر بہت مہربان ہین اب کوئی عہدہ بھی لونگا
خالی بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہون اُسی انتظام مین ہل جاؤنگا کہ خبر پہونچی وزیر اعظم قدرت
در دولت پر حاضر ہین حکم دیا کہ بُلا لو وزیر نے آکر مصر الغرائب سے کہا کہ قدرت بہت مہربان
ہین تمھاری دختر کو طلب فرماتے ہین اے مصر الغرائب لطف یہ ہوگا کہ قدرت کے
عزیزدار کہلاؤگے طلسم ہفت پیکر مین جا بجا نام ہوگا قدرت کا بھی کام ہوگا مصر الغرائب
سُن رہا ہی جب وزیر سب کچھ کہہ چکا تو مصر الغرائب نے کہا کہ مین پہلے اپنی دختر سے
دریافت کر دون دیکھون وہ کیا کہتی ہی اور وزیر سے اقرار کیا کہ مین ضرور شادی کر دونگا
قدرت بہت خوش ہونگے یہ کہہ کے اُٹھا وزیر کو خلعت دیکر رخصت کیا آپ بھی چلا راہ مین
ایک باغ ملا ملازمون نے عرض کی کہ اسی باغ مین ملکۂ عالم تشریف رکھتی ہین مصر الغرائب
اُدھر پلٹا لالہ عذار وزیرزادی سے باتین کر رہی تھی کہ بڑھ کر کنیزون نے خبر دی کہ آپکے
والد نامدار تشریف لاتے ہین ملکہ واسطے استقبال کے اُٹھین مصر الغرائب کو
لاکر مسند پر بٹھایا مصر الغرائب نے خیال کرکے دیکھا کہ لالہ عذار کا چہرہ اُداس
آنکھون مین حلقے رنگ رو متغیر گھبرا کے پوچھا کہ کیون نور نظر مزاج کیسا ہی ملکہ لالہ عذار
نے سر جھکا کے عرض کی کہ گھر بار چھوٹا سلطنت ترک ہوئی ہمارے مزاج کیا غریب الوطن
مبتلائے دام رنج و محن مصر الغرائب نے کہا کہ اے نور نظر قدرت تمپر مائل ہوے ہین
مجھسے بھی ملین گے جو حکم دینگے وہی ہوگا ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا مقدمۂ اصلی کا
کچھ جواب نہ دیا مصر الغرائب خوشی خوشی اُٹھ گیا جب مصر الغرائب جا چکا ملکہ
لالہ عذار نے پھر وزیرزادی غنچہ دہن کو بلایا اور سب کیفیت بیان کی وزیرزادی
نے کہا کہ وارثی یہ مقدمہ حضور میرے سپرد کرین اس وجہ مین بہت سے مطلب نکلین گے
ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ تم جاکر قدرت سے ملوا دو تو یہ کہو کہ صاحبزادی ابھی آگاہ نہین
دیکھون انجام کیا ہی ہرچند کہ کوہ بوقلمون کا تباہ ہونا بڑا باعث خرابی ہوا اتنا بڑا
ساحر بیدست مارا گیا یہ کسی کی مجال نہین کہ عرض کر سکے اوّل انتظام یہ ہو تب دوسری
طرف توجہ فرمایئے لقین ہی کہ کوئی صورت معقول نکلے وزیرزادی نے عرض کی کہ سرکار کو

اختیار رہی شاید کہ یہ کلمات ہفت پیکر کے خلاف ہون ملکہ نے کہا کہ تم سمجھ کر کلام کرنا ہے
ہوش و حواس بجا نہین ہین وزیرزادی ملکہ سے باتین کرکے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ دیکھیے اب
کیا ہو حقیقت مین عجب مشکل ہی اگر ملکہ نے نہ مانا اُسکے گھر مین آرہی ہین کوئی جبر کیجے اور بہمہ
دست طلسم دراز ہو یہ سوچتی ہوئی خدمت ہفت پیکر مین آئی آکے سلام کیا ہفت پیکر
تخت پر بیٹھا تھا کہ وزیرزادی نے جو آکے سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا کہ کیون غنچہ دہن اسوقت
تمھارے آنیکا کیا باعث ہوا وزیرزادی نے عرض کی کہ قدرت کی زیارت مدنظر تھی اسوجہ سے
آج حاضر ہوئی یہ کہکے بیٹھ گئی ہفت پیکر نے کہا کہ کیون وزیرزادی تمھاری ملکہ کو ہمسے
کچھ رغبت نہین پائی جاتی ہم چاہتے ہین طلسم مین بڑے بڑے عہدے ہین جسکو عہدہ نیابت
دین اور وہ انکار کرے مقرر کرنے نہ کرنے کا ملکۂ عالم کو اختیار رہے چاہتے ہین ایسے عہدے پر مقرر کرین
کہ ملکۂ عالم کے آنے جانے کا باعث ہو غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی جو قدرت کے نزدیک
مناسب بہتر وہ تجویز کیا جائے اُس وقت وہ وزیر بھی آیا وزیر نے عرض کی کہ جو قدرت کے
نزدیک مناسب ہو وہ تجویز کیا جائے ہفت پیکر نے ہنس کر کہا کہ انکے والد نے مسلمانون
کے ہاتھ سے بڑے صدمے اُٹھائے ہین مگر انکی زندگی قدرت کو رکھنا منظور تھی اس وجہ سے
لڑبھڑ کے نکل آئے ورنہ بڑے بلوے تھے قدرت فکر فرماتے ہین کہ بروز منگل ملکہ عالم قیدخانے
مین جائین سب حال پوچھین جو جسکے بارے مین مناسب جانین وہ تجویز فرمائین قدرت اُسکو
بسر و چشم منظور کرینگے وزیرزادی یہ وعدہ کرکے پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی تمام کیفیت
بیان کی اور یہ بھی کہا کہ حضور قیدخانے مین چلنے کا سبب تو نکل آیا اسی مین کچھ تجویز ہوگی ملکہ
خاموش ہو رہین تیسرا دن منگل تھا ملکہ بیٹھی تھین کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی
فرمایا کہ دیکھو یہ کیسا باجا بجتا ہے کنیزون نے بڑھکر خبر دی کہ حضور کے واسطے تخت آتا ہے حضور آج
قیدخانے تشریف لیجائین ملکہ لالہ عذار نے لباس فاخرہ پہنا خرامان خرامان باہر تشریف
لائین دیکھا بارہ ہزار کنیزین ایک تخت زرنگاری نہایت تکلف سے آراستہ لاکر دروازے پر
پہونچایا ملکہ تخت پر سوار ہوئین وزیرزادی بھی ساتھ ہی جب در زندانخانے پر آکر پہونچین نگہبانون نے
مشہور کیا کہ ملکہ لالہ عذار دختر مصر الغرائب تشریف لائی ہین تمام افسران فوج برائے تسلیم حاضر ہوگئے

ملکہ نے فرمایا کہ ہمین قیدخانہ دیکھنا منظور ہی افسرون نے عرض کی کہ چلیے ملکہ داخل ہوئین در قیدخانے پر زنجیرون کی جھنکار کان مین آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو ایڑیان رگڑ رہا ہی بلبلا رہا ہی ملکہ نے پوچھا کہ اس جوان کا کیا نام ہی اورون کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین بیمار ہوگیا ہی ملکہ نے حکم کیا کہ اسکے لیے طبیب مقرر کیا جائے آگے بڑھین دیکھا کہ سب سردار رو رہے ہین بیچ مین ایک آفتاب عالمتاب درخشان گرد و صدہا سردار مثل انجم بیٹھے افسوس کر رہے ہین ملکہ نے یہان کا حال پوچھا سب نے عرض کی کہ صاحبقران زمان بیچ مین گرد سب سردار صبح کا وقت ہی یہ سب دیکھنے کو آئے ہین ملکہ وہان سے آگے بڑھین کہ ایک گھر سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی شخص آفت و مصیبت کا مارا بلک بلک کے رو رہا ہی اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری ہین

نظم

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار مین روح — چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار مین روح
بدل رہا ہی جنازے پہ کروٹین لاشہ — بس فنا ہی تری یاد جسم زار مین روح
ملال مٹ کے ہی ختم ہو دل مکدر مین — غبار روح مین یا کہ ہی غبار مین روح
کہین اجازت رفتار دے نزاکت یار — کہ راہ تکتی ہی آغوش انتظار مین روح
فنائے عشق مین کیا برگزیدگی ہی ہمین — کہ اپنا جسم ہوا ہی تن ہزار مین روح
نہ زندگی سے خوشی ہون نہ موت سے راضی — نہ اختیار مین دل ہی نہ اختیار مین روح
دکھا دے جلوۂ آخر کہ وقت ہی آخر — ہی میہمان نفس چند جسم زار مین روح
نہین ہین کم ترے ستون کی مستیان پس مرگ — بہک رہی ہی ابھی تک اسی خمار مین روح
پیا ہی بادۂ الفت کا ساغر لبریز — اسی سرور مین دل ہی اسی خمار مین روح
عجب نہین جو پکارے تجھے مری آغوش — ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل — بہار یہ ہی کہ نکلے اسی بہار مین روح
بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر — تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح
خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم — پھنسی ہوئی ہی عجب دام انتشار مین روح
عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے — کنار قبر مین ہی نہ حسرت فشار مین روح

خوش آئی عادت طفلی پس فنا بھی نسیم | کہ لوٹتی ہے مری دامن مزار مین روح

اس صداے دردناک کو سنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہو گئین وزیرزادی سے پوچھا کہ دریافت تو کرو یہ کون شخص روتا ہے اسکی صداے درد خیز سے دل ٹکڑے ہوتا ہے وزیرزادی نے بڑھکر دیکھا کہ گرد سردار ہیچ مین رستم نامدار روز روشن مین سرِ دار تشکین دیتے ہین سمک قدمون سے لپٹا ہوا عرض کر رہا ہے کہ غلام نے کشب کو بشارتین پائین بزرگان دین تشریف لائے خوشخبری سناگئے کہ آپ فتاح طلسم ہفت پیکر ہین رستم فرماتے ہین زندگی کی کیا امید ہے ہم طلسم کو فتح کرین یقین ہے کہ موت لیکر اس قیدخانے مین آئی ہے ہم یہان سے زندہ نکلین گے سمک تلوے سہلا رہا ہے کہ روشنی ہوئی معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا گھبرا کر رستم نے سر اٹھا دیا دیکھا کہ گوہر بے بہاے بحر حسن و جمال آفتاب عالمتاب آسمان کمال ملکہ لالہ عذار آگے آگے وزیرزادی کا ہاتھ پکڑے ہوے گرد ونسیمین حلبیان گھیرے ہوے اُس کمرے مین آ گئین رستم سے جو آنکھ ملی شرما کے بیٹھ گئین وزیرزادی نے پوچھا کہ کیون واری بیٹھنے کا کیا باعث ملکہ نے وزیرزادی سے اشارہ کیا دونون عاشق و معشوق مین نگاہین ملین چھریان چلین ادھر سے ناز ادھر سے نیاز ادھر سے کشش ادھر سے کوشش ادھر سے کاہش ادھر سے خواہش ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے آخر وزیرزادی نے عرض کی حضور اٹھیے چلین حال اُدھر کا بھی غیر ہے دیکھیے کیا کیفیت ہے ملکہ جو اُٹھنے لگین دل بیٹھا جاتا ہے ناچار ہوکر اُٹھین حکم دیا کہ مکان صاف رہے انتظام ضرور ہے کسی بات کی قیدیون کو تکلیف نہ ہونے پاے ورنہ خداوند ہفت پیکر کو ملال ہوگا یہ حکم دیکر ملکہ لالہ عذار چلی گئین کئی مرتبہ اسی طور سے آنا ہوا ایک دن جو آئین شاہد ہو گئی رستم نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے ملکۂ عالم غضب آئی ہو قتل کر کے چلی جاتی ہو کلام کرنا دشوار ہوا یہ سنتے ہی ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا کہ اے شہریار اصل تو یہ ہے کہ مہینا بھر کا ل گذرا اسی ہجر مین جلتے بمشکل اپنے کو سنبھالتی ہون اور آئی ہوئی بلا کو ٹالتی تھی ین کیا کہون کہ کس حال مین ہون یہ سنتے ہی غلشاہ کی آنکھون سے آنسو ٹپکے کہا کہ اے شہنشاہ خوبی واے سرو خرامان بوستان محبوبی کیون اتنا بیقرار ہو باعث پریشانی کا کیا ہے ملکہ لالہ عذار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ کیا حال اپنا

بیان کریں جو آپکے عشق میں ہمپر گزری ہے اگر ہم مفصل عرض کریں تو آپکے دل پر صدمہ پہونچیگا
ہم یہ نہیں چاہتے کہ حضور کے قلب نازک پر کوئی صدمہ پہونچے

**نظم**

مبدل بے سبب کب ہوا حبار رنگ سا رو میرا / کسی کی جستجو میں ہے دل پر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو میں دل انگاری کی شکلیں ہیں / خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا / جو آنسو ہیں تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا
نہیں ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو جانے والوں کو / لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہیں / رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہوں پاک دامن اس ستمگر کی محبت سے / یقین ہے دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
جسے سمجھے تھے اپنا لو اسی کو مدعی پایا / کسی کو کیا کہوں دشمن مرا دل ہے عدو میرا
انہیں رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن / غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقوں سے چھٹ نہیں سکتا / جدا ہونے میں ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا
نہ دیکھیں آنکھ اٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو / کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
اجازت مجکو دیتا ہوں خوشی سے قتل کی لیکن / مناسب ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا
کبھی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا / انہیں یاد آئیگا برسوں یہ حسن گفتگو میرا
نہ چھوٹیگا چھڑانے سے ہزاروں صورتیں بدلے / بہار دامن جلاد دیکھیگا لہو میرا
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہیں خاطر سے / نہ لیگا نام بھولے سے کبھی یار خوبرو میرا
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے / بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

ملکہ یہ اشعار پڑھکے رونے لگیں پلٹ کے جو دیکھا سواے وزیرزادی کے اور کسی کو اپنے قریب نہ پایا فرمایا کہ جسدن کہو تمکو نکال لے چلیں باقی سمجھا جائیگا اگر کوئی حائل ہوگا ہمارے ہاتھ سے گھائل ہوگا خوب تلوار چلیگی یہ بھی تو ظاہر ہو کہ فرزندان صاحبقران تشریف لائے اور قیدخانے میں آکر قید ہوے چندکس صید ہوے قید میں یہ جرأت علمشاہ نے اسیر جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم ہماری بھی جان پر بنی ہے وہ دن خدا دکھائے کہ تمہارا ساتھ ہو یہاں سے نکل چلیں ڈھنڈاے کا رہ مصر الغرائب کا وزیر خناس موجود تھا گوشے میں سے یہ سب باتیں سن رہا تھا

سامنے ملکہ کے آکر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم تمنے تو عجب کمال کیا ہمنے بھی سب لفظاً لفظاً حال سُنا کہ آپ نکل جائینگی قیدی کے ہمراہ آپ کا جانیکا ارادہ ہی ملکہ لالہ عذار کے مُنھ سے نکلا کہ او خناس کیا بیہودہ بکتا ہی خداوند جانے کہانکی باتین کہتین کیا سوال تھا کیا جواب تھا اُسکا ذکر سامنے والد نامدار کے نہ کرنا ورنہ مشکل پڑیگی خناس نے کہا کہ مین ابھی جا کر شہنشاہ سے اس امر کا ذکر کرتا ہون یہ کہہ کے علمشاہ کا ہاتھ پکڑا کہا مین قیدی کو ابھی لیے جاتا ہون اسے سزا ملے پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کرے کہ مین پہنچ دیکرے اڑا ملکہ نے جو دیکھا کہ علمشاہ کو لیے جاتا ہی آواز دی کہ او خناس آگے نہ بڑھنا سامنے خداوند کے یہ ذکر ہوگا پلٹ وہ کب پلٹتا ہی مگر سحر ملکہ سے زور نہ چلا دس قدم کی بلندی پر جاکے رک گیا ملکہ منتین کر رہی ہین کہ اے خناس چلے آؤ خناس نہین مانتا زور کر رہا ہی چاہتا ہی کہ نے نکلون لیکن ممکن نہین ہوتا آخر غصے مین ملکہ لالہ عذار نے پکار کر آواز دی کہ اے خناس تمنے عجب حرکت کی ہی کہ کسی کا تمکو خیال نہین ہم سحر تم پر کرین تو حال کھلے یہ سُنکر خناس نے ایک گولہ ملکہ لالہ عذار پر مارا چاہا ملکہ نے گولے کو اُلٹا پلٹایا وہ گولہ پاس خناس کے جا کر پھٹا ایک وقت اٹھا ہوا کہ خناس اُلٹ گیا نیچے سے علمشاہ چھوٹے ملکہ لالہ عذار نے زمین پر رستم کو قایم کیا لیکن خناس جو زمین پر آیا چاہا تڑپ کر نکل جاؤن ملکہ نے کہا کہ او نامرد اب نکل جانے کا ارادہ کرتا ہی ہمنے پہلے سے سمجھا یا تھا مگر تونے ہمارا کہنا نہ مانا اب عذر کرتا ہی کوئی عذر تیرا نہ چلیگا خناس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ ملکہ پر کھینچ مارا ملکہ نے پیچھے ہٹ کے نگاہ ڈالی وہ گولہ اُلٹا پلٹا جاکے خناس کے سر پر پڑا کہ سر پھٹا چیخ کھا کے زمین پر گرا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خناس جادو بود ملکہ لالہ عذار نے ٹانگ پکڑ کر خناس کی باہر پھینکا علمشاہ سے کہا کہ صاحب آپ تشریف رکھین دیکھین اس سانحہ کا کیا انجام ہو رستم نے کہا کہ سب فضل الٰہی ہی دیکھا جائیگا ملکہ رنجیدہ و کبیدہ باہر نکلین کنیزون سے کہتی ہوئین کہ دیکھیے اس مقدمے کا انجام کیا ہوا گر صصرالغرائب کو خبر پہنچیگی فساد برپا کریگا مگر سمجھا جائیگا ملکہ لالہ عذار مکان پر آئین آج جس وقت سے رستم کی زبان سے وہ کلام سُنے ہین بیقراری بڑھ گئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آئین ساتھ والیون نے کہا بھی ہین کہ قید خانے مین جا کر فساد برپا ہوا الیقین ہی کہ ہفت پیکر سے ضرور اطلاع کیجائے یہان تو

یہ وکر ہی وہاں روشن تاجدار کہ جو اس سرحد کا منتظم ہی جہاں قید خانہ ہی اور ہفت پیکر رہتا ہی
برائے ملاقات خداوند اُس راستے سے آتا تھا پوچھا کہ یہ کسکا لاشہ ہی لوگوں نے بیان کیا کہ یہ شخص
صفدر الغرائب کے ساتھ آیا تھا صاحبزادی نے اُسکی قتل کیا پوچھا کہ کیوں کہنے والے نے
سب حال بیان کیا روشن تاجدار چل گیا دربار میں ہفت پیکر کے آیا کہا کہ یا خداوند
آپ نے کچھ سنا کہ زیر دیوار خداوندی سردار مارا گیا کیا حضور کو خبر نہیں اور اصل یہ ہی کہ اُسنے
نمک خواہی سرکار کی کی تھی اُسکے لیے یہ معاوضہ ہوا مقام تعجب ہی کہ سزا نہ ملے اور بدعت
کرنے والا بدعت کر جائے قدرت کو بہت شاق ہوگا جو مفصل سُنینگے پھر سب حال کہدیا
صاحب آپ ہفت پیکر بیٹھا کہا کہ اے روشن تاجدار اصل میں یہ معاملہ کیا گذرا اور ملکہ نے اُسے
کیوں مارا اُنکو صرف یہ حکم دیا گیا ہی کہ مہینے میں چار مرتبہ قید خانے کو ملاحظہ فرمائیے
آج ہی وہ گئیں اور شاہنشاہ سے راز و نیاز ہوئے انجام کار یہ ہوا کہ خناس مارا گیا یہ
بات سمجھ میں نہیں آئی لوگوں نے کہا کہ حضور طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اِنکے اُنکے برسوں کا
راز و نیاز تھا جسکا کہ یہ انجام ہوا افسوس ان لوگوں نے آفتیں برپا کیں یہ سُنکر
ہفت پیکر نے کہا کہ ملکہ گوشہ نشین پیغام و سلام کسکی معرفت ہی جادوگروں نے عرض کی
کہ اُسکی وزیر زادی غنچہ دہن ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے یہ رنگ پھیلا یا ہی وہ ای
برائے پیغام و سلام آتی جاتی ہی یہ سُنتے ہی ہفت پیکر نے حکم دیا کہ غنچہ دہن کو ہمارے
پاس لاؤ یہاں ملکہ لالہ عذار غنچہ دہن سے باتیں کر رہی ہیں اور رات کا وقت ہی کہ ایک
کنیز نے آکر خبر دی کہ بی غنچہ دہن کو خداوند ہفت پیکر نے بلایا ہی اُسی وقت غنچہ دہن
اُٹھی مگر کانپتی ہوئی اس مکان میں آئی جہاں کہ ہفت پیکر تھا ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہی کہ
غنچہ دہن آکر پہونچی ہفت پیکر کھڑا ہوگیا غنچہ دہن کی بڑی خاطر کی کہا کہ غنچہ دہن ہم
اسی میں ہیں کہ ملکہ لالہ عذار کو ہمارے واسطے راضی کردو دیکھو خیال رکھو اگر قدرت نے توجہ کی
اور وارث خدائی پیدا ہوا تو خداوند کی ماں اور خداوند کی بی بی کہلائیں گی مسلمانوں کا
ابکی مرتبہ خاتمہ ہی صرف کاہن کے منع کرنے سے تامل کیا اب نہ تامل کیا جائیگا روز انتقام میعاد
حکم ہو جائے کہ قتل کرو پھر کون روک سکتا ہی غنچہ دہن نے سب باتوں کو سُنا جب یہ ہاتھ بڑھاتا ہی

غنچہ دہن کو خوف آتا ہی کہ میرے ساتھ گستاخی نہ کرے ستمدیدہ ملکہ لالہ عذار ہین ہان کیے گئی
جب یہ کہکر خاموش ہوا غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی ملکہ لالہ عذار کو ضرور
لے آئیگی تین دن اور معاف فرمایا جائے تین دن مین سب انتظام کر لون چوتھے دن آکے
حاضر ہون یہ کہکے بھاگی پاس ملکہ لالہ عذار کے آئی سب کیفیت بیان کی کہ ہفت پیکر آپکا
خواہان ہی یہ سنکر لالہ عذار رونے لگین کہا کہ ای غنچہ دہن مین جان دونگی مگر اُس ملعون
کے سامنے نہ جاؤنگی مین گئی اور اُسنے دست طمع بڑھایا سوائے جان دینے کے چارہ
نہ ہوگا وہ ایک ظالم اظلم ہی غنچہ دہن نے کہا کہ رستم کو نکال لے چلیے لیکن حال لوح دریافت
کیجیے ایک مرتبہ حضور کو چلنا پڑیگا سب حال دریافت کرلین گے بموجب اُسکے کاربند
ہونگے اگر لوح فرزند صاحبقران عالیشان کو ملی قیامتین برپا کرینگے پھر اُنسے کون مقابلہ
کرسکتا ہی کسکی مجال ہی ملکہ لالہ عذار کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہا کہ ای غنچہ دہن
کیا ہوگا غنچہ دہن نے عرض کی کہ واری ایسے ظالم کا سامنا ہی خدا انجام بخیر کرے آج
شب کو چلیے باتین کرنیکا طرز اختیار کیجیے سب معلوم ہو جائے دریافت کر لیجیے پھر
کاربند ہونا چاہیے ای ملکۂ عالم بس آج کی عقلمندی ہی مین سب طرح کی باتین اُس افراسیاب
سے کر لونگی بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی پروردگار اُس ظالم کی
بدنیت سے بچائے یہ کہکے ملکہ کو کپڑے اچھے پہنائے اور آپ بھی لباس تبدیل کیا پھر رات
گئے ملکہ لالہ عذار کو تخت پر سوار کیا طرف ہفت پیکر کے بعد کرو فر روانہ ہوئین قصر
ہفت جوش مین ہفت پیکر بیٹھا تھا کہ اُسنے دیکھا آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ غنچہ دہن
اور ملکہ لالہ عذار تخت پر سوار آتی ہین ایک کنیز نے ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند
مبارک ہو ملکہ لالہ عذار تشریف لاتی ہین ہفت پیکر خوش ہوگیا پہلو سے چند
پتلے فولادی نکال کر پھینکے آواز دی کہ ای فرشتگان مقرب معشوقہ قدرت کو
استقبال کر کے لاؤ کہ لالہ عذار نے دیکھا کہ چار فرشتے بازوؤن پر پر یاقوت آکر
کے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای معشوقہ خداوند چلیے ملکہ لالہ عذار نے سر جھکا لیا سامنے
ہفت پیکر کے آکر پہونچین جھک کر سلام کیا ادھر پایۂ تخت کو بوسہ دیا بیٹھنے کو حکم دیا

ملکہ لالہ عذار بیٹھے بیٹھے رونے لگیں یہ تصور ملکہ کو بندھا کہ اب ملاقات بلشاہ سے دشوار ہی
اُنکی بیقراری میں یہ اشعار زبان سے نکل گئے نظم

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہی تو یہ ہی
اس زلف کی بو سونگھے سودا ہی تو یہ ہی

قینچی نہیں چلوائی مرے نامے نے کس پر
پر دار کبوتر ہو جو عنقا ہی تو یہ ہی

کچھ سرو کا رتبہ ہی نہیں قد سے ترے پست
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہی

ملتا جو نہیں یار تو ہم بھی نہیں ملتے
غیرت کا اب اپنی بھی تقاضا ہی تو یہ ہی

اے نور نظر معجزۂ حسن سے تیرے
اندھے بھی کہیں گے کہ مسیحا ہی تو یہ ہی

محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ کرے یار
عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہی تو یہ ہی

بینا ہوں جو آنکھیں تو رخ یار کو دیکھیں
نظارے کے قابل جو تماشا ہی تو یہ ہی

مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
لا حل جو مضمون میں معما ہی تو یہ ہی

گہ یاد صنم دل میں ہی گہ یاد الٰہی
کعبہ ہی تو یہ ہی جو کلیسا ہی تو یہ ہی

معشوق وہی رخسانہ خالی و شب ماہ
عاشق کے لیے حاصل دنیا ہی تو یہ ہی

دیوانے نہ کیونکر غل زنجیر پہ مٹتے
سرکار جنون کا جو سراپا ہی تو یہ ہی

دل کے لیے ہی عشق تو دل عشق کی خاطر
گھر ہی تو یہ ہی اور جو مینا ہی تو یہ ہی

دیوانۂ قد سے کبھی نالوں کو تو سنتے
ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہی تو یہ ہی

ثابت دہن یار دلیلوں سے کرائیں
حجت کی جو شاعر کے لیے جا ہی تو یہ ہی

ہفت پیکر نے آواز دی کہ اے معشوقۂ قدرت یہ اشعار تو نے کیسے پڑھے کیوں اسقدر مضطرب و بیقرار ہی غنچہ دہن نے عرض کی کہ جس وقت سے پیغام خداوندیں نے عرض کیا ہی ملکہ خود نہایت درجہ بیقرار ہیں اُنکی بیقراری میں یہ اشعار شستہ سے نکل گئے ہفت پیکر حیران ہو رہا آواز دی کہ اے فرشتگان مقرب لیجاؤ اپنے مقام پر جاؤ وہ چاروں شخص غائب ہو گئے ملکہ لالہ عذار تھر تھر کانپنے لگی کہ دیکھیے اب کیا ہو غنچہ دہن سے اشارے ہیں کہ بُوا میری آبرو بچانا خوف میں اس تمنا کے نہ آنا ایسا نہ ہو کہ دست انداز ہو صورت کو جو لالہ عذار نے دیکھا ایک دیو ہی قالب انسان میں سمایا ہوا تمام دنیا کے حیلے ہوئے شعبدوں کے کھیل کھیلے ہوئے

آنکھوں مین ننھی ننھی سیتلا کے چہرے پر داغ یا چمن مین آشیانہ زاغ عجب بدمنظر بدصورت ہی کہ دیکھکر
خوف آتا ہی بچپنے سے منہ جو کسی وجہ سے کھولا جاتا ہی تو معلوم ہوا کہ سنڈاس کھل گیا وہ بوے بد
آتی کہ دماغ اُلٹا رہتا ہی کہان تک کہ بیٹھے ہوے تھن رہا ہی طرف ملکہ لالہ عذار کے متوجہ ہوا
کہا کہ اے معشوقۂ قدرت قدرت نے تجکو یاد کیا ہی چاہتے ہین کہ سرفراز کرین ملکہ لالہ عذار کے
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہفت پیکر نے خوش ہو کے کہا کہ قدرت تیرے پیٹ مین نور قدرت
آتا رہیگا تیرے شکم سے خداوند زادہ پیدا ہوگا تمام دنیا مین اُسکی عملداری ہوگی قدرت
تقدیر کر چکے یہی ہوگا ملکہ لالہ عذار شرم کے مارے پسینے پسینے ہوگئی جب کئی مرتبہ اُس بدبخت
نے اسی طرح کہا لالہ عذار نے کئی مرتبہ غنچہ دہن کو اشارہ کیا کہ کچھ سوال وجواب کرے
جب اُسنے کلام نہ کیا کیونکہ غنچہ دہن خود خائف و ترسان ہی دہن بوجہ نزاکت معدوم صرف
نشان عدم ثابت ہوتا ہی ہاتھ باندھکر لالہ عذار نے عرض کی کہ جو قدرت نے تجویز کیا ہی
یہی مناسب تھا کنیز کو اسقدر اشتیاق ہی کہ اپنے طلسم مین آٹھ پہر دعا مانگتی تھی کہ خدمت
مین ہفت پیکر کی پہونچی آخر قدرت نے یہ انتظام کیا کہ کوکب روشن ضمیر مسلمان ہوا طلسم
ہمارے بزرگون کے سپرد ہو گیا لیکن افسوس یہ رہا کہ اُس زمانے مین کنیز کو یہ ہدایت نہ ہوئی
کہ سیدھی سیدھی دعا مانگتی کہ وہان سے اُٹھکر خدمت مین پہونچ جاتی فلک نے انقلاب کیا اب
کنیز حاضر ہوئی جو ارشاد ہوگا وہ بجا لاؤنگی اب خدمت سے بہرہ یاب ہوئی حضوری بھی
قبول کرونگی مگر دل مین بیتاب ہی کہ کیا کرون دیکھئے اس ظالم کے ظلم سے جان و آبرو کیونکر بچے
اس وقت اپنے بلایا آنا پڑا سرنگون خیال آبرو مین کلیجہ خون ہفت پیکر اکیلا بیٹھا ہی جمال
جہان آرا کو لالہ عذار کے دیکھ رہا ہی کہ قصر کے صحن سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی عرصہ دراز
مین بلند ہوئی اُسمین رعد کی گرج برق کی چمک تھوڑی دیر کے بعد آندھی دفع ہوئی اب ملکہ
لالہ عذار نے دیکھا کہ ایک باغ جنت نظیر ہی گل ہاے رنگا رنگ اور نہرین لبریز جوش و خروش
جاری فوارے دہرا رہے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت ظاہر ہوتی ہی طاؤس
رقصان آمد بہار کے سامان طوطیان زمرد سرا شاخ گل پر پھول کے بیٹھی ہین آمد بہار کے
اشعار بصد تکلف گا رہی ہین

نظم

شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغان بہار
شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوان بہار

گل کہلے ہین موسم گل ہین ہو سامان بہار
عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار

چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین وہ دہوئے شبنم پاے مہمان بہار

گل ہی ساغر بادہ ہی شبنم تو ساقی ہی صبا
میکدہ ہی صحن گلشن بہر مستان بہار

جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہون
نشتر فصاد کانٹے بہر مرغان بہار

رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن
نرگس و گل کا لقب ہی حور و غلمان بہار

ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ
تختۂ گلزار ہی اورنگ سلطان بہار

برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار سا ساز رنگین
کشور گلزار مین جاری ہی فرمان بہار

عندلیبون کو گلون سے ہم آغوشی نصیب
وصل اب ہوا میسر ہی بہر مرغان بہار

فصل گل مین تو بدل سے ہی رعنا کو الم
بے مے و ساقی ہی سب برباد سامان بہار

اس طرح سارے باغ مین آمد بہار کی دہوم ہی عندلیبان خوشنوا کو سامان آمد بہار معلوم ہی گل ہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون شاخین گل و اشجار سے سر بسجود زیر ہر نخل اسقدر پہول ڈہیر ہین کہ طائران چمن فرش جان کر آکر لوٹتے ہین لطف اوٹہاتے ہین پر پرواز واکرکے شاخ گل پر جاتے ہین رنگ و بوے چمن دیکہہ کر زمزمہ سرائی مین مصروف طائر رنگ چمن مائل پرواز باغ مین سوز و ساز عجب باغ مین ہنگامہ ہی سبزۂ چمن مالامال محبت گل بوٹے کی شوکت و جلالت پر رعنائی و زیبائی نسیم سحری اٹکہیلیان کرتی ہی ہر چمن مین پہرتی ہی اسقدر نسیم سحری کو احتیاط ہی پہونک پہونک کے پیر رکہتی ہی کہ روے گل پر گرد نہ پڑے ایسا نہو عندلیب خوشنوا بگڑ جائے کہ میرے معشوق کے چہرے پر گرد پڑی ہر سمت انتظام بہار ہی طائران خوشنوا مین پکار رہی کہ بہار آگئی یہ جوش و خروش آمد بہار دیکہکر ہفت پیکر نے کہا کہ اے معشوقۂ گلعذار دیکہا تونے یہ کرامات قدرت ہی ذرا سا قدرت نے اشارہ کر دیا یہ سب سامان موجود ہو گیا عندلیبان خوشنوا نے آواز دی کہ یا خداوند تیری قدرت کی دہوم ہی حال رنگ آمیزی قدرت کسکو معلوم ہی اے ملکہ اگر کہو ہمیشہ بہار رہے یا خزان کی بہار رہے جو کہو قدرت اس فصل گل کا نمونہ دکہائین تم پریشان نہو نا ملکہ لالہ عذار نے شرما کر سر جہکا لیا

کیا جواب دین کیونکر خاموش رہین دل مین جوش وخروش خوف ہی کہ یہ دیوانہ نہ بنا دے ملکہ اس
خیال مین ہین کہ ہفت پیکر پھر پلٹا کہا کہ کیون معشوق مطلوب قدرت کیا جواب دیتی ہی جس فصل
کو قبول کرو اسکو تمھارے ساتھ کر دیا جائے وہی فصل ہر وقت قائم رہے لالہ عذار نے شرما کر
سر جھکا لیا کہا کہ یا خداوند جب سکونت اختیار کرونگی اسی باغ مین فصل قائم کر دیجیے گا ابھی مین
کسی چیز کی فرمایش نہین کرتی جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا قدرت سے وعدہ کرتی ہون کہ جو کچھ
خدمت مین عرض کرونگی ہفت پیکر کو کچھ بن نہ پڑا کہا اچھا صاحب رخصت ہو تمھین اختیار ہی ملکہ
لالہ عذار بہت خوب کہکے اٹھین مصر الغرائب نے ہرکارے مقرر کیے تھے یہ خبر دریافت کرکے
پلٹے سامنے مصر الغرائب کے آئے تمام کیفیت بیان کی مصر الغرائب کو بڑی بیقراری تھی
کہ دیکھیے انجام کار کیا ہو کہ لالہ عذار آکر پہونچی باپ کو سلام کیا مصر الغرائب نے پوچھا کہ
بیٹیا کیا ہوا ملکہ نے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے کہا کہ اے والد نامدار کیا عرض کرون جسطرح
سے بنا اپنے کو بچایا لیکن بہت آمادہ ہی دیکھیے کیونکر آبرو بچے مین نے آج ٹوٹا لا ہی بندہ کا
وعدہ کیا لیکن اُسکو بڑا جوش و خروش ہی خاک پا لیکر دلد طیار ہے چشم بنانے کو کہتا ہی یہ کہکر کہتا
کہ ایک طائر بالا سے آسمان سے آیا سامنے مصر الغرائب کے طائر گرا تلملا مار کر بشکل
انسان بنا ہاتھ باندھکر سامنے مصر الغرائب کے کھڑا ہوا دست بستہ عرض کی کہ خداوند
نے ارشاد فرمایا ہی معشوق قدرت کے نام وحی آئی کہ معشوقۂ قدرت جاکر قیدیون کو ملاحظہ
کرین اور جہانتک ہو سکے آب ودانہ پہونچائین لیکن بدعت اُنپر ضرور رہے کہ تڑپ تڑپ کر
مرین تین مہینے میعاد قید طلسم ہفت پیکر ہی اسکا خیال معشوقۂ قدرت کو ضرور ہی یہ کہکے
وہ جادوگر غائب ہوا مصر الغرائب نے کہا کہ اے نور نظر اس انتظام کو ایسے طور سے سنبھالو
کہ اس طلسم سے نکل چلین ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ کیونکر مصر الغرائب نے کہا کہ وہ آبرو کا
خواہان ہی آبرو کیونکر بچے لالہ عذار نے کہا کہ آپ ملاحظہ فرمائین ہم طریقے سے اپنی
آبرو بھی بچائین گے خوشامدین کرینگے کہ کسی طرح وہ ہمسے راضی رہے ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائے
اس لیے کہ اُسکے طلسم مین بیٹھے ہین پھر کوئی فساد برپا کرے تو خرابی ہی یہ کہکے لالہ عذار
اپنے مقام سے اٹھین کہ ہم جاکر قیدیون کو دیکھ آئین اُنکو کھانا پانی پہونچائین ٹہلتی ہوئی اُس

کمرے کے قریب آئیں کہ جہاں رستم یاد میں اُس محبوب جانباز و یار جانی کے رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں

نظم

کہتے ہیں سُن کے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے ٭ افسانے کون سُنتا ہی حال شنیدہ کے
کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کریں ٭ ملتے نہیں نشان غبار پریدہ کے
ہیں خاک بھی ہوا نہ گئی پرشیدگی ٭ غنچے وہی رہے مرے دامن کشیدہ کے
جو تم میں بات ہی وہ کسی اور میں کہاں ٭ جلوے کچھ اور ہی ہیں گل نو دمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی ٭ شکوے کہاں کہاں ہیں مرے آب دیدہ کے
کچھ انتہا نہیں ہی کہاں تک سنائیے ٭ قصے دراز ہیں دل نا آرمیدہ کے
قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن ٭ خواہاں رہے نہ لوگ گلاب چکیدہ کے
آہوں کی دھوم ہی کہیں نالوں کے غلغلے ٭ ساماں نئے ہیں روز ترے غم کشیدہ کے
آرامگاہ اشک ہی ویران ای جنون ٭ دامن ہیں تار تار قبا سے دریدہ کے
او مست ناز کیف یہ تیرے سخن میں ہی ٭ دھوکے کلام پر ہیں شراب چکیدہ کے
لو آشیاں تن کی طرف میل تک نہیں ٭ دیکھو مزاج طائر رنگ پریدہ کے
دیوان میں وصف ہی عرق جسم یار کا ٭ مضموں کہاں کہاں ہیں گلاب چکیدہ کے
مژگاں سے بچ نسیم کہ ابرو کے پاس ہیں ٭ یہ تیر بے خطا ہیں کمان کشیدہ کے

یہ اشعار سنکر ملکہ لالہ عذار بیقرار ہوگئیں اٹھ کے دیکھا کہ رستم فرش خاک پر پڑے ہوے سر زنجیر سے ٹکرا رہے ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے ہیں یاد میں اُسی محبوب کی رو رہے ہیں پلٹ کر جو اُسی معشوقہ کو دیکھا بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے تشریف لائیے

فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ٭ ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ کیوں غنچہ دہن یہ قیدی بہت گستاخ معلوم ہوتا ہی جسنے چار آنکھ کرکے بات کی رستم نے شرما کر سر جھکا لیا ملکہ کو بھی جوش محبت تھا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر نہ ہوسکا ہاتھ تھام لیا کہا کہ ای رستم اصل یہ ہی کہ تمہاری وجہ سے گرفتار طرۂ گیسو و قتیل خنجر ابرو ہوے جو حکم ہو وہ بجا لائیں رستم نے کہا

کہ اے ملکۂ عالم کوئی صورت نکاسی کی قید خانے سے نکالو کہ طلسم کو فتح کرون اور قبلہ وکعبہ رہا ہون
طلسم مین ہنگامہ ہو ملکہ نے کہا کہ اے رستم مین بھی یہی چاہتی ہون کہ طلسم تمھارے ہاتھ سے
فتح ہو ایک بڑی بات ہے کہ تمھاری صورت زیبا و طلعت جہان آرا کتاب طلسم مین مندرج
ہے اسی سطر مین مرقوم ہے کہ یہ جوان فتاح طلسم ہفت پیکر ہے اور جرأت و لیاقت مین
یکتا ہے جلالت و شوکت مین بے مثل و بے نظیر علمشاہ نے کہا کہ اے ملکۂ عالم مین نے آجتک
کبھی طلسم فتح نہین کیا قاسم میرا فرزند ہے اُسنے بچپن مین طلسم فتح کیا اے شہنشاہ خوبی و اے
سرو روان باغ محبوبی باعث یہ ہوا کہ ترک توسن یلداق برادر خاقان اعظم مادر قاسم پر
عاشق تھا مین نے اسکو بزور زیر کیا وہ ملعون مکر سے مسلمان ہو کئی مہینے ساتھ رہ کر شکار
کے نام سے صحرا مین لے گیا ایک مقام پر کہ درۂ کوہ تھا وہان غبار اڑ رہا تھا ایک آہو کہ جھول
زربفت کی اُسکی پشت پہ پڑی تھی پٹہ مقول گلے مین اُس غبار مین جست کر رہا تھا مجھسے
کہا کہ اے رستم مین اکثر اس صحرا مین آیا مگر یہ آہو شکار نہین ہوتا جست کرکے نکل جاتا ہے آپ
بڑھکر تیر مار دیجیے کہ یہ آہو شکار ہو مین نے بڑھکر اُس آہو پہ تیر مارا وہ تیر آہو کے سینے پر پڑا
اُس آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مارکر زمین پر گرا گرکر تڑپنے لگا مین نے گھوڑا بڑھا کر اُس غبار
مین ڈال دیا وہ مقام طلسم تھا مین اس حال سے آگاہ نہ ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا مجکو اُٹھا کر
لے گیا چنگ آسا سے جادوگر دربان طلسم افراسیابی تھی وہی مجکو اُٹھا کر لے گئی اپنے باغ
مین پہونچی عاشق ہو گئی دن بھر تو صدمات قید سہتا تھا شب کو آکر جلسہ آراستہ کرتی تھی
اور مجکو صحبت مین بلاتی تھی اوّل منت و خوشامد بعد منت و خوشامد کے بدعلتی شروع کرتی تھی
حیات باقی تھی کہ زندہ بچتے تھے اے ملکۂ عالم صحبت ناجنس کیا بری چیز ہے کہ نوبت بجان و
کارد باستخوان رہتا تھا اور اُسکی بدعتین سہتا تھا کہ وہ ترک توسن لشکر لیکر قلعۂ خاور پر گیا
ملکہ خورشید یعنی مادر قاسم نے قبلہ وکعبہ کو نامہ لکھا صاحبقران ہو کا نامہ دیکھتے ہی چلے
یہان ترک توسن نے قلعے پر حملہ کیا پھاٹک توڑا ملکہ خورشید محل مین قاسم کو بہلا رہی تھین کہ
ایسا نہ ہو اس شیر کو خبر ہو جائے تو باعث خرابی ہو مگر ترک توسن لڑتا بھڑتا پھاٹک توڑکے
قلعے مین راہ کو طے کرکے ڈیوڑھی پر محل کی پہونچا کنیزون کو قتل کرتا ہوا چاہا کہ محل مین گھسے تو ایک کنیز نے

خبر دے دی قاسم اُس سن مین کہ سات برس کا سن تھا تیغ کھینچ کر دوڑ پڑا اُس کشتی مین جا کر اُس
دیو خصال کو اتنے طمانچے مارے کہ آخر وہ بھاگا قلعے سے باہر نکل کر اپنے لشکر کو دیکھکر شرم آئی پلٹ پڑا
تلوار چلنے لگی بارہ سو لڑکے کہ جو بروز ولادت قاسم پیدا ہوے تھے اُنکو ملازم کیا تھا اُن بارہ سو
لڑکون سے ساٹھ ہزار فوج سے جنگ کرتا تھا قاسم گھبرا رہا تھا کہ صاحبقران آ کے پہونچے
ترک توسن کو زخمی کر کے شکست دی قاسم کو گود مین اُٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیئے قلعے
مین تشریف لائے سیارہ عیار نے قاسم سے تو حال چھپایا تھا مگر صاحبقران سے بیان کیا
کہ رستم طلسم افراسیابی مین قید ہوگئے تو بوجہ مہر پدری کے قبلہ و کعبہ بہ سر طلسم تشریف لائے
جب وہان گئے تو بزرگان دین نے منع کیا کہ آپ اس طلسم کے فتاح نہین ہین اگر قصد کیجیے گا تو بلا
مین پھنسیے گا صاحبقران طلسم سے چلے گئے مگر بعد چندے میرا نور نظر شاہزادہ خاور سیارہ
کسی وجہ سے اُسی صحرا مین پہونچا سیارہ نے جو اُس غبار کو دیکھا آقا کو یاد کر کے رونے لگا
قاسم نے سبب پوچھا سیارہ نے سب حال گرفتاری بیان کیا قاسم سنکر آپ سے باہر ہوا اور
پلٹ کے کہا کہ اے عم نامدار آپ نے اس حال کو مجھسے کیون چھپایا مین اپنے باپ کی رہائی کو جاؤنگا
ہرچند سردارون نے منع کیا مگر وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی نہ رُکا بجرأت ارادہ لیا قصد اُس طلسم کو
فتح کیا مگر باعث خرابی یہ ہوا کہ جب کل دربند توڑ چکا تو میرے مقام پر پہونچا مجھکو دیکھ کر کہتا تھا
کہ اے مرد بزرگ میرے قبلہ و کعبہ کہان قید ہین اے ملکۂ عالم اُس وقت کی حسرت و یاس کیا
بیان ہو نہ وہ مجھکو پہچان سکتا تھا نہ مین اُسکو جان سکتا تھا لیکن وقت پر چنگ آسا سے جادو
آئی اور مجھکو اُٹھا کر لے گئی تب قاسم کو معلوم ہوا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ بھی تھے مین بیہوش ہوگیا مجھکو
وہ جزیرۂ مرجان مین لے گئی قاسم اس شوکت سے نکلا کہ لوگ رشک کرتے تھے یہ مرتبہ اوّل
اس طلسم مین آنیکا اتفاق ہوا ہے خدا معین و مددگار ہو مگر اے ملکۂ عالم آپ کی فکر واجب لازم ہے بدون لوح
طلسم فتح نہین ہوتا لالہ عذار نے اپنا جانا سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہا اُسی سے دریافت کرونگی
بادشاہ کیسا خداوند طلسم ہے ضرور جانتا ہوگا رستم نے کہا کہ ہان کیون نہ جانتا ہوگا مگر یہ بتانا شرط ہے
لالہ عذار نے کہا کہ آج مین ضرور پوچھونگی سمک نے زیادہ ترغیب دی کہ حال لوح پوچھ لیجیے
تو ہمکو نکالنے چلیے ہم عیار اور سردار نکل جائین تو سب تدبیرین ہو جائین وہ دن خدا کرے

کہ آقاے نامدار ہمارے رستم سیلتین لشکر جمع کرکے آکر قید خانے پر لڑین قید خانے پر آکے
معرکے پڑین یہانسے آکے صاحبقران کو چھڑائین تب دل تسکین پائے لالہ عذار نے کہا
کہ آج ہم ضرور دریافت کرینگے یہ کہکے ملکہ لالہ عذار علمشاہ سے رخصت ہوئین پہلے اصلی
مکان مین آئین مصر الغرائب نے پوچھا کہ کیون نور نظر کیا ٹھنی برائے قیدیان طلسم مقرر
کی ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ دادا جان اس سے کوئی تدبیر مسلمانان بہتر نہین ہے کہ ایک سردار
مقرر کیا جائے وہ کلمات سخت و سست انکو کہے یہ ضرور بگڑینگے اسی حیلے مین قتل کرے قوی
توانا وہ ایسے ہین کہ دو دو روز کے فاقے مین کچھ اسکے لیے برائی نہین ہو گی ایک ہی دن
سنا لین گے قتل کا دن آجائیگا بخوبی اس روز سمجھا جائیگا بعد اسکے لالہ عذار نے اپنے تئین آراستہ کیا
اور طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین برائے ملاقات ہفت پیکر چلین یہان وہ وقت ہے کہ
ہفت پیکر تنہا بیٹھا ہوا ہے انتظار ملکہ لالہ عذار کا کر رہا ہے کہ خبر پہونچی ملکہ تشریف لاتی ہین
ہفت پیکر نے سب کو رخصت کیا تخلیہ کر لیا ملکہ آکر پہونچین ہفت پیکر نے بہ تعظیم و تکریم
برابر تخت کے جگہ دی پوچھا ملکۂ عالم مزاج کیسا ہے ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ خداوند کی دعا
کرتے ہین یہ کہکر ملکہ بہت روئین ہفت پیکر گھبرا گیا پوچھتا ہے کہ کیون ملکۂ عالم رونے کا
کیا باعث ہے کیا سبب ہے کہ جو اسقدر بیقرار ہوکر روتی ہو ملکہ نے کہا کہ یا خداوند کیا آپ حال
پوچھتے ہین اسی خیال نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے دن کا کھانا گیا رات کی نیند موقوف
ہوئی سوچ ہے کہ کیا کرین کچھ ایسا خداوند ملے اور اسکے پہلو مین نہ بیٹھ سکین خوف
جان ہے پاس ایمان ہے گھبرا کر ہفت پیکر نے کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان جو
باعث تردد ہو وہ مجھسے بیان کرو مین اسکے دفعیہ کی تدبیر کرون اے ملکۂ عالم تمھارے رونے
سے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہین خداوند صاحب خفتیا رہون مجبور رونا چاہتے نہین جو پوچھنا ہو
وہ پوچھیے اگر مین چاہون تارے آسمان کے زمین پر پہونچا دون ذرہ ہاے آسمانی بناؤن
ملکہ لالہ عذار نے دامن پکڑکے کہا کہ یا خداوند ان مسلمانون کا ہمیشہ سے یہ دستور ہے کہ جس ملک پر
لشکر کشی کی اس ملک کو خاک مین ملایا نوشیروان دربدر خاک بسر مارا مارا پھرا آخر کار
جان سے بیزار ہوا مجبور ہوکر اسنے اپنی جان دی بیٹون کو سلطنت پہونچی انھون نے فوراً

صاحبقران سے مقابلہ شروع کیا سالہا سال ہو چکے کہ لڑتے ہین لیکن یہ لوگ لڑتے ہوئے جس
ملک پر گئے وہان شکست دی صدہا ملک اسلام آباد کیے تقاضا مارا مارا پھرتا ہی اُسکو چین نہین ملتا
اب مسلمانون نے قدرت پر بلوہ کیا ہی مگر قدرت نے عجیب غریب اختیار اپنا دکھایا کہ سب کو
ایک دن مین گرفتار کیا اب قتل کا سرکار کو اختیار رہی مجبور ونا اس بات کا ہی کہ ممکن نہین بدون
حکم کاہن طلسم قتل کر سکین لہذا اب ہمکو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو آپ پر کوئی زوال آئے یہ سُنکر
ہفت پیکر نے کہا کہ ای جان جہان یہ طلسم ایسا نہین ہی کہ اسکو کوئی فتح کرسکے لوح ایسے
مقام پر ہی کہ طائر وہم وخیال تا بہ لوح نہین پہونچ سکتا ای معشوقۂ خوبرو و شعلہ خو کیا مجال کسی کی
کہ لوح طلسمی کا نام لے اگر نام لے تو زبان جل جائے صفدر جنگ آزما اول مین ایک پہلوان
ملتا ہی سات لاکھ فوج کا مالک کوئی اُس سے مقابلہ نہین کرسکتا سات لاکھ فوج جنگی ہمراہ شدہ
پہلوان عالیجاہ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق اوّل جو کوئی جائے وہ سنے یہ ہی کہ
صفدر جنگ آزما سے مقابلہ پڑیگا اگر تقدیر نے رسائی کی اور لڑ بھڑ کر اُسکو قتل کیا تو کئی
دیو اُسکے ملک مین ہین اُنسے مقابلہ پڑے اُنکو بھی زیر کرکے پاس رکھے پھر لشکر کشی کرے
ملک فروغ بخش بادشاہ. وہان کا قوی وزبردست و شعبدہ ساز وجنگ باز فوج بیحد و
بے شمار رکھتا ہی سلیمون اُس سے مقابلہ پڑیگا جانبازی وحیلہ سازی مین سالہا سال کاٹیگا
جب اُس سے مقابلہ پڑے اُسکو دھوکے مین رکھے تب اپنے قصر فروغ بخش مین پہونچا لے
وہان لوح ہی اگر لوح حاصل ہوئی تو پھر مرحلہ ہاتھ بیٹھا رہین بڑے بڑے
پہلوانان زبردست لشکرکشی کرکے گئے کچھ نہ ہوسکا کچھ تو گئے گرفتار ہین قید ہین امید اُنکی
رہائی کی نہین ایک ہلا ہوا اس بیان پر بادشاہ کے وزرا و امرا بے اختیار رونے لگے
ہر مقام پر یہی ذکر ہی آج لوح کا حال سُنا کیا مجال ہی کہ ارادہ کرے اگر کوئی وہان جانے کا
قصد کریگا مارا جائیگا اگر تمام عالم ساتھ ہو تو کیا خوف ہی جو قدرت نے ارشاد فرمایا وہی
ہوگا کوئی لوح کی تلاش مین نہ جا سکیگا جو جائیگا وہ مارا جائیگا ملکہ لالہ عذار نے یہ سب
حالات سُنے اور ہفت پیکر سے رخصت ہوئین اپنے مکان پر آئین انجمن رقص و سرود
منعقد کی اور غنچہ دہن کو پاس بٹھایا کہا کہ کیون غنچہ دہن حالات لوح سُنے حوصلہ پڑتا ہی

پھر تدارک کرین یا خاموش ہوکر جان دین اب دل کو تاب نہین اول صفدر جنگ آزما سے مقابلہ پڑے دیکھین کیا کرتا ہی اُسکے بعد ہلاک ساحران ہلین گے اُسنے مقابلہ عظیم ہوگا دیکھیے کیا ہو آج شب کو مین شاہزادے کو مع اُسکے عیار نکال لاؤنگی یہ کہکر غنچہ دہن سے کہا کہ ایک قصر آراستہ کردو اسمین ہمارے اور تمھارے کوئی آگاہ نہ ہونے پائے غنچہ دہن نے قصر آراستہ کیا شراب وکباب وگزک سب چیزین مہیا ہین ملکہ لالہ عذار اپنے مقام سے اُٹھین طاؤس پر سوار ہوئین آسمان مین آگئے ڈوبین وہانسے دیکھا کہ عالمشاہ ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے صحن مین ٹہل رہے ہین آمد ملکہ کا بڑا انتظار ہی کبھی طرف آسمان کے کبھی طرف زمین کے دیکھتے ہین فرماتے ہین کہ ای سمک افسوس ہی کہ ملکہ نہ آئین کہ آج رہائی ہوتی آئندہ مقابلہ پڑتا یہ حقیر پہلوانوں سے لڑتا مگر موت لیکر آئی ہی زندہ یہان سے نکلنا دشوار ہی ہمارا اب تو یہ حال ہی کہ جسکا بیان کرنا محال ہی

نظم

کب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہونا تھا
ہوا سے خاک کو برسون پریدہ ہونا تھا

اگر تھی دامن جان کی آرزو ای دل
تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہونا تھا

کسی کے چہرے پہ ہوتا کسی کے دامن مین
مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہونا تھا

کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا
وہ ہاتھ ہون کہ جسے نارسیدہ ہونا تھا

کمال بے ادبی ہے یہ سرکشی کرنے مین
ہمین سے ای قد جانان کشیدہ ہونا تھا

اگر تھی لذت پامال کی ہوس ای دل
بشکل سبزہ زمین پر دمیدہ ہونا تھا

عجب نہ تھا کہ اُسے رحم کچھ نہ کچھ آتا
مری امید مجھے ابر دیدہ ہونا تھا

نہ برگ وگل نہ ثمر سب سے پاکدامن ہون
مرے نصیب مین شاخ بریدہ ہونا تھا

امید راحت آغوش یار تھی جو مجھے
بصورت دل عاشق تپیدہ ہونا تھا

کمال ربط مین ہوتی ہین سیکڑون باتین
نہ اسقدر تمھین ہمسے کشیدہ ہونا تھا

یقین تھا کہ وہ دل مین کمال خوش ہوتے
کچھ اور چاک جگر کو دریدہ ہونا تھا

وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب
درون قلب مین مجکو تپیدہ ہونا تھا

ترا جمال ہما مین کبھی کبھی احسان
غرض یہ تھی کہ تجھے برگزیدہ ہونا تھا

زمانِ قطع نہ کام آئی سرکشی ای سرو | نہ جانتا تھا کہ آخر کشیدہ ہونا تھا
بہار صحبت رندانہ بھائی ای واعظ | تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہونا تھا
کھلی اب آنکھ تو کیا فائدہ نسیم افسوس | نہ سمجھے زیر لحد آرمیدہ ہونا تھا

اُس بیقراری مین یہ اشعار پڑھ رہے تھے کہ لالہ عذار کی نگاہ حال زار رستم پر پڑی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکا کے بلندی سے اُتر کر گوشۂ زندانخانے مین آئین دیکھا کہ رستم ٹہل رہے ہین سماک ساتھ ساتھ ہے ایکطرف سے آواز آئی یہ کنیز بھی آپ کی حاضر ہوتی ہو کوئی مطلب اب تک نہین حاصل ہوا ملکہ لالہ عذار تڑپ کر قریب علمشاہ کے آئین کہا کہ ای شہریار نکل چلیے رستم نے قید پر ہاتھ ڈالا ہتھکڑیان بیڑیان توڑین طوق کو مروڑ کر ایک لمحہ مین قید آہن جسم سے دور کی سماک کی بھی قید کو توڑا تارا لالہ عذار نے فوراً ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی کھینچ کر سامنے کی اور کہا کہ ای شہریار اسپر سوار ہو جیسے رستم پہلتن اُس چوکی پر سماک کو ساتھ لیکر آئے ملکہ لالہ عذار نے جھپٹ کر پایہ چوکی پر ہاتھ ڈالا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین قبلہ وکعبہ کو رہا کر لون ملکہ نے کہا کہ ای شہریار یہ دشوار ہوگا یہا سے نکل چلیے سامان لشکر کر کے پہلے اسی منزل پر آئین گے ضرور سب قیدیان طلسم کو رہا کرینگے ابھی قصد کرنا بہتر نہین ہی یہ کہکر ملکہ نے چوکی کو اُٹھایا لیکر بلند ہوئین قاسم کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ قبلہ وکعبہ کو ایک ساحرہ لیے جاتی ہی گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھے آواز دی کہ ای قبلہ وکعبہ مجھے لیتے چلیے غلام تنہا گھبرائیگا بخت خفتہ کیا سامان دکھائیگا علمشاہ نے کہا کہ ای ملکہ لالہ عذار قاسم بیدار ہوا ایسا نہ ہو کہ ہم اُسکو نہ اُٹھائین کچھ نگہبان جاگ پڑین تو غضب ہو جائے ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای شہریار قاسم کا ساتھ لینا بہتر نہین ورنہ ابھی فساد برپا ہوگا اتنی بات جھپکی تھی چوکی سحر کرکے بڑھائی کہ پشت سے آواز آئی کہ کون جاتا ہی ٹھہر جاؤ ہم نام دریافت کر لین پلٹ کے جو ملکہ لالہ عذار نے دیکھا کوئی آواز دینے والا معلوم نہ ہوا پھر اُس طرف پلٹی مکان قیدخانے کا غائب ہو گیا سماک پلداقی نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم یہ کیا ستم ہوا کہ مکان نظرون سے غائب ہو گیا ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ ای بہتر والا گہر مین خود حیران ہون کہ یہ آواز کسنے دی اور پھر جو اُدھر پلٹے مکان کسنے غائب کر دیا آگے

کچھ فتور پڑیگا سحر کرنے والا کہین مخفی ہی آگے حال کھلیگا یہ کہہ کے سحر کیا تخت نہین بڑھتا سماک نے
کہا کہ اے ملکۂ عالم رات بہت قلیل باقی ہی جلد نکل چلیے ایسا نہو کہ کوئی روکنے والا ظاہر ہو جائے
تو باعث خرابی ہو لالہ عذار نے کہا کہ اے مہتر دالا گہر بڑے افسوس کی بات ہی سحر کرتی ہون
تخت نہین بڑھتا کیا تدبیر کرون سماک نے کہا کہ مجھے اُتار دیجیے ملکہ لالہ عذار نے
تخت زمین پر اُتارا سماک نے چاہا کہ کود کر بھاگون آواز آئی کہ او نابکار کیون مجمع سے
جدا ہوتا ہی مینم نگہبان زندانخانۂ طلسمی سُنے بمستان شوخ چشم ایک جانب سے سب کو پاؤن کی
زنجیرون کی کھڑکھڑاہٹ سُنائی دی لنگر آہنی کمر مین طوق لوہے کا سیاہ گلے مین اُس سے
اکثر قطرات خون ٹپکتے ہوے ایک شخص سیہ فام و بد انجام جھومتا ہوا چوبدست گران
سنگ کاندھے پر آیا علمشاہ کو دیکھکر بہت بگڑا پکارکر آواز دی کہ او پسر حمزہ یہ تو معشوق
پریچہرہ ہین انھون نے جوش محبت مین آپ کو لانے کا ارادہ کیا لیکن آپ صف شکن
و شیرزن شیر بیشۂ جرأت کیسے ہین کہ چورون کی طرح بھاگے جسدن یہ خبر شہر فرنگستان
مین پہونچیگی ہر ایک کو تعجب ہوگا یہی کہیگا کہ پسر حمزہ خفیہ نکل گیا یہ سُنتے ہی رستم پہلے ہین
بڑھے ملکہ لالہ عذار نے بڑھکر رستم کو موتیون کا مالا پہنا دیا جیسے ہی رستم
سامنے مستان شوخ چشم کے پہونچے اُسنے چوبدست کاندھے سے اُتاری ملکہ لالہ عذار
دیکھ رہی ہین کہ مستان نے چوبدست سر پر رستم کے لگائی رستم نے پینترہ بدل کے وار خالی دیا
چوبدست زمین پر آکر پڑی اس زور سے اُسنے چوبدست لگائی تھی کہ زمین کانپی اور پانی نکل آیا
ان جرأتون کو ان شوکتون کو رستم کی دیکھکر اُس ساحر کو ایک وجد ہوا اُسنے دوسری
چوبدست اُٹھائی چیخ دیتا ہوا پھر بڑھا ملکہ لالہ عذار نے سماک سے کہا کہ تو اپنے
آقا سے بڑھکر بیان کر دے کہ موتیون کا مالہ جو گلے مین ڈالا ہی اُسسے دمبدم سینے
سے مس کیجیے سماک نے بڑھکر زبان عربی مین علمشاہ سے بیان کیا رستم نے
جوش جرأت مین کچھ جواب نہ دیا اور پھر سلسلۂ سحر کرکے بڑھے مستان شوخ چشم نے دوسرا
ہاتھ لگایا علمشاہ نے موتیون کے مالے پر ہاتھ ڈالا سینے سے جو مس کیا جوش جرأت
زیادہ ہوا جھوم کر بڑھے جیسے ہی اُسنے چوبدست لگائی رستم نے بڑھکر

کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ چھین کر پھینکدون مستان ورستم مین کشاکش ہونے لگی رستم
چاہتے ہین کہ چوبدست چھین لون تو لپٹ پڑون ممکن نہین جیسے ہی سماک ملکہ لالہ عذار
کے پاس سے ہٹا یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحر گھبرایا ہوا زمین سے نکلا اُسنے نکلتے ہی
زمین سے ایک چیخ ماری کہ باش او عیار مکار تو چاہتا ہی کہ عیاری کردن یہ کہکر جھپٹا چاہا
کہ کمر مین پنجہ دون سماک بلدانی نے پیچھے ہٹ کر ہاتھ ہلا کر حباب بیہوشی بار البقدرت پروردگا
ناک پر پڑ گیا چھینک کھاکر وہ جادوگر گرا ادھر تو یہ جادوگر گرا ادھر مستان شوخ چشم نے
ایک ہلّہ مارا کہ سر رستم کا زمین سے ملا دیا کئی مرتبہ قصد کیا کہ علمشاہ کو اُٹھا لون مگر ممکن نہ ہوا
علمشاہ نے گردن پر ہاتھ رکھ کے جو مارا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا مستان شوخ چشم نے چاہا
کہ سیدھا ہون رستم نے ایک گھونسہ مارا گھونسہ شقیقہ پر پڑا مستان نے مین چرخ کھاکے
زمین پر گرا رستم پیلتن نے ایک ٹھوکر ماردی قصد ہوا کہ لاش کو ٹانگے مین گردون زمین سے
غبار بلند ہوا غبار نے رستم کو گھیرلیا آواز کان مین آئی کہ او ظالم تونے بڑا غضب کیا زندان
طلسمی سے نکل کر چاہتا ہو کہ چلا جاؤن اب بھلا کب نکلو جانے دیتا ہون ملکہ لالہ عذار
نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بڑے قدکا چاہتا ہی رستم پر قبضہ کردن خنجر کمر سے کھینچے ہوئے
قصد ہی کہ ماردون ملکہ لالہ عذار نے فوراً زمین پر دو ہتھڑ مارا زمین تھرائی دیکھا سب نے
کہ پانی معلوم ہوتا ہی اُس پانی سے ایک برق پیدا ہوئی وہ برق کڑک کر اُس ساحر
کی جانب چلی کڑکڑا کر گردن اُس ناہنجار کے دو ٹکڑے ہوئی اُس ساحر نے ہاتھ بڑھا کر
رستم کی کلائی پر ہاتھ ڈالا چاہا کہ پنجہ کمر مین دے کر لے اُڑون ممکن نہ ہوا لنگر رستم کا اپنے
مقام سے نہ ہلا آخر چھوڑ دیا جھولی مین ہاتھ ڈالا اُسکے واسطے نکالے چاہتا تھا کہ رستم
پر پھینکے رستم نے نعرۂ تکبیر کرکے ایک گھونسہ مارا کہ ساحر خاک مین ملا آگے بڑھکر جال دو تین
جادوگرونکا جو بار بیٹھے تھے پر ہوگا صحرا مین سناٹا ہوا ملکہ لالہ عذار نے آواز دی کہ ای شہریار
پلٹ آئیے اب نکل چلنا چاہیے یہان ٹھہرنے سے دل پر خوف غالب ہوتا ہی رستم پلٹے تھے
کہ کان مین آواز آئی او شہریار غلام کو بچائیے پلٹ کے رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر
نے بڑھ کر سماک کی کمر مین پنجہ دیا زمین سے بلند ہوا چاہا کہ لے اُڑون علمشاہ نے بڑھکر

نعرہ کیا کہ او ساحر مکار کہاں جاتا ہے لیکر بلند نہ ہونا یہ فرزند خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہے
اگر اسکو لیجائیگا دھوکا کھائیگا اور جس ساحر کو سماک نے بیہوش کیا تھا وہ تڑپا منھ سے
اُسکے ایک حباب پیدا ہوا اُس سے ایک دریا نکلا سماک ڈوبنے لگا رستم کو آواز دی
کہ غلام کو بچائیے رستم جو جھپٹے پاؤں پھسلا یہ بھی گرے دو مچھلیاں بڑے بڑے منھ مثل قعر بلا
کھولے ہوئے دریا سے نکلین قصد کیا کہ رستم و سماک کو نگل لین ملکہ لالہ عذار نے جو یہ
معرکہ دیکھا کان سے بجلی نکال کر سناک ماری اور نعرہ بھی کیا کہ او مکار و غدار خبردار آگے نہ بڑھنا
مچھلیاں آواز سے ملکہ لالہ عذار کی ترکین لالہ عذار ہاپڑی بجلی سے کان کی برق چمکی مچھلی کا سر
اُڑ گیا ایک مچھلی نے غوطہ مارا غرق دریا ہوئی ملکہ لالہ عذار نے دوڑ کر رستم و سماک پر اپنا
عکس ڈالا یہ دونوں جوان ہوشیار ہوئے سماک پاپیادہ تیغ ہاتھ باندھکر پوچھا کہ ای
ملکہ عالم ایک مچھلی قتل ہوئی اور ایک کا پتہ نہین ملتا ملکہ نے کہا کہ خاک پتہ ملے یہ دریائے
سحر تھا سحر سے میرے غائب ہوا اُسی مین مچھلی ڈوبی اب اُسکو آپ پوچھتے ہین کچھ ضرورت
نہین سب حال آپ کو معلوم ہوگا سماک و رستم اُٹھے چوکی پر آئے ملکہ لالہ عذار نے
اشارہ کیا چوکی زمین سے بلند ہوئی یا تو چہار جانب اندھیرا معلوم ہوتا تھا اب روشنی
معلوم ہوئی آواز آئی کہ او شوخ دیدہ نکل جا تیرا ٹھہرنا بہتر نہین یون جو پلٹ کے ملکہ
لالہ عذار نے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام بد انجام ایک نازنین عورت کو کشاں کشاں
کھینچتا ہوا لیے جاتا ہے اور وہ نازنین کہتی ہے کہ او مکار میری کیا خطا ہے جو جتنے کیا اُس سے
پرسش ہو لالہ عذار نے جو اُس نازنین اور اُس ساحر کو دیکھا گھبرا گئین بیقرار ہو کر
آواز دی کہ ای مادر مہربان آپ کس آفت مین ہین عجب رنگ مین آپ کو پاتی ہون
آپ کہاں مل گئین یہ ساحر آپ کو کہاں لا جاتا ہے تھی وہ نازنین کچھ جواب دے کہ لالہ عذار
نے سحر کیا آندھی چلنے لگی سماک ترغیب دیتا ہے کہ ای ملکہ عالم اس صحرا سے نکل چلو دیکھو
چہار جانب سے آفت ہوا چاہتی ہے لالہ عذار نے فوراً دستک دی آندھی موقوف ہوئی
وہ ساحر جو اُس نازنین کو لیے جاتا تھا ملکہ لالہ عذار پر آپڑا آپس مین سحر ہونے لگے کبھی
پانی برسا کبھی آندھی چلی کبھی برق چمکی آندھی اس زور سے چلتی ہے کہ ہزاروں درخت

اُکھڑ کر گرے اور جل کر خاک ہوے یہان ملکہ لالہ عذار نے جھولی مین ہاتھ ڈالا کارد سحر نکال کر پھونک ماری اُس ساحر کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اُس جادوگر کا مرنا تھا کہ اندھیرا ہوگیا بعد اسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن نہروان جادو بود وہ نازنین عورت دوڑکر ملکہ لالہ عذار سے لپٹ گئی لالہ عذار نے سلام کیا اور کہا کہ ای مادر مہربان اب ہم رخصت ہوتے ہین پھر کبھی حضوری ہوگی اُس نازنین نے کہا کہ اے نور نظر تمھارا حال مصر الغرائب پر کھل گیا فوج لیکر آتا ہوگا مین چلی تھی کہ تمکو خبر کرون راہ مین نہروان مل گیا اُسنے مجھکو گرفتار کیا تمنے اسکو مارا مین نے غلامی پائی اب مین سامان لشکر کشی کرتی ہون تم چل کر کوہ نیرنگ پر ٹھہرو ملکہ لالہ عذار نے منھ پیٹ لیا کہا ہاے غضب حال کھل گیا مطلب نہ ہونے پایا مگر پروردگار مالک ہر جسکے حق مین جو مناسب جانیگا وہ کریگا یہ کہکے مان کو رخصت کیا علمشاہ اور سماک کو تخت پر سوار کرلیا مان سے کہا کہ آپ جائیے اپنے کو اس آفت سے بچائیے ایسا نہ ہو کوئی آپکو گرفتار کرکے سامنے بادا جان کے لے جائے یہ کہکر مان کو رخصت کیا ملکہ مرجان سُرخ پوش لالہ عذار سے رخصت ہوئین ایک طرف شفق ظاہر ہوئی دور تک سرخی تھی اُس سُرخی مین ملکہ مرجان سُرخ پوش غائب ہوئین ملکہ لالہ عذار نے جب دیکھا کہ مان گئین خیال مین گذرا کہ اس شہریار کو لے نکلون ایسا نہ ہو کہ انکے دشمنون پر کچھ افتاد پڑے پرسش ہو تو کیا کہون یہ سوچ کر چلین ملکہ مرجان سُرخ پوش ایک ابر سُرخ مین چھپی ہوئی جاتی ہین کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی مرجان سُرخ پوش نے دیکھا کہ مصر الغرائب تخت پہ سوار چار لاکھ ساحر گھوڑون پر سوار علم ہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے برقین چمکتی ہوئین رہ روی کرتے ہوے آتے ہین یکایک نگاہ جو مصر الغرائب کی مرجان پر پڑی وہین سے آواز دی کہ اس گیسو بریدہ کو گرفتار کرلو چار طرف سے ساحر لینا لینا کہکے چلے ملکہ مرجان نے کاکل کھولی کارد سحر نکال کے پھونک ماری چھری جاکر ٹوٹی کئی ہوکے سر اُڑ گئے مصر الغرائب نے جو زوجہ کو دیکھا آپ بھی تخت سے اُٹھا مرجان پر سحر کیا مرجان نے دفع کردیا مصر الغرائب بڑھا

آواز دی کہ او گیسو بریدہ تیری قضا لیکر آئی ہی بیٹی کا ساتھ دیگی ملکہ نے کہا کہ جان اسکے نام پر نثار ہی وہ عاشق فرزند صاحبقران ہی اسیر مصر الغرائب بہت جھلایا سحر کرتا ہوا چلا تھا منظور ہوا بلند ہوکر گردن اسکی پکڑلون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او نامنصف کیا کرتا ہی منہ ملکہ لالہ عذار یہ کہکے گولہ پھینک مارا مصر الغرائب نے گولہ کاٹا جھولی پر ہاتھ ڈال کر اس سحر کو دفع کیا دو تین سحر ایسے ہین پہلے ہر مرتبہ ملکہ لالہ عذار چاہتی ہی کہ یہ ملعون ذرا بھی غافل ہو تو مین ان کو لیکر نکل جاؤن نہین ممکن ہوتا رستم و سماک پر ہجوم ساحران ہی چاہتے ہین ان دونون کو گرفتار کرین مگر رستم ساحرون کو تیر مار رہے ہین سماک حقہ ہاے آتشبازی و حباب مار رہا ہی اس وجہ سے ساحر بیہوش ہوکے گرتے ہین جو بیہوش ہوا ملکہ لالہ عذار نے سحر کیا برق کڑک کے گری اسکے دو ٹکڑے ہوے صدہا ساحر مارا گیا اور ایک مقام پر مرجان و لالہ عذار ہزارہا ساحرون مین گھری لڑ رہی ہین رستم و سماک جنگ کرتے ہوے سامنے مصر الغرائب کے پہونچے کہ مصر الغرائب نے اٹھاکے ایک گولہ مارا آسمان پر ایک برق چمکی ایک گنبد چرخ مارتا ہوا آسمان سے آتا ہی کہ علمشاہ و سماک پر گرے کہ یہ دونون اسکے اندر بند ہو جائین اس وقت لالہ عذار و مرجان کی بیقراری کہ اے پروردگار اس شیر کو اس ساحر کے مکر سے بچانا اس گنبد کا قیدی بچتا نہین جو اسمین قید ہوا پھر پتہ نہ ملا اے پروردگار افسوس ہی کہ حال ہمارا کھل گیا تو ہی ہماری آبرو بچانے والا ہی اس آفت ارضی و سماوی سے بچائے

نظم

خدا بفرق گدا می نہد ز دولت تاج | کند شہان جہان را بہ نیم نان محتاج
باختیار کند کار ہرچہ میخواہد | بجز اجازت و حکم و بغیر استمزاج
خدا نمونۂ ہستی ز چار عنصر ساخت | خدا نمود بہ یک یک وجود چار مزاج
بچار سوے جہان ابر رحمتش بارد | بشرق و غرب زمین بحر قدرتش مواج
دواے درد دل دردمند می بخشد | کند ز غیب پئے درد لا علاج علاج
منورست بہر خانہ جلوۂ قدرت | ز نور حسن بہر طاق روشن ست سراج
کسی است صاحب مال و غنی و دولتمند | کسی است مفلس و عاجز براے مایحتاج

ایک دم گردش ایام سے آرام نہیں — گھر میں ہیں تو کبھی ہیں دن رات سفر میں پھرتے
کر گئے تھے تو تسلی کو مری کہہ جاتے — کہ اب آتا ہوں وہ گو آٹھ پہر میں پھرتے
زر و تیغ رنگ طلائی کے ہوئے دیوانے — کیمیا ساز کبھی ہیں خواہش زر میں پھرتے
سرمگیں چشم کی گردش جو بتا جاتی ہو — خاک یوں کاہے کو ہم ڈالے سر میں پھرتے
جنبش نرگس جنت نے رلایا مومن — چشم کافر کے اشارے ہیں نظر میں پھرتے

یہ سنکر ملکہ لالہ عذار نے آہ کی کہا کہ اے مادر مہربان سنا آپ نے قمری ہا عاشق سرو گلشن بدن و تشنیع کرتی ہے ہائے میں اس قمری سرو لبا قسمت کو کہاں ڈھونڈھوں کیونکر تلاش کروں یہ سنکر مرجان نے کہا کہ اے نور نظر و اے پارۂ جگر خدا تمہارے واسطے انجام بخیر کرے تم جو صاحبقران زمان کی کہلاؤ یہ کیفیت ملکہ رابعہ کی ملاقات کو جاؤ ایسا نہ ہو کہ محلات میں ذکر ہوا ایک ایک شاہزادی کو یہی ذکر ہو کہ لالہ عذار اپنے عاشق صادق سے موصول نہ ہوئی مطالب ولی حصول نہ ہوں کون ایسا خیرخواہ ہو کہ انکی بات کو رد کرے یہ کہکر ملکہ مرجان نے خوب چیخیں مار کر روئیں ملکہ لالہ عذار نے کہا کہ اے مادر مہربان میں روتا اور اشکوں سے منہ دھوتا عمر بھر بحر مصیبت کی تڑپتی عیش و راحت کمتر ہے اب کیونکر بیٹھ رہے کیونکر غنچہ آرزو کھلے یہ ذکر تھا کہ ایک طرف سے ہوا سے گرم چلی گھبرا کر مرجان نے کہا کہ بیٹا یہ کیسی ہوا ہے کہ تختہ چمن کا گیا پسینے پسینے ہو گئی دل گھبراتا ہے کہ صحرا سے دیکھا دو شیر ببر لڑتے ہوئے آتے ہیں جس نخل کے قریب آکر ٹکر ماری وہ نخل گرا شعلۂ آتش منہ سے نکلا جلا کر اسکو خاک کیا اس طرح سے وہ دونوں شیر لڑتے ہوئے آتے ہیں کہ تمام صحرا کو پامال کر ڈالا قریب پہونچ کر ایک چیخ ماری دونوں غائب ہو گئے آواز آئی کہ سنو میں ہزبر آدمخوار دیکھا کہ ایک ساحر عجیب الشکل عجیب ایک شیر پر سوار ملکہ لالہ عذار کو ڈانٹا ہوا کہ او نازنین تو نے بڑا غضب کیا خداوند صفت پیکر سے باغی ہوئی اب بچ کر کہاں جائیگی منم ہزبر آدمخوار ملکہ لالہ عذار سے سحر چلانے لگا ایک مقام پر مل کر بالا پیٹوں نے سحر کیا آتش جادوگر نے کہ جو شیر پر سوار ہے ملکہ لالہ عذار کا قصر اپنے دہن میں لیا اور ملکہ مرجان کا سحر شیر نے منہ میں لے لیا اب جو شیر سے د...

جست کی لالہ عذار کی گردن لی آپ جو ساحر نے جست کی گردن پر مرجان کی آیا دونون
بیہوش ہوئین اُس جادوگر اور شیر نے سر اُٹھا کے تمام صحرا کو دیکھا اور اُن دونون قیدیون کو
ہاتھ پر لیکر ایک جانب روانہ ہوگئے لاکر قیدخانے مین پہونچایا پلنگ جادو یہان کا حاکم
ہے پلنگ جادو کو خبر پہونچی کہ ہزبر آدمخوار ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان کو گرفتار کر لایا
دونون کی زبانون مین سوزن دی اُسی قیدخانے مین قید کیا تمام زندانخانے
مین منادی ہوئی کہ جو عورت رستم کو لے گئی تھی وہ پکڑ آئی ہر ایک ساحر ناز کرتا ہے کہ یہ
مقام عملداری خداوند ہفت پیکر ہے یہان کا گنہگار کہین جا نہین سکتا جہان جائے وہان سے
فوراً گرفتار ہوکے چلا آئے کہین رہ نہین سکتا جہان رہیگا نام خداوند ہفت پیکر زبان پر
جاری رکھیگا کیا مجال کہ جو کہین جا سکے فوراً ایک پتہ درخت سے گرا اسمین لکھا تھا کہ دونون
قیدیون کو کل دربار خداوندی مین حاضر کرو قدرت بخوبی آگاہ ہین لیکن اُنسے پوچھین کہ
وہ دونون قیدی کہان گئے شب بھر یہی ذکر رہا صبح کو طائران زمزمہ سراز مزمہ سرائی
کرتے ہو قریب ہزبر آدمخوار کے آتے آتے ہی حکم پہونچا کہ حکم خداوند یہ ہے کہ دونون
قیدیون کو دربار مین بھیجو اُسی وقت ارابے پر سوار کیا ملکہ لالہ عذار و ملکہ مرجان سرخ پوش
کو لیکر ہزبر آدمخوار طرف دربار ہفت پیکر کے روانہ ہوا بعد تھوڑے عرصے کے
قریب کوہ گلگون پہونچے آج ہفت پیکر کا اجلاس کوہ گلگون پر ہے تمام لوگ
جمع ہین ہر طرف سے ہنگامہ ہے غلغلہ ہے کہ یا خداوند ہفت پیکر تیرے صدقے جو دعا کی
اُسی وقت قبول ہوئی دم مین سعادت حصول ہوئی تصویر سنگی کے گرد ہار و پھول بحساب
جمع ہین کرور در کرور ساحر دست بستہ پوجا پاٹ کر رہے ہین ہزبر آدمخوار نے بڑھکر
گلگون تاجدار جو یہان کا حاکم ہے اُس سے عرض کی کہ ان قیدیون کو غلام لیکر حاضر ہوا
خداوند سے عرض کیجیے اُسی وقت گلگون تاجدار ہاتھ باندھے ہوئے سامنے تصویر
کے پہونچا منت و خوشامد عرض کی کہ یا خداوند ور دولت پہ ہزبر آدمخوار دونون
مان بہنون کو لیکر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے حکم ہوا کہ سامنے حاضر کرو جادوگرون کو
حکم ہوا گلگون تاجدار نے بھی اشارہ کیا لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کو

بکشان کشان لیکر سامنے تصویر کے آئے ملکہ لالہ عذار کے نام بادشاہ نے یہانکے ایک خط
لکہا تھا کہ ای لالہ عذار آگاہ ہو تمنے بڑی خطا کی قدرت سے عذر کرو تمکو یہ بھی معلوم ہی کہ
علمشاہ اور سمک کو کون لے گیا اگر خواہان ہو کہ قیدیون کا پتہ لگے تو ابھی قدرت
فرماتی ہین کہ فلان مقام پر دونون قیدی موجود ہین جادوگرنیون کے نام حکم ہوا ہی کہ
ابھی جاکر انکو لاتی ہین اگر آنے ہین تامل ہوا سر انکے آجائین گے پھر کیا عذر کرینگے جب تو
لالہ عذار نے جواب دیا کہ خداوند آپ کو اختیار ہی ہم مجبور و ناچار ہین تصویر سے ایک
آواز ہیبتناک آئی کہ زوجہ مستان کو بلاؤ وہ نیکبخت حاضر ہوئی آگے سلام کیا عرض کی
کہ یا خداوند مناسب یہ ہی کہ زوجہ مستان جاتی ہی قیدیان بلاکھی آمادہ بیٹھے ہونگے فوراً
حاضر ہونگے قیدی بھی چاہتے ہین کہ قدرت انکی خطا معاف کرین تصویر سے آواز آئی
ای بندگان من قدرت کو منظور یہ ہی کہ انکی خطا معاف نہ کرین تڑپ تڑپکر مرین مذہب یزدان پرستی
ہین ہین آج تک مسلمانون نے نہین پہچانا کہ مذہب مسلمانان کیا چیز ہی اور مذہب
ہفت پیکر پرستی کیا ہی مسلمانون کے طریقے ہمارے مذہب سے بہت ملتے ہین اب
ضرور مسلمانون پر بلائین نازل ہونگی اور انسان سے حیوان بنین گے گلگون تاجدار کو
حکم ہوا جلاد کو وہ گلگون کو بلاؤ یہ سنکے گلگون تاجدار نے آواز دی ایک پہلو سے
دیکہا کہ ایک جادوگرنی سر جھاڑ منہ پہاڑ بال کھلے ہوے کمر سے نیچے لنگا کسی کتان کا دوپٹہ
بہاری اوڑہے ہوے چلی آتی ہی تعریفین ہفت پیکر کی کرتی ہوئی تصویر سنگ کو
دیکھکر دنگ ہی کہ پتھر کی تصویر کیونکر باتین کرتی ہی آواز آئی کہ سمنکال جادو جلد
اپنے کو مکان پر سمنتن کے پہونچا ؤ گنبد قہر کو ہٹا کر سمک و رستم کو لے گئی ہی لیجا کر
بٹھایا ہی یہ سنکر وہ جادوگرنی سوسو مرتبہ سمنکال سامنے تصویر کے ناچنے لگی بڑے
کمال کر رہی ہی تصویر سے آواز آئی کہ ای بندی قدرت جلد جاؤ سمجھاتے قدرت کے
سامنے لانا یہ سنکر سمنکال چلی پہاڑ سے کودی دوسرے دیکھنے والا جان جائے کہ گویا
شیر گرسنہ جاتا ہی اب حال رستم و سمک عرض کیا جاتا ہی کہ یہ جو راستے سے غائب
ہوے اب جو آنکھین کھولین اپنے کو ایک بارہ دری مین پایا آوازین آرہی ہین

کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی برحق ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ دیوار مکان شق ہوئی
دیوار سے ایک مار سیاہ نکلا زبان نکالتا ہوا طرف علمشاہ کے چلا علمشاہ نے پاؤن کی
آہٹ دے کر ہش ہش کہا وہ مار سیاہ نہ ہٹا جھپٹ کر رستم و سماک کے لپٹا آواز
مہیب آئی کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا بہتر یہ ہے کہ سجدہ کرو اب جو علمشاہ
کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سمندکال جادو مجکو اور سماک پیلداقی کو لیے ہوسے کوہ گاگون پر
سامنے تصویر کے حاضر ہے بہ عتاب خطاب ہوا کہ ای بندگان مغضوب بہتر یہ ہے کہ سجدہ کرو
اگر اسکے خلاف کروگے تو بہت پچتاؤگے کسی پہلوان نہ پاؤگے رستم نے مردانہ وار
کلام کیا اور جواب دیا کہ او مکار وحیلہ ساز وشعبدہ باز کیون باتین بناتا ہے جیسا تو نے
شیطان کا ساتھ دیا ہے ویسی شیطان نے تیری ہدایت کی ہے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
مین تجھپر لعنت کرتا ہون آواز آئی کہ ای سمندکال ان دونو نکو اسی قید خانے مین لیجاؤ
لیجاکر قید کر جب دن اختتام سیاہ طلسمی کا آئیگا اس دن یہ بھی قتل ہونگے سمندکال نے
ان دونون کو اژدہے پر سوار کیا کوہ گاگون سے نیچے اتری اب طرف قید خانے کے
لیے جاتی ہے اب حال ملکہ سیمتن کا مفصل عرض کرتا ہون سیمتن ملکہ لالہ عذار کی
بہن ہے اپنے مکان پر تھی کہ ہرکارون نے خبر پہنچائی فلان صحرا مین آپ کی ہمشیر لڑ رہی
ہین سیمتن جھپٹ کر آسمان مین ڈوبی جب اس صحرا کے گنبد قہر ہفت پیکر نمودار کیا
سیمتن سے نہ دیکھا گیا اس زور وشور سے گرمی کہ گنبد کے ٹکڑے اڑا دیے رستم و سماک
کو اپنے مکان پر لائی دوسرے قصر مین گئی تھی کہ کپڑے بدل کے سامنے رستم کے جاؤن
اتنے عرصے مین سمندکال پہنچی رستم و سماک کو لے آئی سیمتن نے چند کنیزون کو
بھیجا کہ دیکھو اکیلے مکان مین دونون صاحب کیا کر رہے ہین پیشکار کنیزین گئین اور آکر
خبر سنائی کہ اسباب سب پڑا ہے اس وجہ سے معلوم ہوا کہ رستم و سماک کو سمندکال جادو
اٹھا لے گئی سیمتن یہ کہکے اٹھی کہ کیا سمندکال کی قضا آئی ہے مقرب بارگاہ خداوندی
کہلاتی ہین ہم لوگون کے مقابلے مین نہین آتی ہین ہم بغیر مقام کے سننے والے بعد چھوٹ
جانے پائین گے اپنا ملک وال بڑا بیخبر کر لین گے یا شاید خداوند ہفت پیکر ہماری

داد دین گے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی ایک آواز دی بارہ ہزار کنیزین گرد آئین طاؤس
زرین بال پر مالک سوار ہوئی چند کنیزون کو روانہ کیا کہ مفصل ہمکو خبر پہونچاؤ کہ کہان لیگئین
بی سمنکال کو کیا حکم ملا یہ کہکے طاؤس اُڑا یا بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر راہ مین کنیزون
نے آکر خبر دی حضور بی سمنکال کو قید مل گئی کوہ گلگون سے آئی ہین سمتین یہ خبر پاکر چلی
سمنکال قیدیون کو لیکر کوہ سے اُتری ہے صرف تین کوس راستہ طے کیا ہے کہ پشت سے
آواز آئی باش او سمنکال آگے نہ بڑھنا ہماری غفلت مین قیدیون کو لے نکلی سم سمتین
نازک مزاج اب کہان جائیگی یہ کہکے سحر کیا لشکر مین سمنکال کے تلوار چلنے لگی جہان دو
کھڑے تھے ایک نے ایک کو ہاتھ مار دیا کسی نے کسی پر گولہ مارا ایک تھوڑے ہی عرصے مین
کئی ہزار جادوگر مر کر لشکر سمنکال کے گرے مرنے کی جو جادوگرون کے آواز کان مین
سمنکال کے آئی غصے مین پلٹی پلٹ کے جو دیکھا لشکر والے آپس مین لڑتے ہین ایک کو
ایک سے دشمنی اور ایک کو ایک سے رنہر لی حربے کھینچے ہوے وار چل رہے ہین شعلے
بھڑکے ہوا خلاف چلی سمنکال نے جو یہ تباہی اپنے لشکر کی دیکھی افسرون کے لاشے گر گئے
غصے مین پلٹی جھولی مین ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا طرف آسمان کے پھینکا آواز دی کہ ہوا
آو ہے بڑی بے ادبی ہوتی ہے ہمارا سحر ایسا نہین کہ تمھے مقابل ہو تمھارا بڑا مرتبہ ہے
یہ کہتی ہوئی بڑے پانچے ہاتھ سے چھوڑ کے ہوئے گھبرائی ہوئی نہ باقی رہے جو اسباب سحر طرف
آسمان کے پھینکا تھا اُس سے کچھ غبار پیدا ہوا جب غبار پرا نشان رہ گیا غبار پھٹ گیا آگ سے ہوا
دیکھا اندر سے سمتین مع ساتھ والیون کے سحر کر رہی ہے چاہتی ہے کہ یہ سب آپس مین مصروف
جنگ ہون تو قیدیون کو لے نکلون سحر سمجھ سمجھ کے کر رہی ہے زمین ہلا دی آگ برسائی
سمنکال نے جو سمتین کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ کیدون خیر تو ہے سمتین کا ہیکا شفتہ ہے مین
قیدیون کو چھوڑ دون سمتین نے گولہ مارا سمنکال نے گولہ کاٹا دو چار تھر آپس مین چلے
تھے کہ سمتین جا پڑی کئی افسرون کو مار کر غبار زمین سے اُٹھایا منظور ہے کہ سمنکال کو خاک
مین ملا دون یہ سوچ کر مٹھا غبار کا پھینک مارا غبار بلند ہوا لشکر سمنکال غبار
مین گھر گیا آپس مین سر ٹکرا نے لگے سمنکال نہایت حیران و پریشان رہے

لیکن دفع سحر کر رہی ہے مگر غبار بڑھتا جاتا ہے سمنکال جست کر کے اڑی کہ سیمتن نے
للکارا کہ لوا کہاں جاتی ہو ہمسے مقابلہ کرو منہ چھپا کے نہ بھاگو ورنہ سامنے خداوند
ہفت پیکر کے ذلیل ہوگی سمنکال نے جو سیمتن کو آتے ہوے دیکھا اور تو کچھ بن نہ پڑا
بال سر کے نوچکر اس پریشانی مین سیمتن پر کھینچ مارے سیمتن پر باران سیاہ برسنے لگے سیمتن نے
ہنس کر کہا کہ لوا یہ سحر تو ہماری لونڈیان بھی نہیں کرتین تمنے کیا سمجھ کے کیا ہین ان سانپون کو
کب مانونگی ناکہ ان نگوڑون کو مارونگی یہ کہکے ہاتھ ہلایا وہ سانپ مر کر گرے گھبرا کے سمنکال نے
اور کئی سحر کیے سیمتن نے دفع کیے آخر سمنکال نیمچہ کھینچکر سیمتن پر جا پڑی آپس مین نیمچہ
چلنے لگا ایک مقام پہ سیمتن کے منہ سے یہ نکلا خدا کی قدرت کہ ہمسے بی سمنکال لڑ رہی ہین
دیکھو لوا قدرت نے مدد بھیجی ہے بڑا ساحر زبردست آتا ہے یہ سنکر سمنکال پلٹی سیمتن نے نیمچہ
مارا سر سمنکال کا اڑگیا اندھیرا ہوگیا اس اندھیرے مین سیمتن نے کنیزان سمنکال کو قتل کیا
کڑک کر گری قیدیون کے نگہبانون کو مارا رستم و سماک کو لیا چلتے چلتے ایک سحر کر دیا کہ یہ
آپس مین لڑین جب ایک کو ایک دیکھے غصہ آ کے آپس مین سحر ہون رستم و سماک کو
ملکہ سیمتن لے گئین خیال مین گذرا کہ جو صحرا اور باغ متعلق کوہ گلگون ہے ان لشکرون کو
سمنکال دیکھ گئی ہے اسکی کنیزین بھی آگاہ ہوئین اتنی بڑی ساحرہ ماری گئی اب دیکھیے کیا آفت
برپا ہو ہفت پیکر کو ضرور خبر پہونچیگی دیکھیے کیا تدبیر کرے دوسری سرحد مین چلنا چاہیے
ہر چند کہ تلاش وہان بھی ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف کوہ نیرنگ کے پلٹین راہ مین کئی
شیر ملے سیمتن نے انکو مارا مار پیٹ کے پیچ کے مرحلے مٹائے سامنے کوہ نیرنگ کے
سیمتن کا باغ بھی ثانی بہشت شداد تھا اسی باغ مین لا کر رستم و سماک کو پہونچایا قید سحر
جسم سے دور کی مقام صدر بیٹھنے کو دیا آپ ایک گوشے مین آئی ایک شاگرد کو بلایا کہا پاس
رستم کے جاؤ کہنا کہ مین نے آپ کے واسطے بڑی جانبازی کی آپکو یہان لے آئی
آپ اطمینان سے بیٹھین تو مین خبر کو ہین کی جاؤن یہ تو دریافت ہو کہ لالہ عذار پہ کیا
گذری اول ہفت پیکر نے ہی لکھا تھا کہ اے مہان عزیز بیٹی کو سمجھا دو ایسا نہ ہو کہ قہر
غضب خداوندی مین گرفتار ہو یہان کچھ خبر نہ ہوئی اب جا کے دیکھون کہ کیا رائے قرار پائی

یہ کہکر شاگردے چاہا کہ بڑھون کہ ایک طاؤس زرین بال ٹہلتا ہوا سامنے آیا کہا کہ کیون ملکۂ عالم کہان چلیے گا سیمتن نے غصے مین جواب نہ دیا جست کرکے طاؤس پر سوار ہوئین طاؤس آسمان مین ڈوبا چہار جانب دیکھتی ہوئی ایک مقام پر پہونچین دیکھا کہ ایک مکان وسیع آہن مین ہزارہا بندگان خدا قید ہین ایک مقام پر ایک نازنین نہایت حسین سرنگون کلیجہ خون زبان مین سوزن قلب پر ہجوم رنج و محن بیقرار ہین مضطر اشارون سے یہ سخن ادا ہین **نظم**

پڑی ہی آکے جان پر آخر بلاے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل

غصہ ہی کہ غم ہی خون جگر ہی غذاے دل
کھائے بشوق جتنی کہ ہوا اشتہاے دل

آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار
لپٹا رہا مین ہاتھ کے نیچے دبا کے دل

کرتے ہین اشک آتش ہجران پہ کار لطف
ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھائے دل

تو ایک بار ہنس کے گلے سے اگر لگائے
سینے مین خرمی سے نہ پھولا سمائے دل

جو کچھ سلوک تو نے کیے مجھ غریب سے
کیون بیوفا بتا تو ہی کتنی سزاے دل

تاب و توان و صبر و خرد کب کے چل دیے
رکھتے ہین کائنات مین ہم کیا سواے دل

گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک مین
مرقد سے آ رہی ہی صدا ہاے ہاے دل

سوراخ پڑ گئے کہ لہو ہو کے بہ گیا
جو کچھ ہوا بجا تھا یہی تھی سزاے دل

ایسا کہان انین کہان ایسا سنگسار
بیگانہ سب سے ہی جو ہوا آشناے دل

اور ترک تیری آنکھون پہ سیاری ختم ہی
دونون نے کیا تلوہ ہزارون اڑاے دل

گستاخیان ہین بے ادبی کے کلام مین
کیونکر کہون زبان سے جو ہی مدعاے دل

اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا
اے رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہاے دل

یہ نگاہ غور جو سیمتن نے دیکھا لالہ عذار بیقرار و اشکبار قید مین بیٹھی ہی تڑپ کر گر ہی لرزہ کیا کہ ستم سیمتن یہ کہکے قید جسم سے لالہ عذار و مرجان شرخ پوش کے دورکی اور زبان سے سوزن نکالی اور ایک گولہ مارا کہ قید خانے مین اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے مین ایک تخت تیار کرکے مان بہن کو اسپر سوار کیا اور لے نکلی کہ پہلو سے آواز آئی یہ کون گستاخ ہی کہ گنہگارون کو لیے جاتا ہی سیمتن نے پلٹ کے دیکھا کہ نخل سے ایک ساحرہ نکلی بال پریشان موے سر مثل

شمع کافوری روشن وہین نیلم گلگون وہین سے للکارتی ہوئی کہ خبردار او سمتن آگے نہ بڑھنا سمتن
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پلٹی وہ کڑک کر گری دامن و گریبان مین سمتن کے آگ لگ گئی ملکہ
لالہ عذار نے بڑھ کر ڈانٹا کہ او آتشبار کیون شامت آئی ہے آتش قہر و غضب سے تجکو
پھونک دونگی تو زندہ نہ بچیگی آپس مین سحر ہونے لگے لالہ عذار نے ابروے خمدار پر بل ڈالا
ابرو جو ملے غنچۂ خاطر کھلے پھول برسنے لگے آتشبار جادو نے دیکھا کہ سمتن میرے سحر سے
بچی دامن و گریبان کی آگ بجھائی کڑک کر جا پڑی آپس مین سحر ہونے شعلے بھڑکے لگا ابر کے
کڑکے سمتن و آتشبار سے سحر ہو رہا ہے دونون مصروف جنگ ہین کہ لالہ عذار نے پہلو پر
سے آکر ہاتھ ہلایا برق چمکائی آتشبار پر برق گری آتشبار جل کر خاک ہوئی مار کر آتشبار کو ملکہ
لالہ عذار کو سے نکلی لشت سے آوازین ہیبتناک آئین کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ قیدیونکو
باغ سے لیے جاتی ہے افسوس کوئی پیچھا نہیں کرتا سمتن نے پکار کر آواز دی کہ جسکا جی چاہے وہ
آئے یہی گرمی میدان مقام امتحان ہے ہرچند کہ سمتن ٹھہری مگر کوئی مقابلے مین نہ آیا طرف
کوہ شیر نگ کے چل نکلی لالہ عذار سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ اب منظور یہ ہے جو باغ
کوہ شیر نگ کے قریب ہے اسمین چل کر سکونت اختیار کرو تب واسطے طلسم کشا کے فکر لوح
کرین سب نے اسے قبول کیا لالہ عذار و مرجان سرخ پوش کو سمتن مع اپنی کنیزون
کے باغ مین لائین رستم و سہاک کو بھی وہین بلایا اب سب کا باغ مین جماؤ ہے ایک نے ایک
کو دیکھا آپس مین اقرار کیے کہ جو اُنپر گذریگی وہ ہمپر بھی گذریگی ملکہ لالہ عذار نے سحر کے
جانور بنا کے دیوارون پر بٹھا لیے سحر اپنے تیار کیے منظور یہ ہے کہ حصول لوح کی تدبیر کرون
لیکن واضح رہے کہ آپ وازو تذبیح کر کے اسی فکر مین بیٹھی ہین قضا سے کار وقت سحر ہفت پیکر
اپنے طریقۂ قدیم سے تصویر سنگی مین سے باتین کر رہا ہے معتقد جمع ہین شیر نگ جادو سامنے
حاضر ہو کر تصویر سے آواز آئی کہ اے بندۂ خاص الخاص غضب ہو گیا کہ تیری سرحد مین
آکر باغی بسے ہین لیکن جلد کسی کو بھیج کہ جا کر اُن سب کو سمجھا بجھا کے لے آئے قیدیون کا قتل
واجب و لازم ہے آنکا گرفتار ہونا ضرور ہے یہ سُنکر شیر نگ تاجدار نے سر جھکایا پا پلٹ کر آواز دی
کہ افراسش زرمینہ ادر کو بلاؤ شیر نگ تاجدار کے کہتے ہی افراسش زرمینہ ادر مع بارہ ہزار

فوج کے حاضر ہوا عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی آنکھون سے بجا لائین تصویر نے حکم دیا کہ جلد جا کر سپہر حمزہ کو گرفتار کر کے لاؤ افراشک زمیندار ایک گینڈے پر سوار ہوا اور فوج ہمراہ لیکر چلا نشان نیرنگ تاجدار نے سب بتا دیے کہ فلان مقام پر جانا افراش بموجب حکم چلا یہان باغ مین جلسہ آراستہ ہی سیمتن کو بہن کی خوشی کا خیال ہی کنیزون کو حکم دیا ہی کہ گائن کو بلاؤ شراب و کباب لاؤ جیسے ہی سیمتن نے حکم کیا فوراً محفل مین کنیزون نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین دورہ شراب چلنے لگا اور ایک گائن نے باناز و ادا یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی نظم

چل غزل نما سے کہ وقفہ قلیل ہی — آمد سے شد نفس مین صدا سے رحیل ہی
روشن ہی صاف آتش لالہ سے باغبان — گلزار دہر روکش باغ خلیل ہی
جو چیز ہی جہان مین وہ بیمثال ہی — ہر فرد خلق وحدت حق پر دلیل ہی
تدبیر کارگر نہین ہوتی وصال کی — دشمن مزاج یار مین بیڈھب دخیل ہی
صد شکر انکے دیدۂ مردم شناس مین — رعنا کا اعتبار ہی دشمن ذلیل ہی

اس رنگ مین اس گائن نے یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین عاشق و معشوق کے اشارے دکنا نے حکایت و شکایت ایام ہجر کا ذکر وصل کی فکر تمام شب اسی جلسے مین گذری رقاص مہر درخشان بصد شوکت و شان جانبِ قصر مغرب کو طی کر کے محفل ثوابت و سیارگان مین آیا دیکھتے ہی مہر عالم افروز کو ماہ تابان نے نقاب چہرے پر ڈالی راہی تالیۂ مغرب ہوا گائن سامنے بیٹھی ہوئی بیچ وین سنا رہی ہی مگر لالہ عذار کو تردد ہی کہ دیکھین کیا ہو غنچہ دہن قریب بیٹھی ہی اس سے اشارہ کیا کہ کیون غنچہ دہن اگر قدرت کسی سے دشمنی کرین وہ شخص اس اقلیم مین رہسکتا ہی غنچہ دہن کا اشارہ ہی کہ ہفت پیکر کا دشمن اس اقلیم مین نہین رہسکتا پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اس اقلیم سے کوچ کی تدبیر کرو شاہزادہ یہان کیونکر رہیگا سب طرح مشکل ہی ایک سرحد کو چھوڑا دوسری سرحد مین آ گئے یہ بھی اسی کی عملداری ہی اب کہان جائین سوائے اسکے کہ طہران وغیرہ مین گذر ہو تب جا کر بسر ہو ورنہ ان ممالک مین وہ کاہیکو رہنے دیگا کیون غنچہ دہن تم شاہزادے سے ذکر تو کرو کہ اگر اس اقلیم سے

نکاسی ہو تو کہاں جا کر رہیں غنچہ دہن نے رستم سے پوچھا رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ انشاءاللہ
اس اقلیم کو اسلام آباد کرینگے مگر بڑا غضب تو یہ ہے کہ قبلہ و کعبہ مقید ہوے جملہ شمشیرزن
صف شکن لڑتے بھڑتے کٹ بیٹھے بانکے ترچھے جنھوں نے نوشیروان کو شکست دی لقا
سے باخبر لیا بڑے بڑے جلیل قتل کیے خان اعظم مالک ترکستان پہلوان زبردست
جسکے صرف چار ہی بیٹے تھے اسکو امیر نے شکست دی یہ باتیں تھیں کہ چند کنیزیں دوڑی
ہوئی آئیں عرض کی کہ ای ملکۂ عالم غضب ہوا باغ آپکا چہار جانب سے گھر گیا افراش
زمیندار کو خداوند نے بھیجا ہے کہتا تھا فرزندان حمزہ اس اقلیم میں آ گئے ہیں ہمسے مقابلہ کرینگے
اگر مقابلہ کرینگے تو مشکیں باندھ کر خدمت خداوند میں روانہ کرونگا لاشہ ہاے مسلمانان
سے میدان بھر دونگا کنیزوں نے عرض کی کہ وہ ظالم سامنے دروازے کے گینڈے کو
مہمیز کر رہا ہے رستم تیغہ کیہستان کو ٹھیک کر اٹھے فرمایا میں دیکھوں افراش کون شخص ہے سمک
گھبرا کے اٹھا حیران ہو کر آقا کو بھگا لیجاؤں مگر اس زمانے میں نکلنا دشوار ہے مسافر مجبور و
ناچار ہے رستم نے مرکب اپنے ہاتھ سے آراستہ کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ کنیز کیا کرے
یہاں چہار جانب کفر آباد مسلمان کا رہنا دشوار ہے رستم پشت مرکب پر سوار ہوے سمک نے
رکاب پر ہاتھ رکھا ملکہ گھبرا کے دوڑی کہا ای شہریار اس کنیز کو قتل کر کے جائیے یا کچھ ایسا سمجھائیے
کہ جی میں صبر آ جائے رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ان مقدمات میں دخل نہ دو ہمارے بزرگ
قید ہیں بھائی بھتیجے سرداران نامی و پہلوانان گرامی سب ایک دن میں قید ہو گئے یا ان
سب کو رہا کرینگے یا جان دینگے جو تقدیر دکھائیگی دیکھینگے ای ملکہ ہمکو نہ روکو جہاد راہ خدا ہمارا کام ہے
اسی میں نام ہے ملکہ لالہ عذار نے تھرا کر رکاب سے ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ ای شہریار آپ کو خدا
کے سپرد کیا وہی آپکا نگہبان ہے میں اور کون ہوں کیا امکان ہے علمشاہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ مرتبے غازیوں کے ہیں
جو غازیان دیندار و مجاہدان شعور شعار ہیں جنہیں وہ مرتبہ کہاں پائے ہم جان دینے پر آمادہ ہیں
آئندہ پروردگار کو اختیار ہے یہ کہکے مرکب بڑھایا ملکہ دروازے پر جو بنگلہ بڑا تھا اسپر مع کنیزوں
کے آ کے ٹھہریں رستم نے باہر آتے ہی نعرہ کیا افراش گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر
ڈٹا ہوا ایک مقام پر ٹھہرا تھا مع گینڈے کانپ گیا زمین تھرائی اور رستم نے پکار کر آواز دی او

افراسیاب آہارسے نیزے مقابلہ ہوا افراش نے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین رستم کے آیا آپسمین نگاہ دوچار ہوئے رستم کا گھوڑا کم ہٹا اور افراش کا گھوڑا زیادہ افراش نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ سے روکا نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپسمین ہونے لگی دو گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی رستم نے کاٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے افراش کے نکل گیا غصے مین آکر مثل ابر گرجا یا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے تیغ کپتان پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا اژدہا دے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ کپتیان جوگرا ابر سپر پراگندہ ہوا وہان سے تلوار گری خود کو کاٹا دو بلند و مغفر جبین کو کاٹکر سراسر کلے جبڑے کو کاٹا ذرا فرق نہوا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب اترکر بناے حیات کو ویران کرکے نمدزین کو کاٹا مع رکیب و مرکب چار ٹکڑے ہوے سیارہ پکار اٹھا نظم

| | |
|---|---|
| تیغ برق دم الماس پیکر تری | اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی |
| گر صف دشمن پہ سیدھی ہو تو چون تیر قضا | خود و قاشش زین دو حصہ تا بہ حد تنگ ہی |
| پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکا کیا | بلکہ یہ تعریف تو بہتش کا اسکی ننگ ہی |
| آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک | امتحان گر کیجئے اسکا تو اک چو رنگ ہی |

ہمراہیان فوج افراش نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو اس جوان نے مارلیا افسران فوج نے آواز دی رستم کو گھیر کر مارلو چارون جانب سے بارہ ہزار سوار و پیدل رستم پر آپڑے رستم تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ نے حکم کنیزونکو دیا کہ شیر بیشۂ صاحبقرانی یکہ و تنہا ہین جاکے ساتھ دو کنیزین بارہ سو مادیان پر سوار ہوکر نیزے ہلاتی ہوئی نکلین جسکو دعوی افسری ہو اسنے سب کو اشارہ کیا سب نے کمانین کاندھے سے اتارین سرانکا تیرونکا چلائی جوان گھوڑو لیے گرے رستم نے بڑے بڑے افسرونکو مارا پرے خالی ہوے رستم قلب مین لڑ رہے ہین فوج کو درہم و برہم کر دیا دریاے فوج مین تلاطم ہی بادشاہ افسرونکا گم ہی یہی خیال ہی کہ افسران فوج پر کچھ خرابی آئے تو لطف ہی حملہ کر رہے ہین اک ہنگامہ گیرو دار بلند کفار سب دردمند رستم کی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی تمام جسم پر خون کی چھینٹین پڑی ہوئی ہین سب سے صاف ظاہر ہی کہ ہولی کھیل کر نکلے ہین شیر انہ و نہنگانہ لڑ رہے ہین تلوار چل رہی ہی لڑتے بھڑتے قلب فوج مین پہونچے دیکھا علمدار لشکر کفار نہایت قوی تن قوی من چھڑ کو بغل مین دبائے

ہوئے گینڈے پر سوار چار سی جوان نگہبان علمدار تلوارین کھینچے ہوئے گرد علمدار جنگ کرتے ہوئے نظر آئے
جس مقام پر جنگ خون کے دریا بہا دئے رستم نے دور سے دیکھا علمدار کفار کے ہاتھ سے اکثر
لوگ ہمارے لشکر کے سیار گلشن جہان ہوئے علمدار کو یہین سے رستم نے ڈانٹا علمدار جہاندیدہ
کار آزمودہ اسنے بھی گینڈے کو مہمیز کیا چار سی جوان تلوارین کھینچے ہوئے آگے بڑھے رستم آکر اس
غول مین ہوپنچے علمشاہ لڑنے لگے جسنے بڑھکر رستم کو ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر دکا سر کو تا کمر
کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا خود لڑتے ہوئے جاتے ہین جوش جرأت مین فرماتے ہین ای کافران
بیحیا وای نابکاران پر دغا مکر کی لڑائی بہتر نہین ایک سے ایک مقابلہ کرے کفار ان باتون کو کب مانتے ہین
چار چار چھ چھ ملکر رستم پر حملہ آور ہوتے ہین مگر رستم نے کسی کا وار خالی دیا اور کسی کا سپر پر کاٹا اور
کسی کا وار تلوار پر رد کا اگر دشمن نے نیزہ مارا تو پیپلے سے سنان نیزہ اڑا دی گھاٹ سے تیغہ آبدار
کے دشمن کو موت کے گھاٹ اتارا اگر کوئی بڑا پہلوان نامی و نامآور لڑتا بھڑتا قریب رستم پہونچا اور ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر حریف کی پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا منم رستم
پیلتن صف شکن و تیغزن اور ہاتھ پر تول کر طرف آسمان کے پھینکا اترتے اترتے چورنگ ہوا ای قتل کیا
اب ان چار سی جوانون مین کمی ہونے لگی بعض کہتے ہین کیا سپاہی ہی ایک جوان کے ہاتھ سے سارے
لشکر کی تباہی ہی جسنے اس سے مقابلہ کیا آخر قتل ہوا بعض کہتے ہین جان بچاؤ نکل چلو افسر ہمارا قدردان
مارا گیا اب کس کا ساتھ دین لڑتے بھڑتے نکل چلین کوئی طرف صحرا کے بھاگا کوئی دریا مین گرا کوئی
چاہتا تھا جان بچاؤن کنوین مین جاؤن مگر ممکن نہین بھاگے بھگدڑ مین آنکھون سے نہ سوجھا اندھے
کنوین مین گرے بعضے دریا سے کوہ مین جا کر چھپے علمشاہ ایک طور پر جنگ کر رہے ہین تھوڑے عرصہ
مین دیکھا کہ علمدار گینڈا ٹھکرائے ہوئے بغل مین چھڑ رستم پر آپڑا آتے ہی تلوار برسانے لگا رستم
نے روکتے روکتے مرکب کو ٹھکرایا آواز دی او علمدار ایک وار مردان عالم کا بھی روک تو نے حملے
کئے ہینے روکے اب ہمارا وار روک یہ کہکے خبردار خبردار کہا اور ہاتھ تیغہ کپتیان فرنگی کا مارا اسنے
گرد اسپر کا اٹھایا تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے کرکے سر پر آئی سراسر کلے و جبڑے کو کاٹا سر سو فرق نہوا
مع گینڈے کے علم اور علمدار مر کر زمین پر گرے رستم نے آواز دی او بیحیا دیکھو علم فوج قتل ہوا [illegible]
[illegible] آوازین افسر دیتے ہین اور کہتے ہین ای بھائیو [illegible] علمدار [illegible]

جھکر لڑ و رستم کو گرفتار کرو افسر کلان شنکال جنگ آزما اُسنے جو دیکھا کہ فوج سب باقی ہی صرف دو چار ہزار آدمی قتل ہوئے ہین مگر فوج کے پانون اُٹھے جاتے ہین لڑنے والے جنگ سے گھبرا گئے ہین بڑھکے جو دیکھا رستم نے لاشون کے انبار لگا دیئے دریا خون کے بہا دیئے آخر شنکال نے طبل امان پر چوب دلوائی لشکر رستم کا جدا ہوا ملکہ بنگلے پر سے دعائین کر رہی تھین اب جو دیکھا فوج دشمن طبل امان بجوا کر صحرا مین اُتری اور رستم مع اپنی فوج کے پلٹ کر آتے ہین ملکہ مع کنیزونکے بنگلے سے اُترین طرف دروازے کیے چلین کہ شاہزادیکا استقبال کرین رستم نے خبر سُنی کہ ملکہ دروازے پر مشتاق کھڑی ہین رستم گھوڑے سے کود کے آ کر ملکہ سے ملے ملکہ خون زخمہائے رستم کا دوپٹہ سے پاک کر رہی ہین تعریفین کرتی ہین کہ ماشاء اللہ آپ اکیلے نے بارہ ہزار کو شکست دی آپ ہی کا کلیجہ تھا بڑا پہلوان زبردست تھا جو آپکے ہاتھ سے مارا گیا لیکر رستم کو بارہ دری مین پہونچایا لباس تبدیل کرایا رستم آ کر مسند پر بیٹھے باتین آپس مین ہونے لگین سیارہ نے عرض کیا ملکہ عالم یہ تو فرمائیے لوح طلسمی کہان ہی لالہ عذار رونے لگین کہا ہم وہانکے حال سے بخوبی آگاہ ہین لوح تک رسائی دشوار ہی لیکن اب کوئی سر دست بخدمت خداوند طلسم جائے اور حال پوچھے تب حال مفصل لوح کا معلوم ہو سیمتن بھی اُس محفل مین موجود تھی بولی ہم نہین جا سکتین اور نہ میرا جانا ممکن ہی کون جا کر پوچھے کیونکر حال معلوم ہو ملکہ نیلم خوشرو پہلو مین ملکہ سیمتن کے بیٹھی ہی محبت سے اسکی نگاہ سیارہ پر پڑتی ہی گانے پر اسکے عاشق ہی اپنے مقام پر سے وہ اُٹھی اور رستم کو جھک کے سلام کیا کہا یہ کنیز رخصت ہوتی ہی آپکے اقبال سے ہفت پیکر سے پوچھکر آتی ہے باقی اور کوشش کا آپکو اختیار ہی ملکہ لالہ عذار و سیمتن کھڑی ہو گئین کہا ای نیلم بات سمجھکر کہو تمھارا حال ہفت پیکر کو نہین معلوم دیکھتے ہی سمجھ جائیگا مکار ہی جیسے احوال کہو اُسکی تدبیر بتائین نیلم نے کہا کہ جو ہم سے بن پڑیگا وہ کرینگے حال پوچھکر آئینگے کوئی پردہ باقی نہ رہیگا سب حال بتا دیگا جو منظور ہوگا وہ بخوبی سمجھا دیگا آپ لوگ کچھ نہ پوچھین جو ہمسے بن پڑیگا وہ کرینگے اُسوقت نیلم ایک ایک سے رخصت ہوئی قدمونکو رستم کے بوسہ دیا سیارہ کو اُنگلی سے اشارہ کیا ذرا کنارے چلو تمسے مفصل حال بیان کرین سیارہ حیلے سے کسی کام کے اُٹھا ایک مقام پر آ کر ٹھہرا کہ نیلم اُس مقام پر آئین گلے مین باہین ڈالکے کہا ای مسترو الا گھبرا نہین تمسے رخصت ہوتے ہین ہین جا کر مفصل کہونگی کہ لالہ عذار رستم پر عاشق ہین ہمنے سمجھا یا حکم دیا کہ اسے مار کر نکالدو اب کنیز آپکی خدمت مین حاضر ہوئی اس حیلے مین حال پوچھ لونگی اگر

حال مفصل معلوم ہوا تو بہتر ورنہ لڑنا بھڑنا اپنی جان دینا ہے اب سر پر ستو نہین رستم ہین یہین انشاءاللہ جمال
پوچھکر آؤنگی یا جان دونگی سیارہ بھی یہ حال سنکر رو دیا اور کہا کسی طرح مجھکو بھی ساتھ لیچلو نیلم نے کہا یہ
غیر ممکن ہے سیارہ روکر خاموش ہوگیا نیلم نے اسیوقت لباس معقول پہنا اپنے کو آراستہ کیا آنکھون مین سرمہ دیا
لباس بدلکر تخت زرین پر سوار ہوئی تاج سر پر رکھا طرف ہفت پیکر کے چلی قضاے کار ہفت پیکر
مع اپنے مصاحبو نکے کوہ یاقوت پر ہے یاقوت تاجدار مصر وقت خدمتگزاری سب وزرا امرا جمع ہین
نازنینان مہجبین و مہجبینان مہرتمکین حاضر خدمت ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ اے یاقوت تاجدار دریافت تو کرو
افراسیاب زمیندار گیا تھا اسپر کیا گذری یاقوت نے عرض کی ہرکارے واسطے دریافت خبر کے
گئے ہوے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ہفت پیکر کی نگاہ پڑی دیکھا تخت پر ایک نازنین نہایت حسین
شمشیر ابرو خوشخو خوشرو آنکھین بڑی بڑی معلوم ہوتا ہے صبح و شام کا تماشا چشم مردم کو دکھا رہی ہین عارض
انور رشک قمر گلو صراحی دار سینے پر ابھار صاف ظاہر ہے کہ دو نقابدار سرکش ایک مقام پر قائم ہین
شکم صاف و شفاف تختۂ الماس کمر نازک چالاک و چست ارادہ درست حق تو یہ ہے کہ اِس ماہ سپہر حسن و
خوبی و عزیز مصر محبوبی کی صفت عقل سے دور ہے سراسر ذہن کا قصور ہے ساق پا جیسے بناے حسن قائم ہے
ستون صفا پاے نازک اگر زمین پر جمے نقش پا سے ہلال شرمندہ ہو بلکہ مہر درخشان اُس نشان کا بندہ
ہو اس سج دھج سے اُس نازنین کا تخت پیدا ہوا ہفت پیکر کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا اور
بے اختیار پکار اُٹھا اے بندی قدرت کی آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے تخت ٹھہرا زمین پر آکر اُترا
پایۂ تخت کو نیلم نے بوسہ دیا واسطے سجدہ کے جھکی ہفت پیکر نے آواز دی سر خود برار از سجدہ بردار کہ
منت بر تو نصیب کردم یہ سُننا تھا کہ نیلم نے سر اُٹھایا پاؤنکو بوسہ دیا اور پاؤنمین ایک چٹکی لے لی کہا کیون
خداوندا ایک دن وہ تھا کہ ہمکو اپنے ہاتھ سے بنایا حسینان جہان کو ہمارا مطیع گردانا اب قدرت نے ایسا
فراموش کیا حیران حیران ہفت پیکر صورت دیکھ رہا ہے سر سے پا تک گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے آنکھین نرگس
شہلا جب ملجاتی ہین چھریان دل کے پار ہو جاتی ہین کبھی آہ کرتا ہے ہاتھ تھام کر کہا اے جان جہان واے آرام
دل و جان کرسی پر بیٹھو نیلم بیٹھی وزرا امیر جو حاضر ہین حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ کیا حسین نازنین ہے
قدرت عجیب باتین کر رہے ہین ہفت پیکر نے پوچھا اے نازنین تو کہا سنے آتی ہے یہ سنکر نیلم نے سر
جھکا لیا کہا یا خداوند مین ایک ضرورت کو حاضر ہوئی ہون عرض کرتی ہون اور وہ یہ ہے کہ قدرت نے

مجھکو مصاحبون مین لالہ عذار کی قرار دیا ہمیشہ بہ راحت و آرام رہتی تھی یکایک وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی مین
نے سمجھایا میرے کہنے کو خلاف جانا یہانتک نوبت بہم پہونچی کہ قدرت سے باغی ہوئین افراش لشکرکشی
کرکے گیا پسر حمزہ نہایت جری ہی بہادر صف شکن تیغزن ہاغ سے نکلکر اُسنے افراش کے لشکر کا فرش
کردیا لاشونسے میدان بھر دیا کنیز گھبرائی وہ سب شکست کھا کے بھاگے کچھ شریک مسلمانان ہوئے مین
نے ملکہ لالہ عذار سیمتن کو تنہائی مین سمجھایا مگر ملکہ نے نہ مانا مجھے تنبیہ کرکے نکالدیا اب دیکھون کیا
تقدیر دکھائے ہفت پیکر نیلم کو دیکھکر زانو بدل رہا ہی باتین بھولی بھولی لبونسے مسیحائی درج دہان مین گوہر
دندان کی رعنائی زیبائی کیا حسین و مہ جبین ہی ہفت پیکر ٹھہرا جاتا ہی یہ جواب دیا کہ ای جان جہان و ای آرام
دل مشتاقان ہم باغیونکو سزا دینگے تمکو وہان افسر کرینگے یہ سُنکر وہ نازنین چیخین مارکر رونے لگی کہا یا خداوند
مین اسکی خواستگار نہین کہ مجھکو افسری ملے یا قدرت مجھکو پسند فرمائین ہفت پیکر نے کہا ای مہ جبین قدرت
نے تمکو پسند کیا آٹھ پہر دل یہ چاہتا ہی کہ تمھین دیکھا کرین تم سامنے بیٹھی رہا کرو یہ سُنکر نیلم نے سر جھکالیا
کہا یا خداوند مین ایک تحقیقات کو حاضر ہوئی ہون سارے طلسم مین ہنگامہ ہی کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی ہین
کیونکر اسکا اعتبار مانون قدرت اپنی زبانسے ارشاد فرمائین کہ عمر طلسم تمام ہوئی یا نہین ہفت پیکر بول
اُٹھا کہ جو علمائے سابق نے لکھا ہی اُس سے صاف صاف ظاہر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہمنے جو حالین
کتابین لکھین اُن مسئلونکا رد لکھدیا لیا مجال کسی کی کہ طلسم ہفت پیکر بزنگاہ اُٹھاکر ڈال سکے ابھی عمر طلسم
کی تمام نہین ہوئی نیلم نے یہ سُنکر قدمونکو بوسہ دیا کہا یا خداوند تیرے تصدق ایسا نہو طلسم کشا کو لوح
ملجای کہ قدرت کو صدمہ پہونچے مگر ہم ایتک نہین چاہتے ہین کہ قدرت کو کسی قسم کا صدمہ پہونچے البتہ
لالہ عذار سیمتن درپے آزار ہین لیکن کیا کرسکینگی قدرت یہ ارشاد فرمائین کہ لوح طلسمی کہان ہی حفاظت سے ہی مجھسے
صاف صاف ارشاد فرمائیے کہ وہان کوئی جا تو نہین سکتا لوح سے اطمینان ہو تو قلب قرار پائے ہفت پیکر
قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای نیلم خوشتر و اصل یہ ہی کہ لوح طلسمی پاس زخار جادو کے ہی جنگلو نہین وہ پھرتی ہی
کون اُس مقام تک پہونچ سکتا ہی جسپر نگاہ ڈالے جلکر خاک ہوجای نام اُسکا زخار جادو ہی اتشبار کہنا
چاہئے اول تو اُس جوانی مین دیو ایسے ایسے رہتے ہین کہ طلسم کشا کو چیر پھاڑ کر کھا جائین نیلم نے زانو پر ہاتھ
مارا اور کہا کہ یا خداوند لوح تو ملنا دشوار ہی لیکن حضور نے کچھ لالہ عذار سے بھی ذکر لوح کا کیا تھا بس وہ
طلسم کشا سے کہدیگی اُسی پر پسر حمزہ کا رہند ہوگا ہفت پیکر ہنسا کہا ای جان جہان ایسی ایسی باتین قدرت

بہت سی کہد تیے ہین اُن باتونکا کیا اعتبار ہی جب اُس پتہ پر جائیگا دھر اجائیگا امان نہ پائیگا وہ تدبیر کی ہی کہ
جب طلسم کشا جائے گرفتار ہو ہمارے پاس قید آئے ہم قتل کا حکم دین ایک دن مین سبکو قتل کرین
مسلمان زندہ نہ بچین سب جمع ہو کر ایک مقام پر اب ہو گئے ہین صرف طلسم کشا مع عیار باہر ہی جسوقت
وہ گرفتار ہو کر آئیگا مین جملہ مسلمانون کو قتل کرونگا اور لالہ عذار کو مین نے دھوکا دیا تھا کہ دیکھون یہ
کیا کرتی ہی نیلم نے کہا کنیز نہ مانیگی کنیز کو مفصل حال بتائیے کہ لوح کہان ہی تاکہ اطمینان حاصل ہو جبتک
مفصل حال نہ سنونگی مجھکو ہرگز ہرگز چین نہ آئیگا میرے دلکو تسکین ہو جائے کہ لوح ایسے مقام پر ہی
کہ طلسم کشا نہ پاسکیگا طلسم نہ ٹوٹیگا مین نے رت جگا لیا ہی اگر قدرت نے چاہا انشاء اللہ سب حال
معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نیلم اپنے مقام سے اٹھی گرد ہفت پیکر کے پھری کہا یا خداوند اب تو مفصل فرمائیے
ورنہ لونڈی کو قتل کا حکم دیجیے کہ یہ کنیز بربادی طلسم اپنی آنکھ سے نہ دیکھے ہفت پیکر نے کہا اے کنیز نہ گھبراؤ
تمسے مفصل کہدینگے اسوقت جاؤ شب کے وقت آنا قدرت کل حال لوح بتا دینگے کوئی بات باقی نہ رہیگی
نیلم نے دست بستہ عرض کی ابھی اُن لوگونپر فوج نہ بھیجی جاے ورنہ کام بگڑ جائیگا ہفت پیکر نے کہا اے
بندی قدرت کی نہ گھبرا ابھی فوج نہ بھیجینگے تمھاری راے پر یہ مقدمہ رہا اسوقت ہنگامہ دربار داری ہی
اُسوقت ہمکو کچھ بھی فرصت ہوگی تم آنا تمکو سب حال مفصل بتلا دینگے اور صلاح بھی تمسے لینگے اور خاص
تمھاری ہی راے پر کاربندی ہوگی نیلم سلام کرکے رخصت ہونے لگی پھر کنیزونکو ہفت پیکر نے حکم
دیا کہ اسکو قصر مروارید نگار مین لیجاؤ کنیزین نیلم کو قصر مروارید نگار مین لیکر آئین سامان دعوت
کا ہونے لگا لیکن بعد جانے نیلم کے ہفت پیکر وزرا سے پوچھتا ہی کہ تم سب کی کیا راے ہی نیلم نے منع
فوج کرکے براے گرفتاری طلسم کشا روانہ کرون دل دھڑکتا ہی قلب پھڑکتا ہی وزرا نے عرض کی اگر
قدرت اسکو اپنا دوست جانین تو اس سے بہتر کیا ہی اور اگر کسیطرح کا خیال ہی تو بندے کیونکر عرض
کرین کہ باعث خرابی ہو تو کیسی مشکل ہو سرکار کو اختیار ہی جو مناسب جانین وہ کرین ہفت پیکر
سرنگون بیٹھا ہی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی سب دیکھنے لگے کچھ پھول برسے کچھ آگ گری پھر جھونکے ہوا
کے چلے آوازین ہیبت ناک آئین جن سے مراد یہ تھی کہ اے ہفت پیکر ایسا آپسے باہر ہوا اپنے کو
بھولا ہفت پیکر طرف آسمان کے دیکھنے لگا آندھی موقوف ہوئی دیکھا سب نے تخت پر ایک ضعیفہ
عورت جوڑا باندھے ہوے ترسول ہاتھ مین تخت پر سوار آکر پہونچی ہفت پیکر نے جو اُس عورت کو دیکھا

اُٹھکر سلام کیا کہا مادر مہربان آئیے مین تو آپکا مشتاق تھا اُسنے قریب آکے ہفت پیکر کی بلائین لین
کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مین ایک ضرورت سے آئی ہون مجھکو بڑی فکر تھی انجام اُسکا کیا ہوا ہفت
پیکر نے کہا وہ سب معاملہ اُسیطرح پہر کسی امر مین فرق نہین آیا کہا تو مین جا کر انتظام کرون ہفت پیکر
نے کہا کیا مضائقہ ہی اسطرح کی باتین ہوئین کہ مشیر و وزیر جو سامنے بیٹھے تھے نہ سمجھے کہ یہ عورت
کسواسطے آئی ہی اور یہ کون ہی کیا انتظام کریگی کس چیز کو قدرت سے پوچھی ہی کوئی کسی بات کو نہ سمجھا اُس
عورت نے بیٹھے بیٹھے کہا کیون لڑکے کیا اب شوق شراب و کباب بالکل موقوف کر دیا ہے
ہفت پیکر نے کہا ایسا تو نہین ہی مین تو ہر وقت شراب و کباب مین مصروف رہتا ہون اکثر چھپا سہتا
ہون یہ سُنکر بڑھیا نے ہاتھ بڑھایا اک جام لبالب دھوان اُس سے نکلتا ہوا لیکر ہفت پیکر کو دیا ہفت
پیکر نے اسکو پیکر نصف جو باقی رہا وہ عورت کو پلا یا ایسے راز و نیاز یا تو نہین آج بہت ہوے کہ جو ذہن
مین کسی کے نہین آتے عرصہ تک آپسمین صلاح و مشورہ رہا مگر ایسی باتین ہوئین کوئی سمجھا نہین کہ ان مقدمات
سے مطلب کیا ہی بعد عرصہ دراز وہ ضعیفہ یہ کہکے اُٹھی کہ مین جاتی ہون ہفت پیکر نے کہا جائیے جب
کبھی کوئی محل موقع ہوگا تو تکلیف دونگا اُس عورت نے سر ہلایا مراد اس سے یہ تھی کہ تیری مصیبت
ہم ہرگز نہ دیکھ سکینگے جب تو بلائیگا ہم آئینگے وہ ضعیفہ تخت پر سوار ہوئی اُسیطرح آندھی اُٹھی دیر تک
اندھیرا رہا ہولناک صدائین آئین بعد عرصہ دراز کے ہوا صاف ہوئی پھر اُسیطرح ہفت پیکر بیٹھا تھا وہ
جو عورت آئی تھی وہ چلی گئی مشیر و وزیر حاضر ہین ہفت پیکر نے کہا ای مشیران سلطنت و ای وزیران ابتہت تم
لوگ سمجھے کہ یہ کون صاحب تھین جنہون نے مجھے سرفراز فرمایا سب نے عرض کی غلامون نے کبھی
اُنکو نہ دیکھا تھا آج دیکھا غلام کیا بیان سکتے ہین یہ قدرت کے کارخانے ہین قدرت کی ذات پر موقوف
ہین کسی کو دخل نہین یہ سُنکر ہفت پیکر نے کہا یارو قدرت خود جاتے ہین شاہ عالی کی خبر لاتے ہین وزرا
اُمرا دوڑکر قدمون سے لپٹ گئے کہ قدرت کہان جاتے ہین سب نے ملکر روکا لیکن ہفت پیکر نے یہ
نہ بتایا کہ یہ ضعیفہ کون تھی کیا کہگئی کس انتظام کیواسطے آئی تھی سب خاموش ہو رہے ہفت پیکر بھی
خاموش بیٹھا ہی کہ نیلم خوشرو اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتے ٹہلتے آئی ہفت پیکر کو بیٹھے دیکھا کہا یا خداوند کنیز
رخصت ہوتی ہی جاکر لالہ عذار وغیرہ کی خدمتمین رہون کہ اُنکو اطمینان رہے ہفت پیکر نے کہا تمھارے
پاس فوج روانہ کرینگے نیلم نے کہا میرے جانے کے بعد قدرت فوج روانہ کرین لالہ عذار گرفتار

کر دونگی ہفت پیکر نے حکم دیا تم چلو ہم فوج روانہ کرینگے سروپا کو نیلم کے دیکھا کیا نیلم ناچار کچھ سامان نہ بن
پڑا اور مطلب حاصل نہوا حیران حیران جس پریشانی مین آئی تھی اُسی حیرانی مین گئی یہان ملکہ لالہ عذار نے
سیارہ سے صلاح کی کہ فکر لوح واجب و لازم ہے سیارہ نے کہا ضرور فکر لوح کی کرنا چاہیے بدون حصول لوح
کسی شے پر ہاتھ چلانا مناسب نہین لالہ عذار یہ ذکر کر رہی ہے کہ یہان تھوڑی دور پر قصر ہفت مدارج مشہور ہے ہمنے
سُنا ہے کہ قصر ہفت مدارج مین لوح ہے مدت سے یہ خبرین سنتے ہین لہذا طلسم کشا کو بھیجین امتحان اقبال کا بھی
مقام ہے ایسے امتحان مین طلسم کشا کا نام بھی ہے رستم تو راضی ہین لیکن لالہ عذار نے دیکھا کہ اگر نیلم گئی اور لوح نہ ملا
ہوئی تو باعث خرابی کا ہوگا اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی رستم نے کہا دریافت
تو کرو کنیزین گئین گھبرائی ہوئی آئین جواب دیا خونخوار جنگ آزما نام پہلوان بھائی افراش کا اس طرف
سے جاتا تھا خبر جو اُسنے اپنے بھائی کی پائی کہ میرے بھائی کا قاتل اس باغ مین موجود ہے قریب باغ کے
اُتر پڑا قاتل کو طلب کریگا رستم نے کہا اُسکی کیا مجال ہے جب بلائیگا اُسکے مقابلے کو جائینگے خونخوار بیرون باغ
کے چلا ساتھ والون نے پوچھا حضور کہان جاتے ہین خونخوار نے کچھ جواب نہ دیا در باغ پر پہونچا اک لات
ماری دروازہ باغ کا کھل گیا یہان رستم لالہ عذار کے پہلو مین بیٹھے ہین کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور
آکر عرض کرنے لگین ای شہریار خونخوار جنگ آزما نے لشکر تو بیرون باغ چھوڑا آپ در باغ کے قریب آگیا
طلسمشاہ نے کہا آنیدو خبردار کوئی راہ مین روکے ٹوکے نہین قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے رستم ٹہلنے لگے لالہ عذار
کو منع کر رہے ہین کہ تم کسی مقدمے مین دخل نہ دینا ایسا نہو کہ عذر کرے کہ ہم سحر نہ جانتے تھے ساحرہ نے
کیون دخل دیا لالہ عذار کہ رہی ہے کہ یہ ساحر ہے ناچار ہوکر سحر صرف کریگا اس سے ڈرنا چاہیے یہ ذکر تھا کہ سامنے
سے خونخوار جنگ آزما بل کرتا ہوا پیدا ہوا رستم کو جو لالہ عذار سے باتین کرتے ہوئے دیکھا جل گیا مدت سے
لالہ عذار پر عاشق ہے آواز دی باش او لپسر حمزہ غضب کیا میری معشوق سے باتین کر رہا ہے او لالہ عذار
کیون اپنے مرنیکی فکر کرتی ہے چیر پھاڑ کر پھینکدونگا ہمارے سخن سے انکار کیا لپسر حمزہ کو بُلاکر باغ مین اپنے
پاس بٹھالیا اب بچنا تیرا دشوار ہے قدرت کو خبر اچھی طرح پہونچیگی برابر فوجین آئینگی جان بچانا دشوار ہوگا
رستم نے ہاتھ لالہ عذار کا چھوڑا طرف خونخوار کے بڑھے کہ اُسنے آواز دی او لپسر حمزہ میرے مقابلے کو آتا
ہے جیسے ہی رستم جھپٹے نخل شمع کافوری سبز پتے تالیان بجاتے تھے پھولون نے آنکھین کھولین غنچے کھلکھلا کے
شگفتہ ہوئے آنکھین ملا رہے تھے تمام درخت جھاڑ دیکھنا جنکا پہاڑ رستم نے پلٹ کے دیکھا چہار طرف کر

نخل روشن ہو گئے خوشبو آتی ہی نسیم جام علیش دکھاتی ہی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی رستم فرزند صاحبقران مزاج مین غصہ لڑکھڑاتے ہوے جاتے ہین ہر مرتبہ یہ ہی خوف ہی کہ ایسا نہو یہ پیچیا سحر کرے تیغہ کپتیان فرنگی پر ہاتھ پڑا ہوا سپر فولادی پشت پر قرص قمر پہلو سے ماہ تابان مین چاہتے ہین کہ جھپٹ کر قریب خونخوار کے پہونچا ن کہ بیچ نخل کی شق ہوئی ایک طائر برابر عقاب کے پیدا ہوا رستم پر تڑپ کے گرا پنجہ کمر مین دیکر اُڑ گیا لالہ عذار نے للکارا ایک گولہ طرف خونخوار کے پھینکا کہ اُسپر آگ برسنے لگی ایک گولہ طرف آسمان کے طائر کو تاک کر مارا پاؤن پر جو طائر کے پڑا پاؤن اُسکا زخمی ہوا قطرات خون کے ٹپکنے لگے مگر طائر بلند ہوا چلا جاتا ہی گستاخی یہ کہ پلٹ کے آواز دی او لالہ عذار پاؤن تو نے میرا زخمی کر دیا مین سمجھ لونگا دوسرا گولہ لالہ عذار نے اور مارا ایکی اتنا بلند ہوا تھا کہ گولہ وہانتک نہ پہونچا پکار کر لالہ عذار نے آواز دی او مکّار اب کہان جائیگا طائر کا خونخوار نے سحر کیا لیکن لالہ عذار نے چند دانے ناٹر کے پھینکے کچھ شعلے وغیرہ خونخوار پر گرے یہ ناری ان شعلہاے آتش کو کب مانتا ہی ہاتھ ہلا دیا کچھ اسم سحر کے پڑھے کچھ دستک دی شعلے دفع ہوے لالہ عذار نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک چنگیر نکالا اُسپر اسم سحر کا پڑھکے طائر پر کھینچ مارا کہ خونخوار کے ہوش اُڑے وہ چنگیر جا کے پاؤنپر طائر کے پڑا دونون پاؤن طائر کے قلم ہوکے گرے طائر مرکر ایک جانب چلا رستم اُسکے ہاتھ سے چھوٹے غلغلہ ہوا کہ طلمشاہ آسمان سے طرف زمین کے آتے ہین یہ سننا تھا کہ لالہ عذار نے بیتاب ہوکر دستک دی آواز دی ہوا خواہ فرزند صاحبقران زمین پر نہ جانے پائین یہ جو پکار کر کہا دو زنگی زمین سے پیدا ہوے ہاتھ اُٹھا کر کھڑے ہوے رستم کو بالاے ہوا روکا زمین پر قائم ہوے خونخوار طرف طلمشاہ کے چلا زنگی غائب ہوے رستم پشت مرکب پر سوار ہوے اُدھر خونخوار اِدھر سے رستم ملکہ لالہ عذار بھی سامنے کھڑی ہین جو سحر خونخوار جنگ آزما کرتا ہی ملکہ لالہ عذار دفع کر دیتی ہین ہر مرتبہ یہ آواز ہی ای مردان عالم جنگ کرو رستم و اسفندیار کا نام مٹا دو رستم خونخوار پر جا پڑے اسپین نیزہ چلنے لگا دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ ہر طرح خونخوار ہونٹون کو ہلا دیتا ہی کبھی ہاتھ چمکاتا ہی کبھی کہتا ہی کہ ہان لیجاؤ اُنکو تو نکو نہ بلاؤ یہ فرزندان صاحبقران ہین یہ کہکے خونخوار نیزے کو ہل دیتا ہوا قریب آ کے آیا رستم کے نیزہ نام اسنان نیزے سے چنگاری آگ کی نکلی وہ چنگاری نہ تھی شستہرہ پنجہ تھا کمر مین رستم کی پڑا اور لیکر طرف آسمان کے چلا خونخوار نے زور سے دستک دی ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا وہین سے زنگی کو کسی نے للکارا کہ خبردار کہان جاتا ہی زنگی پلٹا کہ مجھے کون منع کرتا ہی دیکھا اک نازنین ہنستی ہوئی پکارتی

ہوئی او عاشق صادق یون دیوانہ ہوگیا ہماری شمع جمال کا پروانہ ہوگیا جب یہ اُس نازنین نے مُسکراکر آواز
دی اُدھر وہ پنجہ جو رستم کو لیچلا تھا ایک مقام پر رک گیا اور زنگی کے کان مین آواز آئی او جانے والے
ٹھہر جلدی اچھی نہین زنگی ٹھہرا نازنین مثل شعلہ جوالہ ہنستی ہوئی اُس زنگی پر جا پڑی کہا کیون نگوڑے دیوانہ
ہوا ہی جو چاہتا ہی کرتا ہی ٹھہر جا ہمسے تو بات کرے جیسے زنگی ٹھہرا نازنین نے جھپٹ کر زنگی کا ہاتھ تھام لیا معلوم
ہوا آگ کا شعلہ تھی وہ زنگی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا اور اعضا سے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑی دیر کے
بعد جلکے خاک ہوا بعد عرصہ دراز کے آواز دی کشتی مرا نام من واہمہ جادو بود زنگی کا جلنا کہ خونخوار نے جھولی
پر ہاتھ ڈالا ایک کاغذ سیاہ نکالا مقراض بھی نکالی چاہتا ہی کہ کچھ کاٹون کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری
کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلنے لگا رستم تو اُسی برق نے روکا لاکر زمین پر پہونچایا لالہ عذار نے دیکھا
کہ نیلم ہی دوڑ کر گلے سے لگا لیا کہا ای نیلم بڑا کام کیا ساتھ والے خونخوار کے اپنے آقا کا مرنا دیکھکر بھاگے
رستم کو نیلم و لالہ عذار و سیمتن اپنے ہمراہ لئے ہوے اندر باغ کے آئین اپنے اپنے مقام پر سب کھڑے ہوے
رستم نے فرمایا کیون نیلم لوح کا کچھ حال معلوم ہوا نیلم نے عرض کی مین کیا گذارش کرون کچھ عجب طرح سے
گول گول بیان کیا ہی کہ مفصل حال نہ کھلا ایسے طور سے اُسنے بیان کیا کہ طائر وہم وخیال بھی وہان نہین
پہونچا ای شہریار تلاش لوح نہایت دشوار ہی مگر پروردگار مالک و مختار ہی ایسا نہو جستجو سے لوح مین نکلین
خدانخواستہ اور کسی بلا مین گرفتار ہون تو بڑی مشکل پڑیگی تلاش سے لوح کا ملنا دشوار ہی اب مشورے
ہونے لگے سیمتن کا کچھ قول ہی نیلم خوشتر و کچھ کہتی ہی لالہ عذار کچھ بیان کرتی ہین راے مین اختلاف ہی
کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی ہر ایک کو یہی تردد ہی کہ دیکھین انجام کیا ہو راؤن مین اختلاف ہی کہ اُس
جلسہ مین سیارہ آیا عرض کی ای شہریار غلام جو تلاش مین حضور کی نکلا تھا یہان سے تین کوس پر جا کے
ایک قصر دیکھا ہزارہا نازنینان مہ جبین وہان بیٹھی تھین غلام وہان ٹھہرا آسمان سے برق چمکی اک
تاجدار آیا اُسنے لوح کا حال بیان کیا ہر چند کہ سختی ہی اگر لوح ملگئی سبحان اللہ اِس سے کیا بہتر ہی اور اگر دیر
ہوئی اور کچھ فکر ہوگی وہان تشریف لیچلیئے تب سامان ہنگامہ کیجیے سیارہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا رستم
کو ایک تاجدار بنایا ملکہ لالہ عذار کو وزیر اعظم بنایا ملکہ سیمتن کو وزیر دست چپ قرار دیا اسطرح پر رستم کو تخت پر سوار کیا
لالہ عذار وغیرہ نے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا چلا قضاے کار یہ قصر جو دیکھکر سیارہ آیا تھا یہ قصر ملکہ شیدا لب گراز
دندان کا ہی کہ مشیران سلطنت و وزیران ابہرت سے تھی حسد نسے اِس طلسم مین غدر ہوا آسد نسے اِسکے دربار مین جانا

ہفت پیکر کے موقوف کیا ہے یہی کہا کرتی ہے کہ مجھے کیا غرض کہ جو میں کسی کے بکھیڑے میں دخل دون جب کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لالہ عذار وغیرہ تخت اڑاتی ہوئی چلیں یہان شیدا سے گراز دندان تخت پر بیٹھی ہیں جادوگریان چست و چالاک بیباک گرد کئی سَو جادوگرنیان بارہ ہزار نوکر ساحر بڑے بڑے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور ملکہ لالہ عذار و سمیتن تشریف لاتی ہین مگر بیچ مین سب کے ایک تاجدار جلیل بیٹھے ہین کہ جنکو ہم نہین جانتے ہین یہ سنکر شیدا اٹھ کھڑی ہوئی کہا ان لوگونکو میرے پاس آنے سے کیا کام ہے یہ کہکے برائے استقبال چلی دیکھا تخت پر ایک تاجدار ایک جانب لالہ عذار ایکجانب سمیتن ماہ رخسار اور ایک جادوگر پشت پر مگس رانی کر رہا ہے لیکن سر جھکائے ہوئے شیدا نے آکر سلام کیا اور عرض کی اسوقت حضور کہان تشریف لئے جاتی ہین اگر تکلیف نہو تو آج کے روز سرفراز فرمائیے گھڑی دو گھڑی ٹھہر یے جو کچھ ماحضر موجود ہے اسے نوش فرمائیے مین کلاہ عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچاؤن کہ مجھے آپ نے سرفراز کیا اس طرح عجز سے جو اس ملعونہ نے بیان کیا لالہ عذار نے کہا برائے کار ضروری نکلے تھے ادھر بھی آگئے شیدا ان سب کو بہ تعظیم و تکریم بارگاہ مین لائی لاکے مقام صدر پر جگہ دی سیارہ بشکل ساحر پشت پر تاجدار کے دست بستہ کھڑا ہوا اور ایک جانب لالہ عذار اور ایک طرف ملکہ سمیتن آکر دونون پہلو مین تاجدار کے بیٹھین شیدا نے اشارہ کیا گائنین آئین بیٹھکر گانے لگین سامنے عملشاہ کے بتانے لگین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین نظم

| | |
|---|---|
| غور کرنا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو | آئنہ محتاج ہے نظارہ تمثال کو |
| دیکھنا تھا ہاے کس پردہ نشین کے حال کو | خاک کے پردے مین آئی روح استقبال کو |
| سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی | شمع نے جنبش نہین دی پاے استقلال کو |
| بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے | رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو |
| کاتب قدرت کو وان کچھ اور بھی منظور تھا | لکھتے لکھتے رکھیا نقطہ بناکر خال کو |
| تاج گوہر سر پہ رکھا آبلون سے خار نے | وقف صحرا کر دیا ہم نے جنون کے مال کو |
| بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر | مہر کو رخ مہ کو عارض برق کو چھپا ل کو |
| لاغری نے کر دیا ہمکو بہ رنگ شور سے | اب بجز آواز صورت تک نہین تمثال کو |
| اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسیٰ و قضا | جنبش لب یار کی کافی ہین دونون حال کو |
| روشن و تاریک مین یکسان مزا مجھکو ملا | مصحف رو کا ترے نقطہ نہین سمجھا خال کو |

سعد اقبال سے ہے تجھے چشم شفاعت ائے سیم — بخشش یگانا ایزد برحق ترے افعال کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ست یارہ نے بھی کنارہ اگر صورت تبدیل کی گائن بکرخوب خوب گایا ہر مرتبہ
یہی ارادہ ہوتا ہے لالہ عذار کا کہ ذکر لوح پیش کرین لیکن گانے کا وہ ہنگامہ ہے کہ ذکر نہین آسکتا ہر مرتبہ
زبان پر سے بات آکر پلٹ جاتی ہے گانے کا شور ہے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جب ستارۂ سحری
آسمان پر چمکا عقاب زرّین پوش صحراے مغربی مین شکار کھیل کر چرخ زبرجدی پر آیا ہوا طائران
ستارگان حیران و پریشان شاخ کہکشان پر زمزمہ سرائی ہوے عقابان ضیاء و شعاع عملداری
کرنے پھرنے لگے یہان ستیارہ گا رہا ہے اور ہر مرتبہ وہ تان لگاتا ہے کہ زمین ہلجاتی ہے جب دن نکل آیا
لالہ عذار نے کہا کیون ہو اشیدا فی الحال اگر طلسم کشا ملجاے تو اُسکا کیا حال کرو سنا ہے کہ فوج ظفر موج
اُسکے ہمراہ ہے جا بجا تسخیر کرتا ہوا آتا ہے شیدا نے کہا ہوا ہر چند کہ خداوند ہفت پیکر سے اور مجھسے فساد پڑ گیا
تھا مگر قدرت نے انجام بخیر کیا مین اپنی سرحد مین رہتی ہون مجال کیا کسی کی جو مجھسے آنکھ ملا سکے وہ
سامنے دیکھو جو باغ بہشت آگین ہے وہ قدرت نے مجھکو بنوا کے دیا مین اُسمین بسر کرتی ہون روز صبح
کو اُٹھکے دو چار کوس ضرور جاتی ہون کہ دشمن خداوند کا ملے تو اُسکا سر کاٹ لاؤن مگر ابھی تک کوئی باغی
ملا نہین اگر ملا تو اُسے گرفتار کرکے خداوند کی خدمت مین روانہ کر دیتی لالہ عذار نے کہا اے ملکۂ عالم قدرت
سے ملی رہنا اسی مین بہتری ہے مین نے یہی کیا کہ قدرت سے میل رکھا آجتک ایک ڈھنگ ہے اب اِس
زمانہ کا قدرت کو اختیار ہے جو مناسب جانین وہ کرین کسی کو کچھ بن نہین پڑتا کیون ہوا ملکہ شیدا اللہ رکھتا ہے
لوح کہان رکھی ہے سابق مین ذکر اسکا ہو رہا تھا کہ لوح کے لیے نگہبان چاہیے کوئی نگہبان ممکن ہوا یا نہین
شیدا نے کہا مین ابھی ظاہر کئے دیتی ہون یہ کہکے آواز دی اے عندلیب رازدار دیکھو ملکۂ عالم کیا پوچھ
رہی ہین اِنکا جواب دے یہ جو پکار کر شیدا نے کہا جوڑا عندلیب کا آسمان سے اُترتا ہوا آیا اک شاخ
نخل پر بیٹھا مثل انسان کے وہ دونون گویا ہوے کہ ملکۂ عالم کیا پوچھتی ہوا ے شہنشاہ خوبی و اے سروباغ
محبوبی کچھ مطلب تو ان اشعار سے سمجھیے جو مطلب رہجائیگا بلا تکلف حرف بحرف عرض کرینگے اول
بزبان خوش الحان یہ اشعار شروع کئے نظم

دل بے تیری کا دشمن جینا سنئے دشوار تھا — اے مرے دردِ جگر تو بھی مزاج یار تھا
جب مین بینائی سے گھبرایا تشفی اُسنے کی — مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا

دل کی گھبراہٹ سے جب تڑپا شب فرقت میں مین — تیرے در سے متصل اپنا پس دیوار تھا
رات بھر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نہ کر — بے سبب آہین نہ تھین آخر کوئی بیمار تھا
ہاے مین نے تو بہت چاہا مگر اے جان جان — مجھکو مرنا بھی شب غم مین ترا دیدار تھا
داستان شوق میری ہو نہ چکتی عمر بھر — خاک سنتا وہ اُسے اک حشر کا طومار تھا
یہ تو مضمون گذشتہ کچھ وہما آمیز تھا — کیا نصیب دشمنان تو بھی کسیکا یار تھا
اپنی محرومی گوارا کی نہ کی لیکن خبر — جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا
غیر نے تیرے سوا پائی نہ آنکھون مین جگہ — پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا
صدقے مین اس سرعت تیر نظر کے اے نسیم — اُف بھی ہم کہنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا

یہ اشعار جو نر و مادہ نے بہ خوش الحانی پڑھے رستم جھومنے لگے سمن کو بھی وجد ہوا اللہ اللہ عاشق جال طلسم کشا چپ خاموش بیٹھی ہے رستم سے اشارہ ہے کہ حال تو سن لیجیئے اے طائران اسرار بیان کرو کہ کیا کیفیت ہے لوح کیونکر دستیاب ہو یہ کہنا تھا کہ دونون طائر پھڑکنے لگے مُنھ کھولتے ہین اور بہاتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ نر و مادہ کے کلیجے مین درد ہے سر اُٹھاتے ہین مُنھ کھولتے ہین اور بہاتے ہین بیان کرین ہو نہین سکتا لالہ عذار نے پھر پکارا کہ اے طائران عقیل کیون تامل کرتے ہو یہان طلسم کشا نہین کوئی خواہان لوح نہین اتفاق سے یہان آگئے اِدھر بھی آگئے اب بیان کرو نر نے مُنھ کھولا تھا چاہتا تھا کہ بیان کرے یکایک اُس طائر کے کان مین آواز آئی کہ کیون او مکار و غدار یہ کیا حرکت ہے جو تو کرتا ہے یہ سُنکے اُس نر نے مُنھ سے شعلہ چھوڑا آواز دی ارے خبردار ہو چاہ خبرداری یہ تھی کہ نر کے ہر سر مو سے چنگاریان آگ کی نکلین سراپا شعلہ جوالہ بنا دوڑ کر مادہ کو لپٹا اُسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا اک ہنگامہ ہوا یارو دوڑو بڑا غضب ہوا طائران اسرار جل رہے ہین شیدا گھبرا کر اُٹھی پکارتی ہوئی ارے کیا غضب ہوا کوئی اُنکو بچائے اور شیدا کو بھی وہ دونون طائر دوڑ کر لپٹے شیدا ابھی جلنے لگی کہ ایک ابر آسمان پر آیا اُس سے پانی برسنے لگا پانی کے قطرے جو شیدا اور طائرون پر گرے اور زیادہ شعلے بھڑکنے لگے مثل ہیزم خشک جلکر تمام ہوئے ایک آواز مہیب آئی کہ او لالہ عذار کچھ خوف بادشاہ طلسم نہ کیا خداوند طلسم کو غافل جانتی ہے ہر وقت اُنکی اسی پر نگاہ ہے یکایک ہوائے گرم چلنے لگی تمام باغ جلکر خاک سیاہ ہوا ہر طرف سے آوازین ہیہات او افسوس کی آتی تھین لالہ عذار نے اُٹھکر بہت سحر کیے سمن نے

گئے چند جادوگر بڑھے کہ رستم کو اٹھا لیں لالہ عذار نے بڑھکر سحر کیا کئی کے سر کٹکر گرے جو رستم کو گرفتار کرنے بڑھتا ہی لالہ عذار سیمتن سحر کرتی ہیں اسکا سر کٹکے گرتا ہی بارہ جادوگروں کے سر کٹکے گرے جب وہ ساحر سینہ زنان ٹھوکر پرسے سے بڑھا پکارتا ہوا او لالہ عذار تو بد دولت کو نہیں پہچانتی میں پہلونشین ہفت پیکر کیا کسی جلسہ میں مجھکو پہلو میں ہفت پیکر کے نہیں دیکھا ای لالہ عذار یہ مقام خدائی خداوند ہفت پیکر ہی اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر قصد کریں کہ اس طلسم کو مٹائیں تو ناممکن ہی تم اپنے اپنے ذہن میں کیا سمجھی ہو کہ دم دوستی کا پسر حمزہ کی بھرتی ہو تمھاری قضا دامنگیر ہی یہی تمھارے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکے وہ زنگی بڑھا لالہ عذار عاشق جمال رستم کب رکتی ہی بڑھی زنگی سے سحر چلنے لگا جادوگر دور ہٹ گئے مینہ برس رہا ہی آگ جل رہی ہی ہنگامہ گرم ہی سحر جانبین سے چل رہے ہیں زمین سے پانی ابل رہا ہی دھواں زمین سے نکل رہا ہی ہر ایک نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی کبھی تلواریں برستی ہیں کبھی انگارے آسمان سے برستے دونوں مصروف سحر خوانی ستارہ نے دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار سحر میں کمزور ہیں ایک نخل کی آڑ پکڑکے چھپا جب بہت سحر آپس میں ہو چکے تو زنگی نے للکارا او لالہ عذار سحر پڑھنا موقوف نہیں کرتی کچھ خداوند ہفت پیکر کا خوف نہیں یہ جو زنگی نے پکار کر کہا دیکھا کہ ملکہ لالہ عذار تھر تھر کانپیں تھرا کے گریں زبان بند دل دردمند اس ساحر نے آواز دی ارے لالہ عذار کو گرفتار کرو چند ساحر دوڑے سیمتن بڑھکر سحر کرنے لگی تلواریں برسنے لگیں ستارہ نے گوپھن سے پتھر برسائے جب کئی سو کے سر کٹے اور پھٹے تب وہ ساحر پھر بڑھا اور سب کو منع کیا کہ دور ہو بڑھے سب ساحر ٹھہر گئے زنگی ہٹو ہٹو کہتا ہوا بڑھا جیسے ہی قریب رستم و لالہ عذار پہونچا چاہا کہ [illegible] دونوں کو اٹھاؤں ستارہ نے پتھر مارا کہ پیشانی پر زنگی کی پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہزار [illegible] اندھیرا کامل ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من پہلونشین ہفت پیکر ہوں واویلا [illegible] اٹھے لالہ عذار نے اٹھتے ہی آگ برسانا شروع کر دی ساحر جو ایک مقام پر جمع تھے جلنے لگے [illegible] اعضا جسم سے شعلے نکلنے لگے یہ معاملہ دیکھکر اکثر ساحر گھبرا گئے آپس میں اشارے کئے کہا [illegible] بیتاب ہو کر سب کے سب آواز دینے لگے یا خداوند ہفت پیکر آپکا بندہ قتل ہوا ہم مجبور رونا چاہتے [illegible] میں حیران و پریشان ہیں یا خداوند آکر بچا لیجئے یہ جو بیقرار ہو کر کہا آسمان پر برق چمکی [illegible] ساحرہ سیاہ فام بد انجام جھولی بائیں ہاتھ پر پڑی ہوئی وہیں سے للکارتی ہوئی کہ تمھاری صدا پہونچتا بگوش حق نیوش خداوند ہفت پیکر پہونچی لونڈی گھر کی کام کرنیوالی جادو کشی کر رہی تھی کہ حکم آیا

جاکر مدد کرا ایسا نہو بندے ہمارے قتل ہوجائین محسن جادو منگیا اُسنے غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہین
دم آخر وہین مٹا دیا تا کہ یہین ملا دیا قدرت نے مجھکو بھیجا ہی کہ مسلمانونکو پکڑ لاؤ کون مصروف سرکشی ہی کسکو
خیال لشکرکشی ہی پیدا ہوا گر ہو اسے سے کون مقابلہ کریگا فوراً جہنم مین بھیجا جائیگا رومال سے اپنے اپنے ہاتھ
باندھ لو مین تمکو خادمان قدرت کی پھلواری مین لیچلون یہ سنکر بی لالہ عذار و سیمتن قدرت سے کہا تمھارے ساتھ خلاف کیا کہ تم
قدرت سے ایسا بگڑین کہ بالکل علیحدہ ہوگئین قدرت کے ساتھ یہ دشمنی راہبر سے رہزنی چلو ہم تمھاری صفائی
کرادین یہ سنتے ہی لالہ عذار نے سحر کیا ایک جانب سے سیمتن نے کمان کیانی کو اچھالا کہ حلقے گلے مین اُس
ساحرہ کے پڑگئے لالہ عذار کا سحر یہ ہی کہ ماش کے دانے پھینکے ہین منظور یہ ہی کہ دیوانہ وار وحشی مثال زمین پر گرے
لیکن اُس ساحرہ نے سحر جوان دونونکا دیکھا اپنے مقام پر تڑپی مثل برق کے گری ماش کے دانے جلا دیے کمان
کیانی کے ٹکڑے اُڑا دیئے اُسی صورت پر جو گری ایک طرف لالہ عذار بیہوش ہوئی سیمتن کو شعلۂ آتش نے گھیر لشکر والونپر
ایک دستک دی شعلۂ آتش نے رستم کو گھیر لیا رستم کو یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص مجھسے کہتا ہی تیغ کیتیان ہین دیدیجیے
تیغ کمر سے نکالکر دیدیا پھر کان مین آواز آئی سپر کیا کام کریگی سپر بھی دیدو اسکے خلاف اگر کروگے تو باعث خرابی ہی
رستم نے سپر بھی اُتار کے دیدی جب تیغ و سپر قبضے سے جا چکی تب آواز کان مین آئی او گنہگار ہتھکڑیان بیڑیان
پہن لے دربار خداوندی مین جاکر داخل ہو تا کہ سُن قدرت کیا فرماتے ہین اسوقت تک تو تجھپر قدرت کی نگاہ
مہر و محبت تھی آیندہ جیسا پھر ہو ستارہ نے جو دیکھا کہ رستم قید ہوگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے کھڑے
ہین ساحرہ سے باتین کر رہے ہین گھبرا گیا ایک ساحر کی شکل بنا فریاد کرتا ہوا دوڑا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم اِس
غلام کی فریاد کو پہونچیے میرا گھر یہ ان لوگون نے لوٹ لیا ہر طرف قیامت برپا ہی گانون پھونکا گیا عزیز اور
اقارب مارے گئے جب سامان لشکرکشی ہوتا ہی جو مصروف جنگ ان لوگون سے ہوتا ہی انکا حال بخوبی آپ
جانتی ہین اُس ساحرہ نے پکارکے آواز دی ارے میرے پاس آمین تیرا گانون آباد کرا دون ستارہ
ہاتھ باندھے ہوئے قریب آیا کہا حضور مارا مارا پھر رہا ہون تمام کنبہ قبیلہ قتل ہوگیا مین اکیلا رہگیا ڈھونڈھتا
پھرتا ہون ایسا خدا نکرے کہ خداوند تک مسلمان پہونچین یہین انکا علاج کیجیے ساحرہ نے کہا تمھارا کیا نام
کہا حضور کاشتکار جادو میرا نام ہی کاشتکاری مین سے یہ وقت آیا یہی پیشہ کرتا ہون مگر صحبت مین رئیسون
کی رہا کرتا ہون کچھ گانا بجانا بھی یاد کیا ہی بڑی مشکل یہ ہی کہ حضور کہین تشریف رکھین تو مین اپنا کمال
دکھاؤن حضور کو بہت راضی کرونگا خلاصہ یہ جادو نے یہ باتین جو سنین پکار کر فوج والون کو آواز دی کہ بارگاہ

اِستاد کرو لالہ عذار و سیمتن گرفتار ہو لیکن ہمارا ارادہ یہ تھا کہ ابھی اِن قیدیونکو لیکر چلے جائین لیکن اِس بیچارے غریب کا کہنا ہمکو ایسا منظور ہوا کہ دل چاہتا ہی آج اِسی مقام پر رہیے کل یہان سے کوچ کرینگے قدرت نے سبکو گرفتار کرلیا ہی زندان مشقت مین سب بند ہین جسدن حکم ہوگا قتل ہوجائینگے اُسیوقت سامنے والے فوراً دوڑے بارگاہین خیمے اِستادہ ہوے جادوگر اپنے اپنے مقام پر اُترنے لگے ہزارہا جادوگر کا کھیت ہوا لاشونکو اُٹھا کر جلایا خلخال جادو ہاتھ سیّارہ کا پکڑے ہوے طرف بارگاہ کے چلی اور سیّارہ میٹھی میٹھی باتین کرتا ہی خلخال ہنستی جاتی ہی کہتی جاتی ہی میان کاشتکار جادو نہ گھبراؤ ہم تمھاری سفارش قدرت سے کرکے تمھارا گانوٗن آباد کرا دینگے اور جو کچھ تمھارا نقصان ہوا ہی وہ خداوند ہفت پیکر سے ملیگا اب کئی دن سے قدرت اِس فکر مین ہین کہ جو باقی رہگئے ہین اُن ساحرونکو جا بجا آباد کردون رعایا کو شاد کردون اِن مسلمانون کے آنے سے ملک جا بجا ویران ہوے قرینہ سے اُن سبکا آباد کرنا منظور ہی یہ باتین کرکے سیّارہ کو لیکر اپنے ہمراہ بارگاہ مین آئی کنیزون نے بارگاہ کو درست کیا مسند بچھائی اب اُسی مقام پر محفل شراب و کباب آراستہ ہونے لگی کنیزون نے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر موجود کین خلخال مسند پر آکر بیٹھی کہا کاشتکار جادو کو لاؤ کاشتکار جادو ایک کونے مین سرنگون بیٹھا تھا کنیزین لیکر سیّارہ کو حاضر ہوئین کہا میان کاشتکار کیا کمال رکھتے ہو کہا حضور شادی ہو غمی ہو اُسمین کارگزاری دکھاؤن شمع ڈھاؤن کھانا عمدہ پکاؤن لطف یہ ہی کہ ایک من مین ساری فوج کو کھلاؤن ناچ کے طائفے مجھسے بلوائیے سر دست گانا سناؤن بھجن خداوند ہفت پیکر کے گاؤن آپکو لطف ملے خود قدرت تشریف لائین گانا سنین دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہی یہ کہکے سازندونسے اشارہ کیا چہار طرف سے سازندے دوڑے کاشتکار نقلی بیچ مین سازندون کے آکر بیٹھا مگر اُن جادوگرون کو بہ نگاہ خیرہ خیرہ دیکھ رہا ہی مطلب یہ ہی کہ اِن سب کی بھی گردن ہون یہ کہکے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہوگئی گھر مین خبر ہی منع وان جانا ہمین ؏ وہ بھی رسوا ہو خدا جس نے کیا رسوا ہمین ؏

دمبدم رونا ہمین چارون طرف تکنا ہمین ؏ یا کہین عاشق ہوے یا ہوگیا سودا ہمین

ہر ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا بند کرنے کو قفس مین دام سے چھوڑا ہمین

یار تھے یا دشمن جان تھے ہمارے چارہ گر لیچلے مرتے ہی زندان سے سوے صحرا ہمین

طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم غش پڑے تھے پھر گیا وہ جانکر سوتا ہمین

تو نہ جانے عشق بازی اور ہم نادان ہون — بے سمجھ کہتا ہی ناصح تو نے کیا سمجھا ہمین
یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے — یار کے نازبجا سے شکوہ بیجا ہمین
کیا کہین کیون رہگئے حیران تجھکو دیکھکر — آگیا دل یاد ای آئینہ رو اپنا ہمین
دست بوسی پر کرو ہان قتل اپنے ہاتھ سے — سچ تو کہتے ہین قبول انصاف غیرونکا ہمین
اہل ماتم کسطرح سے روئین منھ کو ڈھانک کر — مرتے مرتے پاس اُس اُس پردہ نشین کا تھا ہمین
ہیہے نازک طبع سے کب اُٹھ سکے بیداد چرخ — مرگئے مضمون جور یار جو سوجھا ہمین
مومن اُنکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار — یہ شکایت بھی خدا سے ہی بتو نسے کیا ہمین

اِس دھن مین یہ غزل گائی ارباب محفل تعریفین کر رہے ہین خلخال نے کہا ای کاشتکار تمکو علم موسیقی مین بڑا کمال حاصل ہی کاشتکار نقلی نے عرض کی حضور ابھی آپنے میرا کیا کمال ملاحظہ فرمایا مین ساقی گری خوب کرتا ہون خلخال نے کہا ساقی گری کرنا کیا چیز ہی شراب انڈیلی اور پلادی یہ کیا مشکل ہی کاشتکار جادو نے عرض کی حضور پیرون سے ناچون منھ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن کلید میخانہ مجھکو مرحمت فرمائیے خلخال نے کنجی کاشتکار کو دی کنجی لیکر میخانے مین آیا تمام شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے سب لوگ دوڑے کوئی تبلہ کوئی گلابیان شراب کی لے گیا چالیس گلابیان شراب کی کاشتکار نقلی لیکر محفل مین آیا پاؤن مین گھنگرو باندھکر گت ناچنے لگا اور گنگنا کر یہ اشعار مضمون شراب کے گانا شروع کیئے اشعار

ہی مری ہستی کو عشق ساقی کوثر شراب — رات و دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب
خون آتا ہی نظر صاف اُس تن نازک مین یون — جسطرح ملتا ہے بلوری مین ہوا احمر شراب
ہی دل مجروح کی اُس چشم میگون پر شفق — کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
گرچہ ہون میکش پر ای زاہد نہ غیبت کر مری — گوشت کھانے سے برادر کے تو ہی بہتر شراب
کانپتے ہین اہل عصیان دہشت تقریر سے — رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہی یہ اکثر شراب
لذت عشرت ہوئی ہے تلخکامی کیا حصول — ذائقہ مین دیکھ تو رکھتی ہے تلخی ہر شراب
میکشی سے زاہدونکو اس لئے انکار ہے — تا نہ آن بدباطنون کے کھولدے جوہر شراب
ہین جو عادی سخت اُنکو میکشی سے عشق ہے — آدمی کی عرش پروازی کو ہی شہپر شراب

| | |
|---|---|
| جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے طہر شراب | ہو نجس ہر چند لیکن پاک کر دے گا وہی |

اِس رنگ مین یہ اشعار گا رہی کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے سیّارہ نے یہ چند اشعار گا کے
پشواز بھی گھنگرو پاؤن مین باندھے شراب انڈیل کر جام بلورین سر پر رکھا کچھ اشعار گاتا ہوا ٹھوکرین
لیتا ہوا پاس خلخال کے پہونچا سر کو جھکا کے عرض کی ایسی قدردانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
خلخال نے دونون ہاتھ پھیلا دیے جام لیا اب پھر اسنے اشعار گانا شروع کیے آنکھین ملائے ہوئے
اشعار گا رہا ہے تانین مار رہا ہے خلخال نے چاہا جام لبونسے لگاؤن جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب نے
چرخ مارا شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے دس ٹکڑے ہوئے خلخال نے آواز دی ارے تو کون ہے یہ جو اسنے
کہا سیّارہ نیچہ پکڑ کے جا پڑا اور نعرہ کیا منم سربریدہ جادوگران خلخال نے ایک دوہتڑ مارا سیّارہ
زمین پر گرا ہاتھ پاؤن بیکار ہوئے خلخال نے ابر سحر برسا کر سب کی بیہوشی دفع کی اب خلخال نے سیّارہ
کے منھ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا نام پوچھا سیّارہ نے کہا مین اس شہریار کا عیار ہون
کنیزونکو حکم دیا اسے مسلسل و مطوق کرو پاس اسکے آقا کے انکو بھی قید کرو جہان رستم ولا لعذار و سیمتن
قید ہین سیّارہ کو جو وہان لیکر آئے رستم کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی صورت رہائی کی نہین ہوتی لیکر
طلسم ہفت پیکر مین آئی قیدی تو آپسمین یہ باتین کر رہے تھے خلخال نے حکم دیا لشکر کی تیاری کرو
سویرے یہانسے کوچ ہوگا رات بھر تیاری ہوئی خیمے بارگاہین لدین ان گرفتاران مصیبت کو ارابے
پر سوار کیا لیکر روانہ ہوئے منزل در منزل جاتے ہین راہ مین ایک مقام پڑتا ہے کہ اسے کوہ سیماب
کہتے ہین ہر ہفتہ مین خداوند کا اسپر بھی ظہور ہوتا ہے ملکہ سیماب گل اندام جو یہان کی بادشاہ ہین انکو
سب طرح کا اختیار ہے وزیر امیر دن بھر دربار مین بیٹھے شب کو آکے اپنے اپنے مقام پر آرام کیا دیدۂ ظاہری
بند ہوئے دیدۂ باطنی وا ہوئے ملکہ نے خواب مین دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک ساحرۂ مکّارہ بلائے روزگار
تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحر و غیر ساحر گھیرے ہوئے ایک ارابے پر چار قیدی دو عورتین
حسین و مہ جبین ایک عیار طرار خنجر گزار بلائے روزگار ایک شیر بیشۂ جرأت یکّہ تاز میدان جلالت
صفدر و صف شکن سہراب تیغ زن چہرہ آفتاب عالمتاب خانۂ زنجیر مین قفل چمنستان شرم و حیا کا گل
قید کا تسلسل چہرہ زیبا آفتاب عالمتاب سرنگون غم سے کلیجہ خون وہ تینون قیدی اس جوری کی زندگی
کر رہے ہین وہ جوان کہتا ہے موت لیکر آئی تھی اس بلا مین آکر گرفتار ہوئے مجبور و ناچار ہوئے افسوس

اب دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے اُس جوان کو دیکھکر سیماب بیقرار ہوئی طرف اُس کے دوڑی پکارتی
ہوئی ای شہریار آپکو کسنے قید کیا ہی مین واسطے رہائی کے حاضر ہوئی ہون رستم نے وہ کلائیان دکھائین
کہ جنکو شاخ الماس سے تشبیہ دینا مناسب اُسمین ہتھکڑیان یہ دیکھکر سیماب دوڑی کہتی ہوئی کنیز واسطے
رہا کرنے کے آتی ہی سیماب یہ کہکے جھپٹ کے دوڑی بیچ مین میز فرش کی ٹھوکر کھائی سیماب گری
گرتے ہی آنکھ کھلگئی اپنے کو فرش خواب پر پایا چیخین مارکر جو روئی وزیرزادیان مصاحبین دوڑ پڑین
عرض کی واری خیر تو ہی سیماب نے ضبط کرکے کہا خیر و عافیت ہی آپ لوگ کوئی میرے پاس نہ آئین
میرا دل چاہتا ہی جنگل مین نکلجاؤن کوہ و دشت و بیابان مین ٹھوکرین کھاؤن اپنی جان دون کنیزین
ہٹ گئین ایک کنیز کہ وہ مدت سے حاضر خدمت رہتی ہی گلعذار نام اُسنے کہا حضور مین خدمت مین
حاضر رہونگی جب سب ہٹگئے تو وہ قدمون پر گر پڑی عرض کی واری مین حضور کو اسقدر پریشان پاتی ہون
مجھسے مفصل بتائیے کہ یہ کیا رنگ ہی کنیز تدبیر کرے اصلاح تندہی کرکے اِسنے کہا سیماب نے جواب
دیا کہ یہ خواب پریشان مین نے دیکھا ہی ابتک اُسکا سامنا نہین دیکھون تو کیفیت کیا ہی یہ کہکے بہت
روئی اور کہا ابھی تک اُسکا ظہور نہین ہوا گلعذار نے کہا شاہ راہ چلکر بیٹھیئے شاید ظہور ہو بیرون شہر
تالاب ہی بڑی مدت سے کسی شاہ نے بنوایا ہی گرد اِسکے سنگ مرمر کی اینٹین عمدہ لگی ہوئین ہین ایک
کمرہ بہت معقول کنارے پر بنا ہوا ہی اُسی پر چلکر تشریف رکھئے حکم ہوا اُسی مین چلکر فرش بچھاؤ کنیزون نے
جاکر وہان فرش بچھایا الغرض سیماب آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہین کہ جو خواب مین دیکھا اُسکا سامنا
ہوا کہ صحرا سے گرد اُڑی دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اُسکے بعد دیکھا ایک ساحرہ تخت زرین پر سوار
تاج سر پر ہزارہا جادوگرنیان گھیرے ہوئے ایکطرف اترا اُسپر چار قیدی اُنمین ایک جوان
شیر دلیر ایک عیار پہلو مین اور دو نازنینان مہ جبین اور وہ شیر دلیر اپنے حال زار پر روتا ہوا اور عیار
اُسکو سمجھاتا ہوا آتا ہی دیکھتے ہی سیماب بیقرار ہوگئی چاہتی ہی کہ سحر کرون ناگاہ آسمان پر برق چمکی
نعرہ ہوا منم نیلم جادو آسمان سے جو گری کئی سو جادوگرون کے سر کاٹ کر پھینکدیئے پھر گری پھر
چمکی خلخال گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی اور نعرہ کیا منم خلخال جادو یہ کہکے سحر کیا نیلم گھبرائی
سیماب نے کہا بڑا غضب ہوا وہ اکیلی ہزارہا جادوگرنیون نے گھیرا ہی خدا اُس بیچاری کو ان ظالمونکے
ہاتھ سے بچائے ایسی اُس ظالم کے دلکو لگی ہی کہ اتنے بڑے لشکر کا کچھ خیال نہ کیا اور آپڑی دیکھو

اب کس زور وشور سے لڑ رہی ہی کئی سو جادوگر مارے ابکے بڑے سحر مین پھنسی ہی لڑکھڑا رہی ہی اب
بیدا کرنے والا اسکو بچائے خلخال نے دو تین سحر ایسے کئے کہ رنگ روے نیلم متغیر ہو گیا جھولی
جلکر گری چہرہ اُداس عالم یاس قریب ہی کہ لڑکھڑا کے گرے کہ سیماب کو تاب باقی نہ رہی وہین سے
للکارا او بیحیا یہ کیا کرتی ہی بیچ مین سیماب جاکر پہونچی جاتے ہی دیکھا کہ نیلم لڑکھڑا رہی ہی یقین ہی گر کے
کہ سیماب نے جاکر بازو تھاما کہا ہو ہوشیار ہو خلخال نے دیکھا ایک جادوگرنی تاج وغیرہ سے
آراستہ برابر نیلم کے پہونچی سمجھا رہی ہی اور سحر نیلم کا اُتار رہی ہی خلخال کو بہت ناگوار ہوا للکار کر آواز
دی ارے او گیسو بریدہ او ننگ خاندان یہ گنہگار خداوند ہفت پیکر ہین انکا مٹانا ہی منظور ہی قدرت
کے مغضوب ہین تو بلا وجہ بیچ مین آکر کیون دخل دیتی ہی چاہتی ہی کہ قیدیون کو چھڑا لے کس وجہ سے
انکو ابھی سزا نہین دی گئی صرف سحر مین گرفتار کیا ہی ابھی جو خداوند سے عرض کرون تو برق
گرکر انکو جلا دے اور بدعت تیری دیکھ رہی ہون تو کیون دخل دیتی ہی یہ کہکے ایک گولہ مارا سیماب
کے قریب آکے گولہ پھٹا چند شعلون نے سیماب کو گھیر لیا تھا کہ سیماب نے دستک دی شعلے پانی
ہو کر گر گئے اتنے عرصے مین خبر پہونچی کہ ہماری بادشاہزادی ایک لشکر سے مقابلہ کر رہی ہی اکیلی ہی
بس بارہ چودہ ہزار جادوگر باہر آکر پہونچے دیکھا کہ اب ہماری مالک پر ساحر بلوہ کر کے چلے ہین
چاہتے ہین گھیر کر گرفتار کر لین اُن لوگون نے اپنے مقام سے سحر کئے اُدھر کے بھی ساحر دوڑ کے
دونون لشکر آپس مین مل گئے اب تو برابر کے سحر چلنے لگے آگ برس رہی ہی قیامت برپا ہی اُس عین
مغلوبہ مین سیماب نے نیلم کا ہاتھ تھام کر پوچھا کیون بوا یہ کون لوگ ہین جنکو یہ لوگ قید کر کے
لئے جاتے ہین تم نے کیون رہا کرنیکا قصد کیا نیلم نے کہا بوا یہ جوان جو سامنے لدا بے پر بیٹھے ہین
فرزند صاحبقران ہین قدرت سے لڑنے آئے تھے گرفتار ہوے اب انکو اُس مکار کی خدمت مین
لئے جاتے ہین جسنے اپنا ہفت پیکر نام رکھا ہی مجھکو باعث یہ ہی کہ اس شہریار کا عیار جو پہلو مین بیٹھا ہی
علم موسیقی مین کامل واکمل ہی میری طبیعت اس ظالم پر آگئی اس سبب سے مین نے قصد کیا تھا کہ
جان اپنی دیدون آکے لڑی عین وقت پر پہونچی ابھی رہائی انکی تقدیر مین نہین ہی اس ساحرہ کو بڑا
گھمنڈ یہ ہی کہ مین خدمتگزار ہفت پیکر ہون یہ فخر کرتی ہی کہ جاروب کش در دولت خداوند ہفت پیکر ہون
اب اس سے مقابلہ ہی کیون بوا تمنے کیون ساتھ دیا ہم لوگون کے شریک ہونا باعث بدنامی ہی تمھاری

شرکت کا کیا سبب ہی یہ جو نیلم نے پوچھا اشکو نکا دریا آنکھوں سے سیماب کے جوش زن ہوا کہا ہوا کیا کہون
فلک کو ستانا منظور ہوا قلب ناصبور ہوا شب کو مین نے خواب مین آمد اسی طرح لشکر کی دیکھی چونکہ میرے
درہ قلعہ سے گذر ہوا مین باہر نکلکر بیٹھی آمد لشکر دیکھکر حیران ہوئی نکلکر یہ معاملہ دیکھا کہ تم لڑ رہی تمکو مبتلائے
بلا دیکھکر دل کو آرام نہ آیا آخر لڑنے لگی خدا انجام بخیر کرے مین ظلخال سے پایہ کمی کا نہین رکھتی ہون مقابلہ
پڑیگا تو حال کھلیگا اب نیلم و سیماب ایک مقام پر ہوکر لڑنے لگین ظلخال نے دیکھا کس دھوم سے
دونون سحر کر رہی ہین تمام لشکر پامال ہو رہا ہی اسنے جب سحر کیا دو چار سو کے سر اڑ گئے ہزارون کو جلا دیا
مین گرمی جنگ مین ملکہ سیماب ظلخال پر جا پڑین آپس مین سحر ہونے لگا جب سیماب نے سحر کیا
تلوارین برسین صدہا کے سر اڑ گئے ظلخال نے گولہ مارا تلوارین ٹوٹین کچھ شعلے بھڑک کر لشکر
سیماب پر گرے کئی سو جل کر گرے اب دونون سے مقابلہ پڑا ہی سیماب جو سامنے ظلخال کے آئی
ظلخال نے للکارا کہ کیون تیری شامت آئی ہی ملک و مال تیرا ویران ہوگا اور نیا حاکم مقرر ہوجائیگا
دربدر ماری ماری پھریگی لطف سے خراج دے رہی ہی آرام و چین ہی اب آرام و چین نہ ملیگا یہ سنکر سیماب
نے جواب دیا ای ظلخال دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون دیکھون تو کیا دفعیہ کرتی ہی یہ کہکے پھر آپس مین سحر ہوے
سیماب نے ایسی آگ برسائی کہ گرد جو قیدیون سے کے ساحر تھے وہ جل جل کر گرے جو باقی رہگئے
تھے وہ بھاگے جھپٹ کے ملکہ سیماب نے ارابے پر قبضہ کیا چہار جانب سے ادر ساحر بلوہ کرکے
آپڑے تلوار چلنے لگی ظلخال نے دور سے جو دیکھا کہ سیماب کشتہ نہوئی اکسیر ہوا کہ نگہبانونکو مارا ارابے
پر قبضہ ہوا چاہتا ہی نگہبانان ارابہ فراری ہوے لشکر کے ساحر لڑ رہے ہین کئی ہزار آدمی مارے گئے
لاشے تڑپ رہے ہین ظلخال نے بلوہ کیا ادھر سے سیماب کے ملازم بھی آگئے ہزار آدمی کے قریب
اِس بلوے مین آگئے ہین سیماب نے جھپٹ کر لالہ عذار پر جو نگاہ ڈالی دیکھا اک شاہزادی والا قدر
آسمان حسن و جمال کی بدر آنکھون مین حلقے پڑے ہوے اور آنکھین ڈگمگائی ہوئی وہ آنکھین رشک دیدۂ
غزال اُنمین آنسو بھرے ہوے چند اشک مژگان پر جو اٹکے ہوے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ تیر تھے
اب آبداری پیدا کی ہی زبان مین سوزن گرد ہجوم رنج و محن کبھی رستم کو دیکھکر رونا کبھی آپ ہی آپ
محجوب و شرمسار ہونا عجب طور کا ہنگامہ ہی سیماب نے جو لالہ عذار کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہوگئی
پوچھا یہ کیا معرکہ ہی کیون مبتلائے آفت ہوا اور کیون گرفتار دام مصیبت ہوا اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو

بھر سکے رستم کی طرف اشارہ کیا اُن اشاروں سے یہ الفاظ پیدا تھے شعر اینست کہ خون کردہ و دلبردہ بسی را
بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را پلا اِس حسرت سے لالہ عذار نے اشارہ کیا اور یہ الفاظ ادا ہوسے
کہ آنکھوں سے سیماب کی اشک حسرت ٹپک پڑے اور زیادہ جوش وخروش بڑھا چھپکے سیماب
نے زبان سے سوزن نکالی کہا بو اُٹھو کیون اسقدر ملول وحزین ہو اب ہمسے مفصل بیان کرو یہ
شیر کون ہی تمھارے گرفتار ہونیکا کیا سبب ہی یہ سُنتے ہی لالہ عذار نے اک آہ کی کہ اے مونس وہمدم
وای گرفتار دام الم کیا اپنا حال بتائین اس جوان کے جمال ظاہری نے عیش و فرح مین آگ لگا دی مرنے پر
آمادہ ہین جلاد عشق کے آٹھ پہر ستم زیادہ ہین کون اس مصیبت سے نکالے کون اِس بلا کو ٹالے اے
ملکہ سیماب تمھارا بڑا احسان ہوا کہ تم نے رحم کھا کے ہم گرفتاران مصیبت کا حال تو دریافت کیا خیر اگر
زندہ ہین تو کہین گے اب تو اِس دشمن کو مارنا چاہیے دونون طرف سے دونون نے بلوہ کیا خلخال
نے جو دور سے دیکھا کہ لالہ عذار کو سیماب نے چھڑا لیا آپس مین سحر چلا انتہا کی تلوار چلی لالہ عذار
کی آنکھون کے اشارے جسپر نگاہ ڈالی وہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا بڑھا ایک طرف سے آواز پیدا
ہوئی اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان ایک نگاہ اِدھر بھی ہم تو ایک نگاہ کے مشتاق ہین
یک نظرے خوش گذرے کیا آنکھین کالی کالی ذبح کرنیوالی ہین جنہین نمک کوٹ کوٹ کے بھرا ہے شیرینی
کا مزہ ملتا ہی ملکہ نے جہان نگاہ ڈالی کسی نے گلا کاٹ لیا کسی نے خنجر شکم پر مار لیا دو کہین مر کر گرے
چار کہین مر کر گرے وہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوسے طرف صحرا کے بھاگے پہاڑون سے سر ٹکرا کے
مرے بعض نے یون آبرو مٹائی اپنے کو کنوین مین گرا دیا کوئی نالے مین جا کر گرا سیماب نے بڑی
تعریف کی پکار کر کہا اے ملکہ عالم اس سحر کی موزونی تمھاری ہی ذات پر موقوف ہی کس لطف سے لڑ رہی
ہو کیا بانکی ادا ہی کس قیامت کی نگاہ ڈالی آنکھین جام بادۂ سرشار ہین لیکار خود ہوشیار ہین کیا کار نمایان
کیا عاشقون کو دیوانہ کر کے مارا ملکہ لالہ عذار نے سیماب کو جھک کر سلام کیا خلخال
جھلّائی گولہ لیکر بڑھی جیسے ہی سامنے ملکہ سیماب کے پہونچی للکارا کیون او سیماب کشتہ ہونا
چاہتی ہی تیرے واسطے یہی اکسیر ہی جان بچا میدان کارزار سے نکل جا ورنہ باعث خرابی ہی اتنے بڑے
خداوند مالک سے مقابلہ کرنا مصلحت کے سراسر خلاف ہی خلخال نے سیماب کو گولہ مار القہر و غضب
تمام للکارا لالہ عذار نے پلٹ کے دیکھا کہ اب خلخال بگڑی ہی گوشت اپنا کاٹ کر خون گولے پر ڈالتی ہی

چاہی ہی سحر کامل ہوے تو پھر ادھر پلٹون لالہ عذار نے جھپٹ کے خنجر کمر سے نکالا انہون اپنا دم خنجر پر
لگایا جلیسے ہی طرف خلخال کے پھینکا ایک وناٹا ہوا خلخال پاٹی خنجر سے ایک گولہ پیدا ہوا اُسی سے ایک
شعلہ بھڑکا وہ خلخال پر گرا خلخال نے چاہا چون نبچ سکی جلکر تمام ہوئی پھر تمام لشکر پر اسکے آگ برسنے لگی
کئی ہزار جادوگر مر کر گرے ہر گوشے سے صدا آنے لگی بھاگ کے نکل چلو لشکر پراگندہ ہوا بعض نے
دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر مخفی ہونا قبول کیا بعض طرف جنگل کے بھاگے بعض فریاد کرنے لگے بعض
نے آواز دی ای ملکۂ عالم فریاد کرتے ہین غلامون کو آزاد کیجئے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین خلخال جادو
نے بڑی حماقت کی کہ اِس مقدمے مین دخل دیا آخر اُسکا کیا انجام ہوا تمکو قدرت نے کیونکر آگاہ کیا ہمکو
یقین کامل ہوا کہ تمھارے ہاتھ سے اسکی موت تھی جب تو اُسنے تمسے مقابلہ کیا سیماب ٹہلتی ہوئی
قریب ارابے کے آئی سب قیدیان بلا کو رہا کیا ملکہ سیمتن کی زبان سے سوزن نکالی اور حکم دیا سبکو
قلعے مین لیچلو رستم و سیارہ و سیمتن و نیلم و لالہ عذار سب کو ساتھ لیکر قلعے مین آئین مشیرون اور وزیرون
سے صلاح کی کہ تخت پر کسکو بٹھائین سب نے کہا خوبصورت حسین جمیل صاحب شوکت و لیاقت
رستم سے بہتر کون ہی انکو تخت پر بٹھائیے سیماب یہ دریافت کرکے اندر آئی تخت زبرجدی بچھا تھا رستم
سے اشارہ کیا رستم نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھ سکتے یہ جو رستم
نے کہا ملکہ سیماب نے لالہ عذار کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا ایک طرف سیمتن آکر بیٹھین اور ایکطرف
سیماب و نیلم علمشاہ دنگل شوکت پر سیارہ پشت پر مگس رانی کرنے لگا آخر کو یہ ٹھہری کہ تمام دربار
مین مصاحبان سیماب آکر جمع ہون ہر شخص کو یہی اشتیاق ہی کہ حال سُنین کیونکہ مقابلے مین خداوند
ہفت پیکر کے جاتے ہین کیونکر لڑین گے سیماب کو بھی اشتیاق ہی کہ ذرا حال سُنون کہ
کیا کیفیت گذرے گی بندے ہوکے خداوند سے لڑنے جاتے ہین کیونکر لڑینگے سیماب کو نہایت
جدّ و کد ہی کہ طریقہ سنون کیونکر لڑنا ہوگا کیا کیفیت گذرے گی ایک تقریر کرکے قدرت مٹا دینگے ملکہ
سیماب رستم کی طرف متوجہ ہوئین کہا کہ ای شہریار باعث مقابلے کا خداوند ہفت پیکر سے کیا ہی رستم
نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای بادشاہ قلعہ سیماب یہ معاملہ طول و طویل ہی ہمارے بزرگ سب
قید ہین ہفت پیکر نے وہ ظلم کیے کہ جسکی انتہا نہین اول مین اُسنے بڑے بڑے پہلوان برائے مقابلہ
بھیجے وہ ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تب ہفت پیکر نے وہ بلوہ کیا کہ جسکی تا ثیر آجتک باقی ہی

صحرا سے نیرنگ مین شکار کھیل رہے تھے کہ پھر مقابلہ پڑا وہ شعبدے اور سحر اُسنے دکھائے کہ
ہم لوگ غافل ہوگئے ہمین خبر اپنی نہ رہی پہاڑ پر قبلہ و کعبہ چڑھ گئے تھے تنہ در کو اُنکی توڑا عجب فتنہ ہوا
ایک دھوان نکلا کہ اُسنے تمام عالم کو گھیر لیا لوگ ایسے غافل ہوئے کہ اسم اعظم قبلہ و کعبہ کا مسدود
ہوا عجب ہنگامہ اُس روز تھا غضنفر بن اسد بن بکر بن عمار یمنی انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین لئے برائے
دستگیری موجود تھے اسپ باد پا پر سوار تیغہ روشن شگاف قبضے مین اُس شیر نے قیامت برپا کردی
بڑے بڑے ساحر مارے آخر یہ انجام ہوا کہ اشیاے مذکور اُس شیر سے لے لئے گئے وہ بھی گرفتار
ہوا اور ہم سب ایسے غافل ہوے کہ اپنا ہوش نہ رہا بیدار ہوے تو اپنے کو قید خانے مین پایا پروردگار
نے اپنا فضل کیا کہ ملکہ لالہ عذار دختر سحر التجائی کہ جو نور افشان سے برائے فریاد آئی پروردگار
نے بھی انکو مہربان فرمایا انھون نے ہمکو قید خانے سے نکالا لڑتے بھڑتے یہان تک پہونچے جستجو سے
لوح بھی کی لیکن ابھی تک کچھ انجام نہین ہوا اسطرح مرنا برحق ہے اسیطرح طلسم ہفت پیکر کو فتح کرینگے اگر ہم مین
کا ایک بھی باقی رہیگا چین نہ لینگے نہ ہفت پیکر کو آرام لینے دینگے باعث جستجو یہ ہے کہ کاہنان ستارہ شناس
ورمالان فلک اساس نے تجویز کیا ہے کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہوگا اے ملکہ سیاہ اب مین کیونکر آرام
لون کہ میرے فرزند میرے قبلہ و کعبہ و عیاران نامدار گرفتار ہین جان اپنی دونگا تلاش لوح کرونگا ہفت پیکر کو
فتح کرون کہ ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے یا تو اسکو مارا یا اپنی جان دی جو جستجو ہوسکے گی کرینگے لڑینگے مرینگے
کوئی بات اُٹھا نہ رکھینگے عقل ہے تو عرض نہ کرو ہمکو ہمارے حال پر چھوڑ دو آج یہ قلعہ قبضے مین آیا کل یہان سے
کوچ کرینگے جو مقام ملیگا وہان لڑائی پڑے گی اُسکو اطلاع ہوگی وہ ساحرونکو بھیجیگا اے ملکہ سیاہ
اگر وہ سے کا بھی دریا ہوگا تو اُسکو بھی جھیلینگے جان پر کھیلینگے یہ حالات مصیبت آیات سنکر ملکہ سیاہ
تڑپی مثل ابر کے روئی کہا اے شہریار اُس امر پر آپنے کمر باندھی ہے جسکا ہونا حقیقت مین ناممکن ہے آجتک
کسی نے طلسم ہفت پیکر فتح کرنیکا ارادہ نہین کیا اے شہریار میرے واسطے فلک بر سر گردش ہے ستانے کی
ہمارے کوشش ہے جس طور سے آپ کی قید ہوئی اُس کنیز نے یہی سب خواب مین دیکھا بس آپکی
قید لیکر خلخال پہونچی نیلم جادو اگر کرین کہ آپ کو رہا کرین کنیز شریک ہوئی کچھ خوف جان کا نہ کیا شکر
ہے کہ لڑائی فتح ہوئی خلخال جادو قتل ہوئی اب آپکے واسطے مناسب یہ ہے کہ سلطنت اس قلعے
کی موجود ہے بیٹھکر سلطنت کیجیے تاج و تخت قدمون پر نثار کرتی ہون مین کہ وہ کوشش آپکے بچانے مین کرون

ہفت پیکر کو سوال مصالحہ دون کیا عجب ہی کہ مان جاے آپ کے قیدیون کو دیدے جو گذرا وہ گذرا اب آیندہ فساد نہ پڑے اس مقام تک آپکی عملداری رہی آگے جانیکا ارادہ نہ کیجیے لونڈی صفائی کرادیگی اگر مین آپکی خدمت مین رہی تو جہانتک ممکن ہوگا صفائی کرادونگی آپ پر زوال نہ آنے دونگی اتنا بڑا ہفت پیکر بادہ کبر و نخوت سے مست ہی سحر و ساحری مین زبردست ہی کہ ہر پہاڑ اک نیا طور دکھاتا ہی ہر مقام پر میلہ ہوتا ہی کوئی اُسکے دبنے کا باعث نہین ہی کاہنان طلسم ہفت پیکر نے بھی حکم لگایا ہی آپ کے نام سے خوف کر رہے ہین سب ساحر ڈر رہے ہین کہ رستم طلسم ضرور فتح کرلیگا مگر حضور یہ خیالات ہین آپ کے سحر نہین کرامات ہین جسدن زبان ہلائیے گا زمین کو آسمان پر پہونچائیگا کوئی ہم نبرد اُسکا دنیا مین نہین ہی جو آپ نے ارادہ کیا اُس سے ہاتھ اُٹھائیے اپنے ملک کو پلٹ جائیے ورنہ بڑی بڑی خرابیان پڑینگی یہ جو آپ دیکھ رہے ہین کوہ و صحرا و شجر و حجر سب ساحرون سے معمور ہین جب یہ اپنے اپنے مقامون سے حرکت کرینگے تو آپکے مٹانے مین کوشش کرینگے مین حیران ہون کہ اُسکے سحر کو کون روکے گا اس کنیز نے وہ حال آپ سے بیان کیا کہ کوئی خیرخواہ دولت الٰہی خیرخواہی نہ کریگا اور مین بالا علان جاؤنگی حالات عظم و شان آپ کے اُس مغرور کے سامنے ظاہر کرونگی اور کہدونگی تمھارے بگاڑنے کا وقت آگیا طلسم کشا سے اصلی آپہونچا زمین آسمان اُس شہریار کو ہدایت کرینگے یہ وہ لوگ ہین جو باتعات زمین ہلادینگے شاید اگر وہ مان گیا اور کہنا میرا قبول کرلیا جب تو بہتر ہی ورنہ خرابیان ہین رستم نے یہ حالات سنکر کہا ای ملکہ سیماب ہمکو مصالحہ منظور نہین فتح طلسم سے ہاتھ نہ اُٹھائینگے یہی کوشش کرینگے کہ سلطنت ہفت پیکر کی مٹائین ہفت کوہ پر نقارہ سکندری بجے اہل اسلام کا قبضہ ہو ہم خوب سمجھتے ہین کہ سب صحرا اُسکے سحر سے معمور ہی ہمین جان دینے مین کیا قصور رہی یہ ذکر ہے نہ کرو بڑی محبت یہ ہی کہ فتح طلسم کی تدبیر بتاؤ سیماب نے کہا ای شہریار میرے قبضے مین کوئی کوشش نہین اس قلعہ سیماب مین اک دیر ہی کہ اُسکا دیر ظہور ہفت پیکر کہتے ہین ایک تصویر ہفت جوشن کی اُسمین نصب ہی بعد سال بھر کے وہ تصویر بولتی ہی باتین کرتی ہی جو ہونیوالا ہوتا ہی وہ ظاہر کرتی ہی آپ اُس دیر مین تشریف لے چلین مین پوجا کرون تکلیف اُٹھائون آپ اُس سے پوچھین دیکھین وہ کیا بیان کرتی ہی وہ دن جو سال بھر کے بعد آتا ہی وہ کل کا دن ہی تمام مردمان شہر جمع ہونگے آپ بھی تشریف لے چلین جو مناسب وقت ہو

وہ پوچھین شاید اِس مقدمے مین کچھ بیان کرے بموجب اُسکی ہدایت کے کاربند ہوجئے شاید مقدمۂ مین
فتح طلسم ہفت پیکر کے بھی کچھ بیان کرے رستم فوراً آمادہ ہوے اور کہنے لگے کہ اُس دیر مین چلو دیر
نہ کرو عرض کی حضور کل چلین گے آج موقوف رکھیے یہ بھی اتفاق کی بات ہی کہ وہ دن بھی کل ہی ہوئی رستم
نے مع سردارون کے اُس دن اور اُس رات کو باعیش و عشرت بسر کی صحبت چنگ و رباب رہی بوقت
سحر ملکہ سیماب آئین عرض کی چلئے دیر تصویر ہفت جوش مین چلکر فکر کیجیے رستم آگے ہوئے سیماب
ساتھ ہین لالہ عذار سیمتن و نیلم و سیارہ ہمراہ ہین جب دار الامارہ سے نکلے دیکھا شہر مین ہنگامہ
ہی رؤسا اُمرا لباس تبدیل کرکے خیل خیل طرف دیر کے جارہے ہین جسطرف سے رستم نکلے اُن لوگون
نے سلام کیا دعاے فتح و ظفر دی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ گھنٹ و ناقوس کی آواز کان مین آئی سیماب نے
عرض کی دروازہ دیر کا کھلا گھنٹ نواز ناقوس نواز جمع ہوگئے میلہ جمع ہوتا جاتا ہی کوئی شہر مین ایسا
نہوگا کہ آج نہ آئے اور تصویر کو سجدہ نہ کرے رستم اِن باتون کو سُنتے ہوے سامنے دیر کے پہونچے دیکھا
ایک قصر عالی نہایت تکلف سے بنا ہی دروازہ عالیشان دروازے مین چھجیان متعدد بنی ہین اُنمین
گھنٹ نواز ناقوس نواز بیٹھے ہوے گھنٹ و ناقوس بجارہے ہین تعریف مین ہفت پیکر کی اشعار گارہے
ہین اہل شہر بیرون در جمع ہین جابجا فرش بچھائے ہوے لوگ بیٹھے ہین شغل ناچ راگ کے ہورہے ہین
دوکاندار دوکانون پر لباس فاخرہ پہنے ہوے اشیا کو بیچ رہے ہین خریدار آئے جس شی کو پسند
کیا خرید کرلے گئے سیماب نے قریب آکر کہا بسم اللہ آپ دیر مین چلئے سب رئیسان شہر پس پشت
حضور کے ہین علمشاہ نے دروازے مین دیر کے داخلہ کیا جیسے ہی لفظ بسم اللہ زبان سے نکلا
دروازہ جو بند تھا وہ کھلا دیکھا اندر کا درجہ نہایت تکلف سے آراستہ ہی جھاڑ کنول لگے ہوے ہین
تخت کے اوپر ایک تصویر ہفت جوش کی بنی ہوئی تاج الماس سر پر دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد ہزارہا
تصویرین رکھی ہین مگر سب سرنگون کوئی تصویر کلام نہین کرتی سب رئیسان شہر جو پشت پر علمشاہ کے
ہین وہ گوش بر آواز ہین کہ دیکھئے طلسم کشا و تصویر خداوند سے کیا کلام ہون جمال جہان آرا دیکھکر سب
مبہوت ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ایسے جوانان حسین تیغ زن صف شکن نگاہ سے ہم لوگونکی نہ گذرے تھے
رعب و دبدبہ و شوکت و اقبال مثل جاکران کمترین دلہنے بائین حاضر ہین کہ دیکھین دیر مین کیا گذرے
رستم جو سامنے اُن تصویرون کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی تصویر ہفت جوش نے

جواب وعلیکم السلام کا دیا تین ہزار تصویرین جو گرد بیٹھی ہین قہقہہ مار کر ہنسین کسی نے آواز دی مبارک ہو
کسی نے آواز دی افسوس ہی ہفت پیکر کی خدائی کی تباہی کا وقت آگیا ایسے کلمات مختلف تصویرون
نے کہے دنگل زبرجدی سامنے تخت کے بچھا تھا بخط جلی اُسپر مرقوم تھا این مقام نشست طلسم کشا
رستم اُس دنگل پر بیٹھے سب رئیس امیر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ سیماب نے بڑھکر آواز دی کہ ای تصویر
خداوند طلسم کشا موجود ہین جو کلام اُنسے کرنا منظور ہو جلد زبان پر لائیے یہ کہکے جھولی شانے سے اُتاری
زبان اپنی کاٹی تصویر پر خون کے چھینٹے دئے بڑی بڑی تدبیرین سیماب نے کین تصویر کچھ جواب نہین
دیتی سیماب نے قریب آکر کہا یا خداوند آپ طلسم کشا سے کیون نہین باتین کرتے آپ تصویر ہفت
جوش علم ستارہ شناسی مین ماہ و خورشید و خوشتر سب معاملات سے درست حالات طلسم آپ پر ظاہر ہین انکو
بیان کیجیئے ایسا نہو طلسم کشا کے خلاف ہو جلد بیان کیجئے تصویر قہقہہ مار کر ہنسی آواز دی ای ملکہ
سیماب یہ وقت آیا کہ تمنے طلسم کشا کی اطاعت کی تمکو کچھ خوف خداوند نہین اس حسرت سے قتل ہوگی
کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمہارے حال پر گریہ و زاری کرینگے تاج و تخت نصیب نہوگا کوہ و دشت
مقام دیوانہ صحرا نورد تم ہم کچھ نہ کہینگے نہ حال بتائینگے طلسم کشا سے کہو تسخیر لوح سے بتائین کچھ
حال ہمارے سے نہ معلوم ہوگا طلسم کشا نے بقہر و غضب طرف تصویر کے دیکھا اور کہا ای ملکہ عالم اب
تم اس مردود سے کلام نہ کرنا ہمارے بزرگان دین خوش آئین ہدایت کر گئے ہین ہم طلسم ضرور جاکر فتح
کرینگے اسنے جو بندگان خدا کو برگشتہ کیا سراسر حماقت ہی کسکی طاقت ہی کہ ہمکو روکے لو ہم اب جاتے
ہین یہ کہکے تلوار اُٹھائی رئیسان شہر مین ایک غل ہوا اُٹھا کہ طلسم کشا سے تصویر نے کچھ کلام نہ کیا کہ بیرون
دیر ہنگامہ ہوا آوازین آنے لگین ای طلسم کشا ٹھہر جائیے ایک طائر آتا ہی اُسکی آواز سے یہ امر ثابت
ہی کہ کسی سے کہہ رہا ہی کہ طلسم کشا کو یہ مناسب ہی بلکہ وہ بہتر ہی کہ یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہی یہ جو
رئیسون نے آواز دی یا تو طلسم کشا اُٹھتے تھے یا تیغہ کپتیان کو ٹیک کر بیٹھ گئے دیکھا سب نے در دیر
پر سناتا ہوا ایک طائر مثل عقاب زمزمہ سرائی کرتا ہوا اندر دیر کے آیا آواز دی ای طلسم کشا نہ گھبراؤ اگر
تصویر نے تمسے کلام نہین کیا ہم تمسے بات کرینگے صاف صاف حال بتائینگے صورت فتح طلسم ہفت
پیکر سنائینگے دیکھین آپ کیا کرتے ہین یہ کہکے وہ طائر سر پر تصویر ہفت جوش کے بیٹھا زمزمہ سرائی
کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی سے یہ صدا آتی تھی نظم

دل جہان جائے وہان اندوہ وحرمان ساتھ ہی ۔ آنکھ پڑ جائے جہان وان اشک باران ساتھ ہی
ہر جگہ دل مین خیال شاہ خوبان ساتھ ہے ۔ جسطرف یہ مور جاتا ہے سلیمان ساتھ ہی
دل مین ہی اب بھی خیال گیسوئے پیچان یار ۔ گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہی
نرگس شہلا اگے کیونکر نہ میری خاک سے ۔ مر گیا ہون پر خیال چشم فتان ساتھ ہی
پاؤن کا چکر ہوا یارب یہ دورِ آسمان ۔ مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہی
خار صحرا ہے اگر سوزن تو رشتہ آہِ دل ۔ قیس سے لے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہی
گلرخون کے عشق مین گل کھائے ہین ای عندلیب ۔ میرے پہلو مین کہان ہی دل گلستان ساتھ ہی
واہ رے جذب محبت خوب دکھلایا اثر ۔ وہ مرے لاشے کے تا گورِ غریبان ساتھ ہی
آمدِ فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے ۔ باغبان آتا ہے اور مرغ غزلخوان ساتھ ہی
کوچہ محبوب ہے موسئے نہین یہ کوہِ طور ۔ حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہی
عاشق بیتاب کی اللہ ری بے صبریان ۔ وقت حسرت ہے زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہی
لاشہ رعنا کے ہے ہمراہ بس اک بیکسی ۔ درد با بیچارہ تا گورِ غریبان ساتھ ہی

تمام مردمان شہر نے یہ اشعار عبرت آثار اس طائر کی زبان سے سنے سب خاموش بیٹھے ہین ہر ایک کا قول ہی یارو یہ طائر کیا کہتا ہی سنو اور مطلب سمجھو دیر تک طائر نے زمزمہ سرائی کی بعد زمزمہ سرائی بسیار کے آواز آئی ای طلسم کشا سالہا سال رنج و مصیبت سہو گے بڑی بڑی سختیان اٹھاؤ گے مگر حقیقت مین طلسم ہفت پیکر کے فتاح ہو ان منازل شعبدہ بازی کے سیاح ہو مگر جو شخص اکتفا کرے جام عمر لبریز نہوا اور لڑتے بھڑتے تا بہ صحرا سے مرغزار پہونچو اور دشت عجائب و غرائب مین قدم رکھو بڑی سختیان ہین کبھی کوئی وہان سے گذرا نہین تم صاحب اقبال ہو طلسم کشائی کا ارادہ رکھتے ہو اتنی چیزین واجب و لازم ہین کلاہ ہفت گوشہ بر سر و زرہ ہفت جوش در بر و تیغہ ہفت جوہر در کمر جب یہ چیزین ممکن ہو لین تب تلاش لوح کا نام لو شاید تا بہ لوح پہونچو تب طلسم کشائی کی فکر کرو یہ جملہ مین نے اسواسطے بیان کیا کہ کلاہ ہفت جوش کا ملنا بس اُن مصائب پر موقوف ہی کہ انسان جن مصیبتون کو اٹھا نہین سکتا اگر اُن مصائب کی برداشت کی تو زرہ ہفت جوش کا ملنا دشوار ہی اسکے بعد تیغہ ہفت جوہر ملنا بالکل ناممکن [illegible]

لوح مین کیون قدم رکھو گے وہ طائر یہ کہ رہا ہی ملکہ سیماب جادوگر یہ فرما رہی ہین قلم دوات ہاتھ مین
اس مضمون کو لکھتی جاتی ہین طائر یہ سب باتین بیان کر کے تصویر کے سر مین منقارین مارنے لگا آواز دیتا تھا
آج داخل مقام ہوتا ہون جب کئی منقارین طائر نے سر مین تصویر ہفت جوش کے لگائین سر تصویر
شق ہوا وہ طائر اسمین نہان ہوا سر تصویر کا برابر ہو گیا اسوقت ویرانے مین صدا سے ہیہات اور افسوس
بلند تھی تمام مردمان شہر طلسم کشا کے اقبال کے قائل ہوے اطاعت اسلام کی قبول کی لالہ غدار
نے عرض کی ہر چند بغاوت میری باپ پر کھل چکی لیکن جا کر کسی حیلے سے ملون اور رہائی امیر حمزہ
صاحبقران کی تدبیر کرون یہ کہکر لالہ غدار رخصت ہوئی سیمتن نے کہا مین اپنے کو ہفت
ہفت پیکر کی پہونچاؤن اشیاے مذکور کے ملنے کی کوشش کرون یہ کہکے سیمتن بھی رخصت ہوئی
نیلم نے اپنے دل سے کہا کہ مین زوجہ عیار کہلاتی ہون فطرت کرون اشیاے مذکور کا پتہ لگاؤن
بیشک طلسم کشا صاحب اقبال ہی شاید کوئی بات پیدا ہو نیلم بھی رخصت ہوئی اب ساٹھ ہزار
سوار و پیدل رستم کے ہمراہ ہین ستیارہ سے صلاح کی فوج مذکور ہمراہ لیکر براے تلاش اشیاے مذکور
قلعہ سیماب سے کوچ کیا کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا لیکن سیماب پر یہ معرکہ گذرا کہ عاشق صادق
رستم ہی ایک دن سوچی کہ کاہن طلسم مدت سے مجھپر عاشق ہی اور مدت سے خواہان وصل ہی
اس سے کسی طرح سے چلکر صورت اشیاے مذکور کی دریافت کرون سیماب بھی رستم سے رخصت ہوئی
اب سوار و پیدل رستم نے ہمراہ ملنے اور براے تلاش اشیاے مذکور کوچ کیا کہ وقت پر یہ حال تحریر ہوگا

## دو کلمہ داستان جلالت بیان بادشاہ لشکر اسلام کہ ہمراہ انکے صرف فیروزہ بن عمرو عیار کے پہونچنا انکا قلعہ ترکان خونریز پر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان
کہ ہی ہر جگہ جنگ کا سامنا
کسی جا پہ جم کر لڑا را بھرا
کبھی ہین ہی زیر ران دمبدم
نسیم سحر ہی کہ آہوے دشت

لکھون شاہ اسلام کی داستان
وہی رخش کلک جلالت رقم
ہوا ہو گیا جب چھلاوا بنا
دکھاتا ہی چابک خرامی سدا
کہ پھولا نہ پھرتا ہی جم جم کے گشت

کمیت قلم کی روانی دکھاؤ
روانی دکھانے قدم با قدم
وہی مرکب تیز میرا قلم
اڑایا کہ جھونکا ہوا کا چلا
کبھی جم گیا گہ ٹھہرا ابھرا

ہوا اوراق گل پریشان تک سے پڑا
چلا روشون پانی جو بہہ پڑتا ہے
چنچل ہو کے ٹھوکر سے صبا جا بجا
لڑائی کے ہی رنگ جھیلے ہوئے
کہا بلبلون نے کہ آئی ہوا
کبھی سیر صحرا پہ مائل ہوا
ہوا غل ہوا ہی کہ یہ ہے سمند
سمند سبک خیز ہے بے درنگ
نئی داستان کی ہے فکر سے
خبر دشمنون کو بھی ہو جائیگی
کہ ساماں جنگ و جدل ہو گیا

کبھی مائل سیر دریا ہوا
پہ پہنچے لطف سم سے نہ ٹوٹا حباب
روانی کے اطوار بھولی ہوئی
کہ ہو جان پر اپنی کھیلے ہوئے
رخ گل پہ قطرات شبنم بنا
عقاب سبک خیز گھائل ہوا
ہین حیران غزالان فرخندہ پے
جماتا ہی جا جا کے کانٹونپہ ٹاپ
کہ ہین شاہ اسلام صحرا نورد
کہ ترکون کو آخر حیا آئیگی

روانی کا مضمون پیدل گیا
جو تیسری پہ آسکے مرا باد پا
چڑھا دم کہ تھی سانس پھولی ہوئی
چمن مین جو اس کا گذر ہو گیا
چھلاوا کبھی ہے کبھی باد پا
گرے تھک کے ہر جا پہ آخر پرند
کہ زیر قدم دشت پر خار ہے
قلم کی روانی کا کیا ذکر ہے
چھلبل رہے ہین کہ اڑتی ہے گرد
چل ای توسن کلک شیرین ادا

چہرہ اور نگ آرایان محفل رزم و پیکار و رونق دہندگان بزم رزم و جنگ فرار اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین شعر مصنفت مرصع نگارندۂ خوش ادا چنین سے نگارندہ بہ لطف و عطا سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ بادشاہ اہل اسلام اس حیرت مین لشکر سے نکلے جملہ فرزندان صاحبقران و سرداران عالی تبار بامید فتاحی طلسم نکل گئے ہین بادشاہ اسلام نے فیروزہ بن عمرو عیار سے صلاح کی کہ مجھکو اب کیا کرنا چاہیے عیار نے عرض کی حضور فرزندان صاحبقران مین سرفراز ہین آپکی جرأت پر سب کو ناز ہے آپ کے والد نامدار رستم سے بگڑ کے طرف فرنگستان سے گئے آخر رستم پر دباؤ ڈالا اس عظم و شان سے آئے کوئی فرزند صاحبقران کا اس و جلال سے نہ آیا تھا حضور بھی قصد کرین کچھ نہ کچھ مطلب نکلیگا بادشاہ اسلام شب کو برآمد ہو مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوے صرف فیروزہ کو ساتھ لیا اور نکل گئے کئی مہینہ کوہ و دشت و بیابان مین سرگردان پھرتے قضاے کار ایک روز ایک دشت سبزہ زار مین گذر ہوا چونکہ کئی مہینے سفر مین گذرے تھے صحرا سے سبزہ زار جو دیکھا شب کو اسی جگہ پر مقام ہوا صبح کو جو اٹھے فرمایا ای فیروزہ آج اسی دشت کی سیر کرین کل یہان سے چلین فیروزہ نے بھی قبول کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے دشت کی سیر کر رہے ہین اتفاق سے یہ سرحد قلعہ ترکانیان ہے ترکان خونخوار پہلوان زبردست اس ملک کا حاکم ہے تخت پر بیٹھا ہوا ہے

سامنے نخل وحی نصب ہی کہ ایک پتا اُس سے گرا یہ پتہ ملا کہ ای ترکان تیری سرحد مین بادشاہ لشکر اسلام
سیر کر رہے ہین جا کے گرفتار کر خدمت مین قدرت کی پہونچا یہ دیکھتے ہی ترکان نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو
لشکر کمربندی کرنے لگا عیار سے کہا ذرا جا کے دیکھ تو کتنے لوگ اُنکے ساتھ مین عیار اسکا سمند سبکرو
پراسے نہر چلا دشت مین دیکھا ایک تاجدار عالی وقار ایک عیار ساتھ سیر بیابان مین مصروف ہین یہ حال
دیکھکر سمند سبکرو بھاگا آکر ترکان خونخوار سے اطلاع کی کہ ای پہلوان دوران ایک تاجدار معشوق
وضع دشت سبزہ زار مین مصروف صید ہین طائران صحرا انکی کمند زلف مین قید ہین ترکان نے کہا
بڑے شرم کی بات ہی اکیلے پر فوج لے کے جاؤن یہ گینڈے پر اکیلا سوار ہوا عیار کو ساتھ لیکر چلا
بادشاہ اُس نخل کے سائے مین ٹھہرے ہین عیار حاضر خدمت ہی کہ بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے
گرد اُٹھی ایک پہلوان دیو خصال کرگدن مست پر سوار سامنے سے پیدا ہوا جمال جہان آرا سے بادشاہ
پر جو نگاہ پڑی اور زیادہ گمان ہوا کہ اس معشوق کا زیر کرنا کتنی بڑی مشکل ہی وہین سے للکارا او جوان
تو کون ہی کہ دشت عملداری شیران وشت نبرد مین سیر کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ گھوڑے سے اُتر کر
رکاب ما بدولت کی تھام لے ہرچند کہ خاص تیرے مقدمہ مین حکم خداوندی بنام میرے وحی ہوئی
کہ گرفتار کر کے روانہ کرو لیکن مین خطا معاف کرا دونگا تجھکو اپنا رفیق بناؤنگا بلکہ کیا عجب ہی کہ بادشاہ لشکر
کردون بادشاہ نے جواب دیا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور کیا بکتا ہی ترکان خونخوار مقابلہ مین
جا پڑا نیزہ چلنے لگا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ نکالا ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ترکان بھی پیٹ پڑا دونون زمین پر اُترے کشتی ہونیلگی دو پہر کامل کشتی ہوئی آخر بادشاہ
اسلام نے زیر کیا گھٹنہ زانو سینہ پر رکھکر فرمایا شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی ترکان خونخوار نے
دیکھا اب جان جائیگی مکر سے کہا مین تابعدار ہون قلعہ مین چلئے تخت سلطنت پر قدم رنجہ فرمائیے
بادشاہ نے چھوڑ دیا ترکان بادشاہ کو لیکر قلعہ مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھایا آپ مصروف خدمت ہوا
تھوڑے سے ہی عرصے مین شراب مین بیہوشی ملائی بادشاہ کو شراب پلا کر بیہوش کیا آواز دی آہنگرون کو
بلاؤ بادشاہ کو مسلسل کرایا اب بادشاہ و عیار کو ہوشیار کیا کہا ای سمند سبکرو قدرت کس کوہ پر ہین
یہ حساب لگاؤ کہ تین دن سفر مین گذر ینگے چوتھے دن کس کوہ پر جاؤن جو قدرت کو وہان پاؤن
سمند سبکرو نے تھوڑے سے عرصے کی فکر کے بعد عرض کی کہ حضور کوہ زہرجبی پر تشریف لیچلین

آج کے چوتھے روز کوہ زبرجدی پر ظہور خداوند ہوگا ترکان اسی وقت ساٹھ ہزار فوج لیکر بادشاہ و عیار
کو اسپ پر سوار کر کے قید میں لیکے چلا دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن پہر دن رہے ایک دشت میں گذر ہوا
بارگاہ استادہ کرائی مع لشکر اترا مہیا ہی خود ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سوار بارہ ہزار
سواروں سے شکار کھیل رہا ہی عیار نے خبر دی آپکے بھائی صاحب ہیکلان خونخوار شکار کھیل رہے ہیں
بھائی کا نام سنکر گینڈے سے اترا پیدل سامنے ہیکلان کے آیا ہیکلان چھوٹے بھائی کو دیکھکر گینڈے
سے اترا دونوں بھائی آپس میں بغلگیر ہوے ہیکلان نے پوچھا ای برادر خلاف عادت کس فکر میں اسطرف
آئے ہو کہاں جاتے ہو اصل میں کیا ارادہ ہی ترکان خونخوار نے ہنسکر کہا ای برادر مسلمان اپنی جرأت پر
بڑا ناز کرتے ہیں میں نے بادشاہ لشکر اسلام کو دوپہر لڑکر زیر کیا انکو قید کر کے بخدمت خداوند بطرف کوہ
زبرجدی کے جاتا ہوں ہیکلان نے کہا ای بھائی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہیں وہ تو بڑے
صف شکن و تیغ زن مشہور ہیں سلطنت لشکر بزور شمشیر لی انکا گرفتار کرنا تو نہایت دشوار تھا تمنے کیونکر گرفتار
کیا کہا ای برادر دیر تک بار پڑا میں نے نیزہ نکالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا میں نے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکے
اٹھا لیا دوپہر البتہ وہ مجھسے لڑا آخر ہانپنے لگا میں نے زیر کیا میرے پاس قید اسکی موجود ہی ہیکلان
حیران ہو گیا کہا ای برادر میں ذرا چلکر دیکھوں وہی شخص ہی یا کوئی جوان ہی ترکان بھائی کو اپنے ہمراہ
لیکر بارگاہ میں آیا عیار سے اشارہ کیا سمجھا کے قیدی کو بارگاہ میں لا عیار گیا کہا ای سعد بن قباد
بڑے بھائی ترکان کے آئے ہیں ترکان نے کہا ہی قید سے رہا کر دونگا جان بخشی کر دونگا جو میرے
بھائی صاحب دریافت کریں کہدینا ترکان نے مجکو زیر کیا فوراً رہا کرینگے سعد نے کہا یہی
کہدینگے سمند سبکرو خوشی خوشی زنجیر تھام کر بادشاہ کو بارگاہ میں لایا بادشاہ نے آتے ہی مثل
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہیکلان نے کہا ای سعد شہریار رسی جل گئی رسی کا بل نہیں جلا بادشاہ
نے فرمایا کیسی رسی کیسا بل کیا کہتا ہی ترکان بول اٹھا میں نے آپکو بزور زیر کیا یا نہیں بادشاہ نے کہا
ایسا ہی ہوگا ہیکلان ہنسا کہا ای شہریار یہ کیا کہتے ہو سعد نے کہا انکی بات کا یہی جواب ہی ہیکلان
نے کہا آپکو زیر کیا یا نہیں بادشاہ نے کہا ہاں صاحب زیر کیا ہیکلان نے کہا اب مجھکو یقین نہیں آتا
بادشاہ نے کہا شاید تمہارا گمان صحیح ہو جب تو ترکان بگڑا کہا ای سعد یہ کیا کہتے ہو صاف صاف کہو
جب تو بادشاہ نے جھلاکر جواب دیا کہ او ترکان مکاری کی باتیں کرتا ہی مکر سے گرفتار کیا بھائی سے

سامنے آبرو بڑھاتا ہے ترکان خونخوار بگڑا کہا اے سعد ابھی قتل کرونگا جھوٹ بولتے ہو او عیار قیدخانے مین لیجا ابھی دار استاد پر دلیجا کر قتل کر وجھوٹے کی یہی سزا ہے سمند عیار نے بدلگامی کی سر زنجیر کو کھینچا کہا ہمنے تمکو کیا سمجھایا تھا تمنے اُسکے خلاف کیا اب قتل کئے جاؤ گے یہ کہکے زنجیر جو کھینچی خار دار لٹو بغلونمین چبھے سعد نے زنجیر کو جھٹکا دیا سمند جھکا ہتھکڑی ماری کہ عیار کا سر پھٹا غصے مین آکے نعرہ شیرانہ کیا نظم

| | |
|---|---|
| شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من | گرمی بازار عشق از لف خون من است |
| خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق | بشکنم این بند را وقت جنون من است |
| بر سر دار فنا خانۂ غوغا ہے من ہا | باک ندارم ز دار چوب ستون من است |

یہ کہکے قید کو توڑا ایک پہلوان نے جھپٹ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی اُسی کی تلوار سے اُسکو قتل کیا نعرہ کر کے لڑنے لگے نعرہ شاہ سعد منم شاہ شاہان فریدون حشم اسپہسالار گلستان کاؤس وجم ترکان نے اشارہ کیا اس جوان کو مار لو کل افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بادشاہ لڑتے بھڑتے باہر نکل آئے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا مصروف جنگ ہوے ترکان و ہیکلان نے بڑھکر فوج کو ترغیب دی شاہ اسلام شیرانہ مصروف جنگ ہین لیکن ترکان و ہیکلان انکی پشت پر آئے بادشاہ کو زخمی کیا ہر چند کہ بادشاہ زخمی ہین لیکن رستمانہ مصروف جنگ ہین کافرون کی شمشیرزنی سے نہایت تنگ ہین بادشاہ کی مشکلین سخت ہین اول زخم دار دوسرے یہ کہ مرکب غیر کا زیر ران یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ہر مرتبہ چاہتے ہین افسران فوج پر جا پڑون لیکن یہ دونون لینا لینا کر رہے ہین ہر مرتبہ فوج کا باوہ ہوتا ہے بادشاہ اسلام اپنے کو بچاتے ہین جب فوج کا بلوہ انتہا سے زیادہ ہوا پریشان ہوسے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کئے پکار اُٹھے کہ اے عاجز نواز و اے کریم کارساز اے رب بے نیاز وقت مدد ہے مدد فرما اس مجبور و ناچار کو بچا نظم

| | | |
|---|---|---|
| منور ست بہر سمت نیر توحید | ز شرق تا بغرب نماید جمال این خورشید | خدای واحد و بیمثل و لاشریک و وحید |
| خداست مظہر تفرید و جامع تجرید | شناخت ذات خدا ہر کہ از صفات نخست | بدید ہر کہ خدا را بچشم باطن دید |
| بدل کنند پرستش خدائے واحد را | مجردان محبت بگوشۂ تجرید | کند چہ شرح زبان بیان بتعریفش |
| کہ ہست ذات و صفاتش برون ز دید و تقلید | خداست واقف ماضی و حال و استقبال | خداست واقف پیش و پس و قدیم و جدید |
| بہ تیغ تیر محبت ہر آنکہ گشت شہید | چو خضر گشت درین دہر زندہ جاوید | گدائے درگہ پاکش فقیر و دو لتمند |

امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست کار برآر مراد اہل مراد
خداست موجد ایجاد وقت ہر تقریر
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک

خداست مالک و حاکم بآسمان و زمین
خداست حاصل آسیا صاحب امید
ز کینۂ آئینۂ سینہ چون منور شد
برہنمائی باطن چو راہ راست بدید

خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر
عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی یقین تھا کہ گھوڑے سے گرین کہ بقدرت سبحان لم یزل و عز ترتیبے بدل از پردہ بیابان گرد سے برخاست نقابدار بادلہ پوش مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر بارہ ہزار جوان مسلح و مکمل رو اروی کرتا ہوا آتا ہے عیار شل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بڑھکر نقابدار کو خبر دی کہ سعد شہریار کفار مین پھنسے ہوے ہین قریب ہے کہ گرفتار ہون یہ سنکر نقابدار بیقرار ہوگیا وہین سے مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا نقابدار بارہ ہزار سوار سے آپڑا اسی ہزار سوار پر شیرانہ لڑتا بھڑتا ہوا چلا افسران فوج کو حکم دیا سعد کو جاکر بچاؤ بارہ افسر شیر صولت لڑتے ہوے قریب بادشاہ کے آ گئے بادشاہ پر وہ وقت تھا کہ سر زخمی شانہ و پشت و پہلو انکا سب زخمی پشت مرکب پر جھوم رہے ہین ایک افسر نے آکر شانہ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار ہو جیے نقابدار بادلہ پوش آپکی مدد کو آیا بادشاہ نے آنکھین کھولین نقابدار کو جو لڑتے ہوے دیکھا ننگا نیمچہ جا پڑتا ہے جسکے ہاتھ لا اُسکے دو ٹکڑے کئے نقابدار نے جو پلٹ کے جنگ سعد کو دیکھا ساتھ والون سے تعریفین کرنے لگے فرمایا کہ یار دیکھتے ہو کس لطف سے لڑ رہے ہین ماشاء اللہ شیر ہے کہ رمۂ گوسپندان مین گرا ہے کس للکار سے لڑ رہا ہے بڑے بڑے افسرون کو مارا بڑے بڑے کافرون کو للکارا انکا زخمدار ہے مگر کس لطف سے لڑ رہا ہے کسی کی مجال ہے کہ اس شیر کے منہ پر جاے یا ہاتھ اٹھاے یہ کہکر نقابدار لڑتا ہوا قریب سعد پہونچا سعد نے دیکھا نقابدار کی کلغی تاج کی چمکتی ہوئی ہرچند کہ نقاب چہرۂ بے نظیر پر ہے لیکن مانع حسن و جمال نہین یہ مضمون شاعر کا صادق آتا ہے فرد کیا تن نازک ہے جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے سعد نے رعب و دبدبہ نقابدار کا دیکھکر جھک کے سلام کیا نقابدار نے برخوردار کہا سعد کو ناگوار گذرا تیور پر بل پڑ گئے فرمایا ای نقابدار بہادر آپ کیون آن کر میرے شریک ہوے بڑا آپ کو اپنی جرأت پر غرور ہے بسم اللہ حریف پر آ ئیے نقابدار سنکر ہنس پڑے کہا ای بہادر ای پسر جرأت کے بیٹے بہادر تم نہنگ بحر صاحبقرانی ہو تمھارا کون مقابلہ کر سکتا ہے میرے برخوردار کہنے پر آپ بگڑتے ہین ای فرزند اسکا حال کھلیگا مجھکو معاف فرمائیے اس عجز سے نقابدار نے

کہا کہ سعد نے شہر بند ہوکر سر جھکا لیا لڑائی میں دونوں شیر صورت ہوئے قد نما سے کار ہیکلان تیغ کس
کہ بڑا قوی تن اور قوی دل ہی گینڈے پر سوار لڑتا ہوا آتا تھا سعد نے ڈانٹا کہ او مکار کہاں جاتا ہی مردان
عالم کے مقابلہ میں آ تو اول جرأت کھلے ہیکلان نے جو شیر کو غصے میں پایا کانپ گیا کہا اے شہریار میرا بھائی
مکار ہی میں نے کچھ سرکار کے ساتھ مکر نہیں کیا میرے بھائی نے جو خطا کی سزا کا بھی وہی مستحق ہی سعد تم پھر کر
ترکان پر جا پڑے ترکان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر ہاتھ اٹھاوے
سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ ترکان کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے ترکان کا مارا جانا ہیکلان گینڈے سے
کود کر قدموں سے لپٹا کہا اے شہریار بیٹے اطاعت کی کیا مجال ہی کہ آپ سے لڑے کون آپ شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت
ہیں اس کیفیت میں آپنے ترکان ایسے گبر کو ایک ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا خروج کو پکار کر آواز دی میں نے
اطاعت کی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھاوے کل فوج نے بادشاہ اسلام کی اطاعت قبول کی نقارہ بجا اسی وقت
رخصت ہوکے طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان خونخوار سے چلتے چلتے کہہ گیا کہ اگر کسی طرح کا مکر اس شہریار سے
ساتھ کیا تو مجھکو اسی مقام پر جاننا برابر سزا پہونچیگی یہ کہکر نقاب دار طرف صحرا کے چلا گیا ہیکلان شہریار کو ساتھ لیئے
پہلے قلعہ ترکان میں آیا وہاں عملداری شہریار کی جاری ہوئی گنز و سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا ایک ہفتہ
قلعہ ترکان میں قیام کیا بہزاد ترک بیٹا ترکان خونخوار کا کہ ماں اسکی لیکر بھاگ گئی تھی اسکو تلاش کرکے بلوایا
بہزاد کو تخت پر بٹھایا قلعہ ترکان اسکے سپرد کیا اب ہیکلان کو ساتھ لیکر چلے ہیکلان خونخوار راہ میں کہتا
تھا کہ مقصود خان ترک میرا برادر نسبتی ہی نہایت زبردست ہی اکثر قلعہ پر چڑھ آتا ہی ہزارہا بندگان خدا
اسکے ہاتھ سے مارے گئے سال میں دو تین مرتبہ آکے آفت برپا کرتا ہی چاہتا ہی قلعہ لے لوں میں قلعہ
بند کر لیتا ہوں میرا سردار نعمان ترک ہی اسکو حاکم کرکے قلعہ ہیکلانیان کا آیا ہوں خدا خیر کرے
معلوم ہوتا ہی وہ ظالم چڑھ آیا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان نے کہا اے شہریار وہ بڑا زبردست ہی
سمجھ کے اس سے مقابلہ کیجیے گا توپ کا بند ہونا باعث خرابی کا ہی سعد نے گھوڑا بڑھایا ہیکلان
منتیں کرتا ہوا ساتھ چلا سعد فرماتے ہیں بھائی تم لشکر کے ساتھ آنا میں جاکر اسکو روکوں ہیجا کو
لوگوں بدعت نہ کرنے پائے ورنہ غضب ہوگا ہیکلان نے کہا اے شہریار میرا نہ ہونا اور باعث
خرابی ہی مجھکو دیکھکر کسیقدر رکتا ہی آج تک میرا اسکا مقابلہ نہیں ہوا یہ کہتے ہوئے سامنے قلعے کے
پہونچے دیکھا مقصود خان ترک خندق پر کھڑا ہوا اہل قلعہ کو للکار رہا ہی نعمان منتیں کر رہا ہی

کہتا ہوا ای پہلوان ای رستم وقت تجھ سے نہین لڑسکتا ہیکلان ترک قلعہ مین نہاین ہواتی مہلت دیجئے کہ وہ
آجاسنے پھر آپ کو اختیار ہی مقصود نہین مانتا یہ معاملہ دیکھکر ہیکلان ترک گینڈے کو بڑھا کے چہپٹا
آواز دی او ظالم کہان جاتا ہی مین آپہونچا سعد نے ہرچند روکا مگر ہیکلان نے نہ مانا مقابلہ مین مقصود
کے پہونچا تیر سے بین دونون برابر رہے تلوارین کھنچین مقصود نے ہاتھ مارا ہیکلان زخمی ہوا مقصود نے
نے چاہا سر کاٹ لون سعد کو نہایت غصہ آیا وہین سے نعرہ کرکے جا پڑے مقصود نے جو سعد شہریار کو
دیکھا جمال بیمثال دیکھکر آواز دی ای جوان تو نے دیکھا کہ مین نے ہیکلان کا کیا حال کیا کیون مجھ سے مقابلہ
کرتا ہی ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرونگا میری تلوار بے پناہ ہی سعد نے کہا وار تو کر اسنے نیزہ مارا سعد نے
نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی پر ہاتھ ڈالا باکشتی ہونے لگی سعد نے چوتھے پیچ
پر اکھیڑ کے مارا زمین پر چار رون شانے چت سعد چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا
کہتا ہی مردمان فوج مقصود کے دوڑ پڑے تیر جو ان سب نے مارے گھٹنہ ذرا ڈھیلا ہوا مقصود
نکل بھاگا سعد بھی پشت مرکب پر سوار ہوے ان سب سے لڑنے لگے اس عرصہ مین فوج ہیکلان کی
بھی آگئی دونون لشکر مل گئے ہیکلان نے جو سعد شہریار پر بلوہ دیکھا صبر نہو سکا ہرچند کہ زخمی تھا زخم
باندھ کے جا پڑا بادشاہ اسلام لڑتے بھڑتے قلب فوج تک پہونچے مقصود نے پھر ہاتھ مارا شاہ نے
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا قصد کیا کہ زمین پر مار دون استخوان چور چور ہون مقصود
پکار اٹھا ای شہریار الامان جب تک زندہ ہون غلامی سے انکار نہ کرونگا سعد نے چھوڑ دیا فوج کو اسنے
منع کیا کہ یارو جنگ نہ کرو مین نے اطاعت اختیار کی قلعہ کھولکر نعمان ترک بھی نکل آیا مشرف بہ شرف
اسلام ہوا ہیکلان و مقصود ترک و نعمان انتظام سواری شہریار کرتے ہوئے قلعہ ہیکلان مین آئے اس
قلعہ کو بھی اسلام آباد کیا تخت پر بیٹھے ہیکلان و مقصود و نعمان دنگلون پر بیٹھے سعد نے کہا ای
ہیکلان طلسم ہفت پیکر کا قصد رکھتے ہین تمکو کچھ رستہ معلوم ہی کس طرف سے جائین لوح طلسم کہان تلاش
کرین ہیکلان یہ سنکر بیقرار ہوگیا کہا ای شہریار یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے دل سے نکال دیجئے تا بہ
طلسم ہفت پیکر جانا بہت دشوار ہی یہان سے بارہ کوس پر پہاڑ ہی کہ اسکو کوہ زبرجدی کہتے ہین
کل وہان میلہ ہوگا تصویر سنگی ہی وہ مثل انسان کے باتین کرتی ہی ہر ایک کے دل کا حال بتلاتی ہے اگر
مناسب ہو مخفی ہوکر چلئے یقین کامل تو یہ ہی کہ فوراً وہ تصویر آواز دیگی آپ کی شناخت کی ساحرا سیلہ آپکا

دشمن ہو جائیگا اگر لاکھ ہزار بہادر ہون تو وہان سے نکلنا دشوار ہی تمام خلقت انبوہ انبوہ آنکے جمع
ہوتی ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا انشاء اللہ کل دیکھنا کیا ہوتا ہے لیکن ای برادر تم ہمارے ساتھ چلو
ہم اکیلے کوہ زبرجدی پر جائینگے مہکلان و مقصود نے کہا غلام ضرور ساتھ چلینگے اس چلنے
سے مراد یہ ہی کہ چلکر اُسکے اختیارات کو دیکھین اور پلٹ آئین فساد کا قصد نہو پلٹ کے پھر آپ کو
اختیار ہی مقصود و مہکلان و نعمان مع پانچ ہزار جوانون کے بصد و تہاسے مخاطہ ہمراہ ہوے رات
کو روانہ ہوے بارہ کوس راستہ طی کئے ایک صحرا مین پہونچے نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی
سے کہا یہ وہین سے صدا آتی ہی روسا اُمرا قصبات و قریات سے آرہے ہین انھین کے ساتھ ہوکے
پہنچتے ہین اب یہان ٹھہر جائیے جب اچھی طرح صبح ہولے تو چلئے تاریکی مین کیا معلوم ہوگا سبھون
نے صحرا مین اُترے نماز وہان پڑھی فوج کو آراستہ کیا جب آسمان کا میلہ ... ہوا تھا شہنشاہ انور
وہان سے رخصت ہوکر شہر مغرب مین گئے روشنی نے تمام عالم کو گھیرا طائر درختون پر زمزمہ سرائی مین
مصروف ہوے ہر ایک طائر اپنی زبان مین صفت ہفت پیکر کر رہا ہی آشیانون سے نکلتے ہی آواز
دیتے ہین یا خداوند ہفت پیکر تیری خدائی برحق ہی تمام جنگل سے یہی آواز آتی ہی شاخین جھوم جھوم کے
سلام ہفت پیکر دیتی ہین غنچون کے چٹکنے مین یہی صدا ہی پھولون کے کھلنے کا یہی متعا ہی غزال
صحرا کے چھالین بھرتے ہوے نکلے آواز یا خداوند ہفت پیکر دیتے ہوے صحرا مین جا کے غائب
ہوگئے پہاڑون پر بھی شیر یہی آوازین دیتے ہین نام ہفت پیکر کا یہ بزرگی سے لیتے ہین مسعود لاحول
پڑھتے ہوے مرکب سے اُترے تلوار کمر سے لگی ہی ڈھال تُلے باندھے ہوے مقصود و نعمان و
مہکلان قریب قریب پانچ ہزار جوان و پیدل مرکبون کو صحرا مین چھوڑا سائیسون کے سپرد کیا طرف
کوہ زبرجدی کے چلے اُس صحرا سے نکل کر دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ تکلف یہ کہ سارا پہاڑ زبرجد کا
ہی اُسپر ایک دیر ہی دیر مین تصویر سنگی برہنہ کھڑی ہے گرد تاجدار و گھنٹے نواز و ناقوس نواز لوسے
پاٹ کر رہے ہین ... پھول اسقدر چڑھایا ہی کہ تصویر اُسمین مخفی ہوگئی ہی ایک جانب چند نازنینان ماہ پیکر
وہ سن پر ساز درست گانے مین چالاک و چست یہ غزل گا رہی ہین نظم

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اُٹھے — کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے
لاج اُس بزم مین طوفان اُٹھا کے اُٹھے — یان تلک روئے کہ سب کو بھی رلا کے اُٹھے

دل سے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اُٹھے
شعلہا سے تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے

گرچہ ہو دل مین خیال نگہ خواب آلود
درد کیسا کیا اثر خفتہ جگا کے اُٹھے

شمع سے چہرہ کا محفل مین جو مذکور ہوا
دل چرا بیٹھے تھے جب آنکھ چرا کے اُٹھے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے

ہو زوال شب یلدا سے رہائی یارب
زلف منہ سے کہین اُس مہر لقا کے اُٹھے

اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے

مین دکھاتا تمہین تاثیر مگر ہاتھ مرے
ضعف کے ہاتھ سے کب وقت دعا کے اُٹھے

سوزش دل سے ہوا گیا ہی مین پانی پانی
وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اُٹھے

جی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیا
پانون کیا کوچے سے اُس رشک ثریا کے اُٹھے

شعر ہم کیسے پڑھے بیٹھ کے اُس کے آگے
خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

تماشہ پرستان نازنینان مہ جبین کے تاجداران جلیل و حاضرین وقت وجد مین ہین تعریفین کر رہے ہین کوہ پر ہنگامۂ عظیم برپا ہے تصویر بھی باتین کر رہی ہے بادشاہ مع ساتھ والون کے یہ تماشا دیکھتے ہوے قریب کوہ پہونچے کہ ایک پھونک ہوا سے گرم کا چلا معلوم ہوا کہ منہ پھُنک گیا قصد کیا کہ گھاٹیون کو طے کر کے بالا سے کوہ پہونچین کہ تصویر نے جماہی لی منہ سے دھوان نکلا آواز آئی دیکھنا کان مین آگاہ ہو کہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام تماشہ اس کوہ فلک شکوہ کا دیکھنے کو آئے ہین فلان مقام پر ٹھہرے ہین چھپا رہا ہے جسے گرفتار کر لو یہ تصویر نے آواز دی تمام میلے والے سعد شہریار پر چلے لباس کا نقشہ بدلا تھا اتفاقاً آپہنچا دیا سعد نے تلوار کھینچی نعرہ کر کے جا پڑے ہیکلان مقصود و قبالان ترک بھی تلوارین کھینچکر لڑنے لگے پانچ ہزار جوانون نے تلوارین کھینچ لین مصروف جنگ ہوے میلے مین عجب غدر ہوا دوکاندار چاہتے ہین بھاگین بسبب محبت دوکان کہ جو اسباب اُسپر چنا ہوا ہے چاہتے ہین سب کو لیکر بھاگین بلوہ جو ہوا اسباب لٹنے لگا تصویر نے آواز دی ارے ناہنجارو تم یہ کیا کرتے ہو ایک کو ایک لوٹتا ہے ایسا نہ کرو دشمن کو گرفتار کرو تصویر نے جو کئی مرتبہ آواز دی سب میلے والون نے بلوہ کیا سواران جنگی کے سامنے کب ٹھہر سکتے ہین آدمی پر آدمی گر رہے ہین دوکانین پامال ہو رہی ہین خداوند ہفت پیکر کا نام لیکر پکارتے ہین یا خداوند اس آفت سے بچایئے دشمن کو گھبرا کر مار لو آپ ہی کہتے ہین اور

آپ ہی بھاگتے ہین سعد شہریار کی برق شمشیر جو چمکی ہزارون کافر واصل جہنم ہوئے ہنگامہ گیرودار بلند
آخر پیلے والون سے انتظام نہوا ہزارون لاشے پڑے تڑپ رہے ہین دریاے خون جاری ہے غازی
تو پانچ ہزار جوان مرکب ہاے تازی پر سوار لڑتے بھڑتے تھے اب جو میدان مین آئے جم کر جو لڑنے لگے ہنگامے
ڈالدیئے لاکھون کافر قتل ہوئے تصویر نے آواز دی اذربرجید فوج خداوند کو بلا ایسا نہو کہ بھاگ کر نکل جائین
تو غضب ہوگا اذربرجید نے پکار کر آواز دی اے فوج دریا موج خداوندی جلد آ کر اس معرکہ کو سنبھالو ایسا نہو
مسلمان نکل جائین اذربرجید نے جو یہ آواز دی گوشۂ کوہ سے بیس ہزار سواران زرین پوش نکلے آگئے آگئے
ایک افسر نعرے کرتا ہوا مثل سہمان مردار خوار باشیدا سے مسلمانان تلوارین پھینکدو رومال سے
ہاتھ باندھو سامنے قدرت موجود ہین خطا معاف کرینگے ایسا نہو سنگسار کر دین یہ جرار کرار بہادر
صف شکن تیغ زن کب مانتے ہین ایک طور سے شمشیر زنی کر رہے ہین سہمان آگے گرا صرف جنگ
ہوا بادشاہ اسلام کی جانب للکارتا ہوا چلا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام تمھارے مرتبے مین کمی
نہوگی قدرت سرفراز کرینگے تاجدار تمھارے مرتبہ پر ناز کرینگے سعد نے للکارا کہ کیا بکتا ہے کچھ
جوہر جرأت دکھلا تلوار کھینچکر آ حال جرأت کھلے تیرے خداوند کی حقیقت معلوم ہو اگر پہاڑ پر پہونچون تو
تصویر کو توڑ کر پھینکدون اُسکے عظم و شان کو خاک مین ملا دون افسوس ہوتا ہے کہ وہ نہ پہونچے ورنہ
اس تصویر کے رنگ دکھاتے سہمان آ پڑا سعد پر ہاتھ تلوار کے مارنے لگا سعد وار کو اسکے ہر دم
خالی دے رہے ہین کئی وار رد کیے آخر خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغ قمقام کا مارا برق شمشیر گری
سپر فولادی سکے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کے خود کو کاٹا سر اسکا جبڑا کٹا صراحی گردن سے مانند
قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب بناے حیات کو ویران و برباد کرکے مع گھوڑے کے چار ٹکڑے کئے
ہیکلان وغیرہ نے جو دیکھا کہ سعد نے ہاتھ مارا سہمان کے مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوئے ادھر تو
سہمان مر کر گرا لاش سے سہمان کی بجاے خون کے دھوان نکلنے لگا پیچ و تاب کرتا ہوا اسقدر بچھا
ہوا کہ تھوڑے ہی عرصے مین ایسا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا ہیکلان و مقصودنان ترک و تمان
کہتے ہین کہ اسقدر دھوئین سے پیچ و تاب کھایا اور بلند ہو کر محیط ہوا کہ اپنے ساتھ والے ہم کو معلوم
نہوتے تھے اور صدائین بلند تھا اک کان مین آنے لگین ہر مرتبہ یہی آواز کان مین آتی تھی کہ بندگان
مغضوب کو گرفتار کرو کوئی ان مین سے بچکر نہ جانے پائے تھوڑی دیر یہ آوازین کان مین آئین بعد اسکے

ہم سب بیہوش ہوگئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوشیار ہوے اپنے کو اک مکان مین پایا افسر و سوار وپیدل سب ایک ہی حالت مین ہین کہ ہاتھ مین ہتھکڑیان پانؤن مین بیڑیان گلون مین طوق مسلسل اور مطوق اُس مکان مین بیٹھے ہین وہی پہلوان جو بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا سر سے تو اُسکے خون جاری ہے ہم سبھون کے نام لکھ رہا ہی افسرون سے کہتا ہی کیون یارو تمنے قدرت خداوند کو دیکھا کہ سعد نے اپنے نزدیک مجھکو قتل کیا لیکن قدرت سامنے موجود تھے تلوار کو ممانعت ہوئی کہ زیادہ کاٹ نہ دکھانا کہ ہمارے بندے کو صدمہ پہونچے دیکھلو سر پر اوچھا سا زخم ہی اب سامنے قدرت کے جاؤنگا سر کے زخم کو دکھا کے صحت پاؤنگا ہیکلان وغیرہ کہتے ہین کہ ہم اس حال کو دیکھکر حیران ہوے تھے کہ یہاں کس نے پکڑا اور کس نے گرفتار کیا اور کس نے مسلسل ومطوق کرکے اس مکان مین پہونچایا تھوڑے عرصے مین اُس پہلوان نے ہم سب کا شمار کیا سب کے نام لکھے حیران حیران کہتا تھا ارے تم سب کا افسر اعلی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کہان گیا اُسکو تو مین نے خود گرفتار کیا تھا اتنی دیر ہوئی کہ تلوار اُسکی چھین کے بیہوش کیا اُسی مقام پر ڈالدیا تھا اس خیال سے کہ اب قیدخانے مین لیکر جاؤنگا پھر جو پلٹ کے آیا اُسکو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا تھا تم سب کے ساتھ اسی قیدخانے مین ہوگا اب پتہ نہین ملتا جا کے قدرت سے پوچھون یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا ہم سب حیران تھے کہ بادشاہ ہمارے کہان گئے ہم لوگ قید ہوکر یہان آئے جنکے اقبال سے امید رہائی تھی وہی ہمارے ساتھ نہین ہین ہیکلان وغیرہ کہتے ہین جس مکان مین ہم تھے چہار جانب اُسمین دروازے لگے تھے دن جو چڑھا روشنی ہوئی نیر اعظم بلند ہوا اُن سب مکانون کے دروازے کھلے دیکھا ہم نے کہ صاحبقران نامدار مع جملہ سرداران نامی کے مقید بیٹھے ہین ہم سب کو دیکھکر پوچھا ہم سب نے حال سعد شہریار کا بیان کیا امیر کو حال سعد سنکر بڑا افسوس ہوا ہم سب جو قید سے بیقرار تھے تحقیق تمام فرمایا اُنکو پروردگار کے سپرد کرو تم سب مطمئن رہو جب پروردگار ہمکو رہا کریگا تم لوگ بھی رہائی پاؤگے لیکن یارو تم سب نے کچھ حال رستم کا بھی سُنا سب نے عرض کی کہ ہمین احوال رستم کا نہین معلوم صاحبقران خاموش ہوگئے لیکن اب احوال سہمان پہلوان تحریر ہوتا ہی کہ قیدیون کو قید کرکے یہ جو پلٹا راہ کو طی کرکے بر سر کوہ ذبرجدی پہونچا اُسی طرح میلہ آراستہ ہی کسی الاش کا پتہ نہین ہر دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پر خوش فعلیان کر رہے ہین ایک سے ایک کلام کرتا ہی کہ یارو دیکھا

ہنگامہ تھا جس شخص نے بلوہ کیا وہ کیا ہوا بعض کہتے ہین سامنے خداوند ہفت پیکر کے گیا گستاخی
کی قدرت نے اُسکو کہین پھکوا دیا یا قید ہو گیا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ سب صحیح و سالم رہے کوئی
قتل نہین ہوا سہمان یہ حال سُنتا ہوا سامنے تصویر کے آیا واسطے سجدے کے سر جھکایا سجدے
کے کرتے ہی زخم سر غائب ہوا پُکار کر آواز دی یا خداوند سب قیدیون کو قیدخانے مین پہونچا دیا مگر
اُن سب کا افسر سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام نہین معلوم ہوتا اور سب کو قید کر آیا تصویر سے
ایک آواز ہیبتناک آئی یہ صدا تھی کہ او غافل ہ از خداوندی کو تو کیا جانے قدرت اُسکو پیدا کر ینگے ہی
فوج کو بیجا تم سب کو بہت تکلیف ہوئی سہمان نے دست بستہ عرض کی قدرت کے حکم مین
مصروف کارگزار ہون اِن دشمنون کا خاتمہ کیا ہیکلان و مقصود و نعمان ترک پسر حمزہ کو لیکر یہان آئے
بڑا فساد برپا کیا تصویر سے آواز آئی تو اپنے مقام پر جا تجھے ان معاملات خداوندی مین کیا دخل ہے
قدرت نے جو مناسب جانا وہ کیا پہلوان چلا گیا درۂ کوہ مین آکر اپنے لشکر کا شمار کر لیا سب کو صحیح و
سالم پایا اب حال بادشاہ کا تحریر کرتا ہون کہ سیماب جادو جور ستم سے جدا ہوئی پاس کاہن کے آئی
جسکا لقب ہے آفتاب فلک سیر کاہن طلسم ہفت پیکر یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ سیماب آکر پہونچی
کاہن سیماب کو دیکھکر اُٹھا خوش ہو گیا کہا اے ملکۂ عالم آئیے آپ کے حالات سے تو مین آگاہ ہون
آپ کا یہان کیونکر آنا ہوا سیماب نے کہا اے آفتاب فلک سیر ہمارے حال سے تو آگاہ نہین ہوا
رستم فرزند صاحبقران کی مدد کی قلعے مین ہمارے اُنکی عملداری ہوئی مین ایک کار ضروری کو تیرے
پاس آئی ہون کہ تمسے حال پوچھون کہ کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر کس
مقام پر ہے کاہن نے زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکۂ عالم کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ
ہفت جوہر ایسے مقام پر ہین کہ ملنا اُنکا بہت دشوار ہے خود طلسم کشا اپنی ذات سے تلاش کریگا تو کیا
عجب ہے کہ اشیاے مذکور اُسکو ملین تمھاری جستجو بیکار ہے اپنے کو بچاؤ کئی سو ساحر تمھاری تلاش مین نکلا ہے
اُسوقت آفتاب فلک سیر نہایت تکلف سے ملکہ سیماب سے باتین کر رہا ہے کبھی کہتا ہے اے ملکۂ عالم
عاشقان فراق نصیب کی بھی تمکو خبر ہے کئی سال کا زمانہ گذرا ہمکو تمھارے فراق مین جان کو مٹاتے
تمکو کچھ خبر نہین سیماب نے کہا اے آفتاب فلک سیر ہم اِسوقت بڑی غرض لیکر آئے ہین
ذرا کتاب مین دیکھو ان اشیا کے ملنے کی تدبیر بتاؤ کہ یہ کیونکر دستیاب ہون کاہن نے کتاب کھولی چند

اوراق دیکھکر زانو پر ہاتھ مارا کہا لو ملکہ غضب ہوا سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام تابکوہ زبرجدی پہونچے سیلے مین ہزارون کو قتل کیا اب قدرت سے فوج عجائب وغرائب کو طلب کیا ہی سہمان مردار خوار آتے ہی آفت برپا کریگا اُسکے شعبدے سے بچنا بہت دشوار ہی اگر ہوسکے جاکے بچاؤ یہ سُنکر سیماب گھبرائی بیقرار ہوکر پہلوے کاہن سے اُٹھی سحر کرکے مثل ستارہ سحری آسمان پر جاکے چمکی سیماب تو سامنے سے کاہن کے چلی گئی کاہن بیقرار ہوا تڑپنے لگا اُسی بیقراری مین پکار اُٹھا نظم

اشک وا ثر و نہ اثر باعث صد جوش ہوا — ہچکیون سے مین یہ سمجھا کہ فراموش ہوا
جادہ افزائی رُخ کے لیئے مے نوش ہوا — مین کبھی آپ مین آیا تو وہ بیہوش ہوا
کیا یہ پیغام بر غیر ہے اے مرغ چمن — خندہ زن باد بہاری سے وہ گل گوش ہوا
ہے یہ غم گور مین رنج شب اول سے زیاد — کہ وہ مہر و مرے ماتم مین سیہ پوش ہوا
مجھپہ شمشیر نگہ خود بخود آپڑتی ہے — عاجز احوال زبون سے ستم گوش ہوا
آفرین دل مین رہا خنجر دشمن کے سبب — اپنے قاتل سے خفا تھا کہ مین خاموش ہوا
درد شانہ سے ترا محو نزاکت خوش ہے — کہ مین ہمدوش ہون گو غیر بھی ہمدوش ہوا
تونے جو قہر خدا یاد دلایا مومن — شکوۂ جور بتان دل سے فراموش ہوا

اسقدر کاہن تڑپا یقین تھا روح جسم سے نکل جائے گھبرا کے اُٹھا سوچا کہ ایسا نہو معشوق پر کوئی اُفتاد پڑے چل کے خبر تو لون یہ سوچ کے اُٹھا سحر کرکے ایک عقاب بنا طرف کوہ زبرجدی کے روانہ ہوا لیکن ملکہ سیماب اُسوقت پہونچی دیکھا سعد نے ہاتھ مارا سہمان کے مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے دھوان محیط ہوا سارے میدان و کوہ کو گھیر لیا سیماب دیکھ رہی ہی کہ اُس اندھیرے مین سہمان اُٹھا دھوان جو آنکھون مین سعد کی لگا تلوار ہاتھ سے گری سعد گر کر بیہوش ہوے سہمان طرف ہیکلان وغیرہ کے متوجہ ہوا سیماب جو تڑپ کر گری سعد کو اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی چرخ مارتی ہوئی طرف آسمان کے جاتی ہی ایک آواز کان مین آئی ارے عجائب وغرائب خداوندی سے غافل ہوئی خوف خداوندی دل سے بھلایا سیماب نے پلٹ کے دیکھا ایک عقاب اُڑا ہوا آتا ہی مثل انسان کے پکارتا ہوا کہ ای سیماب کہان جاتی ہی سیماب پلٹ پڑی بائین ہاتھ پر سعد کو لیا آپس مین سحر چلنے لگا دوسرے سحر مین اِس نازنین کے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا سحر فراموش

دریاے حیرت کا جوش عقاب نے چاہا تڑپ کے گرون سیماب کو اٹھا لیجاؤن ایک برق آسمان سے
گری کہ عقاب مذکور کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھون پر شاہ کو سیماب نے سنبھالا مرنے سے عقاب کے اندھیرا
ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب جادو بود سیماب شاہ کو لے چلی تھوڑی دور چلی تھی دل سے
کہتی ہوئی کسنے مدد کی اس ظالم کے سحر سے بچا یا نہایت محسن تھا اب مکان پر کاہن کے چلون یہ سوچتی ہوئی
طرف مکان کاہن کے چلی کاہن جو پلٹ کے آیا تلوار کو ڈھونڈھ رہا ہی کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا سیماب
آپہونچی سیماب کے پنجے مین سعد دبے ہوے آ کے اتری کاہن نے کہا ملکہ جا کے دیکھا کس غضب کا
بلوہ تھا ساتھ والے سب قید ہو گئے انکو تم نکال لائین سیماب نے کہا اے کاہن جو نیکی اہل اسلام کے
ساتھ ہو سکے وہ کر گذرو مین نے کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر مین دیکھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی کاہن نے
کہا اے ملکہ عالم یہ صحیح ہی مجھے بھی اہل اسلام کے حال پر توجہ ہی لیکن ہفت پیکر کے عجائب وغرائب وہ
ہین کہ اس اقلیم مین کوئی اسکا ہمسر نہین اسکا خوف آتا ہی اب بہتر تمھارے واسطے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سعد
کو لیکر پاس ہفت پیکر کے جاؤ کسی ساحرہ کا نام لینا کہ وہ لئے جاتی تھی مین نے اسکو مار کر چھین لیا خدمت
خداوندی مین لائی ہون اے سیماب طلسم ہفت پیکر کا فتح ہونا بہت دشوار ہی جن اشیا کا تمنے نام لیا انکا ملنا بہت
دشوار ہی جلد جاؤ ورنہ تمھاری تلاش مین کوئی نہ کوئی آتا ہوگا عقاب جادو کو مین لے برق شمشیر سحر سے
گرا کے مارا ورنہ تمھارا وہین خاتمہ ہوا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آ چکا تھا اب تمھارے پنجے سے سعد
چھوٹ جاتے وہ تمکو گرفتار کر کے لے جاتا یہ ذکر تھا سیماب کہہ رہی ہی مجھ سے تو یہ نہوگا کہ پاس دشمن کے
پہونچا دون وہ انکو قتل کرے یا قید کرے کیا مشکل کی بات ہی مین اب انکو ہوشیار کرتی ہون جہان
کہین وہان پہونچا دون چاہتی ہی کہ سعد کو ہوشیار کرے کہ آسمان سے آواز آئی او آفتاب فلک سیر
تو نے بڑی خطا کی کہ دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی حکم خداوندی ہی ملکر حاضر ہو ورنہ مشکین باندھکر لیجاؤنگی
جہان صاحبقران قید ہین وہان پہونچاؤنگی سزا ملے گی منم مشکبار جادو کاہن نے کہا لو ملکہ غضب
ہوا میرا ابھی حال کھلا مشکبار آپہونچی کاہن اٹھا تھا کہ ایک خوشبو دماغ مین آئی جھونکا ہوا کا چلا
کاہن لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا گرتے ہی کاہن کے سیماب نے چاہا مشکبار پر جا پڑون کہ جھونکا ہوا کا چلا
اور خوشبو دماغ مین آئی لڑکھڑائی گر کر بیہوش ہوئی مشکبار زمین پر آئی حیران تھی کہ سیماب کسکو لائی
پلٹ کے جو دیکھا جمال جہان آرائے سعد پر نگاہ پڑی حسن عالم سوز شہریار کو دیکھکر کانپی پکار اٹھی واہ

سبحان اللہ کیا قدرت خداوند ہفت پیکر ہے کیا صورت زیبا بنائی کیا جمال بے مثال ہے کیا جوان رعنا کیا جری
و بہادر کیا صف شکن و تیغ زن ہے رعب و دبدبہ و سطوت و صولت مثل چاکران کمترین ہمراہ ہین قریب
آکے بلائین لین تلوے سہلانے لگی پیشانی پر ہاتھ رکھا سمجھی کہ سحر مین کسی کے مبتلا ہین جھٹکے سحر اتارا
سعد کو ہوش آیا دل و جان سے نثار ہو رہی ہے سعد کی جو آنکھ کھلی ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو قریب
پایا بادشاہ کو بھی حسن اسکا دیکھ کر اور بھی حیرت ہوئی فرمایا اے نازنین تو کون ہے باعث مہر و وفا کیا ہوا مشکبار نے
کہا اے شاہ سعد تم بڑے اقبالمند ہو یہ لوگ تمھارے دشمن ہوئے سیماب و کاہن میرے سحر سے بیہوش
پڑے ہین فرقہ اہل اسلام کے واسطے انکو حکم ہوا ہے کہ جہان پاؤ گرفتار کرکے لاؤ اب مین بسبب آپکی
محبت کے کوئی خبر نہ پہونچاؤنگی ہفت پیکر سے سب حال چھپاؤنگی اب آپکا حکم ہو تو ان دونو کو ہوشیار
کرون بادشاہ نے فرمایا یہ لوگ آخر کون ہین ہم سے محبت کا کیا باعث مشکبار نے کہا انسے دریافت
کیجیے یہی باعث بتلا دینگی یہ کہکے مشکبار نے ہوشیار کیا سحر اپنا اتارا سیماب و کاہن کو ہوش آیا اٹھتے ہی
صحبت یہ دیکھی کہ جس ساحرہ نے ہمکو بیہوش کیا تھا وہ بیٹھی ہوئی سعد شہریار سے باتین کر رہی ہے کبھی
ہنستی ہے کبھی ہاتھ باندھتی ہے سعد نے سیماب سے پوچھا اے ملکہ سیماب ہم تم سے حال دریافت کرنا
چاہتے ہین کہ تمھاری شفقت کا ہمارے اوپر کیا باعث ہوا تم نے آکر وقت پر ہماری کیون مدد کی
سیماب یہ سنکر رونے لگی کہا اے شہریار جب مین رستم پر مائل ہوئی ہا ہا لڑی شرکت کی اسنے انھین
کی فکر مین نکلی ہون لالہ عذار الگ گئی ہین پوچھا دو نامے ایک ساحرہ ہے وہی تیغ جو مین گئی ہے مین بھی
فکر مین نکلی ہون کاہن کی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ اسلام زیر کوہ زبرجدی لڑ رہے ہین مین وقت
پر پہونچی آپکو اٹھا لائی یہان یہ معرکہ گذرا مین گرفتار طلسم روے زیبا سے رستم ہون اب وہ
جس تلاش مین ہین نکلے ہین خدا انکو کامیاب کرے انشاء اللہ انکو ملین لوح کا سلسلہ شروع ہو جائے
ہفت پیکر کے ساتھ واسطے ہمارے کاہن صاحب بھی آپ کے واسطے بدنام ہوے اب جو مناسب
جانیے وہ کیجیے اور کیون اے ملکہ مشکبار تمھین سحر مین یہ طاقت ہے کہ خوشبو تمھاری بلند ہوتی ہے اسی
خوشبو سے ہم اور کاہن بیہوش ہوے سعد شہریار بیہوش ہوے تھے تسخیر ہونیکا کیا باعث ہوا
مشکبار نے آہ کی بے اختیار رونے لگی کہا اے ملکہ سیماب جس عارضہ مین تم مبتلا ہو وہی عارضہ
ہمکو بھی ہوا اب یہ تدبیر کرو کہ حضور کو لیکر نکل چلین انکی خیر ہو صحرا سے ویران مین کلاہ ہفت گوشہ کا

نشان ملتا ہی اب ہم انکو وہان لیئے جاتے ہین اگر بل سکے تو کلاہ ہفت گوشہ دلائین ہم بھی راز سے
ماہر ہین کہ طلسم کشا کے پاس تین چیزین ہونا واجب و لازم ہی تب لوح کا پتہ ملیگا یا توہم کو قضا لیئے جاتی
ہی یا کلاہ ہفت گوشہ برائے شہریار ممکن کرتے ہین اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین کوئی تو فخر انمین ایسا تھا
کہ صاحبقران نے انکو بادشاہ لشکر اسلام کیا ہم بھی انکے دام محبت مین گرفتار ہین بے جستجو ان چیزون کے
بالکل بیکار ہین سیماب نے کہا بسم اللہ خدا آپکی مدد کرے کلاہ ہفت گوشہ ملے یہ کہکے مشکبار نے
تخت تیار کیا سعد شہریار کو اُسپر سوار کر لیا طرف صحراے ویران کے چلی بعد جانے مشکبار کے
کاہن و سیماب نے صلاح کی سیماب نے کاہن سے کہا بڑی راز دار ہفت پیکر شہزادی ہوئی بیشک
یہ صحراے ویران مین پہونچیگی کہ راز طلسم دار ہی ہم تم بھی چلکر دیکھین شاید کوئی تدبیر سے کلاہ ہفت گوشہ
ہمین ملے اُسی شہریار کے بارے مین نجومیون نے بیان کیا ہی کہ یہی فتاح طلسم ہفت پیکر ہین اور دوسری
چیزین بھی کسی وجہ سے دستیاب ہونگی کاہن بھی اسپر راضی ہوا سیماب و کاہن جانوران پرند بنکر
تعاقب مین مشکبار کے چلے مشکبار جو بادشاہ کو لیکر چلی تھی راہ مین اسنے سب کیفیت اپنے
عشق کی بیان کی کہا اے شہریار حضور کو چلکر صحراے ویران مین پہونچاتی ہون ویران بربطا خان
وہان کا حاکم نہایت ساحر زبردست ہی اگر اُسنے بمحبت دوستی کا دم مارا اور حضور کا ساتھ دیا تو ضرور
کلاہ ہفت گوشہ ملنا بہت آسان ہوگا بادشاہ ساتھ ساتھ مشکبار کے آتے ہین اختلاط ظاہری
راہ مین ہوتے ہین کہ دور سے ایک صحرا دکھلائی دیا دیکھا صحرا ویران کف دست میدان نہ اُسمین جنگل
مین انسان اور نہ حیوان ہواے گرم چل رہی ہی درخت جلے ہوے پتے گرے ہوے شاخین دست
افسوس شوق کنار و بوس مین حیران پتے سرگردان زرد زرد پتے درختون سے گرے ہر مقام پر انبار
زاغ و زغن کی جابجا پکار مشکبار نے عرض کی یہی صحراے ویران ہی چاہتی ہون آپکو کسی گوشہ مین
ٹھہراؤن ہین ویران بربطا خان کے پاس پہونچون یہ کہکے سعد کو اُس جنگل مین لائی اور ایک
پہاڑ پہ نخل کے سایے مین سعد کو ٹھہرا کر آپ تلاش مین ویران بربطا خان کی چلی سامنے دیکھا
میدان مین ایک قصر بنا ہی پتھر چمک رہے ہین دروازہ کھلا ہوا ہوا سے گرم کے جھونکے پریشان
کرتے ہین مشکبار دروازے پر ٹھہری دیکھا دربان بیٹھا ہی مشکبار نے دربان سے کہا میان
ویران بربطا خان سے جاکر عرض کرو کہ ملکہ مشکبار آپکی ملاقات کی طالب ہین دربان گیا

ویران کو تخت پر بیٹھے دیکھا بربط آگے رکھی ہی دُھن مین بجا بجا کے یہ غزلین بیٹھا ہوا گا رہا ہی نظم

ویران ہی خانہ جلوۂ حیرت طراز کا — آئینہ دیکھتا ہی شیشہ آئینہ ساز کا
ہاتھون سے اپنے مہرۂ تریاک کھو دیا — بگڑا ہے کھیل کیا فلک حقہ باز کا
پہلے ہی اذن عام دیا نعش یار پر — غیرت سے انتظار نہ دیکھا نماز کا
سنیتی ہین حلقۂ ماتم مین قمریان — نخل عنبر ہی آہ یہ کس سرو ناز کا
کب پہونچے باغ خلد مین ہمسے گناہگار — ہی تنگ قافیہ ہوس ہرزہ تاز کا
زندہ ہی دفن کردو مجھے دوستو کہ اب — محتاج کون ہوا اجل بے نیاز کا
ہی کفر مست کہا اب اُسے کس سے وصال ہی — اے محرم آہ فائدہ افشاے راز کا
گستاخ نالے فتنۂ محشر جگائین گے — خواب عدم مین چین ہی گر خواب ناز کا
گر گلشن خلیل جلا دے تو کیا عجب — شعلہ ہمارے سوز سمندر گداز کا
نادان دل کو مرگ کا اتنا یقین نہین — اللہ کیا گمان ہے عمر دراز کا

نگہبان سامنے دست بستہ کھڑا رہا جب ویران گا چکا پوچھا ارسے کیون کھڑا ہی اسنے بیان کیا کہ ملکہ مشکبار آپ کی ملاقات کی مشتاق ہین در دولت پر حاضر ہین ویران خوب ہنسا کہا مین جانتا تھا کہ کوئی صاحب ضرور تشریف لائینگے بربط کو اُٹھا کے کنارے رکھا ایک کلاہ رکھی تھی سات گوشے اسمین مثل بجلی کے چمک رہے تھے اُس کلاہ کو اُٹھا کے ویران نے جھولی مین رکھا نگہبان سے کہا بلالو میز سے گلابی اُٹھا کر ہمارے سامنے رکھو نگہبان نے گلابی اور جام بلورین سامنے رکھدیا اب ویران شراب پینے لگا پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیا مشکبار نے آکے ویران کو سلام کیا ویران بہت ہنسا کہا اے ملکہ عالم تشریف لائیے چند ساعت بیٹھیے حال دل بیان کیجیے بعد اسکے چلی جائیے ملکہ مشکبار اگر کرسی پر بیٹھین چاہتی ہین کچھ حال کہون رک جاتی ہین تھرا رہی ہین ویران نے کہا اے مشکبار جام شراب پیو اسنے انکار کیا ویران نے جام لبریز کیا ہونٹون سے لگا دیا آخر مشکبار نے جام پیا پیتے ہی جام کے ویران قہقہہ مار کر ہنسا کہا کیون ملکۂ عالم کس فکر مین آئی تھین بڑی خطا تمنے کی یہ سنتے ہی مشکبار اپنے مقام سے اُٹھی چاہا تڑپ کے نکل جاؤن جام آغشتہ بہ دارو کے بیہوشی تھا اُٹھتے اُٹھتے لڑکھڑا کے گرین ویران نے نعرہ کیا او مکارہ اب کہان جا سکے گی اپنے

سحر کے جوش میں زبان میں سوزن بھی نہ دی کمر میں پنجہ دیکھے اُڑا دل میں خوش ہو کہ اس مکارہ کو میں
نے گرفتار کیا لیکن حیران ہو کہ بیروں نے خبر دی تھی اپنے معشوق کو ساتھ لیکر چلی ہو اپنے معشوق کو کہان
چھوڑا کہا ہ ہفت گوشہ کی فکر میں آئی تھی سامنے قدرت کے دربار میں سمجھا جائیگا قفس سے نکل کے
پہنچا ہوا یہاں ان سعد شہریار کوہ پر سرنگون بیٹھے تھے سوچ میں کہ دیکھئے انجام کیا ہو اگر طلسم کشا رستم پیلتن ہو
تو خدا انکو مبارک کرے ہم مددگار رہیں تو بڑی بات ہے دیکھئے ہمارے رفقا کیونکر رہائی پائینگے اگر ساتھ
والے رہا ہوئے انکو لیکر کوچ کرتے اُن ملکوں پر جاتے کہ جہان ساحر نہ ہوتے غیر ساحروں کو تسخیر
کرتے افسوس پہنچا یہ کون زبر جادی پہونچے تصویر تک رسائی نہ ہوئی ورنہ کیفیت معلوم ہوتی کیوں ای
سعد ان تصویروں میں کیا ہی کوئی ان تصویروں کے اندر بیٹھا ہے کون آواز دیتا ہے کہ سامنے سے
سناٹا ہوا سر اُٹھا کے جو دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بدانجام ژولیدہ مو بدخو بدرو نیلا لباس زیب جسم
کئے ہوے کی سرخ تہمد باندھے ہوے مشکبار کو پنجے میں دبائے ہوے کہتا ہوا او مکارہ طلسم اب
تجکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لے چلوں قدرت کے سامنے روبکاری ہوگی قدرت کیا کہینگے
یہ کبھی تجکو معلوم ہوا کہ تو یہ اسے گرفتاری ایک ساحرہ اور کاہن کے گئی تھی وہاں جاکے دام تسخیر میں
پھنسی ایسی بلبلائی کہ صحراے ویران میں آئی مشکبار کی آنکھیں کھلیں زبان بند دل دردمند ویران
کہتا ہے تو نے تجکو قتل کراؤنگا بیر نے تجکو خبر دی تھی کہ دمگڑے کو لیکر آئی ہے بتا کہ اس جوان کو کب کیا
مشکبار کلام نہیں کر سکتی آنکھوں سے اشارہ کر رہی ہو کہ مجھے چھوڑ دے ایسا نہ ہو کہ قدرت حکم قتل کا
دیں تو میں کیونکر بچوں ویران کہتا ہے او مکارہ اب میں تجکو رہا کرونگا سامنے قدرت کے لیے چل کے
تجکو قتل کرونگا جلاد طلسم کے سپرد کی جاویگی اور اپنی حرکات قبیح کی سزا پاؤگی تمھارا عہدہ ہماری کنیزونکو
ملیگا ای مشکبار اب تیرا غنچہ آرزو نہ کھلیگا سعد نے جو مشکبار کو اس حال پر ملال میں دیکھا دل بیقرار
ہوگیا یقین کامل ہوگیا کہ ہمارے واسطے قید ہوئی اب اسپر یہ بدعت ہے سوچ کے کمان کیانی دوش
سے لی ترکش سے تیر نکالا جر کمان میں پیوست کیا سینہ پر کینہ ویران کا تاک کر تیر مارا عقاب تیر سینہ
پر چھوڑا اُڑ کر پشت کو پار کر گزرا مشکبار پنجے سے چھوٹی ایک طرف لاشہ ویران کا چلا ایک طرف
مشکبار نے اپنے کو سنبھالا لاش پر کسی نے توجہ نہ کی آسمان پر اُڑتے ہوے کاہن و سیماب دونوں
آتے تھے انھوں نے جو لاشہ ویران کا دیکھا الٹتا پلٹتا ہوا جاتا ہے سیماب نے کہا ای کاہن لاشہ

لینا چاہیے شاید کلاہ ہفت گوشہ اسکے پاس ہو یہ سنتے ہی کاہن وسیماب تڑپ کے گرے لاشہ
ویران ہاتھون پر رو کا ایک جانب سعد شہریار پہاڑ پر بیٹھے ہین مشکبار اپنا حال بیان کررہی ہی کاہن
اور سیماب ان دونون کو دیکھکر اور زیادہ بلند ہوے ایک جانب سناٹا بھر لاشہ و یران کا لیکے روانہ
ہو گئے یہان مشکبار نے سعد شہریار سے سب حال بیان کیا گھبرا کر کہا کلاہ ہفت گوشہ دستیاب
ہوئی سعد نے گھبرا کے کہا کلاہ کیسی مین نے تمکو جو اُس کے پنجے مین دیکھا تیر مار دیا لشکر ہی کہ تیر نشانے
تک پہونچا نہین معلوم لاش کیا ہوئی یہ سُنکر مشکبار صحرا مین دوڑی چہار جانب تلاش کیا کہین
لاشہ ویران کا نہ ملا آکر تمام کیفیت عرض کی کہا حضور قصر ویران مین چلین چلکر کلاہ ہفت گوشہ
تلاش کرین شاید مل جاے سعد و مشکبار اُس پہاڑ سے اُترے طرف مکان ویران کے چلے مکان
بھی مرنے سے ویران کے گر گیا تمام عمارت گری پڑی ہی اینٹون کے جابجا انبار ویران کے مکان
مین ویرانی ملازم بھاگے جاتے ہین ہر ایک ملازم یہی کہتا ہوا کسی نے ویران بر بط خان کو مارا قاتل
کو کہان تلاش کرین کا شکے لڑائی پڑتی ہم لوگ بھی جان دیتے الساعۃ یہ عجائب وغرائب خواب ہوا کچھ سمجھ
مین نہین آتا مشکبار نے پکارا ارے کیون بھاگے جاتے ہو اب تمھارے سرپرست ہم ہین تین چار سو
ساحر جو بھاگے جاتے تھے وہ صدا سے مشکبار سُنکر رُکے آگے سعد سے قدمبوس ہوے مشکبار
نے پوچھا تم لوگون کو کچھ معلوم ہی کلاہ ہفت گوشہ کہان ہی اُن سب نے کہا وہ کلاہ ہر وقت اُسکے
پاس رہتی ہی مشکبار نے کہا اے شہریار اقبال مندی آپ کی ظاہر ہی لاشہ اُسکا کوئی لے گیا ہمین داغ
دے گیا اب لاش اُسکی کہان تلاش کرین تین سو ساحر نے اطاعت کی مشکبار نے سعد کو تخت پر سوار
کیا وہ صحرا قیام کے لائق نہ تھا اب وہان سے کوچ کیا تین سو ساحر ساتھ ہین مشکبار نے ایک ابر
مشک فام بنایا اُس ابر کا شہریار پر سایہ کیا اس شان و شوکت سے تلاش مین تحفہ نذر کی سے چلے
کاہن و سیماب نے جو لاشہ ویران کا پایا ایک مقام پر آکے اُترے جھولی سے اُسکی کلاہ ہفت گوشہ
نکال لی سیماب نے کلاہ کو اپنے قبضے مین کیا تلاش مین رستم کی چلی رستم پیلتن کا ذکر بہ آواز واجب و لازم ہوا
کہ لشکر کو لیکر کوچ کیا تھا کئی منزلین طی کین ایک مقام پر پہونچے ہین صحرا ہے دلکشا ہین لشکر اُتارا کہ صحرا
سے گرد اُڑتی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار ہین چار لاکھ فوج پشت پر رستم کو دیکھکر نعرہ کیا
اے رستم تمھاری تلاش ہے بس اب آگے نہ بڑھنا قدرت کہ یہان تمھاری طلب ہے پہلو مین

رستم کے سیارہ موجود ہے اُسنے عرض کی حضور کے مقابلے کو یہ پہلوان آیا ہے اس سے مقابلہ کرنا ہوگا
رستم نے کہا اے سیارہ خوب ثابت ہے مین آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہون کوئی ہو مجکو مقابلہ کرنا واجب و
لازم ہے وہ پہلوان فوج لیکر مقابلہ مین رستم کے اُترا کہلا بھیجا کہ میرے نام فرمان قدرا وندی آیا بحکم خداوند ما
تمھاری تلاش مین آیا ہون اگر بخوشی میرے پاس چلے آؤ تو کیا عجب ہے کہ قدرت سے کہکر خطا معاف کرا دون
اگر جنگ کرکے گرفتار کرونگا پھر معافی خطا غیر ممکن رستم نے ایلچی کو لکھوا دیا کہلا بھیجا جہانتک ہوسکے قصور
نہ کرکے ہم آمادۂ حرب و پیکار ہین یہ جو خبر پہلوان کو پہونچی کہ جسکا دیو توش شمشیر زن نام ہے اس فکر مین
اُترا کہ طبل جنگی بجواؤن رستم سے مقابلہ کرون رستم بھی آمادہ ہین کہ طبل جنگی بجے تو مقابلہ ہو اب حال
ملکہ لالہ عذار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ ہفت پیکر نے مصر الغرائب سے کہا کہ تمھاری بیٹی طلسم کشا پر
عاشق ہو کے نکل گئی اب ہم اُسکو گرفتار کرا کے قتل کرائین گے لیکن زندان خانہ کی حفاظت رکھنا جو کچھ
اشیائے نگاہبانی تمکو دئے ہین وہ حمزہ تک نہ پہونچنے پائین تھوڑے ہی دنون مین ان سب کو
قتل کرکے تمھارا طلسم تمکو دلا دینگے جا کے حکومت کرنا مصر الغرائب کو بیٹی کے نکل جانے کا بڑا قلق
ہوا تھا آج دربار ہفت پیکر سے جو باہر نکلا دیکھا ایک عمارت عالیشان سات درجے کی آراستہ ہے گنجے
اُس عمارت کے فوج بے حساب گرد کش ہے پہلوان گرد گردن کش پھر رہے ہین مصر الغرائب نے
ایک سے پوچھا یہ کیا مقام ہے کہا اے شخص تو نمونۂ قدرت ہفت پیکر سے نہین ڈرتا آگاہ ہو ایک
پہاڑ پر یہ عمارت عالی جو بنی ہے یہ ہفت طبقات قبلول لقا ہین گواہی دینے کو آیا ہے اس سے کلام کرو
مصر الغرائب بالا سے قبلول لیگیا ہر مقام پر پھر ایک فرشتے نے روکا پوچھا تم کون ہو کہان جاتے ہو
اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ ایک طرف سے آواز آئی اے بندۂ من باید دولت کو سجدہ کرو دیکھا ساتوان
درجہ ایک قصر رفیع بنا ہے دیکھا کہ لقا تخت پر کرسی زرنگار پر بیٹھا ہے بختیارک اٹھارہ سے تاجدار گرد
نازنینان پری چہرہ لقا کی مگس رانی کر رہی ہین مصر الغرائب نے لقا کو دیکھا کہ آدھا ہفت پیکر کو
سجدہ کر رہا ہے مصر الغرائب کو دیکھکر کہا اے بادشاہ طلسم نور افشان یہ خداوند لائق عبادت و سجود ہم
سب کا معبود ہے دیکھو کیا قدرت ہے شہر باختر مع قبلولات یہان بر قائم ہو گیا تم بھی ہفت پیکر کو سجدہ
کرو مصر الغرائب نے سجدہ کیا بختیارک کی چھے گوٹیان دیکھکر پوچھا یہ کون شخص ہے لقا نے کہا یہ
شیطان درگاہ خداوندی تھا اب شیطان درگاہ ہفت پیکر ہے مصر الغرائب یہ کیفیت دیکھکر نہالی

لقا سے اُترا دوسری ڈیوڑھی پر آیا پھر ان تھا کہ ایک ڈیوڑھی میں یہ وسعت کیونکر ہوئی کہ ملک با خضر قائم
ہو گیا دوسری ڈیوڑھی سے جو نکلا ملک زبرجد نگار آراستہ دیکھا قیطولات زبرجد شاہ پر پہونچا دیکھا
زبرجد شاہ بھی تصویر ہفت پیکر کو سجدہ کر رہا ہے عرصۂ دراز تک مصر الغرائب سے باتیں کیں تعریف
ہفت پیکر کرتا رہا مصر الغرائب یہاں سے بھی نکلا تیسری ڈیوڑھی پر پہونچا لات و منات کو دیکھا
وہاں سے آگے بڑھا شہر فیروز گلستان نظر آیا لقیا سے زرین تن کی خدائی دیکھی اُسنے بھی صفت
ہفت پیکر کی مصر الغرائب سے یہاں کی سات ڈیوڑھیاں مصر الغرائب نے طے کیں ہر مقام پر خدایان
خداوندان باطل کی دیکھیں سب کو دیکھا کہ تعریف ہفت پیکر میں مصروف ہیں اُس قصر میں آیا کہ جو مکان اسکو
رہنے کو ملا ہے ملازم اسکے جمع ہوئے مصر الغرائب نے سب کے سامنے صفت ہفت پیکر بیان کی کہا
سامری جمشید لات منات لقا زبرجد شاہ لقیا سے زرین تن وغیرہ سب خداوند باطل تھے حمزہ کے
ہاتھ سے مارے گئے تباہ ہوئے اب بعد تباہی لیسیار سلیم خداوند ہفت پیکر ہوئے مصروف ادصاف
خداوندی ہیں اپنے مصاحبوں میں بیٹھا یہ باتیں کر رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا لالہ عذار حیران و
پریشان آکر پہونچی باپ کے قدموں سے لپٹ کے رونے لگی کہا اے باپ مسلمانوں نے مجھے سحر کیا
معلوم ہوتا ہے وہ ساحر مار اگیا جسکا مجھ پر سحر تھا اب مجھے ہوش آیا میں وہاں سے بھاگی میری خطا
معاف کیجیے یاد کر کے رستم کو خوب روئی حاضرین وقت کو یقین ہوا کہ لالہ عذار کا دم نکل جائے گا
سب نے کہا اے شہنشاہ خدا بیٹی کی معاف فرمائیے مصر الغرائب نے گلے سے لگا لیا بیٹیا ذ ... 
دیا کہا اے نور نظر ہفت پیکر کی کوئی تعریف کر نہیں سکتا یہ خداوند حقیقی ہے میں سامنے قدرت کے تم کو
لیجاؤں کا قدرت تمہارے دل کا حال دیکھیں گے ارشاد فرما دینگے لالہ عذار نے کہا بہت اچھا سب ہو
ایک جانب لالہ عذار بیٹھی ہیں حالات سن رہی ہیں مصر الغرائب آج مبہوت ہو رہا ہے کہ تعریف خدائی ہفت پیکر
کر رہا ہے ایک ایک کے سامنے ساتوں ڈیوڑھیوں کے ذکر میں مصروف ہے ساتوں ڈیوڑھیوں کا ہو...
وسعت دی کہ ہفت اقلیم کا تماشا دکھا دیا تمام عجائب وغرائب سامری کو بھلا دیا لالہ عذار نے ان
سب باتوں کو سن رہی ہے کنیزوں سے پوچھا اسم اعظم صاحبقران کا شیشہ کہاں رکھا ہے کنیزوں
نے کہا سامنے جو کوٹھری ہے اس میں سب تحفے رکھے ہیں تحفہ جات عضنفر و صاحبقران کا اسم اعظم
و حرز ہیکل سب چیزیں اسی میں بند رکھی ہیں لالہ عذار خاموش ہو رہی مصر الغرائب باتیں کر رہا ہے

سامنے قصر کے ایک نخل تھا اُسپر ایک طائر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ایک پتے پر منقار مار دی وہ پتہ سامنے مصر الغرائب کے آگرا اُسکو اُٹھا کے جو پڑھا اُسمین لکھا تھا ای بندہ خاص دختر تیری آگئی قدرت تجکو آگاہ کرتے ہین کہ وہ صاف باطن ہی اُسکو دُلھن بناکر خدمت مین قدرت کی حاضر کرو تم عزیز دلہ قدرت کہلاؤ گے اگر قدرت نے نور قدرت اُتار دیا اور خداوندزادہ پیدا ہوا تو خداوندزادہ خدائی کریگا تم قدرت کے نانا کہلاؤ گے اس مقدمے مین بہت جلدی کرنا قدرت کی یہ کیفیت ہی نظم

تا فلک پہونچے ہین شہرے یار کے ۔ مہر و مہ مشتاق ہین دیدار کے
رہگئے قطرے کہین پاکے عرق کے ۔ آبلے بنکر زبان خار کے
اسقدر کاہیدگی سے چھپ گیا ۔ لوگ جو یا ہین ترے بیمار کے
سو زبان پر کچھ بھی کہہ سکتا نہین ۔ شانہ پھندے مین ہی زلف یار کے
پردہ پوشی تیرے عاشق کی ہوئی نا ۔ ہین یہ احسان سایۂ دیوار کے
راستی پائی نہ ابرو مین کبھی ہاہا ۔ بل نہ نکلے تمسے اس تلوار کے
نوک مژگان کے جو آتے ہین خیال ۔ سامنے رہتے ہین ہمکو دار کے
داغ اپنے دل کے گھلاتے نہین ۔ بے خزان ہین لطف اس گلزار کے
شکر کر درگاہ حق مین ای نسیم ۔ اب تو شہرے ہین ترے اشعار کے

یہ اشعار سنکر مصر الغرائب اُٹھا بیٹی کو الگ بلایا کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر مقام شکر ہی کہ قدرت تمپر مائل ہوے اب تمھاری شادی کی فکر ہوگی دُلھن تمکو بنائینگے سامنے قدرت کے بیجائینگے قدرت تمکو سرفراز کرین ہم اپنی لیاقت پر ناز کرین یہ مضمون سنکر لالہ عذار نے سر جھکالیا دست بستہ عرض کی آپ خدمت خداوند مین جائین ایک ہفتہ کا عذر کرین بعد ایک ہفتہ کے جو ارشاد ہوگا وہ بجالاؤنگی مسلمانون مین رہی پریشان ہوئی جب وہان سے آئی پریشان پھری راستہ نہ ملتا تھا بمشکل آپتک پہونچی لہذا ایک ہفتہ مین طبیعت درست ہوگی یہ سنکر مصر الغرائب بہت خوش ہوا کہا ای نور نظر بڑے مطلب حاصل ہونگے طلسم نورافشان مین ہفت پیکر والون سے رشتہ داری ہوگی اگر فرزند قدرت پیدا ہو خدائی گھر مین آئی مسلمانون کی پھر مین بیخ نہ چھوڑونگا جہانتک ہوسکے نواسے سے کہکر مٹادونگا لالہ عذار سمجھی کہ یہ تو عشق مین رستم کے سہو سمجھتا ہی منظور ہی کہ تحفہ جات

لیکر نکلون کبھی سوچتی ہی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر کا کیونکر پتہ ملے ان
سب چیزون کو پاؤن تو خدمت مین رستم کی پہونچون اس سوچ مین لالہ عذار بیٹھی ہی کہ پھر وہی
طائر اس نخل پر آیا پکار کر آواز دی ای خسر قدرت تمکو قدرت سے کچھ کہنا منظور ہی مصر الغرائب نے
لٹکے عذر لالہ عذار بیان کیا طائر اڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے آیا کہا قدرت نے عذر معشوقہ کا قبول کیا
مصر الغرائب پھول گیا ساتھ والون سے کہ رہا ہی لو بھائیو لقب بھی ملگیا اب اختیار ہی جو چاہون
کرون قضاے کار لالہ عذار تو اس فکر ہی مین تھی دن تو جون تون کرکے گذرا رات کو بڑی تڑپ رہی تھی
کبھی بیقراری کبھی اختر شماری کبھی ماہ و اختر کو دیکھتی ہی پھر پلنگ پر آتی ہی جب دیکھا کہ سب سو گئے
لالہ عذار پلنگ سے اٹھی قریب کوٹھری کے آئی قفل کاٹا اندر کوٹھری کے آئی دیکھا چار شیر غرش
کر رہے ہین لالہ عذار کو دیکھکر بڑھے لالہ عذار نے انگلی کاٹ کر خون چارون پر پھینکا چارون کے
چارون آپس مین لڑنے لگے لڑ لڑ کے چارون مرگئے لالہ عذار نے چاہا بڑھون اب جو بڑھی زمین شق
ہوئی ایک مار سیاہ زمین سے نکلا لالہ عذار پر قصد کیا لالہ عذار نے موے سر توڑ کر پھینکا دوسرا
مار سیاہ تیار ہوا آپسمین لڑنے لگے اس مار سیاہ نے اس مار کو مارا لالہ عذار نے ہاتھ بڑھا کر مار کو اٹھایا اپنی
زلفون مین نصب کیا وہی تار گیسو تھا آگے بڑھی چاہا شیشے پر ہاتھ ڈالون ایک گوشے سے دیو پیدا ہوا
للکارا او لالہ عذار کیا کرتی ہی شیشہ کو ہاتھ نہ لگانا دل سے زیادہ شیشہ نازک ہی ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ
جائیگا کیا تیرے ہاتھ آئیگا ہاتھ لگاکے شیشے کو پچھتائے گی اپنی خود گستاخی پر سزا پائے گی یہ کہکے لالہ عذار
پر جھپٹا مارا لالہ عذار نے دیو کی کلائی پکڑکے ایک طمانچہ مارا طمانچہ کھاکے دیو سنبھلا کہ لپٹ جاؤن کہ لالہ عذار
نے آواز دی ای عفریت جلد حاضر ہو دوسرے گوشے سے ویسا ہی دیو غل کرتا ہوا پیدا ہوا دیکر
اسکو لپٹ گیا دونون دیوزادون مین کشتی ہونے لگی لالہ عذار نے کھڑے ہوکے سیر کیا لالہ عذار
کے دیو نے اس دیو کو چیر کر پھینکدیا اور سامنے سے لالہ عذار کے غائب ہوا لالہ عذار نے شیشہ
اسم اعظم صاحبقران اٹھایا حرز ہیکل شیشے کے گلے مین لپٹی ہوئی تھی لالہ عذار نے شیشہ اور حرز ہیکل
کو لیکر چھولی مین رکھا قضاے کار مصر الغرائب نے خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر سامنے
کھڑے ہین فرمارہے ہین او مصر الغرائب ایسا غافل ہی تیری بیٹی کوٹھری مین پہونچی شیشہ
اسم اعظم لے چکی انگشتر مہر و ماہ و اسپ بادپا و تیغہ رویین شگاف تلاش کررہی ہی جلد اپنے کو

پہونچا ایسا نہو نکل جاے طبیعت سے اُسکی قدرت اُسی وقت آگاہ ہوے تھے فقط تمہارے امتحان کو
صفاے قلب کا اُسکے حال کہدیا تو نہ سمجھا کہ قریب ہی اتنی مدت نکلی رہی یکایک چلی آئی قدرت نے
سرفرازی چاہی تو بھی راضی ہو گیا جلد اپنے کو پہونچا ورنہ وہ نکل جائے گی مصر الغرائب گھبرا کر اٹھا
اُٹھتے ہی ایک چیخ ماری کہ دارے لالہ عذار کہاں ہے کنیزین گھبرا کر اٹھین گل بہار نام سامنے
دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے شہنشاہ چھپر کھٹ پر ملکہ نہین ہین کہ مارے لینا سب کنیزین
پکارتا ہوا او گیسو بریدہ او ننگ خاندان خبردار اشیاے تحفہ جات نہ لینا یہ آواز جو لالہ عذار نے سنی دروازہ
کوٹھری کا بند کر لیا سحر کیا زمین شق ہوئی صرف شیشہ اسم اعظم و حرز ہیکل لیکر بھاگی غضنفر و لیے تحفہ جات
نہ ملے اب جو اندر کوٹھری کے مصر الغرائب آیا دیکھا دو مرا پڑا ہے چار شیرون کے لاشے پڑے
ہین ایک الماری کھولی تیغہ و مرکب و انگشتری اُس الماری مین بند دیکھے بے اختیار پکار اٹھا اور منہ
سے نکل گیا اشیاے غضنفر تو بچے یہ کہکے اُسکو تو بند کیا گل بہار کہ رفیق لالہ عذار کی ہے سوچی کہ
بی بی کو کوئی تو تعلق مسلمانون سے ہوا کہ ان تحفہ جات کو لیکر بھاگین مصر الغرائب باہر نکلا اور
گل بہار اندر رہگئی جیسے ہی مصر الغرائب باہر نکلا اندر اسنے الماری کھولی تینون چیزین قبضے مین کر
بھاگی مصر الغرائب آکر بیٹھا ہی کہ یکایک پتہ درخت وحی سے ٹوٹ کر گرا پتہ جو اسکی گود مین آیا اسمین
نوشتہ پایا او غافل کیا تو نے خاک انتظام کیا جلد تعاقب کر ورنہ پھر نہ پائیگا مصر الغرائب گھبرا کر اٹھا
کوٹھری مین آیا دیکھا وہ الماری کھلی ہے تینون چیزین ندارد زمین مین غرق ہو کر وہ بھی گئی اب
مصر الغرائب نے جھلا کر سحر کیا کہ زمین شق ہوئی مصر الغرائب غرق زمین ہوا چار سمت بچاو گر پشت پر
دول حال لالہ عذار کا لکھتا ہون کہ کوٹھری سے نکل کے شیشہ اسم اعظم مثل دل کے بغل مین دبائے
بھاگی ہوئی جاتی ہے کہ پشت سے آواز آئی واری اس لونڈی کو تو ساتھ لیجیے تحفہ جات غضنفر بھی لائی
پلٹ کر لالہ عذار نے دیکھا کہ گل بہار مرکب پر سوار انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین تیغہ زرین شگاف قبضہ مین
بھاگی ہوئی چلی آتی ہے لالہ عذار و گل بہار ساتھ چلین وقت وہ ہے کہ دیو نوش مردار خوار نے
طبل جنگی بجوایا میدان مین نکلا رستم کو للکارا رستم نکلے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی آئی رستم دیکھتے ہین
اُسپر پیچ نہین بندھتا وہ پیچ بھی باندھ رہا ہے توڑ بھی کرتا ہے رستم الجھ الجھ کے لڑ رہے ہین دو پہر ڈھلتے ہی
زوال آفتاب کے ساتھ ہی زوال زور رستم ہوا اب وہ انکو لے دوڑا چاہتے ہین رکون رک نہین سکتے

یہ کہکے چھپٹا اُسوقت آکر پہونچا کہ رستم فوج سے لڑ رہے ہین فوج کے پیر اُٹھے ہین علم فوج قلم ہو چکا افسر کلان
مارا گیا جس افسر کو رستم نے تاکا ٹوک کر مارا مصر الغرائب بھی آپڑا اللکارتا ہوا کہ او پسر حمزہ تم لوگون کی
پھتین بخوبی یاد ہین منم بادشاہ طلسم نور افشان یہ کہکے گر اسحر کیے کہ زمین ہلادی سیماب لڑتی ہوئی جاتی ہے
کہ مصر الغرائب نے للکارا کہ ای سیماب خانہ خراب قدرت کے گہر کو ویران کیا مسلمانون کی آبادی ساحرون
کی بربادی آج مین بے سبب کے مارے نہ پلٹونگا او آفتاب فلک سپر کا ہن ہفت پیکر تو نے جلدی
مین کیا کام کیا لیکن اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکے گولہ مارا رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو حرکت
دی اور تیغے کو جہکایا گولہ اُلٹا پلٹا طرف سینہ پر کینہ مصر الغرائب کے چلا لاکھ لاکھ مصر الغرائب
ترکیبین کر رہا ہی گولہ چلا ہی آتا ہی اُدہر نعرہ رستم کی صدا اِدہر سیماب عجب سحر کرتی ہی سو دو سو کو قتل کرتی ہی
آخر مصر الغرائب گینڈے پر سے کود اچاہا بہاگون یہ تو الگ ہوا گینڈے کی پیشانی پر گولہ لگ کر پڑا پشت کو توڑ کر
پار گذر اگینڈا جلنے لگا مصر الغرائب اب الگ الگ لڑ رہا ہی منہ پر رستم کے نہین آتا فوج رستم جانبازی
جنگ کر رہی ہی ہزارون کو مارا خون کے دریا جاری لاشے ساحرون کے تڑپ رہے ہین زندہ بہاگے
جاتے ہین جنگ رستم سے جان بچاتے ہین مصر الغرائب سب کو روک رہا ہی کہتا ہی یارو مین لے بہ نگاہ
انصاف دیکھا اہل اسلام بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین تم لوگ جانبازی نہین کرتے جم کر لڑو مقابلہ مین
غالب آؤ رستم کی کلاہ چہین لو کلاہ ہفت گوشہ کیونکر لی کون لایا مصر الغرائب نے جو اسطرح سے
فوج کو ترغیب دی پہر بہگوڑے پلٹے جم کے لڑنے لگے چاہتے ہین رستم کو گہیر لین کلاہ ہفت گوشہ کو
اتار لین رستم اپنے زمانے کے رستم ہین ہٹنگا نہ پلٹنگا نہ مصروف جنگ ہین مگر یادہ فوج کا دیکھکر سیارہ نے
عرض کی ای شہریار ہوشیار رہئیے مصر الغرائب بادشاہ نور افشان ترغیب دے رہا ہی فوج کا بلوہ ہی
رستم جم کے مرکب پر بیٹھے تیغہ کپتیان قبضے مین فرمایا ہی ای مرکب اصیل وقت تیز رفتاری ہی ہاتھون سے
فرمایا دستگیری کرو پانون سے کہا وقت ثابت قدمی ہی شمشیر کو علم کیا گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا شیرانہ لڑتے ہوئے
چلے جس افسر کو تاکا ٹوک کے مارا جس مقام پر ڈانٹا فوج کو للکارا جو کوئی افسر کلان سامنے آیا علاف شمشیر
آبدار ہوا ہزار ہا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی دریاے خون جاری علم کفار پر الم ماتم فوج درہم و برہم رستم لڑتے بڑھتے
جاتے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا لالہ عذار و گل بہار آکر پہونچین لالہ عذار نے رستم کو سلام کیا کہ یہ کنیز
حاضر ہی حرز ہیکل گلے مین ڈالدی اب رستم کا زور اور بڑھا لالہ عذار و گل بہار نے بھی سحر کیا یہ کیفیت

دیکھا مصر الغرائب نے للکارا او گیسو بریدہ ننگ خاندان ڈھونڈھ کر تجکو مارونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی
یہ کہکے مصر الغرائب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی زمین شق ہوئی ہزار ہا ہمراہیان رستم غرق زمین ہوئے مثل
دہن اژدر زمین نے منھ کھولا ہزار ہا ہمراہیان رستم کو نگل گئی مصر الغرائب نے چاہا ہنگامے مین لالہ عذار
کو لے بھاگون قدرت کے سامنے پیش کرون اسکو سزا اسکے کا ملے ہو طرف لالہ عذار کے چلا تھا کہ لالہ عذار
نے آواز دی کہ ای شہریار مصر الغرائب نے سحر کامل کیا ہی فوجین گھبرا گئین یقین ہی کنیز گرفتار ہو جائے مجکو
آکے بچائیے رستم نے پلٹ کے دیکھا مصر الغرائب نے سحر کیا ہی کہ ہوائے تند چل رہی ہی آسمان سے آگ
برس رہی ہی زمین کانپ رہی ہی ہنگامہ گرم ہی مصر الغرائب بے شرم جھپٹا ہوا طرف لالہ عذار کے آتا ہی
چاہتا ہی لے بھاگون رستم نے بیچ مین گھوڑا ڈالدیا حرز ہیکل گلے مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر سحر اسکے
سامنے سے بھاگتا ہی مصر الغرائب کا سامنا ہوگیا مصر الغرائب نے جو رستم کو بہ شوکت دیکھا
کئی کئی طور سے سحر کیے تلوارین برسائین آگ لگائی رستم پر تاثیر نہ ہوئی جنگل سے شیر بھی بلائے رستم
کے سامنے سے شیر بھی بھاگے مصر الغرائب نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کھینچا الٹا ہاتھ
کا ٹھا اُٹھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ ماردیا مصر الغرائب اپنے سحر کے زور مین جانتا ہی کہ کچھ کوئی
شے تاثیر نہ کریگی سر آگے کردیا اس سر سے آگاہ نہ تھا کہ حرز ہیکل گلے مین ہی کلاہ ہفت گوشہ
سر پر سیماب و کاہن سحر کر رہے ہین لالہ عذار نے شیرون کو مارا رستم نے ہاتھ تلوار کا لگایا چمکے
تلوار جو گری سر مصر الغرائب کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون مصر الغرائب شکست کھا کے بھاگا
دور تک رستم نے پیچھا کیا مصر الغرائب نے چاہا ٹھہرون سامنے جنگ رستم کے نہ ٹھہر سکا آخر کو
پر پرواز پیدا کر کے چلا کہ آسمان سے نعرہ ہوا او چھپا کہان جاتا ہی گل بہار نے الگ ہوئے گولہ مارا
گولہ قریب آکے مصر الغرائب کے پھٹا مصر الغرائب نے للکارا او کنیز بے تمیز تو بھی اس لائق ہوئی
کہ مجھپر سحر کرتی ہی یہ کہکے گولے پر پھونکی ماردی گولہ الٹا پلٹا قریب گل بہار کے پہونچا گل بہار نے شیشہ
اسم اعظم کا سامنے کردیا گولہ پھٹ کے زمین مین گرا اب مصر الغرائب بلند ہوا چلتے چلتے کہدیا کہ ای
ای مسلمانان وہ بلا تم پر نازل کرونگا کہ جان بچانا دشوار ہوگی جب مصر الغرائب بھاگ گیا
رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے لالہ عذار و سیماب و کاہن رستم کے ساتھ آکے بارگاہ مین اترے کاہن
نے عرض کی ای شہریار خدا نے سامان فتح و ظفر کیا ورنہ آج کی لڑائی بہت سخت تھی خود مصر الغرائب

عرض کرو کنیز قدیم سرکار کی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی دو رگہ سالار نے جاکے ہفت پیکر سے
کہا ہفت پیکر نے بہ قہر و غضب آواز دی ارے سیمتن تو باغی ہو گئی تو نے پہچانا بھی اس وقت قدرت کو
ایسا اختلال ہی کہ اور مقامات پر نگاہ ہی ان مقامات کا سوچنا مناسب نہین بلاؤ دیکھون کیا کہتی ہے
مہر العرائس کہتا ہی مین حیران ہون کہ بی سیمتن کیا جھگڑا لیکر آئی ہین جیسی لالہ عذار نے فکر کی ویسا ہی
غور نہ ہوا اس خیال مین تھا کہ سیمتن سامنے سے آئی آکر ہفت پیکر کو سجدہ کیا قدمون سے لپٹ کے
رونے لگی کہا یا خداوند عجب معاملہ گذرا ابھی دل مین تھا کہ آپکی خدائی کو مٹاؤن یکایک ہوش آیا مین
ابھی ابھی پاس سے رستم کے بھاگی عشکر ہو خدمت مین پہونچ گئی اب امیدوار ہون میری خطا معاف ہو کہ
خدمت مین حاضر رہون اب جدا سے شوکت مسلمانان نہ ہون مسلمان بڑے ساحر ہین آنکھہ ملنے طبیعت
بدلتی ہی جی چاہتا ہی انکا ساتھ دیجیے اس ناز سے سیمتن نے سامنے ہفت پیکر کے بیان کیا کہ
ہفت پیکر بیچین ہو گیا سیمتن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکے کہا ای مصاحب قدیم ای ملازم ندیم ہم نے
تمھاری خطا معاف کی ہر وقت خدمت مین حاضر رہو ترقی تمھارے عہدے کی کی جائے گی سیمتن
خاموش ہو کے بیٹھی ہفت پیکر اسکے عشق مین بیقرار ہی فکر مین ہی کہ کسی طرح وصل حاصل کرون کیونکر
یہ معشوق پری چہرہ قبضے مین ہو عجب رنگ سے اس ظالم نے اس وقت باتین کین کہ دل بیقرار
ہو گیا جی چاہتا ہی کہ دم بھر اسکو پہلو سے جدا نہ کرون ایسا نہ ہو کسی پر ظاہر ہو قدرت کو ہر طرح مشکل
ہی اگر کوئی آگاہ ہو گیا تو مشکل ہی مشہور ہوگا کہ قدرت فیہ نور قدرت پلٹ مین سیمتن کے آثار ایسا نہو
خدائی مین فرق آئے مگر کیا کرین مجبور ہین اپنے دل بیقرار کی تو یہ نوبت ہی غم سے عجیب حالت ہی نظم

سب پر ہی نام تیرا ہے تو ہی تو نظر مین — سینے مین تو کبھی ہی او رہی کبھی جگر مین
ہر چند ہون قفس مین اسیر بھی ذبح ہونگا — مین مشت پر گران ہون صیاد کی نظر مین
دیوانہ جانکر وہ کرتے ہین ہوشیاری — دل چھین کر ہمارا کہتے ہین جاؤ گھر مین
ایسی کچھ اسکو سوجھے لگجائے جو گلے سے — تاثیر دے الٰہی اس آہ بے اثر مین
بوٹا سا قد کسی کا چلنے مین یاد آیا — چکر سا ہمکو آیا سو بار رہگذر مین
اپنے سے ہو لگی کہنا تن تن کے مسکرانا — کامل ہی وہ پری رو دانائی کے ہنر مین
بوٹا سا سیمتن نے تیرے گلشن مین قہر ڈھایا — کیا کیا نکالین شاخین جا جاکے ہر شجر مین

| | |
|---|---|
| دن رات سوچتا ہون کا ہون کی اور تشبیہ | خورشید مین ہی سوزش اور داغ ہی قمر مین |
| پوچھے گے تیرے چکر او ر د د کی جدائی | اچھے علاج سوچے ہم آپ درد سر مین |
| لینگے صلہ غزل کا اپنے وقار سے ہم | طبع وقر کی روان ہی اس بحر صاف و تر مین |

مکان مین ٹہلتا پھرتا ہی آہ آہ کر رہا ہی سوچتا ہی کیا تدبیر کرون کہ منزلہ قصر پہ پہنچکو فلک اول کہتا ہی اُس پریشانی مین فلک اول پر آیا آواز دی کوئی حاضر ہی پہلو سے فوراً ایک شخص بشکل مہیب بصورت عجیب و غریب سامنے آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہی ہفت پیکر نے کہا کنیز کی ضرورت ہی تیری ہیبتناک صورت ہی عرض کی قدرت طلاحزنا تو کرنہیں آپ کی خدائی ہی جو صورت مانگیے وہی حاضر ہو اسپر ہفت پیکر نے دیکھا ایک نازنین بصورت معقول کھڑی ہی چلبلی صورت گاو رہی گلے مین ڈالی ہوئی پاپچے سنبھالے ہوے ہی ہفت پیکر نے کہا اپنے کو پاس ملکہ سیمتن کے پہونچا کہنا قدرت کو تمسے کچھ صلاح کرنا ہی جلد ہمارے پاس حاضر ہو وہ نازنین غائب ہوگئی پہلو سے تخت مین کرسی جواہر نگار پر سیمتن بیٹھی ہی مگر انتہا کا انتشار دل سے باتین کر رہی ہی کہ اے سیمتن اشیاے مذکورہ کا پتہ نہ ملیگا بہ امید حصول اشیاے مذکورہ بیت المقدس مین جاؤن امید قوی ہی کہ جب اشیاے مذکورہ پہونچائین وہ شیر دلیر میرا احسان مانے میری وجہ سے طلسم کشائی ہو کہ کان مین آواز آئی اے سیمتن قدرت تمکو یاد کرتے ہین سیمتن نے چہار جانب دیکھا کسی کہنے والے کو نہ پایا سیمتن اپنے مقام سے اٹھی منزلے پر آئی دیکھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہی سیمتن کو دیکھکر خوش ہو گیا اپنے مقام سے اُٹھا بے اختیار پکارا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان قدرت تمہارے منتظر تھے ہمین تمسے راز دل اپنا کہنا منظور ہی دل بہت ناصبور ہی سیمتن نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ سیمتن بیٹھی ہفت پیکر محبت آمیز باتین کر رہا ہی خواہان وصل ہو رہا ہی سیمتن رونے لگی کہا یا خداوند یہ تو بڑی سرفرازی میرے واسطے ہوتی ہی کیا مرتبہ میرا ہوگا سب تمکو اپنا پیر مرشد جانینگے لیکن ایک مقدمہ ایسا ہی کہ اُٹھ پہر اُس مین سرگردان رہتی ہون اُسکو صاف صاف فرمائیے تو میرے دل کو تسکین ہو ہفت پیکر نے پوچھا وہ کیا بات ہی سیمتن نے کہا سب کاہنون کا قول یہ ہی کہ طلسم کشا کے واسطے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر واجب و لازم ہی جب یہ چیزین ممکن ہون تب تلاش ہو جو کر سکتا ہی یہ سُنکر ہفت پیکر نے کہا یہ حکم سچ ہی یہ بھی تمنے سُنا ہی کہ

کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا کو مل گئی زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ایسے مقام پر ہین کہ جہان طائر وہم و خیال نہین جا سکتا ایک طلسم کشا کیا اگر تمام مسلمان ملکر کد و کوشش کرین تو ان اشیا کو نہ پا سکین ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے خراب آباد کہتے ہین جب وہان جاے خراب آباد جادو ہفت در بند بناکے بیٹھی ہی اگر وہان کوئی ہزار جانین لیکر جاے تو ایک جان بھی سلامت لیکر نہ پھرے ای جان ہفت پیکر تم اِسکا خیال نہ کرو کیا مجال ہی یہ باغی لوگ جو بگڑتے ہین اِن سب کی قضا درپیش ہوئی ہی ایک دن مین سب کو ہلاک کرونگا بیچکے کہان جاسینگے بڑی چیز جس سے طلسم فتح ہوا کرتا ہے یعنے لوح طلسمی اُسکا بانیان طلسم نے نشان نہین دیا قدرت سے اتنا پتہ لگایا ہی کہ جب صحراے خراب آباد سے طلسم کشا نکلے تب شاید کان مین آواز پڑے کہ لوح طلسمی فلان مقام پر ہی جب زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر نہ ملا تو لوح کیونکر مل سکتی ہی جسدن قصد کرونگا مٹا دونگا دو شخص باہر ہین علمشاہ جسکو طلسم کشا کہتے ہین جسکو کلاہ ہفت گوشہ ملی دوسرا بادشاہ لشکر ہی اِن دونون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی جسدن مین قصد کرونگا اُسی دن اِن دونون کو گرفتار کر لاؤنگا ای جان ہفت پیکر اِسکا خیال نہ کرو کوئی ہمارا زوال دولت نہین کر سکتا یہ بھی تمنے دیکھا جتنے خداوند باطل ہین سب نے ہمکو سجدہ کیا سا تون ڈیوڑھیون پر حاضر ہین آیندہ روند کو بچھاتے ہین اور ابھی اظہار قدرت کرونگا سیمتن نے پوچھا کیون خداوند صحراے خراب آباد کس جانب ہی ہفت پیکر نے جوش محبت مین کہا یا طرف مغرب کے جاے تو شاید پتہ ملے یہ کہکے کہا ای جان جہان سمت مین تیرے خلاف کوئی نہین معلوم کس طرف ہی اُسکا ملنا دشوار ہی بلکہ ناممکن ہی کیا مجال طلسم کشا کی کہ اُس طرف رُخ کرے قدرت ہمارے طلسم مین پھرے جب صحراے خراب آباد پہونچے راز داران طلسم مانع ہوے کہ اب قدرت آگے نہ جائین قدرت راز داران طلسم کے کہنے سے واپس آئے جب قدرت صحراے خراب آباد مین نہ جا سکے تو اور کسکی مجال ہی کہ اُس صحرا کی جانب رُخ کرے تم خبردار اِسکا ذکر کسی سے نہ کرنا سیمتن نے کہا مین لباس تبدیل کر آؤن تو خدمت مین حاضر ہون ہفت پیکر نے کہا جلد آنا مین حوران جنان کو بُلاتا ہون اُنکے سامنے ہی وصل ہو کہ وہ جنان مین جاکر تمھاری صفت بیان کرین ارباب بہشت سماعت کرین کہ معشوقہ قدرت کو آج قدرت نے سرفراز کیا اُن سب کے آگے تمھاری آبرو ہو سیمتن نے کہا لونڈی سب طرح موجود ہی یہ کہکے سیمتن اُٹھی ہفت پیکر نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی سیمتن نے پلٹ کے دیکھا ہر گوشہ قصر

چاہتی ہو نکل جاؤن جو مطلب تھا وہ پوچھ چکی ایسا نہ ہو کہین روک لی جاؤن جسنے ایک دن مین یہ عجائب و
غرائب بنا دیئے تمام خدائیان جنوب و شمال و مشرق و مغرب ایک مقام پر کردین نہ پرچہ نگار رہا نہ در
باختر سے ہزار ہا کوس کا فاصلہ تھا وہ ایک مقام پر ہوگئے کہ تمام سو باتِ خدائی لقا کے موجود ہین
بس اس سبب سے گھبرائی ہوئی ہو چاہتی ہو نکل جاؤن ایسا نہ ہو کوئی گرفتار کرلے تو بڑی خرابی ہو مناسب
یہ ہو کہ اصل مطلب دریافت کر چکی اب نکل جاؤن پاس اس شہر یار کے پہونچون یقین ہو انتظار کرتے ہونگے
بہانہ کرکے چوبدار سے ہاتھ چھڑایا دوسرے دروازے پر غلام زنگی نے روکا ملکہ یہان کہکے بڑھین تیسرے
دروازے پر پہونچین ہر دروازے پر نوبت نقارے رکھے ہوئے ہین چوبدار یساول حاجب و دربان
پھر رہے ہین کہین وضع باختر کی کہین وضع زیرچہ نگار کی کہین وضع فرنگستان کی ہر طرح کے
لوگ ہین ساتون ڈیوڑھیون کو طے کرتی ہوئی در آخر پر پہونچی دیکھا ایک نازنین کھڑی ہو اسنے ہاتھ تھام کر کہا
کیون اے سمتن کہان جاتی ہو کچھ گھبرائی ہوئی ہو کیون پریشان ہو کیا ارادہ ہو سمتن نے کہا مین ایک
کار ضروری کو نکلی ہون قدرت نے ایک کار ضروری کو بھیجا ہو یہ کہکے اس سے بھی ہاتھ چھڑا یا بھاگی
جب کوئی روکتا تھا تو سمتن کو یقین ہو جاتا تھا کہ اس مکار کا حکم آگیا گرفتار نہ کرے اب آکے ڈھونڈھنے
لگی کہ میرا مکان کس محلہ مین تھا نام محلے کا محلۂ زری فروشان ہو وہان کے باشندون سے پوچھا کہ
محلۂ زری فروشان کہان ہو ایک دوکاندار نے کہا کہ محلۂ زری فروشان اس شہر مین تو نہین ہو کئی
برس ہوئے کہ محلہ زری فروشان کسی جگہ پر تھا وہ محلے مٹ گئے نئے محلے آباد ہوے اب وہ محلہ
نہین ہو اب تو سمتن گھبرائی کہ اتنا بڑا محلہ غائب ہوا اشیائے نادرہ جو مجھکو گھر سے لینا تھے اب وہ کیونکر
پاؤن دیکھا سامنے سے ایک زنگن آتی ہو اسنے پکار کر کہا اے سمتن کیون دھوکے کھاتی ہو دیکھ
گرفتار ہو جائیگی جلد یہانسے نکل جا شعلۂ قہر خداوندی بھڑک چکا ہو ایسا نہ ہو کشت زندگی کو جلا دے سمتن
فوراً پر پرواز پیدا کرکے اس شہر کلان سے نکلی دروازے پر شہر کے دیکھا جس محلے مین رہتی تھی محلۂ
زری فروشان آباد ہو سب سے پہلے محلے کے اپنا مکان پایا کنیزین منتظر کھڑی ہین پکار رہی ہین بی بی جلد
آئیے آپکا محلہ زری فروشان شہر سے باہر پھینکا گیا ہم لوگ یہان آ لیے جلد نکل چلیے سمتن دوڑکر
مکان مین آئی چند تحفہ جات نکالے فوراً ایک طاؤس بنایا اسپر سوار ہوئی پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی یہان
رستم محفل مین بیٹھے ہین صحرائے مینو سواد مین فروکش ہین کہ سمتن آکر پہونچی آتے ہی اسنے رستم کو سلام کیا

کہا اے شہریار کنیز دریافت کر آئی صحراے خراب آباد مین حضور کو جانا چاہیے جب وہ صحرا فتح ہوگا تب
وہ دونون چیزین دستیاب ہونگی ورنہ نہایت مشکل ہے یا تو حضور فتاحی طلسم ہفت پیکر سے ہاتھ اٹھائین
کنیز آپکو اس صحرا سے نکال لیچلے تا بہ صحراے مینو سواد آپ پہونچیے اول مناسب ہے کہ چلکر
صاحبقران کو قید سے رہا کیجیے اسکے بعد آپکو اختیار ہے خواہ طرف صحراے خراب آباد کے چلیے خواہ
طلسم سے ہاتھ اٹھائیے جو مناسب ہو وہ کیجیے رستم نے کہا ایہا الحاضرین بگوش ہوش سب صاحب اس
بات کو سن لین کہ مجھے جان دینا منظور ہے فتاحی طلسم سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا اگر ہزار صحراے خراب آباد مین جانا
ہو اور ہزار آفتین درپیش ہون تو ہم ضرور جائینگے جو ارادہ کیا کیا بموجب قول شاعر فرد یا تن رسد بجانان یا جان
ز تن برآید ٭ دست از طلب ندارم تا کار من برآید ٭ یہ غیر ممکن ہے کہ جسنے اہل اسلام کو اسقدر ستایا کل کو گرفتار
کرکے لیگیا ہمنے بھی قید خانہ دیکھا اسکے طلسم کو فتح نہ کرین حصول عجائب و غرائب سے ڈرین سیمتن و لالہ عذار
و سیماب و آفتاب فلک سپہر چارون یہ کہکر اٹھے کہ ہم ہمراہ رکاب ہین جان و مال آپ پر نثار ہین جسطرف
چاہیے اسطرف چلیے خواہ لشکر کو ساتھ لیجیے خواہ نہ لیجیے وزیر مشیر جمع ہوے انجمن مشاورت منعقد ہوئی اس
صلاح مین عیارہ بھی شریک ہے سب نے یہی کہا پہلے چلکے صاحبقران کو رہا کیجیے اسم اعظم وغیرہ کل
انکے سپرد ہوا ایک طرف سے انکا بلوہ ہو آپ کی روانگی طرف صحراے خراب آباد کے ہو یہ صلاح قائم
ہوئی دوسرے دن کوچ کی ٹھہری لشکر تیار ہوا لالہ عذار رہبر ہوئین بہ رونق تمام طرف زندان طلسمی
کے چلے ان دونونکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب حال ملکہ مشکبار کہ جو سعد شہریار کو لیے گئین تحریر کرتا ہون
کہ مشکبار سعد شہریار کو لئے ہوے مع تین سو ساحرون کے سایۂ ابر مشکبار سر پر پڑے زور و شور سے
جاتی ہین ایک مقام پر لشکر پہونچا تھا کہ دیکھا ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا اُس ابر نے آکر ابر مشکبار کو تختہ تختہ
کیا ایک آواز مہیب آئی کہ او مشکبار باغی خداوند ہفت پیکر کو کہان لئے جاتی ہے تیرے واسطے باعث
خرابی ہے ایسا نہ ہو قدرت کو زیادہ غصہ آئے ہمکو حکم ہوا ہے کہ سعد شہریار کو مع مشکبار کے لے آؤ یہ صدا
جو مشکبار نے سنی تڑپ کے ابر سیاہ پر گری ابر سیاہ کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے دیکھا ایک ساحرہ تخت پر
سوار پشت پر ستر اسی ہزار ساحران غدار کھڑے ہوے آوازین دے رہے ہین غلغلہ ہے کہ باغیون کو گرفتار
کرو بٹھنے نہ پائین مسمار جادو کہ جو کل فوج کی افسر ہے اُسنے کہا اے مشکبار تو کیون اپنی زندگی سے بیزار
ہوئی تونے ویرانہ بر ربط نواز کو قتل کرایا کلاہ ہفت گوشہ اسکے قبضے سے نکلی پاس طلسم کشا کے پہونچی

تجھے کیا نفع ہوا یہ سنتے ہی مشکبار نے دیکھا کہ مسمار جادو نے لشکر مقابلے مین اتار دیا ابر دونون نابود ہوئے ابر سیاہ کو مشکبار نے مٹایا ابر مشکفام کو مسمار جادو نے خراب کیا مسمار جادو نے پاس مشکبار جادو کے کہلا بھیجا کہ ای مشکبار بہتر یہ ہی کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو ہمارے حوالے کرو ہم خدمت خداوند مین لیجائین تمھاری خطا معاف کرائین مشکبار نے ہر مرتبہ انکار کیا تیسرے دن غصہ مین مسمار نے طبل جنگی بجوایا مشکبار نے جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا مسمار کے ساتھ اسی ہزار ساحران غدار ہین اور یہان صرف تین ہی ساحر ہین مشکبار خود رات بھر طلایہ پھری سعد شہریار کی حفاظت کی صبح کو سعد بشت مرکب پر سوار ہوئے مشکبار جادو ہمراہ رکاب ہی تین ہی ساحر پرے جمائے ہوئے میدان مین آکر پہونچے مسمار جادو کو دیکھا اسی ہزار ساحرون کی جمعیت سے میدان مین آکر اُسنے بھی پرے باندھے سوفار جادو اسکا بھائی گردن مست چھیڑ کر صف سے نکلا اسمار سے اجازت خواہ ہوا مسمار نے کہا ای برادر ہمنے بڑی غفلت کی کہ تین روز کامل کی مہلت دی اب مین چاہتی ہون کہ آج ہی فیصلہ کرون باغیون کو خدمت خداوند مین لیجاؤن پرسش ہوگی کہ عرصہ کیون ہوا سوفار نے کہا مین تو اب قصد کر چکا مین جاکر مشکبار ہی کو للکارتا ہون مسمار نے اجازت دی سوفار میدان مین آیا عجائب و غرائب سحر کے دکھا کے آواز دی ای مشکبار مقابلے مین ہمارے آؤ کمال سحر دکھاؤ دیکھین کس بھروسے پر تمنے بادشاہ اسلام کا ساتھ دیا یہ سنتے ہی مشکبار نے طاؤس اپنا صف سے نکالا سامنے سعد شہریار کے آئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس عرض کی ای شہریار اجازت میدان عطا فرمائیے کنیز رخصت ہوتی ہی خوشی اُسوقت ہو کہ اس جنگ کو فتح کرون سعد نے اجازت دی اب مشکبار نے طاؤس اپنا بڑھایا سامنے سوفار کے آئی سوفار نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا مشکبار کو تیر مارا مشکبار نے ہاتھ ہلایا برق نے تیر کو کاٹا کئی تیر سحر کے سوفار نے مارے مشکبار نے تیرون کو کاٹا جب کئی سحر سوفار کر چکا تب مشکبار نے پکار کر آواز دی ای خوشبوے دماغ رس کیون دیر کی یہ گستاخ گستاخی کر رہا ہی سوفار نے دیکھا جھونکا ہوا کا چلا ایک خوشبوے معقول دماغ مین آئی ناک پھلا پھلا کر خوشبو کو سونگھا جھومنے لگا آنکھین سرخ ہوئین چہرہ گلنار ہاتھ بڑھا کر گریبان اپنا چاک کرنے لگا جھوم جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

| اُنڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین | دیکھو پری نہاتی ہی دریاے نور مین |
|---|---|

شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہے — ایسے مزے کہاں ہیں شراب طہور میں
غیبت میں حال دل نہیں ممکن ہے کہہ سکوں — سن لیجئے بلا کے سب اپنے حضور میں
میں نے کیا وہ کام جو شایاں سے نہ ہو — سویا لپٹ کے اُنسے شب ہجر کے سرور میں
رویا میں بھی جمال سے محروم ہی رکھا — ہیں لن ترانیاں تھیں فقط بزم طور میں
پاس اُنکو میرا صحبت اغیار میں کہاں — ارض و سما کا فرق ہے نزدیک و دور میں
ہے گرم ناز گور غریباں پہ وہ حسین — باقی رہا ہے حشر کے اب کیا ظہور میں
آمد شد نفوس میں کس طرح چین آئے — ہر دم صدائے حشر ہے اس نفخ صور میں
سچ پوچھیے تو زندہ ہی درگور ہے نظام — جان ہے حریم کعبہ میں تن جادہ پور میں

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا ہاتھ باندھے ہوئے سامنے مشکبار جادو کے آیا کہا مجھے سراسر خطا ہوئی جو کہو وہ بجا لاؤں مشکبار جادو نے کہا تو ہمسے دعوی عشق کرتا ہے سوفار جادو نے عرض کی میں چاکران کمترین سے ہوں مشکبار جادو نے کہا جاؤ مسمار جادو کا سر لیکر ابھی آؤ ہم تمھاری آرزو پوری کرینگے یہ سنکر سوفار جادو اُلٹا پلٹا مسمار جادو پر جا پڑا ایک گولہ مارا کہ پانچ سات سو جادوگر مر کر گر پڑے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ قلم ہوا جب کئی سو ساحر مر کر گرے مسمار جادو نے للکارا او سوفار کیا بے ادبی کرتا ہے خبردار کھڑا رہ سوفار جادو کب مانتا ہے جھوم جھوم کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے جس غول پر گرا اُس غول کے افسر کو تاک کے مارا مسمار جادو کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہے جب دیکھا اس نے کہ سوفار جادو نے دو ہزار جادوگر مارے جب تو اسنے بڑھ کے نعرہ کیا او سوفار جادو کھڑا رہ یہ کہکے سوفار جادو پر جا پڑی سوفار جادو نے گولہ مارا مسمار جادو نے گولہ کاٹا کئی گولے مسمار نے سوفار جادو کے کاٹے آخر مسمار جادو نے جھلا کے گولہ جھولی سے نکالا سوفار کو مارا سوفار جادو کے سر پر پڑا سر سوفار جادو کا پھٹا سوفار کا مر کر گرنا کہ شکم شق ہوا شکم سے ایک طائر سرخ نکلا منقار یاقوت احمر کی آنکھیں مثل برق کے چمکتی ہوئیں زفیل مار کے شکم سے نکلا پکارتا ہوا او مسمار جادو ارے تو نے غضب کیا اپنے بھائی کو مارا میں قدرت سے اطلاع کرنے جاتا ہوں مسمار جادو نے ہرچند چاہا کہ طائر کو روکوں لیکن اُسکی تیز پروازی پر ہوش اُڑے طائر سامنے سے نکل گیا جب طائر نکل گیا مسمار جادو جست و خیز کرتی ہوئی سامنے مشکبار کے آئی

للکار کر آواز دی او مشکبار جادو یہ تونے کیا خطا کی بڑی تو نے جفا کی میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا مشکبار جادو نے پکار کر آواز دی اسے خوشبو سے دماغ رس اسکو بھی لینا دفعتاً خوشبو جنگل میں پھیلی غنچے چٹکے پھول نے آنکھیں کھولیں خوشبو جو دماغ میں مسمار جادو کے پہونچی یہ بھی جھوم گیا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم میں تو کنیز ہوں ذرا ادھر نگاہ اٹھاؤ مشکبار نے نگاہ اٹھائی آواز دی او مسمار جادو کیوں کھڑی ہے سے خوشبو سے دماغ رس تاثیر کر دی خوشبو دماغ میں مسمار کے آئی کہ گریبان اپنا چاک کیا خاک صحرا منھ پر ملی پکارتی ہوئی طرف مشکبار کے دوڑی **نظم**

اس دور میں بچا ہی رنج و الم سے کون — افلاک کے رہا ہی خالی ستم سے کون
اک سر ہزار سودا سے مول دیکے جان — الجھا ہے دلکو اپنے گیسو کے خم سے کون
تو ہی بتا ستمگر انصاف سے ذرا — بہتر ہی لعبتوں میں میرے صنم سے کون
ابرو کے یہ اشارے کشتہ کریں نہ کیون — جانبر ہوئے ہیں قاتل تیغ دودم سے کون
سجائیں خاک ہوکر معراج ہے یہی — سر پار کے اٹھائے نقش قدم سے کون
شمشیر کا ہوا ہی سر سبز کھیت کب — پھولا پھلا ہی ظالم جور و ستم سے کون
دم گجر آپ کے گھر رہتا نہیں تو شب — کو دا اٹھا گھر میں صاحب آخر یہ دھم سے کون
ہی چار دن غنیمت رہنا جہان میں زیست — جا کر پھرا ہی ورنہ ملک عدم سے کون

مشکبار نے چاہا تلوار کھینچکر اسکو قتل کروں کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا وہی طائر جو شکم سے سوفار کے نکلا تھا چمکا مسمار جادو کے سر پر آکے چرخ مارا ایک چیخ ماری شعلہ دہن سے نکلا طائر جلکر خاک ہوا خاک طائر کی مسمار کے سر پر گری جیسے ہی خاک سر پر پڑی سحر اترا چاہا مشکبار جادو پر جا پڑوں اسکو گرفتار کروں پشت سے آواز آئی او مسمار جادو سمجھکر قریب مشکبار کے جانا وہ بلا سے روزگار ہے ایسا نہو کسی سحر میں پھنسو تو جان بچانا دشوار ہو مسمار جادو یہ آواز سنکر ٹھہری پکار کر آواز دی اے مشکبار جادو اب پلٹ جاؤ کل تجسے سمجھ لینگے یہ کہکے طبل امان بجوایا مسمار جادو اور مشکبار جادو دونوں پلٹ آئے سعد شہریار ساتھ میں سعد سے کہا آج مسمار جادو کچھ فتور کر گئی ہوشیار رہنا چاہیے سعد کو لاکے بارگاہ میں داخل کیا آپ بشکل عقاب قبہ بارگاہ پر آکے بیٹھی صمصام جادو کنیز کو طلب کیے پر مقرر کیا مسمار جادو جو پلٹ کے آئی بیٹھ کے سحر تیار کیا بارگاہ سے اپنی نکلی طرف لشکر مشکبار کے چلی جب لشکر

مشکبار قریب رہا آواز حاضر باش و ناظر باش کی سنی دیکھا صمصام نام کنیز طلایہ دے رہی ہے منہ سے
کچھ شعلہ آتش چھوڑے ہے جس مقام پر صمصام کھڑی تھی اسی نخل کے نیچے بیٹھکر سو گئی ساتھ والیاں بھی اسکی
غافل ہوئیں اب دیکھا کہ مشکبار قبۂ بارگاہ پر بیٹھی ہے مسمار پلٹی ایک نخل پر آکے بیٹھی چند پھول منقار سے
توڑے اُن پھولوں کو لیکر بلند ہوئی سر پر آکے وہ پھول گرائے ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کہ مشکبار
سو گئی مسمار اُتری بارگاہ سعد شہریار میں داخل ہوئی دیکھا ظل اللہ آرام فرما رہے ہیں مگر دو شیر ایک سرہانے
اور ایک پائنتی بیٹھے ہوئے خرخش کر رہے ہیں مسمار نے بڑھکر ایک دستک دی دونوں شیر سر جھکائے
ہوئے بیرون بارگاہ چلے گئے اب مسمار جادو قریب چھپرکھٹ کے آئی سعد شہریار پر سحر کیا دونوں ہاتھ
اور سر بیکار ہوئے پنجے میں دبا کے لے اڑی اب خیال آیا لشکر میں ٹھہرنا مناسب وقت نہیں معلوم ہوتا ہے
سیدھی خدمت خداوند میں چلوں یہ سوچ کے بلند ہوئی طرف قصر ہفت پیکر کے روانہ ہوئی اڑی چلی
جاتی ہے کئی کوس پنجے میں سعد شہریار کو دبائے ہوئے نکل گئی ہے قضائے کار سہراب فیل تن اپنے
باغ میں بیٹھا ہوا مصروف جشن تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سر اٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ایک جوان کو کہ
آفتاب جمال خورشید مثال ہے لئے جاتی ہے سہراب فیل تن حیران ہو گیا کہ یہ ساحرہ کون ہے اور اس شہریار
کو کہاں سے لائی ہے اور کہاں لئے جاتی ہے یہ سوچ کے ایک گولہ اٹھایا غفلت میں تاک کے سینہ پر کینہ
مسمار پر مارا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا لاشہ مسمار جادو کا ایک طرف بادشاہ اسلام پنجے سے چھوٹے
سہراب فیل تن نے اٹھکر سعد شہریار کو گود میں لیا صورت زیبا کو بحسرت دیکھ رہا ہے جی میں کہتا ہے یہ
کون جوان ہے ظاہر میں شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت صاحب حشمت و دولت معلوم ہوتا ہے
مسند پر بٹھا کے سعد شہریار کو سہراب نے ہوشیار کیا بادشاہ اسلام کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع
ساحران میں پایا دیکھا ایک ساحر زبردست بیٹھا ہوا تلوے سہلا رہا ہے سعد اٹھ بیٹھے فرمایا میں اپنی
بارگاہ میں تھا یہاں مجھکو کون لایا سہراب فیل تن نے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور کا حسب
و نسب کیا ہے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے میں مصاحب خاص خداوند ہفت پیکر ہوں حضور کو
اِس حالت میں دیکھکر خیال ہوا اُس ساحرہ کو مارا آواز آئی ہائے مارا نام میں مسمار جادو ہو سعد نے
کہا او نیک سہراب فیل تن ملکہ مشکبار جادو کی ہم پلہ ہمیشہ رکھتی ہے مقابلے میں مسمار جادو کے
اگر تم نہ بچاتے مجھے اپنے پنجے میں دبائے ہوئے لئے جاتی تھی تمہارا احسان ہوا گویا جان بخشی کی

سہراب فیل تن نے کہا طلسم کشا سے اصلی جنکا لقب ہے رستم پیل تن علمشاہ رومی فرزند صاحبقران وہ آپ کے کون ہین سعد نے کہا وہ میرے عم نامدار ہین مصروف جستجو سے طلسم کشائی ہین انشاء اللہ وہ ضرور طلسم مذکور کو فتح کرینگے کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ فرزندان صاحبقران کوئی قصد کرین اور وہ مقدمہ نہ ہو ہر چند کہ مین الگ کوشش مین مصروف ہون وہ الگ جستجو کر رہے ہین اگر چاہا خدا نے تو وہ ضرور اس ہفت پیکر کی خدائی کو مٹا دینگے یہ سنکر سہراب نے کہا اے شہریار کل میرے پاس خداوند کا ایک خط آیا تھا جسکا مطلب یہ تھا کہ دو باغیون کو گرفتار کر کے بہت جلد با دولت و اقبال کی خدمت مین حاضر کرو نام نامی و اسم گرامی آپکا اور آپ کے عم نامدار کا اُس خط مین تھا میرا قصد تھا کہ کوچ کرون مگر میری خوش قسمتی سے اب حضور نے غریب خانے پر نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا جان و دل سے کوشش کرونگا لیکن فتح طلسم آپ کے عم نامدار ہین مین مشکبار جادو کو بُلاتا ہون مین اور وہ دونون شریک ہوکے آپ کے لیے جستجو کرینگے یہ کہکے شہریار کے سامنے سہراب نے اطاعت دین اسلام قبول کی باغ مین تو بیٹھا ہی تھا ایک طائر کی جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا جا کر مشکبار جادو کو اطلاع کرو ہمارے پاس اُس عاشق صادق کو لاؤ صبح ہو چکی تھی طائر تو اُڑ کر روانہ ہوا سہراب جا کے ایک کتاب لایا بیٹھکر دیکھنے لگا کہا اے شہریار حضور کی شوکت و لیاقت ضرور بڑھیگی مگر اشیاے مکروہ نقدیر مین تو تم کی ہین وہی لوح پائین گے یہ کتاب حالات مقدمات طلسم ہفت پیکر کی ہے تا کسکر خاطر داری مین مصروف ہوا اب حال مشکبار جادو کا تحریر کرتا ہون کہ جب نسیم تیز چلی تھی بارگاہ پہنچی تھی آنکھ کھلی قبہ بارگاہ سے اُتر کر دیکھا صمصام کنیز کو مع ساتھ والون کے ایک مقام پر سو رہی ہے ہاتھ منھ کا کوئی افتادہ پڑی صمصام کو جگایا کہا کیون صمصام یہ کیسی غفلت طاری اسی طرح سوتے ہین صمصام نے بیان کیا کنیز رات بھر طلایہ پھری پہر رات رہے ایک ہوا سرد چلی کنیز سو گئی یہ سحر کہ گذرا مشکبار جادو گھبرا کر وہان سے پلٹی بارگاہ کا صحن قبا و مین آئی چھپر کھٹ شہریار عالی وقار کا خالی پا کے بیقرار ہو کے چار جانب دیکھنے لگی حیران تھی کہ میرے مقرر کئے ہوے شیر کہان چلے گئے گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ایک نخل کے نیچے دو شیر سرنگون کھڑے ہین مشکبار جادو نے آواز دی ارے کجنتو ہینے تمکو کہان مقرر کیا تھا یہان کہان کھڑے ہو دونون شیرون نے مثل انسان کے آواز دی ہم ناچار ہین مسمار جادو آئی اُسنے ہمکو بارگاہ سے نکالا اب ہم وہان نہین جا سکتے ہم دیکھا کئے وہ ساحرہ

سعادت شہریار کو لے گئی ہم مجبور ہین مشکبار جادو جھلا کر یہ کہکے اُڑی کہ ابھی لشکر کو اُسکے تباہ کرتی ہون اگر وہ وہان موجود ہی تو ٹکڑے اُڑا دون گی افسوس اُس شہریار پر جفا کی ہاے کیا حال اپنا کہون کسکو کیفیت اپنی سناؤن میری تو یہ حالت ہی

**نظم**

لب پہ وقت نزع آہون کے شرارے رہگئے ۔ اشک حسرت آکے مژگان کے کنارے رہگئے
صف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمھارے رہگئے ۔ چل چکے تھے منزل ہستی سے بارے رہگئے
بالا مین اُس طفل کا گذرا ہر بے منت کے طوق ۔ کان مین بالے نہین پر گوشوارے رہگئے
شکر ہی کرنے نہ پایا شانہ اُن زلفون مین غیر ۔ چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہگئے
بزم خوبان اُسکے جانے سے ہی آنکھون مین سیاہ ۔ ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہگئے
پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر ۔ ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہگئے
فارس گلگون خوبی کو خرامان دیکھکر ۔ چوکڑی بھولے ہرن رم سے چکارے رہگئے
اور ہی کترے ہین گلرویون نے اب گلیون مین گل ۔ سادے سادے پائجامون کے غرارے رہگئے
آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی ۔ مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہگئے
دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب چھینے گئے ۔ دیدۂ گریان مگر حسرت کے مارے رہگئے

اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی تین سو ساحرون کا لشکر لیکر پشت پر لشکر مسمار پر جا پڑی جاتے ہی گولہ مارا تین سو حربے سحر کے ہوئے لشکر مسمار مین بارہ ہوا ساحر مر مر کر گرنے لگے مشکبار لشکر مین مسمار کے گھس پڑی سحر کرنے لگی کبھی برق بنکر اُڑی تڑپی گری کبھی گولہ مارا لشکر مین غل مچاتی پھرتی ہی مسمار بدکار کہان ہو اگر نہ ملی تو ابھی ابھی مین سارے لشکر کو مسمار کر دون گی شہریار کو لیکر کہان بھاگی گئی بارگاہون مین آگ لگا دی لڑتی بھڑتی بارگاہ مسمار جادو مین پہونچی مقام اُسکا خالی پایا جھلا کر اُس بارگاہ سے نکلی جاتی ہی بلند ہوکر گرون آدھا لشکر تباہ کر دیا ہی کہ تمام لشکر مین فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی ساحر بھاگے بھاگے پھر رہے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ملکۂ عالم یہ نوشتہ دیکھ لو ایسا نہ ہو خلاف گذرے مشکبار جادو نے پلٹ کے دیکھا ایک طائر غل مچاتا ہوا آتا ہی منقار مین نامہ دبائے ہوے آتے ہی نامہ مشکبار جادو کے ہاتھ مین دیا طرف سے مہراب کے مرقوم ہی کہ ای ملکۂ عالم دیکھتے ہی اِس نامہ کے ہمارے پاس آئیے مسمار جادو کو ہمنے مارا سعادت

شہریار ہمارے پاس بہ خیر و عافیت ہین یہ سنتے ہی مشکبار جادو نے اپنی کنیزون اور ساحرون کو
آواز دی سب کے سب میرے پیچھے آؤ بیکنا ہون کے قتل سے ہاتھ اُٹھاؤ کیا فائدہ نصف لشکر
تو پامال کرچکے سب کنیزین پشت پر آئین مشکبار ہوا کو کاٹتی ہوئی چلی یہین سے ساحرون کا جماؤ
پشت پر تھا ہتی جادوگرنیان اُڑتی ہوئی آتی ہین جس صحرا سے گذر ہوا وہ جنگل خوشبو سے معطر ہوا
درخت و جاہین آئے سہراب فیل تن سعد شہریار کے پہلو مین بیٹھا ہوا ہی کہ اسکے دماغ مین خوشبو
آئی شہریار سے عرض کی حضور مشکبار جادو آپہونچی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر مشکبار جادو آکے جھکی
تہین سی کنیزین پشت پر پکار کر آواز دی سنم مشکبار جادو باغ مین سہراب فیل تن کے آگر اتری
سہراب نے اٹھکر تعظیم کی لاکر صحبت مین بٹھایا سعد شہریار کو دیکھکر مشکبار خوش ہوگئی کہ بہ شوکت
بیٹھے ہوے پایا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین ایسے ساحر با شوکت کو
آپ پر خدا نے مہربان کیا کیون سہراب فیل تن کیا صلاح ہی سہراب نے کہا یہ تو مین کتاب
مین دیکھ چکا ہون کہ طلسم کے یہ فتاح نہین ہین دربندون پر چلیے شاید کوئی صورت نکلے مشکبار
نے کہا بہت مناسب ہی سہراب نے دو دن مشکبار جادو و سعد شہریار کو مہمان کیا تیسرے دن
آواز دی لشکر تیار ہو غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین شجر جھومنے لگے تھوڑے عرصے مین دیکھا
چالیس ہزار ساحر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر گوشہ ہاے باغ سے پیدا ہوے ہر کب خنگ
سیاہ فیلاس پر سعد سوار ہونے لگے سہراب نے کہا حضور تامل فرمائین مشکبار نے کہا آج
کے روز کوچ اور معطل رہے ساعت کچھ اچھی نہین ہی یہان سے نکلتے ہی کچھ فتور پڑیگا مشکبار
نے دست بستہ عرض کی آج حضور تامل فرمائین کل روانگی ہوگی سعد نے غصے مین کہا ابھی ہم اگر
چلنے کا نام لے کے انکار کرتے تو تمکو خلاف گذرتا سہراب بھی تامل کرتے اب چلو جملہ معاملات
خدا کے سپرد کرو اگر فتح ہماری تقدیر مین ہی سامان غیب سے ظاہر ہوگا اگر شکست لکھی ہی ویسا ہی
سامان پیدا ہوگا مشکبار قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار غنچے ہنستے ہین پھول مسکراتے ہین نخل و جلد
مین ہین مطلب یہ ہی کہ سب منع کرتے ہین اور حضور نہین مانتے ہین حضور کہتے کو قبول کرین اگر کوئی
افتاد پڑی تو نہایت تاسف ہوگا اور مین تو اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون جس طرح ارشاد ہو
بجا لاؤن میری تو عجب کیفیت ہی نظم

کون صاحب ہین تشریف لائیے آئیے رُکنے کا کیا باعث ابر پھٹا ایک ساحرہ بشکل مہیب بصورت عجیب وغریب زاغ سیاہ پر سوار پشت پر بڑے بڑے ساحر پر سول اور نخچیول ہاتھ مین جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی ابر سے نکلتے ہی پہلے سعد شہریار کو دیکھا پھر مشکبار جادو پر نگاہ ڈالی پھر سہراب فیل تن سے کہا تمنے اپنے گھر مین باغیون کو جگہ دی خوف خداوند بالکل دل مین نہین تم بوتیمار زاغ سوار اس جوان کو لیجاؤنگی سہراب فیل تن نے بہ منت کہا ای بوتیمار زاغ سوار میرے حال پر رحم کر آج جاتے تھے ہزار ہا کوس نکل جاتے کسی وجہ سے نجانا ہوا کل یہان سے چلے جائینگے راہ مین تمکو اختیار ہے میرے گھر پر کوئی پریشان نہو بوتیمار زاغ سوار نے جواب دیا قدرت کا حکم تو یہ ہے کہ جو دخل دے اُسکو بھی لاؤ جو شریک ہو اُسکو بھی گرفتار کرو مین تمپر اور اس گستاخ عورت پر رحم کرتی ہون کس گستاخی سے پہلو مین بیٹھی ہوئی ہے ہمارا کچھ ادب نہ کیا یہ نہ سمجھی کہ مصاحبان خداوند ہین مین اسکو لیجاؤنگی قدرت کے سامنے قتل کرونگی خطا کے بخشنے نہ بخشنے کا مجھے اختیار ہے یہ کہکے طرف سعد شہریار کے چلی مشکبار جادو نے جو اس بلاے سیاہ کو آتے دیکھا منع کیا کہ اس طرف نہ آ یہ قہر و غضب نگاہ نہ اٹھا کیون قضا آئی ہے ساری مصاحبت رکھی رہ جائیگی ایک سحر مین دیوانی ہوکر جائیگی بوتیمار کب سنتی تھی چاہا جھپٹ کے اُٹھالون کہ مشکبار نے دستک دی اور کہا ای خوشبو سے دماغ رس اس لڈاتا کو لینا بڑی بے ادب ہے فوراً ہوا مین سے بوے خوش آئی غنچے چٹکے نخل جھومے وہ بوے خوش آئی کہ بوتیمار زاغ سوار جھومی چاہا کچھ آواز دے کہ زمین شق ہوئی ایک شخص مہیب وہیبتناک ہاتھ مین کچھ پھول و غنچے لئے ہوے زمین سے نکلا نکلتے ہی بوتیمار کو سنگھا دئے کہگیا کہ ہوشیار رہنا اور اُسی طرح غرق زمین ہوگیا بوتیمار زاغ سوار کو ہوش آیا نہایت جھلا کر جھپٹی اب تو مشکبار جادو اُٹھی وہی اپنا کلمہ کہکر دستک دی ایکی خوشبو بھی آئی اور ایک شجر کی پشت سے ایک نازنین پھولونکا گلدستہ ہاتھ مین نازنین پری فن غنچہ دہن ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار اپنے فعل کی مختار ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی بی بوتیمار زاغ سوار اسقدر کیون خفا ہوتی ہو جو کام کہو وہ مین کرون مشکبار جادو سے مقابلہ نہ کرو یہ کہتی ہوئی قریب آئی ہاتھ بڑھایا کہ گلدستہ سُنگھاؤن دام مکر مین لاؤن بوتیمار نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا سر اُس نازنین مہ جبین حور تمکین کا اُڑ گیا سر کے اُڑتے ہی وہ خوشبو پھیلی کہ تمام باغ معطر ہوگیا آواز آئی کشتی ھر انام من خوشبو سے دماغ رس بو د مشکبار جادو جھلا کر

چلی ہیچ کمر سے کھینچا بوتیمار نے آواز دی بس آگے نہ بڑھنا ای زمین باغ اسکو روک لے یہ کہنا تھا کہ مشکبار جادو لڑکھڑا کے گری زبان بند ہوئی اب بوتیمار نے سعد شہریار کی طرف دیکھا کہا تو تمھاری اس مددگار کا یہ حال کیا سعد شہریار نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا بوتیمار نے ہنسکر کہا تکلیف نہ فرمایئے اُسی مقام پر بیٹھے رہیے سعد کے ہاتھ پانؤن کی طاقت سلب ہوئی قبضۂ شمشیر قبضۂ شہریار سے چھوٹا بہت تردد ہوا بوتیمار زاغ سوار نے چاہا شہریار کو اُٹھا لون اب سہراب کو تاب نہ رہی دہن سے نعرہ کیا کیون او بوتیمار جو ہمنے کہا تھا وہ تو نے نہ مانا ہمارے سامنے یہ بدعت یہ کہکے جا پڑا گولہ مارا بوتیمار نے گولہ کاٹا آپس مین دو چار سحر ہوے بوتیمار نے جھلا کر کہا اپنی پہلوانی پہ ناز کرتا ہی بس اُسی مقام پر کھڑا رہ سہراب کے پانؤن زمین نے تھام لئے سحر فراموش ہوا حیرت کا جوش ہوا اب بوتیمار زاغ سوار بڑھی کہ اس جوان کو گرفتار کرون ملازمان سہراب نے جو اپنے مالک کو اس حال مین دیکھا افسران فوج بڑھے للکارتے ہوے کہ خبردار آگے نہ بڑھنا ہمارے افسر پر ہاتھ نہ ڈالنا جو افسر بڑھا بوتیمار نے سحر کیا کہ وہ زمین پر گرا چالیس افسر فرداً فرداً بڑھے اور زمین پر گرے پڑے لوٹ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے اُٹھا کے بوتیمار نے ایک گولہ مارا سارا لشکر دھوئین مین مبتلا ہوگیا دھوان زمین سے نکل رہا ہی ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی افسران فوج اور جملہ لشکر مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی اب بوتیمار جھومتی ہوئی بڑھی کہ سعد شہریار کو جا کے گرفتار کرون مگر کہتی ہوئی ای جوان طرحدار ارے ظالم تیرے حسن عالم سوز نے میرے دل کو جلا دیا تو خوف نہ کر اپنے دل مین نہ ڈر مین تجکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے نہ لیجاؤنگی اپنے باغ مین تجھ سے مصروف عیش و نشاط ہونگی تیرے پہلو مین بیٹھونگی جو کہیگا وہ قبول کرونگی وہ مرتبہ کرونگی کہ دیکھنے والے رشک کرینگے اگر تو چاہیگا کہ فتح طلسم مین مصروف ہون بہ دل وجان کوشش کرونگی تا بکوہ ذوالفقار پہونچا دونگی سعد نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ خبردار میرے قریب نہ آنا یہ سنتے ہی بوتیمار دور سے منتین بھی کرنے لگی کبھی کہتی ہی او ظالم میرے حال پر رحم کر دل تجھپر مائل ہی یہ کنیز تیری تیغ ابرو کی گھائل ہی زخم تپک رہا ہی کانٹا محبت کا دل مین کھٹک رہا ہی نظم

| اٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح | نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح |
|---|---|
| ہزار مرتبہ تجھپر فدا مین کر دیتا | اگرچہ ہوتی مرے پیار نے اختیار مین روح |

جو آنا ہو تجھے منظور تو آ ظالم ॥ نکل نہ جائے کہین تیرے انتظار مین روح
نہین ہی گور کی تنگی سے کچھ مین دہشت ॥ رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار مین روح
جو آئے نزع کے عالم مین وہ مسیح جمال ॥ مریض عشق کے آجائے جسم زار مین روح
ترے فراق مین یون زندگی گذرتی ہی ॥ ہی کرب قلب کو پیارے اور انتظار مین روح
اُسی کے حکم مین ہی موت و زندگی محبوب ॥ حقیقتاً ہی فقط دست کردگار مین روح

ایسی ملتین خوشامدین کرتی ہوئی اپنے عشق کا اظہار دل کا اضطرار بیان کرتی ہی بادشاہ نے گالیان مین کلمات سخت کہے جب تو بوتیمار نے تیغہ کھینچا کہ بڑھکر سر کاٹ لون بادشاہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ پہلو سے آواز آئی او ظالم مجھے تو بچا ورنہ دشمن مار ڈالینگے پلٹ کر دیکھا ایک جوان نہایت حسین و جمیل تاج سر پہ دھرا ہوا موتیون کے مالے گلے مین پکارتا ہوا آتا ہی بوتیمار نے اُس جوان کے جمال جہان آرا کو پلٹ کے دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہوگئی یا طرف سعد کے جاتی تھی یا جست کرکے قریب آئی ہاتھ تھاما کہا صاحب سنبھلو کسنے ستایا زخم تمھارے سر پہ کسنے لگایا اُس جوان نے کہا دیکھو وہ سامنے تلوار کھینچے چلا آتا ہی جیسے اِدھر بوتیمار پلٹی پیٹ کے خنجر مارا اور نعرہ کیا کہ ہم اجروس ہین بوتیمار جادو کا شکم چاک فقط پاک جیسے ہی بوتیمار گری لشکر اسکا جلنے لگا مشکبار اور سہراب دونون اُٹھے کہا کہ اے شہریار یہ کون مددگار ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا ای اجروس کہان سے آتا تھا بڑے وقت پر آکے پہونچا اجروس نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا حضور والد نامدار مکلل خان تاجدار نے نامہ دیا تھا مین وہ نامہ لئے ہوے طرف ہفت در بند کے جاتا ہون کچھ وہان کے ساحرون سے ضرورت ہی اسی راہ سے جو گذر ہوا حضور کو اس حال مین دیکھکر پریشان ہوگیا شکر ہی کہ اس ملعونہ کو مارا ایسی ملعونہ واصل جہنم ہوئی اگر حضور اسی مقام پر رہین تو والد نامدار کو مع لشکر بلالاؤن فرمایا خبردار کبھی ایسا ارادہ نکرنا باپ کو اپنے نہ لانا مین یہان سے کوچ کرونگا سب اہل لشکر اجروس کو دعائین دینے لگے کہتے تھے کہ تو نے بڑا کام کیا ایسے وقت پر مدد کی کہ کوئی چارہ نہ تھا قریب بہ ہلاکت تھے پھر سب نے دیکھا ایک شعلہ چرخ مارتا ہوا ایک جانب غائب ہوگیا سعد شہریار اُٹھے مشکبار جادو اور سہراب نے عرض کی اب اِس مقام پر گھڑی بھر ٹھہرنا مناسب نہین غلام کی شرکت کی خبر بھی ہفت پیکر تک پہونچ گئی جب وہان سے یہ ساحرہ روانہ ہوئی اُسی وقت لشکر تیار کیا سہراب فیل تن کو بھی اپنے

جان کا خوف پیدا ہو سعد شہریار پشت مرکب پر سوار مشکبار جادو طاؤس زرین بال پر سہراب
گینڈے پر لشکر کو ساتھ لیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے باغ سے نکلے لیکن سہراب چاہتا ہی جلدی
نکل چلین پلٹ کے دیکھتا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ فوجین آیا چاہتی ہین مشکبار جادو نے بڑھکے پوچھا کہ
سہراب کس طرف قصد ہی اُسنے جواب دیا اِسکا خیال نہ کرو مین طرف کوہ ذخار کے چلتا ہون ذخار
جادو ساحر زبردست ہی اگر کوہ ذخار لے لیا تو آگے بڑھکر معرکہ عظیم پڑیگا طلسم کا زور کم ہو جائے گا
سہراب اُسی طرف لشکر لیکر چلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا اسقدر گرد اُڑی کہ ایک کو ایک
نہین دیکھ سکتا تھا ہر شخص غل کر رہا ہی کوئی پکارتا ہی پروردگار عالم مدد کر کوئی گھبرا کر پریشانی مین لات و
منات کو پکارتا ہی کوئی سامری و جمشید کا نام لیتا ہی کوئی گھبرا کر پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر بچا لیجیے
طائرون نے غل مچایا پہاڑ معلوم ہوتا ہی تھرا کے گرینگے پتھر لنڈھ رہے ہین کھڑکھڑ کی آواز آتی ہی درخت
معلوم ہوتا ہی ٹوٹ کر گرینگے زمین سے غبار اُٹھ رہا ہی زمین تھرا رہی ہی سارا جنگل اہل اسلام کا دشمن
ہو رہا ہی کانٹے اُنگلیان اُٹھاتے ہین گویا گنہگار بناتے ہین قریب ہی زبان خار سے آواز آئے کہ اے
آئندہ و روندہ اس صحرا سے نکل جاؤ یہان راستہ نہ ملیگا جلد نکل جاؤ کیون اپنی جان کے دشمن ہوئے ہم سب
تمھارے واسطے رہزن ہین دشمن جان تشنہ خون یہان ٹھہرنا نہین بہتر ہی حکم خداوند ہفت پیکر ہی کہ
جو مسلمانون کو صدمہ پہونچائین اُنکو مرتبے جلیل ملین غنچۂ آرزو کھلین سارا صحرا خوشی خداوند کا طالب ہی
تم لوگون پر یہان کا غبار بھی بھاری ہی کہ سامنے سے کوہ ذخار دکھائی دیا سعد نے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ
نہایت بلند مرتفع ہزار ہا درخت اُس کوہ پر گرد سبز گھانس گھاٹیان درست دریا سے کوہ کھلے ہوے
چمک رہے ہین دریا سے کوہ سے غزالان دشت کرچالین بھرتے ہوے نکلتے ہین دوسرے درے
مین جا کے غائب ہو جاتے ہین اُس پہاڑ کو دیکھکر سب کے بدن مین جان آئی قضائے کار ملکہ نیلم جادو
جو رستم سے جدا ہوئی تھی یہ حوصلہ نہ پڑا کہ پاس ہفت پیکر کے جاؤن اور حال پوچھون وہان سے
پلٹی ہی آسمان پر مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی کہ نگاہ پڑی ایک جوان ہم شبیہ رستم گھوڑے پر سوار
پریشان و حیران جنگل مین پھر رہا ہی اُسکے ساتھ ایک لشکر گران تباہی مین مبتلا ہی یہ دیکھکر حیران ہو گئی کہ
یہ کون جوان ہی کسنے ان سب کو روکا ہی اِس صحرا مین سرگردان ہی سر جھکا کے دیکھا پہاڑ پر ایک ساحرہ ایک
نخل کے سائے مین بیٹھی ہوئی کبھی خاک اُڑاتی ہی کبھی چلّو مین لیکر پانی پھینکتی ہے کبھی گل بوٹے ہاتھ مین

لیکر اچھالنے لگتی ہی کبھی لشکر پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی دستک دیتی ہی کبھی اپنے ہیرون کا نام لیکر پکارتی ہی کہ یہ
راہ گیر جانے نہ پائین تاریکی مین پھنسین مبتلا سے بلا ہین نیلم جادو کو یہ حال پر ملال دیکھکر بہت بڑا
افسوس ہوا کہ بڑے بڑے ساحر زبردست لشکر کے ساتھ ہین لیکن اسکے سحر سے ناواقف ہین ورنہ
اسکی کیا حقیقت تھی سہراب فیل تن اور مشکبار جادو اندھیرے مین گھبرائے ہوے آنکھین
ملتے پھرتے ہین کبھی کسی نخل سے ٹکرا گئے نیلم جادو کو بڑا رحم آیا جھولی سے کارد جوہر نگار نکالی پشت خاکسار
پر آئی کارد پر اسم سحر پڑھا چند قطرات خون کارد پر ڈالے اور نعرہ کیا او مکارہ منم ملکہ نیلم جادو جیسے ہی
پلٹی کارد سینے پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گئی ہری لڑکھڑا کر گری پہاڑ بھی اسی کے سحر کا تھا وہ بھی جلنے لگا
نخلستان مین آگ لگی غبار موقوف ہوا مشکبار جادو نے سُنا آواز آئی کشتی مرا نام من خاکسار جادو
بود یہ جو صدا مشکبار جادو نے سُنی کہا ای سہراب فیل تن سنتے ہو خاکسار جادو کوئی ساحرہ
تھی اُسکے سحر مین ہم سب اُلجھے تھے جنگل مین مارے مارے پھر رہے تھے کون ایسا دوست صادق
محبت وائق پیدا ہوا کہ ایسے دشمن سخت کو مارا رسے تلاش کر کے قاتل کو سامنے لاؤ نیلم جادو سامنے
سے ظاہر ہوئی سعد کو جھک کے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار حضور کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی سعد نے فرمایا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ہی ہم برائے فتح طلسم ہفت پیکر نکلے ہین اب
سہراب فیل تن اور مشکبار جادو ہمکو لیکر طرف کوہ ذخار کے جاتے ہین اسی صحرا مین آ کے
سحر مین پھنسے تھے آپ نے اس ساحرہ کو مارا نہایت احسان کیا نیلم جادو نے عرض کی اے شہریار لونڈی
کنیزان رستم پیلتن سے ہی ستارہ جو اُس جوان رعنا کا عیار ہی اُس سے صورت محبت و الفت ہی ایسا
لگتا ہی کہ دل ہلاتا ہی اس طرف سے گذری اس ساحرہ کو دیکھکر مارا یہاں بیٹھی سحر کر رہی تھی سعد نے
چاہا نیلم جادو کو اپنے ہمراہ رکھین نیلم نے عرض کی حضور کنیز انھین کی تلاش مین جائیگی یہ بھی خبر
نیلم جادو کو معلوم ہو چکی ہی کہ کالے ہفت گوشہ پاس رستم کے پہونچی سعد نے اُس صحرا مین قیام کیا
دو روز اس صحرا مین رہے نیلم جادو تو جوش محبت مین ستارہ و رستم کے سعد شہریار سے رخصت
ہو کر تلاش رستم چلی اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا لیکن سعد شہریار مع ملکہ مشکبار جادو و سہراب
فیل تن بعیش و سرور اس صحرا مین دو روز رہے بعد دو روز کے قصد سفر کیا لیکن اب حال
ہفت پیکر بد اختر کا تحریر ہوتا ہی کہ یہ انتظام گرفتاری بادشاہ اسلام و رستم نامدار مین مصروف ہی اسکا

جس قصر کا فلک اول نام ہی اُس قصر مین بیٹھا ہی تمام امیران سلطنت و وزیران اُبہت دربار مین حاضر ہین
کہ رہا ہی کہ خاکسار جادو کو قدرت نے براے گرفتاری بادشاہ اسلام بھیجا تھا لیکر آتی ہوگی یہ ذکر
تھا کہ سامنے میز پر گلدستہ ہاتھ کا بنایا خاکسار کا رکھا تھا دمبدم شگفتہ ہو رہا تھا پھول خیرنگی اپنی
دکھا رہے تھے غنچے چٹک رہے تھے برگ سرسبز و شاداب جون جون گلدستہ شگفتہ ہوتا تھا وون وون
ہفت پیکر تقدیرین بگھارتا تھا کہ خاکسار جادو مقابلہ بادشاہ اسلام مین پہونچ گئی تقدیرات قدرت
ظاہر ہو رہے ہین لشکر دشمن مین اندھیرا کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا اب بہت جلد گرفتار کر لیگی
بجاہ و حشم لیکر آئیگی بی مشکبار جادو و سہراب فیل تن بندھے ہوے آئین لطف سرکشی اُٹھائین
وہ سزا پائین کہ عمر بھر یاد کرین جہنم مین دونون کو بھیکوا دونگا قصر ماران سیہ مین جگہ ملے ماران سیہ
اُنکو کاٹین زندگی مین مرنے کے مزے ملین لیکا یک دیکھا وہ گلدستہ مُرجھانے لگا رنگ پھولون کے بگڑے
غنچون نے منھ کھولنا موقوف کیا پتے مُرجھائے ہفت پیکر نے کہا ہوا اور مزے دیکھو کس مزے سے
لشکر کو گھیرا تھا خاتمہ مسلمانون کا قریب تھا غرور کیا قدرت کو غرور کسی کا پسند نہین ہی چشم زدن مین
مٹا دینگے اب اُسپر زوال آیا چاہتا ہی لیکا یک گلدستہ جلا جلکر خاک ہوا ہفت پیکر نے کہا قدرت ہو کہ رہے
تھے آخر وہی ہوا اُسکا غرور اُسپر غالب ہوا اس غرور نے اُسکو مٹایا غرور نے اُسے روز سیہ دکھایا ارے
ذرا خبر تو لو لاش خاکسار جادو کی کہان ہی آخر کسنے اُسکو مارا کسنے اُسکا حوصلہ مٹایا ہواے جادو
بہن خاکسار جادو کی روتی ہوئی اُٹھی کہ یا خداوند کنیز جاتی ہی اگر جیتا ہے اور ملتی ہی تو نعش اُسکی
لاتی ہون یہ کہکر ہواے جادو اُٹھی ایک جھونکا ہوا کا چلا ہواے جادو غائب ہوئی ہوا
کی ہوا بلند ہوئی چلتے وقت اسنے اتنا پوچھا کہ یا خداوند کنیز کس طرف جاے ہواے ہفت پیکر
نے کہا طرف صحراے مینو سواد کے جسکے قریب کوہ ذوالفقار ہی اُسی کوہ پر لاشہ خاکسار سے
ہواے جادو روانہ ہوئی لشکر اسلام صحرا مین فروکش ہی کوچ کی تدبیرین ہو رہی ہین مشکبار کہتی ہی
اگر یہ کوہ ذوالفقار ہی تو ذوالفقار یہان کا تاجدار ضرور سر اُٹھائیگا سرکار کو روکے گا کنیز چاہے ذوالفقار جادو
سے ملاقات کرے دیکھون وہ کیا کہتا ہی باہر بارگاہ سے نکل کر دیکھ رہے ہین لیکن کوئی قلعہ
وغیرہ نہین ہی نہ کسی جانب کوئی بستی معلوم ہوتی ہی نہ کوئی دیہہ نہ قریہ ہر طرف ویرانہ پڑا ہی پہاڑ کے
پتھر جابجا پڑے ہین مشکبار جادو نے پڑھکے سحر کیا کہ کوہ بیچ مین سے پھٹا دیکھا سامنے

ایک کوہ سربفلک کشیدہ نہایت تکلف سے آراستہ ہی قلعہ مین خلقت کی آمد و رفت ہو رہی ہین قلعے کے اوپر چڑھی ہوئی گولہ انداز وغیرہ ٹہل رہے ہین چوکھونٹے نشان ہوا مین فرا رہے ہین مشکبار جادو نے کہا وہ قلعہ نمایان ہوا مردمان قلعہ بھی لشکر کو دیکھ رہے ہین قلعہ دار و دیدبان لشکر کو دیکھکر ذخار جادو کے پاس آئے کہا ای شہنشاہ لشکر مسلمانان صحرا سے مینوسواد مین آگیا ذخار جادو نے جواب دیا خاموش رہو اسکا ذکر نہ کرو ذرا انکو روکا اور فساد برپا ہوا مین نے ابتک قلعے کو نظرون سے سب کی غائب رکھا تھا کوئی ساحر زبردست انکے ساتھ ہی جسنے قلعے کو ظاہر کیا خاکسار جادو بحکم خداوند ہفت پیکر آئی تھی قتل ہوگئی دیکھون خداوند کی طرف سے کیا انتظام ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ جھونکا ہوا کا چلا ہوا سے جادو آکر پہونچی ذخار جادو کو سلام کیا کہا ای ذخار جادو مجکو قدرت نے براے تدبیر مسلمانان بھیجا ہی کچھ تمکو معلوم ہی کہ خاکسار جادو پر کیا گذری ذخار جادو نے کہا ای ہواسے جادو خاکسار جادو قتل ہوئی اُسنے ہنگامہ ڈال دیا تھا لشکر مسلمانان مین تاریکی ہوگئی تھی فریاد فریاد کی صدا بلند تھی آسمان سے ایک چھُری گری نہ معلوم ہوا کسنے خاکسار جادو کو مارا مین تو کانپ رہا ہون کہ مسلمانون سے جو اُلجھا اُسکی تباہی ہوئی ایسے ایسے ساحر مسلمانون کے ساتھ ہین کہ جنھون نے مخفی قلعے کو ظاہر کر لیا اب مجکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہو قلعے پر لشکر کشی کرین تو مشکل ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکے عرض کی کہ در دولت پر سہراب فیل تن مطیع مسلمانان آیا ہی دروازے پر کھڑا ہی امیدوار باریابی ہی درگہ سالار سے باتین کر رہا ہی ذخار جادو نے کہا او ای ہواسے جادو ابھی وہان کا آپہونچا سہے سہراب فیل تن کہ جو علم نجوم و کہانت مین طاق سحر مین شہرۂ آفاق ہی تم خاموش بیٹھو مین اُسے بلاتا ہون دیکھون کیا پیام لایا ہی وزیرون سے کہا سہراب فیل تن کو استقبال کر کے لاؤ ہواسے جادو بیٹھی ہی وزرا گئے سہراب فیل تن کو لیکر سامنے ذخار جادو کے آئے سہراب جھومتا ہوا سامنے ذخار جادو کے آیا شل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ذخار جادو تخت پر کھڑا ہو گیا کہا ای سہراب فیل تن آؤ سہراب آکر دنگل پر بیٹھا بیٹھتے ہی کہا ای ذخار جادو تمکو کچھ احوال معلوم ہی کہ ایک ساحرہ مکارہ اِس ہفت پیکر مکار کی بھیجی ہوئی نے مخفی آکر سحر کیا قاتل اُس کا غیب سے پیدا ہوا اُسے واصل جہنم کیا تمھارا قلعہ بھی ظاہر ہوا تم اطاعت مین کیا کہتے ہو ذخار تو سوچنے لگا لیکن ہواسے جادو بول اُٹھی کیون ای سہراب فیل تن تم قدرت کو مکار کہتے ہو

باپ دادا تمھارے پرستار رہے تمنے بھی سالہا سال سجدہ کیا آج اُس خداوند کو مکار بناتے ہو کچھ
خوف خداوند نہین کرتے سہراب فیل تن طرف ہواے جادو کے پلٹا ایک ساحرہ کو جو کلام کرتے
ہوے دیکھا کہا تو کون ہے کہ بادشاہون کی باتون مین دخل دیتی ہے تجکو اگر کچھہ دعوی ہے تو اُٹھہ ہوا نے کہا
مین فرستادہ خداوند ہون خداوند نے تمکو بلایا ہے چلکر قدرت سے بات کرو اپنے اعتقاد کو ٹھیک کرو
ایسا نہ ہو کوئی بلا نازل ہو تو جان بچانا مشکل ہو سہراب نے کہا وہ مکار کیا بلا بھیجیگا اب حال کھلیگا
کہ طلسم کشاے اصلی بھی آتا ہے جسکا لقب ہے رستم سپلتن سر فتنۂ ملک فرنگستان جس ملک پر گئے اُسکو
ویران کیا مذہب اسلام جاری ہوا اب حال کھلیگا سارے مگر ہفت پیکر کو معلوم ہو جائینگے
ہواے جادو نے کہا دمبدم قدرت کو مکار کہتے ہو مین براے بربادی لشکر آئی ہون تمھارے
بادشاہ کو لیجاؤنگی سہراب نے کہا کیا مجال کیا طاقت کسی کی کہ ہماری زندگی مین اُس شہریار پر نگاہ
ڈالے اب تم اور ذخار ملکر یا اطاعت کرو یا مقابلے مین آؤ ہواے جادو نے کہا ایک سحر مین
زمین ہلا دونگی یہ کہکے ہواے جادو اُٹھی سہراب فیل تن سے سخت کلامی کی ہوا نے ایک
دستک دی کہ ہوا چلی سہراب نے رُک جو منھہ سے کہا ہوا کے جھونکے چلنا موقوف ہوے ذخار
کہ رہا تھا اے ہواے جادو بجھہ سے کلام کرو فساد نہ بڑھاؤ لیکن ہوا نے نہ مانا دوسری دستک دی
پھر جھونکا ہوا کا چلا ایکی مرتبہ سہراب ہوا پر جا پڑا جھونکو نسے ہوا کے کئی مرتبہ لڑکھڑایا لیکن سحر کو روکتا
ہوا قریب ہوا کے پہونچا کہا او مکارہ سحر کیے جاتی ہے کلائی پر ہاتھ ڈالکے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر ہوا
کا چنبر گردن سے اُڑ گیا ہوا کو مارکے سہراب طرف ذخار جادو کے پلٹا کہا کیون اے ذخار جادو
تم نے اِس مکارہ کا حال دیکھا اب تم کیا کہتے ہو اگر جنگ منظور ہے بسم اللہ ہمکو عذر نہین
اگر صلاح منظور ہے خدمت مین شہریار کی چلو ذخار نے کہا اے سہراب مجھے فساد نہین منظور مین
حاضر خدمت ہوتا ہون سامان نذر و نیاز مہیا کرون تو حاضر ہون یہ کہکے سامنے سہراب کے
منتین کرنے لگا کہ سامنے شہریار کے ہماری سفارش کرنا تمنے اتنی بڑی سرکشی کی مین نے دخل
نہین دیا مین جانتا تھا کہ تمھارے سامنے اِسکی کیا حقیقت ہے مین یہ حال بھی بخوبی جانتا ہون کہ تمھارے
ساتھہ ملکہ مشکبار جادو ہے اُسکے سحر کی کون برداشت کر سکتا ہے مین حاضر خدمت ہوتا
ہون یہ کہکے ذخار نے سہراب کو ٹالا جب سہراب جا چکا تو وزرا سے صلاح کی سب نے

کہا اس حال کی ایک عرضی قدرت کو لکھئے دیکھیے وہ کیا انتظام کرتے ہین ذخار جادو نے کہا
مین نے سہراب فیل تن سے وعدہ کیا ہی مین نہ جاؤنگا تو وہ پھر آئیگا اور فساد عظیم برپا کریگا
میرا خیال یہ ہی کہ اب مین جاکے ملون ملکر کچھ فساد کرون سعد بن قباد کو چڑالاؤن سوا اسکے اور کوئی
تدبیر نہین بن پڑتی ہی سب نے ذخار جادو کی اس راے کو پسند کیا ذخار جادو نے اسی وقت کشتیان
جواہرات کی منگائین تحفہ جات آراستہ کرکے مع وزرا چند خدمتگارونکو ساتھ لیکر براے ملاقات
سعد شہریار چلا سعد بیٹھے تھے مشکبار جادو بھی اپنے مقام پر آمادہ بیٹھی ہی کہتی ہی مجکو نہ جانے دیا
سہراب فیل تن خود گئے دیکھون کیا کرکے آتے ہین کہ سہراب فیل تن آیا تمام کیفیت بیان
کی کہا خاکسار جادو کی بہن ہوا سے جادو بڑے زور وشور سے آئی تھی غلام کے ہاتھ سے
واصل جہنم ہوئی ذخار جادو نے وعدہ کیا ہی کہ مین حاضر خدمت ہوتا ہون اگر ذخار جادو نہ آیا تو غلام
پھر جائیگا گردن پکڑکے ذخار جادو کو لائیگا مشکبار جادو کہتی ہی ابھی جاکے سحر کرون سارے
قلعے والے فورًا حاضر ہون یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چوبدار نے بڑھ کے عرض کی ذخار جادو دروازے پر
حاضر ہی سہراب فیل تن نے کہا دریافت کرو کس ارادے سے آیا ہی خیرخواہ دولت نے عرض
کی ظاہر مین تو ارادۂ اصلاح پایا جاتا ہی باطن کا حال خدا جانے بادشاہ اسلام نے حکم دیا اندر آنے
دو ذخار جادو سامنے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نذرین پیش کین عرض کی غلام دل سے مطیع
اسلام ہوا بادشاہ اسلام نے گلے سے لگایا پہلو مین جگہ دی وزرا کو اسکے کرسیان ملین ذخار
نے عرض کی حضور قلعے مین تشریف لے چلین غلام کو سرفراز فرمائین مشکبار جادو بول اٹھی اے
ذخار جادو تامل کرو کل حضور کو قلعے مین لے چلینگے ذخار جادو نے عرض کی آج سے دعوت
لشکر غلام کے ذمے ہی بادشاہ اسلام نے قبول کیا ذخار جادو نے وزرا سے کہا جاکر سامان لاؤ
کل لشکر کی دعوت ہی وزرا گئے ذخار جادو دربار مین حاضر رہا تھوڑے عرصے مین وزرا سب
سامان لیکر واپس آئے دیگین چڑھ گئین کھانا تقسیم ہو لے لگا رات کو ذخار جادو نہایت تکلف
کے ساتھ خاصہ بادشاہ اسلام کی خدمت مین لیکر حاضر ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونون
شریک ہین بادشاہ اسلام نے خاصہ نوش فرمایا طائفے حاضر ہوے دور شراب چلنے لگا صداے
ہوشیا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین مہ جبین خوش رو خوش خو سامنے بادشاہ کے کھڑی

## ہوکے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نکلتی کس طرح ہی جان مضطر دیکھتے جاؤ ... ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آتے ہو گلشن مین ... تماشا کے لئے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر مین سے یہ آواز آتی ہی ... مسیحا ہو تو بیمارون کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر پڑے جاتے ہین صاحب کے ... ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملین وہ راہ مین بکی تو کہتا ہون جو ہو سو ہو ... دکھا دو گھر مجھے اپنا مگر گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی ... کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین ... خدا کے واسطے پھر پھیر کر دیکھتے جاؤ

کوئی اتنے کہے منھ پھیر کر کیون قتل کرتے ہو ... تڑپتا ہی تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہ لطف کا مشتاق ہی تحت و فوق کا عالم ... کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی ہلاتے ہین ابرو کبھی جنبش ہی مژگان کو ... دکھاتے ہین ہمین شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اکدن اُٹھا کے تمنے منھ سے یہ نہ فرمایا ... جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اُس سے منھ آتش جو کچھ در پیش آ جائے ... دکھاتا ہی جو آنکھون سے مقدر دیکھتے جاؤ

بادشاہ نے پھر بات سے گئے دربار برخاست کیا چھپر کھٹ پر آ کے آرام فرمایا مشکبار جادو و سہراب مصروف اہتمام مین طلائے کی گشت مقرر کی ذخار گھیرا یا ہوا اُسی بارگاہ مین آ کے سویا جب اسنے دیکھا مشکبار جادو اور سہراب فیل تن دونون اپنے اپنے مقام پر جا کے سو رہے ہین اسنے اٹھکر فکر کیا بادشاہ اسلام بیہوش ہوسے کمر مین نیچہ دیکر لے اُڑا جب بلند ہوا سوچا کہ قلعے مین جا کر اپنے ناموس کو تو لے لون ایسا نہ ہو صبح کو مشکبار جادو اور سہراب فیل تن دونون بلوہ کرین تو ناموس برباد ہو یہ سوچتا ہوا قلعے مین آیا اپنی زوجہ کو کہ جسکا نام نسرین جادو تھا کم سن حسین مہ جبین جگایا وہ جو خواب سے اُٹھی پوچھا کیون صاحب کیا ارادہ ہی کہا مین بادشاہ اسلام کو گرفتار کرکے لایا ہون طرف خداوند کے جاتا ہون نسرین جادو گانی دوپٹے کی باندھے فوراً اپنے شوہر کے ہمراہ ہوئی زن و شوہر قلعے کو چھوڑ کر بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے صدگو ہ ذخار سے نکلے یہی ارادہ ہی کہ آج اپنے کو خدمت خداوند مین پہونچاؤن یہ سوچکر ایک تخت سحر تیار کیا زن و شوہر اُسپر سوار ہوسے

سعد شہریار کو تخت پر ڈال لیا طرف ہفت پیکر کے چلے یہان صبح کو مشکبار جادو اور سہراب جو بیدار ہوے خدمتگار روتے ہوے آئے دیکھا پلنگ شہریار کا خالی پڑا ہی مشکبار جادو نے نقش پا کی خاک اٹھائی اسکا پتلا بنایا اس سے پوچھا تو کس کے پانون کی خاک ہی پتلے نے آواز دی دختار تاجدار کی جو شہریار کو لے گیا یہ سنتے ہی مشکبار جادو اور سہراب جادو سمت کو اپنے سحر سے دریافت کر کے لشکر سے نکلے لشکر والون سے کہدیا تم اسی مقام پر رہو ہم تلاش مین شہریار کی جاتے ہین یہ کہکے مشکبار اور سہراب دونون پر پرواز پیدا کر کے چلے لیکن دختار جادو اور نسرین جادو بادشاہ اسلام کو تخت پر ڈالے ہوے صحرا سے لالہ زار مین پہونچے لالہ زار جادو کا وقت ہی سیر صحرا کر رہا ہی چند مشیر و وزیر ساتھ ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک تاجدار تخت پر سوار پہلو مین ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سیمتن غنچہ دہن رشک چمن دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال چہرے پر پریشان عارض وہ کہ جنسے خورشید و قمر دونون شرماتے ہین سینہ پر ابھار دو گنبد بلور کے یا دو نقابدار سرکش نازنین بہوش کے سامنے حاضر ہین صاف ظاہر ہی کہ نخل سرو مین ثمر ہین محرم اس راز سے بے خبر کمر نازک موے میان یا تار نظر کہنا چاہیے عدم کی کس کو خبر ہی ساق پا جس پر بنا ہے قصر حسن قائم چال سے شہیدان ادا پامال چال پا بھونچال نقش پا تاج سر شاہان جلیل عاشقون کی کفیل لالہ زار نے جو یہ صورت جہان آرا دیکھی بیتاب ہو گیا پکار اٹھا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یک نظر سے وخوش گذرے ذرا عاشقون کی جانب دیکھو جسے تو نگاہ ملاؤ الگ نہ جاؤ **نظم**

کچھ تو تاثیر کرے سحر بیانی میری — کیا کہون وہ نہین سنتا ہی کہانی میری

کوئی کہتا ہی مرا حال کوئی سنتا ہی — عشق جانان مین ہی مشہور کہانی میری

خون عاشق کا بھی دھونے سے کہین چھٹتا ہی — رہگئی خنجر قاتل سے نشانی میری

بحر ہستی مین حباب لب جو ہون لاریب — ہی فنا سامنے بنیاد ہی فانی میری

آہ کے تیر ترے سینہ سے کیا لیا گذرے — دیکھی ای ترک فلک سخت کمانی میری

اپنے کوچے مین جگہ دی نہ مجھے بعد فنا — جان لی تمنے مگر قدر نہ جانی میری

یہی لکھ بھیجو کہ خط بھیجنا منظور نہین — قاصدا کہیو یہ پیغام زبانی میری

عشق نے گھیر لیا سن شباب آتے ہی — کنگئی آگ کے شعلوں مین جوانی میری
بس کہ کوہِ غم فرقت کے تلے دبکے مرے — کوہ سے بھی ہو سو الاش اُٹھانی میری
میرے شعرون کی صفائی سے عدو کٹتے ہین — تیغ ہی اُنکے لئے سیف زبانی میری
نہ کیا ذبح نہ آزاد کیا مجھکو قبول — ایک بھی بات نہ صیاد نے مانی میری

یہ اشعار پڑھکے سحر سے اشارہ کیا تخت تھرا کے زمین پر آیا لالہ زار بے اختیار ہوکر دوڑا اوذخار نے لالہ زار کو پہچانا پکار کر آواز دی ای لالہ زار ای لالہ زار ہوش مین آؤ اسقدر نہ گھبراؤ کیا کرتے ہو میری زوجہ پر نگاہ ڈالتے ہو تمھاری بھاوج ہی ذرا سنبھلو لالہ زار نے آواز دی اوذخار جادو اگر اپنی زندگی چاہتا ہی بچا اس نازنین کو چھوڑ دے مین شربت وصل سے سیراب ہون نہایت بیتاب ہون ذخار جادو نے ہرچند روکا لالہ زار نے نہ مانا چاہا نسرین کا ہاتھ پکڑ لون نسرین نے سحر کیا اُس سحر کو لالہ زار نے دفع کیا ذخار جادو کود کر بیچ مین آیا کہا خبردار ہاتھ نہ لگانا اور نہین تو بہت پریشان ہوگا چند وزیر و امیر جو لالہ زار کے ساتھ تھے اُنسے کہا اس نازنین کو پکڑ کے میرے پاس لاؤ مین کیا کرون مجھے صبر نہین ہو سکتا میری جان پر بنی ہی وزیر و مشیر دوڑے ذخار جادو و نسرین جادو نے ایک گوشہ پکڑا زن و شوہر دونون ملکر سحر کرنے لگی کبھی گولہ مارا کبھی ماش کے دانے پھینکے ملازمان لالہ زار جل جل کر گر رہے ہین سو دو سو جوان سے زیادہ نہین ہین ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہین جب زن و شوہر نے سحر کیا دس پانچ جل کر گرے کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا منھ پھکا کوئی منھ کے بھل گرا کوئی چھپا پھرتا ہی کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی لالہ زار نے جو دیکھا کہ میرے ساتھ والے بلوہ کرتے ہین لیکن کوئی اس نازنین تک نہین جا سکتا نازنین شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہی گانی بندھی ہی چمک چمک کے سحر کر رہی ہی زن و شوہر نے چالیس پچاس جادوگر مار کر ڈالدیے لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین کبھی ذخار جادو نیمچہ پکڑ کے جا پڑا دو چار جادوگرونکو مارا پھر پلٹ کے اپنی زوجہ کے قریب آیا دورسے سحر کرنے لگا دریاے خون مین نہایا ہوا مصروف جنگ ہی لالہ زار جھلا کر خود بڑھا پکارتا ہوا کہ او ذخار بہتر ہی کہ زوجہ کو چھوڑ دے ورنہ تجکو قتل کرونگا کیون شامت آئی ہی یہ کہکے گولہ مارا گولہ قریب ذخار جادو کے جا کے پھٹا ذخار نے دستک دی گولہ پھٹکے زمین پر گرا کئی سحر لالہ زار نے کیے ذخار نے دفع کیے زن و شوہر دونون

جانبازی کی لڑائی لڑ رہے ہین لالہ زار جادو ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ جا کر نسرین جادو پر قبضہ کرون ذخار
جادو بڑھ بڑھ کے ہٹاتا ہی قریب نہین آنے دیتا سحر کر رہا ہی لالہ زار جادو نے جھوم کے ایک دو تھپڑ
زمین پر مارا ذخار جادو لڑکھڑا کے گرا نسرین جادو نے دوڑ کر اپنے شوہر کو سنبھالا کہا صاحب ذرا
ہوشیار رہو اس ظالم کی بدعت سے خداوند ہفت پیکر بچائین ذخار جادو سنبھلا لالہ زار نے پکار کر کہا
ارے کمبختو ایک مرتبہ ملکر بلوہ کرو ان دونون کو گرفتار کرو سب نے بلوہ کیا اب زن و شوہر گھبرائے ہفت پیکر
سے دعائین کرنے لگے بیقرار ہو کر جو دعا کی آسمان پر سناٹا ہوا مشکبار جادو و سہراب فیل تن دونون
جو تلاش مین بادشاہ اسلام کی چلے تھے اسوقت آ کے پہونچے دیکھا بادشاہ اسلام تخت پر بیہوش پڑے
ہین ذخار جادو کی زوجہ نسرین جادو کو سب لے لے کے گھیرا ہی بلوہ کر کے چلے ذخار جادو کمال
بیقراری پکار رہا ہی یا خداوند ہفت پیکر میری آ کر مدد کرو دشمنون نے گھیرا ہی یہ معاملہ جو مشکبار جادو نے
دیکھا للکارا او ذخار مکار ہمارے شہریار کو کہان لیکر چلا تھا ہان لالہ زار لینا یہ جانے نہ پائے یہ کہکے
سہراب و مشکبار جادو دونون زمین پر آئے لالہ زار جادو کا ہاتھ مشکبار جادو نے پکڑ لیا کہا ای
لالہ زار سچ بتاؤ اس ہنگامے کا کیا باعث ہی لالہ زار جادو نے کہا ای مشکبار جادو واصل امر یہ ہی کہ اس
عورت پر میری جان جاتی ہی اگر اسکو نہ پاؤنگا زندہ نہ بچونگا اس روے روشن نے قلب کو جلا دیا مین اپنے
ہوش مین نہین ہون سہراب فیل تن نے کہا ای لالہ زار جادو تم ہٹو ہم ابھی گرفتار کئے دیتے ہین
ذخار جادو سے سمجھ لینگے ابھی اس عورت کو گرفتار کر کے تمھین دیتے ہین تم لے کے اپنے قبضے مین
کرو اس ملعون نے بڑا غضب کیا ہمارے شہریار کو لے چلا تھا لالہ زار جادو نے کہا مین غلامی
کرونگا ای سہراب فیل تن و مشکبار جادو مین ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون اطاعت دین اسلام
قبول کی یہ جو لالہ زار نے پکار کر کہا ایک برق چمکی آواز آئی او بیحیا قدرت کو ایسی بات کہتا ہی تیری
یہی سزا ہی برق گری کہ لالہ زار جادو کے دو ٹکڑے ہوے اب جو برق چمکی ملازمان لالہ زار کے سر
اڑ گئے سہراب فیل تن جھومتا ہوا بڑھا قصد کیا کہ ذخار جادو پر جا پڑے جیسے ہی جھوم کر بڑھا پھر آسمان سے
برق چمکی قریب تھا کہ سہراب فیل تن پر گرے مثل لالہ زار جادو کے اسکو بھی قلم کرے مشکبار
نے ایک دستک دی پکار کر آواز دی او مکار جو تیرے دام مکر مین پھنسے ہین اُنکے لئے یہ کرامات ہی
ہمارے نزدیک کیا بات ہی او سہیل سامنے کیون نہین آتی سہراب نے دیکھا ایک ساحرہ نیلے کپڑے

پہنے ہوئے سر جھاڑ منھ پہاڑ ہاتھ جھکاتی ہوئی قریب سہراب فیل تن کے پہونچی چاہتی ہی کہ تپنچہ مار کر نکلون
سہراب فیل تن نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا اُس ساحرہ نے سحر کیا کہ گال تھرکا ہاتھ گیا
ہاتھ سہراب فیل تن کا جھلا گیا سُہیل نے چاہا گولہ جھولی سے نکالون اور پکار کر آواز دی کیون
ای سہراب تو قدرت سے باغی ہی مین ادھر سے جاتی تھی لالہ زار جادو نے اپنی جان بچانے کے
واسطے قدرت کو بُرا کہا مجکو ناگوار ہوا اُسکو مع ساتھ والون کے قتل کیا تمھین سامنے قدرت کے
لیجاؤنگی یہ کہکے چاہا گولہ مارون مشکبار جادو نے پشت پر سے سنگ ریزہ مارا کہ سینے کو توڑ کے
سُہیل کے پار گذر الاشہ سُہیل کا زمین پر گرا جلنے لگا آواز آئی کُشتی مرا نام من سہیل جادو بود اب سہراب
طرف ذخّار جادو کے متوجہ ہوا ذخار جادو نے گولہ مارا سہراب فیل تن نے گولہ ہاتھ مین روک لیا
قطرات خون اُنگلیون سے ٹپک رہے تھے وہی قطرے خون کے اُس گولے پر ڈالے ذخّار پر
گولہ مارا کہ سر اُس خود سر کا پھٹ گیا اِس تیزی کو سہراب فیل تن کی دیکھکر نسرین جادو سہراب
فیل تن پر مائل ہوئی پکار اُٹھی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان کیا کہنا مین نے آج سے
ہفت پیکر پر لعنت کی مین اِس شہریار کے گرفتار ہونے سے مکدّر تھی زبردستی مجکو لے نکلا نا چار تھی کچھ
کر نسکی اب تم لوگ میرے ہو مین تمھارے ساتھ ہون سامنے قلعۂ لالہ زار ہی اُسین چل کے دخل
کیجیے سہراب فیل تن بھی نسرین جادو پر مائل ہوا آپس مین اشارے کنا لے ہوے مشکبار
جادو سمجھ گئی کہا ای نسرین جادو انشاءاللہ تعالے ہم بڑے دھوم سے تمھاری شادی سہراب
فیل تن کے ساتھ کرینگے خدا اس شہریار کو زندہ وسلامت رکھے یہ آپس مین سب باتین کر رہے
ہین بادشاہ اسلام کو ہوشیار کیا مگر سردمان فوج شہریار کا ذکر کیا جاتا ہی کہ بعد جانے مشکبار اور
سہراب فیل تن کے لشکر تیار کر کے قلعۂ کوہ ذخار مین گھس گئے ہزارون کو قتل کیا آخر سب
مطیع اسلام ہوے جن دیرون مین تصویر ہفت پیکر تھی اُن دیرون کو لشکر اہل اسلام نے
کھود ڈالا مسجدون کی بنا ڈالی ذخّار جادو کا بھائی موّاج جادو تھا اُسکو بھی گرفتار کیا وہ بھی
صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اُسکو اُس شہر کا بادشاہ کیا بزور نجوم دریافت کیا کہ سہراب اور
مشکبار جادو کس طرف گئے اُسی طرف نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے یہان یہ سب
بادشاہ اسلام سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اب

۵۰

جو مشکبار جادو نے اپنے لشکر ظفر اثر کو دیکھا نہایت خوش ہوئی مرکب شہریار کا آکر پہونچا مرکب
خنگ سیہ قیطاس کی پشت پر بادشاہ اسلام کو سوار کیا تاج سر پر رکھا مشکبار جادو و سہراب
فیل تن نے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھا ملکہ نسرین جادو کو افسر فوج گردانا نوبت نقارے
بجاتے ہوئے طرف قلعہ لالہ زار جادو کے چلے دیدبان جو قلعے پر تھا اُسنے دیکھا فوج آئی ہی گولہ
مارا مشکبار جادو آگے بڑھی بڑھکر ایک دستک دی کہ توپین پھر پہیون پر سے گر پڑین دیدبان تھم
کے بھل گر پڑا ہوائی ہاتھ سے گری سب دیکھ رہے ہین مشکبار جادو نے آگے بڑھکے دستک
دی اور آواز دی ای مردمان قلعہ لالہ زار جادو تمھارا افسر لالہ زار جادو واصل جہنم ہوا عشق مین
ایک عورت سے مارا گیا اُسے مٹایا بہتر یہ ہی کہ تم سب اطاعت دین اسلام کی قبول کرو ورنہ ہم سارے
قلعے کو قتل کرینگے افسر اور رئیس وہان کے دوڑے آئے عرض کی ہم رعایا و افسران فوج دل سے
اطاعت حضور کی کرینگے ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اطاعت دین اسلام بہ دل وجان منظور کی
مشکبار جادو و سعد شہریار کو لیکر داخل قلعہ ہوئی کل فوج کو باہر چھوڑا دو ہی افسر ساتھ لیے لئے
قلعے کو جاکے دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ شہر کی سیر کرتے ہوے دوکانداروں کو سرفراز کرتے
ہوے راہ گیر بادشاہ اسلام کو دعائین دے رہے ہین سر پر زر نثار ہوتا ہوا دار الامارۃ پر پہونچے
گل ریز جادو بھائی لالہ زار جادو کا یہان موجود تھا بادشاہ اسلام نے اُسکو یہان کا حاکم کیا
آپ آکے تخت پر بیٹھے نوبت نقارے بجنے لگے نذرین خوشی کی گذرنے لگین گل ریز جادو نے سامان
دعوت و ضیافت کیا گل ریز بہ دل وجان خدمتگزاری مین مصروف ہی بادشاہ اسلام نے چاہا کوچ کرین
گل ریز نے عرض کی حضور دو دن تو اور تشریف رکھین سارا شہر تسخیر ہو جاے تب سرکار کو اختیار ہی سعد
نے قبول کیا شب کو آرام فرمایا صبح کو لشکر مین آئے گل ریز جادو ساتھ ہی صلاحین ہونے لگین کہ
اب کوچ کرنا چاہیے افسران فوج تیار ہین گل ریز کہتا ہی اگر حکم ہو تو غلام بھی سرکار کے ساتھ ہین ہوکے
راستہ بتاتا جائیگا تا بہ کوہ عجائب پہونچائیگا بادشاہ اسلام باہر بارگاہ کے ٹہل رہے ہین آمادگی کو
فوج کی دیکھکر شاد ہین فرماتے ہین ای مشکبار جادو اگر تا بہ کوہ عجائب و غرائب پہونچے اُس کوہ پر
اُس دن اُسکا جلوس ہوا ور تصویر پر جاکر توڑین تو کیا لطف ہو مشکبار جادو کہتی ہی ای شہریار نہایت
دشوار ہی سعد فرماتے ہین ہین تصویر پر جا پڑونگا اگر توڑ کر نہ پھینکا دن تو فرزند قباد نہ کہنا یہ ذکر

تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت کا کلین چھوٹی ہوئی تیغہ آبدار قبضے مین گرد اسکے
کا پشت پر گزرا بلے پر چھین چالیس جوڑی نرگاؤ کی لگی ہوئی چار لاکھ ساحر پشت پر جیسے ہی لشکر سعد کو
دیکھا افسر نے پکار کر آواز دی منم ہنگام نیلی پوش کیون ملکہ مشکبار جادو و اے سہراب فیل تن تم
دونون نے بڑی گستاخیان کین یہانتک عملداری کرتے ہوے آ گئے اب آگے نہ بڑھ سکو گے یہ کہکے
وہ بیچا تخت سے اُترا لشکر مقابلے مین اترا کہ دوسری گرد دوسری طرف سے اُڑی پانچ لاکھ ساحر کی جمعیت
سے ایک ساحر آ کے پہونچا گینڈے سے اُترا ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ عیوق تاجدار اسکا نام
ہے سارا جنگل دونون فوجون سے بھر گیا عیوق گینڈے سے اُترا ٹہلتا ہوا لشکر ہنگام نیلی پوش مین
آیا ہنگام کو اُسی وقت خبر پہونچی کہ عیوق تاجدار ہماری ملاقات کو آیا ہے بارگاہ مین بیٹھ چکا ہے چند سردارونکو
حکم دیا کہ جاؤ اور عیوق تاجدار کو استقبال کرکے لاؤ چند افسر حکم پاتے ہی عیوق تاجدار کے استقبال
کو آئے عیوق تاجدار کو بہت ناگوار گذرا افسرون سے دریافت کیا کہ کیا سبب ہوا جو میرے استقبال
کو خود ہنگام نیلی پوش نہ آیا سب افسرون نے عرض کی چونکہ ابھی سفر سے تشریف لائے ہین طبیعت
سست ہے اسوجہ سے وہ تشریف نہین لائے یہ سُنتے ہی عیوق تاجدار کے تیور پر بل پڑ گئے کہا بڑا ہی
مغرور ہے عقل و فراست سے دور ہے افسرون کو براے استقبال بھیجا ہے ہم وہ تاجدار ہین کہ دربار خداوندی
مین جاتے ہین پہلوے قدرت مین جگہ ملتی ہے ہمارے مرتبے کو قدرت جانتی ہے یہ ایک افسر فوج اسکو
یہ لیاقت بہم پہونچی کہ ہمارے استقبال کو نہ آیا عذر بیجا کرتا ہے یہ کہتا ہوا تیغ کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا طرف
ہنگام نیلی پوش کے چلا ہنگام اپنے مقام سے نہ اُٹھا زبان سے کہا آئیے تشریف لائیے آپ
کہان سے تشریف لائے ہین عیوق تاجدار نے کہا ہمکو وحی ہوئی فرشتہ وحی ہمکو کاغذ پہونچا گیا
قدرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ قلعہ لالہ زار پر سعد آ پہونچا اُنکو گرفتار کرکے لاؤ مین براے گرفتاری بادشاہ
آیا ہون ہنگام نیلی پوش نے کہا مین اس کام پر مامور ہوا ہون حکم خداوندی میرے پاس آیا ہے قدرت
نے ارشاد فرمایا ہے کہ جا کر قلعہ لالہ زار پر آفت برپا کرو بادشاہ اسلام کو گرفتار کر لاؤ عیوق تاجدار
نے کہا آپ پلٹ جائیے مین گرفتار کر لیجاؤنگا اور کیون اے ہنگام نیلی پوش تیرے دماغ مین ایسا بڑا
غرور ہو گیا ہے نہ تو ہمارے استقبال کو تو آیا ہم تیری بارگاہ مین تشریف لائے اور نہ تو واسطے تعظیم کے اُٹھا
اپنے مقام پر بیٹھا رہا اور ما بدولت سے کہتا ہے کہ چلے جاؤ اگر یہان رہیگا تو کہے دیتا ہون بہت ذلیل ہوگا

لشکر اپنا اٹھاؤ قدرت سے کہہ رہا کہ عیوق تاجدار کے پاس وحی قدرت کی پہونچی اُسنے ہمکو منع کیا اب جو شب کو یہان رہوگے تو مابدولت کے خلاف ہوگا ہنگام نیلی پوش نے کہا مین کیون استقبال کو آتا کیا تیرے مرتبے سے میرا مرتبہ کم ہی تاج سر پر رکھنے سے بہت پھلا یا ہوا ہی ہم مرد سپاہی ہین جسکو چاہین تاجدار بنا لین افسر کے سامنے تاجدار کی کیا لیاقت ہی مین عمداً تیرے استقبال کو نہین آیا مین بھلا تیری کیا اصل و حقیقت سمجھتا ہون ایسے ایسے تاجدار میرے سلام کو آیا کرتے ہین جب تاجدار سے ناراض ہوں تخت سے اُتار دون تاج و تخت ہمارے حکم سے ملتا ہی اے عیوق تاجدار تمہارے لئے بہتری اسی مین ہی کہ ہماری بارگاہ سے اُٹھ جاؤ زیادہ جسے کلام نہ کرو یہانتک تکرار بڑھی کہ عیوق تاجدار نے کہا او رذیل کلمات سخت زبان سے نکالتا ہی تجھ ایسے بہت سے سپاہی میرے یہان نوکر ہین بہتر یہ ہی کہ اپنی جان بچا کوچ کرکے چلا جا دونون تلوار کھینچکے اُٹھے یہ خبر لشکر عیوق مین پہونچی وہ سب پانچ لاکھ جوان مسلح و مکمل ہوکر لشکر ہنگام نیلی پوش پر آپڑے چار لاکھ ساحر ہنگام نیلی پوش کے پانچ لاکھ عیوق تاجدار کے آکے آپس مین بل گئے سحر چلنے لگا گولون کے دناٹے سناٹے ہونے لگے تلوارین برسنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا یہان افسر دونون لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے باہر نکلے عیوق تاجدار نے گولے مارے ہنگام نیلی پوش سحر کرتا ہوا باہر جو آیا دیکھا نولاکھ ساحر آپس مین لپٹے ہوئے سحر کر رہے ہین یا خداوند ہفت پیکر کی ہر طرف سے پکار ہی ہزارہا لاشہ زمین پر گر گیا دریا سے خون جاری عالم بیقراری ہنگام نیلی پوش نے للکارا او عیوق کیا تیری قضا آئی ہی مین تو آہی چکا تھا تو کاہیکو آیا عیوق تاجدار نے کہا مجھکو وحی پہونچی مین وحی کا پابند ہون جسکو حکم وحی ہوتا ہی اور احکام پر حکم وحی غالب ہی ہنگام نیلی پوش نے گولہ مارا عیوق تاجدار نے گولہ کاٹا کا ردسحر لگائی اُس کارد کو اُسنے دفع کیا پیچھے ہٹ کر عیوق نے روئی کا گالہ جھولی سے نکالا خبردار خبردار کہکے طرف آسمان کے پھینکا ایک ابر سیاہ آسمان پر اُٹھا ابر محیط ہونے لگا لشکرون کو ابر نے گھیر لیا مینھ برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا جل کر خاک ہوا کئی ہزار جادوگر مارے گئے بڑا تکلف یہ ہی کہ دشمن کے لشکر پر مینھ برستا ہی اپنا لشکر بھی برابر اُسی لشکر کے ہی مگر اُسپر ایک قطرہ نہین گرتا ہی اب مینھ بڑھنے لگا ہوا بھی بڑھی تھوڑی دیر کے بعد بجائے پانی کے اولے برسنے لگے تھوڑی دیر اولے پڑے اب سلین برسنے لگین لشکر ہنگام نیلی پوش سے فریاد کی صدا بلند ہوئی

ہنگام نیلی پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اڑتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا جھولی سے کچھ پرچے کاغذ کے
نکالے طرف آسمان کے پھینکے ابر تیرہ و تار بائین جانب سے او ظاہر ہوا وہ ابر آکر اس ابر سے
مقابل ہوا آپس مین لڑ کر ٹکرے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی آپس مین ٹکر لڑ رہے ہین جب دونون
ابر بڑھے ٹکر چلی دنانے کی آواز آئی دونون ابرون سے شعلۂ آتش گرتے ہین وہ شعلے جسپر پڑتے ہین
اُسکو جلا دیتے ہین ہزارہا ساحر جانین سے جل کے خاک ہوے عیوق تاجدار نے دیکھا کہ میرا
ابر ٹکرے ٹکرے ہوتا ہی گھبرا گیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسکو تماشہ اپنی قدرت کا دکھائیے
فرشتگان مقرب کو بھیجیے غلام پر سختی ہی اہل لشکر کی کم بختی ہی بیقرار ہو کر جو دعا کی صحرا سے گرد اڑی
اتنی بڑی گرد اڑی کہ روے آفتاب کو چھپا دیا تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا اس گرد سے آواز آئی
اے عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش تم دونون بڑے گستاخ ہو قدرت کے سجدہ کرنے والون کو
قتل کر رہے ہو ایسا نہ ہو غضب خداوندی مین مبتلا ہو سنکر سرشار بدمست دامنہ گرد کا شگافتہ
ہوا دیکھا ایک ساحر اژدر مہیب پر سوار پشت پر دس بارہ لاکھ ساحران غدار تیغہ برہنہ کھینچے
ہوے وہین سے پکارتا ہوا اے عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش ہوشیار ہو جاؤ لشکرون
کو علیحدہ کرو ابرون کو ہٹاؤ ان ابرون کو لڑایا یہ سحر خاص ساختہ خداوند ہفت پیکر ہین یہ سحر
کبھی رُکتے نہین لاکھون کے خون ہو جائینگے پھر دفعیہ نہ ہو سکے گا لاکھ چیخا چلایا کیا مگر یہ دونون
سحر خوانی مین مصروف رہے دونون لشکر کے ساحر جل رہے ہین کبھی برف برسی کبھی آگ برسی
کبھی پانی کے قطرے گرے اگر پانی کا قطرہ بھی گرا جسپر پڑا وہ جل گیا اگر اولے پڑے یہی کیفیت
اُنسے بھی ہوئی برف کی سلین گر رہی ہین جسپر برف گری دب کر رہگیا ہزارہا من کی سلین گر رہی ہین
سرشار بدمست نے کئی آوازین دین یہ دونون نہ جدا ہوے سرشار بدمست ایک بلندی
پر آیا ایک دستک دی کہ آسمان پہ برق چمکی اس زور سے وہ برق ابرون پر گری کہ ابر دونون کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوے بیچ مین دونون ابرون کے ایک سنہری لکیر پڑ گئی دور سے دیکھنے والے
دیکھ رہے ہین کہ ظاہر مین برق کی چشمک زنی باطن مین جیسے بیچ مین مصلح کار کھڑا ہوتا ہی دونون
ابر اُڑے ہوے ہین ابر سے اولے پانی برف اب نہین برستی دونون ابر پیچھے ہٹے آگے بڑھتے ہین
کر کے اسیر ہین ٹکر ہو سکتی نہ ابر آگے بڑھ سکتے ہین ابرون کا تو یہ سامان کیا اور آپ طرف عیوق و ہنگام

کے چلا اژدر پر سوار پکارتا ہوا او عیوق تاجدار و ہنگام نیلی پوش ارے یہ کیا حرکت لغو ہی کہ آپس ہی
مین جنگ کر رہے ہو چاہو تم دونون کو قدرت نے یاد فرمایا ہی کس کام کو آئے تھے اور کیا کر رہے ہو یہ
آواز سنکر دونون اور جوش مین آئے ہنگام جادو عیوق تاجدار کی طرف پکارتا ہوا چلا کہ او تاجدار
تجکو اپنی تاجداری کا بڑا غرور ہی سپاہیون کی تلوار کا کاٹ تو دیکھ لے تجکو حال کھلے کہ مرد سپاہی میدان
کارزار مین کیا کرتے ہین عیوق تاجدار بھی آواز سنکر جا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی جھنا ٹے تلوار کے بلند
ہوے سرشار بدمست اپنے اژدر کو بڑھا کے ان دونون کے بیچ مین آ پہونچا اژدر نے اسطرح کی آواز
دی کہ دونون کانپ گئے سرشار بدمست نے ہاتھ بڑھا کے تلوارین دونون کی چھین لین دونون
کی کمر مین ہاتھ دے کے اٹھا لیا آواز دی یا خداوند یہ دونون گنہگار حاضر ہین ابرون سے ایک ساحر
مہیب پیدا ہوا کہا لا مجکو دے سرشار بدمست نے دونون کو اُس ساحر کے حوالے کیا وہ ساحر
دونون کو لیکر اڑ گیا ابرون کو بھی ہٹا گیا ابر دونون کے غائب ہوے مردمان لشکر کو آواز دی جاؤ
تمھاری سزا یہی مقرر ہوئی صحرا نوردی مین رہو اب تمکو شہر مین آنے کا حکم نہ ملیگا دونون لشکرون کے
افسرون نے گھوڑے بڑھا بڑھا کے اپنی اپنی فوج کو آواز دی لشکر افسرون کی پشت پر آئے سرشار
بدمست سے پوچھا ہم لوگ کہان جائین ہمکو کیا حکم ہوتا ہی سرشار نے آواز دی تم لوگ جا کے
صحراے مغیلان مین ٹھہرو جب حکم خداوند ہوگا تمکو خبر پہونچے گی اب تو چندے سیر صحراے مغیلان
مین مصروف رہو سعد شہریار و سہراب فیل تن و مشکبار جادو اپنے لشکر ظفر اثر کے کنارے
سے کھڑے ہوے یہ ہنگامے دیکھ رہے تھے مشکبار جادو نے عرض کی دیکھئے یہ ساحر کیا کیا
عجائب و غرائب دکھاتا ہی مگر حضور کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے کہ یہ سب آپس مین لڑے جاتے ہین کے
لاکھون جادوگر مارے گئے اب یہ دونون جا کے کہین قید کئے جاینگے لیکن نہین معلوم کیا سزا ملے وہ
ساحر مہیب جب ان دونون کو لیکر جا چکا لشکر بھی دونون کے ہٹ گئے سرشار بدمست اپنا لشکر
لیکر مقابلے مین بادشاہ اسلام کے آیا مشکبار جادو سے کہلا بھیجا کہ تم پر اور سہراب فیل تن
پر غضب خداوندی نازل ہو چکا تم لوگ بادشاہ اسلام کو کہان تک بچاؤ گے کئی ساحرون کو حکم
ہو چکا ہی کس کس سے لڑو گے بہتر ہی تم سب کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا دو چار دن اور رہا رہو پھر
تو سامنا قید کا ہی جس قید خانے مین صاحبقران ہین اُسی قید خانے مین بھیجے جاؤ گے پہلے پھر نے

کی فرصت نہ پاؤ گے بادشاہ اسلام نے ایلچی کو نکلوا دیا کہا جا کر اُن بدمستوں سے کہو جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کرے سرشار یہ حال سنکر جامہ سے خوش ہوا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا حکم ہوا نازنینان پریچہرہ کو لاؤ ملازم گئے چند نازنینان حور پیکر قصر مینا کو لشکر سے ڈھونڈھ کر لائے حکم ہوا ناچ گانا شروع کیا جائے سرشار مصروف عیش و نشاط ہوا نازنینان مہ جبین و مہر تمکین مصروف رقص و سرود ہوئیں ایک نازنین نے یہ غزل گائی مطلع

مبدل بے سبب کب ہو اتھا رنگ رو میرا ۔ کسی کی جستجو میں ہو دل پُر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو میں دل افگاری کی شکلیں ہیں ۔ خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا ۔ ہوا آنسو مے تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا
نہیں ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مرجانے والونکو ۔ لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا
اُمید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہے ۔ رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہوں پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے ۔ یقین ہے دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
جسے سمجھے تھا اپنا تو اُسی کو مدعی پایا ۔ کسی کو کیا کہوں دشمن مرا دل ہے عدو میرا
اُنھیں رسوا کریگا مجکو نادم غیر کو دشمن ۔ غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقوں سے چھپ نہیں سکتا ۔ جدا ہونے میں ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا
نہ دیکھیں آنکھ اُٹھا کر اس طلسم چند روزہ کو ۔ کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
اجازت تجکو دیتا ہوں خوشی سے قتل کی لیکن ۔ مناسب ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا
کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پری رو کا ۔ انھیں یاد آئیگا برسوں یہ حسن گفتگو میرا
نہ چھوٹیگا چھڑائے سے ہزاروں صورتیں ہیں یہ ۔ بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا
تسلی کے لئے احباب کہدیتے ہیں خاطر سے ۔ نہ لیگا نام بھولے سے کبھی یار خوبرو میرا
نسیم اس پری سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے ۔ بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

مصاحبین جمع ہیں دور شراب چل رہا ہے بادشاہ اسلام گوش بر آواز ہیں کہ سرشار نے طبل جنگی بجوایا شکیبار و سہراب روز ہجوم خانہ آراستہ کرتے ہیں سحر نئے نئے طور کے آراستہ کرکے طرف آسمان کے بھیجدیتے ہیں یہاں تو یہ حال ہے لیکن وہ ساحران دونوں کو لیکر ہو چلا ہفت پیکر قصر فلک اول پر مصروف عیش تھا کہ سرہنگ جادو دونوں کو لئے ہوئے ڈیوڑھیاں طے کرتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا

کہا حضور کیا عرض کرون ان کشیدہ سرون نے یہانتک شمشیرزنی کی کہ لاکھون ساتھ والے مارے گئے
انکو سرشار نے بھیجا ہی ہفت پیکر نے بعتاب خطاب کیا کہ ای بے ادب کس واسطے تمکو بھیجا تھا دشمن کو
نہ لائے دونون نے سر جھکا لیا حکم ہوا ای سرہنگ ان دونون کی زبان مین سوزن دے اور لیجاکر
زندان مصیبت خیز مین قید کر جو گنہگارون کے لئے قاعدے سے مقرر ہین وہ سب انکے ساتھ کرنا اور سردارون
کی آنکھ کھلے ساحرون نے عجب طریقے اختیار کئے ہین اپنے پر روز بروز قدرت نئی نئی تقریرین کرینگے
کہ کوئی سرکش ایسا ارادہ نہ کرے جو آپس مین جنگ ہو بندے ہمارے مفت مین مارے گئے قدرت انکو
پھر زندہ کریگی اور وہ مسلمانون سے لڑینگے سرہنگ ان دونون کو لیکر اُس قیدخانے مین آیا جہان
صاحبقران وغیرہ قید مین لائے ان دونون کو بھی وہین چھوڑا سرہنگ تو چلا گیا ان دونون
کو قیدخانے مین چھوڑ گیا زاغ سیاہ رو جو یہان نگہبان ہی وہ جو آیا ان دونون کو بھی گرفتار دیکھا
کہا ارے یہ تم دونون کو کیا ہوا کیا خلاف خداوند تمسے سرزد ہوا کہ جو اس بلا مین مبتلا ہوے یہ قیدخانہ
برائے مسلمانان تعمیر ہوا ہی تم یہان کیونکر رہ سکو گے یہان کی جفا سے گھبراؤ گے عیوق تاجدار نے
کہا ای زاغ سیاہ رو ایک دن وہ تھا کہ ہم تم سب ساتھ رہتے تھے آج ہم اس بلا مین مبتلا ہوے
ایک یہ احسان کرو ہماری زوجہ نسیم سبک رو مکان پر ہی اُس سے کہلا بھیجو وہ ہماری رہائی کی تدبیر کریگی
زاغ نے قبول کیا باہر جب آکے بیٹھا کنیزان نسیم کسی کار ضروری کو اسوقت آئی تھین زاغ نے انکو بلایا
کہا کہ نسیم سے جاکر اطلاع کرو کہ شوہر تمھارا عیوق زندان مصیبت خیز مین گرفتار ہوا جو کچھ ہو سکے فکر رہائی
کی کرو کنیزین یہ سنکر روتی پیٹتی سامنے اپنی ملکہ کے آئین کہا ای ملکہ عالم آپکے شوہر صاحب مقابلہ مسلمانان
مین گئے تھے نہین معلوم کیا خطا کی کہ گرفتار زندان مصیبت ہوے ہین جس مقام پر مسلمان قید ہین وہین انکو بھی قید
کیا ہی یہ حال مصیبت مآل سنکر نسیم بہت روئی کہا اے اجو مین کیا کرون شوہر میرا بری مصیبت مین [illegible]
نشاط کا عادی ایسا نہ ہو صدمات سے قیدخانے کے جان دیدے خداوند نے برا ستم کیا [illegible]
جاکر فریاد کرون آخر سوچی کہ اپنے کو قیدخانے مین پہنچاؤن شوہر سے ملاقات کرون حال پوچھون کہ
کیا خطا ہوئی جسکی یہ سزا ہوئی [illegible]
ہوئی نگاہ اٹھا کے دیکھا شوہر ایک گوشے مین [illegible]
کے زنجیرین [illegible]

اب رہائی نہ ہوگی عیوق شرما کے سر جھکا لیتا ہی نسیم نے جو آسمان سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی آسمان سے
اتری قید خانے مین آئی شوہر کو اشارہ سے الگ بلایا پوچھا کیون صاحب یہ کیا آفت ہی یہ کون ساحر ہی جو تمسے برابر
کلام کرتا ہی عیوق نے زور و کر وجہ سے سب حال اپنا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر قید سے رہائی پاؤن تو اس
ساحر کے ٹکڑے اڑاؤن اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی نہ استقبال کو آیا نہ براے تعظیم اٹھا یہی باعث فساد
ہوا قدرت نے سرشار و سرہنگ کو بھیج دیا تم جا کر قدرت سے عرض کرو شاید رحم آجائے نسیم قید خانے سے نکلی
دربار ہفت پیکر مین آئی براے سجدہ جھکی ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئی کہا یا خداوند جو میرے شوہر سے خطا
ہوئی اُسے معاف فرمائیے رہائی کا اُسکی حکم ہو ہفت پیکر نے کہا ای نسیم ان دونون نے وہ بے ادبی کی کہ
کئی لاکھ بندے ہمارے انکی وجہ سے مارے گئے سات برس کی قید مقرر کی تھی تیری عرض معروض کی یہ
تاثیر ہوئی کہ قدرت کا دریاے رحمت اس وقت جوش مین ہی بدلے ایک ایک سال کے ایک ایک
مہینہ ہوا بعد قتل مسلمانان اُسکی رہائی ہوگی نسیم نے کہا یا خداوند وہ عیش پسند ہی یہ جفا اُس سے نہ
اُٹھیگی سات مہینے تو بہت ہوتے ہین اس ہفتہ مین سر ٹکرا کے جان دیگا ہنگام نیلی پوش نے بڑی
بے ادبی کی نہ براے استقبال آیا نہ براے تعظیم اٹھا یہی باعث فساد تھا ہفت پیکر نے کہا ہنگام
بھی عہدۂ جلیل رکھتا ہی کیون براے استقبال آتا نہ اُٹھا تھا نہ اُٹھا انکو صبر چاہیے تھا ہمکو آکر اطلاع کرتے ہم
اُسکا انتظام کرتے آپس مین لڑنا کیا بس اب جا کر بیٹھو بعد سات مہینے کے جب ہنگامے طلسم کے موقوف
ہونگے تب رہائی ہوگی نسیم یہ حکم سنکر رنجیدہ پلٹی دروازۂ سبز قصر کے ہنگامہ خداوندونکا دیکھتی ہوئی کہ ایک
لقا ہی اور ایک طرف زرجد شاہ ساحری جمشید اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نسیم سب کا تماشہ دیکھتی
ہوئی طرف اپنے مکان کے چلی صبح کا وقت تھا ہوا جو ٹھنڈی چلی اور زیادہ بلند ہوگئی دور ایک صحرا مین دیکھا
ایک لشکر گران مقیم ہی کچھ ساحر بھی پھر رہے ہین ساحرون کو دیکھکر سمجھا نا الاعداد سیمتن و سیماب و آفتاب یہ
سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوے کچھ صلاحین کر رہے ہین نسیم انکو دیکھکر اُتر آئی سیماب سے
زیادہ ربط و ضبط تھا اُسکو سلام کیا کہا ای سیماب یہ لشکر کسکا ہی تم لوگ کس حال مین ہو اس لشکر کو لیکر
کہان جاتے ہو سیماب نے کہا رستم پیل تن فرزند صاحبقران براے فتاحی طلسم ہفت پیکر جاتے
ہین ہم لوگون نے کتابون مین مکرر دیکھا قدرت نے خود تصویر رستم کی دیکھی کتہا سے پارسینہ مین لکھ گئے
کہ یہ جوان فتاح طلسم ہی ہم لوگ اُس شہریار کے ساتھ ہین جس مقام پر پہونچے اُس کو فتح کیا کلاہ ہفت گوشہ

حاصل ہوئی نسیم نے کہا ہمکو خدمت شہریار مین لیچلو ہمارا شوہر بلا وجہ قید ہوا جو کدورت کا وش ہو سکے ہم بھی
کرین وہ بھی کرین ہفت پیکر مغرور سے کس کس طرح مین نے کہا اُسنے میرے شوہر کو نہ رہا کیا سیماب وغیرہ
نے نسیم کو تسکین دی کہا رہائی صاحبقران کی تدبیر ہو رہی ہے اگر کوشش کروگی اسی حیلہ سے تمہارا شوہر
بھی رہائی پائیگا سب نے نسیم کو ساتھ لیکر دربار رستم مین پہونچایا نسیم نے وہ دربار گہربار دیکھا کہ رستم
کلاہ ہفت گوشہ سر پر حرز ہیکل گلے مین دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہین گرد تمام سردار حاضر ہین سیارہ
پشت پر مگس رانی کر رہا ہے حاجب و دربان چوبدار اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین نسیم جاہ و جلال رستم دیکھکر
دنگ ہو گئی سیماب وغیرہ نے سلام کرایا نسیم نے پایۂ اقدس کو بوسہ دیا غم ہین شوہر کے ملول و حزین تھی
بے اختیار رو دی عرض کی اے شہریار کنیز فریادی آئی ہے فردوس برکف بیش تو امی ظل الٰہ آمدہ ایم دا بسایۂ رحمتی
و ما بپناہ آمدہ ایم بجان و دل و جان اطاعت دین اسلام کرتی ہون میرے شوہر کی رہائی کی تدبیر ہو ورنہ وہ
بڑا نازک مزاج صاحب تخت و تاج ہے قید خانے مین ہلاک ہو جائیگا ایک افسر ذلیل اُسکی ہفت پیکر برابری
کرتا ہے چونکہ زوال اُسکا درپیش ہے اتنا بڑا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست اسپ حماقت سوار
کہ تاجدار کا خیال نہین سر دربار جواب دیا کہ وہ بھی افسر اعلیٰ ہے کجا مرتبہ تاجدار کجا ایک سپاہ سالار اس
جرم پر قید کیا ہے کہ آپس مین کیون لڑے رستم نے فرمایا اے سیماب انکو ٹھہراؤ مقام رہنے کا دو صلاح
مین جیسا مناسب ہوگا ویسا کیا جائیگا نسیم کو اُتارا سیماب نے کنیزین واسطے خدمت کے دین
عمدہ بارگاہ رہنے کو ملی شب کو جو دربار ہوا کاہن نے دست بستہ عرض کی اے فتاح طلسم آپ
صاحب اقبال ہین اگر مناسب ہو تحفہ جات غضنفر نسیم کی معرفت بھیجے جائین حرز ہیکل و اسم اعظم بھی
صاحبقران کا پاس صاحبقران کے پہونچے وہ بلوہ کرکے قید خانے سے نکلین شوہر کو بھی اسکے
رہا کرین رستم نے فرمایا نسیم کو بلاؤ نسیم سامنے آئی کاہن نے کہا اے نسیم تمہارے شوہر کے رہائی کی تدبیر
ہے ہم تمہارے ساتھ چلین صاحبقران کو اسم اعظم پہونچے حرز ہیکل گلے لگے مین پڑے تحفہ جات
غضنفر غضنفر کو دیئے جائین فوراً صاحبقران قید خانے سے نکلین تمہارے شوہر کی بھی رہائی
ہو نسیم نے عرض کی مین موجود ہون جس طرح ارشاد ہو بجا لاؤن شوہر کے واسطے اسقدر ملول ہون
کہ جو ارشاد ہوگا وہ بجا لاؤن گی کاہن نے کہا مین ساتھ جاؤن جنگ کرتا ہوا ساتھ اُنکے نکلون جب
صاحبقران نکل آئین ہم تو ملازمان حضور ہین آپ ہی کے ساتھ رہینگے اشارے سے یہ بھی کہا کہ

تحفہ جات نایاب بخیر کے ہاتھ میں ہونگے دین میں اپنے ہاتھ سے جا کے شیشہ توڑون حرز ہیکل کو جا کر
صاحبقران کو پہناؤن غضنفر کے تحفے غضنفر کو پہونچاؤن سب نے اس راے کو قبول کیا نسیم
آراستہ ہوئی کاہن تحفہ جات مذکور لیکر ساتھ ہوا نسیم کاہن کو لیکر چلی رستم شتر گر میں لیکن نسیم کاہن کو
ساتھ لئے ہوئے صبح کا وقت ہے زاغ سیاہ رو دروازے پر قید خانے کے بارہ ہزار ساحرون سے
بیٹھا ہی تھا ایک آواز آئی او سنناتا ہوا اسنے سر اٹھایا دیکھا ایک لالہ ابر ہوا اسکو اڑائے ہوئے لاتی ہے
زاغ نے کہا کوئی ساحر زبردست آتا ہے یہ کہکے ایک گولہ مارا لالہ ابر پھٹا دیکھا نسیم اور آفتاب فلک سیر
اس ابر میں چھپے ہوئے بیٹھے ہیں زاغ سیاہ رو نے للکارا او آفتاب فلک سیر تو تو باغی ہوا
کہان آتا ہے کیا آپ سے گولہ مارا زاغ نے کل فوج کو آواز دی ان دونون کو گرفتار کرو بارہ ہزار
ساحر اسباب سحر لیکر آگے نسیم نے دیکھا غضب ہوا اگر یہان سے لڑائی پڑی تو صاحبقران تک کیونکر
پہونچینگی کہان سے گری ٹھہر کر زرا گئی کہیں دستک سی دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر گرنے لگے کئی ہزار ساحر
گر کر مر گئے زاغ سیاہ رو نے پکار کہا نسیم تیری سزا کیا ہے نسیم نے جواب دیا تیرے قتل کو آئی ہون بہتر
ہے کہ سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ قضا تیری دامنگیر ہے زاغ حیران ہوا کہ جیسے اور نسیم سے کہا پکڑی اچھی یہ
میری کیون دشمن ہوئی کئی گولے نسیم پر مارے نسیم نے گولے کاٹے زرا زاغ سیاہ رو غافل ہوا تھا
نسیم نے زمین پر آکر ایک دستک دی پکار کر آواز دی ای صبا سے شکر و کیا ہوا چلی زاغ سیاہ رو
آمادہ حرب و پیکار ہے یہ کنیز چاہتی ہے جس مطلب کو آئی ہے وہ مطلب حاصل ہو یہ کہکر جو وہ پتھر زمین پر مارا
جھونکا ہوا کا چلا ہوا سے معتدل نہ سردی نہ گرمی ہر ساحر نے بند قبا کھول دئے بے اختیار پکارنے
لگے ای نسیم تیرے دیدار کے طالب ہیں اپنی یہ کیفیت ہے دل مشتاق ہو لو ستانی ہی یا ٹھہرنا چاہتے ہیں ہر دم
تیری بلائیں لیتے ہیں قدم کہتے ہیں گرد تیرے پھرین آنکھیں مشتاق جمال ذرا ادھر دیکھو اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

| | |
|---|---|
| اک جہان دیوانہ اس زلف دو تا کا ہو گیا | ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا |
| آپ کا ہو گیا اگر چہ خدا کا ہو گیا | راز جس پر منکشف فقر و فنا کا ہو گیا |
| ہمکو بھی اثر [illegible] قلب ہوتا ہے کبھی | عرض کر لینگے جو موقع التجا کا ہو گیا |
| خال رخ کے عشق مین مرتے ہیں عاشق سیکڑون | سنکھیا کا عالم اس جہت شفا کا ہو گیا |
| مائل نظارہ دیدار کیا ہوگی نقاب | دور پردہ جس گھڑی شرم و حیا کا ہو گیا |

سجدۂ عاشق سے او بت تجھ کو کیا حاصل ہوا
صفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہوگیا

یاد آتا ہی کہ معشوقون مین بھی تھین اگلی مین
تھا اپنے عہد مین مہر و وفا کا ہوگیا

ٹالنا منظور تھا ہر چند پہلے ہی وسے
حیلہ معقول اُس بت کو منا کا ہوگیا

ہی یہی عالم نمود یار کا تو دیکھنا
کچھ دلون مین وہ قد بالا بلا کا ہوگیا

یاد مین اُس راست قامت کی یہ کی فریاد ظلم
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہوگیا

ایسے اشعار پڑھتے ہوے ہزار ہا جادوگر طرف نسیم کے دوڑے زاغ سیاہ رو نے جو دیکھا کہ ساتھ والے محبت مین ملکہ نسیم کی اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین گھبرا گیا بہ مشکل جھولی سے گولہ نکالا جیسے گولہ مارا نسیم نے انگلی کا ٹکر خون کا چھینٹا گولے پر مارا گولہ الٹا پلٹا سامنے زاغ کے آکر پھٹا اُسمین سے دھوان نکلا دھوان گرد زاغ کے پھرا اور آسمان پر جا کے غائب ہوا کہ زاغ نے گریبان پھاڑا خاک منھ پر ملی اور کہا کہ اے ملکۂ عالم میری جان پر بنی ہی اُمیدوار ہون کہ ایک نگاہ ادھر بھی دیکھیے اپنی عجب کیفیت ہی نظم

مین تو قائل ہون عشق کامل کا
سر پہ احسان ہی تیغ قاتل کا
پاس حور جنان جو آ بیٹھے
صاف ہی آئنہ مرے دل کا

مرتبہ اور ہوگیا دل کا
خوف روز شمار لازم ہی
دل نہ مائل ہو تیرے مائل کا
جان تک مانگے گر تو دون حیدر

کیا سبکدوش کر دیا مجھکو
دینا ہوگا حساب تل تل کا
اسمین مطلق نہین غبار کو راہ
دل نہ توڑون کبھی مین سائل کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے نسیم کے آیا کہا اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن فوج والوں کو آواز دی ٹھہر جاؤ ان لوگون پر سحر نہ کرو ہم اسکے تابعدار ہین جو ارشاد کریگی بجا لائینگے بس اب لڑائی موقوف ہو حکم بجا لانے مین مصروف ہو سب رک گئے نسیم نے کہا اے زاغ سب کو لیکر خدمت خداوند مین جاؤ کہنا نسیم و کاہن برسر قیدخانہ گئے ہین صاحبقران کو چھڑانے گئے ہین یہ سنتے ہی زاغ نے دست بستہ عرض کی ابھی حکم بجا لاتا ہون چھ سات ہزار ساحر ساتھ لیکر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف ہفت پیکر کے روانہ ہوا مگر مبہوت لب پر مہر سکوت کبھی آہیں بھرتا کبھی مسکراتا ہی روے زیبا کو یاد کرکے کبھی چیخین مارتا ہی پکار رہا ہی اے ملکہ عالم آپ کے غلام کی جان جاتی ہی آکر روے زیبا کو دکھلا دیجیے یہان بعد جانے زاغ سیاہ رو کے نسیم و کاہن اندر قیدخانے کے آکے فضا سے کار رہا دیکھا والان مین غضنفر بن اسد دیوانہ وار بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکار رہے ہین ار۔۔۔

ہفت پیکر کہان ہی سامنے مردان عالم کے نہین آتا اگر آئے تو حال معلوم ہو منم شاہزادہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی نسیم نے نام جو غضنفر کا سُنا کاہن سے اشارہ کیا کہ اِنکے تحفے انکو دیجیے کاہن نے بڑھکر انگشتر مہر و ماہ ہاتھہ مین پہنائی سب قید ٹوٹ کر گری تیغہ زرین شگاف کمر مین باندھا چست کرکے غضنفر پشت مرکب بادپا پر سوار ہوے آواز دی ای فرزندان بدر روید وقت آگیا دیوانون نے جو آواز اپنے آقا کی سُنی زنجیرین توڑ توڑ کر دوڑے اسی ہزار دیوانہ گرد غضنفر کے آیا غضنفر بوق ترکی بجاتا ہوا قید خانے سے نکلا ہر چند کاہن نے پکارا ذرا حضور ٹھہر جائیے مین صاحبقران کو رہا کرون تو پھر اختیار ہی یہ کب سُنتے ہین کاہن بڑھا قریب صاحبقران کے پہونچا شیشہ اسم اعظم کا توڑا امیر حمزہ صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا حرز ہیکل گلے مین پڑی امیر حمزہ صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

| | | |
|---|---|---|
| شعلۂ شمشیر سان شمع جگر سوز من | گرمی بازار عشق از لف خون من ست | بر سر دار فنا خانہ غوغاے من |
| باک نہ دارم ز دار چوب ستون من ست | خانہ تاریک تنگ بستہ بہ زنجیر عشق | بشکنم این بند را وقت جنون من ست |

قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑکر پھینکدیا صاحبقران کا اُٹھنا سرداروں نے قیدین توڑین سب کے سب اُٹھے صاحبقران نے فرمایا ای اسد نامدار تمھارا بیٹا نکل گیا اسد نے کہا وہ مرد دیوانہ ہی جو اُسکے ذہن مین آیا وہ کرگذرا جانے دیجیے صاحبقران لشکر کو ساتھہ لیکر پانچ ہزار پانچ سو ہیکل تلوارین پشت پر دست راست پر لنڈھورین سعدان دست چپ پر مالک اس رنگ سے صاحبقران جاتے ہین غضنفر بوق ترکی بجاتا ہوا سب کے آگے لیکن زاغ سیاہ رو جھومتا ہوا اشعار عشق آمیز پڑھتا ہوا نام نسیم زبان پر شہر مین داخل ہوا لوگ پکارتے ہین ای زاغ سیاہ رو خوب رنگ مین بھر رہے ہو کسیکے عشق مین مبتلا ہو نسیم کون کسکی ہوا مین ہو اسقدر ہوا نہ باندھو زاغ سیاہ رو تو یون جاتا ہی سب قیدیون کے نکل جانے کے بعد نسیم سیاہ رو قریب اپنے شوہر کے آئی زبان سے سوزن نکالا عیوق تاجدار نے قید توڑی ہنگام نیلی پوش پر جا پڑا ایک طمانچہ مارا سر ہنگام کا اُسی وقت اُڑگیا مار کر ہنگام کو زن و شوہر عقب مین صاحبقران کے چلے نسیم سیاہ رو نے کہا صاحب انھین کی چل کے اطاعت کرو جنکے تصدق مین تمنے اس زندان مصیبت سے رہائی پائی عیوق تاجدار نے پوچھا کسکی اطاعت کرین نسیم سیاہ رو نے کہا رستم پیلتن جنکو کتابون مین ہفت پیکر نے لکھدیا کہ یہ طلسم کشاے اصلی ہی طلسم کشائی اُنپر ظاہر بھی ہو چکی کلاہ ہفت گوشہ ہاتھہ

آئی کیسے کیسے مقام احتیاط پر تھی ساحر کیسے کیسے ساتھ ہین جنہین کا ایک یہ دلیر شیر بیشۂ ہفت پیکر رستم وقت آفتاب فلک سپہر ہوا ایسے ایسے ساحر زبردست ساتھ ہین کہ زمین ہلا دین یہ مدد اُنکے خدا کی طرف سے ہوئی کہ اُنکے بزرگ چھوٹے اب زمین کو ہلا دینگے انہین کے حکم سے آ کے صاحبقران زمان کو رہا کیا جب وہ کسی جانب چلے جائینگے تو ہم خدمت مین رستم کی رہینگے اُنکے ساتھ شریک ہوکر طلسم کشائی کرینگے شاید ہماری ذات سے بھی کوئی مدد اُنکو ایسی پہونچے کہ طلسم کشائی مین نفع ہو زرہ ہفت جوش و تیغۂ ہفت جوہر کی تلاش ہے لوح طلسم کو سُنتے ہین معدوم ہے شاید اُسکا پتہ کچھ ہماری ذات سے ملے تو مطلب نکلے اس طرح جو نسیم نے عیوق تاجدار کو سمجھایا کہ میرا اُنکی خدمت مین پہونچنا اور تمھاری رہائی کی صورت کا ہونا اُنکی ذات والاصفات پر موقوف ہوا تمھاری قید کا حال سُنکر بیقرار ہوگئے کاہن طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تم اُنکے ساتھ جاؤ اور عیوق تاجدار کو رہا کرکے لاؤ اگر اُنکی مدد نہ ہوتی تو تمھاری رہائی ناممکن تھی اصل امر یہ ہے کہ اُنھین کی عنایت سے تمھاری رہائی ہوئی ورنہ حکم سے ہفت پیکر کے سات مہینے کے بعد ہوتی اس طرح سے جو نسیم سبک رو نے اپنے شوہر عیوق تاجدار کو سُنایا اور اعزاز اور اکرام و حشم و خدم و جاہ و جلال و شوکت و ہمت رستم کی لفظاً لفظاً بیان کی پھر تو عیوق تاجدار بھی راضی ہوا عقب مین صاحبقران زمان کے خوشی خوشی زن و شوہر دونون چلے زاغ جو عشق مین ملکہ نسیم سُبک رو کے ڈھونڈھتا ہوا سارے شہر کو طے کرکے در ہفت پیکر پر پہونچا درگہ سالار نے پوچھا میاں صاحب کہان جاؤگے زاغ سیاہ رو نے جھلّا کر جواب دیا سامنے اُس مکّار کے جائینگے جسنے اپنا نام خداوند ہفت پیکر مقرر کیا ہے آج حال کھل جائیگا درگہ سالار نے کہا اے زاغ سیاہ رو کچھ دیوانہ ہوا ہے قدرت کو مکّار کہتا ہے قدرت آسمان اول پر موجود ہین ابھی تجھکو سنگ سیاہ کر دینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اُسکی کیا مجال ہے کہ ایک عضو بھی میرا سیاہ کر سکے یہ کہکے فرق زنجیر کو توڑا چاہا اندر مکان کے گھس جاؤن فلک اوّل پر پہونچون درگہ سالار اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے زاغ سیاہ رو در دولت پر قدرت کے سرکشی نہ کرو تم ٹھہرو ہم جا کر قدرت سے عرض کرین جیسا حکم ہوگا ویسا کرینگے زاغ سیاہ رو نے کہا اچھا جاؤ درگہ سالار اندر چلا جب درگہ سالار نظرون سے ناپدید ہوا زاغ سیاہ رو بھی اندر مکان کے گھس گیا پیچھے درگہ سالار کے

آسمان اول پر پہونچا پکار کر آواز دی اونکا تخت خدائی پر خداوند بنکر بیٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی
یا تو ہفت پیکر سردارون سے باتین بگھار رہا تھا یہ آواز جو سُنی سر اُٹھا کر کہا ارے تو کون ہی جو
مقابلہ قدرت مین ایسے کلام کہتا ہی زاغ سیاہ رو نے چاہا کہ پر پرواز پیدا کرکے اس مکار
غدار ہفت پیکر پر جا پڑون ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ زاغ سیاہ رو کے دو ٹکڑے
ہوے ساتھ والے جو باہر کھڑے تھے اُنپر بھی بجلی برابر گرنے لگی جسپر بجلی گری اُسکے دو ٹکڑے
ہوے تھوڑے سے ہی عرصہ مین چھ ہزار ساحرون کو جلا دیا درگہ سالار کھڑا کانپ رہا ہی ہفت پیکر
نے کہا او درگہ سالار نا ہنجار تو نے اسکو نہ روکا سامنے قدرت کے ایسی بے ادبی کی دریافت کرو
کس حال مین تھا کہا حضور مین نہین جانتا ہفت پیکر نے طرف نعش کے دیکھا پکار کر آواز دی
او بدکار تالا ہر کر تو اسقدر کیون بے ادب ہوا کیون اپنی جان دی نعش سے آواز آئی کہ یا خداوند
ملکہ نسیم اپنے شوہر کی رہائی کو آئین صاحبقران کو رہا کر لیا سب رہا ہوکر نکل گئے مجھے
نسیم نے بھیجا کہ جا کر ہفت پیکر کو خبر کردے اور اُسکا سر لا میرا تیرے سامنے کچھ زور نہ چلا یہ سنکر
ہفت پیکر نے حکم دیا ان گنہگارون کے لاشے مزبلے پر پھکوا دو زاغ و زغن انکو کھا جائین لاشے
بھی اُنکے مصیبت اُٹھائین کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ صاحبقران کو جا کر گرفتار کرے اور اُسکے
ہمراہیون کو لائے جو ساتھ ہو اُسکا بھی علاج کرے یا قدرت خود تکلیف فرماوین اُسکے
پہلو مین ایک دنگل پر کھیا سے مردار نواز بیٹھا ہی دنگل سے اُٹھا عرض کی یا خداوند غلام جاکے
سب کو لاتا ہی چار لاکھ فوج کا افسر ہون سب کو لیجاؤن حکم ہوا سات جنگل فوجون سے بھرے
ہین جسقدر تو چاہیگا اُسی قدر فوج تجکو ملیگی کھیا سجدہ کرکے اُٹھا باہر آکے آواز دی سب فوج
میری آجاے چار لاکھ ساحر چہار طرف سے آکر جمع ہو گئے سب کو لیکر چلا درہ کوہ پہ سے آکر دیکھا
ایک جوان کمسن گھوڑے پر سوار اسی ہزار دیوانے پس پشت حرکات لغو کرتے ہوے آتے ہین
کھیا نعرہ کرکے چاہا جا پڑا کشتہ کرون غضنفر جو سنبھلا بوق ترکی کمر سے نکال کر بجایا آواز دی
ای قزاقان نرسیدہ و کشندہ قزاق ساحرون پر جا پڑے اب جو گھوڑے دوڑاتے ہوے جا پڑے ایک
نے سامنا کیا ایک نے پہلو سے نیزہ مارا چند نے کمانین سنبھالین تیراندازی کرنیلگے چند نے خنجر کھینچے اور خنجر
کھینچکر جا پڑے ایک نے ٹوکا ایک نے پہلو پر خنجر مارا دم مین ہزار ساحر گرائے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین

ساحر مر مرکے گرتے ہین قزاقون نے تہلکہ ڈالدیا غضنفر گھوڑے پر سوار تیغ برو ئین شگاف قبضے مین انگشتر مہر و ماہ کو چمکاتا ہوا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیئے پچاس ہزار ساحر پامال کیئے تھے کہ کیمیا بھاگ کر ایک درّۂ کوہ مین آیا کچھ بوٹیان پتیان لوح کے باہر نکالا وہ پتیان پھینک مارین جیسے ہی وہ منتشر ہوئین قزاق گھوڑون سے گرنے لگے غضنفر کی بیتابی ہر ایک کے قریب پہونچتا ہی انگشتر چمکاتا ہی ایک کو بچایا دس گرے کیمیا تین مرتبہ درّۂ کوہ مین گیا پتیان لوح سے لایا لشکر غضنفر پر پھینک مارین تیسری بار مین غضنفر نے پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے گھوڑون سے گر پڑے گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے ہین چاہتے ہین کہ راکب کو پامال کرین راکب اپنے کو بچاتے ہین حربے ہاتھون سے گر پڑے پانؤن مین اُٹھنے کی طاقت نہین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانؤن سے ثابت قدمی جدا دل دھڑک رہا ہی اپنے قابو مین نہین دل گویا پہلو مین نہین غضنفر یکہ و تنہا بچا تا پھرتا ہی اسّی ہزار جوان ہمراہی کے گھوڑون سے گرے کس کس کو بچائے بیقراری مین پکار اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اپنے بندون کو اس آفت سے بچالے نظم

در نظرہا رونما صورت ز ہر منظر یکے است | جلوہ گر نقشہ ز ہر دیوار و در و در یکے است
کار فرمائی جہان سلطان بحر و بر یکے است | حاکم اقلیم شرق و غرب خشک و تر یکے است
ہر رخ ہر نقش یک نقاش جلوہ میدہد | ظاہر از ہر جلوہ تصویر صورت گر یکے است
اندرین گلزار رنگ و بوے ہر گل واحد است | اندرین گنجینہ آب و تاب ہر گوہر یکے است
خار و گل یکسان بود در دیدۂ وحدت پرست | پیش مردان موحد قدر خاک و زر یکے است
ہست بر یک منحصر کار زمین و آسمان | انتظام و اہتمام زیر و بالا بر یکے است
ہر حساب اندر حساب خود شدند از یک آشکار | ہر رقم ہر ہندسہ ہر شکل نہان در یکے است
در کمالات جمال و خوبی ذات و صفات | از ہمہ بہتر یکے از جملہ بالاتر یکے است
بر امیران آمر و بر حاکمان فرمان روا | بر شہان شاہنشہ و بر سروران سرور یکے است
کاتب سر خط عالم صاحب لوح و قلم | اہل دیوان منشی تقدیر و سر دفتر یکے است
بے ہمال و بے مثال و بے نظیر و لا شریک | طیب و پاک و طہور و طاہر و اطہر یکے است
غم مخور رہندی کہ در ہر کار توضیح و مسا | حامی و مشکلکشا و ناصر و یاور یکے است

بیقرار ہوکر جو غضنفر نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑی صاحبقران آکر پہونچے دور سے جو غضنفر کو اس حالت مین دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ باش ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

امیر آکر اس فوج ہزیمت موج پر گرے جملہ سردار نعرے کرکے آپڑے عقب مین نسیم و آفتاب و عیوق جو آتے تھے دیکھا کہ یہ معرکہ ہی نسیم نے سر اٹھا کے دیکھا آفتاب سے کہا کہ میان کیمیا صاحب آئے کشتہ ہونگے انکے لئے یہی اکسیر ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے جا پڑے اب بچنا دشوار ہی لیکن وقت مدد ہی یہ کہکے نسیم بڑھی دستک دی عیوق نے بڑھ کر گولہ مارا آفتاب نیر اعظم بنکر چمکا ساحرون کے پیچھے جلنے لگے نسیم نے جو دستک دی ہوا کے جھونکے چلے ساحر سر ٹکرانے لگے عیوق نے جھوم جھوم کر سیکڑون کو مارا جسکو پکڑا چیر کر پھینکدیا ہزارون سحر کرتے ہوئے چلے کیمیا نے جو دیکھا کہ لشکر پامال ہونے لگا امیر نے جو بآواز بلند اسم اعظم پڑھا ہمراہیان غضنفر گھوڑون پر سوار ہوئے مصروف جنگ ہین امیر جنگ رستمانہ کرتے ہوئے اسم اعظم بآواز بلند پڑھتے ہوئے ہمراہیان غضنفر صدائے اسم اعظم سنکر ہوشیار ہو چکے ہین گھوڑون پر سوار ہوتے ہین اپنے آقا کی پس پشت جمتے جاتے ہین غضنفر نہنگانہ رستمانہ شمشیر زنی کر رہا ہی اکثر سرداران صاحبقران کو جو کیمیا آتے ہوئے دیکھتا ہی سحر کرتا ہی وہ سردار گھوڑون سے گرے امیر کا نام لیکر آواز دی کہ ای شہریار غلامون کو بچایئے امیر نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا ان سردارون کو سنبھالا مرکبون پر سوار کیا وہ پھر مصروف جنگ ہوئے چہار جانب یہی کد و کاوش ہی ہی کوشش ہی کہ اپنے آقا کو قریب کیمیا پہونچائین ایک طرف سے غضنفر جنگ کرتا ہوا آتا ہی کئی مقام پر کیمیا کو للکارا کیمیا نے خیال بھی نہ کیا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ کیمیا سحر کرتا ہوا جاتا ہی وہین سے للکارا کہ او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد ہمارے سامنے تو آ کیمیا پلٹ پڑا کئی گولے مارے ماش کے دانے اچھالے آگ برسائی تلوارین گرائین غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی گھوڑے سے لڑتا ہوا قریب کیمیا کے جاتا تھا پہونچے کہ فوج والون نے باوہ کیا بیچ مین آگئے غضنفر انسے لڑنے لگے صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ غضنفر کو لاکھون جادوگرون نے گھیرا ای زنجیرین

اور کمندین لیکر چلے ہین چاہتے ہین کہ گرفتار کرلین غضنفر کی تنہائی دیکھکر بیقرار ہوگئے وہین سے نعرۂ شیرانہ
کرتے ہوے اُس غول پر جا پڑے ایک طرف سے جو اسد نامدار نے اپنے بیٹے کا یہ حال دیکھکر بیقرار ہوکے
نعرہ کرکے اُس غول پر گرے اِنکے ساتھ والے لڑتے بھڑتے ہوے ابراہیم بن مالک وغیرہ اِس
ترکیب سے آگرے کہ غول کے غول پراگندہ کئے لڑبھڑ کے غضنفر کو اُس بلوے سے نکالا کرب
نے بھی آکر مدد کی پہلوان عادی بھی اُسی مقام پر آگرلڑے کرب فرماتے ہین غضنفر کیا جوان ہی
اِسکی جرأت کی تعریف کرنا واجب ولازم ہی یہ شیر تو اسد سے زیادہ طرّار و فرّار ہی کون اِس سے
مقابلہ کرسکتا ہی اکیلا کس دھوم سے لڑا مجمع کو متفرق کیا سب شیر اُسی مقام پر لڑرہے ہین غضنفر
نے جو اپنے بزرگون کو قریب دیکھا شمشیر زنی کرتا ہوا الگ ہٹا اپنے غول کو جمع کرتا جاتا ہی قصد ہی کہ
لڑبھڑکر نکل جاؤن ایسا نہو کہ بزرگ نہ جانے دین اپنے غول کو لیکر کنارے ہوا کئی مرتبہ اسد نے
پکارا کہ ای فرزند ٹھہر جاؤ غضنفر نے دور سے سلام تو کرلیا بات کا جواب نہ دیا گھوڑا اُڑاتے ہوے
ایک طرف نکل گئے اسد ناچار پلٹے ساتھ کے سردارون سے کہا کہ دیکھو بات کا جواب نہین دیتا
سلام کرلیا یہی بڑا احسان ہوا یہ فرماتے ہوے مصروف جنگ ہین صاحبقران لڑتے ہوے سامنے
کیمیا کے پہونچے للکارا کہ او ساحر مکّار آکے مقابلہ کر کیمیا گولے مارتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا اُنکی
ہاتھ تلوار کے مارے تلوارین امیر پر گرین خنجر چمکے مگر امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب پہونچگئے ہاتھ تیغ عفرہ
کا مارا سپر سحر کیمیا نے اُٹھا دی برق شمشیر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے کیمیا ہاتھ سے صاحبقران کے
مارا گیا آندھی سیاہ چلی ایسا اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا تمام سردار گھبرا گئے سیکڑون نا
اہالی فوج ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوے بعض گھوڑون سے گرے بعض کے گھوڑے بدلگام میدان کرتے ہین
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن کیمیا ہے سردار خونخوار بود ساتھ والون نے جو افسر کا لاشہ دیکھا
چاہتے تھے کہ صاحبقران کو مارلین صاحبقران نے جم کر شمشیر زنی کی سب فرزند بھی اُسی مقام پر آگئے
آخرکار شکست کھا کے لاش اپنے افسر کی اُٹھائی شکست فاش کھائی روتے پیٹتے بھاگے نسیم و عیوق [illegible]
آفتاب خدمت صاحبقران مین آئے عرض کی کہ خدا آپ کو مظفر و منصور کرے رستم نے آداب تسلیمات
عرض کیا ہی انھین کے حکم سے آئے انھون نے یہ اشیا بھیجی ہین غلام خدمت مین لیکر آئے فیروزہ بن [illegible]
جو قید سے چھوٹا ہی اسکو خدمت مین اپنے آقا کی جانا چاہیے فیروزہ بن عمرو اُسی وقت پتہ پوچھ کر [illegible]

سعد یعنے ہیکان ترک و مقصود ترک و نعمان ترک مع پانچ ہزار جوان تبلاش شاہ سعد روانہ ہوے کہ پہونچنا انکا تحریر ہوگا صاحبقران نے ان جوانون کو تاکید کرکے رخصت کیا کہ سعد سے ہم سب کا آداب و تسلیمات کہنا میری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ حضور اب تشریف لائین بے آپ کے رونق تاج و تخت نہین ہی اور نسیم امیر سے یہ کہکے رخصت ہوئی کہ حضور صحراے گرداب نشان مین چلکر فروکش ہون وہان سے سرکار کو پتہ ملیگا خواجہ عمرو سے امیر نے کہا کہ خواجہ تم پاس رستم کے جاؤ کہنا کہ ای نور نظر ہمارا ساتھ ہو تو بہتر ہی آیندہ جو تقاضاے وقت ہو خواجہ طرف رستم کے چلے چونکہ عظم و شان رستم سُنا بیقرار ہو گئے تبلاش رستم روانہ ہو گئے یہ سب باتین وقت پر تحریر ہونگی صاحبقران مع لشکر و مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی طرف صحراے گرداب نشان کے چلے ہفت پیکر کو بھی اس فتح کی خبر پہونچیگی یہ بھی ضرور فتوا کریگا سب کے حال وقت پر تحریر کرونگا اب دوسرا حال لکھتا ہون

## دو کلمہ داستان حیرت بیان مہتر برق فرنگی کی عشق مین ملکہ انجم مہر طلعت کے کہ دختر نعمان زمیندار ہی خواجہ عمرو نے برق کو نظر بند کیا ہی اسکا ذکر تحریر کرتا ہون باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

| | | |
|---|---|---|
| کدھر ہی تو ای برق باران عشق | چمکتا ہی مہر درخشان عشق | کہان تو ہی ای عشق کاشانہ سوز |
| کہان تو ہی ای شمع پروانہ سوز | جلا دیتے ہین لو وہ بیباک ہی | کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی |
| جو ای عشق دریا سے ہو تجکو لاگ | نکلنے لگے صاف پانی سے آگ | مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو |
| لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو | جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین | بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین |
| تجھے ہمنے ای عشق دیکھا وہ برق | کیا بحر آتش مین عاشق کو غرق | کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو |
| اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو | جو قیس حزین نے مصیبت سہی | ہوئی عشق لیلی مین یہ بے بسی |
| کہ مجنون لقب خلق مین پا گیا | یہ سامان اُسکا ہوا برملا | سدا نجد مین جا کے تنہا رہا |
| محبت مین لیلی کے وحشی بنا | یہ دیوانہ پن خلق کو بھا گیا | نہ معشوق پایا بمشکل جیا |
| کبھی چین صحرا مین پاتا نہ تھا | کہ معشوق دلسوز آتا نہ تھا | اسی غم مین دی جان دلسوز نے |
| اسی عشق مین خوب صدمے سہے | لیا عشق نے جان فرہاد کو | نہ پہونچا کوئی اُسکی فریاد کو |

یہ آخر کو اُسنے مصیبت سہی
کہ معشوق سے آج تک دور ہی
کہ شیرین نے دی جان اُسکے لئے
کہ ظاہر ہوئی صورتِ رنج و غم
تڑپتا ہی سیماب سا عشق مین
کہ معشوق کے ذکر سے عید ہی
قہر برق کا حال تحریر ہو

کہ اس عشق مین جان شیرین گئی
یہ لکھتے ہین نکتہ نوازان عشق
جدائی کے سامان جدا ہو گئے
نیا عاشق زار شیدا ہوا
لکھون مین اُسی کا بیان عشق مین
چھُٹے قید محنت سے وہ دردمند
فراق و مصیبت کی تقریر ہو

لقب کوہکن اُسکا مشہور ہی
کہ آخر ہوا جاکے مہمان عشق
ہوے مرکے معشوق و عاشق بہم
نیا درد سینے مین پیدا ہوا
کہ برق حزین مائل ویدہی
اُسے دشت و صحرا ہین دلسے پسند

چہرہ دشت نوردان جادۂ عیاری و طی کنندگان مراحل بیقراری اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف کہ غواص بحر مصیبت نشان + نگار دچنین طرفہ این داستان + مہتر برق فرنگی کہ عشق مین ملکہ انجم مہر طلعت دختر نعمان زمیندار کے مبتلا ہی خواجہ اسکو گرفتار کرنا ئے ہین ابوالفتح وغیرہ نہایت لطف سے دلدہی کرتے ہین یہ فتح جو نصیب ہوئی برق نے زبانی عیارون کے سُنا کہ صاحبقران آمادۂ فتح طلسم ہفت پیکر ہین لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین قید خانے سے رہائی پائی طرف صحرا کے گرداب دریا نشان کے چلا جاتے ہین وہان سے طرف طلسم ہفت پیکر کے قصد کرینگے جی مین کہتا تھا کہ ہی برق اُستاد کی پرورش ہی کہ تیری حفاظت کی نظر بند رکھا ورنہ ابتک اُس صحرا سے ویران مین تڑپ تڑپ کر مرجاتا لیکن تلاش معشوق کرنا واجب و لازم ہی نگہبان سب ساتھ کے عیار ہین اُنہین سے نکلون تا در محبوب پہونچون یہ سوچ کے عیارون سے گھل مل کے باتین کرنے لگا کہا آج آپلوگون نے حقہ نہین پیا یہ کہکے چلم بھری بیہوشی اُنہین ملائی عیارون کو حقہ پلا کر بیہوش کیا قید خانے سے تڑپ کر نکلا ایک جانب بھاگا جنگل مین خاک اڑاتا پھرتا ہی اگر راہ مین کوئی دیہ یا قریہ ملا وہان جاکے پتہ لگاتا ہی جب پتہ نہین ملتا غنچۂ آرزو نہین کھلتا تو روتا ہوا وہان سے نکلتا ہی یادمین محبوب مطلوب کی کسی نخل کے نیچے بیٹھ گیا اور یہ اشعار حالت بیقراری مین بصد سوز وگداز پڑھنے لگا نظم

تجکو جو مرغوب میری شعرخوانی ہوگئی
اے پری اپنی طبیعت مین روانی ہوگئی
مین کہان عشق قد دلدار اے واعظ کہان
کیا کرون نازل بلائے آسمانی ہوگئی
سبزہ رنگی ختم ہی اُسپر کہ پوشاک سفید
زیب تن جس وقت کی فی الفور دھانی ہوگئی

اُس پری کے عشق نے اتنا کیا مجھکو ضعیف
خواب اب یوسف زلیخا کی کہانی ہوگئی

داغ اُسکا دل پہ ہے اب دل کو مٹا سکتا ہے کون
اُس خزانے پر سلیمان کی نشانی ہوگئی

آج کل کیونکر نہ ہمکو دیکھکر وہ گُل ہنسے
عشق سے رنگت ہماری زعفرانی ہوگئی

ناصحو بس بس زیادہ عشق سے بھڑکائی آگ
یہ نصیحت مجھکو پریون کی زبانی ہوگئی

میری وحشت دیکھکر مجنون بہل کر مر گیا
ناقۂ لیلی کی مجکو ساربانی ہوگئی

ہے قبول اب عشق محبوب حقیقی کا ہے عہد
بچنا اک دل کا دو دل کی جوانی ہوگئی

اِس طرح سے یہ اشعار پڑھکر ایسا گھبرایا کہ بیقرار ہوکر اُٹھا خیال مین گذرا کہ قصبۂ نعمانیہ مین چلکر دریافت کرو شاید حال معلوم ہو یہ سوچ کر بھاگا قصبۂ نعمانیہ مین آیا صورت بدلے ہوئے دیکھا گانون کا بازار ویران پڑا ہے دریافت کیا معلوم ہوا کہ کوئی ساحر مشکور جادو وہ ملکہ انجم مہر طلعت کو گرفتار کرکے لیگیا ہے اُسنے نعمان کو پیغام بھیجا ہے کہ تمھاری دختر میرا وصل نہین قبول کرتی آپکے دختر کو سمجھاؤ وہ مرتبہ تمھارا کرون کہ شاہان دربند رشک کرین وہ گئے جاکر سمجھایا بیٹی نے نہ مانا اُسنے دونون کو قید کیا ہم لوگ نہین جانتے مشکور کس مقام پر ہے مالک ہمارا قید ہوگیا قصبہ ویران ہے زراعت مین فرق آیا سب اہل قریہ پریشان ہین برق یہ حال سُنکر قریے سے نکلا تلاش مین مشکور کی چلا جس مقام پر ساحر کا مکان دیکھتا ہے دریافت کرکے آگے بڑھتا ہے پھرتا پھراتا ایک دن ایک صحرا مین پہونچا ایک نخل کے سائے مین غمگین و ملول بیٹھا ہے سوچ رہا ہے کہ دیکھا ایک ساحر بھاگا ہوا آتا ہے پسینے پسینے دوڑا ہوا جاتا ہے برق آگے بڑھا ایک فقیر کی شکل بنکر بیٹھا دو چار حقّے وہان رکھ لئے ساحر کو آواز دی وہ ساحر قریب آیا کہا بھائی کہان جاتے ہو یہ لون چل رہی ہے اور تم اِس دھوپ مین جاتے ہو ابھی کئی آدمی اِس مقام پر گرے اہل قریہ اُٹھا کر لے گئے تم اِس دھوپ مین تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ ساحر نے کہا کہ بھائی نوکری بُری چیز ہے جو مالک کا حکم ہے وہ بجالانا ضرور ہے رنجور جادو ہمارے مالک کا نام ہے طلسم ہفت پیکر پر چڑھائی ہے چہار طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہے رنجور نے مشکور کو بُلایا ہے مین نامہ لیکر جاتا ہون حکم کیا تھا کہ آج ہی نامہ پہونچے اِس وجہ سے جلدی جاتا ہون برق نے پوچھا رنجور کس مقام پر رہتے ہین ساحر نے کہا کہ ناصح دار میرا نام ہے یہان سے پانچ کوس پر قلعہ ہے قلعۂ داغدار اُسکا نام ہے اُسمین رنجور جادو بادشاہ ہے برق نے یہ دریافت کرکے مشکور کا پتہ بھی پوچھ لیا حقّہ پلاکر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا نامہ لیا نامے کی پشت پر طرف سے

مشکور نے لکھا کہ ای برادر میرے آج کل ہوش درست نہین کہ مین مسلمانون کو کیونکر روکون چند ساعت کے واسطے ہمین سرفراز کرو یہ نامہ لیکر طرف رنجور کے چلا پانچ کوس راستہ طی کر کے دیکھا کہ ایک قلعہ سامنے ہے اور خلقت کی آمد و رفت ہی برق بلا تکلف اندر آیا سب سے صاحب سلامت کرتا ہوا دارالامارۃ پر پہونچا اندر بارگاہ کے آیا نامہ پیش کیا نامہ پڑھکر رنجور بہت خفا ہوا کہ اس کام سے زیادہ بھائی صاحب کو اور کون سا کام ہی ملک برباد ہوتے ہین ایسا نہو کہ رستم کا اس طرف گذر ہو جائے تو حال کھلے لیکن مین چلتا ہون برق نے کہا کہ کچھ زبانی ارشاد فرمایا ہی ذرا کنارے چلئے تو عرض کرون رنجور کو کنارے لایا باتین کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا اسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر باہر نکلا ساحرون سے کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ مجکو بھائی صاحب کے پاس لے چلے وزیر اٹھا اسنے عرض کی کہ غلام آپکو پہونچائیگا اکثر حضور کے ساتھ گئے ہین راستہ بخوبی یاد ہی یہ کیفیت لے چلینگے برق نے اسکو ساتھ لیا تخت پر سوار ہوے تخت اڑاتے ہوے چلے بعد پہر بھر کے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا وزیر نے کہا کہ یہی قلعہ آپ کے بھائی صاحب کا ہی تشریف لے چلیے قریب در قلعہ لاکر وزیر کو بھی برق نے بیہوش کیا ایک غار مین اسکو ڈالدیا آپ بصورت رنجور قلعے مین آیا لوگون سے پوچھا کہ بھائی صاحب کہان ہین سب شکایت کرنے لگے کہا اب تو چند سے قلعہ ویران پڑا ہی مشکور صاحب باغ مین تشریف رکھتے ہین برق نے کہا کہ ہمین چلکے وہ باغ بتادو چند ساحر ساتھ ہوے طرف باغ کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ در باغ دکھائی دیا چند نگہبان در باغ پر تھے انھون نے اٹھکر رنجور جانکر باادب رنجور نقلی کو سلام کیا کہا ٹھہر جائیے ہم شہنشاہ سے عرض کرین برق نے انکو جھڑک دیا کہا کیا ہمارے جانے کی ممانعت ہی ساحر چپ ہوے برق اندر باغ کے آیا چند خدمتگار دوڑے جاکے خبر کی مشکور سنکر گھبرا گیا کہ انجم مہر طلعت کا قفس و لعل جان زمیندار کا قفس سامنے رکھا تھا نام رنجور کا سنکر قصد ہوا کہ ان قفسون کو چھپاؤن رنجور نقلی آپہونچا مشکور نے سلام کیا برق نے آکر کہا کہ بھائی صاحب آپ کو کچھ خبر بھی ہی کہ طلسم ہفت پیکر کی کیا کیفیت ہی ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی جس ملک پر گئے اسے فتح کیا اپنے اپنے قلعون کی تدبیر کرین ہاتھ سے دشمنون کے بچین اس زمانے مین عشق و عاشقی ترک کرو مصروف انتظام ہو یہ سنکر مشکور رونے لگا کہا بھائی صاحب مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون لائق عرض کرنے کے نہین ہی جو مجھپر گذرتی ہی اسکا ذکر کیونکر کرون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین باپ کو

بھی معشوق کے بلوایا اب بھی کوئی مطلب نہ حاصل ہوا دونون کو سمجھا رہا تھا کہ آپ آگئے جب تک کوئی تدبیر اسکے وصل کی نہ ہوگی مجھسے کچھ کام نہ ہوسکیگا اگر ہوسکے تو آپ ہی سمجھائیے برق نے کہا کہ کتنی بڑی بات ہی ایک لفظ مین سمجھا دونگا خود تمپر عاشق ہوجائیگی تمھاری محبت سے مہلت نہ پائیے شراب منگوائیے ابھی ابھی تدبیر ہوتی ہی مشکور دوڑا شراب لایا برق منل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی کہ معشوق کو قفس مین قید دیکھا جلدی جام بھرا مشکور کے سامنے گیا کہا بھائی جام پیو ابھی تدبیر ہوتی ہی مشکور خوشی خوشی جام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا بھائی صاحب یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ لگ گئی برق نے کہا کہ اٹھ کر ٹہلو گرمی شراب کی کم ہو مشکور اٹھا ٹہلنے لگا اٹھتے ہی منھ کے بل گرا برق چھلاوا ہوا تھا اٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا اور پکارکر آواز دی کہ منم برق فرنگی شاگرد خواجہ عمرو نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق صحرا گزار
کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
کہے کون مکار و غدار ہون
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
تڑپ سے مری چرخ پھر ارہا
ہر ہر قدم غرب ہی شرق ہے

یہ کہکے خنجر مارا مشکور کا شکم چاک قصہ پاک کیا انجم نے جو نام برق سنا تڑپ گئین جی مین کہتی ہین کہ یہ عاشق صادق ہی کس طور سے پہونچا برق نے لعمان کو سلام کیا لعمان نے کہا کہ ای بہتر برق فرنگی تمنے بڑا احسان کیا کوئی عزیز قریب میرا ابھی تک نہین آیا تمنے اپنے کو پہونچایا برق قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ مین تابعدار ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا دونوکو قفس سے نکالا لعمان نے سحر سے ایک تخت تیار کیا برق و انجم کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف اپنے قریہ کے چلے قریہ مین آکر پہونچے لعمان نے عزیزون سے صلاح کی کہ تم سب کی خوشی ہو تو انجم کی شادی ساتھ برق فرنگی کیکے کرون ایسے وقت مین پہونچا کہ جہان کوئی عزیز قریب نہ گیا نہ کسی نے رفاقت صرف کی مشکور کے بھائی کی شکل بہ پہونچا جاتے ہی اُسکو مار لیا ایسے تیز عیار بھی لشکر اسلام مین کم ہین خواجہ عمرو اپنا قوت بازو جانتے ہین برق نے کہا کہ مین اُستاد کا نائب کہلاتا ہون جہان کہین اُستاد قید ہوے مین ہی جاکر رہا کرتا ہون سب راضی ہوے بڑی دھوم سے مانجھا پہنایا مانجھا پہنے برق تخت پر بیٹھے ہین قضاے کار مہر سپہر عیاری جو تلاش رستم مین چلے تھے اُس قریہ مین جو آئے دیکھا گانون مین باجا بج رہا ہی کچھ لوگ زعفران پوش پھر رہے ہین خواجہ نے اُنسے پوچھا کسکی شادی ہی لوگون نے کہا کہ یہان کے رئیس کی دختر کی شادی ہی پوچھا زوج کون ہی

لوگون نے بیان کیا مہتر برق فرنگی نائب خواجہ عمرو کا یہان آیا ملکہ کو مع انکے باپ کے رہا کیا اب بانجھا بہنے بیٹھے ہین خواجہ حیران ہوے کہ مین تو اسکو قیدخانے مین چھوڑ آیا ہون یہ یہان کیونکر پہونچا بچا نائب بنکر بیٹھے ہین کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک تاجر جلیل کی شکل بنے قبا ئے قلم کار زیب جسم لعل و یاقوت کی انگشتریان ہاتھ مین عصا بادام تلخ کا ٹیکتے ہوے دربارگاہ پر آیا پوچھا یہانکے حاکم صاحب کہان ہین لوگون نے بارگاہ نعمان کا پتہ دیا بارگاہ نعمان مین آئے جھک کر سلام کیا نعمان نے پوچھا خواجہ بازرگان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا میرے یہان دختر کی شادی ہی جو کچھ مال و اسباب لائے ہو ظاہر کرو عمرو نے کہا زمیندار صاحب مین لٹ گیا مین نے سُنا ہی کہ میرا چور آپکے قریے مین آیا ہی صورت یہ ہی کہ مین نے ایک لڑکے کو فرزند بنا کر پالا وہ اوباش لوگون مین ملکر خراب ہو گئی لاکھ روپئے کا صندوقچہ لیکر بھاگا ہی نعمان نے کہا ایک اور بارگاہ آراستہ ہی وہان تشریف لے چلیے جہان کہین آپکا چور ہو اُسے گرفتار کر دون خواجہ کو نعمان لیکر بارگاہ برق مین آیا برق کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا خواجہ نے جھک کر سلام کیا کہا کہ صاحبزادے اُٹھو چلو بڑھیا ماں تمھاری رو رہی ہی صندوقچہ کہان ہی جلد بتاؤ برق حیران ہوا کہ بڑھیا کون اور صندوقچہ کیسا کہا خواجہ بازرگان کسی کو پہچانتے بھی ہو یا جو چاہا کہہ دیا مین کیا جانون آپ کیا فرماتے ہین خواجہ نے کہا کہ اب باتین نہ بناؤ ورنہ گردن لونگا وہ لباس تمھارا موجود ہی جو پہن کے آئے تھے مہنگی مین تمھاری مان تمکو لیکر آئی اڑھائی سیر جو دیکر مین نے تمکو لیا جب وہ بہت روئی تو نقد بھی تین پیسے دئے آج بانجھا بن کے بیٹھے ہو اور نعمان زمیندار کے داماد بنے صندوقچہ میرا مجھے دیجئے مین چلا جاؤن پالنے کی مشقت راتون کا تیرا رونا اور بڑی بی کا اٹھکر بہلانا ہگ کے پڑ رہتا تھا برسال تک کپڑے خراب کرتا تھا پیشاب کا تجکو عارضہ تھا کیسے کیسے مین نے ٹوٹکے کئے گلی گلی تجکو لیکر پھرا لوگون سے دوا پوچھتا اب آج جوان ہو کر ساری مشقت ہماری بھلائی نعمان زمیندار کو کیسا قلق ہوا کہ مین تو اسکو برق عیار سمجھا تھا یہ تاجر کا زرخرید غلام ٹھہرا اب اگر بانجھا اتروا اُون تو دیہات کا رہنے والا ہون کہین بیٹی کی شادی نہ ہوگی قریب آکر برق سے کہا کہ اب زیادہ نہ شرماؤ سوداگر کے ساتھ جاؤ ایسا نہ ہو کہ سوداگر زیادہ بگڑے صندوقچہ اُسکا دیدو لاکھ روپئے کا مال بہت ہوا رنگ رو دیکھو متغیر ہو رہا ہی کس حسرت سے روتا ہی اُسکے رونے پر رحم کرو برق نے کہا کہ حضور آپ یہ کیا فرماتے ہین مین اس تاجر کو بالکل نہین پہچانتا ناحق یہ باتین بناتا ہی اسکو نکلوا دیجئے عمرو نے کہا سیان برق صاحب اپنا گلا

کاٹونگا تمھین یہان چھوڑ کے نہ جاؤنگا غیر زمیندار صاحب آپ نے خوب سلوک میرے ساتھ کیا مال آپ
ہی نے میرا لیا زمیندار تمھین کہا نے لگا کہ خواجہ صاحب ہین آپ کے احسان کا ممنون ہون مین اسکو سمجھا تھا
کہ عمرو کا نائب ہے تو جب خواجہ نے ہاتھ پکڑ کے برق کا کھینچا برق نے جو آنکھ ملائی قدمون سے لپٹ گیا
کہا اُستاد آئے نعمان لوگون سے کہتا ہے اب یہ راہ راست پر آیا اپنے مالک کو پہچانا برق نے کہا کہ اے
نعمان مبارک ہو میرے واسطے بڑا فخر ہوا کہ شہنشاہ اوج عیاری آگئے یہ میرے باپ ہین وہ پرورش
مجھ پر کرتے ہین کہ فرزندون سے زیادہ سرفراز کیا اگر چہ مالک کو خفا ہوے اور میری ہی بات رکھی نعمان
نے کہا کہ صاحبزادے اب جو چاہے باتین بناؤ ہر چند کہ ہمنے عمرو کو نہین دیکھا اُنکی تصویر تو دیکھی ہے وہ بتا
اصلی دکھائین برق نے کہا کہ اُستاد صورت اصلی دکھا دیجئے اشارہ کیا کہ بیٹا رونمائی تو دونگا مین پریشان
ہون کہ تمھارے لیے نامبارک نہ ہو دُلھن زندہ رہے خدا اولاد دے برق نے نعمان سے کہا
کہ کچھ نقدی منگواؤ اُستاد کے آگے پیش کرو خواجہ نے کہا کہ اپنے زمیندار سے منگواتا ہے وہ جو تونے
جا بجا لوٹ کے گاڑا ہے اُسمین سے کچھ نکال برق نے بمشکل چند انگوٹھیان نکالین خواجہ نے
وہ انگوٹھیان لین جست کی پکار کے آواز دی کہ داد آدم درویش از کل عالم مین صورت اصلی میری
مجھکو عطا فرمایئے اب جو بلندی سے اُترے سب نے صورت زیبا دیکھی نعمان ہکا بکا ہوا مگر نعمان
صورت کو دیکھکر ڈر گیا ظریف لوگ پھبتیان کہنے لگے کوئی کہتا ہے کہ بن مانس ہے کوئی کہتا ہے کہ جل مانس
ہے خواجہ فرماتے ہین کہ صاحبو مین تو خاصہ بھلا مانس ہون اب خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے برق کی تعریفین
کرنے لگے برق نے کہا کہ اُستاد شرمندہ نہ کیجئے مین غلام ہون خواجہ فرماتے ہین کہ اب تمھارے مال
کے خرچ ہونے کا وقت آیا برق کہتا ہے کہ استاد میرے پاس کیا ہے آپ کو دُلھن کو دینا پڑیگا خواجہ عمرو
کہتے ہین ہم رونمائی دینگے اتفاق سے یہان آگئے برق نے کہا کہ آپ کا تشریف لانا باعث فخر
ہوا غرض خواجہ کی نعمان نے بڑی خاطر و مدارات کی ساتھ طرف سے برق کے منہدی طرف سے نعمان
کے بڑی دھوم سے برات کی تیاری ہوئی خواجہ برق کو گود مین لیکر سوار ہوے مکان پر دُلھن کے
پہونچے بلڑ ہوا کہ دولھا کی سواری آئی ایک عورت بڑھیا گھونگھٹ پہنے ہوے گاڑھے کی چدریا اوڑھے ہوے
طشت مین پانی بھرے ہوے سامنے برق کے پھینک گئی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمیشہ دولھا سامنے دُلھن
کے پانی بھرے برق نے پلٹ کے دیکھا کہ اُستاد نہین معلوم ہوتے اور لوگ برق کو گھیرے ہوے ہین

۱۳۷

باعث یہ ہوا کہ نعمان نے کہا گوشہ پر قصبے کے قاضی صاحب رہتے ہیں انکو بلانے جاؤ خواجہ فوراً ایک
سپاہی کی شکل بنکر دوڑے مکان پر قاضی کے پہونچے آواز دی قاضی صاحب قاضی نکلے دیہاتی آدمی
پوچھتے ہیں آج کیا ہے قاضی صاحب آپکو خبر نہیں دختر زمیندار کی شادی ہے آپکو عقد پڑھنے کو بلایا ہے قاضی
بہت خوش ہوئے سمجھے کہ زمیندار زمین بھی دیگا خواجہ نے کہا آج خوشی کا دن ہے گلوری تو نوش کیجئے
گلوری اپنے پاس سے نکالکر دی جیسے ہی قاضی صاحب نے گلوری کھائی گھبراکر کہا کہ ذرا میں پائخانہ
پھر آؤں یہ کہکے اندر گئے قاضی صاحب تو دستوں میں مبتلا ہوئے خواجہ نے اوپر کی کنڈی چڑھادی قاضی کی
شکل بنکر دربار میں آئے گانا موقوف ہوا اسلام علیکم کہکے قاضی صاحب آکر بیٹھے حکم ہوا محل میں جائیے دلھن سے
قبول کرالائیے وہاں مردانہ ہوا ماں بہنیں دلھن کی پاس دلھن کے ہیں حجلۂ عروسی میں قاضی صاحب
نے آکر پوچھا مہتر برق فرنگی ابن عبداللہ کے ساتھ تمہارا نکاح مہر شرعی تین روپے آٹھ آنے پر ہوتا ہے
تم راضی ہو دلھن کی ماں پیٹنے لگی کہا قاضی کچھ دیوانہ ہوا ہے شرعی مہر نہ بندھیگا پچیس ہزار پر سیر ابندھا ہے
اُسی کاغذ کے موافق لڑکی کا مہر بندھیگا ورنہ برات پھیر لیجاؤ خواجہ نے قبول کیا آکر برق سے کہا کہ پچیس ہزار
پر مہر قرار پایا برق نے اشارہ کیا کہ پڑھیے خواجہ نے بیٹھکر نکاح پڑھا اور لڑکے زمیندار سے نقدی لی جب
خواجہ بہت بگڑے تو برق سمجھ گیا ہاتھ باندھکر کہا کہ قاضی صاحب اب عنایت فرمائیے جو ملا اُسکو
غنیمت جانیے یہ لوگ زمیندار دیہاتی آپکی خدمت کر چکے خواجہ نے کہا ابے تو دے برق نے
مجبوری کچھ چھلے کچھ انگوٹھیاں نکالکر حاضر کین خواجہ نے کہا کہ بچا تمنے طلسم نورافشاں میں بہت کچھ پایا برق
نے کہا اُستاد جو ملا تھا وہ اُٹھ گیا خواجہ بصورت اصلی تیار ہوئے زمیندار گھبرایا کہ ابھی قاضی تھے ابھی خواجہ
عمرو ہوگئے برق نے کہا کہ لشکا میں سب کا نکاح یہی پڑھتے ہیں بڑے دھوم سے بیاہ کے لائے برق
شب کو حجلۂ عروسی میں آیا عاشق و معشوق ہجران دیدہ و آفت کشیدہ تھے برق نے گوہر مراد حاصل کیا ملکہ
انجم حاملہ ہوئیں کئی دن کے بعد برق محل سے نکلا خواجہ نے کہا کہ اے فرزند ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں
تلاش رستم میں جاتے ہیں دیکھیں کیا گذری برق نے کہا کہ میں بھی چلونگا محل میں آیا ملکہ سے کہا کہ یہ
جاں نثار اب رخصت ہوتا ہے اُستاد کے ساتھ جاؤنگا اگر خدا فضل کرے اور بیٹا پیدا ہو تو برق ثانی
نام رکھنا کمند و خنجر اپنا دیا کہ یہ اُس لڑکے کو دینا اگر لڑکی پیدا ہو تو پھر تم کو اختیار ہے نصیحت و وصیت کرکے
جب رخصت ہونے لگا ملکہ انجم روتی ہوئی ساتھ ہو لیں کہتی ہوئیں کہ اے میرے صاحب اب کب آنا ہوگا

برق نے کہا کہ اگر زندہ طلسم ہفت پیکر سے پلٹے تو انشاء اللہ پلٹ کے آئینگے ملکہ انجم روئین کہا کہ ای عیّار برق عجب داغ دیئے جاتے ہو برق نے بہت سمجھایا کہا کہ ای ملکہ عالم مجکو بھی یہان کا خیال رہیگا اکثر یاد رہیگی ملکہ نے کہا کہ ای برق کیا کہین کہ جو کچھ ہمپر گذریگی اپنی تو عجب کیفیت ہی لائق بیان کرنے کے نہین نظم

موت کو سب تجھے رہین گبر و مسلمان آئی ۔ روح قالب مین ہی دو روز کو مہمان آئی
بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب ۔ للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی
ہیے دیوانے بھی ہو وینگے پری کے سائل ۔ اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی
آئینے نے رخ انور پہ اجارا باندھا ۔ شانے کے حصے مین وہ زلف پریشان آئی
یہ صفا تن مین کہان کہ تم عدم سے باہر ۔ جسم کی طرح تری روح بھی عریان آئی
ڈھونڈھیں اپنے لئے معشوق کوئی گرما گرم ۔ فکر پہلو کی کرین فصل زمستان آئی
گلشن دہر بھی ہی کوئی سرا سے ماتم ۔ شبنم اس باغ مین جب آئی تو گریان آئی
جو گنہ وصل مین سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے ۔ فارغ البال ہوا مین تپ ہجران آئی
خط کا آغاز ہوا اس رخ نورانی پر ۔ چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی
سر شوریدہ کو اس زلف کا سودا نہین خوب ۔ اس بلا مین جو پھنسا شامت انسان آئی
عشق بلبل مین اثر ہی تو قفس مین آتش ۔ بوئے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

برق نے آنسو دامن سے پاک کئے کہا کہ ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین جلد حاضر ہونگا آگے خواجہ سے ملا خواجہ و برق با نہالے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش رستم مین چلے کہ انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا

## دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ دردانہ گوہر پوش سے جو امیر نے عقد کیا تھا اُسکا ذکر کرنا اس مقام پر واجب و لازم ہی اور دردانہ گوہر پوش سے پیدا ہونا فرزند امیر کا فرزند برق کا برق ثانی نام ہی فرزند امیر کا نام خسرو شیر دل ہی باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

جب امیر پردۂ قاف سے پلٹے تھے تو ملکہ دردانہ گوہر پوش سے عقد کیا تھا ملکہ حاملہ ہوئی تھین لڑکا پیدا ہوا اُسکا نام خسرو شیر دل رکھا پرورش مین مصروف ہوئین عجب حسین صاحبزادہ پیدا ہوا

حسین وجمیل آنکھوں مین پنجے شیر کے جلوہ گر پرورش مین مصروف ہوئین جب دو برس کا سن صاحبزادے
کا ہوا ملکہ دیکھتی ہین تیر وشمشیر سے زیادہ ذوق وشوق ہی جس روز خسرو پیدا ہوے اُس روز بارہ سے
لڑکے شہر مین پیدا ہوے سب کو ملکہ نے محل مین داخل کیا لڑکون کے ساتھ خسرو کھیلا کرتے ہین
یہان ملکہ انجم مہر طلعت کے بطن سے برق ثانی پیدا ہوا مکار وغدار وضدی جب کسی بات پر بگڑتا
ہی تو پہرون روتا ہی دائیان حیران ہو جاتی ہین جب دو برس کا سن ہوا جست کرکے دیوار پر جاتا ہی ملکہ
انجم پیٹنے لگتی ہین کہ ارے کمبخت گر پڑیگا تو سر پھٹ جائیگا برق ثانی ہنستا ہی کہتا ہی کہ ہٹ جائیے مین
کودتا ہون مان نانا سب گھبراتے ہین ایسا نہو کہ پانون پھسل جائے تو گرے اس طرح جست وخیز کرتا
ہی خنجر بازی کمند اندازی جہان کہین چوری ہوتی ہی کوتوال کہتے ہین اُس لڑکے کو بلاؤ وہ چور کو خوب
پہچان لیتا ہی میان برق ثانی گئے اور چور کو پہچانا مال دلوا دیا چور کو بچا لیا گانون مین ہلڑ رہتا ہی
جب باہر نکلتا ہی تو کسی لڑکے کو ڈھیلا مارا کسی کا سر توڑا کسی کو کاٹ کھایا لوگ فریادی آتے ہین زمیندار
سے کہتے ہین آپ کے نواسے نے ہمارے لڑکے کو کاٹ کھایا ڈھیلا مار کر بھاگا چار برس کا سن ہوا
صحن خانہ مین برق ثانی کھیل رہا ہی کبھی جست کرکے دیوار پر گیا کبھی دیوار سے صحن مین آیا کنیزون کو ستاتا
ہی کسی کے سینے پر ہاتھ ڈال دیا کسی کے کاندھے پر چڑھا ملکہ انجم کہتی ہین باد اجان کو بلاؤ لشکر صاحبقران
مین لکھ بھیجین اسکے باپ کے پاس اسکو بھیجدین وہ اسکی ہڈیان توڑیگا گانون مین ہنگامہ رہتا ہی رعایا
کے لوگ کیسے مجبور وناچار ہین بیچارے آکے فریاد کرتے ہین چاہتی ہون کہ اس نگوڑے کو سزا دون
ڈھکیل کے بھاگ جاتا ہی مین روتی بیٹھی رہجاتی ہون محل مین ہنگامہ ہی قضا سے کار ملکہ دردانہ گوہر پوش
تخت پر سوار ہین پہلو مین خسرو وشیر دل چند لڑکے بہ عہدہ مصاحبت ہمراہ ہین پریزادین تخت اٹھائے ہوے
صبح کا وقت ہی کہ خسرو کی نگاہ برق ثانی پر پڑی بیقرار ہوکر کہا کہ ای مادر گرامی اس لڑکے کو اٹھوا لیجیے
ہم اپنا عیار بنائینگے مان نے کہا کہ ای فرزند جسکا لڑکا ہی وہ رو رو کر جان دیگا خسرو نے کہا ہمارے
خاندان کا عیار معلوم ہوتا ہی کیا عجب ہی قبلہ وکعبہ کے جو عیار ہین خواجہ عمرو انکے کسی شاگرد کا فرزند
ہو اسقدر خسرو بپھرے کہ ملکہ دردانہ کو کچھ بن نہ پڑا ایک پریزاد سے کہا کہ اس لڑکے کو اٹھا لے
پریزاد نے بہ احتیاط برق ثانی کو اٹھا لیا ملکہ انجم تو فراق فرزند مین دیوانی ہوگئین نجومیون کو
بلا کے پوچھا نجومیون نے حکم لگایا کہ گھبرائیے نہین وہ لڑکا بعیش وفرحت ہی پھر آپ کو آ ملیگا

اس ہو ظلم و شان سے ملیگا کہ کسی فرزند خواجہ کو یہ لیاقت نہ بہم پہونچی ہوگی نہایت ہونا اس لڑکے کا
باعث خوشی ہی بڑے لطف سے پرورش پائیگا عرصہ دراز تک کاہن و نجومی بیان کیا کئے ملکہ انجم نے
ناچار ہو کر صبر کیا مگر خسرو و برق ثانی کو دیکھکر اسقدر خوش ہوے کہ مان سے کہا پلٹئے سیر صحرا دیکھ چکے
اب پلٹ چلنا مناسب ہی ملکہ دردانہ فرزند کے کہنے سے پلٹ آئین اپنے قلعے مین آکر برق ثانی کو
ہوشیار کیا شاہزادے کو دیکھتے ہی برق ثانی قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے
قدرشناس بزرگو نسے جو سُنا آج اُسکا سامنا ہوا زلفین خلیلی و خال سبز رنگ ہاشمی آپکے غلام کا برق
ثانی نام ہی برق کا بیٹا ہون خسرو بہت خوش ہوے پانچ پانچ برس کے دونون کے سن ہوے برق
خسرو کو بھڑکایا کرتا ہی کہ برے شکار صحرا مین چلئے جلسہ آراستہ ہو آج ناچ ہو مین بایان بجاؤنگا آپکے
سامنے تانین اڑاؤنگا خسرو وہان سے ہر مقدمے مین ضد کرتے ہین تو ملکہ کہتی ہین جسدن سے یہ پھوہڑ یا
آیا عجیب عجیب باتین میرے فرزند کو بھاتا ہی مین کیونکر قبول کرون کہ یہ جنگل مین واسطے شکار کے جائین
گھر مین جلسہ آراستہ کرو ناچ دیکھو گانا سُنو باہر مین نہ جانے دونگی برق ثانی سمجھایا کرتا ہی اب راوی
شیرین کلام تحریر کرتا ہی کہ نوان برس خسرو کو شروع ہوا برق ثانی نے ایک دن عرض کی کہ شاہزادے
تم کیسے مرد ہو کہ گھر مین بیٹھے رہتے ہو بلا سے چوڑیان پہنو گڑیان کھیلا کرو کسی بات مین تو شہزادہ و فرزند
صاحبقران ہو چلکے جنگل مین شیر کا شکار کھیلو شیر بیشۂ جرات ہو یکہ تاز میدان جلالت ہو جرات و شوکت دکھاؤ
لیاقت بڑھے جلالت زیادہ ہو پردۂ قاف مین مشہور ہو کہ فرزند صاحبقران قلعہ گھر ہی پر ہین لوگ آپکے
دیکھنے کو آئین ملکہ قریشیہ سلطان کے بڑے نام ہین بیٹی ایسا نام کرے بیٹا کونے مین چھپکر بیٹھے اور بھی فرزند
صاحبقران پردۂ قاف مین ہین مین دریافت کرچکا لڑتے بھڑتے ہین مثل اُنکے تو آپکا نام ہو۔ چاہیئے کہ آپسے
نام بڑھجائے نہ کہ گھٹ جائے تو نہ ہو آپکو محل مین رہنے کا بڑا شوق ہی اس طرح جو برق ثانی نے خسرو کو بھڑکایا
رگ شجاعت جوش مین آئی کہا کہ اے برق ثانی مین ابھی جاکے مان سے اجازت لیتا ہون اگر اجازت نہ دینگی
تو اپنے کو ہلاک کرونگا خسرو نیمچہ لئے ہوے اندر محل کے آئے مان نے جو آتے دیکھا کہ عجب شان سے
آتے ہین نیمچہ ہلالی لئے ہوے خود سر پر کج زرہ بھی پہنے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے آکے مان
کے پاس بیٹھے کہا کہ کل ہم واسطے شکار کے ضرور جائینگے بارہ سو لڑکے جو ہمارے ملازم ہین وہی ساتھ ہونگے
مان نے کہا کہ بیٹا ابھی تمھارا سن اس لائق نہین ہو کہ شکار کو جاؤ برس دو برس اور تامل کرو پھر ہم تمھین

واسطے شکار کے بھیجین گے خسرو رونے لگے کہا کہ مادر مہربان ہم ضرور شکار کو جائینگے اگر نہ جانے دیجئے گا نہ تو پانی پئین گے نہ کھانا کھائین گے ماں نے گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند ملک یاقوت شاہ نانا تمھارے تمھارے ساتھ جائین گے اور وزیر و امیر ساتھ ہونگے خسرو نے کہا کہ ہم کسی کو ساتھ نہ لیجائینگے فقط لڑکے ہمارے ساتھ ہون اور فرزندان صاحبقران بھی تو اس ملک مین ہین گھر مین کبھی نہین جاتے کبھی گھر سے چلے گئے دیوزادون کو مارتے پھرتے ہین ہمنے اب تک کسی کو نہین مارا ملکہ دردانہ نے ملک یاقوت شاہ اپنے باپ کو بلوایا اُنسے سب کیفیت بیان کی کہ صاحبزادے بگڑے بیٹھے ہین اُنکے شکار کا انتظام کیجئے ملک یاقوت شاہ نے آکر خسرو کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر ہم بھی براے شکار چلین گے خسرو نے کہا کہ نہین نانا جان آپ الگ جائیے ہمکو جانے دیجئے ورنہ ہم کھانا نہ کھائین گے رو رو کر اپنی جان دینگے اسی نیچے سے گلا اپنا کاٹین گے آخر کار ملک یاقوت شاہ بھی راضی ہوے کہا کہ ای نور نظر آج ہم سامان کر دینگے کل جانا خسرو ہنستے ہوے باہر آئے برق ثانی سے سب کیفیت بیان کی کہا کہ ای یار وفادار لڑکون سے کہدو کہ کل سویرے سے حاضر رہین ہم واسطے شکار کے چلین گے ملک یاقوت شاہ نے پہلے قراول میر شکار باز بہری وغیرہ مکمل کراکے چند مشیر بڈھے آدمی ساتھ جانے کے لئے مقرر کر دئے اُنسے سمجھا دیا کہ دور نہ جانے دینا اپنی عملداری مین شکار کھلوا کر پھیر لانا ماں نے شب کو سامان کیا کھانا پکوایا خسرو رات سے اُٹھے سب باتون سے مہلت کر کے ہتھیار لگا کے برق ثانی بانہاسے عیاری سے آراستہ ہو کر سامنے ملکہ دردانہ کے جو برق ثانی کو بنا ہوا دیکھا کہا کہ او مستغنی مین نے سنا کہ تو نے لڑکے کو خوب سمجھایا براے خدا خیر و عافیت سے پھیر کر لانا ملکہ نے تو چپکے سے کہا برق ثانی نے چلا کے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم یہ فرزند صاحبقران ہین کب تک یہ آپکی آنکھون کے سامنے رہینگے کہین لشکر کشی کیجئے قریب جو آپکے قلعہ جات ہین اور مذہب خلاف رکھتے ہین اُنکو فتح کیجئے مذہب حق وہان جاری ہو ہماری راے سے تو یہ سراسر خلاف ہے کہ گھر مین بیٹھے رہین کچھ تجویز کیجئے آپکے فرزند کا نام ہو آپکا حکم جاری ہو خسرو نے جو پلٹ کے دیکھا کہا بھائی برق ثانی شکر ہے کہ ہمین شکار کو تو نکلنے دو برق ثانی نے کہا کہ ہم جانتے ہین آپ بڑے بہادر و صف شکن ہین نام صاحبقران قلعہ گیر دنیا مین مشہور ہوگا ملکہ جیسے بیٹھے ہین بیٹے کی بلائین لین کہا ای فرزند دیکھو جلد سے قسا دیکھ کر بخیر و خوبی پلٹ کے آنا پھر ہم تمکو پاس ملکہ قریشیہ کے روانہ کرینگے اُنکے ساتھ جنگ کرنا برق ثانی نے منہ پھیر لیا کر

کہا اُنکے ساتھ ہین اُنکے ملازم کہلائین نام اُنکا ہو اور شاہزادہ ہمارا لڑکے یہ ہم نہ قبول کرینگے ملکہ دردانہ جھلاکر رنگین کنیزون سے کہتی ہین کہ اس متقی کو شاہزادے سے کیونکر جدا کرون دیکھئے یہ شاہزادے کے ساتھ کیا کرتا ہی اسی کی ذات کا فتور معلوم ہوتا ہی آٹھ پہر بہکاتا ہی جب کہتا ہی اُلٹی ہی کہتا ہی دیکھو تو اس وقت نگوڑے نے کیا جلکر جواب دیا کنیزین برق ثانی کو کوسنے لگین خسرو ہتھیار باندھے پھر رہے ہین کہ ملک یاقوت شاہ آئے دوڑ کر خسرو نانا سے لپٹ گئے کہا کیون نانا جان سب سامان تیار ہی کہا ای نور نظر چلو ماں کو سلام کرکے خسرو چلے برق ثانی بھی ساتھ ہو لیا برق ثانی راہ مین کہتا ہوا چلا کہ آپ اپنی ماں کی باتین سُنتے ہین آپ ہرگز ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس نہ جائیے گا اُنکے نوکر کہلائیگا خدا آپکا عظم و شان بڑہائے دشمنون سے مقابلہ پڑے تو دیکھئے کیا کیا عیاریان کرتا ہون باہر جو آئے دیکھا بارہ سی لڑکے جمع ہوے کھڑے ہین مرکب خسرو کا تیار سائیس باگ لئے کھڑا ہی گھوڑا ابل رہا ہی خسرو سوار ہوے برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ سی لڑکے پشت پر آئے چند مشیر ملک یاقوت شاہ نے ساتھ کر دئے اور کہدیا کہ ای فرزند انکی راے پر کاربند رہنا جس وقت یہ کہین فوراً واپس آنا تامل نہ کرنا خسرو نے کہا بہتر برق ثانی نے اشارہ کر دیا کہ خاموش رہیے جنگل مین چلکر سمجھا جائیگا نانا کو جُھک کر سلام کیا اب گھوڑے کی باگ لی گھوڑے کو اڑاتے ہوے چلے بارہ سی لڑکے پشت پر ہتھیار سجے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوے ملک یاقوت شاہ پلٹ کر گھر مین آئے ملکہ دردانہ نے کہا کہ ای والد نامدار اس بھوریئے کو ساتھ سے شاہزادے کے جدا کیجئے ملکہ قریشیہ سلطان کے پاس جانے کو شاہزادے کو منع کرتا ہی کہتا ہی کہ آپ فرزند صاحبقران ہین وہ دختر امیر کشور گیر آپکو اُنکے ساتھ سے کیا کام وہ خود آپکے ساتھ رہین آپکو اپنا افسر جانین ملک یاقوت شاہ نے کہا کہ ای نور نظر تمہین اس بھوریئے کو لائین اب تو اسکا جدا ہونا مشکل ہی برق کا بیٹا وہ بھی برق ہی وہ شاہزادے سے دوستی پیدا کیا ہی کہ بارہ سی لڑکون پر حکومت کرتا ہی دیکھئے کیا ہو یہان تو یہ ذکر ہین خسرو گھوڑا اڑائے ہوے قلعہ نگھر پیز سے نکلے داہنے پر دیکھا کہ ایک قصر نہایت عمدہ بنا ہی اور ایک قفل اُسکے دروازے پر لگا ہی چند دیوزاد ایک طرف بیٹھے ہین برق ثانی نے کہا کہ ای شہریار دریافت تو کیجئے یہ قصر کیسا ہی مین بڑھکے دریافت کرتا ہون یہ کہکے برق ثانی قریب اُن دیوزادون کے گیا پوچھا کہ اس قصر مین کیا ہی تم لوگ یہان کیون بیٹھے ہو اُن دیوزادون نے کہا کہ یہ قصر سلیمانی ہی کسی کو اسمین جانے کا حکم نہین

وہ شخص اس قصر مین جائے کہ جو اپنے زمانے کا صاحبقران ہو تیغ سلیمانی و سپر وغیرہ حضرت
کی اسمین رکھی ہی اور مرکب حضرت کا اشہب سلیمانی اس باغ مین ٹہل رہا ہی جو کوئی اسکو رام کرے تو
اسپر سوار ہو اگر اسپر سوار نہ ہو سکے تو ہم اسکو پکڑکر پاس دیو مرغ سر کے لیجاتے ہین وہ کھا جاتا ہی اگر
دیوزاد ہو تو اسکو ذبح کرکے سینے کا گوشت آپ کھاتا ہی اور باقی فوج کو تقسیم کر دیتا ہی لہذا اس مکان مین
نہ جاؤ برق ثانی یہ حال سنکر ہنستا ہوا سامنے شاہزادے کے آیا کہا اے شہریار یہ پہلا مژدہ تو یہ ملا کہ ہتھیار
حضور کے باندھنے کو ملتے ہین مرکب اشہب سلیمانی آپکے واسطے موجود ہی صاحبقران تو آپ اپنے
زمانے کے ہین یہ سب چیزین آپکو دستیاب ہونگی مشیران سلطنت نے جو یہ سنا دوڑکر پاس شاہزادے کے
آئے کہا اے شہریار یہ مکان کئی سو برس سے اسیطرح ہی بہت لوگ یہان آکر مارے گئے یہان جانے کا ارادہ
نہ کیجیے گا برق ثانی نے کہا اے شہریار انکا کہنا نہ مانیے آپ ضرور تشریف لیجائیے اس مرکب سے اتر کے
باغ مین جائیے قفل مین کاٹ دون خسرو نے کہا مین قفل توڑ لونگا یہ کہکے خسرو گھوڑے سے اتر کے
در باغ پر آئے قفل ڈال کے جھٹکا مارا وہ دیوزاد غل مچانے لگے اے جوان یہ کیا کرتا ہی خبردار باغ مین نجانا
ہم جاکر دیو مرغ سر سے اطلاع کرتے ہین برق ثانی نے کہا آپ انکی بات کو نہ سنیے اندر جائیے خسرو
نے دروازہ کھولا باغ کو دیکھا نہایت سرسبز و شاداب غنچے چٹک رہے ہین عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی
باغ کی رعنائی و زیبائی نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل پیچان کو پیچ و تاب نرگس شہلا کی آنکھین گردش مین پیمانہ بازی
گلشن کی کوشش مین قمریان بر سر سرو کوکو کر رہی ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کے بھرتے ہین پریزادین
حسین و جمیل نوجوان سینے ابھارے ہوئے باغ کو دیکھتی پھرتی ہین خسرو نے جو باغ مین داخلہ کیا
پریزادین حیران جمال و محو دیدار ہوکین نظارہ جمال کر رہی ہین ایک نے پکارا اے جوان خبردار آگے نہ
بڑھنا بارہ دری مین سلاح سلیمانی و ساز و یراق وغیرہ رکھا ہی خسرو نے جواب نہ دیا طرف بارہ دری
کے چلے کہ ایک طرف سے کڑاکے کی سم مرکب کی آواز آئی خسرو نے سر اٹھاکے دیکھا ایک مرکب نہایت
شائستہ معقول کوہ سرین کوہ کفل دہن غنچہ گل باغ خوبی اسطرح کا تیار ہی کہ اگر مگس بیٹھے تو گر پڑے
شاہزادے کو دیکھکر دونون سم اٹھائے چاہا مارون خسرو دامن گردان کر آگے بڑھے دونون بالون مرکب
کے پکڑکے کاکل پکڑکے گلے پر ایک گھونسا مارا مرکب نے چاہا چھڑا کر بھاگون شیر کے قبضے مین آگیا تھا
چھوٹتا ہی جست کرکے پشت مرکب پر آئے مرکب نے دوڑنا شروع کیا شاہزادہ جب پٹری جماتا ہی سلیمانی

کر رک جاتی ہین مرکب طرارے بھر رہا ہی رکتا نہین کبھی داہنے پر جا پڑا چاہتا ہی شاہزادے کو گرا دون خسرو نے
اسقدر گھونسے مارے کہ سر مرکب کا سوج گیا برق ثانی نے جو دیکھا کہ شاہزادے کو اندر گئے ہوئے عرصہ ہوا
کمند مار کے اندر آیا دیکھا لباس شاہزادے کا پارہ پارہ کڑیان زرہ کی اُلجھی ہوئین کاکل مرکب بجائے لجام ہاتھ
مین گھوڑے پر سوار گھوڑا دوڑتا پھرتا ہی برق ثانی نے جو شاہزادے کو ناچار دیکھا قریب آیا بازون پر سے
کمند کھولی پکار کر آواز دی یکسن حاضر ہی آہنی گھوڑے کو باندھئے شاہزادے نے کمند برق ثانی سے لی کمند
گھوڑے کے گلے مین ڈالی دوسرا سرا برق ثانی کے پاس پھینکا برق ثانی نے وہ سرا لیا اُسے لیکر ایک درخت مین
باندھا مرکب چاہتا ہی نخل تک اکھیڑ ڈالون تھک بھی چکا ہی پسینے پسینے خوف سے شاہزادے کے کانپ
رہا ہی اور ٹاپین مارتا ہی چاہتا ہی تڑپ کے نکل جاؤن لیکن کمند ریشمی نہین ٹوٹتی شاہزادہ ٹہلتا ہوا سامنے مرکب
کے آیا صورت جو مرکب نے شاہزادے کی دیکھی کانپنے لگا پیشاب کر دیا شاہزادے نے چند پٹھے گھاس
کے توڑ کر سامنے مرکب کے کئے مرکب نے گھانس پر منہ ڈالا گھانس کھا کر شاہزادے کا منہ دیکھنے لگا پیرزادین
قریب آئین جُھک جُھک کے سلام کرنے لگین برق ثانی نے کہا اب بارہ دری مین چلئے سلاح
دیکھئے خسرو بارہ دری مین آئے دیکھا ایک میز پر تیغہ سلیمانی رکھا ہی دو سپر فولادی فراخ دامن ایک
جانب گرز ایک جانب موزے رکھے اگر اشیاے معقول خود آہنی چمکتا ہوا زرہ نہایت عمدہ خسرو
دیکھکر خوش ہوگئے جملہ اسباب کو ملاحظہ کر رہے ہین کہ برق ثانی نے کہا بسم اللہ زرہ پہنیے ہتھیار لگائیے
آپ کیا حیران دیکھ رہے ہین یہ سب چیزین آپ کی تقدیر کی تھین یہ سُنکر خسرو نے خود سر پر رکھا
سپر پیٹھ پر پھینکا زرہ پہنی چوٹی زیب جسم کی صاف ثابت تھا کہ انھین کے جسم کے واسطے قطع ہوئی تھی جملہ
اشیاے نادرہ جسم پر آراستہ کئے اُسکو پہن کر باہر نکلے سامنے مرکب کے جو آئے مرکب شاہزادے
کو دیکھکر شیہے بھرنے لگا جب شاہزادہ قریب آیا مرکب نے سینے پر منہ رکھدیا سینے کی بو اسقدر خوش آئی
کہ مرکب رام ہوگیا برق ثانی زین و لجام اُٹھا کر لایا مرکب کو کسا کہا بسم اللہ سوار ہوجئے اب جو شاہزادہ
پشت مرکب پر سوار ہوا دیکھا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا ہی چاہتا ہی اُڑ کر فلک پہ پہونچون سبزۂ فلک کو
پامال کرون شاہزادہ باہر باغ کے آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیو مرغ سر بارہ سو دیو زادون سے آکر
پہونچا مرکب جو زیر ران دیکھا جھلا گیا وہین سے آواز دی او آدم زاد تو ہماری چوری کر کے ہمارے مقام پر
آیا اشیاے سلیمانی حاصل کرنے لئے کچھ جان کا خوف نہ آیا تو ٹھہر مروڑ کر تجھکو کھا جاؤنگا یہ کہکے آگے بڑھا شاہزادہ

گھوڑے سے کودا ھرغ سر نے چوبدست لگائی خسرو نے خالی دی زمین پر چوبدست پڑی کہ زمین سے
پانی نکل آیا ھرغ سر نے ایک آواز دی ہائے غضب ہوا القمہ آدم زاد کا گر گرا ہو گیا شاہزادے
نے نعرہ کیا منم شاہزادہ خسرو شیردل نعرۂ خسرو فرزند امیر تو تصنیف مصنف منم خسرو شیردل
خوش نسب + منم نور عین امیر عرب + سخن ملک دیوان قاف + بلرزند از خوف دیوان قاف + نعرہ جو
کیا زمین تھرائی ھرغ سر نے جو پلٹ کے شاہزادے کو زندہ پایا بہت جھلایا ہو بہت جھنجھلا کر چنگل مارا
مشیران سلطنت جو شاہزادے کے ساتھ آئے ہیں کھڑے ہوئے کانپ رہے ہیں آپس میں کہتے ہیں یارو غضب
ہوا دیو ھرغ سر کہ جو سرکشان قاف سے ہے بڑے بڑے دیوزاد اُس سے بھاگتے ہیں کبھی کوئی اُس پر
غالب نہیں ہوا یہاں ھرغ سر نے جو شاہزادے پر چنگل مارا خسرو نے کلائی پر ہاتھ ڈالا لگے ایک جھٹکا
مارا کہ دیو جھکا یا تو مثل الف کے سیدھا تھا یا ذلیل شکست تھی کہ مثل دال کے خم ہوا برق ثانی نے آواز
دی گھونسا چلے اب تو خسرو نے ایک گھونسا مارا دیو کو یہ معلوم ہوا سر اُڑ گیا گویا گرز سر پر پڑا ایک چیخ ماری
او آدم زاد اگر چھوڑ دوں تو تو ڈوب جائے مجھے چھوڑ دے میں نے تجھے معاف کیا اشیا جو یا کیسے پیچ سے لیجا
خسرو نے کہا او بچیا اب میں کب چھوڑتا ہوں برق ثانی پکار رہا ہے چھوڑ بیلا شکار ہے چھوڑئیگا نہیں شاہزادہ
لپٹا ہوا ھرغ سر سے لڑ رہا ہے اسقدر گھونسے مارے کہ دیو کی پسلیاں سوج گئیں چاہتا ہے کہ چھڑا کر بھاگ
جاؤں جان بچاؤں لیکن پنجہ شیر سے کب چھوٹتا ہے پہر پہر کامل کشتی ہوئی خسرو کا لباس ٹکڑے ٹکڑے
ذرہ پارہ پارہ جسم سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں لیکن جنگ میں مصروف ہیں جسم کے غربال ہونے
کی کوئی پروا نہیں برق ثانی نے بڑھکر آواز دی ای شہریار کوسے پر اسکو لا دے اٹھا کر پا ہیئے عرصہ ہوا جنگ
شاہی میں لے فرزندان صاحبقران دیو کو بہت جلد مارتے ہیں عرصہ انسان سے ہوتا ہے دیو زادہ
پیچ نہیں جانتے یہ سُنا تھا کہ خسرو نے جھپٹ کر دیو ھرغ سر کو کوسے پر لادا اکھیڑ کر مارا دھم سے ٹلتے
کا لٹھا گرا جست کر کے چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے ھرغ سر نے کلمہ شہادت
کہا خسرو سینے پر سے اُٹھے ایک پانوں دونوں پانوں سے دبایا دوسرا پانوں دونوں ہاتھوں میں
تھام کر کلہ مارا مثل کرپاس کے چیر کر پھینک دیا بارہ سو دیو جو سامنے کھڑے تھے حربہ لیکر شاہزادے پر
آپڑے شاہزادہ تلوار کھینچ کر چلا تھا کہ برق ثانی نے بڑھکر حقۂ آتشبازی دا غار میں ڈالا یہاں کا کنی دیو جا کر
گرے وہ تماشا چھٹا آتشبازی کا ہوا دیو الامان کہتے ہوئے بھاگ گئے [illegible] کیا پایا [illegible] ہوئی اگر

تھوڑے سب مارے جلنے دیو تو بھاگ کر متفرق ہوئے خسرو نے برق ثانی کو گلے سے لگایا کہا ای
برادر کیا کہنا برق ثانی نے کہا ای شہریار دیکھئے شکار کو آئے تھے کیا شرف حاصل ہوا ایسی اشیاے نادرہ
ملیں گھر میں بیٹھے رہنے سے یہ اشیا ملتیں شکار میں یہ مزے ہیں آج پردۂ قاف میں مشہور ہوگا کہ فرزند صاحبقران
نے خروج کیا دیو دیوزاد گھبرا اٹھینگے ملکہ قرلیشیہ سلطان کو خبر ملیگی وہ بھی آپکی ملاقات کی طالب ہونگی اب
طرف صحرا کے چلئے خسرو نے چپکے سے کہا ای برق ثانی دیو سے جو لڑا بال اسکے جسم میں چھپے ہیں
درد ہے آج مناسب ہو تو اسی مقام پر مقام کرو کل برائے شکار چلیں گے کچھ تو اطمینان ہو جائے برق ثانی
نے کہا بہتر اسی باغ کے دروازے پر لشکر اتارا خیمے استادہ ہوئے برق ثانی نے لڑکوں کو خیمے میں جگہ دی کہا بھائیو
نہ گھبراؤ اب دمبدم آرام ہے شاہزادہ جابجا لشکر کشی کریگا مقابلے پڑینگے جب لشکر کشی ہوئی تو فوج کی خاطر ہوگی
افسر فوجوں کو آراستہ کرینگے تم میں کچھ لوگ افسران فوج ہونگے فوج لڑکونکی سب پر غالب آئیگی سب تمکو
مانینگے فوج قدیم جانینگے لڑکے بھی تلواریں باندھے ٹہل رہے ہیں برق ثانی نے باورچی بلوائے سامان
کھانا پکنے کا ہوا شاہزادے کی زخم دوزی کرائی پٹیاں مرہم کی زخموں پر چڑھائیں ملکہ دردانہ گوہرپوش نے
شام تک انتظار کیا جب شام ہوگئی تو باپ کو بلوایا کہا ذرا کسی کو بھیجئے خبر تو منگوا لیجئے شاید رات کو اسی مقام
پر رہیں گے ملک یاقوت نے آکر ہرکارے روانہ کئے ہرکارے گئے تھوڑی دیر میں خوشی خوشی واپس
آئے ملکہ دردانہ دولت پر ہرکاروں کو بلوایا ہرکاروں نے عرض کی مبارک ہو آپ کو شاہزادے نے
دیو سمر رنج کو مارا بارہ سو دیوزادوں کو شکست دی شاہزادے کسی قدر زخمی ہیں باغ سلیمانی پر اتر پڑے
ہیں اللہ والے بڑی خوشی خوشی پھر رہے ہیں شاہزادہ شب کو باغ سلیمانی پر رہیگا کل برائے شکار جائیگا ملکہ دردانہ نے
پھر کہا جاکر شاہزادے سے کہو کہ ای فرزند یہاں پلٹ آؤ پانچ کوس پر قلعے سے تم اتر پڑے وہاں تمہارے
انتظار والونکو تکلیف ہوگی افسر کو ہرکاروں کے روانہ کیا کہ جاکر شاہزادے کو پھیر لاؤ افسر ہرکارونکا پہر رات
گئے لشکر میں پہنچا دیکھا کشور اکھنگ رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے میاں برق ثانی کھانا تقسیم کر کے پھرتے
ہیں شاہزادہ بارگاہ میں ہے افسر ہرکارونکا پاس برق ثانی کے آیا حکم ملکہ کا پہنچایا برق ثانی نے
بگڑ کر جواب دیا جا کر والدہ عالم سے عرض کر کہ برق ثانی عرض کرتا ہے اب تو لشکر نکل آیا کھانا سب کھا چکے
سو رہے [illegible] ہوا حضور [illegible] ہر سو آن ہوگی حضور گھبرائیے نہیں اب تو نکل آئے یہاں سب سامان
ہوگیا افسر ہرکارونکا پلٹا ملکہ دردانہ سے سب حال بیان کیا کہ حضور برق ثانی کا وہاں انتظام ہے

ہماری کون سُنتا ہی برق ثانی کھانا تقسیم کر رہے تھے شاہزادے تک رسائی نہین ہوئی میان برق ثانی نے ہمکو اُلٹا پھیر دیا ملکہ رونے لگین کہا یہ نگوڑا بھوریا نہین معلوم میرے فرزند کو کہان لیجائیگا دیکھیے اب کیونکر شاہزادہ آتا ہی وہ تو صاف صاف کہ رہا ہی مین اپنے فرزند کو دیکھتی دیو مرغ سر سے کیونکر مقابلہ پڑا یہ کہکر ملک یاقوت شاہ کو بلوایا کہا بابا جان آپ جائیے سمجھا کر شاہزادے کو پھیر لائیے دیکھیے اُس متفنی نے فساد برپا کرایا دیو مرغ سر مارا گیا سلاح سلیمانی شاہزادے نے حاصل کئے اسپ سلیمانی دستیاب ہوا یہ سُنکر ملک یاقوت شاہ سوار ہوئے لشکر کو آکر دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ مشیر جو ساتھ کر دیے تھے وہ الگ خیمے مین اُترے ہین شاہزادے تک اُنکی رسائی نہین میان برق ثانی طلایہ مقرر کر رہے ہین ملک یاقوت شاہ کو جو آتے دیکھا آگے سلام کیا کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی ملک یاقوت شاہ نے کہا یہان کیون اُتر پڑے شہر مین کیون نہ آئے برق ثانی نے کہا حضور یہ مقام فتح و ظفر ہی یہان اُترنا ضرور تھا سارے پردۂ قاف مین آج مشہور ہو جائے کہ فرزند امیر نے دیو مرغ سر کو مارا اُسی باغ پر اُترے ہین آپ اب جائیے شاہزادے نے آرام فرمایا ملک یاقوت شاہ نے ہر چند کہا کہ مین شاہزادے کو دیکھ تو لون برق ثانی نے قبول نہ کیا یہی کہئے گا کہ صاحبقران خورد نے آرام فرمایا اب وقت ملاقات نہین ہی تشریف لیجائیے میری جانب سے ملکہ سے عرض کیجیے گا کہ آپ ایک شب کے لئے گھبراتی ہین جب مہینون کی جدائی ہوگی تب کیا ہوگا اِن کو جنگ و جدل سے کام ہی گھر مین آنا کیسا ملک یاقوت شاہ پلٹ گئے اکوہٹی سے بیان کیا ای فرزند وہان برق ثانی کا انتظام ہی کون کسی کی سُنتا ہی دیکھنا شاہزادہ کا ہمکو ممکن نہوا ملکہ نے کہا بابا جان آپ جاکر برق ثانی کو نکالدیجیے ایک پریزاد کو حکم دیجیے اسکو پردۂ دنیا پر پہونچا وے ایسے فسادی کا ساتھ رہنا مناسب نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کریگا ملک یاقوت شاہ نے کہا بیٹا یہ مقدمہ شاہزادے کے خلاف گذریگا ملکہ نے ایک پری زادے سے کہا تو اِس نگوڑے بھوڑیے کو اُٹھا لے پردہ دنیا پر چھوڑ کر چلی آ نرگس پری کنیزون مین تھی اُس نے کہا مین جاؤن نگوڑے کو جاکر دنیا مین پہونچا دون وہان کسی صحرا مین چھوڑ کر چلی آؤن گی ملکہ نے کہا جاؤ یہ شکار گاہ مین جاکر فساد برپا کریگا نرگس پری تڑپ کے گری برق ثانی کو اُٹھا لیا لیکر چلی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری برق ثانی کو ڈال دیا آپ اپنے کو درست کرنے لگی خیال ہی کہ رات بھر اُڑنا ہوگا دیکھیے کس وقت پردۂ دنیا پر پہونچون ہوا ٹھنڈی

جو چلی برق ثانی کی آنکھ کھل گئی تڑپ کے اٹھا کہا ارے تو کون ہی مجھکو کہان لیے جاتی ہی پریزادنے کہا
تمھاری گستاخی ملکہ دردانہ کو ناگوار ہوئی تمکو حکم ہی کہ پردہ دنیا پر پہونچا دو اب تم شاہزادے کے پاس
نہ جانے پاؤگے یہ سُن کر برق ثانی خوب ہنسے کہا بی نرگس پری مین آپ چاہتا ہون کہ شاہزادے
سے جدا ہو جاؤن تم ملکہ کی مصاحب ہو مجھے دنیا پر لے چلو کچھ گانا سناؤن مین رفیق بے مثل ہون
یہ کہکے چند شعر سامنے نرگس کے گائے گا کر توبڑا کھولا اسمین سے مٹھائی نکالی کہا بی نرگس پری دو ڈلیان
کھالو راہ مین تکلیف ہوگی نرگس پری کیا جانے کہ یہ تو بہروپ کا لڑکا کیا آفت برپا کریگا چند ڈلیان کھائین
گھبرا کر کہا میان برق ثانی میرا دل گھبراتا ہی کہا ذرا ٹہلو جیسے ہی نرگس پری اٹھی لڑکھڑا کے گری
بیہوش ہوئی برق ثانی نے خنجر کمر سے نکالا خیال مین آیا ملکہ آزردہ ہونگی اسکو یہین ڈالدو یہ سوچ کر
نرگس کو کنارے ڈالدیا ایک نوشتہ لکھکر گلے مین باندھا کہ بی نرگس پری اب مجھکو تکلیف نہ پہونچانا تمھاری
جان بخشی کی ورنہ مار ڈالتا یہان کون دیکھنے والا تھا پہاڑ سے اُترا لشکر مین آکر ٹہلا یہ پھر لے لگا تھوڑے
عرصے مین نرگس پری کو ہوش آیا وہ نوشتہ دیکھکر بھاگی خدمت مین ملکہ دردانہ کے آئی کہا حضور لڑکے نے
مجھے مار ڈالا ہوتا بڑا مکار و حیلہ باز ہی اسطور سے مجھے ہائین کین کہ مین نے اسکی دی ہوئی مٹھائی کھائی
بیہوش کرکے پہاڑ پر ڈالدیا حقیقت مین اُس نے جان بخشی کی قتل کر ڈالتا تو کون دیکھنے والا تھا ایسے رفیق طرار
کا رہنے دینا شاہزادے کے ہمراہ بہت مناسب ہی ملکہ خاموش ہو رہین یہان برق ثانی نے رات بھر ٹہلا کیا
دو گھڑی رات رہے شاہزادے کو ہوشیار کیا کہا اُٹھئے سوار ہو جیے سفر مین زیادہ آرام نہ فرمائیے اُٹھنے کے
وقت شکار آگیا شاہزادہ اُٹھا رفع حاجت کرکے نماز پڑھی سلاح سلیمانی ذات پر آراستہ کیئے باہر آئے دیکھا
سب لڑکے بھی تیار ہین برق ثانی گھوڑا لیئے کھڑے ہین چند شمشیر دوز جو ملکہ نے ساتھ کر دیئے تھے وہ کنارے
کھڑے ہین جب کچھ کہتے ہین برق ثانی انکو گھرک دیتا ہی کہتا ہی آپ لوگون کو کیا دخل ہی آپ ساتھ ہین اور
باتون سے آپکو کیا مطلب ہی شاہزادہ سوار ہوا سب کو ساتھ لیکر اندھیرے مین طرف صحرا کے چلے جنگل پہونچ کے
برق ثانی نے پہلے کراولون کو اشارہ کیا باز بہری چھوٹنے لگے شاہزادہ شکار کھیلتا پھرتا ہی پہر دن
چڑھے تک شکار طائران پرند کھیلا فرمایا ای برق ثانی کوئی آہو دستیاب نہ ہوا برق ثانی نے عرض کی
ہرکارے گئے ہین خبر لایا چاہتے ہین دیکھا چند گنوار سامنے دوڑے ہوئے آئے عرض کی سامنے دو نالے کا
کھیت ہی وہان دس بارہ ہرن چر رہے ہین شاہزادے نے ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑے

بڑھائے شاہزادے نے دیکھا بیچ میں آہوون کے ایک تو چر رہا ہی شاہزادے نے حکم کیا اور آہوونکا اختیار ہی بیچ میں جو آہو ہی اُس کا ہم شکار کرینگے یہ کہکے گھوڑے بڑھائے آہو نے کان جست کرکے سامنے سے شاہزادے کے بھاگا زمانہ کمسنی کا شاہزادے کو نہایت ناگوار ہوا گھوڑے کو پلٹا یا طرف آہو کے چلے آگے ہو جاتا ہی پیچھے شاہزادہ گھوڑے کو ڈالے ہوئے چلا جاتا ہی ہر مقام پہ چاہتا ہی کہ یہ ٹھہرے تو مین تیر مارون لیکن آہو بھاگتے بھاگتے پھر بھر کا ل بھاگا ہوا گیا ایک مقام پہ چوکڑی بھولا شاہزادے نے تیر مارا آہو نہ بچا سکے گرا شاہزادہ جھپٹ کے کودا ایک طرف سے برق ثانی جھپٹا آہو کو ذبح کیا کہا ای شہریار آئیے اب اسی پر اسکے کباب لگائیے برق آہو کو درست کرنے لگا شاہزادہ ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دوسرا آہو تیر خوردہ آتا ہی پیچھے ہی سامنے شاہزادے کے پہونچا شاہزادے نے تیر مارا یہ آہو بھی گرا برق ثانی اسکو بھی ذبح کرنے لگا پھر ایک دوسری گرد اڑی دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کو چاہتا ہے جو آتا ہی آہو پر جو نگاہ پڑی دیکھا ایک عیار اُسکو درست کر رہا ہی میرا تیر ہاتھ مین ایک نوجوان کے ہی خون پی رہے ہین چاہتے ہین خون پوچھ کے نام پڑھون اُس جوان نے للکارا او اجل گرفتہ تو نے کیا کیا میرے شکار کو شکار کیا شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا ایک نوجوان خوش رو للکار رہا ہی شاہزادے نے کہا او بدزبان صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کیا یہ سنکر اُسنے کہا ہمارا اس صحرا مین دخل ہی کسکی مجال ہی کہ اس صحرا مین شکار کھیلے بدلہ اسکا یہ ہی کہ اس آہو کو سر پر اٹھا و ہمارے مقام پہ پہونچاؤ شاہزادہ غصے مین کانپنے لگا برق ثانی نے کہا او دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہی شہریار اسکو سزا دیجیے بیہودہ بک رہا ہی شاہزادے نے کہا او بیہودہ ہمین اختیار ہی ہمین کیا تو نے مزدور سمجھا ہی کہ ہم آہو کو سر پر لا دین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ سنتے ہی اُسنے ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر کو روکا روک کر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کو کاٹا وہان سے گری خود وغیرہ کاٹ کر مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے اس عرصے مین دیکھا صحرا سے دوسری گرد اڑی چند سوار و پیدل اپنے آقا کو ڈھونڈتے ہوئے آتے ہین دور سے اپنے شاہزادے کا لاشہ زمین پر دیکھا تڑپ رہا ہی حیران ہو گئے کہ ہمارے آقا کو کسنے مارا کہ ادھر سے شیر دل سلطنت شاہزادے کے کر پہونچے انھون نے جو لاشہ اس شاہزادہ کا دیکھا گھبرا گئے آپس مین کہتے تھے غضب ہوا صمران تاجدار مارا گیا ہم ہٹا ہی مشکل ہو کہ کون آکہ آتے

دیوزادون کو مارا ایک نے کہا اور ایک ستم ہی وجہ اُسکی آفتاب گر جو مالک طلسم آفتاب نگار ہی
اور زیادہ اُسکو گھمنڈ ہی اُس طرف سوارونکا تانتا لگ گیا کمیدان رسالہ دار جو آئے اُنھون نے جو یہ
معرکہ دیکھا روتے ہوئے گھوڑونسے کودے لاش سے لپٹے بین کرتے تھے کہ چراغ شہر شنگل گل
کردیا یہ کون شخص ہی برق ثانی نے پکار کر آواز دی کہدینا فرزند صاحبقران خسرو شیردل کہ بطن سے
ملکہ دردانہ گوہر پوش کے پیدا ہوا ملک یاقوت شاہ کا نواسا ہی وہ لوگ لاشہ اُٹھا کر روتے ہوئے
طرف شنگل کے چلے یہان مشیرون نے خسرو کو گھیرا کہا اب شکارگاہ سے پلٹیے شاہزادہ نہ مانتا تھا
منت خوشامد کر کے پھیرا جب شاہزادہ پلٹا مشیر پہلے پلٹے آکر یاقوت شاہ سے بیان کیا کہ آپکے فرزند
نے مہران تاجدار کو مار ڈالا سابق سے کدوکاوش چلی آتی ہی ملکہ دردانہ رونے لگین کہا بڑا غضب ہوا
اب وہ کیا ستم نہ برپا کریگا آخر مشیرون نے صلاح دی کہ اب ایک صورت ہی شاہزادہ جو آئے انکو تو
ٹال دیجیے یہان سے نکالیے پھر آپ پر جو گذریگی وہ جھیلین گے یہ صلاح کر کے بیٹھے کہ دیکھا شاہزادہ آہی
شوکت وشان سے اشیاے شکار سے ارابے بھرے ہوئے آکر پہونچا شکار سب کو تقسیم ہونے لگا جب محل
مین آئے مان نے رقت کو ضبط کیا صورت دیکھکر خیال آتا تھا اب یہ صورت خاک مین ملجائیگی شنگل نہایت
بدمزاج صاحب زور و طاقت صاحب فوج و لشکر سردار کیسے کیسے اُسکے ساتھ ہین ان خیالات کو
دل سے دفع کر کے اُٹھین گلے سے لگایا جانور شکاری ہاتھ سے لیے کہا ای نور نظر تمنے یہان کے صحرا
مین کیا شکار کھیلا جب شکارگاہ سلیمانی مین جاؤگے تو شکار کا مزا پاؤگے خسرو نے کہا ہمین رخصت
دیجیے ہم وہین جا کر شکار کھیلین آپ کا حکم بجا لائین اندر باہر خبر ہوئی برق ثانی کو خبر پہونچی کہ شاہزادہ
شکارگاہ سلیمانی مین برائے شکار جائیگا سب لڑکون کو خبر پہونچائی لڑکے بھی خوش ہین کہ ہمراہ آقا
کے شکارگاہ مین بڑے لطف ہونگے ہم بھی شکار کھیلین گے طائران صحرا کو شکار کرینگے رات کو شاہزادہ
نے آرام کیا مان کی بیقراری شمع ہاتھ مین سرہانے بیٹھی جمال دیکھ کے روتی ہین کہ یہ ہمسے جدا ہوتے
ہین اب اِن کو کاہیکو زندہ دیکھین گے اب ہمسے جدا ہوتے ہین نہین معلوم وہ جابر ہمارا کیا حال کریگا
قلعے کی کیا کیفیت ہو رات بھر اسی خیال مین رہین گلچینی گلشن جمال کی کر کے سحر کی شاہزادہ سو کر اُٹھا
مان کو جو قریب پایا مان کو اُٹھتے ہی سلام کیا برق ثانی نے آکر سلام کیا شاہزادے نے پوچھا ہمارے
ساتھ والے تیار ہین عرض کی یہی عرض کرنے آیا تھا کہ ملازمان شاہی در دولت پر سب حاضر ہین

شاہزادہ خوشی خوشی اٹھا حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرکے نماز پڑھی ماں نے صندوق سلاح
سنجوک لاکے سامنے رکھا شاہزادے نے خود سر پر پہنا ماں کے سر مین درد ہونے لگا جب زرہ پہنی
کمر باندھا ماں نے کمر تھامی قلب کانپ رہا ہے فرزند نے ہتھیار لگائے کلیجہ پر چھری پھر گئی آنکھوں سے آنسو
پونچھتی جاتی ہین فرزند کو لباس پہنایا چاہتی ہین جلدی رخصت ہون ایسا نہو وہان سے فوج آ جائے لباس
پہنکر ماں کو سلام کیا ماں نے سراپا کی بلائین لین اَنائین دوائین دائیان گوشون مین دعائین مانگ رہی
ہین پروردگار جسطرح یہ شیر پشت دکھاکے جاتا ہے اُسی طرح آکے چہرہ دکھائے ہم سب اِسکو دیکھکر شاد
ہون پروردگار یہ گھر اس شیر سے آباد ہو شاہزادہ لباس پہنکر ہتھیار لگائے ہوے جو باہر چلا ماں پیچھے
پیچھے روتی ہوئی آتی ہے خسرو نے کئی مرتبہ پلٹ کر کہا اے مادر مہربان جو آپ زیادہ بیقرار ہون تو ہم ابھی شکار
کو نجائین یہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدئے ماں نے کہا نہین بیٹا جاؤ جب یہان سے آدمی پہونچے تب پلٹ
کے آنا بے ہماری اطلاع کے نہ آنا ملک یاقوت شاہ بھی روتا ہوا چلا شاہزادہ باہر آیا پشت مرکب
پر سوار ہوا بارہ سو لڑکے چھوٹے چھوٹے نیچے ہاتھ مین لئے ہوے خود چھوٹے چھوٹے ٹٹوؤن پر گھوڑون پر
سوار عقب مین شاہزادے کے برق ثانی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے اسلحہ عیاری سے آراستہ شاہزادے کو
سمجھاتا ہوا ساتھ آتا ہے اسطرح شہر سے نکل گئے طرف شکارگاہ سلیمانی کے چلے لیکن برق ثانی سے
فرماتے ہین مادر مہربان بہت بیقرار تھین نانا جان بھی بہت روتے تھے اسکا کیا باعث تھا برق ثانی کہتا ہے
اے شہریار آپکی محبت سب کے دل مین ہے اسیوجہ سے بیقرار تھے اب شکارگاہ سلیمانی مین خوب شکار ہوگا یہ تو
طرف شکارگاہ سلیمانی کے جاتے ہین کہ ذکر انکا تحریر ہوگا ملک یاقوت شاہ نے پھاٹک قلعے کا کھلوا دیا
ہتھیار سب کے کھلوا ڈالے انتظار مین بیٹھے ہین یہان شنکل فیلزور تخت پر بیٹھا ہوا وزرا سے کہہ رہا ہے آج
کئی دن ہوے فرزند میرا اسے شکار گیا پلٹ کے نہین آیا کیا باعث ہوا وزرا کہتے ہین بعد عرصے کے برائے
شکار گئے ہین آج ضرور آئینگے حضور نہ گھبرائین یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی کہ دیکھا رفیقان
مہران تاجدار ایک چارپائی پر لاشہ مہران تاجدار کا لیے ہوے روتے پیٹتے سامنے شنکال
کے آئے کہا اے شہریار ہاتھ سے خسرو شیردل کے آپ کا فرزند مارا گیا کسی وجہ مین صاحبقران قلعہ
گہر ریز پر آئے وردانہ گوہر پوش کے ساتھ شادی کی اُسکے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اسی جنگل مین
مقابلہ پڑا اُسنے بیک ضرب شمشیر شاہزادے کے دو پرکالے کیے یہ سنکر شنکل نے اپنے کو تخت سے

گرا دیا کہا یارو چراغ شہر مہرانیہ و چراغ طلسم آفتاب نگار گل ہوگیا تمام عمر مین ایک فرزند نصیب
ہوا اُسکا یہ حال ہوگیا مشیرون وزیرون نے سنبھالا ارتھی بنائی بڑی دھوم سے لاش اُٹھائی صحرا
مین لیجا کر لاش کو جلایا کئی دن شندکل اس غم مین محل سے نہ نکلا کئی دن کے بعد وزیرون نے لا کر تخت پر
بٹھایا ذکر جو فرزند کا نکلا جھلا کر کہا کیا غضب کی بات ہی کہ مین زندہ رہون اگر بہرام فلک قصد کرے
تو اُسکو بھی مٹا دون قاتل میرے فرزند کا زندہ ہی تم مین کوئی ایسا ہی کہ خسرو کا سر لائے یاقوت شاہ
کو قتل کرے دردانہ کو گرفتار کرکے ماہ دولت کے سامنے لائے یہ سنتے ہی افراش گردن سوار کہ اپنے
فن سپاہ گری بھی مہران تاجدار کو سکھائے تھے روتا ہوا اپنے دنگل سے اُٹھا کہا یہ خدمت غلام کے
سپرد ہو غلام کو بڑا قلق ہی اس خدمت کو مین بجا لاؤنگا بغیر شاہزادے کے دربار مجھکو اچھا نہین معلوم
ہوتا قلعہ کھدوا ڈالونگا مین جا کر سب انتظام کرونگا شندکل نے حکم دیا اسّی ہزار فوج ساتھ لیکر طرف قلعہ
گھر ریز کے چلا ہرکارون نے یہ خبر ملک یاقوت شاہ کو پہونچائی یاقوت نے سب کو سمجھا دیا کہ یاد رہے
جب افراش اندر قلعے کے آئے کہنا حمزہ نے آکر زبردستی شادی کی وہ لڑکا خدمت مین ملکہ قریشیہ کے
چلا گیا بہن کے پاس جا کر رہے گا اگر وہ اُنپر لشکر کشی کریگا تو مزا پائیگا مین عجز کرونگا تم لوگ دخل نہ دینا
جسطرح آتا ہی اُسی طرح آنے دو تخت پر یاقوت بیٹھے کانپ رہے ہین نہایت تردد ہی افراش گردن سوار
سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا تو پہرہ وغیرہ ندارد پھاٹک کھلا ہوا ہی ساتھ والون نے تلوارین کھینچ لین
گھوڑا بڑھا کر داخل قلعہ ہوا شہر کو دیکھتا ہوا کہین سامان جنگ نہ پایا آخر گھوڑے سے اُترا افسرون کو ساتھ
لئے ہوئے اندر بارگاہ کے آیا دیکھا یاقوت شاہ تخت پر بیٹھا ہی گر درتھا یاقوت شاہ تخت سے اُٹھا
جھک کر سلام کیا کہا ای پہلوان دوران آئیے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا افراش نے کہا او مکار اسواسطے
بیٹی مسلمان کو دی چراغ شہر مہرانیہ گل کرایا اب کیونکر مہلت پائیگا یہ سُنکے ملک یاقوت نے ہاتھ باندھکر
کہا ای پہلوان دوران مین اس مقدمہ سے آگاہ نہین وہ لڑکا حمزہ کا تھا اپنی بہن کے پاس چلا گیا نہایت
بد وضع تھا اگر اُسکی تلاش ہی تو شہر زرین حصار پر جائیے یہ سنکر افراش کانپنے لگا سر اُس مومن کے
ٹھوکر مار دی جب تو ملک یاقوت نے کہا او نالائق جو کوئی سر جھکائے اُسکا یہی عوض ہوتا ہی یہ کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا افراش جو غصے مین اُٹھا اب تو دربار مین یاقوت شاہ سے ہاڑ ہوگیا تلوار چلنے لگی لیکن
افراش نہایت زبردست ہی جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی جسنے آنکھ ملائی جھپٹ کر اُسنے ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین

دو ٹکڑے کئے ہنگامہ گرم ہے ملک یاقوت شاہ لڑتا ہوا باہر نکلا افراش کی فوج نے بلوہ کیا ہزارہا
بیگناہ مارے گئے افراش لڑتا ہوا برابر یاقوت کے پہونچا یاقوت نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار پر روک
کے اُسنے ہاتھ مارا کہ سر کٹکے یاقوت کا زمین پر گرا فوج والون نے جو یہ دیکھا بھگدڑ پڑ گئی افراش سبکو
بھگاتا ہوا زنانی ڈیوڑھی پر آیا کنیزین لڑنے لگین افراش مارتا ہوا اندر گھسا کئی سو کنیزین قتل کین دریا
خون ڈیوڑھی پر بہایا ملکہ دردانہ نے جو سُنا چاہا بھاگ کر اپنے کو کوئین مین گرا دون کہ افراش نے
دوڑکر پکڑا گرفتار کرکے بے پردہ محافے مین سوار کیا کنیزونکو قتل کیا محل کو خوب لوٹا باہر آکر سر یاقوت
نوک نیزہ پر رکھا شہر کو کھدوایا اور ملکہ دردانہ گوہر پوش و سر یاقوت شاہ کو لیے ہوے باہر آیا شہر
کو تباہ کیا لاشہ یاقوت شاہ کا در قلعہ پر لٹکا دیا اب سوچا کہ مین نے قاتل کو نہ پایا شاید قاتل
کہین بھاگ کر حوالی شہر مین چھپا ہو پتہ لگاؤن بھائی اُسکا قماش فیل سوار اُس سے کہا تو قید ملکہ و
سر یاقوت شاہ لیکر خدمت شاہ مین چل مین قاتل کا سر لیکر آتا ہون قماش فیلسوار قید ملکہ و سر یاقوت
لیکر طرف قلعہ مہرانیہ کے چلا افراش بیرون شہر فروکش ہے ہرکارے بہ تلاش شہزادہ خسرو روانہ کئے
ہرکارے جاتے ہین مجبور پلٹ آتے ہین کہین پتہ شاہزادے کا نہین ملتا یہ اترا ہوا ہے قضائے کار جو نہ
یہان یہ معرکہ گذرا شاہزادہ شکار گاہ سلیمانی مین شکار کھیل رہا تھا خود بخود گھبرایا کہا اے برق ثانی
خدا خیر کرے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے لڑکے بھی سب اُسی شہر کے رہنے والے یہ بھی سامنے شاہزادے کے
رونے لگے کہا حضور جی چاہتا ہے چیخین مار کے روئین اپنا حال ابتر کرین نہین معلوم شہر مین کیا معرکہ گذرا
شاہزادہ بھی پریشان برق ثانی بھی تڑپ رہا ہے کہ دیکھا ایک طرف سے پانچ چار سوار گھبرائے ہوے
پریشان خاطر زخم دار بیقرار آتے ہین خسرو نے کہا اِن کو بلاؤ ان سے پوچھو وطن آتی ہے ملازمان شاہزادہ
گئے اُنکو بلا کر لائے شاہزادے نے اُنسے پوچھا تم کون ہو ایک سوار نے شاہزادے کو پہچانا کہا اے
شاہزادہ والا قدر ہم آپکے نمک خوار ہین نہایت بیقرار ہین قلعہ مہرانیہ سے بعد آپکے آنیکے افراش
گرگدن سوار فرستادہ شکنکل آیا معاوضہ خون مہران مین آپکے نانا کو قتل کیا مان کو آپکی گرفتار کرکے
روانہ کیا سارا شہر ویران کیا ہزار ہا بندگان خدا مارے گئے ہم لوگ بھاگ کر نکل آئے یہ سُنکر شاہزادے
نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا بارہ سو لڑکا رونے لگا جنگل مین ٹیس پڑ گئی صحرا تمام رونے سے لڑکون
کے ہلتا تھا بعد عرصے کے شاہزادے نے کہا کیون اے برق ثانی افراش گرگدن سوار بڑا کوئی پہلوان

ہو اپنی جرأت پر اُسکو بڑا گھمنڈ ہی کیا بڈھے آدمی کو مارا انشاءاللہ اگر چلکر سزا اسے کامل نہ دی اور مان کو بھی نہ رلایا تو نام اپنا خسرو شیردل نہ پایا کیون ای برق ثانی اب حال کھلا مادر مہربان و نانا جان کے رونیکا یہ باعث تھا افسوس مفت مین نانا جان نے اپنی جان دی مین ہوتا تو حال اُسکی جرأت کا کھلتا یہ کہکے شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا خستہ و شکستہ چلا برق ثانی رکاب پکڑے ہوے کہتا ہوا ای شہریار بڑی جرأت اُسنے دکھائی شاہزادہ خاموش کبھی کہتا ہی کیون ای برق ثانی اگر قبلہ و کعبہ اس معاملے کو سُنین تو کیا فرماوین یہی فرماوینگے کہ ہمارے خاندان مین نامرد پیدا ہوا ہم کیا جواب دینگے برق ثانی کہتا ہی انشاءاللہ آپ چلکر اُسکو سزا دینگے بلکہ اُسپر غالب آوینگے یہ کہتے ہوے جاتے ہین ایک دن ایک رات اسی روارَوی مین گذرا صبح کا وقت ہی افراش کرگدن سوار اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ وہ لڑکا بارہ سو لڑکون سے صحرا مین گھوڑا دوڑاتا پھرتا ہی یہ سُنتے ہی افراش اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کئی دن یہ لڑکا چھپا رہا آج نکلا ہی ایسا نہو کہین دور بھاگ جاے کہا گینڈا لاؤ گینڈے پر سوار ہوا اسّی ہزار فوج مین قرنا ہوئی سب کو ساتھ لیکر چاہا چلون کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا پشت مرکب پری پیکر پہ شہزادہ سوار چہرہ آفتاب عالمتاب نہایت کمسن گھوڑے کو ڈالے ہوے اسی طرف آتا ہی افراش نے گینڈے کو بڑھایا شاہزادے نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ خسرو

منم نور عین امیر عرب
مسخر کن ملک دیوان قاف

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف

منم خسرو شیردل خوش لقب
بلرزند از خوف دیوان قاف

نعرہ کرکے افراش پر جا پڑا بارہ سو لڑکے اسّی ہزار جوانون پر جا پڑے تلوار چلنے لگی یہ لڑکے چھوٹے چھوٹے نیچے ہاتھ مین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے لیکن اسّی ہزار مین بارہ سو لڑکے کھڑے لڑ رہے ہین جس مقام پر دو ہزار جوان افراش کے ہین وہان دس لڑکے لڑکے نام روشن کر رہے ہین اکثر جا بجا مارے بھی گئے اگر کوئی لڑکا مارا گیا اور شاہزادے کی نگاہ پڑگئی تو بہت بیقرار ہوتا ہی چاہتا ہی افراش نے نیزہ باری نکرون اپنے رفیق کے قاتل کو جاکر مارون مگر افراش سے نیزہ چل رہا ہی برق ثانی نے وہ عقربا سے آتشبازی مارے کہ کئی ہزار جوان جلا دئے کبھی کمندبازی کرتا ہی کبھی نیچہ لیکر لڑتا ہی جو پشت پر شاہزادے کی آیا اُسکو چست کرکے خنجر ماردیا کمسن قد چھوٹا اگر سوار تک نہین پہونچتا گھوڑے یا گینڈے کے پانوٴن کاٹ دیتا ہی جب سوار گرا اگرے ہوے کو مارا شاہزادہ تعریفین کر رہا ہی ای برق ثانی

کیا کہنا برق ثانی نے کہا ای شہریار دیر نہ کیجیے نیزہ حریف کا نکالیے دیکھیے تشت اسکی سست ہوئی یہ
سنتے ہی خسرو نے نیزے کو آڑا ترچھا کیا گانٹھ کے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے افراش کے نکل گیا برق ثانی
نے پکار کے کہا ای شہریار سبحان اللہ کیا مزے سے لڑ رہے ہین افراش نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ مارا
شاہزادے نے اوچھڑ سپر کی لگائی تلوار اسکی ٹوٹی اوپر سے ہاتھ مارا برق شمشیر جو گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے افراش نے اپنے کو بچایا تلوار جو گری گینڈے کی گردن قلم ہوئی افراش گینڈے سے گرا شاہزادے
نے سامنے ہین تلوار کے افراش کو لیا چاہا ہاتھ ماروں کہ سر اڑ جائے افراش نے ناچار ہوکر دانت
نکال دیے عاجز ہوکر ہاتھ جوڑنے لگا شاہزادے نے ہاتھ روک لیا خسرو شیر دل نے کہا اٹھ افراش
اور گینڈا منگا تلوار طلب کر عاجز کو ہم نہین مارتے جب تو برابر سے وار کریگا انشاء اللہ ٹوک کر مارینگے
یہ کہکے ہاتھ روکا افراش نے دیکھا ایسے مقام پر کوئی حریف کو مہلت دیتا ہی اس جوان نے تیری
جان بخشی کی دوڑکر قدموں سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مین تابعدار ہوں جو خطا کی اسکی سزا ملی آپ تو
میرے جان بخش ہین مین نے غلامی اختیار کی فوج کو پکارا خبردار شمشیر زنی نہ کرو مین نے اطاعت اختیار
کی سب رک گئے کہا ہم نے بھی غلامی اختیار کی شاہزادہ گھوڑے سے اترا طرف قلعے کے چلا
دیکھا قلعہ کھدا پڑا ہی پھاٹک سے پر لاش نانا کی دیکھی بہت روئے لاش اتروائی کہا ای افراش سر لاؤ کہ
نانا جان کو دفن کردوں افراش قدموں سے لپٹ گیا کہا ای شہریار غلام سے بڑی خطا سرزد ہوئی
سر آپکے نانا جان کا اور قیدیہ مادر مہربان کی طرف مہرانیہ کے روانہ کردی دس ہزار فوج سے
قماش کو روانہ کر چکا یقین ہی وہ شہر مینا پہونچے ہوں یہ سنتے ہی شاہزادہ اٹھا کہا ابھی جاؤنگا یا سر نانا
کا اور مادر مہربان کو لاؤنگا یا اپنی جان دونگا تم ای افراش شہر کو آباد کرو رعایا کو ڈھونڈھو وہین انہین
بارہ سی لڑکوں سے جاؤنگا یا تو قضا لیے جاتی ہی یا انشاء اللہ مطلب پورا ہوگا ہرچند افراش نے روکا مگر
شاہزادے نے نہ مانا افراش نے یہ بھی کہا مین ساتھ چلوں کہا نہین تمہارا ساتھ چلنا بہتر نہین ہین
انہین لڑکوں سے جاکر لڑونگا نانا کی لاش کو صندوق مین رکھکر سپرد زمین کیا ہرچند کہ دن کم باقی تھا
لیکن اسی وقت شاہزادہ سوار ہوا بارہ سی لڑکوں کو ساتھ لیکر مع برق ثانی چلا افراش روتا ہوا رہگیا
یہ بھی کہدیا کہ حضور مجھسے بہتر زور و قوت مین وہان موجود ہین چار لاکھ فوج رکھتا ہی آپ بارہ سی لڑکوں
سے کیا کرینگے خسرو نے کہا ای برادر مرنے والے کے نزدیک ایک اور لاکھ برابر ہین جسکو جان بچانا ہی اسکے

نزدیک ایک بھی بہت ہی اور اگر جان نہ رکھنا منظور ہی تو ایک اور لاکھ برابر ہین افراش پلٹ کر قلعہ مین آیا شاہزادہ روتا ہوا چلا جب افراش کی نظر وں سے مخفی ہوے افراش نے ہرکارے روانہ کیے تاکید کی جو میرے آقا پر گذرے فوراً مجھے خبر پہونچانا ہرکارے چلے مگر برق ثانی نے راہ مین عرض کی اے شہریار جو عرض کرون اگر مناسب ہو قبول فرمائین اگر نامناسب ہو اختیار ہی حضور آہستہ آہستہ آئین پہلے غلام جاکے جاکر دیکھے شنکل کیا کر رہا ہی اور جو کچھ بن پڑیگا وہ کرونگا شاہزادے نے کہا اچھا ہم چلکر قریب شہر ٹھہرتے ہین تم بڑھو برق ثانی تڑپ کر چلا راہروی کرتا ہوا قلعۂ مہرانسیہ مین پہونچا دیکھا شہر آباد و وسیع ہی اسے جو برق ثانی نے دریافت کیا تو احوال معلوم ہوا کہ یہان سے بارہ کوس پر کوہ نیرنگ ہی اسپر تصویر سامری و جمشید مثل انسان کے باتین کرتی ہی شنکل نے جو ملکہ کو دربار مین بلایا تھا صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوا تھا سوال وصل کیا ملکہ نے کلمات سخت کہے جو پیغام لیکر آیا تھا اُس سے کہا اُس نابکار سے کہنا تیری یہ مجال ہوئی کہ ہمسے ایسے پیغام کرتا ہی کیا کہین زمین سخت آسمان دور جان دینے سے مجبور کوئی تدبیر ایسی نہین بنتی کہ جان دین کوئی ہم کو زندہ نہ دیکھے اسقدر تو نے ہمکو ذلیل کیا قید کر کے دربار مین بلایا اور ایسا مہمل سوال کرتا ہی ہم تیرے گنہگار ہین ہمکو قتل کر خبردار اب کبھی ایسا سوال نہ کرنا جو پیغام لایا تھا وہ بہ مجبوری پلٹا سب حال آکر شنکل سے کہا شنکل نے مشیرون سے صلاح کی سب نے صلاح دی کہ کوہ پر ملکہ کو لے چلیے تصویر خداوند سے درخواست کیجیے وہ فوراً دل پھیر دینگے شنکل کو یہ صلاح پسند آئی پچیس ہزار جوان ساتھ لیکر طرف کوہ کو لیکے چلا برق ثانی یہ خبر سن کے پلٹا راہ مین شاہزادے کو خبر دی کہ شنکل شہر مین نہین ہی طرف کوہ نیرنگ کے گیا راہ مین چلکر پہنچا کو پچھلے رات کو اُسکے لشکر پر شبخون ماریے اور بادر مہربان کو مع سر اپنے نانا جان کے نکال لائیے یہ خبر سنکر شاہزادہ بہت خوش ہوا اُسی طرف گھوڑے کو پھیرا یہان شنکل نے کوہ نیرنگ آکر ٹھہرا ہی برہمنون کو بلایا اُنسے سب کیفیت بیان کی برہمنون نے کہا کل آپ بالائے کوہ چلیے ہم سفارش کرینگے اگر دریائے رحمت نے جوش مارا تو یہ کتنی بڑی بات ہی کہ قدرت دل اُسکا پھیر دین اور آپ سے محبت کرے یہ خبر سنکر شنکل راضی ہوا رات کو اُسی مقام پر قیام کیا ایک خیمے مین ملکہ کو رکھا اسپر یاقوت نوک نیزہ پر نصب ہی پچیس ہزار جوان جابجا اُترے ہین بارگاہ بڑی استادہ ہی ملکہ سے کوئی کلام نہین کر سکتا ہے قیدخانے مین ملول و حزین بیٹھی ہین کبھی فرزند کو یاد کرتی ہین کبھی بادصاحبقران مین فریاد کرتی ہین کبھی کہتی

ہین ہاے اگر مین یہ انجام جانتی پاس قرلیشیہ سلطان کے چلی جاتی وہ مجھکو آنکھون پر رکھتین ہرچند کہ آسمان
پری شعلہ جوالہ ہے لیکن ملکہ قرلیشیہ ضرور خاطر کرتین تقدیر ہماری برگشتہ تھی پہر رات گئی ہی کہ لشکر مین غلغلہ ہوا
آواز آئی باشید ای کافران تجیا و ای نابکاران بپر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان سر فتنۂ ایران و توران نعرہ امیر

گروگشتہ سہراب و رستم جبل
یکے تیغ صمصام و قمقام نام

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

امیر عرب حمزہ شیر دل
بحکم خدا بستہ شمشیر چار

مشرق سے یہ نعرے کی آواز
آئی مغرب سے چھ ہزار جوان واسطے روکنے صاحبقران عالیشان کے چلے کہ جنوب سے آواز آئی باشید
ای تجیا و میرے ہاتھ سے کہا بچو گے منم وارا ہے ہند لندھور بن سعدان نعرہ لندھور جزیرہ ہاے
دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نیدانی منم لندھور بن سعدان + ایک طرف سے
مالک کے نعرے کی آواز آئی ایک طرف سے نعرہ بہرام ہوا ایک جانب سے رستم ایک جانب
سے نعرہ بدیع الزمان کا ... مین چلے مشرق والون نے دیکھا مغرب سے لوگ
آئے ہین انکو حریف سمجھے آپس مین لڑنے لگے جنوب والے جو چلے شمال والون سے بھڑ گئے
گوشت خر دندان سگ ہے آپس مین ہو رہا ہے یہ صدا سنکر شنکل خیمے سے نکلا روشنی اسکے ساتھ ہی جہان
دیکھا اپنی فوج آپس مین لڑ رہی ہے انکو ہٹاتا ہوا ایک سمت پہونچا دیکھا ایک لڑکا کمسن جو تماشا کر رہا ہے
کئی پہلوان مار کر ڈالے ہیں سمجھا کہ یہی حمزہ عرب ہے زوجہ کا حال سنکر آیا ہے انھون کر للکارا او حمزہ
کہان جاتا ہے منم شنکل بن ... تاجدار یہ کہنا تھا کہ خسرو برق جہنہ ... پکارا للکارا او مردود
مردان عالم کے ناموس پر نگاہ ڈالی لڑکے بھی جا بجا لڑ رہے ہین برق ثانی نے خیمون مین آگ
لگا دی اب جو برق ثانی نے ہنگامہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ مقابلے مین شنکل بن ... کال
تاجدار کے پہونچا برق ثانی قید خانے پر لڑتا ہوا پہونچا دشمن ایسے ... ہاتھ سے آتشبازی مارے کے
نگہبان کچھ جلکر کچھ باقی فریاد کرتے ہوئے بھاگے برق ثانی خیمے مین گھسا دیکھا کہ ملکہ دردانہ
گلگون پوش سر زمین پر ڈالے پڑی ہین کنیزین بیٹھی رو رہی ہین برق ثانی نے کہا اے ملکہ عالم آپ
آپکا فرزند لشکر شنکل مین شنکل سے لڑ رہا ہے افراش جو آپکے شوہر تھا اسکو بھی مطیع کر لیا ملکہ نے گھبرا کر
سر اٹھایا برق ثانی کو دیکھا دریائے خون مین نہایا ہوا آیا ہے گھبرا کر پوچھا اے برق ثانی میرے فرزند کہاں گیا ہے

کہا حضور خیر و عافیت ہی کیفیت تو عرض کی افراش کو جاکر زیر کیا اب یہان پہونچے لشکر کو شنکل کے تباہ کیا ہی اب یقین ہی مقابلہ پڑے گھبرا کر ملکہ نے کہا ای برق ثانی میرے فرزند کو ہاتھ سے دشمنون کے بچانا کہا حضور تو نکلیں برق ثانی چند گھوڑیان پکڑ کے لایا اُسپر ملکہ کو مع کنیزان سوار کیا ایک ایک گھوڑی پر دو دو کنیزین سوار کین ملکہ دردانہ جو قیدخانے سے نکلین دیکھا شنکل بن شنکال تلوار کھینچ کر شاہزادے پر آیا ہی شاہزادہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ یہ تلوار لگائے تو ہاتھ مارون اُسنے تلوار لگائی خسرو نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا اُچھل کے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے چمک کے تلوار جو گری سر کو بھی زخمی کیا شنکل نے دوسرا وار کرنا چاہا تھا کہ برق ثانی نے حقۂ آتشبازی منھ پر گینڈے کے ماردیا گینڈا بھاگا لاکھ چاہتا ہی روکون حقہ جو منھ پر گینڈے کے پڑا منھ جھلسا ہوا بھاگا جاتا ہی ساتھ والے شنکل کے بھاگے کچھ مارے گئے تھوڑے ہی عرصہ مین سب بھاگے لڑائی فتح ہوئی شنکل کو گینڈا لیکر جنگل مین پہونچا جنکس شنکل اُسکے پاس پہونچے کہا ای شہریار یہ لڑائی تھی یا غضب خداوندی تھا کہ لڑکون نے لڑکے لڑائی کو فتح کیا شنکل کو گینڈے سے آتارا ہوا دار پر سوار کیا شنکل گھبرا کے پوچھتا ہی ارے ملکہ پر کیا گذری چند نگہبان قیدخانے کے بھاگے ہوئے آئے کہا حضور عجب قیامت برپا تھی آگ ہم سب پر برس رہی تھی قدرت نے عذاب کیا تھا حمزہ یہان کہان غضب خداوندی تھا اگر شاید حمزہ تھا تو آگ کسنے برسائی غضب خداوندی کہنا چاہیے آپنے بڑی خطا کی کہ زیر کوہ ٹھہرے رہنے براے زیارت تصویر خداوند نہ گئے اسیوجہ سے قدرت نے عذاب نازل کیا چہار طرف آگ برس رہی تھی صدہا خیمے جلے ہر طرف آگ لگی ہوئی تھی کدھر بھاگ سکے جاتے ہر طرف آگ ہی آگ تھی ساتھ والون نے کہا جب خیمے پر آگ بری ایک لڑکا خیمے مین گیا تھا وہ ملکہ کو چھڑا لیگیا شنکل نے آہ کی کہا یا رو کیا کہون دل مین درد رنگت زرد اُس معشوق کو چھڑا کر لیگئے کیا تدبیر کرون مدت سے اُسپر عاشق تھا جب سے ملکہ آفتاب گر تجھ سے ملاقات ہوئی اِدھر کا خیال بھولا نظم

اپنی ہستی پر کیون ہو منفعل ہر بار درد
جانتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد

وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کیواسطے
باعث راحت مجھے ہی کہہ نہ ای غمخوار درد

ایک جانب چارہ گر ہین ایکجانب غیر و دوست
ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ ‏ کسقدر رکھتا ہی دل مین عاشق بیمار درد
صورت حرف غلط بیمار ہجران کا ترے ‏ مٹ گیا ای جان زیر سایۂ دیوار درد
ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی ‏ دل مین ہی میرے بہ شکل لذت بیکار درد
صورت معشوق ہی اُسکی جدائی ناگوار ‏ دوست رکھتا ہی نہایت زخم جسم زار درد
یہ مصیبت دوستو لطف سخن ہوتا نہین ‏ دل مین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد
زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار ‏ کیا کسے رکھتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد
عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہین ‏ مجھکو کیا معلوم ہی یہ کہتے ہین کیا ای یار درد
نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق ‏ کیا عجب پیدا کرین جو دل مین میرے اشعار درد
ہم نفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کرتا ہون کیون ‏ آج کی شب ہی مرے پہلو مین بیٹھے دلدار درد
کثرت تکلیف سے ہم آتے ہین نالے تا زبان ‏ غیر ممکن ہی کہ ہو پیدا بے کاوش آزار درد
چاک کرتا ہی دم فصل بہار ہر گل پیرہن ‏ کسقدر رکھتا ہی شور بلبل گلزار درد
کم نہین ہی زخم سے ایذا کلام تلخ کی ‏ کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد
بات منھ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی ‏ آج رکھتا ہی انیسم اپنا دل افگار درد

سبا نے کہا حضور اب گھر چلیے جو مرنے سے باقی رہ گئے تھے اُن سب کو ساتھ لیکر شمشکل آہ آہ کرتا ہوا طرف شہر مہر انبیہ کے چلا یہان شاہزادہ جنگ فتح کرکے دس کوس پر ایک جنگل ہی اُسمین آیا اُسی مقام پر اُتر پڑا امان سے کہا اب آپ شہر چلیے مین بے غیرت بھی آونگا افرائش شہر آباد کر رہا ہی وہ مصروف خدمتگزاری رہیگا مین بھی بہت جلد آونگا ہر چند ملکہ نے کہا ای فرزند ساتھ چلو خسرو نے قبول نہ کیا ملکہ کو روانہ کر دیا ملکہ شہر مین آئین افرائش حاضر ہی حال دریافت کرکے وجد مین آگیا دمبدم تو یقین کرتا تھا کہ شاہزادے نے کیا کمال کیا زیر کوہ نیرنگ سے پہونچا اور ملکۂ عالم آپ کو رہا کرتا انہین کا کام تھا کیا کسی کی مجال تھی کہ مقابلہ شمشکل مین جاتا جو جرات ذاتی ہی انہین کے واسطے ہی مگر نہ آنے کا کیا سبب ہوا اب واضح ہو ملکہ نے سب حال افرائش سے کہا افرائش نے رعایا جمع کی مکان شہر کے بنوا رہا ہی شاہزادہ صحراے سبزہ زار مین فروکش ہی لیکن ملکہ کے حقیقی بھائی الماس تیغ زن چند سے سبب براے شکار گئے ہوے تھے ایک صحرا مین شکار کھیل رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُٹھی چند سوار د

پیادہ زخم کھائے ہوئے حیران و پریشان شہر سے بھاگ کے اسطرف آنکلے الماس نے انکو بلایا
دیکھا وہ پریشان ہو رہے تھے ہیچ سے غم تھا ان لوگون نے الماس کو پہچانا اور رو رو کر سب حال
قلندر اعظم پیر کا بیان کیا کہ آپکی بہن کو گرفتار کرکے روانہ کردیا باپ کو آپکے قتل کیا یہ سنکر الماس بہت
روئے بارہ ہزار جوان ساتھ تھے سب رو دیئے جب ہوش درست ہوئے الماس نے کہا بڑی غیرت کی
بات ہے کہ بہن گرفتار ہو ہم زندہ رہیں اور بہن گرفتار ہوکر سامنے کافر کے جائے اگر تم سب ساتھ دو تو چلکر
شہر میں ہنگامہ کرو اور دین کیا عجب ہے کہ شنکل سے بھی مقابلہ پڑے اگر اسکو مارا اور بہن کو چھڑا لیا تو شہر میں
شہرہ ہوگا نہیں تو اسی جگہ لڑکے مر جائینگے سب نے کہا غلامان جانباز ساتھ ہیں ہمارے بھی عزیز قتل ہوئے
انکا بدلہ لینگے ... شکست دین سب نے قبول کیا الماس تیغ زن بارہ ہزار سوارون کو ساتھ
لیکر جانب شہر مہرانیہ کے چلے یہان شنکل بن شنکال تاجدار کوہ نیرنگ سے پریشانی اٹھا کر آیا ہے مگر
چار لاکھ فوج دروازے پر قلعے کے موجود ہے بارہ سو افسر گرد کوہ نیرنگ کر رہا ہے کہتا ہے یارو یہ
کیا ہوگیا ... افسر سمجھا رہے ہیں کہا ای شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے ملکہ دروانہ کا ملنا کمال دشوار
ہے ایک ہرکارے نے خبر کی حضور نے یہ بھی سنا افراسیاب کرگدن سوار مسلمان ہوگیا یہ سنکر شنکل
کو سناٹا ہوا کہا یار غضب ہوا کہ ایسا سردار جاکر مسلمان ہوا شنکل نے اور ہرکارے روانہ کئے کہ
جاکر مفصل خبر لاؤ مسلمان ہوسکے کیا کر رہا ہے ہرکارے روانہ ہوگئے یکایک شہر میں ہنگامہ پڑا مکان
شہر کے لٹنے لگے گھبرا کر شنکل اپنے مقام سے اٹھا کہا ارے خبر تو لاؤ یہ کیا معرکہ ہے دن دہاڑے
شہر میں ڈاکہ پڑا چار لاکھ فوج قلعے کے دروازے پر موجود ہے یہ سنتے ہی ہرکارے گئے خبر لیکر
آئے کہ الماس تیغ زن بھائی ملکہ دروانہ کا اپنی بہن کے رہا کرنے کو آیا بارہ ہزار بابندگان
ساتھ ہیں یہ سنکر شنکل سوار ہوا حکم دیا فوج میں ڈنکا ہو جیسے ہی ہرکارے نے فوج میں خبر
پہونچائی چار لاکھ سوار و پیدل مثل سمندر موج مارتے ہوئے چلے نوبت نقارے بجاتے ہوئے
اسوقت یہ فوج آکر پہونچی کہ الماس لڑتے بھڑتے سامنے دار الامارہ شاہی کے پہونچے ہیں کہ اندر
سے بارگاہ کے شنکل بن شنکال تاجدار نکلا فوج آگئی افسران فوج جنگ کرنے لگے چار لاکھ
فوج جو بارہ ہزار پر آکے گری سپاہ متفرق ہوکر دس دس ہزار کے غول میں دو دو جوان گھر گئے
الماس نے جو سر اٹھا کے دیکھا کہ فوج متفرق ہوگئی ہر غول میں جوانان تیغ زن گھر گئے الماس تیغ زن

تیغ

کدو کاوش کر رہے ہین بمشکل لڑتے بھڑتے کسی غول پر پہونچے اگر دس کو بچایا سو قتل ہو گئے تھوڑے ہی عرصے مین پلٹ کے دیکھا سب ساتھ والے سیار گلشن جنان ہوئے کوئی ساتھ والا باقی نہ رہا اُسوقت الماس کی پریشانی تنہائی حیرانی کبھی داہنے دیکھا کبھی بائین کبھی یاران رفتہ کو آواز دی کبھی پکارتے ہین اے یارو ہمارا ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا بہ قول شاعر نظم

قفس بر دوش صیاد جہاں طینت کا پہرا ہی
مقام گلشن ایجاد دم بھر کا بسیرا ہی

متاع عالم اسباب چند انفاس چلتے ہین
زر و سیم و جواہر کچھ نہ تیرا ہی نہ میرا ہی

کہانتک کروٹین بدلا کریگا خواب ہستی مین
ذرا کھول آنکھ او غافل کہ دم بھر مین سویرا ہی

چھپا دن دور ہی منزل اُٹھا جلدی قدم غافل
فروغ زندگانی چند دم ہی پھر اندھیرا ہی

ایسے کلمات حسرت زبان پر تھے کہ ناگاہ پردۂ شب حائل ہوا مسافر نیر اعظم منزل عالم کو طی کر گئے ایسا تھکا کہ سرائے مغرب مین داخل ہوا شاہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادۂ الماس نے جو دیکھا رات ہوئی ہر چند کہ انتہا کے زخمدار ہین لیکن ایکجانب گھوڑا اُٹھا دیا لڑتے بھڑتے تا بہ در قلعہ پہونچے ایک سردار موسوم بہ کالکال فوراً پکڑ دروازے پر کھڑا تھا اُس حیا نے پشت پر سے ہاتھ مارا گھوڑا جھپک تلوار کی دیکھکر جھپٹا پشت پر مرکب کے تلوار پڑی کہ گھوڑا زخمی ہوا اب گھوڑا اُسی مقام پر جم گیا کالکال نے جو شاہزادے کو حیران و پریشان دیکھا پلٹکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا مرکب کا کام آیا نہ معلوم ہوا مرکب گیا شاہزادہ زمین پر آیا اُتنی کالکال ملعون نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر اس افسر کا کنگرۂ فتح کے نقارے بجے کالکال سر اس افسر کا لیکر سامنے شنکل کے آیا اُس نے کہا اس شہر کو مین نے دروازے پر مارا کئی سردار اسنے وہان قتل کیے آخر غلام نے پکڑ کر قتل کیا شنکل نے اُسکو انعام دیا سر الماس دروازۂ قلعہ پر لٹکوا دیا اُن فوج سے کہا یہ کیا حرکت ہی کہ بارہ ہزار جوان ہتھیار بند شہر مین گھس آئے تم لوگون نے نہ روکا آج سے حکم قطعی دیا جاتا ہی کہ دس جوان بھی اگر ہتھیار بند آئین اُنکو باہر ہی روکنا اندر قلعے کے نہ آنے دینا یہ حکم دے کر شنکل قلعے مین آیا لاشہ الماس کا دروازے پر قلعے کے پڑا ہی پہر اُس مین سر لٹک رہا ہی اُن بارہ ہزار مین سے چند کس بھاگ کر نکلے اُس صحرا مین پہونچے جہان خسرو شیر دل اُترا ہی اُن سوارون کو دیکھکر خسرو نے بلوایا پوچھا تم کون لوگ ہو ایک نے کہا

سے شاہزادے کو پہچانا کہا اے شہریار غلامان قدیم کو نہ پہچانا ہم آپ کے ماموں کے ساتھ والوں میں ہیں
صوابے برف بار میں شکار کھیل رہے تھے ہم کی گرفتاری کی خبر پائی بارہ ہزار سے قلعہ مہرانیہ پر
چا پڑے بارہ ہزار نے ساٹھ ستر ہزار قتل کیئے آخر سب مارے گئے راہ میں سنا کہ افسر بھی سیار گلشن جہان
ہوئے سر اُس افسر کا اُس مردود نے در قلعہ پر لٹکایا ہے لاشہ اُس شہریار کا مزبلہ پر پڑا ہے خدا اُنکا انجام
بخیر کرے اُسی جنگ سے ہم بھی بھاگے لڑبھڑ کے نکل آئے ماموں آپ کے سیار گلشن جہان ہوئے
خسرو نے برق ثانی کو بلایا کہا او برق ثانی او رتمنے سنا ماموں جان نے جاکر شہر مہرانیہ میں
جان دی بہادر انکا نام ہے یہ خبر سنتے ہی زندگی گوارا نہ کی کہ اگر زندہ رہینگے لوگ منہ دیکھینگے رو برو طعن
کرینگے کہ اس شیر کی بہن گرفتار ہوکر شہر مہرانیہ میں گئی یہ تو آنکی دعا تھی دعا قبول ہوئی سعادت ظاہری
و باطنی اُنکو حصول ہوئی پھر ارشاد کیا اے برق ثانی اب زندہ رہنا ہمارا بھی بہتر نہیں ہاں گرفتار ہوکر
مجمع عام میں گئیں اس بچیا نے دربار میں بلوایا کلمات سخت زبان نجس سے کہے اے برق ثانی مثل
ماموں جان کے ہم بھی جاکر جان دین شکر ہے کہ مادر مہربان قلعہ میں پہونچ گئیں وفراش ایسا خدمت گزار
موجود ہے نام بزرگون کا قائم رہا ہم زندہ رہے تو کیا مارے گئے تو کیا قبلہ و کعبہ کے نام کو دنیا میں
پروردگار رکھے اور بھائی جو ہیں اُنکے نام کے ڈنکے بجتے ہیں ہم ایسے نامرد کا کون نام لیگا کہیں ذکر
بھی نہوگا برق ثانی باتوں پر شاہزادے کی بہت رویا کہا اے شہریار باتوں نے آپکی دل کے ٹکڑے
کر دیئے کوچہ ہاے دل غم و الم سے بھر دیئے جو آپ فرماتے ہیں یہی مناسب ہے یا چلکر جان دی یا اُس
کو مارا تو البتہ نام ہوگا شاہزادہ نے کہا ان بارہ ہزار لڑکوں کو تیار کرو بارہ ہزار لڑکے خبر جنگ سنکر تیار
ہونے لگے مسلح ہوکر سامنے شاہزادے کے آئے شاہزادہ نے حکم دیا اُسی وقت اشہب سلیمانی
تیار ہوکر سامنے آیا گھوڑا وہ بے باک قدم زمین پر نہیں رکھتا چاہتا ہے اڑ جاؤں طرارے بھروں سر دشمن
پامال کروں شاہزادہ جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوا برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ رکھا بارہ ہزار
لڑکے پشت پر گھوڑے بگٹٹ ڈالے ہوئے طرف شہر مہرانیہ کے جاتے ہیں جب پانچ کوس شہر باقی
رہا برق ثانی نے رکاب پر ہاتھ ڈال کے روکا کہا اے شہریار میں کچھ بات عرض کروں گا
آپکے ماموں جان بلا تکلف شہر میں گھس گئے ہزاروں کو قتل کیا عمارتیں پامال کیں نہیں
معلوم شنگل نے کیا حکم دیا ہے غلام کی صلاح یہ ہے کہ ایسی تدبیر تو ہو کہ سامنے شنگل کے چلکر

مقابلہ پڑے اگر اسکے سامنے مارے گئے تو بھی خیر ہے اگر اسکی موت آپ کے ہاتھ سے ہے تو شہر فتح ہوا
ذرا گھوڑے روکے ہین وہ تدبیر کرون کہ دربار مین شنگل کے تلوار چلے اگر غلام کی تدبیرین پڑی تو دربار
شاہی مین پہونچاتا ہون یہ کہکے **برق ثانی** نے ایک کاغذ تیار کیا مضمون یہ تھا کہ اے **شنگل بن شنکال**
ہمین معلوم ہوا کہ تمھاری فوج والے بڑے غافل ہین کوئی شخص بارہ ہزار جوان سے شہر مین گھس آیا
دوپہر تلوار چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی تمھارے مارے گئے یہ بڑی بات ہوئی کہ تم بچے اگر تم پر کوئی چشم زخم آتا
تو ہم کو کیسا صدمہ ہوتا تمھارے واسطے تڑپتے لہذا یہ بارہ سو لڑکے کہ ہمارے ہمراہ رکاب رہتے ہین نہایت
بڑی بہادر صف شکن تیغ زن ہین تمھاری حفاظت کرینگے جہان تم آرام کرو وہین موجود رہین یہ کسی وقت مین
کمی نہ کرینگے یہ کاغذ لکھ کے تیار کیا شاہزادے کے چہرہ پر ڈھاٹا باندھا چہرہ چھپایا آگے **برق ثانی**
بڑھا فرمان ہاتھ مین لیا مہر اسپر **آفتاب گرم خو** کی آگے نعرے کرتا ہوا بڑھا پکارتا ہوا منم فرستادہ ملکہ آفتاب
گرم خو بادشاہ طلسم **آفتاب نما** ہم برائے حفاظت شنگل آئے ہین ہرکارون نے یہ خبر **شنگل** کو پہونچائی
کہ ملکہ **آفتاب** گرم خو نے بارہ سو جوان آپ کی حفاظت کے لیے روانہ کیے ہین وہ آتے ہین فوج مین
کہلا بھیجے کہ کوئی ان کو نہ روکے چوبدار یہان سے پہونچے جاکے فوج مین منادی کردی کہ بارہ سو جوان
ہتھیار بند آتے ہین انکو نہ کوئی روکے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا آگئے آگے ایک جوان آواز دیتا
ہوا کہ ہم لوگ بھیجے ہوے ملکہ **آفتاب** گرم خو کے ہین فوج والون نے سلامی لی بیچ مین سے اُسکے
نکلے ہوے قلعہ مین داخل ہوے شہر کی سیر دیکھتے ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد شہر والے دیکھ
رہے ہین کہ بارہ سو جوان برائے حفاظت **شنگل** آئے ہین یہ لوگ خاص جاکر دربار مین ٹھہرین گے **شنگل**
منتظر ہے کہ در دولت پر پہونچے اندر بارگاہ کے داخل ہوے جیتے ہی بارگاہ مین پہونچے دیکھا شنگل تخت پر بیٹھا
ہے گرد ونگل نشینان بارگاہ سرداران لشکر بیٹھے جھوم رہے ہین ذکر قتل شاہزادہ الماس تیغ زن ہو رہا ہے
**کنگال** کہہ رہا ہے مین نے اس شیر کو مارا کہ جس سے کوئی نگاہ نہ ملا سکتا تھا صدہا سردار آتے تھے لوگ کہ
مارے کہ **خسرو شیر دل** آگے بڑھے بتمام ہیبت پکار کر آواز دی سلام من بر دریا پاس و دین یاد بر کسے
باد کہ بداند و شناسد کہ خدا یکے است و دین پیغمبران خدا برحق و رسالت ... خدا اطلاق ہست یہ کہہ کے
اپنے نام کا نعرہ کیا **نعرہ خسرو** + منم خسرو شیر دل خوش نسب + منم نور عین امیر عرب
مسخر کن ملک دیوان قاف + بلرزند از خوف الوان قاف + اگر تیغ کین بر کشم از غلاف

تزلزل فتنہ در بیان مصاف + ہزبر دمان خسرو نوجوان + سم نور عینین صاحبقران +
پارہ ٹکڑوں نے تلوار کھینچی برق ثانی نے دروازہ بارگاہ کا بند کر دیا چند لڑکے دیوار پر چڑھا دئے کہدیا
جو باہر سے آئے اُسے تیر مارو سو لڑکے دیواروں پر تیر کمان لیکر بیٹھے باہر والوں کو تیر مارنے لگے باہر
لوگ گھبرا رہے ہیں حیران کہ اندر بارگاہ کے کیونکر جائیں برق ثانی نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارا حقہ پھٹا دنادنا
ہوا کافر کانپ گئے شنکل نے آواز دی ارے لڑکے کو مار لو باہر سے فوج کو بلاؤ جو اندر ہیں وہ باہر نہیں
نکل سکتے باہر سے فوج والے غلغلہ کر رہے ہیں دیواروں پر سے تیر برس رہے ہیں جس نے ارادہ کیا
در بارگاہ پر جائیں عقاب تیر پھول کر گرا سوار پیدل گر رہے ہیں سو نے ہزاروں کو گرا دیا برق ثانی
حقے مارتا پھرتا ہے کفار حقوں سے عاجز ہیں چاہتے ہیں بھاگ کر نکل جائیں کسی طرح جان بچائیں مہلت نہیں ملتی
جل جل کے گر رہے ہیں خسرو شیر دل لڑتے بھڑتے برابر تخت شنکل کے پہونچے شنکل نے اُٹھکر ہاتھ
تلوار کا مارا چونکہ خسرو کم سن قد چھوٹا جست کرکے تخت پر آئے قریب آکے ہاتھ مارا شنکل نے گرد اسپر کا
اٹھا دیا برق شمشیر چمک کر جو گری سپر کٹی ہر چند کہ سپر مثل شب فراق تھی مگر کٹی اب جو نیچے وہاں سے گرا تیغہ
لاثانی سر پر پڑا خود کو کاٹتا وہاں سے گذرتا ہوا تا جگرگاہ پہونچا لاشہ شنکل گرا برق ثانی نے بڑھکر
سر کاٹ لیا نوک نیزہ پر بلند کر دیا اور بارگاہ والوں کو گھیر کر مارا اب خسرو نے برق ثانی سے کہا مراد
حاصل ہوئی بعنایت پروردگار تسکین دل ہوئی شنکل کو مار چکے بدلہ گستاخی کا لیا اب دروازہ کھولدو اندر کے
سب سردار مارے گئے برق ثانی نے بڑھکر دروازہ کھولا دیکھا بیرون بارگاہ لاکھوں کافر کھڑے ہوئے
غلغلہ کر رہے ہیں سب نے دیکھا اندر سے بارگاہ کے آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شمس حبت افروز
جہانداری دریائے خون میں نہایا ہوا اندر سے بارگاہ کے نکلا مثل شیر گرسنہ رمہ گوسفندان پر
آ کے گرا یا رعد کی طرح کڑکے چار لاکھ فوج پر گرتے تہلکہ ڈالدیا ہزاروں سر کٹ کے گرنے لگے غلغلہ کر رہے
ہیں جس غول پر پہونچے افسری کو تاکتے مارا دو سرداران عالی شنکل کے شہسوار فیلتن عقاب بہ
شیر سوار فوج کو لڑا رہے ہیں افسوس کر رہے ہیں کہ یارو اس لڑکے نے بڑی گستاخی کی بارگاہ میں گھسکر
شنکل کو مارا اب جنگ کا فتح ہونا دشوار ہے مگر میدان حضور خون شہنشاہ میں گھیر کر مار لو ہاں یارو وقت
جانبازی ہے قاتل تمہارے آقا کا تم میں آگیا اب نہ بچنے پائے جب شاہسوار عقاب ترغیب
دیتے ہیں فوج والے حملہ کرتے ہیں اس بلوے میں شیر بیشہ صاحبقران ثانی نہنگ بحر جرأت یکتاز

میدان جلالت جگر شمشیر زنی کر رہا ہی دل تو افسر اندر مارے گئے اب افسر نہین رہے فوج بے سردار تڑپ رہی
رہی عقاب و شاہباز ترغیب دیکر فوج کو لڑا رہے ہین جب غول بڑھ بڑھ کے آتے لڑکے جا پڑتے
وہ شمشیر زنی کی کیا عجب ہی زبان تیر و کلہ عمود سے صدا سے احسنت و آفرین بلند ہو رہی ہے براے
استقبال اٹھے علاون نے بال کھولدیے تیر سہمے ہوے گوشۂ ترکش مین چھپے ہوے کانپ رہے ہین
تلوارین بیدم خنجرون مین کاٹ کم بازون مین چھپے ہوئے دم نہین آوازین پڑ گئین کانپ رہے ہین خسرو
لڑتا بھڑتا سامنے عقاب و شاہباز کے پہونچا دونون نے تلوارون کے وار کیے برق ثانی پکار اٹھا
ای شہریار ہوشیار رہیے گا دو افسرون نے وار کیے شاہزادے نے دیکھا دونون کی تلوارین سر پر آتی
ہین تلوار کو زانو کے نیچے دبایا چتون اڑی ہوئی ہی جیسے ہی تلوارین قریب سر کے چمکین شاہزادے نے
دونون تلوارون پر جھپکی لگائی تلوارین ہٹ پڑین دونون کی تلوارون پر ہاتھ ڈالدیا ہرچند کہ کلائیان
انگلیان چھوٹی ہین مگر کلائیون پر ہاتھ ڈالا اس زور سے فشردہ کیا کہ دونون نے تلوارین چھوڑ دین تلوارین
زمین پر گرین شاہزادے نے دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالا بہ قوت صاحبقرانی زور جو کیا دونون کو اٹھا لیا
چاہا تھا کہ مار ڈالون دونون نے دیکھا اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین بے اختیار پکار اٹھے ای شہریار
الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان دونون نے عرض کی جب تلک زندہ ہین غلامی سے گردن نہ پھیرینگے
لکرینگے شاہزادے نے چھوڑدیا دونون نے فوج والون کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے سب تلوارین
نیامون مین ہو گئین برق ثانی نے کہا دار الامارۃ مین چلیے شہباز و عقاب استقبال کرتے ہوے
چوب و چماق ہاتھ مین شاہزادے کو بارگاہ مین لائے تخت شاہزادے نے اٹھوا ڈالا دنگل زندیان اس مقام پہ
بچھا بعہدۂ افسری آکر خسرو بیٹھے سردار اپنے اپنے مقام پر کرسیون دنگلون پر بیٹھے ہین شاہزادے
نے عہدے مقرر کیے وزیرون کو بعہدۂ وزارت کوتوال کو بعہدہ کوتوالی شاہزادے نے فرمایا
ای برق ثانی تم جاؤ تو مطلب بنے ہم عرضی بنام والدۂ ماجدہ لکھتے ہین تحفہ جات کچھ خزانہ لیکر جاؤ ان
فتح سے آگاہ کرو جب تم واپس آؤ گے تب سیر دیکھینگے شہر بڑا ہی اور بڑے بڑے مہاجن رہتے ہین
ان سب کو خبر پہونچا و برق ثانی خوش ہو گیا کئی چھکڑے مال و اسباب کے اشیاے تحفہ جات
سے آراستہ کرائے عرضی فتح کی لکھی کہ آپ کے دودھ کے تصدق سے غلام نے آکر شنکل کو مار اشہر
کلان تسخیر ہوا عملداری قائم کر رہا ہون کوئی وارث شنکل کا ملے تو عہدۂ سلطنت اسکے سپرد کرون

تب حاضر خدمت ہون یہ تحفہ جات بدست مہتر برق ثانی پہونچتے ہین افراش کو بہت کچھ لکھا تھا کہ ای
پہلوان دوران خدمت گزاری سے والدۂ ماجدہ کی گردن تابی نہ کرنا عقاب و شاہباز نے اطاعت
کی وہی انتظام کر رہے ہین انشاء اللہ آپ کی دعا سے بہ خیر و خوبی ملونگا یہ عرضی برق ثانی کو دی برق
ثانی چھکڑے لیکر چلا دن بھر شاہزادہ دربار مین رہتا ہی شب کو بارگاہ مین آرام فرماتا ہی برق ثانی
عرضی لیے ہوے مع تحفہ جات قلعہ گوہر ریز پر پہونچا جس نے برق ثانی کو آتے دیکھا اُسکو عید ہو گئی
برق ثانی احوال بیان کرتا ہوا مژدۂ فتح دیتا ہوا اندر محل کے آیا ملکہ وردانہ گوہر پوش کو خبر پہونچ رہی
تھی برق ثانی سامنے آکر پہونچا قدمون کو بوسہ دیا عرضی پیش کی ملکہ نے پڑھکر دعائین دین خدا اُنکو مظفر
و منصور کرے مثل اپنے بھائیون کے نامی گرامی ہون لیکن ای برق ثانی جلد پلٹ جاؤ شاہزادے
کو سمجھا کے لاؤ آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین برق ثانی فورًا تحفہ جات سبکو تقسیم کرکے آیا اور افراش
سے ملا افراش کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے کہا شاہزادے نے وہ کار نمایان کیا کہ رستم و اسفندیار
سے بھی نہو سکتا کسی فرزند صاحبقران مین ایسی لیاقت نہ تھی کہ اتنے سن مین ایسے مقام پر جاتا مگر یہ
شیر بیشۂ جرأت شہسوار اوج لیاقت ہین فتح و نصرت ان کی غلام ہی شنکل کی کیا حقیقت تھی مگر ای
برق ثانی اب جلد جاؤ شاہزادے کو سمجھاؤ اور شہر مین لاؤ کہ تمام مردمان شہر بہت مشتاق دیدار
ہین ہین تو حال قتل شنکل سُنکر مشتاق ہوا کہ زبانی آنکے شہریار کی حال مقابلہ سنون شنکل بن شنکال
تاجدار دیو تھا اُسکے سامنے کیونکر پہونچے جنگ کسطرح ہوئی فوج کفار کیونکر تنگ ہوئی برق ثانی
سب حال بیان کرتا جاتا ہی کہ یون بارگاہ مین پہونچے یہ تدبیر کر لی تھی افراش یہ حال سُنکر وجد مین
آیا کہتا ہی ای برق ثانی بڑا کام کیا خوب بادشاہ تک پہونچے اگر باہر سے جنگ شروع کرتے تو مہینون
شنکل تک رسائی نہوتی بارہ ہزار سردار جو حاضر خدمت تھے یہ بھی فوجین لیکر آتے مصروف جنگ
ہوتے مقابلہ شنکل کی خوب تدبیر نکالی جیسے وہ سردار ویسے ہی تم عیار برق ثانی سب سے
ملکر رخصت ہوا طرف شہر مہرانیہ کے چلا برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی نہایت خوش و محظوظ
اس خیال مین کہ چلکر شاہزادے کو قلعہ گوہر ریز مین لائین رعایا تمام خوش ہو کہ ہمارا آقا آیا کیا
خوشی ہوگی محفوظ رہے کہ سر یاقوت شاہ لاش سے ملحق کرکے برق ثانی نے دفن کیا اور
الماس تیغ زن کی لاش اُٹھوا کر شاہزادے نے دفن کرائی ماموں کی قبر پر روتے پکارتے تھے

کہ ماموں جان سبحان اللہ شیوۂ جرأت یہی تھا کہ جو آپنے کیا زبردستی اپنی جان دی ہم بے غیرت زندہ رہے
بزرگونکا نام مٹانے والے آپکی ذات سے نام جرأت روشن ہوگیا افسرون نے شاہزادے کو اُٹھایا
لاکے بارگاہ مین بٹھایا شاہزادہ مقام صدر پر گرد افسران فوج لاشہ سنگ شکل بیرون بارگاہ ہزبلہ پر پڑا ہے
یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے صدائے مہیب آئی کہ اے مردمان شہر تم نے غضب کیا
میرے وارث کو قتل کرایا اور بیٹھے چین کر رہے ہو باغی کو افسر بنایا اُسکی اطاعت مین ہو عجب حالت مین ہو
دیکھو تو کیا بدلہ کرتی ہون یکایک ابر پھٹا دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام گال پھولے ہوے دھوتی
کی تہمد باندھے ہوے آنکھوں سے آنسو جاری اژدر مہیب پر سوار کنارے پر شہر کے اتری جھولی
مین ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالے اسم سحر پڑھ کر شہر والون پر پھینک مارے جو جس
مقام پر تھا پتھر کا ہوگیا کوئی عورت کوٹھے پر کھڑی تھی لڑکا گود مین پڑوسن سے باتین کر رہی تھی یہ
ہی قول تھا سنگ شکل مارا گیا وہ ظالم تھا اب عادل کی عملداری ہوئی اس زمانے مین شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین نہین معلوم چور اُچکے گرہ کاٹ دغاباز وغیرہ کیونکر جیتے ہین دانہ ماش کا جو پڑا اُسی طرح
پتھر کی ہوکے رہگئی گود مین لڑکا پتھر کا خود پتھر کی ہاتھ پھیلائے پڑوسن سے بات کیا چاہتی ہے آنکھین
گردش کر رہی ہین زبان بند کلام کرنیکی طاقت نہین لڑکا مان سے لپٹا ہوا دودھ پی رہا ہے دوکاندار
دوکان پر بیٹھا تھا ترازو اٹھائی کہ شیرینی تولے گاہک نے جمع دینے کو ہاتھ بڑھایا کہ شیرینی تولکر دے
دونون پتھر کے ہوکے رہگئے اسیطرح ہر گلی کوچہ مین انسان حیوان پتھر کے بناتی ہوئی چلی آتی ہے مردمان شہر
کو گالیان دیتی ہوئی بعض کو جو قریب آگئے پکڑا چیرا اور پھینکدیا اب شہر والونکو پتھر کا بناتی ہوئی قریب
دارالامارۂ شاہی پہونچی دروازے پر دیکھا چوبدار وغیرہ کھڑے ہین سرداروں کی سواری کے مرکب
گینڈے ہاتھی پالکی نالکی ایک جانب ہین ایک ہزبلے پر لاشہ سنگ شکل جو اُسنے دیکھا ہاے وارث میرا کہکے
دوڑی قریب لاش کے آکے پچھاڑین کھانے لگی دھڑا دھڑ پیٹتی تھی پھر لاش کو اُٹھایا منھ پر منھ ملتی تھی اور پکارتی
تھی اے وارث میرے اب میرے ہمراہ بجرے پر کون سوار ہوگا ہاے دریا سے فراق مین حیران و پریشان
رہونگی تیرا مرنا مجھ پر شاق ہوا ہاے راتون کو آتی تھی لطف صحبت اُٹھاتی تھی تم کو کس ظالم نے مارا جاکے
اُس ظالم کی گردن لیتی ہون چوبدار دوڑے کہ اس عورت کو مارین الاشہ گنہگار کا کیون اُٹھاتی ہے
سب نے جو للکارا آفتاب گرگ تو نے جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی مین بھر ماش کے دانے نکالا پھینک مارے

وہ سب پتھر کے ہوکے رہگئے اب آفتاب گرگجھو اندر بارگاہ کے گھسی شاہزادے کو بمقام صدر پر دیکھا چھاتی پیٹتی
پکارتی ہوئی کہ او ظالم تو ہی ہے سبب وارث کو مارا ہاے کیا کرون کیونکر بدلہ لون شاہزادے
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا نعرہ کرکے جا پڑون آفتاب گرگجھو نے کہا او طفل بے ادب کیا مجھے شنکل
سمجھا ہی رفیق وامیر بھی ساتھ شاہزادے کے اُٹھے تھے کہ پکار کر آفتاب گرگجھو نے کہا کہ بہانہ تجھے ایسا ہونگی
کہ کسی نے کسی پر یہ بدعت نکی ہو یہ کہکے ماش کے دانے پھینک مارے سب پتھر کے ہوکے رہگئے شاہزادہ
خسرو تلوار کھینچے ہوے ہاتھ مین آنکھین گردش کر رہی ہین اپنے مقام سے ہل نہین سکتے گرد رفیق وامیر
کھڑے ہین وہ بھی اسی حال ہین یہ حرکت کرکے کہا پہلے لاشہ دفن کرآؤن کہ میرے دل کو آرام ہو پھر آکے
تجھکو لیجاؤن لاشہ شنکل اُٹھا کے اڑ دہر پڑ ڈالا ایک مقام ہی کہ اُسکو باغ ویران کہتے ہین جو ساحر مرتا
ہی اُسکو اُسی باغ مین دفن کرتے ہین عشرت جادو یہان کا حاکم و ناظم ہی اُسکو آفتاب گرگجھو نے پکارا
عشرت حاضر حاضر کہکے سامنے آیا آفتاب گرگجھو نے کہا قبر تیار کرو قبر تیار کرکے شنکل کو داخل
قبر کیا دیر تک قبر پر روئی کہا اے عشرت مین نے مہرانیہ والونکو پتھر کا کردیا سب شہر والے اُس اونڈے
سے مل گئے اب اُسے لینے جاتی ہون تو سامان قتل پر آمادہ رہ آنکھین اُسکی نکال کے تلوون سے
ملون تب شاید دل کو چین آئے یہ سنتے ہی عشرت مصروف سامان ہوا دارین استادکین ایک جانب
آگ سلگا دی آفتاب گرگجھو پھر طرف شہر مہرانیہ کے چلی برق ثانی شانگین لگاتا ہوا شہر مین جو آیا دیکھا
سب تصویرین پتھر کی کھڑی ہین ہر ایک سے کلام کرتا ہی کوئی جواب دینے کے لائق نہین آنکھین گردش
کر رہی ہین اشارون سے کچھ کلام کرتے ہین وہ ذہن مین نہین آتا برق ثانی تمام گلی کوچون کو دیکھتا ہوا
در دارالامارۃ پر پہونچا دیکھا گینڈے گھوڑے ہاتھی سب پتھر کے ہوگئے ہین برق ثانی حیران کہ یہ کیا
معرکہ ہوگیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تمام سردار و وزیر مشیر پتھر کے پتلے بنے ہوے کھڑے ہین ایک
سمت شاہزادے کو دیکھا کہ گرد سردار بیچ مین وہ شہریار پتھر کا بنا کھڑا ہی آنکھین گردش کر رہی ہین یہ
دیکھکر برق ثانی دوڑ کر لپٹ گیا پکارتا تھا کہ اے گل گلزار صاحبقرانی واے یوسف ثانی کس حال مین آپکو
پاتا ہون آپکو اس حال مین دیکھکر بہت گھبراتا ہون دو ہی دن مین کیا قیامت برپا ہوئی کون ظالم یہ
کام کرگیا شاہزادے کی آنکھون سے آنسو جاری ہین آنکھین دونون گردش کر رہی ہین کچھ شاہزادہ اشارے
کرتا ہی برق ثانی رو رہا ہی کہتا ہی یہ اشارے میری سمجھ مین نہین آتے زبان کو کس نے آپکی بند کیا کسنے

دردمند کیا یہ حرکت کرنے والا کہاں گیا سارا شہر ایک ہی حالت مین ہی کیونکر آپ سے کلام کرون کیونکر
احوال معلوم ہو شاہزادہ کچھ جواب نہین دیتا آنکھون سے آنسو جاری ہین اشارہ کرتا ہی کہ زبان سے نہین
بولا جاتا ہی اور زبان سے کچھ نہین نکلتا کیونکر جواب دون ان اشارون کو برق ثانی سمجھا کہ ابر سیاہ پیدا
ہوا رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر اٹھا ہوا اسی طرف آتا ہی برق ثانی ایک گوشے مین چھپ گیا دیکھا ابر
آکے ٹھہرا اُس ابر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی قریب شاہزادے کے آئی پکار کر آواز دی ارے تیرے پاس
کون آیا تھا کوئی تجھسے باتین کر رہا تھا میرے سحر نے مجھکو خبر دی کچھ احوال نہین کھلتا ہر طرف ڈھونڈھا جب
کسی کو نہ پایا تو خسرو کو اُٹھا لیا اژدر پر ڈال کے چلی برق ثانی نے اسکا تعاقب کیا چاہا اس ساحرہ کے
پیچھے جاؤن تھوڑے ہی عرصے مین ابر بلند ہوا برق ثانی تھوڑی دور گیا تھا کہ ابر نگاہون سے مخفی ہوا
برق ثانی اب تڑپ کے رہگیا حیران ہی کہ یہ ساحرہ کون تھی اسی نے سارے شہر کو پتھر کا کیا نہین معلوم
شاہزادے کو کہان لیگئی برق ثانی جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی حال اسکا عرض کیا جائیگا کہ برق ثانی
کہان پہونچتا ہی لیکن آفتاب گرمجو خسرو کو لیے ہوے باغ ویران مین آئی عشرت جادو جو افسر ہوا
کہا حضور سب سامان قتل تیار ہی دار بھی موجود ہی اس سردار کے واسطے جلاد بھی موجود ہی جس حسرت سے چاہیے
اس سردار کو قتل کیجیے غلام قتل کرنیکو موجود ہی لیکن آفتاب جب قبر شنگل کو دیکھتی ہی دوڑ کر قبر سے
لپٹ جاتی ہی پکارتی ہی ای عاشق صادق تیرے مرنے سے مین بیوہ کہلاؤن گی تجھکو تلاش کرنے
کہان جاؤن گی قاتل کو تیرے تیری جوانی پر رحم نہ آیا ایسی تصویر کو صفحۂ ہستی سے مٹایا اب دوسری
صورت عرض کرتا ہون کہ یہان باغ ویران مین قبرستان ساحران ہی عشرت دمبدم آفتاب کو
سمجھاتا ہی آفتاب نہین قبول کرتی دمبدم بیتابی بڑھتی جاتی ہی شاہزادہ مسلسل و مطوق سامنے
بیٹھا ہی اور مثل ابر نیسان کے آنکھون سے آنسو دمبدم جاری آفتاب طلسم آفتاب نگار مین رہتی ہی وہان
کی بادشاہ ہی دوسرا شہر یہان سے قریب بیس بائیس کوس کے ہی کہ اُسے شہر یاقوت نگار کہتے ہین
یاقوت سرخ پوش بہن اسکی اُس شہر کی بادشاہ ہی یکایک یاقوت کو خبر پہونچی کہ شنگل مارا گیا
آفتاب قاتل کو گرفتار کر کے باغ ویران مین لیگئی ہی گھبرا کے ملازمون سے کہا صاحبو بڑا غضب ہوا
میرے بہنوئی صاحب مارے گئے بہن بیوہ ہوئی باغ ویران مین گئی ہی مین جا کر پرسا تو دے آؤن
یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی دختر بلند اختر اُسکی کہ کوچۂ سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہی ماں کے رونیکی

آواز سُنکر اپنے قصر سے نکل آئی کہا کیون مادر مہربان خیر تو ہی کیون آپ روتی ہین یاقوت نے کہا بیٹا
غضب ہوا شنگل قتل ہوگیا بہن بیوہ ہوئی باغ ویران مین گئی ہی ایسا نہو اپنے تئین ہلاک کرے جاکر
اُسکو پرسا دون مین جاتی ہون صبر کی باتین سمجھاؤن یہ کہکے تخت پر سوار ہونے لگی مرجان نیلم پوش
نے کہا مین بھی ساتھ چلونگی خالہ امان کو سمجھاؤنگی یاقوت نے کہا ہان ای فرزند چلنا ضرور ہی وہ مصیبت
بہن پر پڑی کہ جسکا انجام مشکل ہی کیا کہکے اُسکو سمجھاؤن شنگل ایسا جوان چاہنے والا بات کا نباہنے والا
کہان ممکن ہوگا یاقوت و نیلم سوار ہوکے چلین چند کنیزین بھی ساتھ ہوئین تخت اُڑاتی ہوئی یاقوت چلی
اُسوقت آکر پہونچی کہ آفتاب نے روتے روتے قبر سے شنگل کی اُٹھکر تیغہ کھینچا طرف خسرو شیردل
کے چلی کہ قتل کرون عشرت نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم غلام تو برای قتل حاضر ہی آپ کیون تکلیف
فرماتی ہین آفتاب نہین مانتی کہتی ہی مجھے چھوڑ دے کہ مین اس ظالم کی آنکھین نکالون تلوون سے ملون
کہ ذرا قلب کو تسکین ہو اس ظالم نے میرا گھر ویران کیا عشرت نے سمجھا کر تلوار ہاتھ سے لی خود آمادۂ
قتل ہوا ہی کہ رہا ہی ای ملکۂ عالم حکم دیجیے کہ سر اسکا کاٹ سکے آنکھین نکالون آپ کے تلوون
سے ملون کہ کچھ تو آپ کو تسکین ہو اس ظالم نے جو ظلم کیا کچھ تو اُسکا بدلہ پائیے لیکن مین حیران
ہون کہ اس چھوٹے سے قد کے آدمی نے اتنے بڑے دیو خصال کو کیونکر مارا اُسنے اسکی
ضرب کیونکر کھائی آفتاب کہتی ہی ای عشرت جوان رعنا قد آور زورون مین بھرا ہوا پہلوان یگانہ
ساہری وجمشید نے پسند کیا کہ ہماری خدمت مین حاضر رہے ملک الموت کو نہ بھیجتے تو یہ کیا کر سکتا
تھا اب سوائے صبر کے کوئی چارہ نہین ہی شاید ساہری کو رحم آئے پھر اُسکو دنیا مین
بھیجدین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ نمایان ہوا آفتاب ابر کو دیکھکر رونے لگی کہا لو ای عشرت غضب ہوا
ہمشیرہ صاحبہ آتی ہین بہنوئی سے بڑی محبت کرتی تھین پہر پہر بھر اکیلے مکان مین اُسکے ساتھ ہنسی
دل لگی رہتی تھی وہ اپنا حال بہت ابتر کرے گی ہاے اُسکو کیا کہکے سمجھاؤنگی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر پھٹا
دیکھا یاقوت جادو پہلو مین مرجان نیلم پوش آنکھون سے آنسو بہتے ہوے تخت زمین پر آیا یاقوت
نے پکار کر آواز دی کیون بہن میرے بہنوئی کو کیا کیا آفتاب نے سر پیٹ کے جواب دیا
بہن اُنکو ساہری وجمشید نے پسند کیا اپنی خدمت مین بلا لیا مجھے بیوہ کر دیا تمھارے بہنوئی کو
کہان سے لاؤن اپنے چاند کے ٹکڑے کو پیوند خاک کیا دونون بہنین مل کر رونے لگین

یاقوت نے کہا ارے اُسکا قاتل کہان ہی اُسکو بلاؤ کہ مین اُسکو قتل کرون دل کا حوصلہ نکالون کس طرح کا آدمی ہی آفتاب نے کہا ای عشرت اُس متقی کو لاؤ بہن کو اُسکی صورت دکھاؤ چند کنیزین دوڑین خسرو شیر دل کو کشان کشان لائین مرجان نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک لڑکا کمسن آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد خورشید خد آنکھین نرگس شہلا زلفین عنبرین کو پیچ و تاب حلقون مین دل عاشقان پھنسے ہوے زیور آہن پہنے ہوے اُدھر سے خسرو کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حور مثال پری جمال قد نخل باغ رعنائی عارضون کی زیبائی بہ قول شاعر

نظم

آنکھ ملکہ کے جو دیکھا تو ہی ایک بادلہ پوش　　غرق دریاے جواہر مین ہی وہ پانون تلک
حُسن ایسا کہ جسے دیکھ مہ چار دہم　　یک بیک دیکھے تو یک چند ہی رہجای جھجک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے　　یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
جعد وہ قہر کہ گتھنے مین ہو جسکی ہر لہر　　لہر ڈبو دینے کو اُس شاخ کے دریاے اٹک
ناگنی پیچ مین آ سکے نہ مانگے پانی　　کیل جائے وہین کالا جو ڈسے اُسکی لٹک
زلفین یون بکھری ہوئی چہرہ پہ مانگین تھین دل　　جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک
لیخ بھی قصد رکھے ڈالدے تو ہاتھ اسپر　　لٹک کے جی مین بھی آجائے کہ بے ہاتھ اُچک

سراپا خوب محبوب مرغوب حسین چنچل سینہ پر اُبھار سرو مین بھیل سے لگے یا حباب دریاے نور یا دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ و مروڑ مین مجرم اس راز سے خوب محرم ہی چڑیا بنائی ہی کہ شہباز نظر کو شکار کرے کبک رفتار شیرین گفتار عنبرین مو خال ہندو چشم جادو خوش رو فرد بہر خندہ کز لب بر انگیختہ + نمک بر دل خستگان ریختہ + دو نازنینون کی آنکھین چار ہوئین برچھیان دل و جگر کے پار ہوئین شاہزادہ لہرایا سر زنجیر پر سر رکھ لیا آنکھون مین آنسو بھر لائے دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہے ہین لیکن ملکہ مرجان تیلم پوش جمال بے مثال شاہزادہ دیکھکر مثل بید کانپی چار ہار کون نہ رک سکی بے اختیار لہرا کے گری بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے چہرہ اُداس منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین یاقوت نے جو بیٹی کا یہ حال دیکھا کنیزون سے کہا ارے اِسکو سنبھالو یہ کیا ہو گیا کنیزون نے دوڑکر گلاب کیوڑہ بید مشک چہرے پر چھڑکا تلوے سہلائے ملکہ نے آنکھ کھولی آفتاب نے پوچھا کیون ای نور نظر مزاج کیسا ہی کیا کیفیت ہی مرجان نیلم پوش حیران حیران تمہاری جانب دیکھ رہی ہی کچھ جواب نہین دیتی ہی ایک کنیز نے کہا واری قیدی کو دیکھکر ملکہ کا یہ حال ہوا اتنے کہ زبان [illegible] پہنے

ہوئے آمادہ مرگ و مہیائے قضا اسطرح پر ملکہ نے کبھی کسی کو ندیکھا ہوگا یہ پہلو ملکہ کو ملا یہی جواب دیا کہ خالہ امان مین نے کبھی کسی کو اس حال سے ندیکھا تھا اس حال خراب مین جو قیدی کو دیکھا ہاتھ پانون سن ہنائے مجھکو غش آگیا ضبط نہوسکا یہ کہکے سر جھکالیا نگاہ محبت سے شاہزادہ کو دیکھ رہی ہی یاقوت آفتاب کو سمجھا رہی ہی کہ بہن اب صبر کرو دل پر جبر کرو ساحری جمشید نے تمہارے شوہر کو پسند کیا اپنی خدمت مین بلالیا اب اس دشمن کو قتل کرو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون بہنوئی کے خون کا بدلہ لون آفتاب کہتی ہی مین قتل کرون عشرت دونون کو روک رہا ہی کہتا ہی تامل فرمائیے غلام تو حاضر ہی ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرون یہ مصیبت شاہزادے کی دیکھکر ہر جان گھبرا رہی ہی حیران ہی کہ اس شیر کو کیونکر بچاؤن افسوس ہی ایسے پر طبیعت مائل ہوئی تیغ ابرو کی گھائل ہوئی کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہی اسکا خدا سے نادیدہ اسکو بچائے اس آفت سے چھڑائے رنج و غم اسکو خدا نہ دکھائے اسکی اپنی تو یہ کیفیت ہی **نظم**

مجھے جس گھڑی ای صنم دیکھتے ہین ۔۔۔ جھگڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہین

اسی واسطے تجھکو کم دیکھتے ہین ۔۔۔ ابھی دل ترا یار ہم دیکھتے ہین

عدم عین ہستی انھین کو ہوا ہی ۔۔۔ جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین

خدائی کا احوال ظاہر ہی دل سے ۔۔۔ کب انکو کم از جام جم دیکھتے ہین

اگر زندگی ہی تو چل کر حسن ہم ۔۔۔ ان آنکھون سے ان کے قدم دیکھتے ہین

آنکھون سے آنسو جاری دل سے بیقراری طرف آسمان کے دیکھکر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خدائے نادیدہ اس شیر کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے عجب بلا مین مبتلا ہی دیکھین کیونکر بچے سب یہی چاہتے ہین کہ قتل کرین تو چاہیے تو بچ جائے تو اگر چاہے تو سامان نکل آئے اور کوئی ظاہرا صورت معلوم نہین ہوتی ہی تو اس شیر کو بچالے **نظم**

خداست مونس و غمخوار و ہمدم و دمساز ۔۔۔ خداست واقف حال و خداست محرم راز

خدا نمود بدرویش در اجابت باز ۔۔۔ ہر آنکہ دست دعا پیش حق نمود دراز

فروغ خوبی گل در چمن دوبالا گشت ۔۔۔ چو گشت قمری و بلبل دران بلند آواز

خدا نبود اگر ناخدا بہ کشتی نوح ۔۔۔ چگونہ زان ہمہ طوفان نجات یافت جہاز

بعجز و لابہ و اخلاص و بندگی گرو و ۔۔۔ بہ بندگان خدا بندۂ خدا ممتاز

اے رحیم وکریم اس شیر کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے قتل سے نجات دے ایسا نہو یہ سب ظالم ملکر اُسکو قتل کرین کوئی کلمۂ خیر بھی بولنے والا نہین کون بچنے کی صورت ہی تو رحیم وکریم بندہ نواز ہے غریب نواز کا کارسازہی کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا اُس ابر کو دیکھکر آفتاب ویاقوت کھڑی ہوگئین کہنے لگین جادہ آتی ہین وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ایک ساحر ابہ صورت مہیب بہ شکل عجیب تخت پر سوار بسبب کبر سنی سر پر بال ندارد تہمد کھاروے کی باندھے ہوے اسباب سحر کی جھولی بائین ہاتھ پر زمین پر آکے اُتری شاہزادے کو زیر تیغ دیکھکر عشرت کو منع کیا ایک طمانچہ بھی ماردیا کہا اوچھیا کیا کرتا ہی ارے یہ سال آخر طلسم آفتاب نگار ہی سب کاہن نجومی کہتے ہین کہ یہ طلسم کشا ہے اصلی ہی اب مذہب ہمارا بدل جائیگا ساحرون کی تباہی بربادی مسلمانون کی شادی احتیاط مناسب ہی او آفتاب ویاقوت اندر سرحد طلسم کے قیدی کو لے آئی چاہتی ہی قتل کرے فوراً فتور برپا ہوگا طلسم مین آگ لگ جائیگی یہ وہ زمانہ ہی کہ دوست دشمن ہون اس ظالم کی شراکت کرین تحفہ جات گھر سے نکلین احتیاط کا وقت ہی بعد چھ مہینہ کے یہ قتل ہوگا کیون اے یاقوت تو اس چھوکری کو کیون ساتھ لائی کس اُسنے یہ معرکے کہان دیکھے یہ کہکے مرجان کو گلے سے لگایا کہا بیٹا کیون مزاج کیسا ہی ارے یاقوت دیکھتی ہی پیکر جادو اسکا نام ہی بزرگ طلسم سب اسکو یہ بزرگی مانتے ہین گلے مین ایک تختی بھی ڈالے ہوے ہی مثل برق کے تڑپ رہی ہی یاقوت اور آفتاب کو خوب سمجھایا کہا ارے یاقوت یہ بھی تونے دیکھا کہ چھوکری کا رنگ روپ اُڑگیا کیسی پریشان بیٹھی ہی ایسے مقام پر کوئی نادانون کو لاتا ہی ایسا نہو دشمنون کا دم نکلجائے بس اپنے اپنے مکان پر جاؤ اور اے یاقوت علم نجوم خبر دیتا ہی کہ تیرے گھر سے اور تیرے ملک سے فتور برپا ہوگا تو جاکر شہر کو نظر ہر دم سے مخفی کرکہ شہر سے کوئی نکلنے نہ پائے غیر آدمی شہر مین نہ آنے یاقوت نے کہا ایسا ہی ہوگا آفتاب سے کہا طلسم مین جاؤ اے عشرت جادو قاتل شنذکل کو باحتیاط قید کرو بخوبی حفاظت کرنا کوئی غیر اس باغ مین نہ آنے پائے نہایت تکلف سے حفاظت کرنا صاف صاف سامری وجمشید لکھ گئے ہین کہ یہ جوان فتاح طلسم آفتاب نگار ہی پوجا پاٹ کی زیادتی رہے کوہ ہفت صورت پر تصویر خداوند ہی اُسکا پوجا پاٹ زیادہ ہو بخوبی سبکو سمجھایا عشرت جادو کشان کشان خسرو کو لایا ایک چبوترے پر بٹھایا ایک گولہ مارا کہ گرد آگ ہوگئی ہتھکڑیان بیڑیان دہکنے لگین شاہزادے کی بیقراری یاقوت جادو مرجان کو ساتھ لیکر طرف اپنے

شہر کے چلی آفتاب طرف طلسم آفتاب نگار کے گئی پیکر جادو طرف اپنے قصر کے گئی یاقوت جادو مرجان کو ساتھ لیکر تخت پر بلند ہوئی مرجان پلٹ پلٹ کے شاہزادے کو دیکھتی ہے نہایت پریشان دل سے کہتی ہے کہ ہائے مرجان کیا تدبیر کروں کہ اس آگ سے شاہزادے کو بچاؤں یہ پروردۂ ناز و نعم پر یہ ہجوم رنج والم دیکھیے انجام کیا ہو جب باغ نظروں سے مخفی ہوا وحشت اور بڑھی پریشان آنکھوں میں آنسو بھر بھر آتے ہیں دل طرف پروردگار کے رجوع دعائیں مانگتی ہوئی ماں کے ساتھ قلعے میں آئی اُس قلعے کا قلعۂ یاقوت نگار نام ہے یاقوت نے آتے ہی حکم دیا کوئی شہر سے نہ نکلے نہ باہر سے کوئی اندر آنے پائے خود کھڑے ہو کے سحر کیا کہ قلعہ نظر مردم سے غائب ہو گیا گرد غبار اُڑنے لگا یہ تدبیر کر کے یاقوت اندر آئی یہ تو اپنے مکان میں اُٹھی لیکن مرجان بیتاب بیقرار اپنے مقام پر آئی ایک کمرے میں بیٹھکر رونے لگی اُس کی وزیرزادی گلپوش اُسنے جو دیکھا کہ ملکہ کمرے میں بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں آ کے بلائیں لیں کہا کیوں واری خیر تو ہے ملکہ نے کہا سر میں خلل ہے نہ پڑ اچھا کیا حال بیان کریں وزیرزادی نے عرض کی جب سے حضور باغ ویران سے پلٹیں جب سے آپ بے لطف ہو رہی ہیں نام باغ ویران سُنکر اسقدر مرجان روئی کہ ہچکی لگ گئی وزیرزادی نے عرض کی کہ واری اپنے کو سنبھالیے کنیز تسکین دینے آئی ہے نہ کہ اور رنج والم زیادہ ہو حضور اسقدر بیقرار ہیں کہ کلام کرنیکی طاقت نہیں اپنے کو روکیے لونڈی سے مفصل حال کہیے کچھ تدبیر بتائیے دل بہلائیے ہر چند کہ لونڈی سمجھ گئی ہے لیکن بسبب خوف سرکاری کہہ نہیں سکتی ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈالدئے کہا میری اچھی وزیرزادی جو سمجھی ہو بیان کرو وزیرزادی نے عرض کی حضور فرزند صاحبقران پر مائل ہیں میں نے وہیں دیکھا تھا کہ حضور متغیر ہوئیں یہ جو وزیرزادی نے کہا ملکہ نے کہا تیرا کہنا صحیح ہے لیکن کیا کروں مجھے اُس شاہزادے کے حال پر رحم آتا ہے ایسے جلیل کا فرزند اس مصیبت سے وہ چھوٹ جائے دو پہر کامل اس مصیبت میں گذرے کہ گرداگ بیچ میں وہ ماہ اوج صاحبقرانی جب تخت بلند ہوا تو میں نے پلٹ کے دیکھا تھا کہ چہرہ سُرخ ہو گیا تھا ہتھکڑیاں بیڑیاں دہکنے لگیں یقین ہے پہر دو پہر میں دشمن ہلاک ہو جائینگے یہ صدمہ نہ اُٹھیگا کیا تدبیر کروں کیوں اے وزیرزادی کیونکر اُن تک پہونچوں وزیرزادی نے کہا واری ایک تدبیر ہے جو ہو سکے آپ کی نوادی صاحبہ جو بزرگ طلسم ہیں اُنکے گلے میں جو تختی پڑی ہے اگر وہ آپ کے قبضے میں آئے اور اُس شاہزادے تک پہونچے تو رہائی پائیں ملکہ نے گلے میں وزیرزادی کے

ہاتھ ڈالدیے کہا میری اچھی وزیرزادی مجھے سحر سے اُڑا کے وہان سے چلیگی مین ابھی جا کے لوح محفوظ
لاتی ہون مجھکو لے چل وزیرزادی نے کہا لونڈی لے چلیگی یہ سنتے ہی ملکہ مہرجان اُٹھین چند کنیزون
سے کہا مجھکو پاس جدہ کے لے چلو مین نے اُن کے مقدمہ مین خواب پریشان دیکھا ہی جا کے
اپنی دادی کی خبر لون یہ کہکے تخت پر سوار ہوئین وزیرزادی سے کہا لو تم بھی چلو وزیرزادی کو
بھی لیا تخت اُڑتا ہوا چلا پیکر جادو بیٹھی ہوئی ہی ذکر طلسم کشا کا ہو رہا ہی کہ آسمان سے ملکہ مہرجان کا تخت
آکر پہونچا پیکر نے ہاتھ بڑھا دئے پکار کر آواز دی ارے میری مہرجان رات کو آنے کا کیا باعث
کہا دادی امان نہین سوتی تھی آپ کے مقدمہ مین خواب پریشان دیکھا ایسی گھبرائی کہ دوڑی
آئی دل کو آرام نہ ملا اب روح کو راحت ہوئی کہ آپ کو بہ خیر و عافیت دیکھا پیکر نے گود مین
لیکر مہرجان کو زانو پر بٹھا لیا پیشانی پر بوسے دیے کہا میری چاہنے والی تجھکو دیکھنے آئی [illegible]
صادق [illegible] مین لکھا ہی کہ پسر حمزہ چار دن قید رہیگا ہمارے گھر کا کوئی بچائیگا سو جدہ مین رہائی پائیگا
مہرجان نے کہا دادی امان آپ کے گھر مین کون ایسا ہی پیکر نے کہا بیٹا جب خدا کو منظور ہوتا ہی
تو اپنے ہاتھ پاؤن دشمنی کرتے ہین ہزار طرح کے مجھکو خیال ہین بیٹا آج دل گھبرا [illegible] اگرچہ آل فرزندان
حمزہ کے وہ ہین کہ دیکھنے والے مائل ہوتے ہین مہرجان نے کہا دادی اور باتین کیجیے پیکر نے
دسترخوان بچھوایا کہا بیٹا مہرجان تم بھی دو نوالے کھا لو مہرجان نے کہا مجھے بھوک نہین کھانا دیکھ کر
دل بھر آیا جی مین کہتی ہی اُس اسیر پر آب و دانہ نہین کیا خاک پتھر کھاؤن لاکھ لاکھ طرح پیکر نے کہا
مہرجان نے قبول نہ کیا پیکر نے کھا کر دسترخوان اُٹھوایا شراب پی جب نشہ ہوا اونگھ گئی ہاتھ مہرجان کا
پکڑ لیا کہا ای نور نظر چلو آرام کرو اب زیادہ جاگنا بہتر نہین مہرجان ساتھ پیکر کے چھپرکھٹ پر آ کے لیٹ رہی
پیکر نشے مین ڈوبی ہوئی غافل سو رہی ہی مہرجان چپکے سے اُٹھی مقراض اپنے پاس سے نکالی ڈورا
لوح کا کاٹ لیا پہلو سے پیکر کے اُٹھی آ کے وزیرزادی کو جگایا کہا بی بی اُٹھو وزیرزادی نے آنکھ
کھولی دیکھا ملکہ مہرجان لوح محفوظ لیے کھڑی ہین وزیرزادی گھبرا کے اُٹھی کہا واہ بی بی کمال کیا
مجھے اسکا گمان نہ تھا کہ ایسی گستاخی آپ سے ہوگی پیکر بڑی سو رہی ہی آپ لوح لے آئین صبح کو
جب لوح نہ پائیگی آفت برپا کرے گی [illegible] اب سحر کون اُٹھائیگا جلدی تخت [illegible]
مہرجان نیلم پوش کو سوار کر کے لے بھاگی راہ مین تدبیر سوچتی ہوئی [illegible]

تسخیر کرین وزیرزادی نے کہا اُسکی تدبیر مین کرونگی وہ مدت سے آپ کے نام پر جان دیتا ہی آپکو دیکھکر نہال ہوجائیگا میرے پاس انگوٹھی الماس کی ہی اُسی کو پیس کر اُسے کھلا دینگے مرجان کہتی ہی صرف مین بات کرون اتنا پوچھون کہ اس قید مین آپ پر کیا گذری بس اور کوئی مطلب نہین یہ کہتی ہوئی باغ ویران مین پہونچی عشرت نے جو دور سے دیکھا آکے سلام کیا ہاتھ باندھے ہوے سامنے کھڑا ہی وزیرزادی نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ ای عشرت تم اکثر ہمسے کہا کرتے تھے کہ ملکہ کو راضی کرو آج ہمارے پھندے مین آگئین اب راضی کرنا تمھارا کام ہی فرش بچھاؤ شراب وکباب لاؤ عشرت چادو نہال ہوگیا جلدی سے فرش بچھایا گلابیان شراب کی لایا وزیرزادی نے فورًا نگینہ پیسا جام مین ملاکر عشرت کو دیا کہا لو ای عشرت ملکہ تمھین جام عنایت فرماتی ہین عشرت خوش ہوگیا جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گیا جام کو پیتے ہی گھبرایا کہا ای گلپوش دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی گلپوش نے جواب دیا کہ ٹھکر ٹہلو ہوا لگے شاید نشہ کم ہوجائے یہ کہتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا چاہا ٹہلون ہاتھ پاؤن مین سناہٹ ہوئی تھرتھرا کر گرا گلپوش وزیرزادی نے تیغ کھینچا عشرت کا سر کاٹ لیا عشرت کا مرنا کردان شاہزادہ کے جو آگ تھی وہ آگ دفع ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کے گرین خسرو اپنے مقام سے اُٹھے پاس ملکہ کے آئے ملکہ نے کہا آئیے بیٹھیے آپ کے واسطے یہ مصیبت اُٹھائی کہ عشرت کو مارا یہ لوح محفوظ لیجیے کوئی ساحر آپ پر ہاتھ نہ ڈال سکیگا سحر کسی کا تاثیر نہ کریگا لوح محفوظ خسرو نے گلے مین ڈالی وزیرزادی کچھ میوہ توڑکر لائی دونون شیداے یک دیگر نے بیٹھکر کھایا اختلاط ظاہری ہونے لگے نرگس نے آنکھین بند کرلین سنبل کی پریشانی کہ عاشق ومعشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین بیلا البیلا پن دکھا رہا ہی چنبیلی کے پھولونکی مہک طائرون کی چہکار طاؤس رقصان شبنم چاہتی ہی عاشق ومعشوق پر موتی نثار کرون اسوقت چمن مین عجب عالم ہی عاشق ومعشوق کے حالات سب دیکھ رہے ہین ہوا مستانہ وار لڑکھڑاتی ہی مستانی چال چل رہی ہی آہستہ آہستہ چلتی ہی کہ خاک نہ اُڑے رخ گل پر گرد بھی نہ پڑے غنچے چٹک رہے ہین عاشق ومعشوق بیٹھے ہوے مصروف عیش وعشرت ہین اور لاشۂ عشرت ایک جانب پڑا ہی وزیرزادی مُنھ پھیرے بیٹھی ہی باہین گلون مین دونون مبہوت محبت آپس مین راز ونیاز ہورہے ہین فلک کو رشک آیا کہ عاشق ومعشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین وہان پیکر سوکر اٹھی کچھ خیال بھی نہ کیا رفع حاجت کو گئی حوض پر آکے اطمینان سے بیٹھی مُنھ دھونے لگی اسوقت

خیال آیا کہ لوح محفوظ کیا ہوئی کنیزون کو بلوایا ایک ایک سے پوچھتی ہے ارے بتلاؤ لوح محفوظ کیا ہوئی
آخر کہان گئی کنیزین ہاتھ باندھے کھڑی ہین کہ واری ہم نہین جانتے ہم آپ کے پلنگ کے پاس بھی نہین
آئے ہم نہین جانتے ہین دو چار کو جب اُسنے مارا ایک سے اُن مین سے کہا واری آپ کی صاحبزادی
بی مرجان نیلم پوش رات ہی کو آئین رات ہی کو چلی گئین یہ سُن کر ہپیکر گھبرائی اُٹھکر بارہ دری مین آئی
کتاب کو دیکھا از روے علم نجوم دریافت ہوا کہ مرجان نیلم پوش لوح لیگئی باغ مین شاہزادے سے
باتین کر رہی ہے یہ دیکھکر اُسنے دستک دی شیر گوشہ باغ سے ٹہلتا ہوا سامنے آیا ہپیکر بہ ہزار سحر سوار ہوئی
بہ قہر و غضب تمام چلی اُسوقت پہونچی کہ ملکہ مرجان کو دہین شاہزادے کی بیٹھی ہین باہین گلے مین پڑی
ہین اُسنے وہین سے نعرہ کیا منم ہپیکر جادو آگیا سدرہ بیدہ دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہے کچھ میرا خوف نکیا لوح محفوظ
لے آئی مرجان تو خوف سے کانپنے لگی شاہزادہ تیغہ پکڑ کے اُٹھا للکارا کہ او فاحشہ کیا بکتی ہے
اپنی جان بچا ہپیکر نے گولہ مارا شاہزادے نے تیغ چمکائی گولہ پھٹ کر غائب ہوا اب تلوار کھینچکر جا پڑی
ایک ہاتھ تلوار کا مارا خسرو شیر دل نے جھکر اُسی مقام پکھڑے ہو کے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاو سے
سے ہاتھ نکال کر وار کیا ہپیکر جادو نے سحر کے زور مین حفاظت بھی نہ کی بس تلوار اُسکے سر پر پڑی کہ زخم
کاری سر پر آیا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے اپنے کو زمین پر گرادیا تڑپ کے پیچھے ہٹی آواز
دی او ستمگر تو اس لائق ہوا کہ ہمارے مقابلہ مین آیا یہ صدقہ مرجان کا ہے او مرجان دیکھ تو تیرے
ساتھ کیا کرتی ہون شاہزادہ تیغہ خون آلود لیکر دوڑا اب ہپیکر پیچھے ہٹی شاہزادہ چاہتا ہے اس کے پاس
جاؤن مرجان الگ کھڑی ہے جب شاہزادہ دور نکل آیا مرجان سے الگ ہوا ہپیکر نے جست جو کی ادہر
مرجان کے پہونچی مرجان کی کلائی پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ او گیسو بریدہ اب کہان جائیگی تجھکو پھل سے
ابھی جلا دونگی مرجان نے پکار کر آواز دی ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہے مزار غریبان پر آئیے گا فاتحہ خیر
سے فراموش نہ فرمائیے گا ورنہ قبر مین روح تڑپے گی پشت ہماری زمین سے نہ لگے گی ہپیکر نے گردن
ملکہ مرجان کی پکڑی لیکر بلند ہوئی شاہزادے نے دیکھا مرجان لٹکتی ہوئی جاتی ہے چہرے پر ہوائیان
اُڑتی ہوئین آنکھوں مین حلقے چہرے پر زردی اشک حسرت ٹپک رہے ہین بھی پکار رہی ہے اس کنیز کو گوشہ
خاطر سے فراموش نہ فرمائیے گا ہم کو یہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگی نہین معلوم کیا حال کرے گی اگر آپ
کے ہاتھ سے دفن و کفن ہوتا تو البتہ مسلمان کہلاتی حسرت دیا ہپیکر لیجاتی ہے آپ کا نام لیکر بیقرار

ہوے جاتے ہین کیونکر تسکین ہو یہ کہتے کہتے جب مخفی ہونے لگی تو شاہزادے نے پکار کر کہا ای پیکر جادو
قسم ہی تجھے روح سامری و جمشید کی تیرا مطلب یہی ہی کہ میرے پاس لوح نہ رہے لوح محفوظ لیکر
اس کشتۂ حسرت و یاس کو چھوڑ دے مرجان نے آواز دی ایسا ارادہ نہ کیجیے گا سرکار کو گرفتار کریگی
کچھ میری گرفتاری کا افسوس نہ کیجیے یہ کہتی ہوئی نظرون سے مخفی ہوئی شاہزادہ دیوانہ ہو گیا درختونسے
سر ٹکراتا ہی کبھی پکارتا ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان وای راحت وہ دل عاشقان ہائے تمپر
کیا گذری عین وقت پر فلک نے تم سے جدا کیا وزیرزادی نے کہا مین جاکر خبر لاؤن صورت بدل کے
چلی پیکر لیے ہوے مرجان کو قلعہ یاقوت نگار مین آئی یاقوت جادو نے بیٹی کو جو اس حال مین دیکھا
گھبرا گئی کہا کیون ای جدہ اسنے کیا خطا کی کہا ارے یاقوت جادو اسنے غضب کیا لوح محفوظ میرے
گلے سے اُتار کر لیگئی کتاب عین مین مین نے دیکھا تھا کہ یہ تحفہ تیرے پاس سے نکل جائیگا مین حیران تھی
کنیزون پر گمان تھا یہ نہ سمجھی تھی کہ مار آستین گرگ بغل پیدا ہوگا مین اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئی اگر زمین
پر نہ گرا دیتی تو ایک ہی تلوار مین خاتمہ ہوا تھا ایسا جری بہادر جسنے شنکل کو مارا ساحرون کے سحر
سے ناچار تھا اب اُس کے پاس لوح محفوظ پہونچی ہم لوگون سے اب برابر مقابلے کریگا اب مین
اسکو سزا دونگی یا اس کو سمجھاؤ کہ توبہ کرے نام اُسکا نہ لے خیر جو کیا وہ کیا کوئی فقرہ دے کے لوح
لینگے یا لشکر کشی کر کے بلوہ کرینگے یاقوت نے مرجان کو پیکر سے لیا تنہائی مین لاکر کہا کیون بیٹا
یہ کیا کیا ہم سب کے قتل پر کمر باندھی ایسا زبردست کہ شنکل ایسے جوان کے یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے
کیے اب اُسکو لوح ملگئی یہ قول جدہ ہم لوگون سے برابر لڑیگا سحر تاثیر نہ کریگا تو ہم لوگ کیا کرینگے خیر
جو گذرا وہ گذرا دادی کے سامنے توبہ کرو خطا معاف کراؤ یہ سُنکر مرجان نے کہا ای مادر مہربان
ہمین اب آپ سے کیا واسطہ سامری و جمشید پر اب ہمنے لعنت کی دین خدا سے برحق کا اختیار کیا
یہ قول شاہزادہ والاقدر سامری و جمشید انسان تھے آخر حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئے شیاطین
مین ملے ایسون کو سجدہ کیا کرنا بس مین نے اُن پر لعنت کی یہ سُنکر یاقوت بہت جھلائی کہا لو اور
مزا دیکھیے یہ لو اُلٹا مجھکو سمجھاتی ہی دلیلین یاد کر کے آئی ہی اب جدہ کو اختیار ہی یاقوت نے پلٹکر
پیکر سے سب حال بیان کیا کہا وہ مبہوت ہی جو جواب دیتی ہی ہمارے مزاج کے خلاف ہوتا ہی
جی چاہتا ہی اپنی اسکی جان ایک کرون اب آپ کو اختیار ہی پیکر جادو نے کہا لیجا کر قید کرو

شہر مین ڈھنڈھورا پٹے صبح کو اسکو آگ پر رکھکے جلا دونگی رات بھر میدان خونی کے تیاری ہو صبح کو
سب شہر والے آکر جمع ہون کہ مین نے جب اپنی پوتی کے ساتھ یہ کیا تو اور جو کوئی طلسم کشا سے
میل کریگا اسکا اس سے بدتر حال ہوگا اور ہر ایک کو عبرت ہو اگر اسکو سزا نہوئی تو لوگون کو حوصلہ پیدا
ہوگا مین یہ نہین چاہتی اب تدبیر معقول چاہیے ساحر اسی فکر مین نکلے ہین کہ جسطرح بنے لوح محفوظ اس
سے لائین مین دم بھر مین مٹا دونگی ملکہ مرجان کو ایک قصر مین قید کیا یہ یوسف کنعان مصیبت اس تہلکا
مین بند ہوئی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی کبھی پکارتی تھی نہین معلوم اس شہریار پر کیا گذری تنہا باغ مین
گھبراتے ہونگے اور بلبل کی آواز سنکر مجھ سوختہ بخت کا نام لیکر چلاتے ہونگے ہمارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا
کل راہی عدم ہونگے نہین معلوم شہریار کو خبر ہوئی یا نہوا اس پھڑکن مین پڑین ابھی مبتلا ہیکر اس شب کو
اسی شہر مین رہی محبت مین پوتی کی بیقرار کنیزدن کو مصاحبون کو بھیجا کہ جاکر سمجھاؤ عشق سے اس
فتنہ انگیز کے توبہ کرے مین خطا معاف کردون ورنہ صبح کو جلا دونگی پیچھے پر چھریان پھیرتی فساد کرتی
اس ظالم نے ہم سب کو قتل کرانا چاہا کچھ خیال گھر کا نہ کیا کنیزین سمجھاتی ہین وہان سے بے نیل مقصود واپس
آتی ہین جواب سخت پاتی ہین قید خانہ مین مبہوت بیٹھی ہے جس کنیز نے جا کے سمجھایا جواب نہ پایا دیکھا بیٹھی
ہوئی رو رہی ہے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار رہی ہے **نظم**

دل مجروح قیس کا صدقہ
بہر درد دل شکستہ دلان
مرض الفت حبیب رہے
زندگی بھر یہ غم نصیب رہے
اور کچھ غم نہو بجز غم یار
داغ حسرت سے لالہ زار ہو دل
دل مین ہو خون آرزو ہر دم
اشک غم سے کرون وضو ہر دم
بلبلونکا سبق ہو نالۂ دل
دل غم و رنج و درد کا گھر ہو
سوزش غم سے داغ داغ ہو دل
خانۂ برق کا چراغ ہو دل
مسکن جلوۂ پری دل ہو
دل پہ کوہ غم ہراس گرے
ہو جنون زا مرا فسانۂ عشق
داغ دل ہو چراغ خانۂ عشق
نامرادی ہو میری عین مراد
صفت بوے گل رہون برباد
عالم علم عشق بازی ہون
مفتی حکم جان گدازی ہون

یا خدا روح قیس کا صدقہ
پئے سوز درون خستہ دلان
تیغ الفت سے رکھ جگر افگار
چمن یاس کی بہار ہو دل
وہ گل داغ ہو حوالۂ دل
مسکن عشق فتنہ پرور رہو
زخمی نازہ دل بری دل ہو
خرمن جان پہ برق یاس گرے
شادمانی سے دل رہے ناشاد
سرو کی طرح سے رہون آزاد
علم دیوانگی یہ شہرت پائے

در رہ وحشت کو روح مجنون ہے کوہ غم وہ اٹھاؤن مین سر پر روح فرہاد سے قدم آگے
کوہ رنج و الم کی ہون فرہاد روح مجنون کہے مبارک باد بے حجابی مرا شعار رہے
ننگ کے نام سے بھی عار رہے رشک بانگ جرس ہو نالۂ زار وحشیون کی ہون قافلہ سالار

جو کنیز آتی ہے ملکہ کو اس حال زار مین دیکھتی ہے پلٹ جاتی ہے اتنی نہین کسی کو مہلت ملتی کہ اُس مبہوت عشق سے بات کرے کنیزین ناچار ہو کر پلٹ جاتی ہین اگر کسی نے جبر کر کے کچھ کلام کیا تو اُس دیوانۂ عشق نے یہ جواب دیا کہ صبا جواب اس کوچہ سے میرا نکلنا دشوار ہے دل مبتلا سے فراق آتش شعلہ زن کا دل مشتاق مجکو جلا دے خاک کو بباد فنا اُڑا دے تو بہت بہتر ہے کنیزین پلٹ آتی ہین کہتی ہین کہ حضور وہ جوش وخروش ہے کہ کبھی ایسا کسی عاشق کا نہین دیکھا خود خواہش کرتی ہین کہ مجھکو جلا دین خاک کو اُڑا دین ناگاہ شعلہ جوالۂ ماہ تابان بصد عظم وشان داخل تنور مغرب ہوا چنگاریان جو ثوابت وسیارگان کی اُڑ رہی تھین وہ بھی موقوف ہوئین آمد نیر اعظم نے گرمی دکھائی بیگم جادو سوار ہوئی میدان مین آ کر پہونچی لاکھون من لکڑیون کا انبار لگا ہے اُن لکڑیون پر رال وغیرہ ڈال رہے ہین تمام خلقت کا میدان مین جماؤ ہر طرف سے لوگ چلے آتے ہین آپس مین یہی چرچے ہین کہ دختر یاقوت مرجان ایسی حسین کو جلا دینے کا ارادہ ہے دیکھیے کیا ہو ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ دیکھیے وہ مہ جبین کیونکر بچے بعض کہتے ہین اُسنے بھی تو غضب کیا لوح محفوظ الیکر طلسم کشا کو دیدی عشرت ایسے ہوشیار جادوگر کو کیونکر قتل کیا بعض کہتے ہین کہ مرجان سحر بھی نہین جانتی ایک کہتا ہے اُسکی آنکھون مین سحر ہے باتون مین سحر ہے نہین معلوم کہ اُس کمبخت کو کیا فقرہ دیا کیا بات سنائی کہ وہ دیوانی ہو گئی جان دینا اُسنے گوارا کی یاقوت بھی مع اسی ہزار جادوگرون کے سوار ہو کے آئی دو بیٹیان کہ جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین وہ پہلو مین بیٹھی ہین نام پر مرجان کے طعن کرتی ہین کہتی ہین ابا جان مہربان افسوس ہے مرجان کو سحر نہ سکھایا اگر سحر یاد کرتی تو مرتبہ کو ساحری وجمشید کے پہونچتی اب قیدخانے سے بلوائیے ہم جا کر اپنی بہن کو سمجھائین بیگم نے اشارہ کیا اُس قیدی کو زندانخانہ سے لاؤ کنیزین گئین دیکھا اُسی طرح مرجان بیٹھی ہے کھانا بھی نہین کھایا سودے مین یاد زلف عنبرین خسرو شیر دل کے پریشان آئینۂ رخسار پر حیرانی بکار رہی ہے اے شہریار یہ کنیز اپنی جان آپ پر نثار کرتی ہے میرے خون کا بدلہ اِن ساحرون سے لیجیے گا نظم

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا سنو تو عرض کرون تم سے ماجرا دل کا

کرے اُدھر کو سرایت نہ عارضا دل کا | بہت قریب جگر سے ہی فاصلا دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر | کہیں نہ طول پکڑ جائے عارضا دل کا
تپک رہا ہی یونہین مدتون سے پہلو مین | مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا
نواے چند سے ہین گوش آشنا جنکے | خوش آئیگا نہ اُنھین زمزمۂ غنا دل کا
دو روزہ زندگی نے جان سے کیا ہی تنگ | مجھے ہلاک کیا اُسنے ہو بُرا دل کا
سبیل عشق کا سالک ہو خضر راہ نہ ڈھونڈ | لگائیگا تجھے ڈھرّے پہ رہنما دل کا
یہ رنگ غنچۂ پژمردہ مضمحل ہی غریب | عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا
بجز خدا نہین کرنا رجوع بندے سے | کیا ہی تجھ پہ مشکل مین بار ہا دل کا
دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج | معاف کیجیے اب تو کہا سنا دل کا
وہی ہوا جو لکھا تھا مرے مقدر مین | مجھے نہ یار سے شکوہ نہ کچھ گلا دل کا
نہ گفتنی ست چگویم چہ شرح حال کنم | نہین ہی قابل اظہار ماجرا دل کا
عیان ہو صورت شاہد جو چشم حق بین سے | کرے بغور جو غافل مشاہدا دل کا
یہی ہی مرشد کامل رہ حقیقت مین | خبر نہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا
مکین ہی ایک ہی دونون مکان اسکے ہین | کرو نہ کعبے سے کم رتبۂ مرتبا دل کا

اشعار پڑھ رہی ہی چہرہ غصے سے سرخ آمادۂ مرگ وہ بلاے قضا مبتلاے جور و جفا ہر مرتبہ زنجیر ہلاتی ہی خانۂ زنجیر مین غل ہوتا ہی کنیزون نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا واری چلیے آپ کی دادی آپ کو بلاتی ہین مرجان نیلم پوش فورًا ان دھاڑ کے اُٹھی مبہوت بکتی ہوئی کہ ہم تو آگ مین جلائے جائینگے لیکن انشاء اللہ اسی مہینے کے اندر یہ سب ساحر جلائے جائینگے قتل ہونگے میرا خون رنگ لائیگا بالا بالا نہ جائیگا ان ساحرون کو مزا دکھائیگا بیرون قلعہ آکر پہونچی صورت مرجان کی دیکھکر ایک ہنگامہ ہوا غیر بھی افسوس کر رہے تھے کف افسوس ملتے تھے ہر ایک کا قول تھا یارو یہ اپنے ہوش مین نہین ہی جوش عشق مین مبہوت دیکھو کیا باتین کہتی ہی سیکر نے باواز بلند کہا کیون ای مرجان اب کیا کہتی ہی یہ سامنے لکڑیون کا انبار ہی اسپر بٹھا کے تجھے جلا دونگی اور تمام اہالی طلسم کو تیرا حال عبرت مآل دکھاؤنگی مرجان نے پکار کے آواز دی او حرام زادی تو نے مجھکو شاہزادے

سے جدا کیا اب اِس جبر کی خواہان ہی میرا خون تیری گردن پر رہا اُس شیر بیشۂ جرأت کو خدا سلامت رکھے طلسم کو شکست کریگا تمھارا خود سب کا قول ہے کہ یہ اصلی طلسم کشا ہے خدا اُسکو سلامت رکھے سطوت و صولت اُسکی بڑھائے طرف باغ ویران کے منہ کرکے آواز دی اے شہریار یہ کنیز زبردستی جان دیتی ہے میرے خون کا بدلا لیجیے گا اس پیکر حرام زادی کو کہ جسنے مجھکو آپ سے جدا کیا فوراً قتل کیجیے گا آپ کو خدا کے سپرد کیا دونون بہنین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین یا تو پہلو مین یاقوت کے بیٹھی تھین یا تخت سے کودین یہ کہتی ہوئی چلین کہ ہم اپنی بہن کو سمجھا ئینگے محبت سے اُس شیر کی ہم انکار کرائینگے یہ کہتی ہوئی قریب آئین کہا اے حریق آتش اشتیاق وای غریق لجۂ فراق حقیقت مین ایسا عشق ہین کوئی مبہوت نہ ہوگا تو فخر مجنون و فرہاد ہوئی تُو دمن کو بھلا دیا لیکن اب ہمارا کہنا مانو سامنے دادی کے توبہ کرو کہ تمھارے جرم سے درگذرے ہمارا کلیجہ جلتا ہے تمام عالم جمع ہے سب افسوس کر رہے ہین دوست دشمن مین ہی چرچا ہے کہ ایسا عاشق صادق ہماری نگاہ سے نہ گذرا تھا بڑی تمھاری تعریفین کر رہے ہین بس اب صبر کرو دل پر جبر کرو ان باتون کے کہنے سے کیا فائدہ سامنے بزرگ کے سر جھکا دو یہ باتین زبان سے نہ نکالو یہ قول تیرا صادق ہے کہ تو دل و جان سے اُسپر عاشق ہے بے شک وہ شیر جرأت و شوکت مین بے مثل و بے نظیر ہے کیا تعجب ہے کہ طلسم کو فتح کرے لیکن اس طلسم مین بڑی آفتین ہین ہزارون قباحتین ہین خالہ امان صاحب جو بادشاہ طلسم ہین اُن کا سحر مین کون نظیر ہے اگر سحر کرین تو زمین کے طبقے آسمان پر پہونچائین دَورِ انقلاب دکھائین کون اُن سے مقابلہ کرسکتا ہے کون اُنکے سحر کا جواب دیگا جب قلعے سے نکل کر سحر کرینگی آگ برسا دینگی بس اب صبر کرو دادی کے سامنے چل کر سر جھکا دو صاف صاف کہدو کہ ہمین خسرو شیر دل سے کچھ واسطہ نہیں یہ سنکر مرجان نے کہا اے بہن اب مین کیا انکار کرونگی آنکھون کے آگے تصویر خیالی اُس شیر کی پھر رہی ہے جی چاہتا ہے کہ جا کر آگ مین گرون اپنی تو یہ کیفیت ہے **نظم**

| | |
|---|---|
| اُس فتنۂ دوران سے جو یکایک لڑی آنکھ | دل پھنس گیا آفت مین مصیبت مین پڑی آنکھ |
| پرتو سے بنا رنگ سالک گہر صاف | اُسکے دُرِ دندان سے کئی دن جو لڑی آنکھ |
| برسات مین وہ گھر سے مرے جا نہین سکتے | تھمتا ہی نہین مینہ تو لگاتی ہے جھڑی آنکھ |
| لائیگی کہان سے ترے چہرے کی شرارت | گو دیکھنے کو ہو گئی آہو کی بڑی آنکھ |

یہ لخت جگر آتے ہیں ہمدم گریہ
اُس چشم کا نظارہ تو مشکل ہی امانت

مژگان کو بنا دیتی ہی پھولوں کی چھڑی آنکھ
نرگس سے لڑا لیجیے دو چار گھڑی آنکھ

یہ اشعار پڑھ چلا کر مہرجان نے پڑھے سننے والے رونے لگے مجمع میں غل بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا ایسے عاشقان صادق نگاہ سے نہ گذرے تھے اگر مجنون ہوتا تو اس عشق حقیقت کی داد دیتا فرہاد کو کیا لیاقت دمن و نل اسکے نخل عشق کی کونپل کون اس کو سمجھا ئے صاف صاف کہتی ہی بے شک اس کا قتل ہونا غضب ہوگا پیکر نے پھر پکار کے پوچھا کہ ان مہرجان کیا کہتی ہو مہرجان نے آواز دی اور کہا تم مجھسے کیا پوچھتی ہو جو تیرے مزاج میں آئے وہ کر بس پیکر نے اپنی کنیزون کو اشارہ کیا اسکو لکڑیوں پر بٹھا دو کنیزین کشان کشان لیچلین مہرجان نے کہا مجھے چھوڑ دو مین آپ ان لکڑیون پر چڑھ جاؤن گی کنیزون نے چھوڑ لکڑیون کو طے کر کے سر پر انبار کے پہونچی ہاتھ اٹھا کر کے دعائیں مانگنے لگی نظم

ای محبت تجھے جنون کی قسم
نالۂ بلبل چمن کے لیے
طوق قمری سے نوا کے لیے
ہان زلیخا کی روح کا صدقا
جب تلک حسن کی بہار رہے
قیس ہو جائے سنکے دیوانہ
شیشۂ عقل پر پڑین پتھر
بادش کا سر مین کچھ اثر نہ رہے
گلعذاری مین بھی ملال رہے
میری دیوانگی کی دھوم رہے
زخم سے ٹپکے بادۂ انگور
صاف اڑ جائے رنگ روی شفق
جوش دل دیکھ کے کہے فرہاد

قیس کے سر کی نل کے خونکی قسم
دل پروانہ کے لہو کے لیے
کشش صدق کہربا کے لیے
پئے سوز درون کبک دری
عشق پر جی مرا نثار رہے
ضبط غم سے لہو لہو دل ہو
مثل بو جامہ سے رہون باہر
سینہ زخمون سے لالہ زار رہے
جسکا جی چاہے پائمال کرے
تیغ عریان کرے جگر کا علاج
خاک اڑ جائے بہت دل رنجور
جب کبھی لے وقت مرگ قریب
مرحبا مرحبا خوشنا فریاد

جان شیرین کوہ کن کے لیے
لالۂ باغ آرزو کے لیے
بہر اندوہ وامق و عذرا
شاخ دل ہو مری کبھی نہ ہری
وحشت انگیز ہو یہ افسانہ
منقل خون آرزو دل ہو
اپنے تن کی مجھے خبر نہ رہے
طوق گردن گلے کا ہار رہے
وحشیون کا سدا ہجوم رہے
سر چڑھون دار کے تو ہو معراج
خون فشانی کرے یہ دل کا قلق
ہو زبان پر مرے حبیب حبیب
اسطرح کے اشعار پڑھ کر

آواز دی او لگانہ حکم دے کہ آگ لگاوین پیکر نے حکم دیا اسے آگ لگا دو بولا لیکر کنیزون نے آگ لگائی اُسوقت حاضرین وقت مین ایک شور غل بلند ہوا گلپوش وزیرزادی بھی یہ معاملہ دیکھ رہی ہی سر پیٹ لیا کہتی ہی کیا غضب ہوا جاکے شاہزادے سے اطلاع کرون دیکھون وہ کیا تدبیر کرتا ہی شاہزادہ بہت حال اپنا ابتر کریگا جب اسے جوش عشق ہی وہ بھی محبت مین مبہوت ہی یکایک آگ جو لگی دھوان پیچیدہ ہوکر آسمان پر گیا ملکہ مرجان دھوئین مین چھپ گئی دو تین مرتبہ اُس دھوئین سے آواز تو آئی پھر نہ ثابت ہوا کہ جلی یا بچی کہ اُس کا حال انجام طلسم مین لکھونگا کہ اس حریق شعلۂ آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق پر کیا گذرتی ہی ناظرین پر واضح ہوگا کہ اس مبہوت عشق پر کیا گذری فلک نے کیا گردش دکھائی کیا سامان ہوا اہل شہر روتے پیٹتے پلٹے یاقوت دونون بیٹون کو ساتھ لئیے ہوے سب کی ہچکیان لگی ہوئین تصویر زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی پیکر جادو جھلا کر اپنے مقام پر گئی یاقوت سے کہگئی خوب ہوشیار رہنا جو کہدیا اُس سے غفلت نہ ہو قلعہ نظر مردم سے مخفی رہے کوئی فتور نہو نے پائے غیر کو قلعہ مین آنے کا دخل نہ ملے گلپوش روتی ہوئی بھاگی یہان آکر پہونچی گلپوش نے پکار کر کہا او ننگ عشق تو زندہ ہی معشوق نے اپنی جان دی مردانہ وار جل گئی تیرے عشق سے ہاتھ نہ اُٹھایا یہ سُنکر شاہزادہ مثل مرغ نیم بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا پکارتا ہی اے ثابت قدم کوے الفت اے رازدار رموز محبت یہ کیا ستم ہوا مین نے یہ کیا خبر سُنی ہاے تونے کیون نہ انکار کیا یون مردانہ وار جان دی یہ کہکر شاہزادہ ایسا تڑپا کہ بیہوش ہوگیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان سے اترا اُسپر ایک بزرگ باریش سفید عمامہ سر پر پکارتے ہوے اے سرشار بادۂ محبت واے مبہوت وادی مودت اب صبر کر پھر تو اُسکو پائیگا اب وقت طلسم کشائی ہی کوہ بلا کی سیر کرو کہ بلا سر سے دفع ہو صورت فتاحی پیدا ہو اس تڑپنے پھڑکنے سے کیا فائدہ مرد مردانہ شیر فرزانہ ہو جرأت پر قدم مارو زیادہ پریشان نہ ہو یہ فرماکر تخت غائب ہوا آنکھ جو شاہزادے کی کھُلی اپنے کو بہ تکلف اُسی باغ مین پایا گلپوش روتی ہوئی طرف صحرا کے نکل گئی کہ اُسکا بھی حال تحریر ہوگا لیکن شاہزادہ جو اُٹھا نہایت پریشان آئینہ رخسار پر حیرانی خواب یاد رہا خیال مین گذرا کسی بزرگ دین نے ہدایت فرمائی اُس ہدایت پر کاربندی چاہیے شاید اسی سے کچھ مطلب نکلے شاہزادہ روتا ہوا تلاش مین کوہ بلا کی نکلا صحرا صحرا جنگل جنگل مارا مارا

پھر رہا ہی ہر طرف جاتا ہی جہان کوئی شخص ملا کسی ساحر کا سامنا ہوا اُس سے پوچھا کوہ بلا کس مقام پر ہی کوئی جواب باصواب اُسکو نہین دیتا اگر جواب دیا تو یہ کہا کہ ای شخص ہمنے کبھی نام بھی کوہ بلا کا نہین سُنا ایک ہفتہ شاہزادے کو اس پھرنے مین گذرا آٹھوین دن تھکا ہوا پانون پر ورم دل پر ہجوم غم و الم ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھا داہنے پر ایک شہر معلوم ہوا بائین پر ایک باغ مگر دروازے پر قفل لگا ہی حیران حیران شاہزادہ دیکھ رہا ہی تردد بڑھتا جاتا ہی کہ یکایک شہر سے کچھ لوگ نکلے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک بادشاہ پیر تاج سر پر حیران و مضطر ایک مرکب تخت کے آگے گھوڑے کے منھ پر سہرا بندھا ہوا ہاتھ پانون مین مہندی کہ دولھا کا گھوڑا معلوم ہوتا ہی گرد تخت کے مصاحب وزیر مشیر کچھ نوجوان کچھ پیر نوبت نقارے بجتے ہوے طرف اُس باغ کے جاتے ہین شاہزادہ سمجھا برات لیے جاتے ہین دولھا ساتھ نہین قریب اُس باغ کے وہ بادشاہ پہونچا قفل کھولا اندر باغ کے گیا بعد تھوڑے عرصے کے روتا ہوا نکلا پکارتا ہوا ہاے نوجوان ای فرزند تجھپر یہ مصیبت ہم تجھے اس حال مین دیکھنے کو آئے تھے کہان تک اس حال زار کو دیکھین کیونکر صبر کرین کسطرح دل پر جبر کرین ہاے افسوس وہ ظالم نہین سنتا کاش مجھے موت آجائے بادشاہ جو روتا ہوا نکلا سب ساتھ والے بھی صورت دیکھکر رونے لگے کوئی حال پوچھتا ہی کوئی خاک اُڑاتا ہی وزیر امیر سر برہنہ ہوگئے شادی کرتے ہوے گئے تھے روتے پیٹتے پلٹے شاہزادہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا ان کو کسی نے لوٹ لیا دولھا کیا قتل ہوگیا دُلھن کو کسی نے چھین لیا جب وہ لوگ قریب پہونچے ایک ایک سے شاہزادہ حال پوچھتا ہی کوئی حال نہین کہتا کئی مرتبہ شاہزادہ بادشاہ سے متوجہ ہوا پکار کر پوچھا کیون ای بادشاہ خیر تو ہی دولھا کیا ہوا ساتھ بھی دولھا کو نہ لیگئے تھے کچھ ہے تو حال کہو یا وہ راحت یا یہ مصیبت نوبت نقارے بجاتے ہوے گئے سر پیٹتے ہوے پلٹے ہرچند شاہزادے نے کہا وہ بادشاہ کچھ نہ بولا شدت گریہ سے بیقرار انتہا کا اشک بار شاہزادہ بھی اُنکے پیچھے پیچھے چلا آتا ہی جب اُس شہر مین وہ لوگ پہونچے شاہزادہ بھی اُنکے ساتھ داخل شہر ہوا جب وہ بادشاہ شہر مین آیا دوکاندار پوچھنے لگے بڑھ بڑھ کے پوچھتے ہین کیون حضور کس حال مین دیکھا ہمسے تو بیان کیجیے ہم تو حال سنین بادشاہ کچھ جواب نہین دیتا اگر بولا تو یہ بولا کہ یارو کیا پوچھتے ہو اُسی حال قدیم مین دیکھا کیا تم سے بیان کرون وہی باتین قدیم نہ دوست نہ مونس نہ ندیم وہی مصیبت وہی آفت یہ سُن کر شہر والے اور زیادہ پیٹنے لگے

تمام شہر مین ہنگامہ برپا ہی بہت شاہزادے کو صدمہ گذرتا ہی مگر ان لوگون مین کوئی ساحر نہین معلوم ہوتا شاہزادہ جب بارگاہ مین آیا دیکھا وہی بادشاہ سر جھکائے تخت پر بیٹھا ہی اور شمشیر و زرہ جمع ہین شاہزادہ ایک دنگل پر بیٹھ گیا وزیرون نے اُس شہریار کا مُنہ ہاتھ دُھلایا تاج سر پر پہنایا مطمئن ہوکر بادشاہ بیٹھا تب شاہزادہ متوجہ ہوا پوچھا ای بادشاہ یہ کیا معرکہ تھا کہ ہنستے ہوے گئے روتے ہوے آئے اتنے عرصے مین کیا مصیبت پڑی شہر والے بھی روتے ہین تمھارے ساتھ والے بھی گریان و نالان حیران و پریشان اُس بادشاہ نے کہا ای شیر بیشۂ جرأت ای صاحب شوکت و لیاقت تو کس وجہ سے ہم سے پوچھتا ہی تیرا نام نامی اسم گرامی کیا ہی گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان کے ہو صورت زیبا پر شوکت و جلالت برس رہی ہی شاہزادے نے کہا مین بیٹا ہون صاحبقران زمان کا بطن سے ملکہ دردانہ گوہر پوش کے طلسم آفتاب نگار مین آکر پھنسا ہون تلاش مین کوہ بلا کی نکلا ہون ایک معشوق پری چہرہ کو پیکر جادو نے جلادیا ایسی حسین و جمیل کو خاک مین ملادیا چاہتا ہون طلسم مذکور فتح کرون لڑتا بھڑتا تا بہ آفتاب گر مخو پہونچون یہ سُنکر وہ بادشاہ تعظیم کو اُٹھا قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار آپ کے سامنے بیان کرنے سے شاید کوئی مطلب نکلے آپ فرزند صاحبقران ہین ای شہریار میرا نام لالان شاہ ہی ایک فرزند پروردگار نے دیا تھا کہ احمر گلگون پوش اُسکا نام تھا جری بہادر صف شکن جسنے اُس سے جنگ کا ارادہ کیا اُسکے ہاتھ سے زیر ہوا کئی پہلوان اُسنے مارے کئی اپنے مطیع کئے شہر کی رونق بڑھنے لگی میرے خیال مین آیا کہ اب بیٹے کی شادی کرون سن بلوغ سے گذرا مگر یہ بھی خیال مین آیا کہ اگر کسی بادشاہ کی بیٹی سے شادی کرونگا فرزند وہان ضرور جائیگا میرے دل کو کیونکر آرام آئیگا آخر دختر وزیر سے شادی قرار دی جس باغ کو بیرون قلعہ آپنے دیکھا اُس باغ کو ہمیشہ بہار کہتے ہین شہر والون کی شادی اُسی باغ مین ہوتی ہی میرا فرزند دولھا بنکر اُس باغ مین جاکر اُترا ماہتاب میرا حقیقی بھائی ہی مین نے عرضی لکھی کہ فرزند کی شادی درپیش ہی آپ بھی آکر شریک ہوجیے اُس مغرور نے جواب لکھا تو میرا خراج گزار دوسر یہ کہ غیر ساحر بابدولت تیرے یہان شادی مین نہ آئینگے مگر بیٹی کو اپنی ضرور روانہ کرینگے سہیل خونخوار اُسکا نام ہی تقریب عقد مین کچھ زمانہ باقی تھا کہ سہیل نہایت تکلف سے آراستہ و پیراستہ نرگسی چشم سرو قد خورشید خد عارض رشک قمر سمن بر پری پیکر خرامان خرامان آئی بیٹے کی جو نگاہ اُس کے

جمال جہان آرا پر پڑی دونوں آپس مین مائل ہوے وہ تو شرما کر چلی گئی اُسنے سہرا وغیرہ نوچ ڈالا کہا
اب شادی نہ کرونگا یہ خبر ماہتاب کو پہونچی جھلا کر بیٹی کو سامنے بلایا کہا مرجیو کہ تو نے سحر نہین
سیکھا لیکن تیری شادی کسی بڑے ساحر کے ساتھ کرونگا تو اُسپر مائل ہوئی کہ جو ہمارا دست نگر اور
خراج گزار اور بیکار ہے خبردار وہان نہ جانا بیٹا اُسی باغ مین رہنے لگا سامان شادی کو بالکل ترک
کیا آپس مین پیغام ہوے اسنے نامہ اُسے لکھا اُسنے جواب لکھا کہ مین مخفی تیرے پاس آؤنگی اُس کو محبت
نے اس شیر کی ایسا پریشان کیا کہ صبر نہو سکا بیقرار ہوکر اُسکی ملاقات کو آئی دو چار مرتبہ آمد و رفت ہوئی
پس دراندازون نے خبر پہونچا دی یہ سنکر اُس مغرور نے شرارہ جادو کو بھیجا شرارہ نے آکر آگ
لگائی دونون کو ایک مقام پر گرفتار کیا معشوقہ کو تو نہین معلوم کیا کیا اب شرارہ خود اُسپر عاشق ہے
اس باغ مین ایک درخت سرو ہے اُسمین ایک صندوق لٹکتا ہے اُس صندوق مین اُسکو قید کیا اور شب کو
اُس جوان کو لیکر بیٹھتی ہے سوال وصل کرتی ہے اُس دلیر کو آجتک انکار ہے طرح طرح کی بدعتین کرتی ہے
اُس دلیر نے اب تک نہین مانا جب مین نے کئی عرضیان بھائی کو لکھین تب اُسنے حکم دیا کہ مین صرف
ایک مہینہ بعد جاتا ہون ایسی مصیبت مین اُسکو دیکھ آتا ہون وہ صندوق مین قید مثل قبر کے
پڑا ہے یہ باعث گریہ و زاری ہم ہنستے ہوے جاتے ہین روتے ہوے آتے ہین نہ کلام کر سکتے ہین نہ حال
پوچھ سکتے ہین یہ کہکر لالان شاہ بیقرار ہوکر رونے لگا خسرو شیر دل نے کہا ای عم نامدار آپ کے
رونے سے دل ٹکڑے ہوتا ہے ہم جاکر اُس کو رہا کرلا وینگے لالان شاہ نے کہا ای شہریار اب رہائی
مین اُسکی دقت ہے پہلے جاکے کوہ بلا کی سیر کر لیجے جب وہان سے پلٹ کے آئیے تب اُسے رہا کریے
مین نے کاہن اور نجومی جو جمع کیے اُن سب نے حکم لگایا ہے کہ سیار کوہ بلا اُسکو رہا کریگا مین نے اکثر
طفیل ہم بھیجے جو کوہ بلا مین جاتا ہے وہ پلٹ کر نہین آتا نہین معلوم وہان کیا سحر ہے کہ اس شہر مین مبہوت
ہوکر رہجاتا ہے یا کوئی اُس شخص کو قتل کرتا ہے کئی جوان مین نے بھیجے کوئی بھی پلٹ کر نہین آیا شاہزادے
نے کہا آخر کوہ بلا کہان ہے مین مدت سے اُسکی تلاش مین ہون لالان شاہ نے کہا بیرون شہر
پانچ کوس پر ایک کوہ فلک شکوہ ہے اُسی کو کوہ بلا کہتے ہین جو گیا وہ پلٹ کے نہین آیا شاہزادے
نے کہا ہم جائینگے ہمارے بزرگان دین نے ہمکو ہدایت کی ہے کوہ بلا کی سیر کرو کہ بلا سر سے دفع
ہو لالان شاہ نے کہا ای شہریار مین آپ کو اُس مقام آفت مین نہ جانے دونگا آپ سے مجھے ایک

محبت ہوئی تاج و تخت لیجے ہم گوشے مین بیٹھ کے عبادت پروردگار کرین اب آپ کو ملک و مال کا اختیار ہی خسرو نے کہا اے لالان شاہ ہم جائینگے باغ ویران سے مین اسی فکر مین نکلا ہون ایک ہفتہ گذرا کہ تمام صحرا چھان ڈالے آج نام تو کوہ بلا کا سنا ہم ضرور جائینگے دربار مین وزرا امرا سب رونے لگے صورت دیکھکر شاہزادے کی کف افسوس ملتے تھے کہتے تھے افسوس کہ یہ سن و سال اور یہ حسن و جمال اور یہ ارادہ ہی کہ جس مقام پر اکثر لوگ گئے کچھ انکا حال نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری وہان کا آپ ارادہ رکھتے ہین شاہزادے کو دربار مین لالان نے چھوڑا روتا ہوا محل مین آیا ریحانہ اپنی زوجہ سے سب حال بیان کیا کہا صاحب آج نیا معرکہ گذرا فرزند صاحبقران جوش پر جوانی اپنے زمانے کا یوسف ثانی میرے بیٹے کا حال سنکر کہتا ہی کل ضرور ہرا سے رہائی جاؤن گا تاج و تخت دیتا ہون کیسی منتین خوشامدین کین مگر وہ شیر نہین مانتا فاتحی طلسم پر قدم مارا ہی کچھ تحفہ بھی اسکے پاس ہی اُس کے بزرگون نے ہدایت کی ہی بموجب ہدایت کے جانے کا قصد ہی ریحانہ بانو یہ حال سنکر بے اختیار رونے لگی کہا ایسے کے مان باپ پر کیا گذری ہوگی جب یہ شیر جدا ہوا ہوگا ذرا محل مین بلاؤ مین بھی اُس کو سمجھاؤن شاید مان جائے لالان شاہ نے کنیزون کو بھیجکر شاہزادے کو اندر بلوایا تمام انیسین جلیسین حسن و جمال دیکھکر بے اختیار روتی تھین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اے یوسف ثانی ہماری ملکہ کا کہنا مانو اس ملک ویران کو آباد کرو تیرے دیکھنے سے ان دونون کو تسکین ہوگی دونون میان بیوی آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہے ہین غیر بھی ان کے حال کو دیکھکر رو رہے ہین جب ریحانہ بانو اور خسرو کا سامنا ہوا دونون ہاتون سے بلائین لین کہا اے نور نظر ہم بڑھاپے کے حال پر رحم کرو چند سے تم کو دیکھکر جئین گے تسکین ہوگی ورنہ فراق مین اخترگلگون پوش کے نوبت بجان و کارد براستخوان ہین ہم کو بچاؤ مُردون کو زندہ کرو یہ سنکر شاہزادے نے ہاتھ باندھ کر کہا اے مادر مہربان میرا حال سننے کے لائق نہین طلسم آفتاب والون نے وہ وہ ظلم مجھ پر کیا کہ جس کو بیان نہین کر سکتا ایک حسین و جمیل نازنین مہ جبین کو آگ مین جلا دیا اُسکا خون کیا رنگ نہ لائیگا انشاء اللہ آپکی دعا سے اگر گھس کر آفتاب گر مجھ کو نہ مارا تو نام اپنا فرزند صاحبقران نہ پایا یا موت ہمکو طرف طلسم کے لیچلی ہی اب آپ بخوشی حکم دیجیے اور دعا کیجیے کہ مین کوہ بلا سے بہ خیریت واپس آؤن آپ کے فرزند کو آپ سے ملاؤن آپ زن و شوہر دل شاد ہون

اسطرح بیقرار ہوکر خسرو نے بیان کیا کہ ریحانہ بانو رونے لگی محل مین شور وغل ہوگریہ وزاری کا بلند ہوا مشکل شاہزادے نے وہ شب وہان بسر کی صبح کو مسلح ہوے فرمایا ای مادر مہربان رخصت دیجیے ریحانہ بانو روتے روتے بیہوش ہوگئی شاہزادہ باہر آیا ملک لالان شاہ مع چند رفیقون وزیرون کے ساتھ ہوا شہر والے حال بے مثال خسرو کا دیکھکر روتے تھے بڑھ بڑھ کے سمجھاتے تھے کہ اسے شہریار جانے کا قصد نکیجیے یہ وہ مقام ہی کہ بڑے بڑے پہلوان گئے آپ بالکل یکہ وتنہا ہین شاطر بھی تو آپ کے ساتھ نہین شاطر کا نام سنکر خسرو بیقرار ہوگئے کہا یار وعیار طرار ہمارا ہم سے ایسا جدا ہوا کہ آج تک حال نہ معلوم ہوا ہماری رفاقت سے اسنے منھ موڑا وہ اب تک ہوتا تو اسکی بھی کوئی تدبیر بتاتا عقل وفطرت سے معمور عیاری مکاری اسکی ذات سے پیدا ہوئی ہی اسی کی وجہ سے یہ دن نصیب ہوا صحرا مین برا سے شکار لایا مشکل کی بارگاہ تک پہونچایا اُس ایسا بادشاہ عالیجاہ میرے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو مین کیونکر کہون کہ وہ غافل بیٹھا ہوگا اسی جستجو مین ہوگا کہ مجھ تک پہونچے وہ کسی فطرت سے ضرور آئیگا اُسکی ذات سے ہمین بڑی اُمید ہی ضرور وہ ہم تک آئیگا ساحرون کو قتل کریگا ایسا جھٹ پٹ ساحرہ کو مار لیتا ہی کیا کیا فقرے دیتا ہی حقیقت مین اگر ایک مرتبہ اُسکا گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو کے طریقے دیکھ لے اور اپنے باپ سے ملے اُسکا باپ بڑا نامی گرامی عیار ہی ہوشربا و نور افشان مین کیا کیا نام کئے کیسے کیسے کام کیے یہ کہکے شاہزادہ یاد مین برق ثانی کی بیقرار ہوا کھانے والون کو جواب دیا آپ لوگ کیا ہمکو سمجھاتے ہین ہمارے بزرگون کا یہ طریقہ ہی کہ جو مقامات باطل پرستان دیکھے اُنکو مٹایا اپنا سکہ بٹھایا پردۂ دنیا مین صدہا طلسم فتح کیے ہین زبان سے کہہ چکا اب قول سے پلٹنا مردان عالم کے طریقے سے خلاف ہی قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار آپ لوگ دیکھین انشاء اللہ کوہ بلا سے پلٹ کر فرزند لالان شاہ کورہا کرینگے بزرگون کی ہدایت ہی کوئی نہ کوئی مطلب ضرور نکلے گا یہ کہکے بیرون قلعہ آئے پانچ کوس طی کرکے اُس صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ نہایت شان وشوکت سے واقع ہی کہ سب درے بند گویا بندوبست ہی ایک درہ بیچ مین مثل پھاٹک کے کھلا ہی وہی جانے کا راستہ ہی شاہزادہ سلاح سلیمانی سے آراستہ لالان شاہ سے بغلگیر ہوا کہا کہ ای عم نامدار آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہین ہمکو بھی حفظ خدا مین سپرد کیجیے فرصت جانیکی دیجیے

بخوشی فرمائیے کہ بسم اللہ جاؤ اُسوقت لالان شاہ کا جوش گریہ کیا بیان کرون کہ چیخین مار کر روتا
تھا کہتا تھا کہ آج روز جدائی احمر گلگون پوش ہی کون سی ساعت تھی کہ باغ ہمیشہ بہار مین وہ جاکر
رہے ہماری نظرون سے مخفی ہوے آج اُنکی جدائی تازہ ہوئی شاہزادے نے بہت سمجھایا حاضرین
وقت رئیسان شہر ساتھ آئے ہین شاہزادہ اُن سب سے رخصت ہوا سب ہاتھ اُٹھاکر دعائین دیتے
تھے کہ خدا آپکو وہان مظفر و منصور کرے یہ پریشانی دل سے دور کرے شاہزادہ تیغۂ سلیمانی ہاتھ
مین لیے ہوے بسم اللہ کہکے داخل درۂ کوہ ہوا دیکھا انتہا کا اندھیرا ہی شاہزادہ اُس اندھیرے
کو طے کرتا ہوا جاتا ہی لیکن لالان شاہ بعد جانے شاہزادے کے مثل فقیرون کے اپنے
کوہ پر فردکش ہوتا ہی کہ ذکر اُسکا تحریر ہوگا شاہزادہ اُس اندھیرے کو طے کرتا ہوا اِسی دو تین پہر
کے درۂ کوہ سے باہر نکلا دیکھا صحرائے سبزہ زار لوادح دلکشا جابجا چمن بندی پھولونکی کیاریان
زنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون ساتھ موزونی کے آراستہ ہین طائران خوش نوا سبز درختون پر چہکار
رہے ہین باغبان قضا و قدر کو پکار رہے ہین ہر مرتبہ یہی چہکار کہتے ہین کہ اے باغبان قضا و قدر
تو نے چمن دنیا کو کس رنگ سے آراستہ کیا ہی چمنستان کی سیر سے روح کو راحت قلب کو قوت
حاصل ہوتی ہی ہر چمن ہر ایک گلشن گویا جنت نظیر ہی کیا رنگ قدرت کی تحریر ہی جو جو خط چمن بمقام پر
نصب کیا ہی زنگار رنگ کی تحریر ہی سبحان اللہ کیا تیری صفت کرین ہر سمت طائر مصروف زمزمہ سرائی
چنبہاے طولانی کی رعنائی زیبائی آمد بہار کے جوش مین تھا لیے درختون کے سبد گل فروش ہین
ہر سمت ہنگامۂ آمد جوش بہار ہی ہر سمت نخل ہاے طولانی میوون سے لدے ہوے ہین چمن
ہرے بھرے شاخین نہال بلبل کا گلشن وصال سامنے ایک چھوٹا سا دریا جوش مار رہا ہی
مچھلیان تڑپ کے بلند ہوتی ہین تشنگان خون آشام شناوری کر رہے ہین دم محبت حاکم بر و بحر کا
بھر رہے ہین بیچ مین چمنستان کے ایک چبوترہ مدور مثل قرص قمر نہایت تکلف سے آراستہ ہی اُسپر
چینی کے ناندسے اُن مین نخلہاے سنبل پیچان کو زلف محبوب سے توسل شاہزادہ اِس جوش بہار
کو دیکھکر محظوظ ہو گیا بند قبا کھولدیے سیر مین مصروف ہوا لیکن حیران ہی کہ کس شوقین نے اِس صحرا
کو آراستہ کیا کس تکلف سے پیراستہ کیا نہایت انتظام منظور رہا ہے جسکے دیکھنے سے قلب کو سرور
ہوا دن قلیل باقی ہی طائر درختون پر بسیرہ لے رہے ہین بعضے آشیانون مین پہونچے

بعض شاخ گل پر گرد پھولونکے پھر رہے ہین قطرات شبنم برگ ہاے درخت سے ٹپک ٹپک کے پیہم گر رہے ہین شراب شبنم نے مستی کا سامان پیدا کیا ہی ہوا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر مینا سے شجر سے سر ٹکراتی ہی پھونک پھونک کے قدم رکھتی ہی کہ رو سے گل پر غبار نہ پڑے شاہزادہ ایک فرسنگ مین نخلستان کے اس خیال سے بیٹھا کہ جو اس صحرا کی رعنائی و زیبائی کا بانی ہوا ہی وہ یہان ضرور آئے گا یہ سوچکر درختون کی آڑ مین چھپ کر شاہزادہ بیٹھا تماشہ گل و گلزار کا دیکھنے لگا ہر طرف نگاہ کی کہ دیکھا دریا مین ایک کشتی مثل ہلال شب اول پیدا ہوئی ماجھین قوم کی بنگالنین لہنگے عمدہ پہنے ہوے چندریان اوڑھے ہوے ڈانڈین سونے چاندی کی ہاتھ مین ایک شامیانہ باسلکہا مروارید اس کشتی پر استادہ ہین جو بین سنہری ڈوریان کلابتون کی مسند پر ایک نازنین چہاردہ سالہ زیب مسند لباس فیروزی زیب جسم زیور پھولون کا جسم گلگون پر آراستہ گل سے عارض کمھلائے ہوے چہرے پر اداسی آنکھین جو رشک نرگس شہلا ہین صاف ظاہر ہی کہ جوہری قضا و قدر نے موتی کوٹ کوٹ کے بھرے ہین اشک ٹپک پڑتے ہین حسن یون بے مثال ابرو رشک ہلال آنکھین غیرت دیدۂ غزال عارض ماہ آسمان کمال چپ بیٹھی ہی کلمات حسرت و یاس زبان پر بیقرار و مضطر یہ دیکھتے ہی شاہزادہ اپنے مقام سے اٹھا خیال مین آیا کہ کنارے دریا کے چلین قریب سے کیفیت دیکھین پانون مین زور نہ پایا کہ وہان تک جائین اور کیونکر پہونچین شاہزادہ اسی فرسنگ مین بیٹھا رہا اس نازنین کی کشتی کنارے پر آئی کنیزون نے بیڑہ ڈالا وہ مہ جبین اپنے مقام سے اٹھی بیڑے کو خرامان خرامان طے کیا بسہولت اس راہ کو طے کر رہی ہی خفتگان خاک بیدار ہوتے ہین اپنی بدنصیبی پر روتے ہین مثل نقش قدم دمبدم قدمون سے جدا ہوتے ہین اس حال کو شاہزادہ بہ نگاہ یاس دیکھ رہا ہی وہ نازنین جب آہ کرتی ہی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین کہتی ہی ہاے اس قتیل تیغ محبت نے مردانہ وار جان دی ہاے اسکو کیونکر پائین اپنے کو کیونکر اس تک پہونچائین باہم منزل عدم کو طے کرین اس محبوب تک پہونچین اپنا حال زار ظاہر کرین راتین جدائی کی تڑپ تڑپ کے کاٹین نامہ بر بھی نہین جا سکتا خبر بھی کوئی انکی نہین لا سکتا کنیزین سمجھاتی ہین واری اب اُسسے ملاقات غیر ممکن مسافران ملک عدم سے ملاقات کیونکر ہو وہ نازنین کہتی ہی جسکی محبت مین اُسنے جان دی اسکو کیونکر دیکھین کیسا معشوق ہی جس پر یون مبتلا ہوکر جان اپنی دی عشق سے ہاتھ نہ اٹھایا اس

ظالم کو کچھ خبر نہین افسوس مزار غریبان پر جاتا فاتحہ خیر پڑھتا مگر معشوق سنگ دل ہی ایسے کو کیا
یاد کرین اپنی بہن کے واسطے فریاد کرین کنیزین سمجھاتی ہین واری آج کئی دن گذرے ہر وقت
آپ کو انھین کی یاد ہی اب اُس یاد کو فراموش کیجیے بیٹھ کر سیر گل و بلبل ملاحظہ فرمائیے دیکھیے بلبل کو گل
سے کیا محبت ہی کیا پھول پھول کے پہاوے گل مین بیٹھی ہی زمزمہ سرائی کر رہی ہی کیسی بھولی ہی کیسا باد خزان
کو بھولی ہی ہائے ملکہ نے کچھ خیال نہ کیا ظاہر مین کہدیا ہوتا لیکن ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے
ہین کنیزین سمجھاتی ہوئین برابر اُس چبوترے کے لائین فرش مشجر کنیزون نے بچھایا ہی مسند عمدہ آراستہ اسباب
عیش و نشاط مہیا گائنین منتظر بیٹھی ہین کہ اشارہ ہو تو ہم گائین ایسی مہ جبین مضطر و بیتاب کو بہلائین
ملکہ آن کر مسند پر بیٹھین سیر صحرا کے چمن و گلشن سے منہ پھیرے ہوے کنیزین تمام جنگل مین پھیل گئین
کسی نے جھولا ڈالا تانے اڑا رہی ہی کوئی مصروف گل چینی کسی کے پاس اسباب خود بینی کوئی اکڑتی
پھرتی ہی اپنے حسن و جمال پر ناز کسی کو نیاز قضا سے کار پانچ سات کنیزین ہمراہ ہین ایک نے جھک کر
دیکھا ایک کے چٹکی لیکر کہا بوا دیکھو تارہ زمین پر پڑا ہی ایک نے کہا چاند کا ٹکڑا ہی ایک نے کہا او دیوانی
بغور دیکھ اپنے زمانہ کا یوسف ثانی ہی ہم سے تو نہین ہو سکتا کہ ایسے جوان کو ستائین ایک نے کہا چلو
قریب سے دیکھین ایک جلشن بڑھی آستینے ماتھا کوٹا کر کہا ارے تم سب کو کیا ہوا ہی یہ آدم کوئی مردوہ اٹھا
ہوا ہی ارے سب کو دیکھ رہا ہی مین اسکو دہشت سے کہے دیتی ہون یہان کیونکر آیا او شخص اٹھ بھاگ ورنہ
مارا جائیگا شاہزادہ نے نیچہ چمکایا جلشن نے بڑھ کر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو
چمکایا گولہ پلٹ کر گرا جلشن نے کہا ارے یہ تو جادوگر ہی میرے سحر کو باطل کیا مین اسے پکڑے لیتی
ہون اب کہان جائیگا یہ کہکے بڑھی چاہا کلائی پکڑلون شاہزادہ نے جھٹیا پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہ
سر اُس زنگن کا اُڑگیا جلشن کا گرنا اور جادوگرنیان سحر کرنے لگین شاہزادہ تیغہ کھینچ کر آن سب جادوگرنیون
پر جا پڑا تلوار چلنے لگی وہ عورتین بڑھ بڑھ کے سحر کرتی ہین جب شاہزادہ لوح محفوظ چمکاتا ہی سحر
اُنکے باطل ہوتے ہین کسی کو ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی کے سر پر قبضہ مارا کسی کو اُٹھا کے دے مارا
جب پانچ سات جادوگرنیان مرین کنیزین فریاد کرتی ہوئین بھاگین پلٹ پلٹ کے سحر کرتی ہین سحر تاثیر
نہین کرتا جو سحر جس نے کیا وہ اُلٹا پلٹا اُسکے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گئی سو جادوگرنیان
مر کر گرین بھاگ کر قریب چبوترے کے پہونچین پکارتی ہین اے ملکۂ عالم فریاد ہی اس جوان نے کتنی بہنون کو

ہماری مارا اسپر سحر تاثیر نہین کرتا ایسے گرد کا موٹا ہوا ہی کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے پلٹ کے دیکھا
ایک جوان خوشرو خوشخو شیر بیشۂ جلالت یکہ تاز میدان شوکت تیغہ خون آلود ہاتھ مین جادوگرنیون کو
مارتا ہوا آتا ہی کیسے کیسے سحر پڑھ پڑھ کے کرتی ہین سحر تاثیر نہین کرتا انھین کا سحر انھین کو پامال کر رہا ہی
لاشے پڑے تڑپ رہے ہین خون کا دریا بہ رہا ہی یہ شیر بہ چستی و چالاکی لڑتا ہوا آتا ہی غزال چشم
شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری مچھلیان بھری ہوئین آثار جلالت چہرے سے ہویدا وظاہر جس کو
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سیکڑون لاشے گرا دیے ملکہ دیکھکر جمال جہان آرا کو مائل ہوئین مثل
بید کانپین یقین تھا گرین کاندھے پر کنیز کے ہاتھ رکھ کے اپنے کو سنبھالا پکار کر آواز دی ای شمشیر زن
ای صف شکن ان بیچاری لڑکیون کو کیون قتل کیا یہ سر حاضر ہی اسکو کاٹ لیجیے مین پاس اپنی بہن
مرجان نیلم پوش کے پہونچون ہائے ظالم مرجان نے یون مردانہ وار جان دی اُس چاہنے والے
نے خبر بھی نہ لی یہ سنکر خسرو شیر دل نے ایک آہ کی معشوق کا نام سنکر کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا پکار کر
آواز دی ای شاہزادی والا قدر ای آسمان خوبی کی بدر وہ ننگ عشق مین ہی ہون میرے واسطے اُسنے
سب کچھ کیا اپنی جان دی مجھسے کچھ نہو سکا یہ سنکر وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی ارے میری بہن کا
معشوق آگیا کلیجہ تھرا گیا یقین ہی لہرا کر گرون جان دیدون یہ کہکے قریب آئی ہاتھ خسرو کا پکڑ لیا کہا
ای شہریار ایک ہاتھ مجھکو مار دیجیے کہ مین کشاکش سے مہلت پاؤن خسرو شیر دل نے آواز دی
کٹین وہ ہاتھ جو تم پر اُٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تم کو نگاہ بد سے دیکھین آج نقشہ مجبور سا نظر آیا گویا
مرجان کو دیکھا دونون مرجان کا نام لیتے ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ پکڑا مرجان کا ذکر
ہو رہا ہی لاکے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا باتین ہونے لگین دونون فدا ہیں ایک یکر آنکھون سے
اشارے کر رہے ہین جانبین مین ترقی محبت ہر بات مین ذکر مرجان کا آتا ہی جب مرجان کا ذکر آیا
شاہزادے نے ملکہ کے زانو پر ہاتھ رکھدیا شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای
شہریار مجھکو فرزانہ فیروزہ پوش کہتے ہین بیٹی ہون آفتاب جادو کی ہم اور مرجان ایک مکتب مین
پڑھے ساتھ کھیلے بڑے ہوے سحر کے نام سے انھین بھی نفرت رہی اپنی یہ ہی کیفیت رہی سحر نہین
سیکھا ساحرونکو دیکھا جو سحر یاد کرتے ہین منھ سے وہ بو سے آتی ہی کہ اگر پاس آئے جی یقین ہی کہ قی ہو جائے
اسی وجہ سے سحر کے سیکھنے سے نفرت رہی مین نے جو خبر اُسکے جلا کے جانے کی سنی کئی دن تو منھ لپیٹے

پڑی رہی کئی دن کے بعد کنیزون نے اُٹھایا بمشکل اُٹھکر یہان آئی یہ مراد پائی کہ تم سے ملاقات ہوئی یہ کہا اور پشت پر شاہزادے کی ہاتھ رکھدیا کبھی گلے مین ہاتھ پڑ گئے اختلاط ظاہری ہونے لگے کنیزین ہٹ جاتی ہین کبھی منھ پھیر لیتی ہین ایک کنیز تہنیت پیکر اُسکا نام ہی جب رات ہوئی گائین آکر سامنے بیٹھین یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تیغ کاری کوئی پڑ جائے نظر کے بدلے — کاش ہو جائے شکست آج ظفر کے بدلے

صبح کو یار نے ہمراہ لیا طائر جان — کر گیا ذبح مجھے مرغ سحر کے بدلے

دولت عشق حقیقی سے کیا مستغنی — زردی رُخ مرے ہاتھ آگئی زر کے بدلے

خرمن ہستی عاشق جو جلاتا ہی اُسے — بجلیان کان مین پہنی ہین گہر کے بدلے

جان کنی مین خبر آمد جانان پہونچی — پھر ہوا آج مقام اپنا سفر کے بدلے

رات دن فکر مضامین مین گذرتی ہی قبول — خوب کی بے ہنری ایسے ہنر کے بدلے

اُدھر تو گانے کا ہنگامہ ڈومنی بتا رہی ہی ہاتھ بڑھا بڑھا کے دامن شاہزادے کا تھام لیتی ہے مچل مچل کے بتاتی ہی جمال شاہزادے کا دیکھکر بسی جاتی ہی شیدا ہے یکدیگر کے آپس مین بوسہ بازی ہو رہی ہی تہنیت نے جو یہ معاملہ دیکھا جلگئی جی مین کہتی ہی اس شوخ دیدہ نے عاشق مرجان کو پہلو مین بٹھایا اگر یہ خبر پیکر جادو کو ہوئی انکو بھی مثل مرجان کے جلادیگی ہم لوگون پر بھی غصہ ہوگا اور کہے گی تملوگون نے نہ سمجھایا ہم لوگ کیا جواب دینگے ایسا نہو سبکو قتل کرے چلکر پیکر سے اطلاع کرون اس مستانی کو اگر وہ سزا دے اس عشق بازی کا مزا چکھادے کیا گھل مل کے بیٹھی ہی حیلہ مرجان کے نام کا مقرر کیا اختلاط ہو رہا ہی یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی کسی کنیز نے پوچھا ہوا تہنیت کہان چلین کہا مین برائے رفع حاجت جاتی ہون یہ صحبت اس لائق نہین جس مین بیٹھیے یہ کہکے ڈپٹتی ہوئی چلی اُس صحرا سے نکلی مکان پیکر کا دریافت کرکے پہونچی وقت سحر ہی پیکر بیٹھی ہے کنیزون سے کہہ رہی ہی ارے یہ بھی دریافت کیا کہ باغ ویران سے قاتل شغلکل کہان گیا اُسکی تلاش واجب و لازم ہی اگر گرفتار ہو تو بہت بہتر اگر اسکے خلاف ہوا تو صاحب اقبال ہے اور شاید کوئی صاحبزادی اُس پر نگاہ ڈالین وہ تو ایسا حسین و جمیل ہے کہ جس کی نگاہ پڑے ضرور عاشق ہو مرجان نے بے وجہ نہین جان دی عشق مین اُسکے بہوت ہو رہی تھی کہ ایک کنیز نے بڑھکر کے

عرض کی در دولت پر کنیز ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش کی حاضر ہے وہ کچھ عرض کرنا چاہتی ہے بہیکر نے کہا اسکو بلالو سا ہری و حبشیا خبر کرین کہ تہنیت سامنے آئی دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑی ہوئی عرض کی ای ملکۂ عالم عجیب معرکہ گذرا وہ مفتری قاتل شتر شکل کو وہ بلا مین پہونچا چکی فرزانہ نے بڑا اسکا اعزاز و اکرام کیا ہی پہلو مین لیکر بیٹھین مرجان کے ذکر کی باتین ہو رہی ہین ہر بات مین مرجان کا ذکر ہی بات بات بھر اختلاط ظاہر ہی رہے ہین اور کہا عرض کر دون پیش نکر سنکر جادو غصے مین کانپنے لگی کہا ابھی جاکر دونون کو مارتی ہون مرجان تو میرے کلیجہ کا ٹکڑا تھی برسون سے اسکو کس ناز و نعم سے پرورش کیا اسکو تو مین نے سر میدان جلایا ملکہ یاقوت کی بیٹی کے واسطے بیقرار ہوگئی مین نے کسی کا خیال نکیا فوراً اسکو جلا دیا اس گیسو بریدہ کی قضا آئی ہے ابھی دونون کو پھونک دون گی یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی ہزبر آتشین پر سوار ہوئی پشت پر سو دو سو کنیزین ہزبر آتشین اڑاکر چلی یہان یہ شیدا ایکدیگر ملے بیٹھے تماشگی کے واسطے ایک ایک جام پیا ہی دونو نکو نہ فکر دینا اور نہ خیال عاقبت مست بیٹھے ہین کہ آسمان سے آواز آئی او گیسو بریدہ ننگ خاندان بڑا تو نے غضب کیا کیا حال مرجان نہ سنا تھا تیری بھی قضا دامن گیر ہوئی ملکہ نے جو آواز پیکر جادو کی سنی اور دیکھا مثل شعلۂ جوالہ آتی ہی پشت پر کئی سو کنیزین ملکہ کو تو غش آ گیا انکا گھبرا کر کہا تو صاحب غضب ہوا ہم بھی براے ملاقات مرجان جاینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ مزار غریبان پر ضرور آئیے گا جب فاتحہ خیر پڑھیے گا روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی کیا عجب ہے کہ قبر سے نکل آؤن قدمون کو نکل سکے بوسہ دون پیارا اٹھون ای شہریار یہ کنیز براے قدمبوسی حاضر ہی اسوقت اگر میری زبان سے یہ اشعار نکل جائین تو عجب نہین ؎ نظم

| | |
|---|---|
| گر سماعِ مرادِ عیسی دوران ہوگا | حق میں میرے یہ مراد دیکھی درمان ہوگا |
| بزم میں وا جو نقابِ رخ جانان ہوگا | کوئی بےخود کوئی ششدر کوئی حیران ہوگا |
| دستِ فریاد ہر اک قبر سے ہوئیگا بلند | گذر اسکا جو سرِ گورِ غریبان ہوگا |
| کوئی غافل بھی یہ شاہ جو کسی نے پوچھا | سید ماتمی سے وہ یہ کہنے لگے ہان ہوگا |

یہ کہکر بہت روئی شاہزادے نے اشک حسرت دامن سے پاک کیے فرمایا ملکہ نہ گھبراو یہ کہکے تیغ کھینچ کے شاہزادہ بہ قہر و غضب تمام اٹھا نعرہ کیا نعرۂ سروش منم خسرو شیر دل خوش لقب

منم نور چشم امیر عرب ✤ مسخر کن ملک دیوان قاف ✤ بلرزند از خوف ایوان قاف ✤ اگر تیغ کین برکشم از غلاف ✤ تزلزل فتد در میان مصاف ✤ نعرہ کرکے شاہزادہ جا پڑا ایک کنیز نے بڑھکر گولہ مارا شاہزادے نے لوح محفوظ کو جنبش دی وہ گولہ پھٹا گر کر اکثر کنیزون سے سحر کئے سحر انکے باطل ہوئے خسرو نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے پیکر نے جولاشے کنیزون کے دیکھے جھلا کر خسرو پر جا پڑی کئی تلوارین لگائین خسرو اُسکو روک رہے ہین تلوارین برس رہی ہین لیکن کوئی تلوار جسم پر شاہزادے کے نہین پڑتی داہنے بائین گر رہی ہین کوئی سحر تاثیر نہین کرتا شاہزادے نے اژدہے سے ہاتھ نکالا خبردار کہکے ہاتھ مارا پیکر نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ سلیمانی دست زبردست شاہزادہ والا قدر سے سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہان سے تلوار سر پر آئی تلوار نے کچھ کاٹا دو انگل کا زخم آیا تھا کہ پیکر نے اپنے کو زمین پر گرایا تڑپ کے بلند ہوئی کنیزون کو آواز دی ارے نکل چلو مر جان اسکو لوح محفوظ دے گئی ہے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جان بچاؤ اور تدبیر ہوگی جیسے ہی دیکھا شاہزادے نے کہ پیکر کے سر سے خون بہتا ہوا تڑپ کے بلند ہوئی چاہتی ہے آسمان مین ڈوبون کہ شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا چلہ کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ پیکر کا تاکا تیر کو رہا کیا عین سینہ پیکر کے تیر پڑا کہ مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذر الہرائی ہوئی پیکر زمین پر گری تڑپ تڑپ کے جان دی مرنا پیکر کا کہ اندھیرا ہو گیا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام سن پیکر جادو بود کنیزون نے جو یہ آواز سنی سپٹی ہوئی بھاگین آپس مین کہتی ہوئین ارے کس سے جا کر اطلاع کرین کون ہماری فریاد کو پہونچے اس ظالم کو سزا دے آخر چند کنیزین طرف قلعہ یاقوت نگار کے چلین کہ چلکر ملکہ یاقوت جادو سے اطلاع کرین وہ اگر اس کو سزا دیگی کنیزین تو ادھر سے جاتی ہین شاہزادہ کوہ بلا مین ساتھ ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش کے مصروف عیش و نشاط ہے اب حال یہانسے برق ثانی کا لکھا جاتا ہے کہ صحرا صحرا مارا مارا پھرتا ہے قضا سے کار پھرتا ہوا بعد ہفتہ عشرے کے ایک صحرا مین پہونچا ایک طرف جھیل ہے ایک طرف غبار اُڑ رہا ہے اس غبار مین کچھ ثابت نہین ہوتا کہ اندر غبار کے کیا ہے کچھ جگنو چمک رہے ہین برق ثانی حیران کہ یہ کیا مقام ہے علامت سحر تو معلوم ہوتی ہے یہ نہین ثابت ہوتا کہ سحر کرنے والے نے کیا سحر کیا ہے صحرا نے وحشت خیز ہے اس سوچ مین ایک نخل کے سایہ

مین بیٹھا غبار کی جانب دیکھ رہا ہی کہ دیکھا ایک عقاب اُس غبار سے نکلا ایک نامہ بندھا ہوا گلے مین
پڑا ہی وہ عقاب غبار سے نکل کر جھیل کی جانب متوجہ ہوا کنارے سے باندھ کر جھیل پر اُترا منقار پانی
مین ڈالی پانی پینے لگا برق ثانی نے سر سے گوپھن کھولا پتھر کلہ گوپھن مین دیا تاک کر عقاب پر مارا
عقاب کا سر پھٹا برق ثانی نے دیکھا اندھیرا ہو گیا مرنے کی ساحر کے علامت بلند ہوئی آواز آئی
کشتی مرا نام من عقاب جادو بود برق ثانی کا وہ ڈرا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی دیکھا ایک ساحر
سیاہ فام کا لاشہ پڑا ہی گلے مین نامہ بندھا ہی برق ثانی لاش کو کھینچ کر کنارے سے لایا نامہ کو جو پڑھا آئین
طرف سے عنکبوت کے لکھا تھا مسمار جادو کو مضمون یہ تھا کہ اے والد نامدار آجکل قلعہ یاقوت نگار
مین کسی کو آنے جانیکا حکم نہین ہی عقاب جادو کو روانہ کیا ہی زوجہ کو ہماری ڈولی مین سوار کر کے
فلان جنگل مین رکھدو پھر ہم تدبیر کر لینگے اگر یہ نہ کروگے تو مین نے زوجہ کو چھوڑا کبھی نام نہ لونگا برق
ثانی نے جو یہ معاملہ دیکھا رنگ و روغن عیاری لگا کر عقاب کی شکل بنا مسمار کا گانون پوچھتا ہوا چلا
گانون مین مسمار کے آیا مسمار کاس کے باندون کی چارپائی پر بیٹھا ہوا ہی کھانا کھا رہا ہوا اسامیان جمع ہین
عقاب نقلی نے آکر سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا داماد کا نامہ دیکھکر خوش ہو گیا نامہ کو لیکر گھر مین گیا خوشی
خوشی زوجہ سے کہا لو صاحب تمھارے داماد نے تمھاری بیٹی کو بلایا ہی بیٹی کو اپنی ساس سے رنج
رہتا تھا وہ بڑھیا بھی مر گئی اب خالی گھر ہی زن و شوہر ہین سے رہینگے بڑی تاکید لکھی ہی اگر تم کہو تو عقاب
کو ڈیوڑھی مین اُترنے کی جگہ دون ستو نکالو اب تھوڑی نکال دو اب ستو لیکر مسمار باہر آیا کہا اے عقاب
جب تک یہ کھاؤ انکو کھانا کھانا برق ثانی نے کہا ایک بات کا خیال رکھیے گا میرا مزاج اور طرح کا
ہی اگر مین اور کہین چلا جاؤن تو آپ ڈولی دلھن کی وعدہ گاہ پر رکھوا دیجیے گا مسمار نے قبول کیا یا
برق ثانی آکر ڈیوڑھی مین اُترے گھر مین مسمار کے ڈھول وغیرہ بجنے لگا برق ثانی بیٹھے سنا کیے
دوپہر بجے سب گا بجا کے سو گئے اب برق ثانی ڈیوڑھی سے نکلے پشت پر مکان کے آ کے کمند مار کر
کوٹھے پر چڑھے دیکھا دلھن پڑی سو رہی ہی پھولونکا زیور پہنے ہوئے چاندی کا زیور موٹے موٹے کڑے
چوڑیان ہاتھ مین جوانی کی نیند پلنگ پڑی سو رہی ہی منہ کھلا ہوا بال چہرے پر پریشان سینہ پر ابھار ابرو کے
خمدار مثل غنچہ شگفتہ برق ثانی نے منہ پھیر لیا قریب پلنگ کے آیا دارو بیہوشی کی ڈبیہ مین نکالی پہلے
دماغ سے لگا دی وہ عورت یا تو سوتی تھی یا اب بیہوش ہوئی بیہوش ہوتے ہی برق ثانی نے اسکو

تو کونے میں ڈال دیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر تیار ہوا اُسی عورت کی شکل بنا پلنگ پر آ کے سو یا
صبح کو آ کے ماں نے پانون پکڑ کے جگایا کہا بیٹی اُٹھو بیرا ہے گھر جانا ہے دن چڑھے تک نہ سویا کرو
شوہر نوکری پیشہ ہے جب وہ اُٹھے تمہیں جاگتا پائے اب تمہاری ساس بھی مر گئیں اکیلے گھر میں جا کر
بیٹھو گی شوہر کو راضی رکھنا برق روتے ہوئے اُٹھ بیٹھے کہا ای مادر مہربان کیا بیان کروں جو دل پر
قلق ہے آپ کی جدائی کا بڑا ملال ہے ماں نے کہا بی بی عادتیں بدلو اور عادتیں اختیار کرو اب میں تمہاری
رخصتی کی تدبیر کرتی ہوں اُسیوقت شوہر سے کہا آج اسکو کچھ تڑکے وقت رخصت کر دو رات کے دن دوپہر
چڑھا آئی تھی آج تک جتنی رہی باپ نے جو بہلا درست کرایا اُسمیں دلہن کو سوار کیا کہاروں نے اُٹھایا
اُسی جنگل دیدہ گاہ میں لا کر جو بہلا رکھا تھوڑے سے چلے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا عنکبوت بشکل طاؤس
آ کر بہلیا پر سے گرا ... دیگر ڈولی ہیبت سے اُڑا باپ نے پکار کر آواز دی ای عنکبوت
یہ لونڈی خدمت کو دیتا ہوں اسکا خیال رکھنا عنکبوت ہوں ہوں کرتا ہوا ڈولی کو لے اُڑا
تا قصر پہونچا ایک محل میں مکان ہے اُس مکان میں اُتار ڈولی سے پاندان صندوقچہ اُٹھا کے گھر میں
رکھا کہا صاحب اترو اب مکان میں تنہائی ہے کس سے شرم کرو گی ماں نے امتثال کیا برق ثانی
گھونگھٹ نکالے ہوئے اُتر کے پلنگ پر بیٹھے عنکبوت نے کہا میری نوکری کا وقت ہے میں دوپہر کو آؤنگا
بیگمجان حاضر ہیں کوٹھریوں میں سب اناج وغیرہ رکھا ہے پکا لیجیے عنکبوت گیا برق ثانی نے اُٹھ کر
دروازے میں کنڈی دی کوٹھریاں کھولیں سب سامان بھرا ہوا پایا اُسمیں کی چھڑی نکال کے چولھے پر
چڑھائی نمک اپنے پاس سے ڈالا کچھڑی نکال کے تخت پر لگی رکھی کی ٹلیا قریب رکھ دی چٹنی بھی پاس کے
رکھی سب سامان قریب رکھکے آپ پھر اوڑھ لپیٹ کے بیٹھ رہی دوپہر کو عنکبوت نوکری پر سے آیا تھکا
ماندہ چولھے میں دیکھا خاک اُڑ رہی ہے بہت پریشان ہوا سوچا کہ شرم کے مارے کچھ نہ پکایا کہا کیوں
صاحب بیگمجان ہم رسوئی گئے تمنے کچھ نہ پکایا برق ثانی نے دوپٹے سے ہاتھ نکال کے
اشارہ کیا اب عنکبوت نے تخت پر دیکھا سب سامان رکھا ہے خوش ہو گیا صراحی پانی کی بھی
رکھی ہے گھی کی ٹلیا قریب چٹنی ایک ظرف میں خوش ہو گیا سوچا کہ گھر والی کی ذات سے بڑا آرام ہوتا
ہے کس سلیقہ سے کھانا رکھا ہے کھچڑی سے خوشبو آتی ہے خوب پیٹ بھر کے کھایا اُچکا پانی پینا پیاس
نہیں بجھی ساری صراحی پی گیا پیٹ پھولتے پھولتے ٹھہر گیا گھبرا کے کہا اے صاحب مجھکو اُٹھ کر

پانی پلاؤ میرا پیاس سے دم نکلا جاتا ہی برق ثانی کہتا ہوا اٹھا ہی کہ میرے شوہر کو کیا ہو گیا ارے
میرے وارث کا عجب حال ہی پھر کہا کہ کنوین کے پاس چلکر بیٹھو مین پانی بھر کے تمھین نہلاؤن جب
یہ کنوین کے پاس آیا پانی بھرنے کے بہانے سے انھین قریب آ کے کنوین مین ڈھکیل دیا عنکبوت
تو تڑپ تڑپ کے کنوین مین مرا اب برق ثانی عنکبوت کی شکل بنکر باہر نکلا راہ مین ساحرون سے بھی
ملاقات ہوئی ساحرون نے پوچھا میان عنکبوت کہان سے آتے ہو آج تمھاری نوکری خاص دردولت
ملکہ یاقوت پر ہی یہ پتہ پاکر برق ثانی دردولت ملکہ یاقوت پر آیا پہرے پر بیٹھا پہرا دینے لگا جمعدار
وغیرہ بیٹھے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ عنکبوت جادو کا چہرہ سرخ ہوا بیقرار ہو کر چلانے لگا اور
کہا یا لات و منات مجھے کیا ہوا ایسا ہو یہ کالی کالی صورت کے لوگ مجھے کھا جاتے ہین یا لوی اور آفت
ہر بار یہ کہکے غل مچانے لگا غرض ہوا کہ عنکبوت کو کیا ہو گیا یاقوت یہ غل سنکر محل سے باہر آئی دیکھا کہ
عنکبوت جادو دیوانہ وار وحشی مثال غل مچا رہا ہی بدن اتنا گرم ہی کہ کبھی اٹھتا کبھی گرتا ملکہ یاقوت نے
کہا اسکا تو قلب الٹ گیا ہوگا یہ جو شاہی دار الشفا ہی وہان لیجا کے اسکو رکھو حکم دو کہ حکیم اسکا علاج کرے
ملکہ یاقوت تو یہ کہکر چلی گئین ساحر برق ثانی کو کشان کشان اُس مکان مین لائے دوا والون نے
دیکھا کہ اسکو وحشت ہو گئی ہی خلاف کلام کرتا ہی کسی کو دیکھکر مارنے دوڑتا کسی کو گالی دیتا کبھی آسمان کی
طرف دیکھکر پکارتا ہی لو پکڑ لے وہی خداوند آ گئے ساحری جمشید بھی ساتھ ہین آخر کار لا کر اُس مکان
مین برق ثانی کو داخل کیا حکیم نے نبض دیکھی کچھ نسخہ لکھدیا علاج ہونے لگا کبھی صحت ہوتی ہی کبھی
عارضہ بڑھجاتا ہی اس طرح علاج ہو رہا ہی کئی مہینے برق ثانی کو اُس جگہ گذر گئے ایک دن برق
نے دیکھا وزیر و امیر و مشیر کپڑے عمدہ پہنے ہوئے بیرون شہر جاتے ہین رئیسان شہر بھی ساتھ ہین
برق ثانی نے پوچھا یہ لوگ کہان جاتے ہین لوگون نے کہا سال بھر کے بعد کوہ زنگار رنگ پر
جشن ہوتا ہی اسکا زمانہ قریب آیا ہی برق ثانی جی مین کہتا ہی کہ چلکر کوہ زنگار رنگ کو دیکھنا چاہیے کہ
وہان تصویر خداوند کیا کرتی ہی وہان کے لوگون سے کہا کہ ملکہ یاقوت سے جاکر عرض کرو کہ عنکبوت
کو کوہ زنگار رنگ پر لیچلیے شاید زیارت خداوند سے صحت حاصل ہو لوگون نے جا کر ملکہ یاقوت سے
کہا یاقوت نے کہا بہت ہی مناسب ہی جب ہم چلین تب ہمارے ساتھ چلے دوسرے روز ملکہ یاقوت
سوار ہوئین کلیم و سلیم سے کہ گئین تم ہمارے بعد آنا وقت پر پہنچنا یہ کہکے سوار ہوئین جب قریب

اُس مکان کے آئین حکم دیا کہ عنکبوت کو بھی ساتھ لیلو جادوگرون نے عنکبوت کو ہمراہ لیا ایک سواری پر سوار کر لیا اس طرح برق ثانی چلے ایک مقام پر شام ہو گئی ملکہ یاقوت اُتر پڑین اور فرمایا عنکبوت کو بلاؤ دیکھا آج صحت ہے باتین بھی ہوش کی کرتا ہے پوچھا اے عنکبوت مزاج کیسا ہے کہا حضور خدمت خداوند مین چلتے ہین جنگل کی ہوا نے دل کو فرحت بخشی شب کو اُسی مقام پر رہے صبح کو پھر ملکہ یاقوت سوار ہوئین پھر دن رہے صحراؤن کو طی کر کے ایک مقام پر پہونچے دیکھا لاکھون آدمی خیمے بارگاہین استادہ جابجا میلے کے سامان ایک جانب بھنگیرنون کی دو کانین مسند لگائے تخت پہ نازنیان مہ جبین سامنے سنہری حقے اُن پر لال نیچے ایک طرف آگ سلگ رہی ہے ایک طرف سے ایک جوان نے جوانی پھیلکی کہا بی ساقن صاحب ذرہ سا لہان کا بلوایئے مگر پڑو پر کی ہو کہ جوانو نکو لٹتے ہون بھنگیرن نے چلم چرس کی جمائی آگ اپنے ہاتھ سے رکھی جوان نے کہا ذرا منھ تو لگا دو ساقن نے ایک دم لگایا جوان خوش ہو گئے سامنے ساقن کے کھڑے ہو کر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

| | |
|---|---|
| نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کا زندہ نہین | پیارے دم ہی کا تو فرق ہے مردون و زندون مین |
| نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ دیکھین کا پکا ہے | بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شرعی ڈرکا ہے |

ایک جانب مداری تماشا کر رہا ہے ایک جانب کھلتین ناچتی پھرتی ہین اور ڈھول بج رہا ہے عجب رنگ ہے کہین چہار سبت ہو رہی ہے ایک جانب جوان جوان لوگ چہرے زرد انتہا کے دبلے پتلے لیٹے ہین نگالیان منھ سے لگی ہین ہوا نیچے روشن دھوئین اُڑ رہے ہین معلوم ہوا چانڈو پینے والے پڑے ہین ایک پہاڑ نہایت تکلف سے آراستہ اُس پر ایک حجرہ بنا ہے اُسکے دروازے پر گھنٹ نواز اور ناقوس نواز سیکڑون برہمن تہبری دھوتیان باندھے ہوے ماتھون پر تلک لگے ہوے پوتھیون کا جاپ کر رہے ہین یا سامری کا لڑکے ہے برق ثانی نے یہ سب تماشا دیکھا حیران ہے کہ یہ کیا جال پھیلا ہے لوگون سے دریافت ہوا اس حجرے مین ایک تصویر سنگ مرمر کی ہے مثل انسان کے وہ تصویر باتین کرتی ہے تصویر سامری مشہور ہے برق ثانی خاموش ہو رہا رات کو اُسی مقام پر سویا صبح کو ملکہ یاقوت مع وزرا و امرا کشتیان جواہرات کی ساتھ لیکر طرف پہاڑ کے چلین پکار کر آواز دی کہ عنکبوت کو ساتھ لیلو برق ثانی بھی ساتھ ہوے گھاٹیون کو طی کر کے بالاے کوہ پہونچے دیکھا تو جا پاٹ ہو رہا ہے نذر و نیاز سب چڑھا رہے ہین اندر حجرے کے ایک تصویر پتھر کی

مثل انسان کے باتین کر رہی ہی برق ثانی کا ایک جادوگر ہاتھ پکڑے ہوے ملکہ یاقوت کے ساتھ
ساتھ ملکہ جب سامنے حجرے کے پہونچین کشتیان رکھوائین آپ واسطے سجدہ کے جھکین برق ثانی
بھی دو انگلیون کی محراب بنا کر واسطے سجدے کے جھکا جب سر اٹھایا تصویر سے آنکھ ملگئی تصویر نے
آواز دی او یاقوت جادو کیسی غافل ہی طلسم مین ہنگامہ پڑا ہی تجھکو اپنے گھر کی خبر نہین ہی جو تیرے
برابر سنہری کپڑے پہنے کھڑا ہی عیار طلسم کشا ہی اسکو مار نے قدرت کو دم دینے آیا ہی یہ کہکر تصویر
نے آواز دی ارے اسکو پکڑو برق ثانی نے جو یہ آواز سُنی گھبرا گیا جو جادوگر ہاتھ پکڑے کھڑا تھا
اسکو ایک خنجر مارا وہ لڑکھڑا کے گرا اندھیرا ہوا برق ثانی تو کود کر بھاگا اندھیرے مین ساحر اٹھکر
دوڑنے لگے برق ثانی پہاڑ سے نیچے کود گیا جادوگر ڈھونڈتے رہگئے برق ثانی نے اپنے کو
ایک غار مین گرا دیا ساحر ڈھونڈھ کے پلٹے کسی کو نہ پایا دن بھر یہ کوہ ہنگامہ رہا یاقوت پہر دن رہے
رخصت ہو کر طرف اپنے ملک کے گئی برق ثانی نے غار سے دیکھا کہ کوہ سناٹا ہوا رات کے وقت
غار سے باہر نکلا اپنی حماقت پر نادم ہوا کہ اے برق ثانی اتنے عرصے تک شہر یاقوت نگار مین رہے
کوئی کام نہ کیا جسدن چاہتے یاقوت کو پکڑ لیتے مگر قصد نہ کیا آج ان سب سے چھوٹے اب ایسا
اس طرح شہر مین جانا نہایت دشوار ہی جھاڑ پونچھ کے غار سے نکلا کنارے کنارے کوہ کے چلا
دور سے دیکھا ایک باغ معلوم ہوتا ہی یہ باغ باغ کنیزان ساحری مشہور ہی ہر شخص یہ جانتا ہی
اسمین کنیزان خداوند رہتی ہین برق ثانی پشت پر باغ کی آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا گوشے سے
دیکھا ایک ساحرہ سرچہار مُنھ بہار مسند پر بیٹھی ہی اور جو اسباب دیر مین بطور نذر چڑھایا گیا تھا وہ یہان جمع
ہی وہ ساحرہ کنیزون کو بھی دے رہی ہی برق ثانی حیران کہ یہ اسباب تو دیر مین چڑھایا گیا تھا وہ
یہان کیونکر آیا معلوم ہوتا ہی یہی ساحرہ اُس تصویر سے آواز دیتی ہی مگر وہ ساحرہ کنیزون سے یہ
کہہ رہی ہی برق ثانی عیار یاقوت جادو کے ساتھ آیا تھا مین نے پہچانا اسطرح چُپ کے نکل گیا کہ
ہزار ہا جادوگر تلاش مین گیا کسی نے اسکو نہ پایا یہ بھی برق ثانی نے سنا گوشے مین چھپا بیٹھا رہا محفل مین
دورہ شراب کا ہوا ساحرہ جب نشے مین چور ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی چھپرکھٹ پر گئی کنیزین اپنے اپنے مقام
پر جاکے سوئین اب برق ثانی اپنے مقام سے اُٹھا تھر تھر کانپتا ہوا دل پر پتھر رکھ لیا قریب پلنگ کے
پہونچا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا بیہوشی دیکر اُسے بیہوش کیا گود مین اٹھا کر گوشۂ باغ مین لایا زمین

اپنے ہاتھ سے لکھ دی اُسکو زندہ درگور کیا اُسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سو یا صبح کو جو اُٹھا نہایت بدمزاج جس کنیز نے اُسکے سلام کیا اُسکو خنجر مارا کہا سامنے سے دور ہو ہم تو ابھی سو کے اُٹھے ہین ہمکو سلام کرتی ہے دوسری نے خوف کے مارے سلام نہ کیا اُسکو یہ کہکر خنجر مارا کہ ہم کو سلام نہین کرتی جب دس پانچ کو مار کنیزین ہاتھ باندھ کے سامنے آئین عرض کرنے لگین حضور کو کس بات پر غصہ ہے صاف صاف ارشاد ہو کیا منظور ہے برق ثانی نے کہا ما بدولت دَیر مین جانا چاہتے ہین رستہ یاد نہین ہے ما بدولت دیر مین جائینگے راستہ بتاؤ کنیزون نے عرض کیا سامنے زیر محل سے نقب ہے اُسمین سے حضور دَیر مین تشریف لیجاتی ہین یہ سُنکر برق ثانی خوب ہنسے کہا بس ہمکو یہی منظور تھا اب برق ثانی اُس نقب مین داخل ہوا دَیر مین سر نکالا تصویر سنگ مرمر جو نصب ہے اُسمین کہی جو ف ہے اُس جوف مین برق ثانی داخل ہوا دروازہ دَیر کا کھولا سب برہمن دوڑے کہ آج خلاف وقت کیون دروازہ کھلا دیکھا قدرت بہ قہر و غضب آواز دے رہے ہین کہ کیون بندگان خاص الخاص عین جشن مین عیار طلسم کشا دَیر کے قریب آیا تمنے کیون نہ گرفتار کیا ہے شرط کہ سب کو جلا دون تمام طلسم کو خاک مین ملا دون برہمن کانپنے لگے جواب دیا یا خداوند خطا ہوئی معاف فرمایئے کہا ایک کام کرو رقعے لیکر شاہان طلسم کے پاس جاؤ کل قدرت کا یہان جشن عالی ہے شراب کے مٹکے جمع کردو قدرت اُنپر اپنا نام لکھدین جو ایک جام پیئے گا سو برس عمر اُسکی بڑھیگی یہ سُنکر برہمن خوشی کرنے لگے رقعے قدرت کی طرف سے سب بندون کو لکھنے لگے کہ کل آکر سب جمع ہون قدرت اپنا فیض جاری کرینگے یہ رقعے لیکر برہمن اول قلعۂ یاقوت نگار مین پہونچے یاقوت جادو کو رقعہ دیا یاقوت نے رقعے کو آنکھو لیے لگایا دونون بیٹیان سلیم جادو و کلیم جادو اُنسے کہا تیاریان کرو کل ہم دربار خداوندی مین جائینگے ای نور نظر تم بھی آنا رات بھر تیاریان کین صبح کو روانہ ہوئین یہ بھی رقعہ آفتاب گر جو کو بھی پہونچا یا سب جگہ رقعے پہونچ گئے یاقوت بیٹون سے کہکر روانہ ہوئی پہلے آکے پہونچی دیکھا دَیر کا دروازہ کھلا ہے مٹکے اور گھڑے جمع ہین اُنمین شراب بھری ہے قدرت چیخ رہے ہین غل مچا رہے ہین کہ بندے ہمارے آئے یاقوت جادو نے آکر سجدہ کیا برق ثانی نے آواز دی سجدہ ہمکو نہ کرو جب طلسم کشا کو مٹا ئینگے عمر تمھاری بڑھا ئینگے تب ہم تم سب سے سجدہ لینگے سب خاموش ہو رہے تھوڑے عرصے مین دیکھا دَیر کا صحن سب بھر گیا

اب تو برق ثانی سمجھا کہ لوگ آ گئے برہمنون سے اشارہ کیا بندون کو ہمارے شراب پلاؤ برہمنون نے جام بھر بھر کے پلانا شروع کئے کچھ گھڑے مٹکے زیر کوہ بھی بھیجے دو کا نداروں کو بھی شراب ملنے لگی ایک تھوڑے ہی عرصے مین شراب پی کے حرکات ناشائستہ کرنے لگے کوئی ناچتا ہی کوئی گاتا ہی کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی منھ کے بل گرتا ہی صحن دربار مین یاقوت بیٹھی ہی اسکی انیسین جلیسین کنیزین سب سامنے جمع ہین برہمنون نے سبکو شراب پلائی تھوڑے عرصہ مین سامنے والے بیہوش ہوئے سب کا بیہوش ہونا کہ برق ثانی تصویر سے نکلا اور اپنے نام کا نعرہ کیا النعرہ برق ثانی

منم برق ثانی خنجر گزار
ہمہ جا شود الامان الامان
کشم ساحران جہان را بدار
منم پور شاگرد خواجہ عمرو
درآیم اگر در صف کافران
زمین کافران میکنند ارغوان

کافرون کو قتل کرنے لگا ہی جادوگرون کو مارا ہر مرتبہ چاہتا ہی یاقوت کے پاس جاؤن جا کے اسکو قتل کرون راہ مین اور جادوگرنیان مل جاتی ہین انکو قتل کر رہا ہی بہت چاہا کہ یاقوت کو قتل کرون مگر ممکن نہوا یاقوت تک نہ پہونچا کنیزون مصاحبون کو مارا قضا سے کار کلیم و سلیم بیٹیان یاقوت کی جو چلین راہ مین جادوگرنیون کے مرنے کی آواز کان مین آئی ایک طرف مصاحبان یاقوت کے مرنے کی صدا اٹھی گھبرا گئین کہ ان کی مصاحبون کو کسنے مارا دونون نے اپنے طاؤس اڑائے برسر کوہ زنگار رنگ آ کر ادہر اُدہر دیکھا ایک عیار دلاور کسن خنجر ہاتھ مین ساحرون کو قتل کرتا ہی یاقوت کو بھی قتل کیا چاہتا ہی زیر کوہ و بالائے کوہ سب بیہوش پڑے ہین وہین سے دونون نے ڈانٹا او مکار غدار خبردار نا درمہربان کو قتل نکرنا ورنہ آتش قہر و غضب مین پھونک دینگے منم کلیم و سلیم برق ثانی نے سر اٹھا کے دیکھا دو جادوگرنیان سر پر لہرا رہی ہین برق ثانی نے چاہا تڑپ کے بھاگون ان دونون نے سحر کیا برق ثانی کے پانون زمین نے تھامے دونون زمین پر آ گئین باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوئے یاقوت جو اٹھی دریاے خون جاری دیکھا اپنے مصاحبین کے لاشے دیکھے گھبرا گئی بیٹیون نے سب حال بیان کیا کہ ابر سیاہ آسمان پہ پیدا ہوا اور آفتاب گرہ ہو گیا آ کر پہونچی یہ حال جو دیکھا کہا ارے قدرت کی تو خبر لو اس ظالم نے قدرت کو بھی مارا جب تو اُسکے مقام پہ آیا دیر ملتی گئی تصویر مین جوف پایا زیر تخت نقب دیکھی باغ مین پہونچی وہان لاشہ قدرت کا پایا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے کہ کیا معرکہ گذرا قدرت کو

کیونکہ مارا اُنھین کی شکل بنکر دیر مین گیا آفتاب نے سبکو ہوشیار کیا اور رخصت ہوئی برق ثانی کو ایک
قفس مین قید کیا کہا بوا یاقوت لیجاؤ اسکو بہت احتیاط سے رکھنا طلسم کشا پہ نہین معلوم کیا گذری
اب کس مقام پر ہی ضرور اُسکی طرف سے فتور برپا ہوگا قدرت کا مارا جانا بھی صورت زوال ہی ہم
تصویر قدرت سے تھے یہ ساحرہ بھی مذہب اُسنے بگاڑا آفتاب گر تجھ بہت جلالی مذہب کو برا
بھلا کہنے لگی کہا ہان یاقوت اب ہوشیار رہنا اسکی قید بہت اچھی طرح رکھنا دیکھو کوئی فتور نہ آنے
پائے اپنے آقا سے یہ الگ تھا تو اُسنے یہ قیامت برپا کی اگر یہ اُس سے مل جائے تو نہین معلوم کیا
قیامت برپا کرے وہ طلسم کشا صاحب اقبال یہ عیار طرار مکار غدار اگر یہ اُسکے ساتھ ہو تو آفت ہی
یاقوت جادو قید برق کو لیکر شہر مین آئی یہ تو مشہور ہی کہ بیٹی کے غم مین ہی جب مرجان کا ذکر آتا
ہی تو پہرون روتی ہی ایک دن برق ثانی نے یاقوت جادو کو مکدر پایا پوچھا کیون ملکہ عالم کیسا
مزاج ہی یاقوت نے رو رو کے حال بیٹی کا بیان کیا برق ثانی باتون مین بہلانے لگا اِس
لطف سے باتین کین کہ یاقوت خوش ہوگئی حیران ہی کہ کوئی مقام ایسا مقرر کرون کہ آٹھ پہر اِس کی
باتین سنا کرون بیٹیون سے کہا تم سلطنت کرو مین بیرون شہر باغ ہی اُسمین جاکر رہون وقتاً فوقتاً
آیا کرونگی بیٹیون کو شہر مین چھوڑا آپ آکر باغ مین رہی آٹھ پہر برق ثانی کا گانا سنا کرتی ہی اکثر
قفس سے برق ثانی کو نکال لیتی ہی گانا سنا کرتی ہی آٹھ دن گذرے ہین کہ کلیم سلیم تخت پر بیٹھی ہین
کہ رونے کی صدا بلند ہوئی گھبرا کر کلیم و سلیم نے کہا ارے یہ کون روتا ہی کنیزون نے عرض کی
حضور کنیزان پیکر روتی پیٹتی آئی ہین اسقدر بیتاب و بیقرار ہین کہ کچھ جواب نہین دیتین کلیم سلیم نے
کہا اندر بلاؤ کنیزان پیکر اندر آئین پوچھا کلیم و سلیم نے ارے کیا معرکہ گذرا خون جسم مین بھرا ہوا ہی اسقدر
بیتاب و بیقرار ہو کچھ حال تو بیان کرو معلوم ہوتا ہی کہین لڑائی ہوئی کیا معرکہ گذرا کنیزون نے سر پیٹ
لیا کہا ای ملکہ عالم کیا پوچھتی ہو بی فرزندانہ فیروزہ پوش معشوق مرجان پر عاشق ہوئین کوہ بلا
پر اُسکو جگہ دی ہی پہلے آپ کی جدہ کو خبر ہوئی سحر کے زور مین اُسپر جا پڑین نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
آپ کی دادی قتل ہوگئین لاشہ کوہ بلا پر پڑا ہی ہم نہ اُٹھا سکے آپ سے اطلاع کرنے آئے ہین
یہ سنکر کلیم و سلیم نے ایک عرضی یاقوت کو لکھی حال قتل پیکر لکھا اور یہ لکھا کہ ہمارا [illegible]
جدہ جاتے ہین مزاج مین آئے تو آپ بھی آئیے ہم تو جاتے ہین یہ عرضی بھیج تیاری کرنے لگین

یاقوت کے پاس اُسوقت عرضی پہونچی کہ برق ثانی کا گانا سُن رہی ہی برق ثانی خوب تڑپ تڑپ کے
گا رہا ہی ستاتا بھی جاتا ہی یاقوت نہوت ہو رہی ہی عرضی کو تو پڑھ کے ڈالدیا کنیزون سے کہا جاکر پیٹیو سے
کہنا تمھین اختیار ہی مین غم مین مرجان کے ہون مجھے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا مین بھی آؤنگی لیکن
عرضی اسطرح پڑھی کہ برق ثانی نے سب حال سُنا اور زیادہ تکلف سے گانے لگا خوب تڑپ تڑپ
کے گایا جی مین کہتا ہی اے برق ثانی فرزند صاحبقران صاحب اقبال ہی بادشاہ طلسم کی بیٹی
سے عشق ہوا اب سلسلہ معقول ہوا کیا عجب ہی کہ لوح بھی ملے بیشک شاہزادہ ہمارا صاحب
شوکت ولیاقت ہوا ہین کیونکر اس تک پہونچون برق ثانی تو اس فکر مین ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون
یاقوت کو گرفتار کرون پھر سوچا کہ دیکھو وہان کیا انجام ہوتا ہی یہان تو یہ صورت ہی کلیم و سلیم دوہزار
جادوگر تیار کر کے طرف کوہ بلا کے چلین یہان خسرو پیکر اور کہپلو مین بی فرزانہ فیروزہ پوش کو
لئے بیٹھے ہین لیکن جب سے پیکر قتل ہوئی فرزانہ بیقرار ہی کہتی ہی اے شہریار پیکر بزرگ طلسم تھی سب
ساحر قصد کرینگے اس خیال مین آنکھون سے آنسو جاری دمبدم شاہزادے سے لپٹ جاتی ہی کہتی ہی
اے شہریار بڑی ساحرہ قتل ہوئی اسکے مرنے سے طلسم مین ہنگامہ برپا ہوگا اگر خبر پہونچی تو کیا عجب ہی کہ افراسیاب
بھی آنے کا قصد کرے اگر افراسیاب آئی تو بڑی مشکل ہوگی سر اٹھا کے دیکھتی ہی کہ کنیزین سب بھاگ گئی ہین
کوئی دوست و مونس باقی نہین فقط شاہزادہ ہی اور ملکہ پہلو مین بیٹھی ہی کوئی وزیرزادی انیس جلیس نہین
باقی ہی صرف ملکہ شاہزادہ کے پہلو مین بیٹھی ہین شاہزادہ ہر مرتبہ اشک پاک کر کے فرماتا ہی ملکہ گھبراؤ
پروردگار مالک ہی انشاءاللہ اگر دس لاکھ ساحر آئینگے سب کو جواب دونگا شاہزادہ ہر چند سمجھاتا ہی ملکہ
کی بیقراری نہین موقوف ہوتی دمبدم بیقراری بڑھتی جاتی ہی کہ آسمان پر ابر اٹھا ملکہ نے کہا لو صاحب
کوئی آتا ہی ہر چند سحر نہین جانتی مگر علامت سے تاڑ گئی ہون کوئی ساحر بڑا آتا ہی یکایک ابر سے آواز آئی
کہ او ننگ خاندان اس ظالم کو تو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی دیکھ تو تیرا کیا حال ہوتا ہی بزرگ طلسم وادی کو قتل کرایا
لاشہ اسکا یون پڑا ہی کچھ تجھکو فکر نہین اب جو دیکھا کلیم و سلیم دو ہزار جادوگر لیکے آ پہونچین زمین پر آتے ہی
لاشہ پیکر پر پہلے روئین پکار پکار کر کہتی تھین ہائے جادہ تم کس رنگ مین قتل ہوئین فلک نے کیا سامان دکھایا
ہم نے تمھارا لاشہ دیکھا اے مہربان غم مین مرجان کے نہایت بہوت تھین کل مردان طلسم تمھاری لاش پر
آئینگے غوغا بپا ہین کرینگے ساحرون نے انتظار نکیا ارے تم دو ہزار ہو یہ ملکہ تو اکیلی ہی بلوا کر کے گرفتار کرلو سب

جادوگر لینا لینا کہکے چلے شاہزادہ تلوار کھینچ کر جا بجا مثل شیر خشمناک لڑنے لگا جسکے ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیئے سو جادوگر تھوڑے عرصے مین مار کر ڈالدیے ہر مرتبہ شاہزادہ چاہتا ہی ان افسرون کو
بڑھکر قتل کرون کلیم و سلیم سامنے سے ہٹ جاتی ہین دور سے سحر کرکے دیکھا سحر بہ سبب لوح محفوظ
کام نہین کرتا یا اُلٹا پلٹا یا چھٹ کر اُسی مقام پر گرا کسی ساحر کا کام تمام کیا شاہزادہ شیرانہ نہنگانہ لڑتا ہی
اسقدر ساحر ہین مگر بھاگتے پھرتے ہین بعض منھ کے بل زمین پر گرتے ہین بعض کا قول ہی اس شیر سے
کوئی عہدہ برآ نہوگا کیسا پشت و پہلو سے آگاہ ہی کسی کا دھوکہ نہین کھاتا کیونکر گرفتار کرین کلیم و سلیم الگ
کھڑی ہوئی یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہین کلیم نے سلیم سے کہا کیون لو اب کیا ہوگا گرفتار ہونا اس کا
دشوار ہی حقیقت مین یکہ تاز میدان جلالت شیر بیشۂ جرأت ہی جب تو بزرگان طلسم لکھ گئے ہین کہ یہ شخص
فتاح طلسم آفتاب نگار ہی اگر ایسا دلیر نہوتا تو ایسا مقدمہ محنت و صعب کیون اسکے نام قرار پاتا لیکن
عقل کو دخل دینا چاہیے سلیم نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کے کہا بوا کیا تدبیر کرین دونون نے
آپس مین کچھ صلاح کی جادوگرون کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے ہمنے بھی شاہزادے کی
اطاعت قبول کی ہم جا بجا کتابون مین دیکھ چکے ہین کہ جو اس جوان کے ساتھ برائی کریگا بذلت
مارا جائیگا اور جو اسکی دوستی کریگا عیش و آرام پائیگا شاہزادے نے دونون کو
گلے سے لگا لیا کہا ای کلیم و سلیم ہم تم کو مرتبہ اعلے دینگے تم ملکۂ عالم کی عزیزدار ہو دونون
نے کہا حضور ہماری شرکت سے بڑا مطلب نکلیگا کل ہی پاس آفتاب کے پہونچا دینگے
آپ قتل کرینگے آپ کے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگی یہ کہکر دونون دوڑین اور آکر ملکہ فرزانہ
کے قدمون سے لپٹ گئین کہا حضور ہم آپ کی لونڈیان ہین ملکہ فرزانہ فیروزہ پوش رونے لگین
کہا بہن تمنے بڑا احسان کیا میرے وارث کی خیر و خوبی ہو کہا حضور کل ہی ہم آفتاب کو مجھکو
قتل کرا دینگے آپ سب جادوگرون کو لیکر اُسی صحرا مین بیٹھین کہا ای شہریار یہان سے قریب
ایک باغ ہی شب کو چلکر اُسی مقام پر رہینگے صبح کو آپکو قلعہ آفتاب نگار مین پہونچا دینگے
قلعہ کے اندر ہی بلوہ کیجیے کہ آفتاب بھی دنگا ہو فوراً اُس کو قتل کیجیے طلسم یون ہی
پڑا رہجائے جب بادشاہ مارا گیا پھر کسکی اتنی مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے سب آپ کی
اطاعت بدل و جان کرینگے آپ کا نصیب حق ہی یہ کہکر شاہزادہ اور ملکہ کو لیکر ایک باغ مین آئین

بارہ دری مین فرش بچھایا چھپر کھٹ آراستہ کیا آپ مثل کنیزون کے خدمت کرنے لگین پہر رات تک
خدمت گزاری مین رہین پہر رات سے گئے عرض کی حضور آرام فرمائین کنیزین براے حفاظت موجود ہین کیا
مجال ہے کہ کوئی دشمن آسکے شاہزادہ و ملکہ فرزانہ چھپر کھٹ پر آئے دونون نے باہم آرام کیا فتنۂ
خوابیدہ بیدار ہوا یعنی کلیم و سلیم قریب چھپر کھٹ کے آئین لوح گلے مین شاہزادے کے پڑی ہوئی سلیم
نے فوراً مقراض جھولی سے نکالی ڈورا لوح کا کاٹ لیا لوح تو جھولی مین رکھی پکار کر آواز دی او بیباکین
خانمان ساحران عالم آنکھ تو کھول دیکھ تو کیا ہوا شاہزادہ اٹھا دیکھا دونون جادوگرنیان سر پر کھڑی ہین
گرد کنیزین چانون چانون کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہے اسکی مشکین باندھ لو لوح محفوظ کا بڑا گھمنڈ تھا
لوح لے لی شاہزادہ یہ باتین سنکر اٹھا قصد کیا تلوار کھینچون کلیم و سلیم نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے شاہزادے کے
گری لڑکھڑا کے گرا شاہزادے کو گرفتار کیا ملکہ فرزانہ نے آنکھ کھول کر یہ معرکہ دیکھا شاہزادے کے
ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان مجبور و ناچار کھڑا ہے گرد کنیزین گھیرے ہوئے ہین پکار کر آواز دی بوا
کلیم و سلیم یہ تمنے کیا کیا دونون نے کہا یہ معاوضۂ خون ہیکل جادو ہے تمنے بڑے بزرگ کو قتل کرایا تھا تمہے
افسوس نہ آیا یہ کہکے ملکہ کو بھی گرفتار کیا رات بھر اسی باغ مین رہین صبح کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف شہر
یاقوت نگار کے چلین چار سو جادوگر ساتھ ہین بڑی دھوم دھام سے جاتی ہین شہر یاقوت نگار
مین آکر پہونچین ایک عرضی یاقوت کو لکھی کہ آپ کی کنیزین گئین جا کے طلسم کشا کو گرفتار کر لائین اب کیا
حکم ہوتا ہے یا تو یہان تشریف لائیے یا ہمکو اپنے پاس بلا لیجیے کنیز عرضی لیکر چلی یاقوت گانا سننے مین غرق
ہے برق ثانی بیٹھا چہل رہا ہے غزلین ٹھمریان سنا رہا ہے یاقوت بہوت ہنستی ہے قفس سے برق ثانی کو
نکال لیا برق ثانی نے بھی دم دیا کہ آپ ایسی قدردان مجھے کہان ملیگی عمر بھر خدمت مین رہونگا مین نے
طلسم کشا کو چھوڑا مسلمانون کی محبت سے منہ موڑا مذہب سامری اختیار کیا مجھکو تعلیم کیجیے مین چاہتا ہون
لات پرست بنون میری عقل مین آگیا کہ پوسنے دوسرے کو چھوڑ کر ایک خدا کی پرستش کرنا یہ مسلمانون کا کام
ہے آپ کی صحبت مین رہا تو زنگ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا یاقوت کہتی ہے اے برق ثانی ہمارے
ساتھ دغا نہ کرنا برق ثانی ہنس کے کہتا ہے اے حضور آپ ایسی قدردان کہان پاؤنگا کہ کنیز کلیم و
سلیم نے آکر نامہ دیا یاقوت نے پڑھا کہا اے برق ثانی سنا تمنے خسرو شیر دل گرفتار ہوا ملکہ
فرزانہ بھی پھنسی مین جس وقت بادشاہ طلسم سنیگی کہ میری بیٹی طلسم کشا پر مائل ہوئی کیا آفت برپا کریگی اب طلسم کشا

کو قتل کرنا چاہیے برق ثانی نے کہا حضور جلد قتل کیجیے فساد کا طلسم مین رہنا اچھا نہین آپکی بیٹیون نے
بڑا کام کیا یہ ظالم قتل ہوجائے تو میرے دلکو آرام آئے آپ جشن کیجیے اُس جشن مین مین لات و
مناۃ کو سجدہ کرون تمام اہالی طلسم جان جائین کہ برق ثانی لات و مناۃ پرست ہوا حال
سب پر کھلا یاقوت شاہ نے کہا اب طلسم کشا کو یہان بلوائین یا شہر مین چلین برق ثانی نے کہا حضور
وہان چلکے کیا کیجیے گا یہان بلوا لیجیے رات بھر چوکی پہرا دیجیے سویرے مجھکو حکم ہو مین اپنے ہاتھ سے
خسرو کو قتل کرون یہ بھی سنا دون کہ اب ہم یاقوت شاہ کے تابعدار ہوے تمنے ہماری نہ کیا قدر کی اس
رات کو بڑی حفاظت کرنا چاہیے سویرے عاشق و معشوق قتل ہون یاقوت باتون سے برق ثانی کی
خوش ہوگئی کہتی ہی ای برق ثانی تجھے اب رفیق ملا طلسم کشا قتل ہوا جہان بانیان طلسم نے یہ لکھا ہی کہ
خسرو طلسم کشا ہی یہ بھی لکھ گئے ہین کہ اگر خسرو شیر دل کو قتل کیا تو پھر ہزار سال تک اس طلسم کو
زوال نہین اب عمر بھر چین کرینگے برق ثانی ہنس ہنسکے باتین بنا رہی کہتا ہی ای ملکہ یاقوت آپ
کے اقبال کی قسم کھانا چاہیے آپ کی بیٹیون نے کیا کمال کیا طلسم کشا کو کیونکر دم دیا لوح محفوظ کو
چھین لیا کیونکر لوح لی کیا فقرہ دیا کہ قید کر لیا جواب عرضی کا لکھیے کہ قید طلسم کشا و معشوقہ طلسم کشا
یہان لیکر آؤ لیکن نمبردار ساحر ساتھ رہین عمدہ لوگ جو معتبر قدیم ہین وہی ساتھ رہین اور کوئی دراندازی
ساتھ نہ ہو رات بھر یہان حفاظت کرین صبح کو قتل پر کمر باندھین یہ جواب کنیز کو لکھکر دیا یہان دربار
مین کلیم و سلیم بیٹھی ہین دونون قیدی سامنے زنجیرون مین جکڑے ہوے بیٹھے ہین کلیم و سلیم کہہ رہی
ہین کیون ای طلسم کشا اگر ہم یہ دھوکا نہ دیتے تو تم کیونکر گرفتار ہوتے کیون بی فرزانہ پیکر تیرے قتل کا
ہمکو کچھ افسوس نہ ہوا بزرگ طلسم سب کی حاکم ساحرہ اس بلا کی وہ یون قتل ہوجائے اگر ساحرون سے
لڑائی پڑتی دو لاکھ ساحر ایک طرف ہوتے پیکر ایک جانب ہوتی تو اُن دو لاکھ کو مٹاتی اس طلسم مین
کوئی اسکا ہم نبرد نہ تھا یقین تھا کہ جس دن لڑائی پڑیگی ایک سحر مین لاکھون کو مٹا دیگی کون اس سے
مقابلہ کر سکیگا وہ یون چپکے چپکے قتل ہوئی آفتاب پیکر بھی خوب آج تک سو گئی ہین ہی خسرو نے جواب دیا
او مکار و کیا بیہودہ بکتی ہو ہم ادعا صاف باطن ہین نیک و بد کا حال معائنہ ہی دل صاف و شفاف آئینہ ہی
جو تو نے کہا ہمنے قبول کیا ہم کیا جانتے تھے کہ مکر و پیش ہوا اب کیا پس و پیش ہی قید سے چھوٹینگے
طلسم آفتاب نگار کو لوٹینگے کلیم و سلیم کہتی ہین ای فرزند صاحبقران اب رہائی نا ممکن قتل ہونیکے امیدوار

رہو یہ رات درمیان مین ہی صبح سامنا قتل کا ہی کہ کنیز جواب لیکر آئی کلیم و سلیم نے جواب پڑھا ساتھ
والون سے کہا سو جادوگر معتبر جن پو مادر مہربان کو الیاس مرجان کا حکم ہی کہ سلطنت ترک کی باغ مین سکونت
اختیار کی قتل طلسم کشا کو بھی یہان نہ آئینگی وہان ہمکو بلایا ہی یہ کہکر دونون اٹھین خسرو شیردل و ملکہ فرزانہ
کو مسلسل و مطوق ایک تخت پر سوار کیا کلیم و سلیم پایہ تخت پر ہاتھ رکھے پشت پر سو جادوگر طرف باغ چلے
یہان برق نے یاقوت کو بیہوش کیا اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا آپ اسکی شکل بنکر بیٹھا کنیزونکو کہا کہ تم
دروازے پر ٹھہرو صرف دونون بیٹیان اندر آئین اور دونون قیدیونکو لائین کہ دونون مع سو جادوگر و سکے
دروازہ باغ پر پہونچین دیکھا کنیزین پہرے پر کھڑی ہین پکار کر آواز دی ای مالکہ سلیم و کلیم آ گئے ندیم ہوا ملکہ
عالم کا حکم ہمارے یہی ارشاد فرمایا ہی کہ دونون بیٹیان قیدیونکو لیکر اندر آئین کلیم و سلیم لیکر قیدیون کو لیا
اندر باغ کے دونون آئین روشنی باغ مین ہو رہی ہی اور یاقوت جادو مسند پر بیٹھی ہی باغ پر نگاہ ہی کہ
کلیم و سلیم قید لئے ہوئے خسرو کی آکر پہونچین یاقوت نے اٹھکر بیٹیونکو گلے سے لگایا کہا کہ ای
فرزندو بڑا کام کیا اس ظالم کو تمنے پکڑ لیا فی مرجان طلسم کشا بنا گئین لوح محفوظ دیدی ملکہ نے کہا لاؤ
لوح محفوظ مجھے دو کلیم و سلیم نے دیکھا برق ثانی قفس مین بند سر لگائے پڑا ہی کہا کیون مادر مہربان
عیار کو بھی قتل کیجئے گا یاقوت نے کہا ای نور نظر یہ بڑا معمار [illegible] ہی مسلمانون سے بیزار نہ ہوا لات
و منات کا خواہان اسکو لات پرست کرینگے ہمارے پاس رہیگا اب مین ہمیشہ اسی باغ مین رہونگی
سلطنت تمکو مبارک ہوا ای نور نظر مینے مرجان کے بعد سلطنت سے ہاتھ اٹھایا ایک جشن کرین خوشی
قتل طلسم کشا کا اسی جشن مین برق ثانی لات و منات پرست ہوگا ہمین خوب خیال ہی یہ کہہ کے
کنیزونسے کہا باہر جاؤ ہم او بیٹیان طلسم کشا کی حفاظت کرینگی رات بھر جاگین الیے اندھیری رات کو کوئی فتور یا کسی
کوئی معین و مددگار پیدا ہو شب قتل طلسم کشا ہی ہزار طرح کا انتظام چاہیے ای نور نظر اگر مین کوئی خلاف
حرکت کرون تو مجھے بھی قتل کرنا تم سے کوئی حرکت خلاف ہوگی تو مین تمکو بھی قید کرونگی رات بھر کے لیے
زبان مین سوزن دونگی صبح کو بعد قتل طلسم کشا چھوڑ دونگی دونون نے عرض کی آپ مالک ہین جو مناسب
ہو وہ کیجئے دونون قیدیونکو ستون سے باندھ دو قیدیون کو ستون سے باندھا اور دونون بیٹیون کو
دو تلوارین دین لوح محفوظ تو پہلے ہی اپنے پاس رکھ لی کہا تم حفاظت کرو مین پلنگ پر بیٹھی
دیکھ رہی ہون یکایک بیٹھے بیٹھے کہا چار کنیزین باہر سے بلا لو سلیم گئی چار کنیزین باہر سے بلا لائی ان

کنیزونسے کہا تم بھی حفاظت کے لئے بیٹھو آپ چارپائی پر بیٹھی ہیچہ کھینچکر اپنے آگے رکھ لیا اسباب سحر
رکھا ہوا چپکے چپکے اسمائے سحر پڑھنے لگی یکایک دو پہر رات گئے آواز دی اری کلیم مین نے تیری حرکت
دیکھی ہاتھ کیسا ہلاتی تھی ادھر میرے پاس آؤ کلیم تھرائی ہوئی سامنے آئی جیسے کلیم سامنے آئی کہا
بیٹا مین نے تمھاری حرکت دیکھی تمنے طلسم کشا سے کیا اشارہ کیا مین نے دیکھ لیا کلیم نے کہا ای
مادرمہربان مین تو خاموش بیٹھی رہی مین نے تو ہاتھ پاؤن بھی نہین ہلایا یاقوت نے کہا مین یہ کچھ
نہین جانتی میرے دل مین شک آیا مین اب تمکو گرفتار کرونگی اگر گرفتاری نہ قبول کرو تو مجھسے مقابلہ کرو کلیم
نے کہا ای مادرمہربان میری مجال ہے کہ مین آپ سے مقابلہ کرون کہا تو زبان نکالو دو پہر کی تکلیف ہے
پھر صبح کو بعد قتل طلسم کشا کے رہا کر دونگی نہین تو مقابلہ ہو جائے کلیم نے سر جھکا لیا کہا میری کیا مجال
ہے کہ آپ سے مقابلہ کرون یہ کہکے زبان نکالی یاقوت نے کلیم کی زبان مین سوزن دی ستون سے
ہاتھ موڑکر مشکین باندھین سلیم تھرتھر کانپ رہی ہے جی مین کہتی ہے ہمشیرہ سے کیا خطا ہوئی کہ جو مادرمہربان
نے قید کیا میرے نزدیک تو بیجا اٹھی یا مادرمہربان نے دیکھا ہوگا پرانی جادوگرنی ہے کوئی تو بات
دیکھی سلیم سر جھکائے بیٹھی ہے سر نہین اٹھاتی اسواسطے کہ مین طرف طلسم کشا کے دیکھون کوئی خطا
نہ نکل آئے اس سوچ مین بیٹھی ہے یہان یاقوت چارون کنیزونسے بولی اری تم سوتی ہو ہوشیار ہوکے
بیٹھو نہین یہانسے نکل جاؤ کنیزون نے عرض کی جب حضور نے بیٹی کو قید کر لیا تو ہماری کیا حقیقت ہے کہا
اپنی اپنی زبانون مین سوزن دو مین نے تم چارون کے قاعدے دیکھے یا مجھسے مقابلہ کرو کنیزون
نے کہا ہماری کیا مجال ہے جو حکم ہو بجا لائین یاقوت نے کہا زبان مین سوزن دینگے اپنی اپنی زبانین
نکالو کنیزون نے زبانین نکالدین یاقوت نے چارونکی زبان مین سوزن دی انکی بھی مشکین باندھکر
ستون سے باندھا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کیون سلیم ہمنے تمھارے حرکات دیکھے میرے
پاس آؤ اری تو نے بھی ہاتھ ہلایا یہ کیا اشارے کرتی تھی جلد میرے پاس آؤ سلیم کانپتی ہوئی سامنے
آئی یاقوت نے اٹھکر ایک طمانچہ مارا سلیم رونے لگی کہا مادرمہربان مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی مین نے
ہاتھ پاؤن کچھ نہین ہلایا یاقوت نے کہا بیٹا مین نے دیکھا میرے دل مین شک پڑا مین ضرور تمکو
بھی قید کرونگی یا مجھسے مقابلہ کرو مین لڑونگی سلیم نے کہا جو حضور کو مناسب ہو وہ کیجیے یہ کہکے زبان نکالی
یاقوت نے زبان مین سوزن دی اور سلیم کی بھی مشکین باندھین دوڑکر قدمون سے خسرو کے

لپٹ گیا اور کہا حضور نے غلام کو پہچانا سنو برق ثانی ہی یاقوت کو پکڑ لیا قفس مین قید ہین غلام نے جو
خبر سُنی بیقرار ہو گیا مین نے گرفتار کیا انتظار مین حضور کے تھا لوح محفوظ گلے مین خسرو کے ڈالی کہ
ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کر گرین ملکہ فرزانہ کو بھی رہا کیا قفس کو اُتارا اُس مین یاقوت بند تھی یاقوت کو
قفس سے نکالا زبان مین سوزن گرفتار رنج و محن اب یاقوت کو ہوشیار کیا یاقوت کی جو آنکھ کھلی
بیٹیونکو دیکھا کہ ستون سے بندھی ہوئی کھڑی ہین زبانون مین اُنکی بھی سوزن چارون کنیزون کی بھی
زبان مین سوزن یاقوت گھبرا گئی برق ثانی نے صورت اصلی بنائی شاہزادے کے گلے مین
لوح محفوظ ڈالدی ملکہ فرزانہ کو تخت پر بٹھایا ہنسکر پکار کر آواز دی ای ملکہ یاقوت قدرت خدا کو تمنے
دیکھا مجھ ایسے حقیر کو تم پر غالب کیا شاہزادہ قید سے چھوٹا لوح محفوظ گلے مین پڑ گئی ای ملکہ یاقوت اگر
دل سے اطاعت کی تھی اور نہ قتل کرونگا یہ تجربہ مجھکو ثابت ہی کہ ہمارا شاہزادہ طلسم کشا ہی ضرور طلسم کو
توڑیگا جو اطاعت نہ کریگا وہ مارا جائیگا اور تصور یہ ہی کہ شاہزادہ اب لوح کی فکر کریگا لوح طلسمی دستیاب
ہوئی اور طلسم توڑا بہتر یہ ہی کہ اطاعت دین اسلام اختیار کرو ملکہ فرزانہ دختر بادشاہ طلسم کی یہی
بادشاہ طلسم ہوگی ای یاقوت تمنے کارخانہ قدرت خدا کا دیکھا کہ وہ مسبب الاسباب ہی شاہزادہ بھی
اُٹھا کہا ای ملکہ یاقوت تم میری بزرگ ہو مرجان کے قتل نے دل توڑ دیا پیکر نے قتل کیا
لیکن جن بزرگ نے مجھکو ہدایت کی وہ بلا کی ہیں بھی ارشاد فرمایا تھا کہ مرجان سے ملوگے پروردگار
کو اختیار ہی کہ مردے کو زندہ کرے خاک کو اُسکی جمع کردے اور روح تازہ عطا فرمائے اسوجہ سے
امید ہی بزرگان دین نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ضرور ملاقات ہوگی شاید کوئی سبب پروردگار
نے رکھا ہو مرجان کا ذکر جو شاہزادے نے کیا یاقوت بے اختیار ہوکے روئی اشارہ کیا کنیز
کی آپ زبان سے سوزن نکالیے مین نے دل سے اطاعت کی برق ثانی کہتا تھا حضور کچھ لیجیے یہ ساحرہ
بہت زبردست ہی ایسا نہ ہو بگڑ جائے تو اسکو کون سنبھالے گا شاہزادے نے کہا پروردگار مالک ہی
چہرے پر اسکے نور اسلام چمک گیا یہ کہکر زبان سے یاقوت کی سوزن نکالی یاقوت قدمون سے
شاہزادے کے لپٹ گئی بہت روئی مرجان کو یاد کیا کہا حضور اُسکی نشانی ہین مین نے سامری
و جمشید پر لعنت کی دین پروردگار اختیار کیا شاہزادے نے کہا بیٹیونکو سمجھاؤ ایسا نہ ہو یہ نہ مانین
اور برق ثانی قتل کرے یاقوت ٹہلتی ہوئی دونون کے پاس آئی کہا ای نور نظر شاہزادے نے

کس لطف سے رہائی پائی اب اگر اطاعت نہ کروگی تو عیار کو اختیار ہی فوراً قتل کریگا اُسکو کون روکیگا مجھ ایسی
ساحرہ کو اُسنے پکڑ لیا تھا کو کس تکلف سے گرفتار کیا اب یہی مناسب ہی کہ دل سے اطاعت دین اسلام
اختیار کرو تم ایک مرتبہ مکر کر چکی ہو شاہزادہ ایسا جلیل ہی کہ اُس خطا کا خیال بھی نہین ہی بس اب بہتر
یہ ہی کہ دل و جان سے اطاعت کرو ایسا نہ ہو برق ثانی قتل کر ڈالے اِس طرح یاقوت
نے سمجھایا دونون بیٹیون نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالیے کہ ہم زبان سے جواب دیوین
یاقوت نے فوراً سوزن نکالی دونون کی دونون قدمونسے شاہزادے کے لپٹ گئین عرض کی ای
شہریار ہماری خطا کو معاف فرمائیے جیسی خطا کی اُسکا معاوضہ پایا ہم بدل و جان حاضر خدمت فیضدرجت
ہین جو مان نے ہماری اختیار کیا ہم بھی اُسی مذہب کو اختیار کرتے ہین کنیزون نے بھی اطاعت کی چارسو
جادوگر جو باہر تھے اُنکو بُلایا اُنھون نے جو یاقوت کو مطیع دیکھا وہ بھی بدل و جان شریک ہوئے
اب یاقوت نے شاہزادہ کو پشت مرکب پر سوار کیا ملکہ فرزانہ کو تخت پر چوب و چماق ہاتھ مین لیکر ان
بیٹیان ساتھ ہوئین اہتمام سواری کرتی ہوئین قلعۂ یاقوت نگار مین لائین شہر والون نے جو جمال
جہان آرائے شاہزادہ دیکھا سب نے اطاعت اختیار کی شاہزادے نے لاکر دار الامارہ مین ملکہ کو
تخت پر بٹھایا ملکہ یاقوت پہلو مین بیٹھین [illegible] آکر بیٹھین سب ساحرہ جمع ہین برق ثانی نے
کہا کیون ملکہ یاقوت تمہین لوح طلسمی کیونکر حاصل ہو یاقوت نے کہا مہتر صاحب لوح طلسمی ضمن مین
پیکر جادو کے تھی وہ قتل ہوئی اب لوح کا پتہ کون بتائے قدمون کی شاہزادے کے قسم کھاتی
ہون کہ مجھکو نہین معلوم لوح طلسمی کہان ہی اب اسکو غنیمت جانیے کہ تابہ یاقوت نگار آپکا قبضہ ہوا
لوح محفوظ آپکے قبضے مین ہی یقین ہی کہ آفتاب بھی آپ سے تعرض نہ کرے اگر تعرض کریگی سحر
آپ پر تاثیر نہ کریگا بس اب ارادہ نہ کیجیے ایک جادوگر مدعا ہون مین کج طینت اُسکا نام ہی اُسنے
مکر سے اسلام اختیار کیا ہی ہنس کر کہا ای شہریار آپ یہانتک کیونکر پہونچے شاہزادے نے کہا
بزرگان دین نے ہدایت کی تا بکوہ بلا پہونچے آخر قلعہ یاقوت نگار قبضے مین آیا انشاء اللہ طلسم
بھی قبضے مین آئیگا ہم روگردانی فتاحی طلسم سے نہ کرینگے کج طینت بول اُٹھا ای شہریار وہ خواب
آپکا شیطانی ہوگا یہ سنکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا ایک عصا سے مرصع نگار ہی کہ ہاتھ مین
پیکر کے رہتا تھا وہ عصا بوجہ رعنائی برابر تخت ملکہ فرزانہ کے رکھا تھا وہ عصا شاہزادے نے

اُٹھاکر سر پر کج طینت کے مارکر کہا او بیچا ارشاد بزرگان دین کو خواب شیطانی کہتا ہی کہ سر اُسکا
پھٹا عصا ٹوٹ گیا ساحر تو واصل جہنم ہوا عصا جو ٹوٹا اُس سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا وہ کاغذ دوڑکر
برق ثانی نے اُٹھالیا سب ساحرون کو مرنے کی اُس ساحر کے خوشی ہوئی سب کو سرور ہوا کہ
ایسا کافر مارا گیا جو ہدایت بزرگان کو خواب شیطانی کہتا تھا برق ثانی نے جو اُس کاغذ کو دیکھا
نوشتہ پایا طرف سے بانیان طلسم کے لکھا ہی کہ اگر کوئی ارادہ طلسم کشائی طلسم آفتاب نگار کا کرے
تو لوح طلسمی پاس برقان دریا نشین کے ہی طلسم کشا کو مناسب ہی کہ یاقوت جادو کو ساتھ
لیکر بیرون قلعہ یاقوت نگار جاے پانچ کوس کے بعد ایک دریا چہ ملیگا کنارے دریا کے جاکے
یہ اسم جو لکھا ہی اسکو پڑھکر دریا چہ پر دم کرے اور پکارکر آواز دے کہ اے برقان جلد آؤ اندر سے
دریا کے تہلکہ پیدا ہوگا ایک ماہی کلان پر ایک ساحر سوار ظاہر ہوگا جسم اُسکا مثل برق کے چمکتا ہوگا
اُس سے سوال کرے کہ پیکر جادو نے انتقال کیا یاقوت جادو مطیع ہی یہ لوح طلسمی کا
باعث ہی کہ جسم اُسکا مثل برق کے چمکتا ہی پس لوح اُس سے حاصل کرے برق ثانی نے
وہ پرچہ شاہزادے کو دیا شاہزادے نے پڑھکر کہا ایہا الحاضرین خدا کی قدرت کو دیکھو کہ لوح کا
سامان ہوگیا وہ بد اعتقاد مرا ورنہ اس عنایت پروردگار کا دیکھنا او ملکہ یاقوت چلو لوح طلسم
بیرون شہر یاقوت نگار ملیگی ملکہ یاقوت نوشتے کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا اے شہریار ہمکو اسکی بالکل
خبر نہ تھی آپ مؤید من اللہ ہین غیب سے سامان پیدا ہوا پیکر جادو نے ہمسے کبھی ذکر نہین کیا نہ اس
پرچے کا حال ہماکو معلوم تھا کنیز آپ کے ساتھ چلے گی برق ثانی نے کہا اے شہریار اگر حضور تامل
کرین تو مین ایک عیاری کرون طلسم پڑا ہی جاے ملکہ آفتاب کا سر اُڑادون یاقوت نے
پوچھا وہ تدبیر کیا ہی برق ثانی نے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین کلیم جادو کی شکل بنون اور دو گنہگارون
کو ایک کو بہ شکل ملکہ اور ایک کو بہ شکل حضور گرفتار کرکے قلعہ طلسمی پر جاؤن اور آواز دون
کہ خالہ امان مین قیدیون کو لائی ہون مان تو ہماری شریک مسلمانان ہوئی مین نے شب کو
سوتے مین ان سب کو گرفتار کیا لیکر حضور کے پاس آئی پس وہ ضرور بلا لینگی اندر گھس کے قاہے
کے مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین سر سرکار کے پاس لاؤن یاقوت نے
برق ثانی سے کہا خوب بات تجویز کی ورنہ سراسر خرابی تھی ہر چند کہ رقعے مین مرقوم ہی اگر ہم قتال

نہ آوے یا لوح دینے سے انکار کرے تو کیا زور ہی یہ صلاح بہت معقول ہی سب حاضرین وقت نے
اس صلاح کو منظور کیا برق ثانی نے دو گنہگار قید خانے سے بلائے عورت کی صورت بہ شکل فرزانہ
بنائی ایسا رنگ و روغن لگایا کہ ماں بھی نہ پہچان سکے ایک مرد کو بہ شکل خسرو شیر دل بنایا چار کنیزین
سحر کرنے کو ساتھ لین کہا تم سحر کرکے تخت اڑاتی ہوئی چلو برق ثانی بہ شکل کلیم جادو دختر یاقوت
بھی قیدیونکو ساتھ لیکر تخت اڑاتے ہوئے چار کنیزین پایہ تخت کو سنبھالے ہوئے سحر کرتی ہوئی
ساتھ تھین پانچ سات کوس قلعہ یاقوت نگار سے نکلکر داہنے پر ایک قلعہ بصورت عجائب و
غرائب دکھائی دیا سر قلعہ پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا منہ کھولکر آواز ہیہات ہیہات و افسوس دیتا ہی
اُسکے منہ سے چنگاریاں آگ کی گر رہی ہین وہ خندق مین گرتی ہین خندق مین بجاے پانی کے آگ
جوش مارتی ہی شعلے بلند ہوکر ہوا پر پہونچتے ہین خندق سے بھی دھوان نکل رہا ہی ملکہ یاقوت نے
بتلا دیا تھا کہ ای دختر والا گہر سامنے قلعے کے جاکر طاؤس سے آنکھین ملانا اور پکار کے آواز دینا
ای نگہبان طلسم خالہ جان کو اطلاع کر دو کہ وہ مجھے اپنے پاس بلائین قیدیون کو مجھسے لین ایسا
نہ ہو کوئی ساحر میرے تعاقب مین آتا ہو مجھکو خوف گرفتاری ہی وہ طاؤس اڑ جائیگا جاکر آفتاب
کو اطلاع کریگا سُنتے ہی ملکہ دوڑی آویگی جیسے ہی برق ثانی نے سامنے قلعہ دیکھا قریب قلعے
کے آیا پکار کر آواز دی ای نگہبان طلسمی ملکہ آفتاب سے خبر کر دو کہ آپکی بھانجی قید طلسم کشا و دختر حضور
کو لیکر حاضر ہوئی ہی لوح محفوظ میرے پاس موجود ہی امیدوار شفقت بزرگانہ ہون کہ مجھکو اپنے پاس
بلوا لیجئے یہ سُنکر طاؤس نے پرواز کی آفتاب تخت پر بیٹھی تھی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ پہلے قتل
ہوئی قلعہ یاقوت نگار قبضے مین طلسم کشا کے آیا آفتاب گرم خو کہہ رہی ہی ایک بہت
بڑی بات ہی کہ لوح اس طلسم کی مفقود ہی آجتک کبھی جدہ نے یہ نہین بیان کیا کہ لوح طلسم
کہان ہی کسکے پاس ہی لوح کسکے سپرد کی بی یاقوت بھی نہین جانتین کہ لوح طلسمی کہان ہی
کہ طاؤس آکر پہونچا بیان کیا کہ بھانجی حضور کی لوح محفوظ لیکر آئی ہی باغیون کو قید کر لائی ہی
تخت پر سوار پکار رہی ہی آفتاب گرم خو نے کہا قید مین کون کون ہی طاؤس نے دست بستہ
آفتاب گرم خو سے عرض کی دختر حضور و طلسم کشا چار لونڈیان ساتھ لیے ہوئے آئی ہین
حقیقت مین اُسنے بڑا کام کیا اُسکو بلا کر سرفراز کیجیے کہ دوسرون کا حوصلہ بڑھے تخت اڑتا ہوا آیا ہی

آفتاب یہ سنکر خوش ہوگئی کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر میری بھانجی کو لاؤ دیکھو صاجو کیا زمانہ ہی بیٹی
سے سوا بھانجی کو خیال ہوا کس مشقت سے گرفتار کرکے لائی چند مصاحبین گئین طاؤس سے
اشارہ کیا کہ راستہ کھول دے طاؤس بلند ہوا آواز ہیہات وافسوس دینے لگا جیسے ہی یہ آواز
دی شعلۂ آتش بیچ مین سے شق ہوئے ایک سڑک تیار ہوگئی ایک پھاٹک دکھائی دیا کھلا ہی برق ثانی
بصورت کلیم جادو قیدیون کو ساتھ لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا لیکن قیدی بیہوش ہین برق ثانی
نے آکر دربار مین آفتاب کو سلام کیا ملکہ آفتاب نے بھانجی کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای نور نظر
بڑا کام کیا ایک تختی بصورت لوح محفوظ بناکے لایا تھا وہ ہاتھ پر رکھکر نذر دی آفتاب خوش ہوگئی
لوح محفوظ کو لیکر اپنے پاس رکھا بلکہ گلے مین پہن لی اب کلیم نقلی نے حال بیان کرنا شروع کیا
کہ ای مادر مہربان مین بلاری مین سب کو لائی برق ثانی کو چھوڑ آئی آفتاب نے کہا کہ جس سے
غرض تھی اسکو لائی اب کیا مشکل ہی لشکر کشی کرکے چلین گے بی یاقوت کو بھی پکڑ لائین گے قلعۂ
یاقوت نگار پر قبضہ کرینگے عیار ملینگے اسے گرفتار کرینگے اگر نہ ملیگا بھاگ جائیگا طلسم مین نہین آسکتا
کلیم نقلی نے کہا کہ خالہ امان آپ کو اختیار ہی جو مناسب جانیئے وہ کیجیے مین اپنی جان دے کر
انکو لائی آفتاب نے کہا کہ بیٹا تمنے وہ کار نمایان کیا کہ تمسے امید ہوئی بیٹی کو بالکل خیال نہ آیا
مرجان کا حال سن چکی تھین جان کا بھی اپنی پاس نہ ہوا برق ثانی عرض کر رہا ہی کہ خالہ امان
مین نے کتاب مین دیکھا کہ اگر یہ طلسم کشا قتل ہوجائے تو ہزار سال تک طلسم پر زوال نہ آئیگا
اب ہزار برس کو چھٹی ہوگئی اب میرا جی چاہتا ہی کہ آپ کے سامنے کچھ گاؤن مینے بڑی مشقت
کرکے حاصل کیا ہی گاؤن بجاؤن جشن کرون شراب چلے شراب پی پی کر بیہوش ہوئین پھر کل
لشکر کشی کیجیے گا کہ مادر مہربان کو بھی سزا ملے انکو بھی معلوم ہو کہ اطاعت طلسم کشا کا یہ مزا ملا
غنچۂ آرزو نہ کھلا سلطنت طلسم پر نازان ہین طلسم کشا نے وعدہ کیا تھا کہ تمکو بادشاہ طلسم
آفتاب نگار کرینگے آفتاب نے کہا کہ انکو قید مین مار ڈالونگی کیا چین سے لینے دونگی کل
ہی طلسم کشا کو قتل کرونگی دیکھو تو کیا آفت کرتی ہون برق ثانی نے کنیزون سے پکار کر آواز دی
کہ اسے کنجی میخانے کی مجکو دو شراب محفل مین آئی آفتاب نے کنجی اپنے پاس سے دی
برق ثانی دوڑ کر میخانے مین پہونچا پکار کر آواز دی کہ ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین

دوڑین گلابیان پتلے اٹھاکر لیجانے لگین اب تو جابجا ہنگامہ ہوا کہ آج بی کلیم شراب بانٹ رہی ہین سب کو شراب مل رہی ہی ہر طرف غریو بلند ہوا شراب چلنے لگی برق ثانی نے سو گلابیان عمدہ آراستہ کرکے کشتی مین لگائین بڑے تکلف سے شراب لیکر محفل مین آیا جو چار کنیزین ساتھ آئی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ کیا کلیجہ ہی کس طور سے شراب لایا برق ثانی نے پیشوازین ہی سامنے آفتاب کے گت ناچی آفتاب خوش ہوگئی کہا کہ اے میری بیٹی یہ کیونکر حاصل کیا برق ثانی نے عرض کیا کہ مادر مہربان ابھی کیا سُنا ہی ذرا شرم تو میری دفع ہو برق ثانی نے گت ناچ کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

آئینہ کی طرف نہین آتا خیالِ دوست — قربان شانِ حُسن عدیم المثال دوست
پتلی ہوا ہی آنکھ کی اپنی خیال دوست — ہان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست
الطاف نامہ یار کا لیکر کرم کرے — صورت دکھائے ہر ہر فرخندہ فال دوست
حُسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز — ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمال دوست
سُنکر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا — کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست
اُن ابرؤن کے حسن کی تعریف کیا کرون — ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست
یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی — شب کو رہا تصور روز وصال دوست
معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے اے کریم — وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست
دل پر یقین ہوتا ہی مجھسکو امین کا — جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست
وہ قد ہی مثلِ سرو تماشہ بہار پر — اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست
رُخسار سے صباحت کا نور ہی عیان — بوے نطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست
چین جبین یار سے بنتی ہے جان پر — ہوتا ہی ناگوار طبیعت ملال دوست
مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان — پہنے لباس سُرخ تو ہی حسب حال دوست
گڑ گڑ گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر — گردن کشون کے سر ہوے ہین پائمال دوست
انداز جو ہے یار کا ہے مصلحت وہی — ایک ایک سے ہی خوب جمال و جلال دوست
رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے — تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست

| آتش یہ وہ زمین ہی کہ صائب نے ہی کہا | | خوشتر زگوشوارہ بود گوشمال دوست |
|---|---|---|

اس رنگ مین یہ غزل سامنے آفتاب گرمخو کے گائی کہ آفتاب لگا نا برق ثانی کا دیکھکر کہی
کہا بیٹا تم نے تو وہ کمال حاصل کیا ہی کہ کوئی مقابلہ نہین کرسکتا تمہارا تو گانے مین مثل نہین کہا
حضور لاکھون روپیے صرف کیے مشقت کی جو کامل آیا اُسکی خاطر و مدارات کی اُن لوگون نے دل
کھولکر بتایا ابھی حضور نے کیا سنا ہی مین آپکو خوب راضی کرونگی اور ایک کمال دکھاتی ہون کہ پاؤن
سے ناچون اور مُنہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن سر سے آپکو شراب پلاؤن یہ کہہ کے جام لبریز کیا
ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے آفتاب کے آیا سر جھکا کے کہا ایسے بزرگون کو سر سے شراب
پلانا چاہیے سر جھکایا آفتاب گرمخو نے ہاتھ بڑھا کے جام سر سے لیا چاہا کہ پی جاؤن اور
برق ثانی عیار آنکھ سے آنکھ ملائے ہوے تانین مار رہا ہی سب حاضرین وقت پامال ہین
جیتے ہی آفتاب نے چاہا کہ جام پیے شراب نے چرخ مارا شعلہ بنکر شراب اُڑگئی پتلہ جو بازو
پر تھا اُسنے آواز دی کہ ای آفتاب گرمخو یہ برق ثانی عیار ہی مکار و غدار شاگرد عمرو کا
بیٹا اپنے کو اس سے بچانا آفتاب نے کہا کہ ارے تو کون ہی یہ کہہ کے ہاتھ جو ہلایا برق ترکیکر
گری رنگ و روغن عیاری کا برق ثانی کے چہرے سے اُڑگیا پاؤن زمین نے تھام لیے
وہ کنیزین چارون بھاگین کہ جاکر یاقوت سے اطلاع کرین کسی نے ہلڑ مین اُنکو نہ روکا
آفتاب گرمخو نے کہا کہ ارے دیکھو یہ گنہگار کون ہین اب جو اُنکے چہرے دُھلائے گنہگار نہ تھے
اُنکو رہا کیا برق ثانی کو ایک قفس مین قید کیا پلٹ کر آواز دی کہ ذرا قلعہ یاقوت نگار
کی خبر لو کہ بی یاقوت کیا کرتی ہین یہ خبر سُنکر دیکھیے کیا انتظام کرین یہان خسرو و شیر دل
انتظار برق ثانی کر رہے ہین یاقوت کہتی ہی کہ ای شہریار ہمسے بڑی نادانی ہوئی اُسوقت
خیال نہ آیا کہ اندر طلسم کے کیونکر عیاری ہوسکیگی خداوند کریم برق ثانی کی آبرو رکھے نہین معلوم
اُسپر کیا گذری خسرو و شیر دل فرماتے ہین کہ ملکہ اُسوقت خیال نہ آیا کہ برق ثانی کو روکا جاتا
حقیر تحریر کرتا ہی یہ ذکر تھا کہ کنیزین روتی پیٹتی آکر پہونچین کہا کہ ای شہریار برق ثانی نے وہ نشانہ
کام کیا آخر مین پہچانا گیا برق ثانی گرفتار ہوا یہ بخدمت ناظرین و سامعین عرض کرنا منظور ہے
ناظرین والامقام آگاہ ہون کہ جب برق ثانی کی گرفتاری کی خبر آتی ہی اُس وقت ملکہ

ساحرہ کج طینت نکلتا ہی حال لوح معلوم ہوا ساحر نند کو مار اگیا اب آمادگی ہوئی کہ صحرا ے
نیرنگ سے چل کر لوح حاصل کرین بموجب ہدایت اُس کاہنہ کے یاقوت نے تخت سحر تیار کیا
اُس تخت پر شاہزادے کو سوار کرلیا چند کنیزون کو ساتھ لیا لوح محفوظ خسرو کے گلے مین ہی
یاقوت تخت اُڑاتی ہوئی صحراے نیرنگ مین پہونچی دیکھا صحرا نہایت عمدہ نخل سرسبز و شاداب
صحرا لاجواب طائر جا بجا زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا باغبان قضا و قدر کی بھر رہے ہین
ایک جانب قمریان نخل سرو پر صداے کوکو بلند کرتی ہین ایک جانب فاختہ قلندر مشرب دلق
خاکستری زیب جسم صداے حق سرہ دے رہی ہین فقیری لباس رازداران بہار زمزمہ سرائی
سنتے ہین عروسان چمن کی زیبائی صحرا کی رعنائی ہر طرف صحرا مین جوش بہار طائرون کی ہر سو پکار
چشمہا سے آب رواں مثل آئینہ صاف و شفاف موج مار رہے ہین ایک جانب دریا مین مچھلیان
تڑپ رہی ہین نہنگان خون آشام سر باہر کرتے ہین پھر غوطہ لگاتے ہین گھڑیال مگر انکی نئی چال
لب دریا جا بجا پتھر پڑے ہین صاف و شفاف یاقوت آکر اُتری شاہزادہ خسرو ایک جانب
کھڑے ہین یاقوت نے پکار کر آواز دی کہ ای برقان دریانشین پیکر جادو نے
انتقال کیا ہمکو اپنا نائب کرگئین لوح طلسمی لیکر جلد حاضر ہو ہمکو بتا گئی ہین کہ برقان دریانشین
سے لوح لینا اُسکو بحفاظت رکھنا اب لوح ہمارے پاس رہیگی تم حکومت کر چکے دریا مین
مخفی رہو لوح لیکر جلد آؤ یہ جو ملکہ یاقوت نے آواز دی چھوٹی چھوٹی مچھلیان مثل برق کے
چمکتی ہوئی آئین منہ نکال کر یاقوت کو دیکھا پھر دریا مین غوطہ مار کر غائب ہوئین ہزارہا مچھلی
نکلی دیکھ کر چلی گئی اب دریا مین شورش دیکھی ایک ماہی کلان نے سر نکالا اُسپر ایک ساحر سوار
ہی مثل بجلی کے چمکتا ہوا سینہ اُسکی طرح ثابت نہین ہوتا یہ ثابت ہی کہ سینے پر آفتاب
عالمتاب ہی جسکے دیکھنے سے دل بیتاب ہی سر دریا سے نکالتے ہی آواز دی کہ ای
یاقوت کیون مجکو تکلیف دی یاقوت نے کہا کہ ای برقان دریانشین پیکر جادو نے
انتقال کیا حفاظت لوح کی مجھپر وصیت ہوئی لوح مین تمسے لینے آئی ہون آج کل طلسم مین
بڑا انقلاب ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا کا اب داخلہ ہوگا مذہب طلسم بدلیگا ملکہ آفتاب بھی تمکو دربار
مین بلائینگی تمسے بہتر طلسم کشا صلاح ہوگی تمھاری راے پر اصلاح ہوگی کہ طلسم کو کون سا

ساحر روکے کہ آمد طلسم کشا نہ ہوسکے یہ سُنکے برقان خوب قہقہہ مارکے ہنسا کہا کہ اے یاقوت سب حال مین نے سُنا کہ تو بادشاہ طلسم سے باغی ہوئی اب بہتر یہ ہے کہ یہان سے چلی جا زیادہ باتین نہ بنا بانیان طلسم نے اِس تختے کا مجکو مالک کیا ہے مجسے لوح کون پا سکتا ہے یہان تجکو قضا لیکر آئی ہے یہ باتین جو یاقوت نے سُنین قصد کیا کہ برقان پر سحر کرون جیسے ہی جھولی کی جانب متوجہ ہوئی برقان دریانشین نے ہاتھ ہلایا یاقوت چادر ولڑکھڑا کے گری مچھلی پر سے برقان کودا کہ سر یاقوت کا کھینچ لون پہلو مین شاہزادہ خسرو شیردل کھڑا تھا یہ معرکہ دیکھکر نخل کی آڑ سے نکلا للکارا کہ او برقان کیا کرتا ہے خبردار یاقوت پر ہاتھ نہ ڈالنا پلٹ کے دیکھا صورت زیبا شاہزادہ خسرو پر نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوگیا مگر اپنے سحر پر نازہے ہاتھ ہلایا سمجھا کہ شاہزادہ سحر مین پھنس گیا شاہزادے کے گلے مین لوح محفوظ ہے سحر نے تاثیر نہ کی شاہزادے نے ہاتھ بڑھا کر گردن برقان دریانشین کی زور سے پکڑی برقان سحر کے ناز مین لپٹ پڑا لپٹتے ہی شاہزادے نے اُٹھا کر برقان کو زمین پر مارا کہ استخوان برقان کے ریزہ ریزہ ہوئے وہ انتہا کی تاریکی ہوئی کہ ہزارہا مچھلیان دریا سے تڑپ کر نکلین آوازین دیتی تھین کہ اے اہالی طلسم آج بڑا غضب ہوا کہ برقان دریانشین نگہبان لوح ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا دریا مین شور پیدا ہوا کنارے دریا کے غار ظاہر ہونے لگے اُن غارون مین دریا سمٹ کر گرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین دریا غائب ہوا مچھلیان جل کر خاک ہوئین اندھیرا موقوف ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من برقان دریانشین بود پھر ایک صدا سے خوش آہنگ آئی کہ اے طلسم کشا مبارک ہو لوح ملی یقین کامل ہے کہ جسکے غم مین زیادہ ملول و حزین ہو وہ مراد بھی ملیگی شاہزادے نے چہار جانب دیکھا آواز دینے والے کو نہ پایا قریب یاقوت کے شاہزادے آئے یاقوت کے ہاتھ پاؤن مین طاقت تھی اُٹھ کر قدمون سے شاہزادے کے لپٹ گئی کہتی تھی کہ اے شہریار آپ نے کیا کار نمایان کیا کیا جلد ظاہر ہوسے فوراً اُسکو مارا اب لوح تو لیجیے یہ کہہ کے یاقوت قریب لاش برقان کے آئی اُسی طرح بدن اُسکا مثل برق کے چمک رہا ہے لوح طلسمی کا باعث تھا لوح طلسمی گلے سے اُتاری لوح کا جسم سے جدا ہونا تھا کہ دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام استخوان چور چور صورت پُر غم و

لاشہ زمین پر پڑا ہی یاقوت نے لوح لاکر گلے مین شاہزادے کے ڈالی خوشی خوشی وہان سے پلٹی صحرائے نیرنگ چھوڑا قلعۂ یاقوت نگار مین آئی سب رئیسان شہر نے آکر مبارکباد دی کہ ای شہریار پروردگار آپ کی قوت وطاقت کو زیادہ کرے آج آپ نے کلید طلسم پائی اب طلسم پر قبضہ ہوگا برق ثانی کے گرفتار ہونے کا شاہزادے کو بڑا رنج ہی شاہزادے نے ملکہ فرزانہ سے کہا کہ کوچ کا لشکر کو حکم دیجیے لشکر کو قلعے سے باہر نکالیے فتح طلسم شروع ہو ملکہ فرزانہ رونے لگین کہا کہ ای شہریار پروردگار عالم آپ کو مظفر ومنصور کرے آفتاب جادو بلائے روزگار ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ تامل فرمائیے اگر کسی مقام پر آفتاب ملجائیگی تو وار کیجیے گا طلسم تک جانا بہت دشوار ہی شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب تکلیف نہ پڑیگی ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ آپ کو اختیار ہی شاہزادے نے ملکہ یاقوت کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرکے بیرون قلعہ چلو دوسرے دن کوچ ہوگا برق ثانی کا گرفتار ہونا ہمپر بہت شاق ہوا انصاف یہ ہی کہ اپنے بیٹے اپنی جان لگا دی کسی مقام پر کمی نہین کی اگر آفتاب دھوکا کھا جاتی تو مار لینے مین اُسنے کیا اُٹھا رکھا تھا تا یہ طلسم پہونچیں اُسکو صحیح وسالم پائین جب اُسکو قید سے چھڑائین تب دلکو اطمینان ہو وہ بھی جانے کہ آقا نے ہمارے واسطے کوشش کی ساحران طلسم اُسکے نام سے جلے ہوے ہین ایسا نہو کہ آفتاب اُسکو قتل کرڈالے شاید ہماری آمد کی خبر سُنکر تامل کرے اُسی وقت یاقوت نے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر تیار کیا شاہزادہ سوار ہوا یاقوت جادو ساحرون کا انتظام کرتی ہوئی باہر نکلی ملکہ فرزانہ تخت پر سوار ڈیڑھ لاکھ کا لشکر پشت پر اس جاہ وحشم سے لشکر بیرون قلعہ آکر اُترا بارگاہ استادہ ہوئی رات کو جشن کا حکم دیا تیاری ہونے لگی تھوڑے عرصے مین شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا ملکہ آکر تخت پر بیٹھین تمام سردار آکر بیٹھے آخر صلاح یہ ہوئی کہ سامنے باغ ہی اُسین ملکہ کو داخل کرو ملکہ فرزانہ مع کنیزان باغ مین داخل ہوئین آتے ہی ملکہ نے روشنی کرائی شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی یہان تشریف لائیے شاہزادہ باغ مین آیا باغ نہایت پُربہار تھا سیر دیکھتا ہوا شاہزادہ بارہ دری مین آیا نازنین مہجبین ومہ جبینان مہرتمکین آکر حاضر ہوئین غزلین ٹھمریان گانے لگین

ایک مہجبین نے سامنے بیٹھکر یہ غزل شروع کی نظم

صورتِ شاہدِ اصلی کا جو ادراک کرے
آئینہ دل کا کدورت سے بشر پاک کرے

ہو جو حاصل تو توانگر کو بھی کر دے یہ فقیر
کیمیا کی ہوس اے دل کوئی کیا خاک کرے

کچھ تری دست درازی سے نہین دور اے شوخ
شبِ وصلت مین جو تو جیبِ سحر چاک کرے

سیر کو آتا ہے وہ گل چمنستانون مین تو
کیون صبا دور نہ اگر خس و خاشاک کرے

دست بردار نہ ہون قبر مین وحشت سے کبھی
پنجۂ شل بھی گریبانِ کفن چاک کرے

منفعل ہو کے گناہون سے اگر روئے بشر
دستِ قدرت سے خدا آنسوؤنکو پاک کرے

چشمِ روشن تری نرگس کو بصارت بخشے
تیری ہنسی گل زنبق کو فرحناک کرے

تیرِ مژگان سے جو مارا ہو تو کیا ہو قاتل
صید کو اپنے جو تو بستۂ فتراک کرے

خم سے شیشے مین سمجھ کر اسے لانا ساقی
دخترِ رز کی نہ ہر اک رند کہین تاک کرے

حسن دیکھا تو کہا بھولے سے ماشاء اللہ
دیکھیے کیا مرے حق مین بتِ بیباک کرے

مہر سا داغِ عقیدت ہے مرے دل مین قبول
کیون نہ بندہ مجھے اپنا شہِ لولاک کرے

شاہزادہ شب بھر جشن مین رہا کوچ کی خوشی مین آرام نہین فرمایا بڑا اشتیاق ہے کہ مرق ثانی کو خیر و عافیت سے پاؤن ایسا نہ ہو کہ ہمارے عیار کو کچھ تکلیف پہونچے سویرے سے بارگاہ مین آئے یاقوت سردارون کو لئے موجود ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی تیاری لشکر کی ہو فرمایا جلد تیاری کرو دن نہ چڑھنے پائے کہ یہانسے کوچ کرین بڑی جلدی یہ ہے کہ مرق ثانی رہا ہو یہ باتین تھین کہ کنیزان ملکہ فرزانہ روتی ہوئی آئین عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا ملکہ فرزانہ کے درد گردہ اٹھا ہے مثل ماہی بے آب تڑپ رہی ہین آپ کو بلایا ہے شاہزادہ گھبرا کر پھر باغ مین آیا دیکھا کہ کنیزین رو رہی ہین شاہزادے کو دیکھکر عرض کی کہ حضور جلد بارہ دری مین جائین ملکہ نہایت بیقرار ہین شاہزادہ گھبرا کے بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ مثل ماہی بے آب طپان فرش پر مثل مرغ بسمل غلطان شاہزادے کو دیکھکر آواز دی کہ اے شہریار کنیز اب آپ سے رخصت ہوتی ہے اپنے دست حق پرست سے دفن کیجیے گا تا بہ قبر پہونچا دیجیے گا راہ سے نہ پلٹ آئیے گا شاہزادے نے کہا کہ ملکہ یہ کیا کہتی ہو یہ کہکے شاہزادہ قریب آیا پاس ملکہ کے بیٹھ گیا ملکہ نے کہا کہ اے مسیح زمان آپ کے بیٹھنے سے درد کم ہو گیا تھوڑے عرصے کے بعد ملکہ اٹھین

کہا کہ آپ کے آتے ہی درد جاتا رہا آپ کی زیارت پر درد موقوف تھا اب درد کا نام نہین شاہزادہ ملکہ سے بیٹھا باتین کر رہا ہی کہ چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ملکہ **یاقوت و کلیم** و سلیم و دیگر سرداران نامی درد مین تڑپ رہے ہین حضور جلد تشریف لے چلین شاہزادہ ملکہ سے خدا حافظ کہکر اُٹھا دوڑتا ہوا بارگاہ مین آیا دیکھا کہ سب سردار مبتلاے درد کمر وغیرہ ہین اسقدر بیتاب ہین کہ کوئی اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا شاہزادے کو دیکھکر سب نے آواز دی کہ غلامان جانباز رخصت ہوتے ہین شاہزادہ قریب اُن سب کے آیا جیسے ہی قریب پہونچا اُن سب نے عرض کی کہ حضور کے آنے سے تسکین ہوگئی یہ کہکر فوراً سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھنے لگے یہ لوگ اُٹھکر بیٹھے ہین کہ پھر کنیزان ملکہ **فرزانہ** روتی ہوئی آئین عرض کی کہ پھر ملکہ کے درد اُٹھا ہی شاہزادہ اُٹھکر دوڑا نصف راہ طی کی تھی کہ آسمان سے آواز آئی منم **شکل کش** او ظالم دیکھ مین نے ملکہ **فرزانہ** کو گرفتار کر لیا لیے جاتی ہون یہ سُنکر شاہزادے نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک جادوگرنی تخت پر سوار کچھ تصویرین ہاتھ مین اُنپر کچھ لکھ رہی ہی اور ملکہ **فرزانہ** مع چند کنیزون کے گرفتار پکار رہی ہین کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ **شکل کش** کنیز کو پاس **آفتاب** کے لیے جاتی ہی وہ میری خون کی پیاسی ہی شاہزادہ جھلاکر طرف ساحرہ کے دوڑا ساحرہ نے تخت **فرزانہ** اُسی مقام پر چھوڑا تڑپ کے اُنکی بارگاہ پر گری بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا شاہزادہ قریب بارگاہ کے پہونچا اور نعرہ اپنے نام کا کیا نعرۂ **شاہزادہ خسرو شیردل**

منم خسرو شیردل نوجوان | منم نوشیروان صاحبقران | اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف | اگر تیغ بر سنگ خارا زنم | زگاو زمین تیغ و تن برکنم
منم قاتل کافران جہان | ز تیغم شود الامان الامان | یہ نعرہ کرکے شاہزادہ قریب

بارگاہ کے پہونچا تھا کہ بارگاہ مین رونے کی آواز آئی سردارون کی آواز تھی کہ ای شہریار کنیزون غلامون کو لیے جاتی ہی اب زندہ نہ بچین گے **آفتاب** ہم لوگون کی صورت سے بیزار ہی دیکھتے ہی قتل کریگی کنیزون کی حمایت کو پہونچیے گا شاہزادہ کیا کرے کہ وہ بلند ہوگئی ہی چاہا کہ اُڑان کہانی دوش سے اُتارین **شکل کش** اسقدر جلد بلند ہوئی کہ جاکر ملکہ **فرزانہ** والے تخت کو لیا پندرہ سردار نامی اُنمین **یاقوت و کلیم و سلیم** اور جو سردار بارگاہ مین

موجود تھے اُن سب کو لے لیا کل لشکر پر تصویرین پھینکین سب کاغذ کی تصویر ہو گئے ہوا مین اُڑتے
پھرتے ہین جب ہوا کا جھونکا چلا داہنے والے بائین کو گئے اور جو بائین پر تھے وہ داہنے پر
اُڑتے ہوے آ گئے سارے لشکر کا یہی حال ہوا شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہے کبھی دوڑ کر کمیدانون
رسالہ دارون کے پاس گئے کبھی سپاہیون کے پاس پہونچے جسکو آواز دیتے ہین وہ جواب
نہین دیتا جواب دینے کے لائق نہین ہین شاہزادہ بیقرار ہوتا ہی ایک ملازم کسی اپنے کام کو
بیرون لشکر گیا تھا وہ بچا ہوا ہی اُسنے جو شاہزادے کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے
شہریار آپ کیون اسقدر بیقرار ہوتے ہین شکل کش سب کو گرفتار کر کے لے گئی اب جب تک
وہ ملعونہ قتل نہ ہوگی تب تک یہ لوگ صحت نہ پائین گے لوح تو ملاحظہ فرمائیے اُستاد تو آپکے
پاس ہی آپکو لوح ہدایت کریگی اپنے کو ہلاک نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ سرکار پر کوئی صدمۂ عظیم
گذر جائے یہ جو اُس ساحر نے سمجھا کر کہا شاہزادے کو گویا ہوش آ گیا فوراً چشمہ آب پر آ کے
وضو کیا وضو کر کے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر لوح
طلسمی حاصل ہو تو ایک لمحہ بھر توقف نہ کرنا فوراً براے فتاحی طلسم جانا اگر شاید تامل کیا اور یہ
شکل کش نے اگر لشکر کو تصویر کاغذی بنا دیا تو جس وقت شکل کش قتل ہو گی یہ سب سردار
پھر صورت اصلی پر ہو جائینگے فوراً براے فتاحی روانہ ہو سر اُٹھا کے فلک پر دیکھو سات
ستارے معلوم ہونگے اُسی نشان پر جاؤ مقام پر فیلان کے پہونچ گے جو شعبدہ کے رکھا ہے
فوراً لوح دیکھنا بے لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ دھوکا کھاؤ گے یہ دیکھکر شاہزادے
نے لشکر کو اُسی حال خراب مین چھوڑا آپ براے فتاحی طلسم روانہ ہوے رات کو سر اُٹھا کے
دیکھا ایک جانب سات ستارے چمک رہے تھے اُسی کے نشان پر چلے رات بھر راستہ طے کیا
صبح کو قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہی تھا یکایک باغ کے اندر سے
رونیکی آواز آئی دیکھا کہ دو زنگی سیاہ رو تیرہ درون سلیم و کلیم کو پکڑے ہوے کشان کشان لاتے
ہین سلیم و کلیم چلا رہی ہین کہ ای شہریار کنیزون کو بچائیے آپکے جرم محبت مین قتل ہوتے ہین
شاہزادہ تیغ کھینچ کر دوڑا اُس ساحر نے ایک مقام پر دونون کو بٹھا کے خنجر مارا کہ دونون کے
سر کٹ کے زمین پر گرے شاہزادے نے کلیم و سلیم کے سر لوٹتے ہوے دیکھے لاشے تڑپکر سرد ہو گئے

شاہزادہ دوڑا کہ ہاے ان مطیعان اسلام کو یون قتل کیا چاہا کہ دوڑ کے سر اُٹھاؤن کہ ایک طرف
سے آواز آئی کہ اے شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی آپکی محبت مین کام تمام ہوا دیکھیے جلاد مجکو قتل کرتا ہی
آپ کی زیارت بدی تھی کہ ہینے کرلی ذرا ادھر پلٹیے وقت آخر آنکھین تو چار ہوجائین شاہزادے
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا کلاہ جلادی سر پر تیغہ باڑھدار کھینچے ہوے
ملکہ فرزانہ کو لیے جاتا ہی جب ملکہ رکتی ہین وہ قبضہ مارتا ہی سر سے خون جاری ہوتا ہی کئی جگہہ سے
خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے چھوٹے ہوے خاک مین لتھڑے ہوے آنکھون سے آنسو جاری
شاہزادہ ہاے جان جہان کہکے دوڑا نعرے کرتا ہوا کہ او جلاد صاحب بیدا و خبردار ہاتھ تلوار
کا نہ مارنا ورنہ ساحر کا نام طلسم سے مٹادونگا جان بچانا دشوار ہوگی شاہزادہ دوڑا ہوا جاتا ہی
یہی چاہتا ہو کہ جا کر اس ساحر کو مارون ملکہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن کہ اُسنے جلدی سے
تیغہ کھینچا ہوا جو ہاتھ مین تھا سر پر ملکہ فرزانہ کے ماردیا فرزانہ کا سر کٹ کے گرا ساحر تو سر کا لکر
بھاگا شاہزادے نے دوڑکر سر اُس کشتۂ حسرت دیاس کا اُٹھایا آنکھین حسرت آلود کھلی ہوئی ہین
چہرے پر موت کی اُداسی گلو سے بریدہ سے خون بہ رہا ہی شاہزادہ خون چہرے پر ملتا ہی خیال
مین آیا کہ اے خسرو ساحر کہین گے یہ ایسا بدنصیب ہی کہ دو معشوقین اسکی محبت مین قتل ہوئین اور
یہ کچھ نہ کرسکا افسوس ایسی معشوق پری چہرہ کو اس ظالم نے قتل کیا اس جلاد کو رحم نہ آیا ہاے
اس محبوب کو کیونکر پاؤن نہین معلوم کہ یاقوت پر کیا گذری وہ جو اپنی بیٹیون کا لاشہ دیکھیگی
بیشک اپنی جان دیگی ایک بیٹی اُسکی آفتاب جمال جلادی گئی اس محبوب مطلوب کو یون قتل کیا
بیٹیون کو اُسکی مٹا یا کیا تدبیر کرون جان اپنی دون اب زندہ رہنا بیکار ہی یہ سوچ کر خنجر کمر سے
کھینچا چاہا کہ اپنے مارلون کہ رونے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال
آنکھون سے آنسو جاری پرون سے سر پیٹ رہی ہی اور آواز مثل انسان کے دیتی ہی کہ
اے شہریار جان نہ دیجیے گا ورنہ پچتائیے گا یہ نمود بے بود طلسم ہی آپ کو شعبدہ دکھایا ہی
اس لاشے پر لوح کا عکس ڈالیے حال کھل جائیگا یہ کہکے طوطی اڑگئی شاہزادے نے
عکس لوح طلسمی کا جو لاش پر ڈالا دھوان نکلا دیکھا کہ لاش کے آٹے کا پتلا ہی شاہزادہ
حیران ہوا دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی ایک فیل مست پر ایک ساحر سیہ فام ہفت سر

سات ہاتھ اُسکے ہاتھی کو اُڑائے ہوئے آتا ہی اور وہ فیل مست مثل پہاڑ کے ستاک اپنی اُٹھائے ہوئے اُس ساحر کے ہاتھون مین سات حربے ایک ہاتھ مین نیزہ ایک مین گرز ایک مین خنجر ایک مین بڑی قرولی دہن سے للکارتا ہوا آتا ہی کہ او طلسم کشا کہان جائیگا اس مقام پُر آفت مین آیا شاہزادہ جھپٹا اُس فیل سوار نے ساتون حربے مارے شاہزادے نے اپنے کو زیر گل ہائے سپر غنچہ بنایا بمشکل اپنے کو بچایا جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا بھسونڈا ہاتھی کا کٹا ہاتھی نے ایک چیخ ماری غبار بلند ہوا فیل و فیل سوار اُس غبار مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے ہاتھی اُسی طرح پر تیار ہوا بھسونڈا اُسی طرح آراستہ گویا تلوار پڑی ہی نہ تھی اُس فیل سوار نے ہاتھی بڑھا کر پھر ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کر کے الگ ہوا پھر ایک ہاتھ مارا ایک ہاتھ فیل سوار کا کٹا اُسی طرح اندھیرا ہوگیا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ فیل سوار غبار سے نکلا دیکھا کہ ہاتھ اُسی طرح سالم موجود ہی ساتون ہاتھ بدستور ہین زخم تک اُسکے جسم پر نہین ہی کئی مرتبہ اُسنے حملے کیے شاہزادے نے کبھی ایک ہاتھ قلم کیا جب غبار مین چھپا پھر ظاہر ہوا زخم کا نشان نہ پایا بہت دیر تک شاہزادہ فیل سوار سے لڑا اعضا فیل کے کٹتے ہین ہاتھ فیل سوار کے قلم ہوتے ہین جب غبار سے نکلتا ہی سب اعضا صحیح و سالم ہوتے ہین شاہزادہ نہایت بیتاب و بیقرار ہی فیل سوار نعرے کر کر کے حربے لگا رہا ہی شاہزادہ جست و خیز کر کے اپنے کو بچاتا ہی لیکن حیران و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ پھر آواز آئی کہ او طلسم کشا اُستاد تیرے پاس موجود ہی اُس سے صلاح نہین لیتا پلٹ کے دیکھا کہ وہی طوطی زرین بال آنکھون سے اشک حسرت بہا رہی ہی اور آواز دیتی ہی کہ برائے خدا لوح دیکھیے لوح سے تدبیر قتل نکلے گی ورنہ آخر کو ہلاک ہوجیے گا اگر سات حربون مین ایک حربہ بھی پڑگیا تو تمام جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا تھر کا کے مار لیگا یہ کہہ کے وہ طوطی اُڑگئی فیل سوار حربے لیکر چلا کہ ساتون حربے لگائے شاہزادہ جست کر کے الگ ہوا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم واے سیار این عجائبات اگر فیلان فیل پیکر سات حربے لیے ہوئے مقابلے مین آئے سات سر بھی اُسکے جسم پر ہونگے خیال کر کے دیکھو بیچ مین جو سر انسان ہی پیشانی پر خال سیاہ ہی اگر قادر انداز ہے بدل ہو تو اُسی خال پر تیر مارو تل بھر کا فرق نہ ہو

اگر تیر اُسی خال پر پڑا بجائے خون شعلۂ آتش نکلین گے مع فیل جلکر خاک ہوگا یہ مقدمہ جو لوح
مین دیکھا شاہزادے نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا بچلہ کمان مین تیر
پیوست کیا خال کو فیلان کے ناکا تاک کے تیر مارا تیر داہنے بائین جاتا تھا قضا و قدر نے
عین خال پر پہونچایا پیشانی کو توڑکر پار گذرا بجائے خون شعلۂ آتش نکلے سوار و فیل جلنے لگے
جلکر خاک سیاہ ہوئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود مار کر اُس ساحر کو لوح کو
ملاحظہ کیا لوح مین نوشتہ پایا کہ اس باغ مین جاکر ٹھہرو جو معرکہ گذریگا وہ دیکھو شاہزادہ باغ
مین آیا بارہ دری مین آکے بیٹھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی شاہزادے نے پلٹکے
دیکھا کہ نخل مین ایک کنیز بندھی رو رہی ہے شاہزادہ بارہ دری سے اُترا قریب اُس نخل کے
گیا کنیز کو پہچانا کہ کنیز قدیم ملکہ فرزانہ کی ہے پوچھا کہ کیون گلشن تجکو یہان کون باندھ گیا
کنیز نے کہا کہ شہر جادو یہان کی حاکم ہے ملکہ کی قید اُسکے سپرد ہے اُسنے مجکو اس مقام پر
باندھا ہے اب آتی ہوگی اُسی کے پاس قفس ملکہ ہے جب اُسکو قتل کیجیے گا تو ملکہ رہا ہوگی
مجکو نہ کھولیے اسی مین بندھا رہنے دیجیے ورنہ وہ مجکو قتل کر ڈالیگی خسرو نے کھولا کہ ایک
طرف سے کراہنے کی صدا آئی وہ کنیز جاکر بارہ دری مین بیٹھی شاہزادہ اُس کراہنے کی آواز پر
متوجہ ہوا دیکھا کہ ایک کمرے سے رونے کی آواز آتی ہے کوئی شخص بلک بلک کر رو رہا ہے
آواز دیتا ہے کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار کہان تک میرے ساتھ کجروی کریگا خدایا
ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب مجھسے صدمات نہین اُٹھتے شاہزادہ اُس
کمرے کے قریب آیا قفل کلان لگا تھا قفل کو توڑا دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ رخسار آتش
پیدا و قدرت رب ودود یعنے سبزہ آغاز نہین ہوا زمین پر چت پڑا ہے ایک پتھر چھاتی پر رکھا
ہے اُسکے صدمے سے کراہ رہا ہے زندگی سے اپنی بیزار بیقرار و اشکبار شاہزادے نے
آکر پتھر اُسکے سینے سے اُٹھایا وہ جوان بیہوش ہوگیا خسرو حوض سے پانی لائے تلوے سہلائے
منہ پر پانی چھڑکا تب اُسکو ہوش آیا شاہزادے کو دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کہ
اے فرزند رشید صاحبقران و اے طلسم کشا خدا نے آپ کو پہونچایا اگر چند ساعت اور تشریف
نہ لاتے تو غلام کو زندہ نہ پاتے کئی برس کا زمانہ اسی حال مین گذر چکا اصل یہ ہے کہ غلام آپکا

گرفتۂ حسرت و یاس ہو پیکر جادو نے مجکو فرزند کرکے پالا سحر بھی تعلیم کیا جب یہ معاملہ آفتاب نے دیکھا
اسکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو پیکر جادو و شہرت جادو کو بادشاہ طلسم کردے راہ گیر جادو کو حکم دیا
شہرت کو جہان پاؤ گرفتار کرلو ورنہ سلطنت طلسم ہاتھ سے جائیگی راہ گیر میری فکر مین رہی ایک دن مین
واسطے شکار کے اس جنگل مین آیا وہ تو کادیگر غلام کو قید کرلیا لیکن مجھپر عاشق ہی اسیواسطے بڑی بڑی
بدعتین کرتی ہی ابتک غلام نے اسکا وصل قبول نہین کیا ملکہ آفتاب کی مصاحب جب گلگونہ گلگون پوش
مجھپر عاشق ہی اور مین بھی اُسپر جان دیتا ہون چھپکر قید خانے مین آتی ہی آپ بھی خدمت مین ضرور آئی ہوگی
خسرو نے کہا ای شہرت دو مقام پر ایک طوطی زرین بال نے ایسی ہدایت کی کہ گویا جان بچائی شہرت
رونے لگا کہا ای شہریار وہ گلگونہ ہی ہر مقام پر آپکی مدد کو آئیگی جو کچھ کوشش اُس سے ہوسکیگی اُٹھا نہ رکھیگی
شہزادہ شہرت سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او مفتری تو کون ہی میرے معشوق کو رہا
کرلیا میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا ایک سحر مین مٹادونگی مجھے کسی ساحر کی پروا نہین ہی ایک ساحرہ
سیہ فام کو دیکھا کہ آسمان سے اُڑتی ہوئی آتی ہی دھم سے زمین پر گری شاہزادے پر گولہ مارا شاہزادے نے
لوح کو جنبش دی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا راہ گیر خسرو پر سحر کرتی ہی سحر باطل ہوتا ہی تاثیر نہین کرتا ایک مقام
پر خسرو تلوار کھینچکر دوڑے راہ گیر نے جب دیکھا کہ خسرو قریب آگئے سحر کرکے جست جو کرتی ہی قریب
شہرت کے پہونچی کہا کہ ای شہرت اب تجھکو طلسم مین قید کردونگی یہ کہکے کمر مین پنجہ دیا خسرو پلٹکر
راہ گیر پر جا پڑے دن راہ گیر شہرت کو لیکر بلند ہوگئی چاہا تیر مارون راہ گیر قندیل فلک ہوئی اُسوقت نہایت
پریشان ہوے شہرت کا جدا ہونا شاہزادے پر بہت شاق ہوا آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے شاہزادہ
پلٹا کف افسوس ملتا ہوا حیران و پریشان کہ ای خسرو اب دیکھیے فلک کیا دکھاتے لوح کو دیکھکر داخل باغ
ہوے دیکھا وہ کنیز جسکو رہا کیا تھا گلشن نام ایک نخل کے سایے مین بیٹھی تھی شاہزادے کو دیکھکر
اُٹھی کہا ای شہریار اب شہیر جادو کے آنے کا وقت قریب آیا بالیقین ہی ملکہ کو لیکر آئے یہ کہکے قریب
شاہزادے کے ٹھہری شاہزادہ گلشن سے باتین کر رہا ہی کہ ایک آندھی سیاہ چلی دیکھا ایک ساحرہ قفس اپنی
ہاتھ مین لیے ہوے آرہی ہی وہین سے دیکھکر شاہزادے کو للکارا کہ او برباد کن خانمان ساحران عالم یہان بھی تو آپہونچا
تمھاری بہیتی کو قتل کرنے لائی ہون آفتاب نے حکم دیدیا دو دن سے اسکو لیے لیے پھرتی ہون مین نے
دو دن سے جان بچائی یہ کہکے زمین پر آئی قفس کو زمین پر رکھا شاہزادے پر سحر کرنے لگی اوّل گولہ

مارا گولہ پھٹا سے زمین پر گرا آگ بہت سی لگی آگ نے بھی اُس شاہزادے پر تاثیر نہ کی زمین میں اسکو
گرا دیا ایک شیر ببر کی شکل بنکر جھپٹا اور ہوئی شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا ساحرہ کے دو ٹکڑے ہو کے
شاہزادے نے تو اُس ساحرہ کے مرنے کو دیکھا اور یہ خیال کیا کہ آواز شادمانی دور کر فوراً قفس اٹھا کے
کلیجے سے لگا لیا ملکہ فرزانہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا اے شہریار تو اس کو لیے تو میں قفس سے نکالوں
اور مہربان کا جھپیر سینہ پر کلیجہ پکڑ لیا ہے لوح مہر سینے پر رکھکر بیٹھ جائیے کہ میں لوح کو کلیجے سے مس کروں درد
سینے سے تسکین حاصل ہو کلیجہ کو کوئی مسلسل رہا ہے دم کنیز کا نکل رہا ہے شاہزادے نے کنڈی کی کھولی فرزانہ قفس سے
نکلی شاہزادے نے دونوں لوح لوح مقصود و لوح طلسم سامنے رکھ دیں کہا آپ ذرا ہٹ جائیے شاہزادے
نے منہ پھیرا تھا کہ ایک آواز مہیب آئی افسوس ہے بادشاہ ساحران ظالم ابھی تیری موت آئی تم لشکر شہریار و
دیکھیں پر آسمانی لوح کو لیا اپنی شبیہ کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا میں فرزانہ بنکر آئی پلٹ کے جو شاہزادے
نے دیکھا کہاں فرزانہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام دونوں ہاتھوں میں لیے للکار رہی ہے شاہزادہ تلوار
کھینچ کر پلٹا لشکر شہریار نے کہا او موئے موذی کا سے لے اپنی تلوار کیا کر لیگی یہ کہکے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے گر گیا
ایک دو پتھر زمین پر مارا اور ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہے شاہزادہ زمین پر گرا گوشہ باغ سے
سیکڑوں ہزار جادوگرنیاں پیدا ہوئیں پکارتی ہوئیں کہ اے ملکہ لشکر شہریار ارشاد کیا شاہزادہ بیکار رہو کہ
زمین پر گرا لشکر شہریار نے کہا کیوں اے خسرو دیکھا مکر اسکا نام ہے تمہارے عیار صاحب پاس ملکہ آفتاب کے
قید ہیں وہ سیہ وقت قفس نہیں چھوڑتیں اسوقت وہ مکان ہوتا تو اس رنڈی کی تعریف کرتا شاہزادہ خاموش
آنکھوں سے آنسو جاری یہی خیال کہ لو میں پاس دشمن کے پہنچ گیا اب زندگی کی کون صورت دیکھیں
اب فکر کیا ہو کہا لشکر شہریار نے جادوگرنیوں کو جمع کیا لاکھ ہزار جادوگرنیوں نے شاہزادے کو مسلسل
زندان کیا ماران سیاہ بدن میں لپٹا دیے اژدہے منہ کھولے ہوئے گرد منہ سے شعلہ آتشیں چھوڑتے
ہوئے شاہزادہ اپنی زندگی سے بیزار ہو ماران سیاہ جسم میں لپٹے تھے ہر مرتبہ منہ کھولتے ہیں
کہ بدن پر منہ ماریں شاہزادہ منہ پھیر لیتا ہے اس حال میں شاہزادے کو تخت پر سوار کیا لشکر شہریار
جادوگرنیوں کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طلسم کے چلی فکر کی ہوئی کہ میں نے کس لطف سے لوحیں
لیں ایسا مکر کیا کہ لوحیں خود اختیار کرکے دیدیں سمجھے کہ معشوق کو بلا لیا میں فرزانہ بنکر قفس میں بیٹھی
اپنی شبیہ کو قتل کرایا تب یہ سب ہاتھ آیا کنیزوں کو بھیجا کہ جاکر آفتاب جادو شہنشاہ طلسم سے اطلاع

کہ دو کہ لشتہپیر نے طلسم کشا کو پکڑ لیا جشن کی تیاری ہو رہی ہے طلسم کو آئی ہون آفتاب یہ کہکر خوش خوش تخت پر بیٹھی
برق ثانی ہر وقت سامنے رہتا تھا کنیزون نے آکر خبر دی برق ثانی یہ خبر سنکر کہنا آفتاب کے قدمون سے کرنے لگا
کہ اے ملکہ عالم میرا نام سلیم مین مسلمان سے بیزار ہون چاہتا ہون آپکی اطاعت کرون مذہب
مسلمانان ترک کیا ساحری پرستون مین میرا بھی نام ہو آپکی خدمت مین رہون عیاریان کرکے
آپکا طلسم بڑھاون گروہ کے ساحرونکو گرفتار کرون ہر جگہ آپکا قبضہ ہو عملداری طلسم آفتاب نگار
کی بڑھے آفتاب نے کہا او مکار یہ باتین تیری یاقوت کو پسند آئینگی وہ گانا سنتی تھی مین گانا سنکر
گیا اپنی جان دون تیری عیاری تو سحر سے زیادہ ہی میرے ساتھ یہ باتین نہ بنا کنیز کو جواب دیا ہم شہر کو آئینہ
کراتے ہین لشتہپیر سے کہو قیدی کو لیکر آوے کنیز ادھر گئی آفتاب نے حکم دیا شہر آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جاوین سب آراستہ ہو کر دوکانون پر بیٹھین قید طلسم کشا آتی ہی شہر والے خوش ہو گئے یا تو خوف
تھا کہ طلسم کشا آکر قتل کرے گا اب اطمینان ہوا کہ لشتہپیر نے سبکو بچا لیا مذہب بھی بچا تیاریان کرنے لگے
دوکانین رنگی گئین شہر آئینہ بند ہوا دوکانون پر تماشہ بینون کا جماؤ ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہی کہ طلسم کشا کی
قید آتی ہی بڑے بڑے ساحر اسنے مارے پیکر جادو کا قاتل ہی لشتہپیر قید کو لیے ہوئے داخل شہر
ہوئی جس طرف سے نکلی لوگ لشتہپیر کی تعریفین کر رہے ہین کہ بی لشتہپیر تمہاری وجہ سے مذہب بچا
ورنہ طلسم کشا سب کو قتل کرتا آفتاب کو مناسب ہی کہ تمکو اپنا نائب کرے اہتمام کل طلسم تمہارے
سپرد رہے لشتہپیر سب کو سلام کرتی ہوئی کہتی ہی جو میرا کام تھا وہ مین نے کیا ہر گلی کوچے والے
اس سے حال پوچھتے ہین ہر ایک سے حال اپنی چالاکی کا بیان کرتی ہوئی شہر کو طے کیا دار الامارہ
پر پہونچی آفتاب نے وزیر امیر استقبال کو بھیجے بہ اعزاز لشتہپیر کو سامنے آفتاب کے لائے
آفتاب نے ہاتھ بڑھا دیے لشتہپیر کو گلے سے لگایا کہا بوا تمنے بڑا کام کیا اب ہمین سلطنت کرنا ہین
گوشہ نشین ہونگی سب اہل شہر وزیر و امیر یہ کہہ رہے ہین کہ لشتہپیر نے مذہب بچا لیا کس الطاف سے
طلسم کشا کو گرفتار کیا لشتہپیر نے دونون لوحین بطور نذر پیش کرکین لشتہپیر نے کہا اب لوح طلسم کا
انتظام کیجیے برقان تو مارا گیا کہ دریا مین مخفی رہتا تھا اب لوح کسکے پاس رہے آفتاب نے کہا
کیا یہ سب انتظام تمہارے سپرد ہی قید طلسم کشا تو اندر لاؤ لشتہپیر نے شہزادہ کو اندر بلایا برق ثانی
نے قفس سے دیکھا کہ عجب سختی مین شاہزادہ ہی یاران سیاہ بدن مین لپٹے ہوئے چہرہ زرد ہو رہا ہی

خاموش سامنے آفتاب کے کھڑا ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے پکار کر
کہا ابھی یہ دعوی باقی ہی خسرو نے کہا انشاء اللہ قید سے چھوٹین گے طلسم آفتاب نگار کو توڑین گے
اگر ہماری قضا تیرے ہاتھ سے ہی تو مجبور ورنہ چار ہین دعوی مذہب کیا دلیے گیا ہی جسطرح بنے گا تجھکو
قتل کرینگے آفتاب نے ہنسکر کہا دیکھو اس پسر حمزہ کی باتین کہ گرفتار کھڑے ہین ہمارے قبضے مین ہین اور
اُسپر یہ باتین ای شہیر جادو قید طلسم کشا تمھارے سپرد ہی پہر دن بارگاہ جاکر بیٹھو ہم دوسرے طرز
سے لوح کا انتظام کرینگے سب وزیر وامیر خوش بیٹھے ہین لیکن ملکہ گلگونہ گلگون پوش عاشق
شہرت جسوقت سے تیار شہزادے کی آئی ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے انتظام واحکام
دیکھ رہی ہی پہلے ہی اسنے دیکھا تھا کہ راہ گیر قید شہرت لیکر آئی کہا ای ملکہ عالم غضب ہوا تھا طلسم کشا
نے اُسکو چھڑا لیا کھڑے ہوئے خوشی خوشی باتین کر رہے تھے کہین پہونچی لڑائی کا سامان کیا طلسم کشا
کو ان سے الگ کیا انکو لیکر بھاگی طلسم کشا کو انتہا کا قلق ہوا ای گلگونہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی پی شہیر
کی آج بڑی عزت افزائی ہی آج انکی بڑی خاطر ہی کیا تدبیر کرون کہ لوح طلسمی اُن تک پہونچاؤن کیونکر
دونون لوحین پاؤن سوچ مین سر جھکائے بیٹھی ہی کہ آفتاب نے پکار کر کہا ایہا الحاضرین
ای سرداران نامی وای ساحران گرامی دیکھا تمنے شہیر نے کیا کام کیا ورنہ یہ جوان لڑتا ہوا تا بقلعہ طلسمی آتا
اب لوح کی کیا تدبیر ہو لوح محفوظ تو خیر ایک تحفہ ہی حفاظت کی اس سے ایک صورت ہی لیکن لوح طلسمی کی
حفاظت واجب ولازم ہی بانیان طلسم نے کیا تدبیر معقول کی تھی کہ لوح طلسمی برقان کے سپرد ہوئی وہ دریا
مین رہتا تھا کوئی اُس تک نہ جا سکتا تھا کون لوح اپنے پاس رکھے گا اسکے بھائی اسکے بھتیجے اسکا باپ سب
صف شکن وتیغ زن ہین اسکے قتل کی خبر سنکر آئینگے جسکے پاس لوح ہوگی اُسی کی فکر کرینگے تمام طلسم اُسیکا
دشمن ہوگا اسمین تو اپنے پاس لوح نہ رکھونگی اور جن صاحب کے مزاج مین آئے لوح اپنے پاس رکھین
بخوبی حفاظت کرین لوح کا انتظام نہ ہو لیکن اگر لوح مین ذرا فتور پڑا اسکے بھائی بند ضرور آئینگے
اب برسون جنگ رہیگی بڑی بڑی مشکل پڑیگی کیا تدبیر کرین کہ لوح غائب ہوجائے سب ساحرون نے
عرض کی اگر حضور لوح اپنے پاس نہین رکھتین تو ہم مین کسکو لیاقت کہ لوح اپنے پاس رکھے اور
تدبیرین کیجیے تو عرض کرین کہ لوح معدوم ہوجائے نہ لوح ہوگی نہ کوئی طلسم کشا پائیگا اگر مناسب
ہو تو لوح کی یہ تدبیر کیجیے کہ کوئی ساحر تیز پر مقرر کیجیے وہ ساحر لوح کو لیکر بہار بوستہ سلیمانی پہ جائے

وہان دریا سے تمہارے کیسی موجین اٹھ رہی ہین بابر قیصر البحرین کے طبقہ زمین کا ٹوٹا ہوا ہی اُس مقام پر
لوح پھینک دینی جاسے کوئی مچھلی نگلجائیگی لوح معدوم ہوجائیگی نہ لوح ہوگی نہ طلسم کشا پائیگا سب نے
اس صلاح پر آفرین کی کہا ای مشیر خوش تدبیر کیا خوب بات کی ہی یہی مناسب ہی ورنہ لوح جسکے پاس رہیگی
سب اُسکے دشمن ہوجائینگے پس لوح کا رہنا بہتر نہین سب نے اس صلاح کو قبول کیا آفتاب نے کہا کوئی
ساحر تجویز ہو کہ وہ لوح لیکر جائے لوح کو پھینک آئے کہ لوح دنیا سے معدوم ہو عقاب جادو وہ ایک
جادوگر ہی کہ اُسکا اپنی تیز پری پر اُڑ جانا ہی اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ عرض کی لوح غلام کو ملے آج ہی جا کر
ادر آج ہی پھینک آؤنگا لوح محفوظ تو آفتاب نے اپنے پاس رکھی اور لوح طلسمی عقاب جادو
کو دی عقاب جادو نے لوح کو جھولی مین ڈالا آفتاب کو سلام کرکے رخصت ہوا ادھر شہر جادو
طلسم کشا کو بیرون بارگاہ لائی اور ایک چبوترے پر لاکر بٹھایا ایک گولہ مار دیا گرد آگ بیچ مین
شاہزادہ سامنے ایک کرہ تھا اُسمین کنیز دلکو لیکر بیٹھی شہر اجوازی کرنے لگی گلگونہ یہ حشر دیکھا اپنے
مقام سے اُٹھی سوچتی ہوئی کہ ای گلگونہ اگر لوح طلسمی گئی اور عقاب جادو دریا پہار موجہ پہونچا اور
لوح کو پھینک آیا دریا مین کون جستجو کریگا کیونکر لوح ملیگی ابھی عقاب کا تعاقب کرون راہ مین جا کر
اُسکو مار ڈالون یا جان اپنی دون اس کشاکش سے جان کا جانا بہتر ہی طلسم کشا اس مصیبت مین پھنسا
اس آفت مین ہین کیونکر زندگی کرون طلسم کشا پر نثار ہوجاؤن طلسم کشا نے جا کر اُسکو رہا کیا اُسکی آزادی مین
قید تھی رانا گیر پھر پکڑ لائی زندان طلسم مین اگر قید کیا اب جان دینا ہی بہتر ہی یہ سوچ کے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے دربار سے اُٹھی آفتاب نے پوچھا ای گلگونہ تم زیادہ پریشان معلوم ہوتی ہو گلگونہ
نے کہا حضور کی پریشانی ہم لوگون کے لیے حیرانی ہی آنکھون سے دیکھ رہے ہین کہ زوال دولت ہو رہا ہی
جو حضور نے تدبیر کی یہ مناسب پڑے کہ لوح چار موجہ پر پہونچے عقاب جادو گیا ہو یہ خیر نافہمی
پلٹ کے آنے پہ گرکے باہر آئی دیکھا عقاب جادو کبوتر بنا ہوا اُڑا ہوا جاتا ہی کنارے آکر ایک بازی کی شکل
بنی تعاقب مین عقاب کے چلی عقاب اسقدر تیز پر ہی کہ لاکھ گلگونہ چاہتی ہی کہین پہ اسکو پہونچ کر
سحر کرکے اُسپر گردن اسکی دو ٹکڑے کردون لوح لیلون تیز پرواز ہی کرتی ہوئی جاتی ہی مگر عقاب آگے
بڑھا ہوا جاتا ہی پھر دوپہر کی آخر بازو دونون مین درد ہونے لگا سامنے پہاڑ دیکھا اُسپر اُترا جنگل پہاڑی چشمہ
کو جھکا جاتا ہی کہ پانی پیون کہ گلگونہ پہونچی دیکھا عقاب جادو جنگل کبوتر پانی پہاڑ پہ پیا جاتا ہی

سوچی کہ ای گلگونہ اگر یہاں سے اُٹھا تو چھار موجہ ہی پر جا کے ٹھہریگا پھر مقابلہ پڑیگا یہ سوچکر پہاڑ پر ٹھہر آئی
کارد سحر جھولی سے نکالی اسم سحر پڑھکے جب یہاں برآئی نعرہ کیا اے عقاب منم گلگونہ گلگون پوش عقاب
پلٹا کارد آکر اُسکے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری عقاب اُڑ کر اُسکے گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی
کشتی مرا نام من عقاب جادو بود گلگونہ ہوا سے زمین پر آئی دیکھا لاشہ عقاب کا تڑپ تڑپ کے
سرد ہوا جھولی سے اُسکی لوح نکالی لوح کو رومال میں لپیٹا جھولی میں رکھا رات ہو گئی تھی گلگونہ سوچی رات
ہی رات چلنا چاہیے پلی تشہیر کو قتل کردن یہ سوچتی ہوئی چلی یہاں تشہیر جادو خسرو و شیر دل پر بدعت
کر رہی ہے کہ شراب پیکر دُرو شاہزادے پر چھینکتی ہے شاہزادہ اپنی جان سے بیزار ہو چکا ہے ہر مرتبہ آواز دیتا ہے
او ملعونہ ایک مرتبہ ایک خنجر مار دے کہ خاتمہ ہو اب کشاکش ہمسے نہیں اُٹھتی تشہیر جواب دیتی ہے او طلسم کشا
تو نے کس حسرت سے ساحروں کو قتل کیا کبھی خنجر لیکر دوڑتی ہے کنیزیں ہاتھ تھام لیتی ہیں کہ دارے قتل نہ کیجیے
صبح کو طلسم کشا پر بدعت کیجیے گا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہوگی وہاں آپکو اختیار ہے کہ گلگونہ آسمان
سے آکر زمین پر اُتری طرف طلسم کشا کے چلی تشہیر نے پکار کر آواز دی کون آتا ہے یہ راستہ نہیں ہے یہاں طلسم کشا
کی قید ہے اِدھر سے ہٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند تشہیر پکاری مگر گلگونہ کب سنتی ہے جب
تشہیر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی ارے آنے والے جواب نہیں دیتا لاکھ منع کیا مانتا نہیں
یہ کہکے گولہ مارا گلگونہ نے لوح کو آگے کر دیا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا تشہیر نے آواز دی ارے
کوئی بڑا ساحر ہے کہ میرے سحر کو یوں دفع کیا یہ کہکے دوسرا گولہ مارا گلگونہ نے پھر لوح دکھا دی پھر گولہ
بیکار ہوا اور پلٹ کر قریب پاے تشہیر کے پہونچا تشہیر گھبرا گئی کہتی ہے ارے یہ کیا شئے دکھا دی کہ گولہ
پلٹ کے میرے پاس آتا ہے کیا شئے اسکے ہاتھ میں ہے جب گلگونہ قریب آگ کے پہونچی آگ بجھنے لگی اب تو
تشہیر گھبرائی آواز دی ارے آگے نہ بڑھنا اس آگ میں جل جائیگا اس آگ سے امان نہ ملے گی گلگونہ
قریب طلسم کشا پہونچ چکی تھی برقع چہرہ سے اُٹھایا پکار کر آواز دی منم گلگونہ گلگون پوش اور لوح طلسمی گلے
میں طلسم کشا کے ڈالدی خنجر کمر سے نکالکر ہاتھ میں دیا جیسے ہی لوح گلے میں طلسم کشا کے آئی ماندان سیاہ
جا کر گرے اژدہا جو سامنے خسرو کے منہ کھولے بیٹھا تھا وہ پانی ہو کر بہ گیا طلسم کشا اپنے مقام سے اُٹھے
گلگونہ نے بھی کہا ای شہریار اب یہ وقت شمشیر زنی ہے مگر اب لوح سے ہوشیار رہیے گا شاہزادہ

| نعرہ کر کے اُٹھا نعرہ خسرو | | منم خسرو و شیر دل نوجوان | | منم نور عینین صاحبقران |
|---|---|---|---|---|

| | |
|---|---|
| اگر تیغ کین بر کشم از غلاف | تزلزل فتد درمیان مصاف |
| زگاو زمین بیخ دمن بر کنم | اگر تیغ بر سنگ خارا زنم |

تلوار کھینچکر شاہزادہ غول پر ہما دو گردن سے گرا گلگونہ سحر کر رہی ہی جب گولہ مارا سو دو سو کے سر اڑ گئے کنیزین لڑکھڑا کے گرین گلگونہ نے کئی سو کنیزون کو قتل کیا اہالی شہر دوڑے کہ یہ کیا ہنگامہ ہوا کیسا گولہ چلنے لگا آکر دیکھا طلسم کشا لوح گلے مین ڈالے ہوئے شمشیرزنی کر رہا ہی گلگونہ پشت پر سحر کر رہی ہی اور آواز دیتی ہی ای ساکنان قلعۂ طلسمی شاید تمکو یاد نہ ہو کتاب مین لکھا ہی کہ جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صدہا ساحر طلسم کشا کے شریک ہونیلگے گلگونہ آوازین دے رہی ہی صاحبو طلسم کشا کی شرکت کرو تشہیر بھاگتی پھرتی ہی خسرو چاہتے ہین اسکو قتل کرین اپنے بڑے صدمے پہونچائے تشہیر نے دیکھا طلسم کشا کے ہاتھ سے میرا بچنا دشوار ہی یہ سوچکر زمین پر گری بار بنکر چلی گلگونہ نے آواز دی ای شہریار تشہیر جاتی ہی شاہزادے نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر بکر کمان مین پیوست کیا تاک کر سینۂ پر کینۂ تشہیر پر مارا تشہیر کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا تشہیر کا لاشہ زمین پر گرا تشہیر ایسی جادوگرنی کا مرنا اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین پھر صدا آئی کشتی مرا نام من تشہیر جادو بود یہ آواز کان مین آفتاب کے پہونچی یا تو تخت پر بیٹھی جشن کر رہی تھی نشے مین شراب کے مبہوت کر رہی تھی تشہیر نے بڑا کام کیا کہ کان مین نکلی تشہیر کے آواز آئی گھبرا کے پوچھا اسے یہ کیسی آواز آئی تشہیر کو کسنے مارا کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی داری طلسم کشا لڑ رہا ہی گلگونہ پشت پر کئی ہزار جادوگر شریک ہو چکے تشہیر کو طلسم کشا نے مارا گھبرا کر پوچھا طلسم کشا کو لوح کسنے دی کنیزون نے کہا سنتے ہین گلگونہ نے جا کے خواب جادو کو مارا اب ہزارہا جادوگر طلسم کشا کے شریک ہوتے جاتے ہین یہ حالات سنکر آفتاب نے منہ پیٹ لیا کہا یار و بڑا غضب ہوا میری قوت بازو قتل ہوئی چلکر طلسم کشا کو مار لو کئی لاکھ جادوگر لیکر باہر نکلی دیکھا شہر مین غدر ہوگیا گلی کوچہ مین تلوار چل رہی ہی آفتاب جادو نعرہ کر کے بڑھی پکارتی ہوئی ارے گلگونہ کو پکڑ لو گلگونہ نے آواز دی ای ملعونہ مجھے کون قتل کرے گا مین کنیز طلسم کشا ہون آفتاب تین لاکھ جادوگر انکو لیکر آئی سحر کرتی ہوئی آگ برساتی ہوئی بڑھی ہر طرف ساحر انکا بلوہ گلگونہ نے دور سے دیکھا ایک مکان مین شہرت قید ہی راہ گیر بعہدہ نگہبانی ہی طلسم کشا کو اشارہ کیا خسرو جا پڑے راہ گیر نے اٹھکر سحر کیا آگ برسنے لگی راہ گیر بڑھی تھی

کہ طلسم کشا نے تیر مارا راہ گیر مرکر گری گلگونہ نے بڑھکر شہرت کو قید سے رہا کیا شہرت جو تڑپ کے
اٹھا کر پلنگ کے گرنے لگا ہزاروں ساحروں کو قتل کیا یاقوت وکلیم وسلیم بھی قید سے چھوٹین
شکل کش پیچھے دوڑی پکارتی ہوئی کہ ای ملکہ آفتاب جادو یاقوت وکلیم وسلیم نے رہائی پائی لڑتی
ہوئی آتی ہین شاہزادے نے شکل کش کو بھی تیر سے مارا اسکے مرنے کی جو آواز آئی آفتاب
گھبرا کے کہتی ہی صاحبو غضب ہوا شکل کش قتل ہوگئی میرے بزرگون کا ذریعہ اعظم ساحر زبردست
بختیار جادو گنبد جالینوس پر حاکم ہی مین وہان جاتی ہون جسکے مزاج مین آئے وہان سے چلے مین
وہان جاکر شکست درست کرون گی اور طور سے لشکرکشی ہوگی یہان کا رنگ تو بگڑ گیا قدم اٹھے ہوئے
نہین رکتے ساحر بھاگے جاتے ہین آفتاب جادو نے غلطک مارکر پرواز چاہی لیکن برق ثانی
کا پتھر ایا تھا مین ہی شاہزادے نے چاہا کہ برق ثانی کو رہا کرون غل رہائی ہوئی آفتاب پتھر اسمت
بلند ہوئی شاہزادے نے چند تیر مارے آفتاب نے آتش سحر سے جلا دیے ساحرون نے دیکھا کہ
آفتاب بلند ہوئی وزیر وامیر بلند ہونے لگے تھوڑے عرصے مین تین لاکھ جادوگر اور شہر والے
کچھ اہل فوج ساتھ آفتاب کے پہونچے تھوڑا دن چڑھتے چڑھتے فتح ہوگئی جادر ہلنے لگی ہر طرف
سے آواز الامان بلند ہوئی شہرت وگلگونہ جو سالہا سال کے ہجران دیدہ آفت کشیدہ
معشوق نے جو عاشق کو دیکھا سر جھکا لیا کنیزون نے حجاب دفع کرایا گلگونہ کہتی ہین ای شہرت
ہمین زندگی سے یاس ہوئی تھی ہمین یقین نہین تھا کہ اب تمسے زندہ ملینگے پروردگار نے اپنا فضل
کیا شاہزادہ دارالامارہ مین آیا رفیقان جان نثار آکر بیٹھے یاقوت جاکر فرزانہ کو لائین ہم وقت
جنگ یہ خود نکلی تھی فرزانہ کو چھوڑ آئی تھی فرزانہ جو آئین شاہزادے سے حکایت شکایت ہجران
کی شاہزادے نے عذر کیا کہ بخدا گلگونہ کے ہم لشکر گزرے جس مقام پر فیلان فیل پیکر نے
تمھارا مردہ دکھایا آمادہ اپنے قتل پر ہوئے تھے خنجر نکالا تھا کہ اپنے کو ذبح کرین مگر اسوقت اسنے
اپنے لطف سے ہمکو آگاہ کیا کہ مین قتل سے اپنے باز رہا اور کس لطف سے کہا کہ لوح کو
ملاحظہ کیجیے لوح جب دیکھی تو معلوم ہوا نمود بے بود طلسم ہی ساحر نے شعبدہ کیا خدا اسنے یہ دن
دکھایا کہ قلعہ طلسم فتح ہوا گلگونہ اور شہرت کو عہدۂ جلیل عطا ہوا شاہزادہ تو یہان مصروف عیش
ہی لیکن دوسری بہن آفتاب کی سرہنگ بدباطن کے مکر سے مسلمان ہوئی ہی قسمت کدہ مین ہی

اگر کسی طور سے طلسم کشا کو لیجاؤن یہان تو یہ صورت ہی آفتاب جو شکست خوردہ بھاگی گنبد جالینوس پر
پہونچی گنبد قریب تھا کہ بختیارک کو خبر پہونچی کہ ملکہ آفتاب شکست کھا کے آتی ہین بیقرار ہوکر برائے
استقبال نکلا آکر آفتاب سے ملاقات کی آفتاب نے جو بختیارک کو دیکھا کہا ای وزیر اعظم تم تو یہان آکر
بیٹھے ہمارا ملک تباہ ہوا محلہ جات مٹے اور مین یہ بھی کہتی ہون کہ طلسم کشا یہان بھی پیچھا نہ چھوڑے گا
کہ مین برق ثانی کو لیتی آئی ہون بختیارک نے پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کون شخص ہی آفتاب نے کہا ای
بختیارک یہ بلائے روزگار ہی مگر جیسے گرفتار کیا رہائی نہین پائی روز مجھکو دھوکے دیتا ہی مگر مین ایسی ہوشیار
ہون کہ اسکو بات نہین کرنے دیتی شہر یاقوت نگار اسیکی ذات سے فتح ہوا بختیارک یہ سنکر اعزاز و اکرام
سے آفتاب کو گنبد مین لایا تخت زبرجدی نکلوایا اسپر آفتاب کو جگہ دی سب مشیر و وزیر آکر بیٹھے
بختیارک نے کہا ای ملکۂ عالم مین ایک بات عرض کرون خلاف مرضی اقدس نہو خداوند قدیم کو آپنے چھوڑا
اور مذہب سامری و جمشید کا اختیار کیا جب ہی سے رنج و ملال آپ پر گذرنے لگا یہانتک مجھکو نوبت
بہم پہونچی کہ مین تو ہر سال جاتا ہون کئی مرتبہ خداوند نے فرمایا کہ اہالی طلسم آفتاب نگار کہان ہین مین عذر
کر دیا کرتا ہون ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ رنج مت اٹھا کر آفتاب اپنی قدرت کو برا خیال ہوا ای بختیارک کہدینا
کہ ماہ دولت کا اعتقاد کرد سامری و جمشید کون تھے رنج و ملال اٹھا کر آئی تو کیا اب قدرت اسکو
کسی بلا مین پھنسائینگے لہذا مین سامان پوجا پاٹ کا مہیا کرتا ہون جاگتی جوت کے خداوند کو یاد کیجیے
کہ یا خداوند جمشید خود پرست ہو گئی مین نے کیا وہ معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی ضرور امید
بر آئیگی آئینہ اقبال مین صورت فتح و ظفر نظر آئیگی آفتاب نے کہا ای وزیر اعظم حقیقت مین کہ مجھسے
بڑی خطا ہوئی مین بیشک توبہ کرونگی اور عہد کرتی ہون کہ ضرور ایکی جشن مین جا کر شریک ہونگی میلہ بھی
وہان کا دیکھونگی اسیوقت بختیارک نے اشیائے پوجا پاٹ کے مکن کیے آفتاب نے بیٹھ کے پوجا
کیا اور جمشید خود پرست سے فریاد کی رات کو تو یہ معاملہ درپیش ہوا وہان جو سمر ہنگ بد باطن آٹھ پہر
فکر مین رہتی تھی ایک شب کو اسنے دیکھا شاہزادے نے مع ملکہ قمر رانہ بالاے بام آرام کیا سمر ہنگ
نگہبانون کو بیہوش کرتی ہوئی بالاے بام پہونچی دیکھا دونون آپس مین لیٹے ہوے سو رہے ہین اسنے
جھولی سے مقراض نکالی پہلے ڈور الوح کا کاٹا جب لوح قبضے مین کر چکی تو پکار کر آواز دی او طلسم کشا
کہانتک سوئیگا بیدار ہو اپنا حال دیکھ منم سمر ہنگ بد باطن بڑے افسوس کا مقام ہی کہ سپہری

بہن کی سلطنت ملے اور اُسکے تخت پر بی فرزانہ بیٹھین گھبرا کے جو عاشق و معشوق نے آنکھ کھولی سرہنگ نے
سرہنگ کو پایا لوح قبضے سے نکل چکی چاہا اُٹھین اُسنے فقط ہاتھ ہلا دیا ہاتھ پاؤن دونون کے بیکار
ہوسے اُسیوقت دونون کو لیکر تخت پر ڈالا لوح طلسمی جھولی مین رکھی لیکے طرف گنبد جالینوس کے
چلی یہان صبح کو سب بیدار ہوے عاشق و معشوق کو تلاش کرنے لگے آخر معلوم ہوا کہ سرہنگ بدباطن
لیگئی یاقوت نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو مع فرزانہ سرہنگ بدباطن لیگئی
اب کیا کیا جاے دیکھیے آفتاب گرم خو کیا آفت برپا کرے بختیار جادو ساحر قدیم آفتاب کا
ندیم ہمیشہ سمجھایا کرتا تھا کہ ملکہ عالم سلطنت طلسم پر بہ لطف قبضہ کیجیے و مزا نزارون کا دخل نہو نے پاے
ورنہ بڑی خرابی ہوگی اب وہ اُسی کے پاس گئی ہی وہان صلاحین ہورہی ہونگی اُسی صلاح مین یہ بھی
حرامزادی طلسم کشا کو لیکر پہونچیگی شہرت اور گلگونہ نے عرض کی ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے وقت بربادی
گنبد جالینوس بھی آگیا لشکر تیار کیجیے لشکرکشی کرکے چلیے ہرچند کہ وہ بادشاہ طلسم ہی تحفہ جات طلسمی
پاس موجود مین سحر مین طاق شہرۂ آفاق لیکن تدبیرین کرینگے جنگ بھی عیاریان بھی شاید پروردگار
کوئی تدبیر کرادے غافل بیٹھے رہنا مناسب نہین سب نے صلاح گلگونہ کو پسند کیا لشکر تین لاکھ
ساحرون کا تیار ہو اگرچہ سلطنت قبول نہ کرتا تھا تخت دیکھ دیکھ کر روتے تھے کہ ہاے یہ تھا مقام ملکہ
فرزانہ فیروز دولت کا اسپر کسی اور کو کیونکر دیکھین کیونکر دل کو آرام آئے آخر صلاح کرکے
ملکہ یاقوت کو تخت پر بٹھایا حکیم و سلیم بعہدۂ وزارت گلگونہ و شہرت منتظم لشکر ہوے تین لاکھ
ساحرونکا لشکر تیار کرکے دس شوکت و شان سے بیرون قلعہ نکلے رئیسان شہر بھی ساتھ آئے ہین پانچ
کوس قلعے سے آگے بڑھکر اُترے ارادہ ہی کل یا پرسون کوچ کرین لیکن آفتاب گرم خو رات
بھر پوچھ کرکے صبح کو تخت پر بیٹھی ہی بختیار جادو کہتا ہی کچھ ظہور قدرت ہوا چاہتا ہی یہ ذکر تھا کہ چند
جادوگرنیان دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو ملکہ سرہنگ بدباطن طلسم کشا و آپکی
صاحبزادی کو قید کر لائین لوح طلسمی لیلی آفتاب نے حکم دیا بلاؤ بختیار کہہ رہا ہی کیون ملکۂ عالم
مین یہ عرض کرتا تھا کہ ظہور قدرت ہوا چاہتا ہی ایسے خداوند کے بیکر کوئی برگشتہ ہو آفتاب بھی
مثل گل شگفتہ ہوگئی سرہنگ اندر بارگاہ کے آئی کہا ہمشیرہ صاحبہ مین نے اپنی جان لگا دی
دونون کو گرفتار کیا بی گلگونہ و شہرت شریک طلسم کشا ہوے آنکھ پھر حفاظت کرتے تھے یہ کہکے

لوح نذر دی لوح لیکر اسنے جھولی مین رکھی کہا ای بختیار اب میلے کے خداوند کے یہان کون باقی ہین
کہا ابھی ہفتہ عشر ہے مین ہو قدرت کے سامنے چلکر ان سبکو پیش کیجیے پٹی کے سر سے سحر مسلمانان
اُتار ین گے سب لوگ راہ پر آ جائین گے سب آپکی اطاعت کرینگے لیکن اول اُن باغیون کو چلکر گرفتار
کرائین سب کو پیل کے زور مت خداوند مین پیش کرین اور آپ اپنے نہ حاضر ہونے کے عذر راست کیجیے
یا جی چاہے آپ نہ جائیے مین جا کے سبکو پکڑ لاؤن بختیار بجادو کے ساتھ بڑا لشکر گیا بختیار بمقابلہ
یاقوت لشکر گران لیکر میدان مین پہونچا یہان ملکہ یاقوت وغیرہ پانچ کوس پر قلعے سے بڑھکر اُتری
ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا آگے گینڈے پر بختیار بجادو لپشت پر لشکر ساحران غدار بڑے
زور و شور سے آکر پہونچا پہلے یاقوت کو خوب سمجھایا یہ سب آمادہ مرگ وہمیا سے قضا ہین جو اب
سخت دیے کہ جو تجسے ہو سکے قصور نکر جواب سنکر بختیار نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر
رات تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے بختیار آگے بڑھا ہوا لشکر کو ترغیب
دیتا ہوا میدان مین آکر پہونچا ملکہ یاقوت تخت پر سوار قلب فوج مین دونون بیٹیان برابر کھڑی
ہین گلگونہ و شہرت لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی کڑکیت
کڑکا کہکر ہٹے بختیار نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
گلگونہ یہ سنکر جا پڑی آپس مین سحر ہوے بختیار نے پکار کر آواز دی ای خاک بار لینا یہ کہکے زمین پر
ایک لات ماری جہان گلگونہ کھڑی تھی اسقدر خاک اُڑی کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسنے اُس غبار کو
شق کیا دیکھا گلگونہ بیہوش پڑی ہی چاہا جھپٹ کے اُٹھاؤن شہرت جا پڑا گلگونہ کو اُٹھانے سے
بچایا آپ لڑنے لگا تھوڑے عرصے تک آپس مین سحر ہوے ایک مقام پر بختیار نے وہی آواز
دی ای خاک بار لینا اسقدر غبار بلند ہوا کہ شہرت اُس غبار مین بیہوش ہو گئے گرا بختیار نے
ان دونون کو اُٹھا لیا لشکر یاقوت جا پڑا ملکہ یاقوت بیٹیون کو ساتھ لیکر لڑائی مین مصروف ہوئین
ہزار ہا ساحر لشکر بختیار کے مارے گئے لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا ایک مقام پر بختیار نے یاقوت
وگلیم و سلیم کو دیکھا وہی آواز دیتا ہوا اُٹھا غبار بلند ہوا تینون مان بیٹیان بیہوش ہو کے
گرین بختیار نے اُٹھا لیا افسرون کو تو یون پکڑا سارے لشکر پر سحر کر دیا کہ ایک سے ایک
بات نکرسے لشکر والے اسباب سحر پھینک کر مبہوت ہوے سر جھکا کر اُسی مقام پر بیٹھ گئے

ان سب کو اس حال مین چھوڑا مال اسباب اپنے قبضے مین کیا جب مال بھی قبضے مین کر چکا اُسیوقت کوچ کیا ستّرہ سرداران نامی اپنے ساتھ لیے زبانون مین سبکے سوزن گرفتار رنج و محن اس زور و شور سے کوچ کیے ہوے جاتا ہی آفتاب گرم خو کو خبر پہونچی کہ وزیر ہمارا سردارون کو گرفتار کرا لایا گنبد سے باہر آ کے اُتری سب سردارونکو مع فرزانہ الگ قید کیا طلسم کشا کو علیٰحدہ قید کیا برق ثانی کو ایک خیمے مین قید کیا رات کو حکم دیا کل کا دن درمیان دوسرے دن کوچ ہوگا طرف قلعہ جمشیدیہ کے چلین گے خبرین منگوا لین کہ زمانہ میلے کا قریب ہی برق ثانی نے قیدخانہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ جمعدار چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے بھی ایک تان ماری جمعدار نے کہا ارے قیدی تو بھی گانا جانتا ہی کہا حضور جان کے خوف سے روتا ہون گانا کیا جانون ذرا مجھکو قریب بلائیے تو مین اپنا گانا آپکو سناؤن جمعدار کی شامت جو آئی برق ثانی کو اپنے پاس بُلایا چکارہ بجانے لگا برق ثانی نے چکارہ مین آواز ملا کر وہ تانین لگائین کہ جمعدار بیقرار ہو گیا کہا میان لڑکے خوب گاتے ہو تب تو برق ثانی نے کہا ذرا ہاتھ کھولدیجیے تو گانا سناؤن کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا جمعدار نے ہاتھ کھولدیے برق ثانی نے بتانا شروع کیا جمعدار دیکھ دیکھکر بیقرار ہو اجاتا ہی تعریفین کر رہا ہی برق ثانی نے اشارہ کرکے جمعدار کو اندر قیدخانے کے بلایا باتین کرتے کرتے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے جمعدار کو بیہوش کیا اُسکو اپنی صورت بنایا جمعدار کو قیدخانے مین ڈالدیا آپ جمعدار کی شکل بنکر باہر نکل ساتھ والون سے کہا چوکی پہرے سے ہوشیار رہنا مین ابھی آتا ہون یہ کہکے برق ثانی نکل گیا لشکر تو بے انتہا اُترا ہوا ہی ایک دوکان پر جاکے پڑ رہا یہان صبح کو لشکر تیار ہوا آفتاب نے کوچ کیا جب آنکھ کھلی جمعدار غل مچانے لگا کہ ارے مجھے کسنے قید کیا ملکہ آفتاب کو خبر پہونچی کہ آج وہ قیدی نئے فقرے بگھار رہا ہی آفتاب نے کہا بکنے دو نگہبانون نے کہا حضور وہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہی آخر آفتاب خود آئین دیکھا برق ثانی رو رہا ہی سر زنجیر پر دے دے مارتا ہی آفتاب کو دیکھکر پکارا حضور مجھے کسنے قید کیا اور وہ لڑکا کہان گیا آخر بختیار آ! بختیار نے کہا اسکا منہ دکھاؤ جب منہ دھلایا تو مفصل حال کھلا پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور لڑکا مجکو اپنی صورت بناکے چلا گیا جمعدار کو تو قید سے رہا کیا حکم دیا اب کوچ ہو برق ثانی نے ایک سردار کی نوکری کر لی وہین رہتا ہی دن بھر منزل۔ چلتے ہین شام کو کسی مقام پر اُترتے ہین برق ثانی حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون

اگر شاہزادے کو رہا کیا توح پاس آفتاب کے ہی کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتا ایسی باتین سوچتا ہوا لشکر کے ساتھ ہی ڈھونڈ رہا لیکن آفتاب کے ساتھ ملیگین آج ایک مقام پر آکے پہونچے دیکھا سامنے ایک قلعہ نہایت عمدہ بنا ہی ایک پھاٹک سامنے اور چھ دروازے تین طرف دست راست کے تین طرف دست چپ کے نہرین پانی کی جاری ہین انسان کا نام نہین برق ثانی نے ایک سے پوچھا کیا اس قلعے کے دروازے بہت ہین اُسنے جواب دیا یہی سات دروازے ہین ہر ایک دروازے کے آگے بازار آراستہ ہوگا مقام پہ ان دروازون کے کل دیکھنا جس رنگ کا جو دروازہ ہی اُسی رنگ کے اہالی بازار ہون گے اُسی رنگ کا لباس پہنے ہوے داروغہ ہوگا دو دن مین میلہ جمے گا تیسرے دن جلوس خداوندی ہوگا لوگ زیارت کو جائین گے اپنی اپنی مراد پائین گے ہزارہا کوس سے آنیوالے آتے ہین سب طرح کی مراد پاتے ہین بڑے بڑے تاجدار بڑے بڑے سردار اس میلے مین شریک ہون گے کیا تم کبھی اس میلے مین نہین آئے برق ثانی نے کہا مدت ہوئی مین بہت چھوٹا تھا اپنے باپ کے ہمراہ آیا کرتا تھا اُسوقت کی باتین یاد نہین رہین اب بہ احتیاط دیکھونگا یہ باتین سنکر برق ثانی اُسی خیمہ مین آیا جسکا نوکر تھا اُس سے بھی کچھ باتین پوچھین پھر دن رہے سے آمدین شروع ہوئین شام کو برق آکر اپنے سونے کے مقام پر لیٹا خیال مین شاہزادے کی قید کے کب نیند آتی ہی پڑا تڑپ رہا ہی آوازین نوبت نقارے کی کان مین آتی ہین رات بھر یہی ہنگامہ سُنا کیا جی مین کہتا ہی صبح ہو تو دیکھون کون کون آیا صبح کو جو اُٹھا حاجت وغیرہ سے فراغت پاکر اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا تمام میدان دامن قلعہ آدمیون سے بھرا ہوا ہی جو دروازہ کلان ہی اُسکے آگے کرسی بچھی ہی دروازے کا سُرخ رنگ ایک جوان یاقوت پوش کرسی پہ بیٹھا اپنے میلے کا انتظام کر رہا ہی ایک دروازے پر زمرد پوش بازار زمرد پوشان کے انتظام مین مصروف ہی ایک دروازے پر مروارید پوش کہ وہ بازار سفید پوشان ہی انتظام کر رہا ہی ایک طرف نیلی پوش ایک طرف صندلی پوش اپنے اپنے بازار و نکے رنگ مین مصروف ہین اور پہلو سے قلعہ پر ایک نہر جاری ہی مثل دریا کے پوشان و خروشان کنارے کنارے اُس کے ہزارہا آہوان صحرا ٹھہر رہے ہین جس بازار مین جو کوئی دزدی کرتا ہی کوتوال اُس دزد کو گرفتار کر کے سامنے داروغہ بارگاہ کے لیجاتا ہی داروغہ کوتوال کو حکم دیتا ہی اسکو لیجاکر نہر مین نہلاؤ وہ لوگ اُس گنہگار کو نہر پر لیجاتے ہین جبراً اُسکو جھیل مین نہلاتے ہین نہا کے نکلا اور آہو ہوگیا قید بند سے اُسکو رہائی

کہ سکے اُسی شہر مین چھوڑ دیا کنارے کنارے نہر اریا آ ہو پھر رہا ہو کنارے پر نہر کے جو گھانس لگی ہی وہی اُنکی خوراک ہی برق ثانی اُٹھا کہ بازار کی سیر کرد ن اول کے کوچے پر بازار زرین پوشان ہو اُس بازار مین آیا دیکھا کرسی زرنگار پر ایک نازنین نہایت حسین بہ کبر و نخوت بیٹھی ہی عدل و انصاف مین مصروف ہی برق ثانی کھڑا ہوا دیر تک اُس مہ جبین کو دیکھا کیا دوسرے بازار مین آیا وہ بازار نیلی پوشون کا ہی ایک زنگی قوی تن قوی من پہلوان کی وضع مین بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہی جو گرفتار ہو کر زنگی کے سامنے آیا تیغ کھینچکے اُٹھا اُسکو قتل کیا کوتوال سے اشارہ کیا اسکو نہر عدالت مین پھینک ۔ وہمراہیان کوتوال لاشہ اُٹھا کر لیگئے جا کے نہر مین پھینکا کچھ مچھلیون نے لاش کو نوچا ایک نہنگ پیدا ہوا لاش کو اُس مقتول کی نگل گیا کنارے پر آ کے اُسی لاش کو اُگلا ہو ا جو لگی بہ شکل آ ہو وہی مقتول جست کرتا ہوا آ ہو ون مین جا ملا وہان سے برق ثانی بازار صندلی پوشان مین آیا دیکھا ایک صندلی پوش کرسی پر بیٹھا ہی برق ثانی ایک تاجر کی دوکان پر کھڑا ہوا یہ سب تماشے دیکھ رہا ہی تاجر نے کہا میان صاحب بیٹھ جاو برق ثانی نے کہا مین اچھا کھڑا ہون اُس تاجر نے بہ حسرت برق ثانی کو دیکھا اپنی دوکان سے کسی حیلے مین اُترا کوتوال کے پاس گیا کہا میری دوکان پر ایک شخص عیار بہ حسرت کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی جلد چلکے گرفتار کر لیجیے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ شخص کبھی اس میلے مین نہین آیا کوتوال پیادون کو ساتھ لیے ہوے نرسنگھا پھنکتا ہوا جیسے ہی اُسکی دوکان کے سامنے آیا برق ثانی نے جو کوتوال کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب چاہا بھاگ جاؤن یہ سوچکے ایک خیمے کی آڑ پکڑی کوتوال نے تاجر سے پوچھا وہ گنہگار کہان گیا تاجر نے کہا وہ خیمہ کی آڑ مین کھڑا ہی لوگون نے آ کر برق ثانی کو گرفتار کر لیا ہر چند برق ثانی چیخا چلایا کچھ نہ سُنا کوتوال کہتا ہی کہ اے شخص تو ہمکو دیکھکر کیون بھاگا صاف ثابت ہوتا ہی کہ تو یہان نیا آیا ہی کبھی اس میلے مین نہین آیا تھا ہر چند برق نے عذر کیا کوتوال نے کچھ نہ سُنا برق ثانی کو کشان کشان سامنے دارو غہ صندلی پوش کے لایا داروغہ نے پوچھا کیون کوتوال اسنے کیا خطا کی کہا حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ شخص چور ہی ہمکو دیکھکر بھاگا داروغہ نے جواب دیا اسکو پاس داروغہ نیلی پوشان کے بیجاؤ کوتوال کشان کشان برق ثانی کو سامنے داروغہ بازار نیلی پوشان کے لیکر آیا کہ داروغہ وہان کا وہی زنگی ہی تیغہ خون آلود چمکا رہا ہی برق ثانی داروغہ کی صورت دیکھکے گھبرایا فریاد کرنے لگا ای داروغہ بازار مین نے کوئی خطا نہین کی بلا وجہ مجھے گرفتار کیا ہی

کوتوال نے کہا بیشک یہ بنجیلا ہی لیکن ہمکو دیکھکر بھاگا چور ہمکو دیکھکر بھاگتا ہو ہم اسکو گنہگار سمجھے گرفتار کرلائے
اب سزا وغیرہ کا سرکار کو اختیار ہی زنگی نے حکم دیا اسے لیجاؤ اور لیجاکر نہر عدالت مین نہلاؤ برق ثانی نے
فریاد کی ای داور فقد تیرے عدل و انصاف کے شہرے ہین مین نے کوئی خطا نہین کی ہی بلا وجہ
مجکو گرفتار کیا ہی امیدوار ہون کہ رہا کیا جاؤن زنگی نے حکم دیا ای کوتوال اسکو چھوڑ دے لیکن اس قدر
سے کہ ہنگامہ حسرت بازارون کو نہ دیکھے اور نہ تم لوگون کو دیکھکر بھاگے برق ثانی کو اسنے چھوڑ دیا
کہا جاؤ اگر مفتی بازار کے پاس جاتے تو تمھارا انصاف ہوتا برق ثانی سلام کرتا ہوا بھاگا اور بازار
زمرد پوشان مین پہونچا دیکھا ایک جوان زمرد پوش کرسی پر بیٹھا ہی اس بازار پر بڑی گھما گھم ہی صرافہ بزازہ
جوہری بازار نہایت تکلف سے بزازون کے تھان کھلے ہوئے خرید و فروخت ہو رہی ہی دلال
پکار پکار کے کہر رہے ہین سیٹھ جی دوکاندار صاحب ہمکو دھیلہ روپیہ دیجیے گا ہم زیادہ نہین لین گے گاہک
ہمارا اُپر تا ہی بلے ہمارے کبھی سودا نہین خریدتا ہم بھی اسنے گاہک کو سودا سستا دلواتے ہین کیسے کیسے
دوکاندار گلبدن پھرتے رشک چمن بیچنے پر آمادہ گاہک کو آواز دیتے ہین میان کچھ کپڑے کی خریداری
منظور ہو تو ہمارے پاس آئیے ایک طرف جوہری بیچے چنی لال و پنا لال و لالہ یاقوت کمر سے سے کمر سے
سودا بیچنے والے کوئی خریدار جو آیا ڈبہ جو کمر مین باندھے تھے وہ کھولا جواہرات دکھائے دیکھنے والا
جواہرات دیکھکر محو ہو گیا گفتگو خرید و فروخت کی ہونے لگی ایک جانب سر اُٹھا کے دیکھا بھانڈ بھگتنیان
بازار مین اپنا رنگ جما رہے ہین گاتے پھرتے ہین جب کسی بھگتن نے کسی نوجوان کو دیکھا دامن
پکڑ لیا کچھ دو چار پیسے لیے تب جانے دیا ایک جانب فرش بچھا ہی رئیسان شہر دوستون آشناؤن کو ساتھ
لیے ہوے فرش پر بیٹھے ہین آپس مین باتین ہو رہی ہین ایک جانب دیکھا پالین رنگ برنگ
کی استادہ ہین اُسکے نیچے نازنینان مہ جبین گوری گوری صورتین جوڑے تر چھے باندھے ہوے مسند پر
بیٹھی ہین سامنے سُنہرے حُقّے لال نیچے چلمین ایک جانب دھری ہی آگ روشن چاہنے والونکے جاؤ
جنکو زیادہ تقرب ہی وہ تخت پر بیٹھے ہین چلمین اُڑتی چلی جاتی ہین کوئی جوان اکڑتے ہوے آئے جیب سے
چونی نکالکر چینی پکار کر کہا بی ساقن صاحب کوئی ٹھرہ سا مجھان کا پلو اپنے ساقن نے سر ہلایا نوکر سے
چلم مانگی وہ سُلفہ جما کر لایا بھنگیرن نے کمر سے بٹوہ نکالا اُسمین سے چرس نکالکر جمائی کہا لو میان اب
نشہ ہو جائیگا آگ رکھوا کر حُقّہ بڑھایا جوان نے کہا ذرا اُسکو بھی لگا دیجیے بھنگیرن نے بڑی

مشکل سے اس بات کو مانا دم لگایا کہ چلم ٹوٹنے کا ڈر پیدا ہوا بالشت بھر کی لو نکلی کہا لو یاران دم لگاؤ جون
نے حقہ ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی پیارے ذرا جوانون سے تو آنکھ ملاؤ پھنکتے جوانون کی یادرکھنا
جینے ندی کا نجے کی گلی حس بیٹھے سے بیٹی بھلی اپنا تو یہ قول ہی فرزند آزاد کے دم مین کھینچ دم چرسون کا زندگی
ہین + پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردون و زندون مین + دس برس کی عمر مین گھر سے نکلے اسی چرس
کے واسطے مان باپ سے برسے ہوئے تمسے آنکھ لڑانے کا شوق ہی قطار کی قطار بھنگیریون کی اُس
مقام پر ہی سب طرف دم پڑ رہے ہین دھوان بلند بازار دھوان دھار ہو رہا ہی ایک جانب فرش
بچھا ہوا جوان لیٹے ہین ایک کا سر ایک کا پانون چہرے زرد خود نیچے مین روشن لگالی ہاتھوں مین چھینٹے
جما کر اُبار رہے ہین دوکاندار کو دم ہی دم مین آواز دیتے ہین چھ ماشے اور بھیجو دوکاندار نے جواب
دیا ابھی چار ماشہ کا پتہ بھیجا ہی خانصاحب آپ بہت پیتے ہین خانصاحب نے جواب دیا بھائی آجکل
دو تولے کا دورا ہوتا ہی شام سے جو آتے ہین چانڈو خانے سے بارہ پر ایک بجے جاتے ہین
قورمہ چپاتیان تیار ملتی ہین ایک ردی شور بے مین ڈبو کر کھا لیتے ہین برق ثانی نے ایک سے
پوچھا یہ کون لوگ ہین اُسنے کہا یہ لوگ چانڈو پینے والے ہین زرد ہو کر رہ گئے ہین خون جسم مین
باقی نہین ہی برق ثانی میلہ دیکھتا پھرتا ہی ہر بازار مین دوکاندار مرفہ حال خرید و فروخت انتہا کی
ہو رہی ہی ساتون بازارون کی برق ثانی نے سیر کی ہزار ہا گنہگار گرفتار ہوئے آہو بنایا اور
چھوڑ دیا وہ آہو بہ نگاہ حسرت بازارون کو دیکھتے ہین کنارے نہر کے چرا کرتے ہین دو دن
برق ثانی نے بازارون کی سیر ہو سکے سیر کی کوئی پیشہ ور ایسا نہین ہی کہ جو ان بازارون مین نہ ہو
تیسرے دن سویرے قبل از طلوع آفتاب بڑے بڑے تاجر تحفہ جات کی کشتیان لیے ہوئے
بڑے پھاٹک کے اندر جاتے ہین بازارون مین ہلڑ ہی کہ وقت جلوس خداوند قریب آیا برق ثانی
اُن سب مین ملکر دروازے کے اندر آیا دیکھا ایک میدان وسیع سامنے ایک دروازہ عالی کھلا
ہوا دروازے پر چند نگہبان بیٹھے ہین کسیکو آمد و رفت سے نہین روکتے یہ تاجدار سردار تاجر جو سب
ملکر گئے تھے اُنکے ساتھ برق ثانی بھی دروازے کے اندر داخل ہوا دیکھا ایک باغ پُر بہار
عروسان چمن کا نکھار درخت قطار در قطار عندلیبان چمن کی پکار دلون کا زیر نخل سایہ دار انبار غنچے
چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی

ہین پہ غزلین گا رہی ہین نظم

| | |
|---|---|
| اُڑ کے وان پہونچے گا حال شوق شہپر ہوگیا | گر نہین قاصد نہ ہو نامہ کبوتر ہوگیا |
| جب اُڑا اُسنے اپنے مُنھ سے پھونک کر اُس طفل نے | جان اُنہین آگئی سر پر کبوتر ہوگیا |
| ہی پہ بیٹھا نہین ہو ہاتھ مین جام بلور | معجزہ ہاتھ آگیا ساقی پیمبر ہوگیا |
| ای بہار عمر آخر آگیا وقت خزان | یہ بھی جلسہ گلشن عالم کا دم بھر ہوگیا |
| قطرۂ مے کی طرح آنسو نکل آئے مرے | دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہوگیا |
| داغ کئے سب خاک مین کہنے کو دو دن کیلیے | کوئی دارا ہوگیا کوئی سکندر ہوگیا |
| آفتاب حشر کا اب ای تیتین کچھ ڈر نہین | سر پہ میرے سایۂ ساقی کوثر ہوگیا |

ہر طرف جوش بہار ہی ہمہما سے طولانی نہر دن مین آب صاف و شفاف نہرین چھلک رہی ہین پانی کی روانی صاف و شفاف پانی حباب مثل چشم معشوق پر حسرت سمت گلشن نگران آب آئینہ مثل آئینہ حیران برق ثانی سب کیفیت دیکھتا ہوا اسکے ساتھ وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ وسیع گرد اُسکے ستر اور ہاسیڑھیان علاوہ برسر چبوترہ سکے سیڑھیون پہ درجہ بدرجہ فرش بچھا ہوا ہی اور بالا چبوترہ ایک ممبر سونے کا رکھا ہی ممبر کے پہلو مین ایک کرسی جواہرنگار اور کرسیان اُسکے الگ الگ بچھی ہین لیکن یہ کرسی جو قریب ممبر کے ہی نہایت تکلف سے آراستہ سونے کی کرسی آئینہ جواہرات جڑا ہوا اور کرسیان چاندی کی ہین چند کرسیان دست چپ پر چند دست راست پر ممبر کے بچھی ہین برسر چبوترہ بھی صدہا تاجدار دنگل دمبر پر بیٹھے ہین نیر اعظم نکلا تھا دھوپ سا تھ زردی اسکے ظاہر ہوئی کہ سب تاجدار کھڑے ہوگئے دیکھا سامنے سے ایک ہوا ارظاہر ہوا اور اسپر ایک مرد پیر باریش سفید تاج بھاری سر پر پہنے ہوئے لباس سفید جسم مین کہارہ ہو اور کوشمل ہوا اُڑا اسکا ہودج لاتے ہین تاجدارون مین ہنگامہ ہوا قدرت آگئے وہ ہوادار قریب سیڑھیون کے لاکے رکھا اور پیرد اُترا تاجدار اُسکو ہاتھون ہاتھ بالاے چبوترہ لائے وہ جو کرسی مکلل بجواہر بچھی ہوا سپر اسکے بٹھایا سب نے اُسکو سجدہ کیا اسکو نہین ہنسکے جواب دے رہا ہی کہ برق ثانی نے دیکھا بختیار رہا و وماکات کنندہ جالینوس پہلو مین آفتاب گرم خو لباس بھاری پہنے ہوئے مرصع درفیع سا تھ ساتھ اور چہار جانب سے دہی دار دغہ لوگ جو بازارون مین کرسیون پر بیٹھے تھے آکر پہونچے کرسیون پر بیٹھے

کہ بختیار نے آفتاب کو لاکر سامنے پہونچایا آفتاب نے سجدہ کیا جمشید خود پرست نے پوچھا ای
آفتاب کئی سال سے کہان تھین کیون نہین آئین بختیار نے حال بربادی طلسم کہنا شروع کیا جمشید
خود پرست نے جواب دیا قدرت کو سب معلوم ہو البد اختتام جشن بیان کرنا قیدیون کو بھی ہمارے
سامنے لانا سب کا علاج ہو جائیگا یہ کہکے جمشید خود پرست ممبر پر آیا کہ سب تاجدار پھر کھڑے ہوگئے
دیکھا ایک نقابدار یاقوت پوش سراپا دریائے جواہر مین غرق تاج یاقوتی برفرق مرکب باد رفتار
اُڑاتا ہوا گھٹنا چست پڑھا ہوا گاتی بندھی ہوئی اندر سے نقاب کے لو نور کی نکل رہی ہی اُس
نقابدار کو دیکھکر سب کھڑے ہوگئے جمشید ممبر پر بیٹھا ہو وہ نقابدار سیڑھیون کو طی کرکے برسر
چبوترہ آیا جمشید نے آواز دی ای نور چکیدہ خالص قدرت اپنے مقام پر آکے بیٹھو وہ کرسی مکلل پجواہر
جو بچھی ہی اُس کرسی پر آکے بیٹھا وہ نازنین جو بازارین دارو غہ تھی وہ پشت پر آکے کھڑی رہی پھر
جمشید ثانی نے کتاب کھولی پکار کر آواز دی ایہا الحاضرین طلسم آفتاب نگار مین زمان انقلاب
ہی ہمارے بندون کے واسطے پیچ و تاب ہی لیکن ہماری دختر بلند اختر کے طالع مین وہ ستارہ
آکے واقع ہوا ہی کہ سب پر حاکم ہوگی لیکن انقلاب سے مایہ دولت سبکو بچائینگے گھر دشمن لوٹ کے
پاٹ کر دیا وہ ہماری فراموش نہو قدرت تکو نہ بھولینگے یہ کہکے چند فقرات زبان سنسکرت مین
پڑھے اُسکا ترجمہ یہ تھا کہ مذہب ساحری و جمشید باطل ہمارا مذہب مثل آفتاب روشن رہیگا
طلسم کو بربادی سے بچائینگے سب کی مدد کو وقت پر آئینگے ایسے فقرات پڑھکر ممبر سے اُترا انتہی پڑی لوگون
مین آئی اُسپر کچھ فقرے پڑھے ممبر سے اُتر کر تخت پر بیٹھا اب آفتاب اپنے مقام سے اُٹھی جمشید نے
کہا تمھاری بربادی کا حال معلوم ہی قیدیونکو بلواؤ دیکر اپنی بیٹی کو بعد لانا پہلے اپنے سردار دونکو لاؤ آفتاب
نے پلٹ کے اشارہ کیا یاقوت وغیرہ آئین اُنکی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون ای یاقوت
وای کلیم وسلیم بربادی طلسم منظور ہوئی خبردار آج سے بدل و جان آفتاب کی اطاعت کرنا یہ کہکے
اپنے مقام سے اُٹھا سبکے منھ پہ ہاتھ پھیرا سبنے جمشید کو سجدہ کیا قدمون پر آفتاب کے گرین کہا ہم سحر
مین مبتلا تھے اسوجہ سے آپکی دشمنی کی اب عمر بھر بھتانے حکم سے گردن تابی نہ کرینگے یاقوت وغیرہ
مع جملہ سردار پشت پر آکے بیٹھین جمشید نے حکم دیا لوح طلسمی کہان ہی آفتاب نے جھولی سے
نکالکے جمشید کو نذر دی جمشید نے پکار کر آواز دی ای گلگون پوش وہ جو دارو غہ بارگاہ گلگون پوشان

تھا وہ سامنے آیا جمشید نے لوح اسکو دی اب جمشید نے اشارہ کیا فرزانہ فیروزہ پوش کو لاؤ دیکھا
فرزانہ فیروزہ پوش لڑکھڑاتی ہوئی آئی یہ اشعار زبان پر لائی نظم

| | |
|---|---|
| دیتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے | دھاگون مین آگیا ہے زنار دار کے |
| اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ | شور جنون اب کی سال ہین بہار کے |
| مانند گرد باد کے لپٹین گے ہم تجھے | آنا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے |
| نالے کیے بغیر مین رکھتا نہین قدم | جاتا ہون گھر مین یار کے در پر پکار کے |
| دم سے طلسم آدم خاکی کا ہی خلیل | پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے ہی تار کے |

بیہوشی لب پر یہ اشعار عاشقانہ کبھی پکارتی ہی ای خسرو تیمور دل مقام افسوس ہی ہم تمھارے دیدار سے محروم رہے آج کتنے دن کا زمانہ گذرا کہ صورت زیبا و طلعت جہان آرا نہین دیکھی کاش کے پہلو نشین مرجان کا ہوتے مرجان نے خوب مہلت پائی دنیا سے ناپائدار کو چھوڑا ہم ایسے سخت جان ہین کہ کسیطرح روح جسم خاکی سے نہین نکلتی آفتاب نے کہا یا خداوند دیکھیے یہ حال ہی کہا آپ نے دو جو کہتی ہی کہنے دو ابھی ہوش مین آجائیگی ارسے شیشہ آب رحمت کا حاضر کرو فوراً ایک نقابدار اٹھکر شیشہ کیوڑے کا لایا وہ نقابدار یاقوت پوش جسکو نور چکیدہ قدرت کہنا چاہیے اسکے پیر و ہلا سے ایک جام مین لبریز کرکے وہ جام آفتاب کو دیا کہا جسطرح سے بنے اسی کو پلادو مشکل دہن سے فرزانہ کے لگایا جیسے ہی قطرہ اسکے حلق سے اترا لہرا کے گری بیہوش ہوگئی ہاتھ پاؤن زمین مین مارنے لگی بعد تھوڑے عرصے کے ہوشیار ہوئی اٹھتے ہی جمشید کو سجدہ کیا اٹھ بیٹھی سامنے اپنی ماں سے کہا ای مادر مہربان یہان مجھے کون لایا ہتھکڑیان کیون پہنائین آفتاب نے ہتھکڑیان ہاتھ سے اتارین قید ودر کی ماں کے پہلو مین سر جھکا کے بیٹھی باتین ہوش کی کرنے لگی جمشید نے آفتاب سے اشارہ کیا اسکو رخصت کرو یاقوت سے آفتاب نے کہا فرزانہ کو لیجا و یاقوت اپنے ہمراہ فرزانہ کو لیگئین شاہزادہ بالکل فرزانہ کو یاد نہین برق ثانی حیران ہوا معاملہ دیکھ رہا ہی کہ جمشید نے کہا ای آفتاب طلسم کشا کو بلاؤ بدلائل قائل کرینگے تخت طلسم پر بعہدہ سلطنت بیٹھین اور قاعدے سے آگاہ نہ ہوئین ملازمان آفتاب جاکر طلسم کشا کو لائے برق ثانی نے دیکھا شاہزادہ مسلسل و مطوق زیور آہن مین غرق ہتھکڑیان ہاتھوں مین بیڑیان پاؤن مین لباس داون مین

خاردار لٹو باہون پر چوڑے فولاد کے راٹون پر بھی چوڑے چڑھے ہوئے اُکسنے کی طاقت نہین اکڑتا ہوا شاہزادہ آتا ہی سامنے جمشید کے آکر پہونچا نقابدار یاقوت پوش جو جواہر نگار کرسی پر بیٹھا ہی جمال جہان آرا سے شاہزادہ دیکھکر بیپنہ آگیا قلب ٹھہر آیا لیکن سر جھکا لیا شاہزادے نے مثل اہل اسلام کے سامنے جمشید کے صاحب سلامت کی جمشید نے کچھ جواب نہ دیا پکار کر آواز دی کہ اے تاریک جادو طلسم کشا کو زندان عشرت مین لیجاؤ یہ سنتے ہی ایک ساحر سیہ فام اکڑتا ہوا آیا کمر مین شاہزادے کی پنجہ دیکر لے اُڑا اب جو برق ثانی پلٹا شاہزادے کو محفل مین نہ پایا گھبرا کر لوگون سے پوچھا شاہزادے کو کون لیگیا لوگون نے کہا تاریک جادو داروغہ زندان خانہ عشرت ہی وہ شاہزادے کو لیگیا برق ثانی نہایت شرمندہ کہ افسوس اب مین کیا کرون زندان خانہ کیدہ تلاش کرون لیکن مجبور ونا چار فرزانہ کو سردار لیکیہ شہرت وگلگونہ سب نے اطاعت آفتاب کی جمشید سے کرکے اپنے مقام سے اُٹھا جلسہ برخاست ہوا اب برق ثانی باہر آیا دیکھا تمام بازار ویران پڑی ہین جابجا سناٹا بارگاہین اُکھڑ گئین برق ثانی حیران ہوا جیسکا نوکر تھا وہ بھی چلا گیا آفتاب نکلتے ہی طرف طلسم کے روانہ ہوئی برق ثانی سوچا کہ اب مین آفتاب کے ساتھ جاکے کیا کرون شاہزادہ اس نواح مین مجھے وہان سے کیا کام ہر طرف تلاش کرنے لگا کبھی زیر دیوار قلعہ دوڑا ہوا جاتا ہی کبھی سر ٹکراکے چلاتا ہی کبھی جنگل مین دوڑا ہوا جاتا ہی کبھی نام لیکر شاہزادہ خسرو کا پکارتا ہی اے آقائے نامدار آپ سے فلک نے یون جدا کیا کہان ڈھونڈھون کہان تلاش کرون کبھی زیر کوہ آتا ہی پتھرون سے سر ٹکراتا ہی درہ ہاے کوہ مین گھس جاتا ہی چیخین مارکر روتا ہی کہ اے آقا نامدار اگر جان جاؤن کہ آپ اس پہاڑ مین ہین تو جان شیرین کو مثل فرہاد تلف کرون پہاڑ کو تیشہ سے کاٹون جوے شیر بہادون پھر دوڑ کر اُس قلعے کے سامنے آتا ہی وہان سناٹا پاتا ہی وہ نہر وغیرہ سب غائب ہوگئی آہو ونکا پتہ نہین دروازے قلعے کے بند درختون سے سر ٹکراتا ہی برق ثانی تو اس حال پُر ملال مین ہی کہ اسکا ذکر وقت پر تحریر کرونگا اب حال پُر ملال شاہزادہ خسرو شیر دل تحریر کرتا ہون کہ اُنکی کمر مین پنجہ دیکر تاریک جادو جو بلند ہوا شاہزادے کی آنکھ تموج ہوا سے بند ہوگئی نہین معلوم لا ہوا کس راہ سے لایا کتنی دیر اُڑا اب جو آنکھ کھلی عجب مقام عشرت خیز مین اپنے کو پایا گرد باغ پر بہار درخت سر سبز وشاداب میوہ شاخون مین لاجواب طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا باغبان

چمن

قضا و قدر کی بھر رہے ہین خار بھی انگلیان اُٹھاتے ہین کہ ای بانی بنا سے باغ عالم تو یکتا ہی حقیقت مین تو لاشریک ہی یہی اعتقاد سب کا ٹھیک ہی طفلان غنچہ مہد شاخ پر جھول رہے ہین چہرۂ گل کو دیکھکر پھول رہے ہین رنگ گل مین چہرۂ محبوب سے زیادہ رعنائی شاخ پر میوہ کی زیبائی آپنے کو شاہزادے نے بارہ دری مین پایا صد ہا صحنچیان کھانا سب طرحکا نیردن پر چنا ہوا ڈالیان میوے کی ہر رعنائی رکھی ہوئین نارنگیان رشک پستان محبوب جنکو دیکھکر دانت کھٹے ہون کوے سُرخ سرخ مثل عذار معشوق اپنی رعنائی دکھار ہے ہین اُسی صحنچی مین مگر رد ٹرپلنے کی نالی بنی ہوئی سپر شمشیر گرز موزے رائگے چار آئینہ پلنگ کسا ہوا سفید چادر کلابتون کی ڈوریان سیجبند سنہری لٹک رہے ہین تکیے نرم ایک جا گل تکیے ہر صحنچی مین ایک ایک جوان بیٹھا ہوا ہی سامنے بارہ دری ایک مولسری کا درخت نہایت سایہ دار اُسکے نیچے ایک اکھاڑا کھدا ہوا ہی طاق مین سہرا بند ھا ہوا ہی شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ کون مقام ہی اُن سب جوانون نے جو جمال شاہزادہ دیکھا سب اپنی اپنی صحنچی سے اُٹھکر قریب شاہزادے کے آئے ایک صحنچی مین ایک شاہزادے کو دیکھا تاج ڈھلکا ہوا سر نگون بیٹھا ہی آنکھون سے آنسو جاری وہ قریب شاہزادے کے نہین آیا ایک سی کئی جوان شاہزادے وزیرزادے تاجر بچے سب خاندان عالی سے شاہزادے کے پاس آکر بیٹھے سب نے بہ محبت پوچھا آپ کسو جہ مین قید ہوے شاہزادے نے کہا قید تم ہوتے ہوگے یہ قید خانہ ہی کہ عیش خانہ سب نے کہا کہ ای شہریار یہان کا قیدی تا بہ قید حیات نہین چھوٹتا یہ جو اکھاڑا سامنے ہی اور بلندی پر چبوترہ بنا ہی اس چبوترے پر نازنین گلگون پوش خون چہرے سے برستا ہوا آکے تخت پر بیٹھتی ہی بار یک جادو ایک ساحر سیہ فام اکھاڑے مین آکر کودتا ہی جسکا میدا دکا دن ہوا آسے بلاتا ہی کہتا ہی اگر مجکو زیر کردو تو اس قید خانے سے رہائی ملے اگر مین زیر کرد نگا فوراً قتل کر ڈالون گا ای شہریار کیسے کیسے پہلوان کیسے کیسے شاہزادے صف شکن اُس رد سیاہ کے مقابلے مین گئے بڑی کد و کوشش کی مگر وہی سیاہ رو غالب آتا ہی چھاتی پر بیٹھ کے سر کاٹتا ہی سامنے اُس محبوب کے لیجاتا ہی وہ پانچون اُنگلیان اپنی اُسکے سر کے خون سے رنگین کرلیتی ہی اور ایک انگلی سے ٹیکا ماتھے پر دے لیا لاشہ اُس گشتۂ حسرت دیاس کا بیرون قید خانہ پھینک دیا صد ہا آدمی جوان خوش رو خوشخو ہمارے سامنے قتل ہوے وہ شاہزادہ جو صحنچی مین بیٹھا ہی اور رو رہا ہی چہرہ اُداس عالم یاس

کل اُسکی باری ہی اسوجہ سے کلام نہین کرتا شاہزادہ اُٹھکر اُس جوان کے قریب آیا کہا ای برادر کیون
ملول و حزین ہو ہمنے حال سُنا کل تمھاری باری ہی اسقدر ملول نہ ہو نام نامی تو اپنا ظاہر کرو یہ سُنکر وہ
جوان اور زیادہ رونے لگا کہا ای شہریار کیا نام اپنا ظاہر کرون اجل سر پر چراغ سحری آفتاب لب بام
ہو رہا ہون اپنی موت کو یاد کر کے رو رہا ہون ایسی بلا مین آکر پھنسے کہ لاش کو دفن و کفن بھی ممکن
نہ ہوگا شاہزادے نے قسمین دیکر پوچھا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ موت قریب ہی لیکن یارو ہم ایک تدبیر بتائین
ایک کا ایک بال نہ دیکھے ہم تمھارے بدلے مقابلہ کرین سب ملکر لپٹ پڑو اُسکا منہ بند کر دو کہ سحر
نہ کرنے پاوے سب ملکر مار ڈالین سب نے کہا ای شہریار خدا معلوم کیا آفت برپا ہو مشہور ہی وہ نازنین
جو آئی ہی ملکہ نرگس خونخوار اُس کا نام ہی مردونکے نام سے بیزار ہی چاہتی ہی دنیا مین کوئی مرد نہ رہے
نام بھی مردون کا مٹا دون سبب آدمی کے خون کا چسکا وہ لگا لیتی ہی تب جا کے منہ دھوتی ہی سالہا سال
سے یہی طریقہ مقرر ہی چند بار جو انسان خوش تقریر و اسنے قتل کرا اُسکو نہ معلوم کیا آفت برپا ہو وہ دختر [illegible]
مشہور ہی شاہزادے نے کہا ارے بھائی جوانان دنیا سے زیادہ اور کیا آفت ہی ایک ایک
کا رنج اُٹھانے سے بال اُٹھا لینے سے یہ تو چھوٹ گئے وہ پانچ دن جن کے ساتھ رہے
اُسکا ساتھ ہم سے نہ چھوٹا اچھا سنئے گا خیر تم لوگ اگر نہین مانتے نہ سہی لیکن ای جوان ہم تیری جانب
سے مقابلہ کرین گے تجھکو قتل نہ ہونے دین گے ہم تیرے بدلے جان دین گے اُس جوان نے
گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ای شہریار یہ آپنے کہا گویا جان بچائی کوئی کسی کے واسطے کب جان دیتا ہی
آپنے جو فرمایا احسان کیا اس رات پھر آپ کے ساتھ ہین صبح کو ہماری باری ہی خسرو نے کہا
ہم تمھارا رنج نہ دیکھین گے مگر یارو لات و منات پر لعنت کر دو دین خداپرستی اختیار کر دیہی اعتقاد
ٹھیک ہی کل نہ ہو یون ہین تشکیک ہی سب نے ایک ہی مقام پر بیٹھکے کھانا کھایا شاہزادے
کی باتین سُنکر بعض نے کلمہ پڑھا بعض کہتے ہین ہمارے بزرگ بیوقوف تھے جو کیا وہ کیا شاہزادہ
اُنکو سمجھا رہا ہی اُن کے سوال کا جواب دیتا ہی چار پہر رات ایک ہی مقام پر سب بیٹھے رہے صبح کو وہ
جوان روتا ہوا اُٹھا کہا ای شہریار آگاہ رہئیے کہ مین مسلمان ہون ایسے شخص کا تابعدار ہون کہ اگر وہ
میری گرفتاری سُن پائین تو طلسم کو آکر درہم برہم کر دین خسرو نے کہا وہ کون صاحب ہین اُس
جوان نے کہا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان حسب شہر دمشق کو

اُنھون نے فتح کیا سکندر فرخ لقا میرا نام ہی مجھکو صاحبقران سے بادشاہ دمشق کیا ہے براے شکار نکلا ایک آہو پہ تیر مارا وہ آہو تیر کھا کے غائب ہوا مگر وہ آہو مثل انسان کے آواز دیتا ہوا گیا کہ یا خداوند جمشید خودپرست بچائیے اس ظالم سے بچیگا مجھے تیر مار اکہ یکا یک ہو اچلی ایک پنجہ آکر میری کمر مین پڑا مجھے اُٹھا کر لیگیا متوحش ہوا سے آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قیدخانہ مین پایا یہ کہکر رونے لگے سینہ لگا لیا اے سکندر ہین اُنھین صاحبقران کا بیٹا ہون نام صاحبقران سُنکر سکندر قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہریار آپ نشانی ہین آقا سے نامداری کی مگر اب باہر چلیے وہ نازنین خونخوار اور وہ پہلوان آیا چاہتے ہین شاہزادے نے ہرچند کہا کہ یار وہ جو ہم کہتے ہین وہی قبول کرو ایک کا داغ ایک نہ اُٹھاوے مگر کسی نے نہ سُنا سکندر ملول و حزین باہر نکلا قریب اکھاڑے کے آکر کھڑا ہوا اب جوان سرنگون غم سے کلیجہ خون سر جھکائے کھڑے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا وہ نازنین زہرہ جبین تخت پر سوار تاج سر پر در یاے جواہر مین غوطہ زن گرد چند کنیزین وہ پہلوان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے تخت آکر چبوترے پر قائم ہوا وہ پہلوان جھومتا ہوا اکھاڑے مین آ گیا رہ ڈنڑ پیلے مٹی بازودن پر ملی پکار کر آواز دی آج کس جوان کا دن ہے اگر مجھسے مقابلہ کرے اور مجھکو زیر کرے تو قید سے رہائی ہو اگر مین غالب آیا تو فوراً قتل کردن گا بلکہ نرگس خونریز اُسکے خون کا ٹیکا ماتھے پر لگائیگی تب جا کے منھ دھوئیگی ایک مرد کا خون جب پیشانی پر اپنی مل لیتی ہین تب منھ دھوتی ہین یہ سُنکر سکندر اپنے مقام سے اُٹھا تھا کہ شاہزادہ خول مین سے جوانون کے نکا نرگس خونریز نے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال کلاہ زرین سر پر لباس معقول زیب جسم الوند غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری آنکھین رشک دیدہ غزال ابرو خوبصورت ہلال ادھر سے شاہزادے کی نگاہ اُس نازنین مہر تمکین پر پڑی عارض رشک قمر سمن بر پری پیکر خنجر ابرو رشک مشک تتار گیسو خال ہندو چشم جادو فتنہ و بہر خندہ کنز لب پر انگیختہ ہے نمک بر دل خستگان ریختہ ہے دیگر زلف معنبر بر سر رو ہیتا تیرہ شب استادہ وادی موسیٰ ہے جامہ صبر ہم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا ہے دیگر بیت ہین اللہ کی قدرت کا تماشہ دیکھا وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے بھی لیجاے ہوش ہے غرق دریاے جواہر مین قدم سے تا فرق ہو زیور نور صفا زیبا بدن گوہر پوش ہے کان کی بجلیون مین تابش برق سرطور ہے اختر بخت سلیمان

تھا کہ انجم در گوش ہو رہے نمایان تھا کہ میری شب امید کی صبح ہو میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش تھے وہ جبین جسکی محبت کا دل بدرین داغ ہو خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش ہو حلقہ چشم سیہ بادہ مینا نہ ناز ہو مردمک آنکھوں میں یا مغبچہ بادہ فروش ہو متحرک لب نازک تھے برنگ گل برگ ہو متبسم صفت غنچہ بیان تھی خاموش ہو شیشہ میکدہ حسن گلدستے زیبا ہو جبین معمور نزاکت کی شراب سر جوش ہو نور آمین دو قمر طلعت آئینہ جمال ہو نسترن پیکر شمشاد قد و گلگون پوش ہو کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم ہو بیجا بانہ کبھی جلوہ نما گہ روپوش ہو جنبش لب کا ارادہ ہی کہ کچھ بات کرے ہو نازکی کا یہ اشارہ ہی کہ بس بس خاموش ہو سرو قدسہی بالا حسن و جمال مین یکتا سینے پر دو قبے نور کے یا دو گنبد بلور کے یادو لتا بدار سرکش جسنے ظاہر بانک پن شکم صاف و شفاف کو تختہ نور کہیے کمر نازک ساق بلوری جسپر بنا ہے قصر تن قایم نقش پا تاج سر عاشقان حضرت عشق نے دونون کی آگے پیشوائی کی تحفہ حسن و عشق پیش ہوا ادھر ملکہ لڑکھڑائین پیشانی پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ آیا شاہزادہ لڑکھڑایا قریب تھا کہ گرے لیکن اپنے کو سنبھالا جھپٹ کے اکھاڑے مین کود پڑا جوش جرأت مین ہاتھ اُس سیاہ رو کا تھاما فرمایا اسکے بدلے ہم تجھسے مقابلہ کرتے ہین اگر زیرہون تو قتل کرنا ورنہ شاید تیری قضا ہمارے ہاتھ سے ہو تو ہم بھی زندہ چھوڑینگے ملکہ نے کاندھے پر اپنی وزیرزادی کے سر رکھدیا خاموش عشق کا جوش ہرچند سنبھالتی ہین دل نہین سنبھلتا کہ اُس پہلوان سیاہ رو نے پکارکر آواز دی ای قاتل مردان عالم آج یہ نئی بات ہی اُس جوان دمشقی کے بدلے یہ مجھسے مقابلہ کرتا ہی ملکہ نے سر اٹھا کے دیکھا آنکھ شاہزادے سے چار ہوگئی ملکہ نے اشارے سے کہا دانت کے نیچے اُنگلی دبائی اشارہ یہ تھا کہ روز ظلم کیا کرتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی اس سے مقابلہ نہ کرنا اگر تو اپنے زمانے کا رستم ہی تو بیکار یہ وہ شخص ہی کہ کوئی اسپر غالب نہ آئیگا اگر رستم و سہراب ہو تو یہی غالب آئے شاہزادے نے پکار کر کہا اونازنین کیون اشارے سے منع کرتی ہی ہم ضرور مقابلہ کرینگے اس جوان دمشقی کا داغ نہ دیکھینگے ملکہ نے ہنسکر وزیرزادی سے کہا یہ جوان تو بالکل بیخوف ہی جہالت پسند غیر کے واسطے اپنی جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی مین تو اشارے سے منع کرتی ہون وہ عمل مچاتا ہی چار آدمی سنتے ہین اس سے مقابلہ کرکے اسپر غالب آئیگا وزیرزادی نے کہا دارہی مین سمجھاؤن شاہزادہ تمارنیک پہلوان سے تکرار کر رہا ہی کہ وزیرزادی نے پکارکر

کہا اے جوان ایک دو باتین ہماری سن لے تو تجھکو اختیار ہے شاہزادے نے کہا کہو وزیرزادی نے کہا اے
جوان یہانکا یہ دستور نہین ہے اس مقام کا نام ہے زندان عشرت ابھی تو نے ایک شب مین کیا کھایا اور
کیا چین کیا جب تیری باری آئیگی تب مقابلہ کرنا اپنے زور پر ناز نہ کر اگر رستم ہو اور اسفندیار
تو اس سے مقابلہ نہ کر سکے بڑے بڑونکو اس نے مار ایس اب معاف کرو اکھاڑے سے باہر
جاؤ اسکو بھیجو وہ تو خود راضی ہے وہ کئی مہینے سے یہان قید ہے زندان عشرت کے مزے اٹھا چکا
کھانے عمدہ عمدہ کھا چکا تمنے ابھی کچھ عیش نہین اٹھایا جفا اسنے اور یہ تم اٹھاؤ تمھاری خبرین مشہور
ہین کہ طلسم آفتاب نگار مین مشکل اسیے پہلوان کو تخت پر سے پٹکے مارا وہ مقام اور تھا یہ مقام
اور ہے کئی مہینے کے بعد تمھاری نوبت آئیگی خسرو نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو یہ پہلوان بیہودہ
بد خو یہان روز آتا ہے ایک کو ارکر چلا جاتا ہے ہم اسیکو مارینگے گڑ اضافت ہو جاے نرگس نے
پھر آنکھ سے اشارہ کیا کہ اے جوان اپنے حال پر رحم کر شاہزادے نے کہا تم تو خون کرنے کی
صرو دولت کی خواہان ہو تم کیون منع کرتی ہو نرگس خونریز نے شرما کر سر جھکا لیا پہلوان سے
اشارہ کیا یہ جوان زبردستی کرتا ہے اگرچہ خلاف قاعدہ ہے لیکن مقابلہ کر پہلوان سے اشارہ کیا کہ ساتھ
سختی کے مقابلہ نہ کرنا بس پہلوان مثل برق کے چمکا کہا اے جوان آ مقابلہ کر تجھکو اپنے زور و بازو کا
بڑا ناز ہے یہ کہکے شاہزادے کا ہاتھ پکڑا اب جو شاہزادہ کشتی مین مصروف ہوا بدن اس پہلوان کا اسقدر
گرم ہے کہ جب لپٹتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کندۂ جہنم سے لپٹ گئے جب اسطرح لپٹ نہین سکتے پیچ
کون باندھے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ کھینچے سارے بدن کا زور نکال لیا بمشکل تھوڑی دیر تک پہلوان
ریل کر لے دوڑا پیچھے ہٹتے ہی چلے آتے ہین زور و طاقت کھینچے جسم سے نکال لیا آخر اسنے کمرین
ہاتھ دیکے اٹھا لیا زمین پر دے مارا شاہزادہ چت گرا کود کر چھاتی پر آیا خنجر کمر سے نکالا چاہا سر کاٹ لون
اسوقت جو نرگس خونریز نے اس حال پر ملال مین شاہزادے کو دیکھا کہ بے بس زمین پر پڑے ہین آنکھون
کو گردش چہرہ زرد ہاتھ پاؤن زمین پر مار رہے ہین اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے نرگس خونریز اپنے
مقام سے اٹھی تخت سے کود پڑی پہلوان چاہتا تھا خنجر پھیر دے نرگس خونریز نے گلے پر ہاتھ رکھدیا
کہا ہے پہلوان کیا کرتا ہے آج زندانخانے مین نیا معرکہ ہوا کوئی کسیکے واسطے نہ لڑا اتفاقیہ ہنستی ہے
آنکھون مین آنسو بھر کے طرف خسرو کے اشارہ کرتی ہے کہ یہ ابھی اپنے زور کا امتحان کیا تھا [illegible]

وہی کہے جاتا ہو کہ ہم اپنے سامنے کسیکو قتل ہونے دینگے اس قتل کرنے والے کو مٹائینگے آج تمنے بچا لیا کل ہم پھر مقابلہ کرینگے نرگس خونریز نے کہا مقابلہ کروگے تو سزا پاؤگے خسرو نے کہا ہم سزا ہی کے مشتاق ہین ملکہ تخت پر سوار ہوئین پہلوان کو ساتھ لیا راہ مین سمجھاتی ہوئی کہ اگر اسکو قتل کرنے تو ابھی طلسم مین فرق پڑتا باواجان فرماتے تم نے کیون خلاف قاعدہ کیا کیون نہیر کو مرنے دیا پھر آج مین یونہی منہ دھو ڈالون گی ایک مرد نہ قتل ہوا خیر یہی یہ کہتی ہوئی اپنے مقام پر آئی بیتاب بیقرار وزیرزادی سے کہتی ہو کیون وزیرزادی تمنے کچھ گستاخی اس جوان کی دیکھی خوف جان کا بالکل خیال نہین نہین معلوم اسنے طلسم آفتاب نگار مین کیا کیا وزیرزادی نے کہا وہان لوح لگائی وہ لوح حفاظت کرتی تھی کوئی ساحر دست انداز نہ ہوسکا وہی گھمنڈ ہی نہین جانتے کہ یہ مقام اور ہی وہ مقام اور تھا یہان قاعدے کے خلاف ہوتا آج باواجان سے اپنے ذکر نہ کیجیے گا ورنہ وہ خداوند ہین شاید حکم دیدین یا یہ فرمائین کہ جو لڑا تھا اسے قتل کیا ہوتا یہ سنکر نرگس خونریز نے منہ پیٹ لیا کہا ای وزیرزادی مجکو ہر طرح مشکل ہو ہکلت اس نوجوان کی دیکھکر دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہو دیکھیے کیا ہو کیونکہ اسکو اس مصیبت سے نکالون اور اسکی جان بچے وہ تو ہر وقت سر ہتیلی پر رکھے ہی یہ بیکون تقدیر کیا دکھاتی ہے وزیرزادی نے کہا واری کیا گذارش کرون مجھکو بھی بڑا تردد ہی آپ کو اس حال مین دیکھتی ہون نرگس خونریز نے کہا کیا کہون کہ کیا انتشار ہی دل خود بخود بے قرار ہی پھر اس ظالم کا بہت ستاتا ہو بقول شاعر نظم

جانین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم
پھنس گئے کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان
صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلا نوش ہین میخانے کے
خم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم

زہر کھانا پڑیگا ہمکو جبھی سمجھے تھے
خط کے آغاز مین آگاہ تھے انجام سے ہم

عمر بھر شوق ہم آغوشی مین بیچین رہے
پہلو گور مین شاید رہین آرام سے ہم

عاشق تیرے ہم بھی ہین ازل سے ابد و
تجکو دیکھا نہین آگاہ ہین پر نام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب جشنہ کو نے دیے تر
آکے میخانہ مین محروم چلے جام سے ہم

ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین
آج تک مست ہین ای رند اسی جام سے ہم

اسطرح ملکہ نے یہ اشعار پڑھے کہ وزیرزادی نے کہا واری لبس اب اور ذکر کیجیے آپ کی باتون سے تو
کلیجہ پھٹا جاتا ہی آپکو توڑا جوش وخروش ہی آپ کو تو مرد کے نام سے نفرت تھی اس رغبت کا کیا باعث ہی
ملکہ نے کہا ای دلپذیر اس شخص کو دیکھکر ایسی بیقرار ہون کہ دل تھمین تھمتا ملکہ نرگس تو اس ذکر مین ہین
وہان شاہزادہ سب کو لیکر اکھاڑے سے نیچے پلٹا گویا سب کے افسر ہین سب کے آگے آگے فرماتے
ہوئے کیون جوان دیکھی جو ہمنے کہا تھا وہی کہا تمھاری بھی جان بچی ہم بھی بچے جوان خوشی خوشی قدمون سے
لپٹ گیا کہا ای شہریار آپ فرزند دمامہ چشتی ان ہین جو کچھ آپسے نہو کیا تعجب ہی لیکن آپ جہالت کی
کل غلام مقابلہ ضرور کریگا خسرو نے کہا ہم بچ کہہ چکے ہین وہی کرینگی تم کیا ہمین اسکے مقابلے کو ندیا لینے
دینگے اور جوان بھی منع کرتے ہین شاہزادہ جواب دیتا ہی اتنے میں اور ان اس مقدمہ خاص مین داخل ہوئی بعد ہم سب کا
کھانا مانگا سبھون نے آکر ساتھ کھانا کھایا ہی پچھے رات تک پہر رہیے کہ سب شاہزادے کو
سمجھاتے ہین شاہزادہ ایک ہی بات کہے جاتا ہی ناگاہ قیدی زندان فلک چہارم زنجیر پا سے ضیا شعاع
کی جگہ اجوا بالاے آسمان آیا شاہزادہ نے اٹھکر نماز پڑھی ان سبھون کو بھی نماز پڑھائی دعا کو سب
کہتے ہین کیون حضور نماز کے پڑھنے سے فراغت رہا ہون مگر شاہزادہ کہتا ہی پروردگار سے دعا
کرو کہ مین آج اسپر غالب ہون اس ملعون سیاہ رو کو ماردون کئی برس سال سے یہی حرکت کر رہا ہی
اور نازنین عورت بڑی ظالم ہی خون مرد کا جب پیشانی پر لگاتی ہی تب اپنے مقام سے اٹھتی ہی مرد کے
خون کا ٹیکا ماتھے پر لگاتی ہی شاہزادہ ٹہل رہا ہی سب شاہزادے کی باتون پر ہنستے ہین کہ دیکھا آسمان
سے تخت پیدا ہوا نرگس خونریز تخت پر وزیرزادی پیچھے کھڑی باتین کرتی ہوئی پہلوان پایہ تخت سر پر اٹھا
رکھے ہوئے مثل دیو کے جھومتا ہوا تخت آکر پتھر کے پر قائم ہوا پہلوان اکھاڑے مین آکر وہ ڈنڑ
پیلنے لگا نرگس خونریز نے سر اٹھا کر دیکھا آگے شاہزادہ اپنی پشت پر سب جوان پیچھے ہوئے گویا
افسر کی پشت پر فوج ہی ملکہ نے کہا کیون وزیرزادی کیسا اپنے سب کو تیر کر لیا ہی دیکھیے کیسے خوشی خوشی
کھڑے ہین سب پشت پر سب ہین آج بھی اسی امر پر آمادہ ہی کہ مین لڑون جوان مشتی بھی آمادہ ہی
وہ توکل سے چاہتا ہی اپنی جان دون خدا اسکو بچاے کہ پہلوان نے آواز دی ای قیدیان زندان
عشرت خبردار قاعدے کے خلاف نکرنا جسکا دن ہو وہی آکر مقابلہ کرے ملکہ نے آج خداوند
سے پوچھا ہوگا ملکہ نے بھی سب کے سنانے کو سر ہلا دیا مراد اس اشارے سے یہ تھی کہ مین نے باواجان

سے پوچھ لیا حکم ملا کیا کہ جو کوئی مقابلہ کرے اسی کو قتل کرو جوان دمشقی اپنے مقام سے بڑھا تھا کہ شاہزادہ آگہ ہو کر
مین کود ا کہا ادبیا سیاہ رو ہمسے مقابلہ کر اس سے کیا کام ہی ہمین کو قتل کرنا لیکن آج تجھپر غالب
آئین گے یہ کہکے ہاتھ پہلوان کا پکڑ لیا پہلوان نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کل وا لا جوان پھر
مقابلہ کرتا ہی اسکو منع کیجیے ملکہ نے پلٹ کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلوان کا ہاتھ پکڑے کھڑا ہی پکار کر
کہا ای جوان تو کیسا جاہل ہی کل اپنا امتحان کر چکا اب آج کیا ضرور ہی آج نہ بچ سکے گے خسرو نے کہا
ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ یہ ہمکو قتل کرے ہم کیسکا داغ نہ دیکھین ہمارا داغ سب اٹھاوین ملکہ اسبات پر
ہنس پڑین کہا ای شخص یہ کیا جہالت کی باتین ہین آج غضب ہوگا ہین نے قدرت سے پوچھ لیا
خسرو نے کہا وہ خداوند کیا ملعون ہی اسکا حکم کیا وہ خود اپنی جان بچالے ہم اسکے قتل کی فکر مین ہین
ملکہ بہت ہنسین کہا لو وزیرزادی اور کیفیت دیکھی یہ قدرت کو قتل کرین گے وہ جاگتی جوت اسکے
خداوند ہین لات و منات وغیرہ قدرت کے ماتحت ہین مذہب سامری و جمشید کسقدر زور
پکڑے ہوے تھا سامنے احکام خداوندی کے وہ مذہب منسوخ ہوا اب کوئی نام بھی نہین لیتا نہین معلوم
یہ جوان کیا سمجھتا ہی خسرو نے جواب دیا کوئی مکار جعلساز ہی دام مکر پھیلاے ہوے بیٹھا ہی اسکو مطیع
کیا ہین نے تو اسکے منھ پر بھی کہا تھا مراد یہ تھی کہ قتل کا حکم دے ملکہ نے کہا خداوند عادل و منصف
ہین جو قیدی اگر زندان عشرت مین قید ہو کھانے پینے اسکے بعد اسپر دست اندازی ہوتی ہی تو نے
ابھی یہان کا کیا دیکھا اپنی جان پر رحم کر ایسا نہ ہو یہ پہلوان تم کو قتل کرے قواعد کی پابندی سے
کل چھوڑ دیا آج نہ چھوڑے گا خسرو نے کہا جو ہم غالب آ گئے تو کیا حال کرین پہلوان نے
کہا تم کو قید سے رہا کر دین گے یہ سنکر شاہزادہ پہلوان سے لپٹنے لگا جب تو پہلوان جھلا کر
پلٹا اب تو ملکہ نے بھی پہلوان کو اشارہ کیا شاہزادہ سے اور پہلوان سے کشتی ہونے لگی
سب کھڑے دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ اپنی جان سے عاجز ہی شاہزادہ الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی وہ
پہلوان ایک مقام پر ریل کرے دوڑا دسوین بارھوین قدم پر لا کے ہکہ مارا دونون گھٹنے شاہزادے
کے آشنا بہ زمین ہوے جب دونون گھٹنے شاہزادے کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین ہاتھ
ڈال کے شاہزادے کو اٹھا لیا زمین پہ مارا شاہزادہ چت گرا پہلوان خنجر کھینچ کر چھاتی پر آیا
خنجر سے چاہا سر کاٹے نرگس خونریز پھر بیتاب ہو کر تخت سے کود پڑی گلے پہ شاہزادے کے

سے کے ہاتھ رکھو یا پہلوان سے کہا مین سے خداوند سے نہین پوچھا ہی قواعد کے خلاف ہوگا آج بھی معاف کر پہلوان نہ مانتا تھا ملکہ نے غصے مین کہا ارے مدت سے یہ قاعدہ مقرر ہی قاعدے کے خلاف ہوگا مین سمجھتی تھی کہ یہ شخص اپنا امتحان کر چکا اب ایسی حرکت نہ کریگا اسنے پھر گستاخی کی آج اسکو ضرور خداوند سے پوچھونگی دیکھون خداوند کیا حکم دیتے ہین پہلوان سینے سے شاہزادے کے اترا ملکہ نے ہاتھ تھامکر شاہزادے کو اٹھایا کہا کیون جاہل اپنا امتحان کیا شاہزادہ بھی اس پر جان دیتا ہی مسکرا کر جواب دیا صاحب تم کیون بیقرار ہوئی جاتی ہو اسنے ہمکو زیر کیا وہ ہمکو قتل کرے تم کا ہیکو بچاتی ہو ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا تیری جوانی پر مجکو رحم آتا ہی اپنی جان بچا لعبد چندے کے یہی معاملہ درپیش ہوگا خبردار اب ارادہ نکرنا خسرو نے کہا ہم تو باز نہ آئینگے ملکہ نے دانت کے نیچے انگلی دبائی کہا ارے زندان عشرت مین چین کرے پھر یہی سامنا ہوگا خسرو نے کہا جب جان جانا واجب و لازم ہی جیسے کل جان دی ویسے آج وزیرزادی نے کہا حضور آپ بھی کس جاہل کو سمجھاتی ہین اپنی نیکی کو بدی جانتا ہی آج ضرور خلکر خداوند سے پوچھیے ملکہ روتی ہوئی پلٹین تخت پر سوار ہوئین پہلوان نے پایہ تخت پر ہاتھ ڈالا ملکہ آج قیدخانے سے روتی ہوئی گئی وزیرزادی سے باتین کرتی ہوئی مکان پر آئی عرصے تک سر جھکائے بیٹھی رہی کہا کیون وزیرزادی اس مقدمے مین کیا انتظام کرون وزیرزادی نے کہا اپنے باپ سے پوچھیے ملکہ آزردہ ہو کر اپنے کو سنبھالتی ہوئی پاس جمشید کے آئی کہا باواجان جس قیدی کو آفتاب دیکھ گئی ہو اسنے تو بڑا فتور برپا کیا دو دن سے وہی لڑتا ہی جوان دشتی کو نہین لڑنے دیتا دو دن مین سے قتل نہین ہونے پایا اب جیسا حکم دیجیے ویسا کیا جائے جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا ای نور نظر کتاب مین صاف صاف لکھا ہی بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ اس شخص کی ذات سے فتور ہوگا زندان خانہ ٹوٹے گا ہر ایک قیدی چھوٹے گا تو نے وہ دن کیون بچایا اگر کل بھی ویسی ہی حرکت کرے تو قتل ہو نے دینا اگر وہ زندہ رہا تو بس میری سلطنت پر تباہی ہی یہ فتاح طلسم آفتاب نگار ہی اگر یہ قتل ہوجائے تو مجکو جان کا خوف مٹے ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہون کہ آفتاب کیا بلا میرے یہان چھوڑ گئی دیکھیے کیا آفت برپا ہو بزرگون نے بہت کچھ لکھا ہی اصل مراد یہ ہی کہ کسیطرح طلسم کشا قتل ہو خبردار خبردار سمجھائے کہے دیتا ہون اگر وہ ذرا بھی خلاف قاعدہ کرے برابر قتل کرانا اگر یہ قتل ہوگیا تو میری خدائی رہی ورنہ مجھے خدائی کا خوف ہی لاکھون آدمی آتے ہین جاگیرین مقرر ہین دیکھیے آپ

شخص کی ذات سے کیا ہوتا ہے بلکہ وہان سے پلٹی آکر وزیرزادی سے کہا کہ اے وزیرزادی قدرت تو اُس شخص کے مقدمہ مین بہت پریشان ہین کہتے ہین اگر یہ شخص زندہ ہے تو خدائی مین فرق آئیگا حکم قطعی دیا ہے کہ فوراً اُسکو قتل کرو راستے جاکر زندانخانہ مین فتور برپا کیا یا اب ضرور فتور برپا ہوگا کیون اے وزیرزادی کیا کرون کیونکہ اُس ظالم کو سمجھاؤن اپنی تو عجب کیفیت ہے بقول شاعر لطیف

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

زال دنیا ہے عجب طرح کی عیارۂ دہر
مرد وہشیار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے

تیرہ بختی مری کرتی ہے پریشان مجھکو
تہمت اُس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہے

بڑھتی جاتی ہے جو مشق ستم اُس ظالم کی
کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہے

تپ دل شمع کی جب کم نہوئی تب ناچار
اُسکو کافور سفیدی پہ سحر دیتی ہے

کوئی غماز نہین میری طرف سے اے ذوق
کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

وزیرزادی نے عرض کی حضور آپ اپنے کو سنبھالیں مین دیکھتی ہون کہ آپ کا دلولہ بڑھتا جاتا ہے بلکہ سینے آہ کی کہا اے وزیرزادی آج خداوند کے فرمانے سے بڑا اندوہ ہوا یہ کہکے چھپر کھٹ پر لیٹتی ہے گھبرا گھبرا کے اُٹھتی ہے آکر وزیرزادی کو جگاتی ہے کہتی ہے دلپذیر مجھے نیند نہین آتی دل گھبراتا ہے جی چاہتا ہے چیخین مار کر روؤن ہائے اُس شہریار پر یہ مصیبت قتل سے اُسکو کیونکر بچاؤن تاریک جادو اُسکی جان کا دشمن ہے وہ قتل پر آمادہ ہے یہ تو یہان تڑپ رہی ہے شاہزادہ جو اکھاڑے سے پلٹا آکر بارہ دری مین بیٹھا سب نے کہا حضور کھانا کھائیے شہرو نے کہا کیا خاک کھانا کھاؤن تم لوگون کی بیوقوفی نے کلیجہ خون کر دیا ارے یارو جو تم سب لوگ آمادہ ہو جاؤ تو اُسکی کیا حقیقت ہے جسوقت وہ آکر آواز دے مین تو اُسکے مقابلہ مین جاؤن تم لوگ چہار طرف سے آکر گھیر لو منھ اُسکا بند کر دو کہ سحر نہ کرنے پائے مین ایک گھونسا ماروں کہ سر ملعون کا پھٹ جائے نہر ارہا بندگان خدا کے خون اُسکی گردن پر ہین اُسکا قتل کرنا تو نہایت بہتر ہوگا وہ بھیا قتل ہو تو بڑی بات ہے تم لوگ تامل کرتے ہو ورنہ اتنک مار بھی لیا ہوتا ملعون کی ہاکست بھی نہ ملتی افسوس تم لوگ بڑی نامردی کرتے ہو سب نے کہا اے شہریار عجب کیفیت ہے جان کا خوف آتا ہے شہرو نے کہا یارو جان تو یون بھی وہ کبھی میعاد پہ قتل ہو گئے لہذا کل بلوہ کرد مین وعدہ کرتا ہون اگرچہ وہ نازنین منع کرتی ہے مین نہ مانون گا مین اُس سے مقابلے کو لپٹون تم سب

ٹوٹ پڑو ایک ایک ہاتھ میں دس دس آدمی لپٹو ایسا عاجز کرو کہ منھ سے بول نہ سکے سب نے کہا کہ اے
شہریار ہم راضی ہیں جو آپ ارشاد فرمائیں وہی بجا لائیں شاہزادے نے سب سے عہد واثق لیا ترکیب بتائی
کہ میں جب اُسکا ہاتھ پکڑوں اور ہاں بھائی جو لپٹنا کہوں چہار جانب سے آجاؤ بھیا قاتل جلاد کو گھیر لو منھ ایسا
دباؤ کہ بول نہ سکے سب نے عہد کیا شاہزادے نے کہا اب کلمہ پڑھو اعتقاد وحدانیت خدا میں مصروف
ہو لات و مناث پر لعنت کرو ایک سو کئی جوان شاہزادے کی جرات و شوکت پر دلدادہ ہوے
سب نے عہد واثق کیا مسلمان بھی ہوے کلمہ پڑھتے چار پہر رات جاگتے رہے عہد و پیمان ہوگئے
چار پہر رات گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شاہ زرین آفتاب نے خنجر برہنہ ضیا ہاتھ میں لیا
بعدہ جلادی فلک نیلو فری پر آیا شاہزادے نے سبکو نماز پڑھوائی ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھائے عرض کی
اے خالق بے نیاز داے رب کارساز سب ایک دل ہیں جو ارادہ کیا ہے اسکو پورا کر اس جلاد کو موت آئے
بندگان خدا کو بے خطا قتل کرتا ہے سب نے آمین کہی شاہزادے نے سجادے سے اُٹھا سب کو ساتھ لیا
یہ بھی بتلا دیا کہ تم دس آدمی ہاتھوں میں لپٹنا تم بیس پچیس آدمی پیروں میں لپٹنا چند کس منھ میں بھیا سکے ہاتھ
ڈالیں کہ زبان نہ ہلا سکے سب کے عہد سے قائم کیے چست ہوکے باہر نکلے قریب اکھاڑے کے
آئے صف باندھ کر کھڑے ہوے سب کے آگے شاہزادہ کھڑا ہوا کہ آسمان سے تخت نرگس جو زرنیر
کا ظاہر ہوا پہلوان پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے جلوہ نما ظاہر ہوا ملکہ کی نگاہ پڑی کہ شاہزادہ سب کے
آگے کھڑا ہے وزیرزادی سے کہا لو وہ جہالت پسند صف باندھے کھڑے ہیں اور وہ شیر بیشۂ جرأت
یکہ تاز میدان جہالت سب کے آگے قیصر بنے ہوے کھڑے ہیں حماقت زدہ بیوقوف بقول شخصے سیاہ سے
سپاہی جان دینے پر آمادہ ہیں وزیرزادی نے کہا آج تو سب آمادہ کھڑے ہیں سبکو سمجھا کے
لائے ہیں دیکھو اقبال اسیکا نام ہے جیسے دن سے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی قید تھا سے میں آیا سب اسی کے
ساتھ رہتے ہیں جو کہتا ہے وہ کرتے ہیں دیکھو کیسے یہ سب جمے ہوے کھڑے ہیں غرض تخت چبوترے پر
آیا پہلوان اکھاڑے میں کود ڈنڈ پیل رہا ہے شاہزادہ قصد کرتا ہے کہ اس پر جا پڑوں جن جن لوگوں پر جو جو
تعلیم کیا ہے چپکے چپکے یاد کر رہے ہیں دس تو کہہ رہے ہیں ہم ہاتھ واسطے ہیں ہمکو ہاتھ سپرد کیے ہیں بیس کہہ رہے
ہیں ہمیں پاؤں کی خدمت ہے دس پانچ کہہ رہے ہیں ہم بولنے نہ دینگے ہمکو منھ بند کرنے کا حکم ہے ملکہ
وزیرزادی سے کہتی ہیں آج یہ کیا چپکے چپکے بک رہے ہیں وزیرزادی نے کہا آج خداوند خیر کریں

نہایت سب آمادہ ہین جیسے ہی پہلوان غل ذنٹیل کرسیدھا ہوا پکارکر آواز دی جسکا دن ہو وہ آئے شاہزادہ چھپٹ سکے کود املکہ نے پکار کر آواز دی اسے جاہلون سکے پیشوا آج ارادہ نکرنا تدبیر ہو گئی ہی شاہزادے نے کہا آج نجوبی صورت تدبیر ہوگی ملکہ نے ہنسکر کہا ہم تو یہ کہتے ہین کہ قدرت سے تمھارا ذکر ہوا حکم صادر ہو چکا کہ پیدا ہو اُسکو قتل کرنا میری مجال نہین کہ مین بچا سکون شاہزادے نے ہنسکر کہا آج یہ تدبیر ہو گئی کہ ابھی جلاد کو مار ڈالینگے ملکہ نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا اے شخص کیا جہالت کی باتین کرتا ہی آج اگر زیر ہوا تو غضب ہو جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ آج زیر ہی نہ ہون سگے ملکہ نے منہ پیٹکر کہا اے شخص زبردستی اپنی جان دیتا ہی شاہزادے نے کہا آج اسکی جان لینا ہی منظور ہی ملکہ نے دیکھا کہ ہر چند شاہزادہ رات کا جاگا ہوا آنکھون مین نیند بھری ہوئی چہرہ زرد مگر ہاتھ پکڑ کے پہلوان کا کھینچ رہا ہین ملکہ نے چلا کر پہلوان سے کہا اے تاریک تو جان تیرا کام جانے مین مجبور دنا چار ہون ادھر تو یہ معرکہ ہوا کہ مین شرمندہ ہوئی دونون بچا پا اُنکے خیال مین نہین آتا خیر ہم بھی جان دین سگے پس پہلوان نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا آئیے مقابلہ کیجیے ادھر تو ہاتھ سے ملا خسرو نے پکار کے آواز دی ہان بھائیو ہاتھ والون پانون والون زبان نہ ہلنے پائے یہ جو شاہزادے نے کہا مستعد تو کھڑے تھے جان دینے پر آمادہ ہو رہے تھے ایک سو کئی جوان بلوہ کر کے اکھاڑے مین چھاتے دوڑ کر تاریک کو لپٹے بیس آدمی تو ہاتھون مین بیس ٹانگین پانون مین دس نے منہ پر ہاتھ رکھا دس بیس آدمیون نے پکڑ کے اُسکا منہ مسلا زبان پکڑ کے کھینچی یہ ہر چند چاہتا ہی کوئی فقرہ سحر کا پڑھون اسطرح بیکار کیا جو ملیان گویا لپٹ گئین اُس حال مین خسرو نے ایک گھونسہ سر پر مارا سر اُسکا پھٹا ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالین جون جون شاہزادہ اُسپر قبضہ کرتا ہی ملکہ سر پیٹ رہی ہین پکارتی ہین اے شاہزادہ یہ کیا کرتا ہی ارے ان سبھون کو سکھا دیا وزیرزادی نے کہا وہ تو پہلے ہی کہتے تھے کہ ہم تدبیر کر چکے ہین وہ یہی تدبیر تھی اب جو تاریک جادو مرا اندھیرا ہو گیا ملکہ نے وزیرزادی سے اشارہ کیا ارے تخت اُڑا تو غضب ہوا تاریک جادو ایسا پہلوان مارا گیا بڑا اندھیرا ہوا دلپذیر نے تخت اُڑایا تخت بلند ہوا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو یہ دادھر تو آواز آئی اُدھر دروازہ قیدخانہ کا کھل گیا باہر جنگل میدان جہان انسان نہ حیوان شاہزادے نے ساتھ والون سے کہا جنگل چلو سب نے اپنے اپنے ہتھیار اُٹھائے زرہ پہنی چار آئینے لگانے کو کھا ہتھیارون کا

یہان تھا اُسکو توڑ اگرز ذخیرہ ایا آ سگے آ گئے شاہزادہ پیچھے سب جمع ہوسے بارہ دری سے نکلے ملکہ نے
آسمان سے پکارا ارے تم سب نکلجاؤ کسی مقام پر جا کے مخفی ہو ملکہ پریشان ہو رہی ہین تخت ہوا پر اُڑ رہا ہی تو صنا
کار صندل جادو جو افسر اعلیٰ اس قیدخانے کی ہی اُسکے کان مین تاریک کے مرنے کی آواز پہونچی
چند کنیزین ساتھ مین زانو پیٹ لیا کہا ارے اندھیر ہوا کسنے تاریک کو مارا ہاے طلسم کشا کیونکر
چھوٹا آفتاب بڑے فسادی کو چھوڑ گئی تخت پھر اُسوقت آکر پہونچی دیکھا ملکہ کا تخت ہوا پر اُڑ رہا ہی اور
قیدی سب جمع ہو کر چاہتے ہین قیدخانے سے نکلجائین ملکہ گھبراہٹ مین پکار رہی ہین کہ ارے خبردار دروازے کے
باہر نہ نکلنا ورنہ بڑی آفت مین پھنسو گے صندل قریب آ کے پہونچی کہا کیون ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہو ملکہ نے
کہا ارے غضب ہوا بڑی رونے کی جگہ ہی ای صندل جادو کیا بیان کرون کہ کیا معرکہ گذرا کہ ان بیدرون
نے ملکہ اس حال سے تاریک کو مارا کہ بیان نہین کرسکتی سب ملک لپٹ گئے منھ اُسکا بند کیا سحر نہ کرنے
پایا آخر کتے کی موت مارا گیا وہ دیکھو لاشہ پڑا ہی صندل نے جو لاشہ تاریک دیکھا بہت بیقرار
ہوئی کہا داری اگر حکم ہو دے تو ان سب کو مار ڈالون ملکہ نے کہا مار ڈالنے سے کیا فائدہ راستہ
ان سب کا روکدے کوئی جانہ سکے صندل نے بڑھکر سحر کیا سحر کرتے ہی صندل کے پھاٹک
زندانخانے کا بند ہوا اور ایک گولہ گرا گرد ان سب کے آگ ہوگئی نخل جلنے لگے ہتھیار ہاتھ سے
چھوٹ کر گرے اب دوا نہ بھی وہان صندل نے جلا دیا مکان بھر مین پانی کا نام نہین بیچ مین یہ سب
کے سب کھڑے ہین نخل و درو دیوار سے آگ نکل رہی ہی زرہین دہکنے لگین زرہین اُتار کر جسم سے پھینکین
صندل نے یہ حال کر کے ملکہ سے کہا اب آپ چلیے جو کیا اُسکا بدلہ پائین گے تین دن مین یہ سب جلکر
مرجائین گے بھوک پیاس کا صدمہ کیونکر اُٹھائین گے بعد ان لوگون کے مرجانیکے قدرت سے اطلاع
کردین گے کہ اُن لوگون نے یہ حرکت کی تاریک جادو کو ملکہ مارا ہمنے قتل نہین کیا اسطرح سے راستہ
روک دیا اب نکل نہین سکتے بھوکے پیاسے مرینگے یہ کہکے صندل روانہ ہوگئی ملکہ بھی طرف اپنے باغ کے
چلی راہ مین دلپذیر وزیرزادی سے کہتی ہوئی کہ کیون ای دلپذیر اب کیا ہوگا عجب مصیبت مین شاہزادہ
ہی کیون ای دلپذیر یہ کیا سوجھی سب کو ایک راے کر لیا تان کرتے ہی غضب ہوا صندل نہ آتی اور
یہان سے یہ نکل جاتے تو مین کوئی تدبیر کرتی اب دیکھیے کیون کر بچین عجب مصیبت مین ہین تو سنے دیکھا اللہ
بیچ مین شاہزادہ گرد وہ سب گھیرے ہوے کیا سب کو بڑھا دیا کہ ہو سب تابعدار ہو گئے جو کیا وہی کیا

وزیرزادی عرض کرتی ہی صبر نہ کرنے دیا دس تابیں سے منھ بند کیا اسیوجہ سے مارا گیا اس حال پر ملال مین
ملکہ روتی پیٹتی باغ مین آئی کنیزون کو الگ کردیا آپ چھپر کھٹ پر بیٹھ کے رونے لگی کبھی نام لیکر پکارتی ہی
کبھی آواز دیتی ہی اے شہریار اس آتش شعلہ خیز مین آپ پر کیا گذری آب و دانہ بند بیقرار دردمند نہ کوئی مونس
نہ غمگسار کیا گذرتی ہوگی کبھی اٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی کبھی گھبرانا کبھی اشعار عاشقانہ پڑھنا آنکھین روتے روتے
سوج گئیں اسقدر پریشان ہی کہ جسکی انتہا نہیں یہان شاہزادہ عجیب حال مین مبتلا ہی جسب ہوا چلتی ہی شعلے
بھڑک کر جسم پر گرتے ہین دامن گریبان جلا ہوا خاک سینے پر پڑی ہوئی ساتھ والے کہتے ہین دیکھیے
ہم اسیوا سطے کہتے تھے کہ پہلوان کو قتل نہ کیجیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا شاہزادہ کہتا ہی ای برادران
تقدیر کا لکھا تم سب نے سنا لکتہ مین وہ کوئی عمل پڑا وہ تم آن پہونچی اسنے آکر سحر کردیا آگ
سے خاکستر کو بھردیا اب اسیطرح تڑپ تڑپ کے مرینگے ای برادران اس طرح تڑپ تڑپ کے مرنے
سے تو بہتر ہی کہ روتا کے وہ بھیجا ایک کو قتل کرتا تھا اگر ہم طلسم کستا ہین تو پروردگار کوئی سبب پیدا کریگا
اور اس آفت سے رہائی پائینگے اس مکار کی خدائی مٹائینگے ہم اور خیال مین تھے کہ یہ مقدمہ درپیش
ہوا اپنا ہین دشمن ہوا سارا دن اور ساری رات اسی آفت مین گذری یہان ملکہ روتے روتے بیہوش
ہوگئیں وزیرزادی نے تاج کو اپنے مقام پر کہا ارے صاحب آٹھ پہر گذرے نہیں معلوم ملکہ پر
کیا گذری آنکی چلکر خبر لو ہم تو چلکر دیکھین کس حال مین ہین اگر خدانخواستہ اُنکے جسم پر کوئی افتاد آگئی تو بڑی
مشکل ہوگی یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھین کہا ارے کھانا لیلو کنیزون نے کہا کھانا تیار نہیں سب کنیزون
کو ساتھ لیکر دلپذیر باہر آئی دیکھا ملکہ بیہوش پڑی ہین عجیب چہرے پر اداسی ہی دلپذیر بیقرار
ہوگئی سر ملکہ کا اپنے زانو پر رکھا منھ پر منھ رکھکے آواز دی دار ہی آنکھین کھولیے لونڈی
گھبرائی ہی منھ سے لیلیجیے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ملکہ نے آنکھین کھولین وزیرزادی کو اپنے پاس
پایا گھبراکر کہا کیون دلپذیر خیر تو ہی کیا داری آٹھ پہر گذرے آب و دانہ بالکل موقوف کیا ہی کنیز گھبرا کر
آئی آپکو عجیب حال مین پایا بیہوش تھین ملکہ نے کہا ای دلپذیر مین تو اپنے مکان مین ہون اس
کشتۂ حسرت کا کیا حال ہوگا کوئی خبر نہین ہم گرفتار زندان سخت دام اس پر کیا گذری ہوگی
مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ گرد شعلے اسکے آتش درخت جل رہے ہین دیوار و در سے شعلے
آتش کا نکلنا سچ ہین وہ گرد سب جوان یہ سنکر دلپذیر نے سر جھکایا قصر مین و نستران دو

کنیزین ہاتھ باندھکے سامنے آئین کہا اے ملکۂ عالم آپ تشریف تو لے چلیے کنیزین سحر صندل کا تماشہ دیکھیگی ملکہ خوش ہوکر اُٹھین اُن دونون کنیزون سے جھولی اسباب سحر کی لی ملکہ کو تخت پر سوار کیا طرف قید خانہ کے چلین یہان شاہزادے کی عجیب نوبت ہی تخت اُڑا اُسوقت پہونچین کہ شاہزادے نے دست دعا بارگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تھے پکار رہا ہی اے معین درماندگان اس آفت سے بچا لے عجیب مصیبت ہی تجھ سے نزدیک آسان کرنا کیا بات ہی اس آتش شعلہ سے جلد نجات دے

**نظم**

توئی شاہنشہ وحدت توئی فرماندہ کثرت — تو ہستی خالق خلقت تو ہستی کاتب [illegible]

توئی والی توئی حاکم توئی صاحب توئی مرسل — تو سیدار تی بہر ملک و ولایت خاص [illegible]

تو معبودی تو مقصودی تو مسجودی [illegible] — تو ہستی قاسم قسمت تو ہستی والی [illegible]

تو ستاری و غفاری تو جباری و داداری — تو ہستی [illegible] شفاعت تو [illegible]

تو رحمانی تو سلطانی تو سبحانی تو مستانی — تو ہستی [illegible]

پشت پر سب کھڑے ہوئے آمین کہتے تھے شاہزادہ کا یہی قول تھا کہ پروردگار اس آفت سے بچا کہ سامنے آکر ملکہ پہونچین نسرین و نسترن نے دیکھا زردی چہرہ ولی عہد نکالی چند [illegible] ڈالے سحر کرکے اُسکو اُڑایا ان سب گرفتاران مصیبت نے دیکھا ایک ابر سیاہ اُٹھا شاہزادے نے کہا بھائیو دیکھو رحمت محیط ہوتی جاتی ہی کہ ابر در قریب آیا آکے اُس باغ کو گھیر لیا اور گرجا برق چمکی پانی برسنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین نخلستان کو سرسبز و شاداب کیا تھا اُس درختون کے پانی سے بھرگئے دیوار و در ٹھنڈے ہونے لگے شاہزادہ اپنے مقام سے اُٹھا سب کے جسم مین طاقت آئی دیکھا سامنے سے ملکہ نرگس خونریز آتی ہین رنگ چہرہ زرد ہے شاہزادے کا ہاتھ تھاما کہا تخت پر سوار ہو بیٹھیے شاہزادے نے کہا اے ملکۂ عالم جہان اتنے احسان کیا دروازہ کھولو کہ یہ سب بھی نکل آئین ملکہ نے نسرین و نسترن سے اشارہ کیا ان دونون نے دروازہ بھی کھولدیا شاہزادے نے کہا [illegible] نکلو سب گھبرائے ہوئے خدا حافظ ای شہریار کہکے باہر نکلے ملکہ نے شاہزادے کو تخت پر سوار کرکے طرف اپنے باغ کے چلین راہ مین پوچھتی ہوئی شاہزادہ کہتا ہوا کہ اے ملکۂ عالم عجیب ماجرا ہی [illegible] ہمارا اختیار ہمسے جدا ہی ملکہ لیکر شاہزادے کو باغ مین لائین دروازہ بند کرادیا کنیزون پر تاکید کی کہ کوئی خبر نہ آنے پائے شاہزادے کو لاکر مسند پر بٹھایا پانی مین روشنی ہوئی ایک تو باغ بہشت آئین تھا

گل دوستان خوبی جو داخل ہوا اور زیادہ باغ میں بہار آگئی عندلیبان خوش نوا گل عارض کو دیکھکر دمبدم چہکارتی
ہیں کوئل کی کوک دلکو برماتی ہی پپیہے کی پہکار پی پی کہکے پکارنا دل سوداز دون کے بیچین ہوتے ہیں
عاشقان صادق صدا اُسکو رو تے ہیں شاہزادہ مسند پر آکے بیٹھا پہلو میں نرگس خونریز بیٹھی ناچ سامنے
ہو رہا ہی ڈومنیاں جان دیتی ہیں ملکہ نے روپیہ اشرفی شاہزادے پر سے نثار کیا پھول سونیکے لٹ رہے
ہیں جام کی ابتدائی گردش میں صدائے نوشا نوش ونوشا نوش بلند کنیزیں گرد حاضر ہیں شاہزادہ تو
دن بوش و خروش میں ساتھ ملکہ نرگس خونریز کے مصروف عیش ونشاط ہی کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا
لیکن حال استر برق ثانی گذارش ہوتا ہی کہ صحرا میں مارا مارا پھرتا ہی ایک دن برق ثانی خاک
سے اتنا ہو جاتا ہی کہ ہوائے سرد آئی سرور تازہ و فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی برق ثانی نے سر
اُٹھا کے دیکھا سامنے ایک باغ دروازہ اُسکا کھلا ہوا لیکن دروازے پر حاجب دربان برا سے
نگہبانی بیٹھے ہیں باہر سے درختوں کی سرسبزی معلوم ہوتی ہی جب ہوا اُدھر سے آتی ہی دل خوش ہو جاتا ہی
آخر اُسی طرف چلا پشت پر باغ کے آیا پہلو میں باغ کے ایک درخت چنار سر بہ فلک کشیدہ ہی بذریعہ
کمند برق ثانی اُس درخت چنار پر چڑھا اب جو دیکھا تو عجب معرکہ نظر آیا برق ثانی گھبرا گیا دیکھا بیچ میں
باغ کے ایک چبوترہ بلور کا اسپر جمشید خود بیٹھا ہی گرد مصاحبان جانباز اور رفیقان ہمراز بیٹھے ہیں صحبت
شراب و کباب ہی یہ برق ثانی نخل سے اُترا زیر دیوار بیٹھکر سوچنے لگا کہ اے برق ثانی اس گرگ
باران دیدہ کو کیونکر دام مکر میں لون خواجہ عمرو کا نام لیکر رونے لگا کہ استاد آپ تعلم کردہ ہفت پیغمبران
ہیں میرے باپ نے آپ سے تعلیم پائی ہی میں اب تک زیارت سے مشرف نہیں ہوا مگر انشاء اللہ شاہزادے
کو لیکر بہ جاہ و جلال تمام حاضر ہون گا یہ کہکے آنکھیں بند کر کے بیٹھا یکایک آنکھ بند ہوئی دیدۂ
ظاہری بند ہوا دیدۂ باطنی کھلے دیکھا سامنے اُستاد کھڑے ہیں برق ثانی نے قدموں کو بوسہ
دیا عرض کی اُستاد کوئی تدبیر بتائیے کہ جمشید کے پاس جاؤن دام مکر پھیلاؤن آپ نے سر ہلا دیا
اور پشت پر برق ثانی کے ہاتھ رکھا ایک تدبیر بتا دی برق ثانی خواب میں خوب ہنسا
چاہتا تھا کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر چہار جانب دیکھتا ہی کہ اُستاد کہان گئے جب کہیں
نہ پایا سمجھا کہ عالم رویا میں آئے تھے تدبیر بتا گئے اُسی تدبیر سے چلو پروردگار رحم کرے گا دہیں پر
بیٹھے بیٹھے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک پریزاد کی شکل بنکر تیار ہوئے موسے مشکین چہرۂ زیبا

پر چھوٹے ہوئے دیکھنے والا کہے کہ صبح شام گلے ملتے ہین ایک تھال سنہرا نکالا پر یاقوت کے بازوؤن پر لگائے
تھال مین چند سیب رکھے اس صورت پر نخل سے چڑھا خیال مین ہو اسطورسے اترون کہ دیکھنے والے
جانین کہ آسمان سے اڑتی ہوئی پریزاد آئی ہی ایک لنگا بہت بھاری پہنے ہوئے چوٹی پر نخل کی آیا تھال
ہاتھ مین لیکر پر کھولدیے اسطورسے ان پرونکو کھولکر اترا نعرہ کرتا ہوا کہ منم پریزاد قدرت خداوند جمشید
آپ جو کنارے پر اترا دیکھا جمشید ثانی بیٹھا ہی جمشید ثانی کی نگاہ پڑی پریزاد سبزہ رنگ زلفین چھوٹی
ہوئی جبین سے بوسے خنجر آتی ہی بقول شاعر فرد سبز رنگ بخط سبز مرا کرد اسیر کو دام ہم رنگ زمین بود
گرفتار شدیم جسکی نگاہ جمال بیمثال پریزاد پر پڑی پسینہ آگیا محو مطلق ہو گئے سراپا کو دیکھنے لگے جسکی نگاہ
پڑی پسینہ آگیا قلب ٹھہرا گیا سینے پر ابھار دو سنانین ہین کہ دل کے پار ہوتی ہین آنکھون کی گردش
قتل عاشقان کی کوشش ہر شخص حیران بحال خود دیدار ہوا جمشید خود پرست بہ نگاہ محبت دیکھنے لگا پریزاد
نے جھک کر سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی اس ناز و نیاز سے سلام کیا کہ جمشید نے کہا ای پریزاد
قدرت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پریزاد نے دست بستہ عرض کی ای جاگتی جوت کے خداوند سال
بھر کا زمانہ ہوا مین تخت پر سوار اس طرف سے جاتی تھی اور آپ کے یہان جشن تھا مین نے دریافت
کیا لوگون نے بیان کیا خداوند جمشید خود پرست کا دربار ہی مین پردۂ پنجم قاف کی رہنے والی ہون
میرے بزرگون کی سلطنت ہی حضرت سلیمان نے ہمارے بزرگون کو ایک باغ عطا کیا تھا کہ اسکے
سیب قاف مین نایاب ہین کئی سال سے وہ خشک ہو گیا آپ آگاہ ہون گے کہ اسی باغ پر ہماری
وجہ معاش تھی اب معاش مین تنگی ہونے لگی لات و منات خداوند راس الشیاطین کہ ان کی خدائی
قاف مین ہی ایک درہ کوہ ہی اسمین ایک تصویر پتھر کی مثل انسان کے باتین کرتی ہی بڑے
اعزاز و اکرام سے ہم لوگ اس کوہ پر گئی تصویر سے عرض کی کہ ہماری معاش مین تنگی ہی روپیہ سلطنت کا اکتفا
نہین کرتا امیدوار ہون ارشاد ہو کہ باغ پھر سرسبز ہو جائے تصویر نے ارشاد کیا وہ باغ اب سرسبز نہوگا
دن بدن گھٹتا ہی جائے گا قدرت تقدیر کہ جسکے وہان سے مین مجبور رونا چاہا پلٹی پھر ساحری و جمشید
سے عرض کی ہماری التجا سُنی جب آپ کی خداوندی کا حال سُنا التجا کی کہ اگر باغ سرسبز ہو تو نخل چاندی
کے ان کے چڑھاؤن اور سیب اپنے ہاتھ سے قدرت کو کھلاؤن جاسنے ہی مراد پوری
ہوئی بہت سیب پیدا ہوئے تمام مردمان قاف مشتاق ہو کر آئے بہ خواہش حسن ریہ

سنینگے تب مجھکو نذر خداوند یاد آئی ہین مینے چاندی کا نخل بنوایا چند سیب بطور تحفے کے لائی ہون اب خدائی
آپکی پردۂ قاف مین بھی مشہور ہوگئی ہر جگہ ہمنے مشہور کیا کہ خداوند جمشید خود پرست نے اس باغ کو سرسبز
وشاداب کیا لاکھون دیو و پریزادین جمال قدرت کی مشتاق ہین سب خدمت مین آیا چاہتے ہین اپنی اپنی
التجا کرینگی بڑے قدرت کے نذر دشور ہون لگے ہر حیثیت مین دیوزاد و پریزاد آیا کرینگے اور میرے پردے
کا تو کوئی نہ باقی رہیگا کہ خدمت مین نہ آئے یہ سنکر جمشید پھول گیا کہا ای پریزاد قدرت آؤ قدرت
پیدا ہی تھا اسی سے اُسکا سبب سمجھ گئے تجھے جب تمنے دعا مانگی ہی تو قدرت اُن رہتے سے نکلے
ابر رحمت کو حکم دیا کہ جاکر اُسی باغ پر برسو آخر ہرا و ظاہر ہوئی آؤ بیٹھو نام تمہارا کیا ہی پریزاد نے عرض کی
مجھکو یاقوت پریزاد کہتے ہین جب مین ماں کے پیٹ مین تھی اُسیوقت سے معتقد ہون جب ماں پر
میری پیدائش کی مشکل ہوئی کئی دن یہ ابر در روزہ رہا ماں نے بیقرار ہوکر کہا جو خداوند آجکل ہون وہ اسوقت
آکے میری مدد کرین کہ یہ مشکل آسان ہو فوراً مین پیدا ہوئی ماں کا بیان ہی کہ مین جیسے ہی زمین
پر آئی تجھے اسکی آتی ہین سنا یا خداوند جمشید کہا ماں سمجھی کہ یہی ساحری و جمشید جو ہین انکو بیٹی نے یاد
کیا جب مین سن تمیز کو پہونچی تو روز کہا کرتی تھی کہ خداوند جمشید خود پرست کہان ہین آخر آج مشرف
ہوئی اب جب یہان سے پلٹون گی تو خداوندی کا ذکر کرونگی فوراً دیوزاد پریزاد دوڑین لگے جو آئیگا
لاکھون روپیہ لیکے چڑھائیگا اور جواہرات تو ہمارے پردۂ قاف مین مثل کنکر و پتھر کے ہی مصاحبان
خداوند نے کہا ای پریزاد قدرت وہ جواہرات یہان لاؤ قدرت کو دکھاؤ قدرت پسند فرمائینگے
تمہاری آبرو بڑھائینگے پریزاد نے عرض کی اب مین امیدوار ہون کہ اپنی نذر پوری کرون سیب اپنے
ہاتھ سے قدرت کو کھلاؤن جمشید نے ہنسکر کہا ای پریزاد تمہاری سب عرضین قبول ہین سب
زار و نیاز حصول ہین آج شب کو قدرت تمکو جانے نہ دینگے آج شب کو پاس قدرت کے رہو اور
عجائبات قدرت دکھائین گے عرش اعلی پر تمکو لیجائین گے وہان کے تماشے تمکو دکھائین گے
پریزاد نے بڑھکر گورے گورے ہاتھون سے بلائین لین سیب تھالی سے اُٹھا کر تراشا جمشید نے منہ کھول دیا
پریزاد نے سیب کا ٹکڑا منہ مین دیا جب جمشید ثانی کھا چکا تو کہا مصاحبان قدرت کو بھی کھلاؤن سب
مصاحب بول اُٹھے ہم سب راضی ہین قدرت کو کھلایا تو ہمین بھی کھلاؤ پریزاد نے سیب کو کھلانا شروع
کیا اتنے سیب تھے کہ سب [illegible] نے کھائے [illegible] سیب تو سیب تھے کہ سب نے کھائے [illegible] سیب کھائے پریزاد نے

دست بستہ عرض کی کچھ قدرت کے سامنے گاؤن جمشید نشے مین بیٹھا ہی آنکھین تلک سی نکل آئین کہا ہان ای پریزاد گانا سناؤ سازندے آئے ساز لائے پریزاد نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے جمشید ثانی کے گانا شروع کیے

**نظم**

لب پہ وقت نزع آہون کے شرارے رہ گئے　　اشک حسرت آنکے مژگان کے کنارے رہ گئے
صف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے　　چل بسے جکے تھے منزل ہستی سے پارے رہ گئے
بالا پن اس طفل کا گذرا بڑھے منت کے طوق　　کان مین پاسے نہیں پر گوشوارے رہ گئے
شکر ہی کرتے بنا پاشانہ ان زلفون مین غیر　　چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے
بزم خوبان اسکے جاتے ہی آنکھون مین سیاہ　　ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے
پہونچے یاران عدم سب منزل مقصود پر تو　　ہم سر راہ عدم حسرت کے مارے رہ گئے
رانص گلگون خوبی کو خرامان دیکھکر　　چوکڑی بھولے ہرن رم سے بچارے رہ گئے
ادر ہی کترے ہین گلرویون نے اب کلیون مین گل　　سادے سادے پانجامون کے غرارے رہ گئے
آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی　　مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہ گئے
دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب صدقے کیے　　دیدہ گریان مگر حسرت کے مارے رہ گئے

اس رنگ مین یہ غزل پریزاد نے گائی کہ جمشید بہت خوش ہوا دل سے باتین کررہا ہی کہ ای جمشید کیا پریزاد دستیاب ہوئی نور قدرت اسکے پیٹ مین اتارین گے اب پریزادین آیا کرین گی قدرت سب کو مشرف کرینگے گانا سنکر یکایک بلبلایا کہا ای پریزادو دیکھو ہمارے بھائی سب آئے ہین پریزاد نے کہا سب کو بلائیے جمشید ایسا نشے مین چور تھا کہ اپنے مقام پر سے گت بھرتا ہوا اٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا مصاحب وغیرہ لینا لینا کہکے اٹھے جو اٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب برابر فرش فرش ہوئے اب برق ثانی سوچنے لگا کہ انکو کیا کرون خنجر کھینچا کہ اسکو قتل کرون پھر سوچا شاید اس سے کوئی مطلب نکلے یہ سوچکر زبان مین سوزن دی دماغ پر بڑی بیہوشی کی چڑھائی ایک صندوق کلان رکھا تھا اسمین جمشید کو بند کیا جمشید کی شکل بنکر مسند پہ چادر تان کے سویا صبح کو جب سب ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی مصاحبون کی آنکھ کھلی دیکھا قدرت سورہے ہین قدمون پہ ہاتھ رکھا قدرت نے آنکھین ملتے ہوئے اٹھے اٹھتے ہی پوچھا پریزاد کہان گئی سب نے عرض کی قدرت نے

کچھ اور ارادہ کیا تھا وہ اپنے کو بچا کے چلی گئی اب برق ثانی بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی لوگون سے پوچھتا
ہی قدرت نے لوح طلسمی کہان رکھی سب نے کہا قدرت نے یاقوت سُرخ پوش کو دی تھی
وہ جاکر مر گیا غرضی اُسکے عزیزون کی آئی تھی قدرت نے ملاحظہ فرمائی تھی اب برق ثانی کو تردد ہوا
اس فکر مین بیٹھا تھا کہ مصاحبون نے عرض کی نور چکیدہ خالص قدرت آتی ہین سمجھا برق ثانی کہ جبین
نقابہار کے پائون دھلا کر بلانے تھے وہی اُسکی بیٹی ہی سنبھل کے بیٹھا یہ بھی مصاحبون سے سُن چکا ہی کہ
طلسم کُشا قید تھا اُنسے غائب ہوگیا کہ سامنے سے ملکہ نرگس خونریز آئی برق ثانی نے نگاہ اُٹھا کے
دیکھا سینے پر اُبھار پایا آنکھین چھٹی ہوئی مست مئے محبت پیر ڈالتی ہی کہین پڑتا ہی کہین ملکہ کو تکتا ہون ہین
تو لا کیا نرگس نے آکر سلام کیا جمشید نقلی نے اُسکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا نرگس کانپنے لگی سر جھکا کے
بیٹھی جمشید طرف مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو ہم تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین
بخوبی جانتے ہین جو طلسم کشا کو لیگیا بڑا کلیجہ کیا کچھ قدرت کا خوف نہ ہوا ہم خاموش ہین لیجانے والا
خود آکر قبول کرے کہ ہمارے پاس طلسم کشا ہی ورنہ ہم ظاہر کر دین گے برق ثانی نے دیکھا نرگس
کے مُنہ پر ہوائیان اُڑنے لگین اور دو چار باتین اسیطرح غُصّے مین کہین نرگس سے بھی متوجہ
ہو کر کہا کہ کیون ای نور چکیدہ خالص قدرت ہم کیا خدائی تمھارے بھروسے پر کرتے ہین
نرگس نے سر جھکا لیا خوف سے آنکھون مین آنسو بھر آئے گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ پھر حاضر
ہونگی برق ثانی نے رخصت کیا اب سوچا کہ آج شب کو اسکے مکان پر چلین وہان حال سب کُھل جائیگا
دن تو برق ثانی نے کاٹا شام کو کہا ہوا وار لاؤ قدرت بیٹی کو دیکھنے جائینگے بیاکیلے ہوا دار پر سوار
ہوا کہارون سے کہا ہماری دختر کے مکان پر لیچلو یہان جو نرگس آئی کانپتی ہوئی حیران پریشان شاہزادے
سے پوچھا کہا ای شہریار کیا عرض کرون آج قدرت نے مجھ سے آنکھین ملا کر کہا کہ ہم کیا
تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جو طلسم کشا کو زندانخانۂ عشرت سے لیگیا ہم بخوبی جانتے
ہین میرے تو ہوش اُڑ گئے شاہزادے نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اُسنے آمد سخن مین کہدیا تلاش
کر رہا ہی تمھارے مکان پر کوئی نہ آئیگا یہ ذکر تھا کہ چوبدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی حضور قدرت
آتے ہین ہوادار پر سوار ہین چند مصاحب ساتھ ہین نرگس خونریز کے یہ سُنکر ہوش اُڑ گئے
شاہزادے کے قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار برائے خدا چند ساعت یہان سے ہٹ جائیے

شاہزادہ ناچار ہوکر سامنے کمرہ تھا اسمین چلا گیا صحبت آراستہ تھی عاشق و معشوق بیٹھے تھے شراب و
کباب گزک سب چیزین موجود تھین اور ڈالیان پھولونکی کس کس چیز کو اُٹھائے چند چیزین اُٹھانے
پائی تھی کہ کنیز نے آکر خبر دی قدرت باغ مین آگئے نرگس خونریز براے استقبال اُٹھی کہ جمشید نقلی
سامنے سے آیا دیکھا چبوترے پر باغ کے اشیاے عیش و طیش آراستہ ہین کل سامان عیش و نشاط
رکھا ہے برق ثانی سمجھ گیا کہ شہزادہ در پچے تو شاہزادہ نہین ہی یہی ہمراز لائی ہی بیٹھتے ہی ہاتھ نرگس کا پکڑ لیا
کہا کیون نور نظر تمنے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا طلسم کشا کو جلد حاضر کرو اسی مین تمہارے واسطے بہتری ہی
ورنہ ابھی تمپر قہر کرونگا کہ خود طلسم کشا دوڑا ہوا چلا آئے دیوانہ اُسکو بنا دون تمنے بطن مادر مین تو چھپنے جگہ دی
اور اُسکی حفاظت کی یہ ہم نہین جانتے کہ قید خانے سے کون لیگیا نرگس نے گھبرا کر سر جھکا لیا اور کہا
قدرت کو اختیار ہی مین نہین جانتی طلسم کشا کہان ہی اگر میرے ذمہ مین نکلے فوراً مجھے قتل کیجیے مین
کچھ عذر نہ کرونگی شاہزادے نے کمرے سے یہ معاملہ دیکھا کہ جمشید نرگس کا ہاتھ پکڑے ہوے کچھ
بہ غصہ کہہ رہا ہی نرگس سر جھکائے بیٹھی ہی کچھ جواب نہین دیتی شاہزادہ سوچا کہ ایسا نہو ہاتھ تلوار کا مارے
اور یہ نازنین قتل ہو جائے تو منھ دکھانے کی جگہ نہ رہے اس سے بہتر یہی نکلو اسپر حملہ کرو یہ خیال کرکے
خسرو شیردل کمرے سے نکلا اور نعرہ کیا او بے ادب شعبدہ باز ذرا ادھر متوجہ ہو مردان عالم سے
آنکھ چار کر نعرۂ خسرو منم خسرو شیردل نوجوان ؎ منم نور عینین صاحبقران ؎ اگر تیغ کین برکشم از غلاف ؎
تزلزل فتد در میان مصاف ؎ اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ؎ زنگار زمین تیغ و تن بر کنم ؎ تلوار کھینچکر
طرف جمشید کے دوڑا برق ثانی قہقہہ مارکے ہنسا کہا کیون او مفتری آفتاب کا گھر برباد کیا
میرے یہان بھی آکے یہ فتور برپا کیا سنم خداوند جمشید خود پرست تلوار کو پھینک کے قدمون کو
بوسہ دے ورنہ ابھی دیوانہ بنا دونگا یہ شمشیر بلند جرأت یکہ تاز میدان جلالت کب خوف کرتے ہین
قریب سر کے پہونچے جمشید نقلی کودکے الگ ہوا کہا علیحدہ رہو پاس کہان گھسا آتا ہی ارمانکہ کانپ
رہی ہی شاہزادے کو اشارے سے منع کرتی ہی ارے وہ اشارہ کریگا تو دیوانے ہو جاؤگے کیون
قریب گھسے جاتے ہو الگ رہو شاہزادہ بھاگنے سے جمشید کے دلیر ہوا جمشید بھاگا بھاگا پھرتا ہی
جدھر جمشید جاتا ہی اُدھر شاہزادہ پہونچتا ہی برق ثانی جست کرکے الگ ہوتا ہی ایک مقام پر
برق ذرا رکا تھا کہ شاہزادہ تیغ بکف قریب پہونچا برق ثانی نے بائین آنکھ کا تل دکھایا تل کے

دیکھتے ہی شاہزادہ سمجھا یار وفادار سے لپٹ گیا ایام ہجر یاد کرکے دونون چیخین مار کر روئے ملکہ سمجھین شاہزادہ دیوانہ ہو گیا الپٹ کے جمشید سے روتا ہی شاہزادے نے پکار کر کہا ای ملکہ عالم مبارک ہو میرا عیار طرار ہی کیون ای برق ثانی وا ہی یار وفادار جمشید ثانی سے کیونکر پیش آئے کہا حضور مین اسکو گرفتار کر چکا ہون آج کئی دن سے اسکی شکل پر انتظام کر رہا ہون مگر ای شہریار لوح طلسمی کا پتہ نہین ملتا یا قوت سرخ پوش کو لوح دیکئی تھی وہ جا کر مر گیا لوح کا پتہ نہین ملتا اب جمشید کو مین لاتا ہون اگر تم نے اطاعت کی تو بہا ورنہ قتل کرونگا شاید لوح کا پتہ ملے شاہزادے نے کہا جمشید کو لاؤ ملکہ حیران ہوگئین برق ثانی نے صورت اصلی دکھائی سب حیران تھین کہ اتنے بڑے شخص کو کیونکر گرفتار کیا برق ثانی نے سب حال بیان کیا کہ یون غلام حبشن کے روز سے آوارہ پھرا کیا آخر اسکے باغ کا پتہ پایا پریزاد بنکے مین نے گرفتار کیا صندوق مین بند ہی یہ کہکے برق پھر دایی صورت بنا ہوا اسپر سوار ہو کے اُس باغ مین آیا صندوق کو اٹھوایا جمشید ثانی کو لیکے باغ مین ملکہ کے آیا شاہزادہ برق ثانی کی عیاری پر وجد کرتا ہی ملکہ کہتی ہی دیکھون باپ کیا کہے شاہزادے کا کہنا مانے یا نہ مانے برق ثانی نے جمشید کو صندوق سے نکالا ایک ستون سے باندھا پہلی دوا خانے سے اُتاری شاہزادے کو اور ملکہ کو سامنے بٹھایا آپ بصورت اصلی بنا جمشید کو ہوشیار کیا آنکھ جو جمشید کی کھلی اپنے کو گرفتار پایا شاہزادے و ملکہ کو پہلو بہ پہلو پایا حیران ہو گیا کہ مین کس آفت مین پھنسا برق ثانی نے پکار کر آواز دی ای جمشید خود پرست تو نے خدا کی قدرت کو دیکھا وہ پریزاد بنکر مین ہی آیا تھا تجھکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہی کہ شاہزادے کی اطاعت کر معاذ اللہ خدا بنکر بیٹھا ہی جب وہ معبود سامنے بلائیگا اور صفت جباری و قہاری دکھائیگا اُسوقت کیا جواب دوگے پیدا کرنے والے کا سامنا کروگے ملکہ نرگس نے جو باپ کو دیکھا اٹھکر قدمون پر گری کہا ای بابا جان آپکو یہ شرف کیا کم ہی کہ مین طلسم کشا کی کنیزون مین منسوب ہون اگر مناسب ہو تو طریقہ خلاف سے ہاتھ کھینچیے شاہزادے نے بھی اٹھکر دلائل مذہب بیان کیے پھر مقدمہ حشر کی تصریح کی بس خوف سے جمشید کانپنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا ای شہریار اب افعال قبیحہ سے توبہ کرتا ہون اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی اسقدر شاہزادے کے قدمون سے لپٹ کے رویا کہ قدم شاہزادے کے تر ہوگئے اسقدر خائف ہوا کہ دمبدم عرض کرتا تھا واسطے تم مین نے بڑی نادانی کی پیدا کرنے والے سے برابری کی

اُسکے سوال کا جواب کیا دونگا کہا ای شہریار غلام کو کلمہ پڑھانے سے شاہزادے سے نے تامل کیا طرف برق ثانی کے دیکھا برق ثانی نے کہا ای جمشید سوچو ابھی معرکہ عظیم باقی ہی تلاش لوح طلسم تمھارے ذمے ہی اگر آفتاب سرکشی کرسے تو کون جواب دیگا جمشید نے کہا ای برق ثانی مجھپر ایک ایک لمحہ اور ایک ایک دم زیر دم شمشیر ہی سبب تو بہ پردہ دنیا پرستے اُنھون اد رپیدا کرنے والا سوال کرے کہ کیون او ناداں تو نے ہماری برابری کی سوا سے سر جھکا نے کے کیا جواب دونگا اب مجھکو تائب ہو لینے دیجیے آفتاب پر نہین ظاہر ہوگا حضور کی لوح ملنے کی تدبیر کرونگا آپ صاحب اقبال ہین فوراً جاتے ہی لوح ملیگی آفتاب کو خبر نہ ہو گی بڑی خبر تو آفتاب کو ایک وجہ سے ہو گی کہ اُسکی بیٹی ہوش مین آئے اُسکے سردار اُس سے باغی ہون وہ سب میرے شہر مین ہین میری زندگی مین وہ ہوش مین نہ آئینگے اب حضور میرے باغ مین چلیںمین ساحر ذنکو بلوا کر قدمون پر گراؤن سوزن وغیرہ پہلے ہی نکال لی تھی بیٹی کو جمشید نے گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تمھاری وجہ سے یہ بے بہا ہاتھ آیا یہ گوہر بیبہا سے صاحبقرانی مجھے دستیاب ہوا اجوبی بیٹی کو سمجھایا اب جمشید ثانی دل و جان سے مطیع و منقاد ہوا کلمہ پڑھا سحر سے تائب ہوا شاہزادہ وہ برق ثانی کو ساتھ لیکر اپنے مقام پر آیا جو حاضر وقت تھے اُن کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور نامہ لکھکر صندل جادو کو بلایا صندل نے آکر بنا در دیکھا کارخانہ خدائی کے سٹ رہے ہین جمشید کہہ رہا ہی یار وان مکانون سے ایک مکان مثل عبادتخانے کے بناؤ کہ اُسمین بیٹھکر عبادت کرون اٹھو پھر تو بہ مین معروف رہون صندل نے آکر قدمون کو بوسہ دیا جمشید نے صندل کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا اور کہا ای صندل مین اب اپنی اصل و حقیقت کو سمجھا چند قطرات نجس سے جسکی پیدائش ہو وہ دعوی خود پرستی کرے مین تائب ہوا تم ایک کام کرو اول تو شاہزادے کی اطاعت مین بدل و جان مصروف رہو جو انکی اطاعت کریگا وہ آرام پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا صندل جادو مطیع ہوئی کہا مین کنیزی سے سر نہ اٹھاؤنگی جہان حکم ہو وہان شاہزادے کو لیجاؤن یا جو حکم ہو خدمت بجالاؤن کہا اول شاہزادے کو شہر لالان پہونچاؤ ای شہریار وہان لالان شاہ بادشاہ احمر گلگون پوش اُسکا بیٹا باغ مین قید ہی شرارہ جادو وہان متسلط ہی اُسکو ہمارا اسلام پہونچا دیجیے گا جب لالان پر احسان ہوا ور وہ خواہان ہو کہ جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن اُس سے کہیے گا کہ مجھے تا بہ گنبد جہان نما پہونچا دے گنبد مذکور مین جب پہونچیے

جو آرزو دل مین ہو اندر گنبد کے جاکر اظہار کیجیے دیکھیے لوح کہان دکھائی دیتی ہی جب انکا پتہ ملے وہان سے جاکے لوح حاصل کیجیے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ رنج و الم دلسے دور کرے بخوبی شاہزادے کو سمجھا یا کچھ کان مین مخفی بھی کہا کہ جس سے کوئی آگاہ نہ ہوا صندل جادو نے شاہزادے کو تخت پر سوار کیا جمشید نے دو تعویذ لکھکر شاہزادے کو دیے اُسکے موقع اور مقام تعلیم کر دیے برق کو پاس ملکہ کے چھوڑا آپ تخت پر سوار ہو کر صندل جادو شاہزادے کو لیچلی اب ملکہ دار الامارہ مین داخل ہین جمشید خود پرست عبادت خانے مین آٹھ پہر توبہ توبہ کیا کرتا ہی کہ خطا میری معاف ہو اسکا حال تو وقت پر لکھا جائیگا حال شاہزادہ کا تحریر کرتا ہون کہ صندل جادو لیے ہوے شاہزادہ کو قریب لالانیہ پہونچی لالان شاہ کو خبر ہوئی برائے استقبال نکلا شاہزادے نے پہچانا کہا ای لالان شاہ ایسی کثرت کار تھی کہ تمھارے مقدمے کو بھولے مگر پروردگار نے سامان مہیا کیا اب باغ مین چلو اور تماشہ دیکھو صندل جادو کو رخصت کیا آپ لالان شاہ کو ساتھ لیکر اُس باغ مین آئے ایک زرنغے مین چھپکے لالان شاہ کو ہمراہ لیے ہوے آکر بیٹھے تعویذ دیا ہوا جمشید کا بیچ نخل مین گاڑا رات کو اُس باغ مین روشنی ہوئی صندوق خود بخود نخل سے اُترا جس بیچ مین تعویذ گاڑا تھا اُس بیچ سے دھوان نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی ہماری بیٹی کی فکر مین کون آیا ہی لیکن شاہزادے نے کچھ جواب ندیا بعد تھوڑے عرصے کے آسمان پر سناٹا ہوا شرارہ جادو آکر پہونچی آتے ہی شاہزادے کو سلام کیا شاہزادے نے فرمایا ملکہ احمر کو رہا کرو شرارہ نے صندوق سے احمر گلگون پوش کو نکالا احمر نے آکر شاہزادے کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ سالہا سال غلام مبتلاے مصیبت رہا امیدوار ہون کہ محبوب سے ملون شاہزادے نے شرارہ سے کہا شرارہ معشوق کو لائی لالان شاہ بیٹے اور بہو کو لیکر شہر مین آیا شاہزادے کو لاکر دار الامارہ مین پہونچا یا عرض کی کہ ایسا احسان ہوا کہ تا عمر ادا نہ ہوئیگا امیدوار ہون کچھ خدمت کو ارشاد ہو کچھ خدمت بجا لاؤن شاہزادے نے کہا کوئی کام تمسے ہمارا نہین ہی لیکن لوح طلسمی ہمارے قبضے سے گئی اُسکا دریافت کرنا تمھاری کوشش پر موقوف ہی لالان شاہ نے کہا مین جان تک نثار کرنے کو حاضر ہون فرمایا کہ ہمکو گنبد جہان نما مین پہونچا دو لالان شاہ نے کہا ای شہریار گنبد جہان نما مسکن ساحران جلیل ہی وہان جاکے کیا کیجیےگا شاہزادے نے کہا ہماری تو یہی ضرورت ہی

عرض کی ای شہریار اگر ساحرون پر ثابت ہوا کہ ملک لالان شاہ کسی مسلمان کو لایا ہی تو دشمن قتل
ہون گے شاہزادے نے کہا ہم ضرور جاینگے اگر ساتھ نہ جاؤ تو فقط رہبری کرو یا کسیکو ہمراہ
کر کے ہمکو وہان ضرور بھیجو واحمر نے اُٹھکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار اگر آپکے کام ہماری جان
بھی آوے تو حاضر ہی باپ کو بھی سمجھایا کہ اگر انکے واسطے جان بھی جاوے تو شہرت حاصل ہو انکو جلد لیچلیے
شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملک لالان شاہ واحمر مع بارہ ہزار فوج کے ساتھ ہوے منزلین طی
کرتے ہوے چلے کوہ و دشت سے جو گذر ہوا بڑے بڑے تاجدار انکو دیکھا کہ صحرا سے ویران مین اُترتے
ہین لالان نے بیان کیا کہ حضور یہ سب مراد مند ہین گنبد جہان نما پر جاتے ہین وہین ان سب سے
ملاقات ہوگی شاہزادے کو راہ مین بہت تاجدار بہت زمیندار بہت سے تاجران جلیل ملے لالان شاہ
شاہزادے کو دکھاتا ہوا منزلین طی کر رہا ہی لبعد کئی دن کے ایک صحرا سے آباد نظر آیا کہ ہزارہا خیمہ و بارگاہ استادہ
ہی سامنے ایک گنبد ہی دروازے پر اُسکے نگہبان مراد مند اندر جاتے ہین مراد پاسکے آتے ہین لالان نے
شاہزادے کو اشارہ کیا کہ یہ مقام آپکے اندر جائیگا ہی اندر جاکے بخورات روشن کیجیے خواہش دریافت
مقام لوح مین مصروف ہو جیسے شاہزادہ تجدید وضو کر کے نہایت تکلف سے دروازے پر اُس مکان
کے آیا بسم اللہ کہکے اندر گنبد کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان عجیب پُر فضا ہی بخورات جا بجا روشن دیوار و در
مین اسماے الٰہی لکھے ہین شاہزادے نے بیٹھکر خواہش کی کہ دریافت مقام لوح مین مصروف ہون
کہ خیال اُس گشتۂ آتش حسرت سوختۂ گرمی اُلفت کا آگیا خیال مین آیا کہ ای خسرو ا دل حال
مرجان نیلم پوش دریافت کرون معلوم ہو کہ وہ کس مقام پر ہی یہ جو خیال آیا آنکھون مین آنسو بھر
آئے پہلے یہی نیت کی کہ اے گنبد جہان نما بحق اسماے الٰہی مجھکو معلوم ہو کہ مرجان نیلم پوش
کس حال مین ہی یہ جو نیت کی آنکھ بند ہوئی دیکھا ایک صحرا مین جاتا ہون کہ اُس صحرا مین کبھی گذر نہین ہوا
تھوڑی دیر مین صحرا کو طی کیا دروازے پر ایک باغ کے پہونچے اندر باغ کے داخل ہوے باغ سرسبز
و شاداب چمن ہاے لاجواب گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون باغ کو طی کر کے بارہ دری
مین پہونچے دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب مسند پر بیٹھا ہی اور سامنے ایک قفس آہنی رکھا
ہی اُسمین مرجان نیلم پوش کو پایا شاہزادے نے پکار کر آواز دی ای سوختۂ آتش عشق و محبت
وای افروختۂ نار مصیبت کس حال مین ہو مرجان نے کہا یہ ملعون مجھکو گرفتار کر کے لایا خوا ہان وصل ہی

کنیز نے بڑی جفا اُٹھائی ہی ابتک اُسکا کہنا قبول نہین کیا لیکن یہ سبب حیا مجھکو قتل کریگا اب زندہ کیونکر ملون کیونکر قدمون تک پہونچون شاہزادہ بیقرار ہوکر دوڑا چاہا کہ قفس کو اُٹھا لون مہر فرش کی ٹھوکر لگی شاہزادہ منھ کے بل گرا آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا لالان و اُتھر جو دروازے پر تھے آواز سنکر اندر آئے دیکھا شاہزادہ ایڑیان رگڑ رہا ہی دونون نے آکر شاہزادے کو اُٹھایا اور کہا ای شہریار خیر تو ہی کیا معرکہ دیکھا کہ آپ اسقدر بیقرار ہوئے شاہزادے نے حال پُر ملال ملکہ مہر جہان نیلم پوش بیان کیا باپ بیٹون نے عرض کی ای شہریار مطمئن رہیے ملکہ کو زندہ پائیے گا معلوم ہوا وہ آگ مین نہین جلین کوئی ساحر اُٹھا کے لے گیا اُسی کے قبضے مین ہین اب حصول لوح کو دیکھیے شاہزادے نے نیت کی کہ ای گنبد جہان نما بحق اسماے الٰہی معلوم ہو کہ لوح کس مقام پر ہی پھر آنکھ بند ہوئی ایک صحرا دیکھا کہ گھانس وہان کی مثل ریشم کے نرم ہی اور نخل چھوٹے چھوٹے اُنپر گلہاے زعفرانی کمال تکلف سے آراستہ اُس صحرا کو شاہزادے نے طی کیا قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا اُس کے دروازے پر چند لوگ بیٹھے ہین فقیر فقرا ہزارہا جمع ہین سدا برت بٹ رہا ہی سائلونکو دیتے ہین چند گئے اور چند آئے یہی آمد و رفت لگی ہی شاہزادہ کھڑا دیکھا کیا خیال مین گذرا باغ بھی چلکے دیکھون اندر باغ کے داخل ہونے دیکھا عروسان چمن کے بناؤ عندلیبان زمزمہ سرا پہلو سے گل مین بیٹھی ہین پھول پھول کے یہ اشعار پڑھ رہی ہین

نظم

موے پہ بھی نہ دلسے رنج یار باقی ہی　　ملایا خاک مین لیکن غبار باقی ہی
رہا نہ کوئی غم یار کے سوا ہمدم　　یہین ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہی
یہان تو ہستی موہوم سے ہین نشہ ہرن　　تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہی
اُڑا ئین دامن صحرا کی دھجیان دیکھو　　کہان ہمارے گریبان مین تار باقی ہی
تمھارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا　　اب ایک غزال حرم کا شکار باقی ہی
عدم وجود برابر ہی ملک ہستی کا　　فنا جہان کو ہی پروردگار باقی ہی
اُڑائی خاک یہ مقتل مین ہم کشتون کی　　نشان تک نہین ای شہسوار باقی ہی
خدا کا ڈر ہی تو ڈر جور و ظلم عاشق سے　　کسی پہ پھیر نہ کر اختیار باقی ہی
کسیکی حسرت دیدار مین موا رعنا　　کھلی ہی آنکھ ابھی انتظار باقی ہی

شاہزادہ سیر کرتا ہوا قریب ایک نخل کے پہونچا باغبان بھی پھرتا ہوا اُس مقام پر آیا اُس نے کہا ای

نوجوان تو لوح طلسمی کی تلاش مین ہی اسی نخل کے بیچ مین وہ ہی شاہزادے نے خنجر سے زمین کھودی ایک صندوقچی نکلی اُس صندوقچی مین لوح طلسم آفتاب نگار تھی شاہزادے نے دیکھکر لوح کو بڑی خوشی سے جیب مین رکھا لوح لیکر چلے تھے سوداباغ مین آکر شاہزادہ ایک مقام پر گرا آنکھ کھل گئی اپنے کو اُسی گنبد مین پایا لالا لان واحمر نے شاہزادے سے حال پوچھا شاہزادے نے سب حال بیان کیا لالا لان نے کہا وہ صحرا سے آبر لشیم گیاہ ہی اور وہ باغ یاقوت سرخ پوش کا ہی حضور کو وہان جانا ہوگا وہ شاہزادے کو لیکر شہر مین آئے کئی دن مہمان کیا بعد کئی دن کے شاہزادہ طرف صحرا سے آبر لشیم گیاہ کے روانہ ہوا جب اُس صحرا مین پہونچے تو پہچانا کہ یہ وہی صحرا ہی جہان خواب مین گذر ہوا تھا اُس صحرا کو طی کرکے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا فقیر دنکو سدا برت بٹ رہا ہی نہرا رہا ساحر دروازے پر جمع ہین شاہزادہ سوچا کہ اگر دروازے سے باغ مین جاؤنگے نگہبان ضرور روکینگے دن کو تامل کیا شب کو پشت باغ پر آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے باغ مین اُترے اُس نخل کو تلاش کرتے ہوئے چلے وسط باغ مین اُسکو پایا بیخ نخل کو کھودا صندوقچی نکلی لوح پائی شاہزادے نے لوح گلے مین ڈالی تھی کہ آشیانون سے ہزارہا طائر نکلکر غل مچانے لگے کہ یارو دوڑو طلسم کشا لوح لیے جاتا ہی گوشہ ہائے باغ سے ہزارہا جادوگر اسباب سحر لیکر پہونچے شاہزادے پر سحر کرنے لگے بسبب لوح کے کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا شاہزادہ رستمانہ لڑ رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک جانب دیکھا ایک ساحر قوی تن قوی مَن سحر بھی کر رہا ہی اور سب کو ترغیب دیتا ہی کہ یارو سب ملکر طلسم کشا کو لپٹ جاؤ لوح طلسم آفتاب نگار لیلو طلسم کشا نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا اس باغ کا باغبان جبتک قتل نہ ہوگا مہلت نہ ملیگی خسرو نے اُسی جانب رُخ کیا ساحر روکنے لگے دمبدم ساحر زیادہ ہوتے چلے آتے ہین گوشہ باغ سے چلے آتے ہین طائر جو غل کر رہے تھے وہ زمین پر گرتے غلاکس ماری ساحر بنکر تیار ہوتے طلسم کشا پر حربے لیکر متوجہ ہوتے اُس ساحر تک نہین جانے دیتے سارا باغ ساحرون سے بھرا ہوا طلسم کشا نے جو یہ مجمع دیکھا پریشان ہوئے کہ اُس مجمع کو کیونکر جھیلون ایک قتل ہوتا ہی تو دس اُسی مقام پر آجاتے ہین پلٹ کے دیکھا لاشہ نہین معلوم ہوتے حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی ہزارون کو مین نے قتل کیا لاشہ ایک کا نہین معلوم ہوتا بیتاب ہو کر دعا کی کہ ای خالق بے نیاز واسطے رب کا رساز اس بلا سے نجات دے بیتاب ہو کر جو دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا

ایک نقابدار ریا ولہ پوش تاج سر پر رکھے ہوئے ہی کالغی تاج کی جھلکتی ہوئی عکس تاج کا زمین پر پڑتا ہی کہ زمین گلنار ہوجاتی ہی دہن سے نعرہ کیا ای فرزند صاحبقران نہ گھبرانا ہین آپہونچا ان سب بھیا ذن سے سمجھونگا قریب آکے تلوار کھینچی بارہ ہزار جوانون سے آکر گرا شاہزادے کو اشارہ کیا ای شیر بیشہ صاحبقران ماشاء اللہ کیا کہنا اس کمسنی مین کیا کار نمایان کیا اس طلسم کا فتح کرنا تمھارا ہی کام تھا بڑی سختیان اُٹھائین پروردگار ان سختیون سے تمھین نجات دے شاہزادے نے یہ مہربانی جو نقابدار کی دیکھا لڑتا ہوا قریب آیا کہا ای برادر تو کون ہی تیری باتون سے مہر پدری کا عطر ملتا ہی نقابدار کے زیر نقاب اشک حسرت جاری ہوے کہا ای برادر نام کیا بتائین عزیزون سے جدا آوارہ دشت ادبار صاحبقران زمان اُس آفت مین مبتلا ہین کہ خدا اُنکو نا امید کرے مقام طلسم ہفت پیکر مین مع جملہ سرداران مبتلاے بلا ہین ستم ایسا شہسوار کیسا پریشان ہو رہا ہی مگر لاشہ پاے ساحران کے انبار لگا دے خدا اُنکو فتح طلسمی دلائے تماہی طلسم مین مصروف ہون ہفت پیکر کو جاکر مارین ہفت پیکر بہت بڑا شعبدہ باز ہی خدا اُسکے عجائب و غرائب سے اہل اسلام کو بچائے باطل کی جو خدائیان ہین اُنکے نمونے اپنے دروازے پر دکھائے ہین کہ دیکھنے والے اُسکا اعتبار کرین خدائی کو اُسکی برحق جانین چاہتا ہی عجائب و غرائب دکھا کر صاحبقران ایسے جلیل کو تسخیر کرون مگر وہ جانتے ہین کہ شعبدہ باز نیرنگ ساز ہی اُسکے شعبدون سے خدا بچائے چلا تھا کہ وہان کی خبر لون تمھاری خبر پائی دل بیقرار ہوگیا ادھر آگیا تمکو اس بلا مین دیکھا آکے شریک ہو مجھے اپنے نیازمندون مین تصور فرمائیے جس مقام پر پہونچ جائینگے خدمتگزاری کرینگے بعد مدت مدید ارادہ ہوا کہ جاکر عزیزونکو دیکھیے بزرگونکی زیارت سے مشرف ہوجیے زمانہ خروج تورج بدرگ حرامی قریب ہی ہم بھی سر ہتھیلی پر رکھکے اُسکے مقابلے کی فکر مین ہین اُسکے ہاتھ سے خدا شاہزادگان والا قدر کو صحیح و سالم رکھے شر سے اُس ظالم کے بچائے بہت بُرے حال اُس بیچارے کے سنے ہین اسکا ذکر کرنا بیکار ہی خود آنکھون سے دیکھو گے اب مصروف جنگ ہوجیے جھگڑے کہانتک بیان کرین سنگے یہ کہکے نقابدار پہلو پر خسرو کے شمشیر زنی کرنے لگا مجمع ساحران متفرق کرتا ہوا بارہ ہزار جوان بھی مصروف شمشیر زنی ہین جب یہ بارہ ہزار گروہ مجمع ساحران متفرق ہوا نقابدار جنگ کرتا ہوا خسرو کو سامنے اُس ساحر کے لایا کہا لیجیے اب اس سے مقابلہ کیجیے آپ طلسم کشا ہین آپ ہی کے ہاتھ سے اسکا قتل زیبندہ ہی خسرو اُس ساحر پر

جا پڑے اُسنے کئی گوسے مارے خسرو نے لوح کو چمکایا پھر اُسکے باطل ہوسے کئی سو ساحرونکو قتل کر کے
قریب اُسکے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار کسیکو پشت پر خسرو کی نہین آسنے دیتا جو پشت
یا پہلو پر آیا اُسکو مار کر گرادیا لاشے پھڑک رہے ہین شاہزادے نے اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کے
تیغہ برق خاطف سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے جسم سے اُس ساحر کے شعلہ ہاے
آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے تھوڑے عرصے مین آواز آئی کشتی مرا نام من باغبان جادو بود اب
شاہزادے نے دیکھا تمام نخل جلگئے چمنستان پامال ہوئے دیوارین گر گئین لاشہ ہزار ہا گرد پڑا ہوا ہی
نقابدار نے کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی اب لوح طلسمی مشکل آپ کو ملی ہی بدون اسکے ملاحظہ کے
کوئی کام نہ کیجیے گا ہم تو اب رخصت ہوتے ہین طلسم ہفت پیکر مین داخلہ ہو جاکر شمشیر زنی رستم کی دیکھین
بھائی صاحب سے ملین یہ کہکے نقابدار نے بارہ ہزار جوان اپنے جمع کیے خسرو سے رخصت ہوکے
ایک جانب روانہ ہوگئے خسرو کھڑے شوکت و شان نقابدار کو دیکھا کیے نہایت تردد ہی کہ نقابدار
کیون مدد کو آیا کس شوکت سے نکلگیا نقابدار غائب ہوا خسرو نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا طرف مشرق
کے جاؤ جو کچھ کام کرنا لوح کو دیکھ لینا شاہزادہ اُسیطرف روانہ ہوا اب حال آفتاب کا عرض کیا جاتا
ہی کہ یہ خوشی خوشی بیٹی کو اور سردارونکو ساتھ لیے ہوے قلعہ طلسمی مین آئی سلطنت کر رہی ہی یکایک
خبر پہونچی کہ جمشید خود پرست مسلمان ہوگیا طلسم کشا کو لوح کی ہدایت کی طلسم کشا لوح پاگیا یہ سنکے
آفتاب تحیر سے تو جلگئی کہا ارے یہ مکار کب سے خدائی کرتا تھا ہاتھ پر طلسم کشا کے مسلمان ہوا خداے
نادیدہ کا اعتقاد کر لیا بختیار جادو کو بلایا کہا ای بختیار جاکے دیکھ تو کہ اب جمشید کیا کر رہا ہی اُسکا سزا
سزا کو پہونچا ہمارا مذہب یہ خراب ہی تصویر مین بیٹھکر ایک ساحر نے دھوکا دیا یہ جمشید بھی بغیرہ
ساحری مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز تھا طلسم کشا کے کہنے سے مسلمان ہوا بختیار نے ایک طاؤس
بنایا اُسپر سوار ہوکے چلا اُس قلعے پر آیا بہ شکل عقاب بیٹھکر دیکھنے لگا دیکھا جمشید ایک مسجد مین
بیٹھا ہی تسبیح حق مین مشغول ہوگیا ہی اُٹھ پہر سجدے کرنا عذر بدرگاہ بے نیاز صحیفہ خوانون سے صحبت ہی
صحیفہ آگے رکھا پڑھ رہا ہی بختیار نے وہین سے للکارا او مکار یا خدائی کرتا تھا یا خداے نادیدہ
کی اطاعت کی اب سجدے کر رہا ہی جوتر اد پچھے کرتا ہی سر کو زمین پر گھستا ہی یہ کہکے بختیار کو دا جمشید
خود پرست نے پکار کر آواز دی او بختیار میرے قتل سے نفع نہ پاے گا طلسم کشا سے جا کر

سمجھ لے لیکن بختیار تیغہ برہنہ ہاتھ مین کھینچے ملازمون پر گوسے مارتا ہوا قریب جمشید کے پہونچا جمشید نے سر صحیفہ پر رکھا آواز دی اگر میرے سر سے کچھ مراد حاصل ہو تو سر کاٹ لے بختیار ملاون نے کچھ صحیفے کا بھی پاس نہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کٹکر اُس دینہ دار کا صحیفے پر گرا یہ خبر ملکہ نرگس نے سنی ہے برق ثانی گھبرایا ہوا آیا کہا ای ملکۂ عالم آپ کے والد نے مردانہ جان دی بختیار نے قتل کیا شہر ویران کر رہا ہے اب یہان سے نکل چلیے یہان رہنا باعث خرابی ہوگا ملکہ نے کہی تو اصون کو ساتھ لیا ایک خواص کی شکل بنکر برق ثانی بھی ساتھ ہوا ملکہ تو نکلکر شہر سے بھاگین لیکن آفتاب تخت پر بیٹھی تھی فرزانہ فیروزہ پوش کرسی پر بیٹھی تھین یہ یاقوت وغیرہ کرسی پر بیٹھے تھے جس وقت بختیار نے جمشید کو مارا یہ سب سردار زمین پر گرے ایڑیان رگڑنے لگے آفتاب نے کنیزون کو اشارہ کیا کہتی ہو میری ہائی کو کیا ہو گیا کنیزون نے کیوڑا گلاب چھڑکا اب جو ہوشیار کیا گویا اپنے ہوش مین آئے زبان پر پریشان آفتاب کی شاہزادے کو سب یاد کر کے رونے لگی فرزانہ بیقرار ہو کر پکارتی ہی او آفتاب شاہزادے کو کیا کیا جھپر کیا مگر کیا تھا کہ مین تیری اطاعت کرتی تھی ہائے کیا ستم ہوا مین نے اطاعت سے اُس شاہزادے کی جب منہ پھیرا ہوگا اور شاہزادے نے دیکھا ہوگا کیسا قلق طبع اقدس پہ گذرا ہوگا ہائے مین کس بلا مین پھنسی افسوس ابتر یہ کیفیت ہی نظم

| | |
|---|---|
| جاؤن کیا بلبل مجھے سینے ہزار آیا کرے | ہجر مین گلشن سے مجھکو کیا بہار آیا کرے |
| مر مٹا تیری اطاعت مین نہ دیکھا تیری سمت | اب نہ جھپکے گی پلک اپنی غبار آیا کرے |
| آگ لگتی ہی لگا مین جو رقیب ای شعلہ رو | گرم ہو جھپر تمھین وہ اعتبار آیا کرے |
| ہون وہ مجذوب اُسکی پلکون کا تصور گر کرون | تن مین چبھنے کو ہر اک جنگل کا خار آیا کرے |
| اپنے کوچے مین نہ لاشے کو پڑا رہنے دیا | کیون نہ میری روح قاتل کو پکار آیا کرے |
| منصفی تیری گلی مین چاہتا بیکار ہے | مین نہ آؤن اور رقیب نابکار آیا کرے |
| تازہ مضمون کے ثمر مین گو قلم مین نخل خشک | اُسطرح کا فیض ہی کیونکر نہ بار آیا کرے |
| مین جو کہتا ہون گلے لگ ای بت الفت کا جوش | ناز سے کہتے ہین وہ چل دور پیار آیا کرے |
| دور اُس گل سے رہون لکھا تھا یہ تقدیر مین | گلشن دل ہو خزان جسدم بہار آیا کرے |
| حسن جانان نے شب بخت سیہ روشن نہ کی | شمع ماہ و مہر کی لیل و نہار آیا کرے |

آندھیان اُٹھا کرین ہر روز کوے یار سے | اُڑ کے سارا میری آنکھون مین غبار آیا کرے
وہ ہی شکلین ہین ہماری زندگی کی ای قبول | یا بلا بھیجا کرے یا آپ یار آیا کرے

آفتاب نے جو یہ حال بیٹی کا دیکھا گھبرا گئی کل سردار اُسی حال مین آفتاب گھبرا رہی تھی کہ بختیار
آکر پہونچا اُسنے کہا ای ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ جمشید بالکل بیکار ہو گیا تھا اُسنے سحر کا نام نہ لیا مین نے
جاکر اسکو عین عبادت مین قتل کیا خون اُسکا صحیفے پر گرا یہی باعث ہی کہ یہ سب اُسکے سحر مین تھے وہ
قتل ہوا یہ سب ہوش مین آگئے ان سب کو قید کیجیے ورنہ اپنی جان دینگے آخر ہتھکڑیان بیڑیان منگوا
سب کو پھر قید کیا قید خانے مین جمشید یا زنجیرون سے سر ٹکرا رہے ہین چاہتے ہین اپنی جان دیدین یہ سب
اس حال مین ہین مگر شاہزادہ تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک گنبد کے پہونچا دیکھا آگے گنبد کے
فرش بچھ رہا ہی تھوڑے عرصے مین فرش تیار ہوا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا ایک نازنین مہجبین تخت پر بیٹھی
ہی گرد نازنینان مہجبین بیٹھی ہین تھوڑے عرصے مین اُس فرش پر آکے ہزار آدمی جمع ہوگئے
کوئی رقص کرتی ہی کوئی غزلین گا رہی ہی عجب طرح کا ہنگامہ ہی شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہی بعد تھوڑے عرصہ
کے دیکھا وہی نازنین جو تخت پر بیٹھی تھی اپنے مقام سے اُٹھی اور باہر نکلی سب نے دوڑ کر گھیر لیا وہ
نازنین سب کے بیچ مین کھڑی ہو کے گرد ناچنے لگی اس زرد و شور سے گت ناچی کہ تمام اہل محفل دیکھ
مین آگئے تمام اہل محفل تعریفین کر رہے ہین جو جو اس پیشے کی تھین اُٹھ اُٹھ کر ہاتھون کو بوسہ دیتی ہین گرد اُسکے
پھرتی ہین اور ہر ایک کہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم آپ اُستاد فن ہین آپ کا مثل نہین ہم لوگ آپ سے
تعلیم لیتے ہین اگر آپ کا قدم نہو تو ہم لوگ ناقص رہجائین وہ نازنین ناچتی ہوئی سامنے شاہزادے
کے آئی کھڑی ہو کے ناچنے لگی اس اس طرح بتا رہی ہی کہ اہالی محفل کے دل لبھا رہی ہی کبھی
بیٹھ جاتی ہی اس طرح مچلتی ہی کہ دل کو مسلتی ہی کبھی اشارہ کرتی ہی شاہزادے نے پر تلے سے تلوار
نکالکر دیدی دوبارہ جو اُسنے اشارہ کیا شاہزادے نے دوش سے سپر اُتار کے دیدی جب وہ
نازنین ناچتی ہوئی آتی ہی اور اشارہ کرتی ہی شاہزادہ وہی شی اُتار کے دیدیتا ہی تیسری مرتبہ جو کمر کا
اسطرح بتایا شاہزادے کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمین گردش کر رہی ہی سر گھوم رہا ہی بہ قول شاعر
رباعی تصنیف مصنف کیون زر کی طلب مین دربدر پھرتا ہی ای ظالم کچھ تو سوچ تو کدھر پھرتا
ہی ای اللہ رسے پھیری مین تلاش دنیا ای ٹھک جاتے جب پاؤن تو سر پھیرتا ہی ای شاہزادہ گھبرا اسکے

چاہتا ہی اُٹھون تو اُٹھ نہین سکتا اُس نازنین نے بتاتے بتاتے چُپکے سے دامن شاہزادے کا اُٹھایا اور لوح کی جانب اشارہ کیا شاہزادے نے بلا تکلف تختی گلے سے اُتار دی اور رہا تھا ہی بے تکلف اُس ظالم کے دیدی جیسے ہی تختی اُسکے ہاتھ مین گئی لوح کو جھولی مین رکھا چمک کے سامنے سے اُٹھی پکار کر آواز دی او طلسم کشا اسی منہ پر دعوی فتاحی طلسم آفتاب نگار رہی یون لوح لیلی چیخ مارتے ہی اُس نازنین کے غبار اُڑا کہ اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے شاہزادے کی آنکھ کُھلی دیکھا ایک ساحر سیاہ رو تیرہ درون تخت پر بیٹھا ہی شاہزادہ سامنے مسلسل و معلوق کھڑا ہی زنجیر کو ہلا رہا ہی پکار کر اُس ساحر نے آواز دی تم رقاص جادو دیکھا یون لوح لے لیتے ہین اب تمھاری قید پاس آفتاب گرم خو کے پہونچیگی اب تمھارا خاتمہ ہوگا طلسم کشائی کر چکے بڑے بڑے ساحر تمھارے ہاتھ سے مارے گئے اب تمھاری بھی ساحرون کے ہاتھ سے قضا ہی شاہزادہ یہ حال دیکھکر مضطر و حیران یقین ہوا کہ موت لیکر اس مقام پر آئی تھی اب زندگی دشوار ہی دلسے شاہزادہ دعا مانگ رہا ہی کہ اے مسبب الاسباب کوئی اسباب پیدا کر دے سامع الدعوات رحم اپنا شریک کر عجب بلا مین پھنسے ہین اس سے بچا

## نظم

دارد از عالمات ہر بندہ خبر بندہ نواز ۔۔۔ بندہ را ہی پرورد شام و سحر بندہ نواز
راضی از بندہ نمی گردد بغیر از بندگی ۔۔۔ بندہ پرور خالق جن و بشر بندہ نواز
بندہ را ہر دم نگذارد ز فضل عام خویشتن ۔۔۔ بر صلاحش ہر زمان دارد نظر بندہ نواز
ذرہ را خورشید سازد قطرہ را دریا کند ۔۔۔ مہربان گردد بہ من بندہ اگر بندہ نواز
بر عطائے ذات حق ہر آدمی دارد امید ۔۔۔ ہست اطمینان ہر یک بندہ پر بندہ نواز
گشتہ رہبر بندگان را بر طریق بندگی ۔۔۔ لطف خود بر خاکیان کرد اینقدر بندہ نواز

شاہزادہ بلک بلک کے دعائین کر رہا ہی رقاص جادو کا ارادہ ہی کہ قید شاہزادے کی لیکر طرف آفتاب گرم خو کے روانہ ہو قضا سے کار ملکہ نرگس خونریز کہ ہاتھ سے بختیار کے بھاگی تھین اُدھر آکے پہونچین چند کنیزین ساتھ ایک مرکب پر سوار ایک کنیز کی شکل بنا ہمراہ برق بھی ساتھ ہی دور سے اُس گنبد کو دیکھکر کہا چلو اس گنبد مین چھپین برق ثانی نے کہا اگر اس گنبد مین رہنے کی جگہ ملے حضور کو اس مقام پر چھوڑ کے مین آقا کو تلاش کر لاؤن ملکہ گھوڑا اُدھر ڈالکر

چلین جب سامنے گنبد کے پہونچین ایک ساحر کو دیکھا بیٹھا ہی سامنے شاہزادہ مسلسل و مطوق کھڑا ہی ہوش و
حواس پراگندہ ہو گئے رقاص نے جو ملکہ کو دیکھا مدت سے عاشق ہی اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑا
پکارکر آواز دی ای ملکۂ عالم آئیے برق ثانی نے پانؤن مین چٹکی لی اشارے سے کہا چلیے
ملکہ اندر گنبد کے آئین رقاص خوش ہو رہا ہی کہ آج ملکۂ عالم بعد مدت کے میرے مکان پر آئین
اب کیا جانے دونگا وصل حاصل کرونگا تخت سے اُٹھا تخت پر لاکر ملکہ کو بٹھایا کہا حضور کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا ملکہ نے کہا برا سے شکار آئی تھی برق ثانی بڑھکر بول اُٹھا میان ساحر صاحب تمھارا
نام کیا ہی اسنے کہا غلام کو رقاص جادو کہتے ہین برق ثانی نے کہا میان رقاص صاحب
ہمیشہ ملکہ تمھارا ذکر کیا کرتی ہین فرماتی ہین کہ ہمارا ایک چاہنے والا اس طلسم مین ہی کہ جسکا رقاص
جادو نام ہی ملکہ آج راہ مین فرماتی تھین آج صحرا مین آئے ہین ای نسرین اپنے چاہنے
والے کے پاس بھی چلین گے ملکہ خود تشریف لائین اس بات کو سنکر رقاص جادو پھولا نہ سماتا
تھا کہتا تھا ای ملکۂ عالم مین تو غلام ہون نسرین نے کہا اس برباد کن خانمان ساحران عالم کو کیونکر گرفتار
کیا اسنے سارا طلسم مٹا دیا رقاص جادو نے کہا حضور مین نے دام نکر پھیلایا میرے رقص مین
یہ تعریف ہی کہ آدمی اپنے ہوش مین نہین رہتا لوح مین نے لیلی گرفتار کیا اب انکو لیکر آپ کے ساتھ
خدمت خداوندی مین چاؤنگا قدرت کو اختیار ہی کہ اسکو قتل کرین یا بخشین برق ثانی بشکل نسرین
بنا ہوا تھا دیکھا چمک رہی ہی لوح کو اُٹھا لیا کہا کیون ای رقاص اسمین کیا لکھا ہی کہ ساحر گھبرا
جاتے ہین رقاص نے کہا ای نسرین اسے نہ اُٹھاؤ اسکی چمک سے ہم سحر بھولتے ہین برق ثانی
نے ہنسکر کہا ہم ضرور اسکو تمھارے سامنے چمکائین گے جسمین تم سحر بھول جاؤ بلکہ گلے مین طلسم کشا کے ڈالدینگے
جس مین تمھین قتل کرے رقاص نے کہا ای نسرین ایسا نہ کہو برق ثانی لوح کو چمکانے لگا
رقاص ہان ہان کرتا ہی برق ثانی نے جھپٹ کے لوح گلے مین خسرو کے ڈالدی قید
ٹوٹ کر گری سحر شاہزادے سے اُتر گیا رقاص نے نسرین کو پکڑا لون نسرین جھپٹ کے
پشت پر شاہزادے کے آئی شاہزادہ اُٹھکر رقاص پر جا پڑا اگلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر
رقاص کا اُڑ گیا مرنا رقاص کا کہ گنبد گرا شاہزادہ ملکہ کو ساتھ لیکر باہر آیا تمام صحرا جلنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من رقاص جادو بود گئی سی جوان اُس مقام پر قید تھے

اُن سب کو قید سے رہا کیا وہ سب مسلمان ہوئے ایک بارگاہ اعلیٰ بھی نکلی بارگاہ جھکڑ سے پرلہروائی
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اب قلعۂ طلسمی پر مقابلہ پڑیگا شاہزادہ ان سب کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ طلسمی
کے چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی وہ جوان جو قید خانے سے نکلے وہ بھی آکر شریک
ہوئے شاہزادہ ان سب کو لیکر سامنے قلعۂ طلسمی کے آکر پہونچا نگہبانوں نے **آفتاب جادو** کو خبر
پہونچائی کہ طلسم کشا آپہونچا ساحروں نے جو یہ خبر سُنی وہیں جمع ہوئے اور قلعے سے نکل بھاگے خدمت
میں طلسم کشا کے حاضر ہوئے **آفتاب** نے جو یہ معرکہ دیکھا ہر چند روکتی ہی کوئی نہیں رُکتا ہزاروں جادوگر
نکل گئے طلسم کشا کے پاس جماؤ ہوتا جاتا ہی تھوڑے عرصے میں پندرہ بیس ہزار جادوگر آکر پاس
شاہزادے کے جمع ہوگئے شاہزادہ سوار ہو اطرف قلعے کے چلا **آفتاب** نے جو سُنا کہ شاہزادہ
آتا ہی گھبرا گئی بختیار سے کہا کیا قصد ہی اب کوئی صورت جان بچنے کی نہیں معلوم ہوتی یہ ذکر تھا کہ ایک
طرف سے نعرہ شاہزادے کا ہوا نعرۂ خسرو منم خسرو شیر دل نوجوان ٭ منم نور عینین صاحبقران ٭ اگر
تیغ کین برکشم از غلاف ٭ تزلزل فتد در میان مصاف ٭ اگر تیغ بر سنگ خارا زنم ٭ ز نگاہ در زمین بیخ و بن
برکنم ٭ قلعے کے اندر تلوار چلنے لگی **آفتاب** گرم ہو بارگاہ سے نکلی دیکھا شاہزادے نے قید خانہ
توڑ ڈالا **یاقوت** **کلیم** و سلیم و گلگونہ و **شہرت** لڑتے ہوئے نکلے **یاقوت** نے نکلکر وہ سحر کیے کہ
زمین ہلادی مکانوں میں آگ لگادی ہزار ہا مکان جلنے لگے ملکہ **فرزانہ** کو تخت پر سوار کیا بختیار لڑتا
بھڑتا بڑھا ہوا آتا ہی **شہرت جادو** کو جو بختیار جادو نے دیکھا پکار کر آواز دی او نمک حرام کہاں جاتا ہی
بختیار نے چاہا **شہرت** کی کمر میں پنجہ ڈالکر اُٹھا لیجاؤں **گلگونہ** نے جو یہ معرکہ دیکھا پشت پر سے کارد
سحر ماردی سینے کو توڑ کر پار گذری بختیار لڑکھڑا کے گرا آواز بلند ہوئی کشتی مرا نام من **بختیار جادو**
بود **آفتاب** نے جو یہ سُنا گھبرا گئی ساحروں نے کہا ارے خبر تو لو میرے قوت بازو کو کسنے مارا
ہرکاروں نے خبر دی کہ گلگونہ نے قتل کیا **آفتاب** تڑپ کے گری کہ نکلجاؤں پھر پرواز پیدا کرکے
اُڑی گلگونہ نے پکار کر آواز دی ای شہریار **آفتاب** نکلی جاتی ہی اگر نکلجائیگی تو بڑا فساد برپا کریگی
شاہزادے نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بھر کمان میں جوڑ کر مارا تو وہ سینے پر پڑا
پشت کو توڑ کر پار گذرا جلکر خاک ہوئی گلگونہ نے پکار کر آواز دی صاحبو کیوں جان دیتے ہو کیوں اپنا
خون اپنی گردن پر لیتے ہو سب نے اطاعت کی رئیسان شہر معرفت **گلگونہ** کے حاضر ہوئے سب

مطیع اسلام ہوے شاہزادے نے سب کو دامن پناہ دیا بیرون شہر اُترے گلگونہ و شہرت دونون بڑی سرگرمی سے منتظم لشکر ہین

## دو کلمہ داستان آتش حریق آتش اشتیاق ولجۂ فراق مرجان نیلم پوش کا ذکر منظور ہی

کہ جب ملکہ مرجان نیلم پوش کو بیکیسی نے آگ پر بٹھایا بلک بلک کے روتی تھی جب بار ہیزم مین آگ لگائی اور شعلے بلند ہونے لگے عقاب جادو ایک سرحد کا حاکم آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اسکی نگاہ جمال بیمثال پر جو پڑی بیقرار ہوگیا حیران تھا کہ یہ کون ظالم ہی کہ ایسی محبوبہ معشوقہ کو جلاتا ہی کیسے سنگدل ہین انکو کچھ خیال نہین جب دھوان بلند ہوا تڑپ کے گرا اُٹھا کے لیگیا اپنے باغ مین لاکے سامان عیش و عشرت مہیا کیا خواہان وصل ہوا ملکہ نے بہ قہر و غضب تمام جواب دیا اور کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تو ہمین کیون اُٹھا کے لایا اگر یہ ارادہ ہی تو قتل کر جب کئی دن اسیطور سے گذرے کنیزون نے کہا حضور یہ کسی پر عاشق ہی اُسکا نام لیلے لیکر روتی ہی عقاب نے کہا اسی کوٹھری مین بند کر دو اور باہر سے سنو کسکا نام لیتی ہی کنیزون نے وہی کیا کوٹھری مین بند کیا جب ملکہ اندھیرے مین بند ہوئی بیقرار ہوکر پکارنے لگی ای فرزند رشید صاحبقران ای شاہزادہ خسرو شیر دل طلسم کو فتح کیا ہوگا ہمارے خون کا بدلہ لیا ہوگا کنیزون نے آکر عقاب سے اطلاع کی کہ خسرو شیر دل فرزند صاحبقران پر عاشق ہی اور وہ فتاح طلسم آفتاب نگار ہین اُنھین کا نام لیکر روتی ہی کنیزون سے اسنے صلاح کی اسکے معشوق کو اسکے سامنے لاکے قتل کرون تو ضرور میرا وصل قبول کریگی ابھی تو اسکو بڑا گھمنڈ ہی کہ میرا معشوق آکے مجھے چھڑا کے لیجائیگا جب سامنے لاکے قتل کرون تب اسکو تسکین ہو سب نے کہا بیشک چاہئیے عقاب جادو چلا جس شب کو شاہزادے نے طلسم فتح کیا عقاب لشکر مین شاہزادے کے آیا لوح شاہزادے نے خزانے مین رکھدی بارگاہ مین آکر آرام کیا عقاب نے آکر لشکر مین دریافت کیا لوگون نے بتلایا فلان بارگاہ مین شاہزادہ ہی نقب سحر دیکر عقاب بارگاہ مین شاہزادے کی پہونچا شاہزادہ سو رہا تھا عقاب نے سحر کرکے بیہوش کیا پنجہ دیکر لے اُڑا اپنے باغ مین لایا صبح کا وقت ہی ملکہ قفس مین بند عقاب نے پکار کر آواز دی لو ملکہ مین تمھارے چاہنے والے کو لایا اسکے واسطے جلائی گئی تھین آج اسکو تمھارے سامنے قتل کرتا ہون ساحران طلسم

آفتاب نگار اسکے شریک ہوئے اُنھون نے یہ آفت کرائی کہ طلسم فتح کرادیا مطمئن ہوکے قلعہ طلسم پر اُترے تھے اس جوان کی موت میرے ہاتھ تھی ملکہ یہ دیکھکر سر پیٹنے لگی کہتی تھی ای عقاب اگر اسکا موے جسم بھی کم ہوگا تو تڑپ کے جان دیدونگی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا قتل کرکے اس شہر کو کیا پائیگا جب عقاب جادو نے ملکہ کو بیقرار پایا دیکھا ملکہ قفس سے سر ٹکرا رہی ہین عقاب نے شاہزادے کو بھی قفس مین بند کیا آپ حیران پریشان اُٹھا دربار باغ پر ایک بنگلہ پڑا تھا اُسمین آکر بیٹھا سوچ رہا ہو کہ ای عقاب کیا کرون دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک ضعیفہ سانولی صورت سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوے محمودی کی چادر سر پر ہر چند کہ سینے پر اُبھار ہا مگر چادر محمودی کی اُسپر دُہری کرکے ڈالے ہوے جوتا زردوزی بال بالکل سفید کچھ سیاہ بھی دو چار ہین ایک نخل کے نیچے بیٹھکر چادر منھ پر رکھ کے ہاے فرزند ہاے فرزند کہکے رونے لگی عقاب کا دل دُکھ گیا کوٹھے سے اُتر ٹہلتا ہوا قریب بڑھیا کے آیا قریب آکر پلے پر چادر کے ہاتھ ڈال کے کہا مادر مہربان کیون اسقدر روتی ہو بڑھیا نے منھ کھول کر جو عقاب کو دیکھا بلائین لینے لگی کہا بیٹا آٹھ دن سے کہان تھے مین تمھارے فراق مین صحرا نوردی ہوئی ماری ماری پھرتی ہون عقاب نے کہا مین اس صحرا کا حاکم ہون تمکو روتے دیکھا چلا آیا بڑھیا نے کہا ای فرزند فلان علاقے کے تعلقدار کی زوجہ ہون چالیس فرزند ہوے سب مر گئے عصاے پیری یہی ایک فرزند تھا آج آٹھوان دن ہی اُسنے انتقال کیا اُسکی یاد مین جنگل جنگل روتی پھرتی ہون آج صورت کو دیکھا بالکل یہی صورت زیبا یہی طلعت جہان آرا دل کو ڈھارس ہوگئی فقط صورت دیکھنا چاہتی ہون جو خواہش ہو مجھسے تو کیسی کیسی عورتین مین ڈھونڈھکر لاؤن گی تجھسے ملاؤن گی جو جو بہو بیٹیان میرے قبضے مین ہین اُنکو لاکے اپنے بچے سے ملاؤنگی عقاب جادو نے منھ پیٹ لیا اور کہا کہ ای مادر مہربان کیا بیان کرون آج مہینہ بھر سے ایک عورت کو لایا ہون قفس مین بند کیا سب تدبیرین کین مگر وہ مجھکو نہین قبول کرتی بڑھیا نے کان پکڑکے دو طمانچے مارے کہا نگوڑے وہ کون عورت بیہودہ ہی جو تجھ ایسے کو نہین قبول کرتی نہین معلوم تونے کیا حرکت کی ورنہ تو ایسا جوان ہی کہ عورت دیکھکے دیوانی ہو جاے ذرا مجھے دکھادے ایسی چار باتین سناؤن کہ مثل تیرے خواہش کرے لیکن میرے کہنے کے خلاف نہ کرنا عقاب نے جواب دیا مادر مہربان تمھارے حکم سے گردن تابی نہ کرون گا عقاب

بڑھیا کو لیکر باغ مین آیا کنیزون سے کہا مادر مہربان کو قفس اُس نازنین کا دکھادو کنیزون نے لاکر قفس دکھا دیا
بڑھیا نے کنیزون کو ہٹا دیا قفس مین مُنہ ڈالکے باتین کرنے لگی کنیزون نے دیکھا ملکہ نسین بڑھیا سے
گھُل مل کے باتین کر رہی ہین بڑھیا نے کہا بی بی لونڈی کو پہچانو ملکہ نے کہا مین نے نہین پہچانا کہا غلام
آپ کا برق ثانی شاہزادے نے طلسم فتح کیا آفتاب کو مار کر قلعے پر سے اُترے تھے کہ
بستر خواب سے غائب ہوے مین تلاش مین نکلا ملکہ یاقوت دلکیم و سلیم ملک شہرت و ملکہ گلگونہ
سب تلاش مین شاہزادے کے نکلے ہین مین محفل مین تمکو پاو آتا ہون اتنا کہدینا کہ میری خود جان جاتی ہو تو نے
ابتدا سے ایسا ظلم کیا کہ تجھکو نفرت ہو گئی ملکہ نے کہا بھیا یہ مجھسے نہ کہا جا سکے گا تمھارے آنے سے
بڑی ڈھارس ہوئی برق ثانی نے کہا مین ابھی اسے لیتا ہون یہ تو کہنا کہ بڑی بی جو کہین گی وہ
قبول کرونگی ملکہ نے کہا بہتر برق ثانی پاس عقاب کے آیا کان پکڑکے دو طمانچے مارے
کہ نگوڑے وہ خود تجھپر جان دیتی ہی معشوق پر کوئی ایسا ظلم کرتا ہی جلسہ آراستہ کرو اُسیوقت عقاب
کو مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی اُلٹ پلٹ کے رکھین چنگیر چوگھڑے پاندان اُگالدان عطردان
سب اسباب محفل مین رکھا قفس منگوایا قفس سے ملکہ کو نکالکر پہلو مین عقاب کے بٹھایا ملکہ انکار
کرتی ہین بھیا یہ کیا کرتے ہو میری عصمت کا خیال رکھو ذرا بھی فرق آئیگا تو جان دونگی برق
نے فوراً باجا بجاکے اس لطف سے غزلین سامنے عقاب کے گائین کہ عقاب کہتا جاتا
ہی ای مادر مہربان کیا کہنا حقیقت مین بیتاب کر دیا مرے دل کو فوج غم والم سے بھر دیا بڑھیا کہتی ہی
بیٹا ابھی کیا سنا ایسی تمھاری خدمت کرونگی کہ تا یہ مُہنم یاد کروگے یہ کہکے جام بھرا ہاتھون مین ملکہ کے
دیا کہا لو اپنے عاشق کو پلاؤ ایسے مرد کسکو ملتے ہین تم بڑی صاحب نصیب ہو ملکہ نے ٹھہرا کے جام سند
پر رکھدیا بڑھیا نے کہا بیٹا پی جاؤ عقاب اُٹھا کر جام پیگیا بڑھیا نے سب کنیزونکو پلایا جب سب
پی چکے ایک دو شعر تھرک تھرک کے گائے ہاتھ بڑھا کر کان عقاب کا پکڑ کر دو طمانچے مار دیے
کہا اے نگوڑے معشوق عاشق خصال ملی خوب تیرے ایسی گذرے گی یہ تیری جان لیگی یکایک
خداوند سکتے آئے ہین اُنکو بھی محفل مین بلاؤ عقاب اپنے مقام سے اُٹھا چار قدم پر جاکے گرا
برق ثانی نعرہ کرکے جا پڑا خنجر مارا سر عقاب جادو کا اُڑگیا مرنے کی آواز جو اُس ساحر کے
بلند ہوئی گلگونہ و شہرت آسمان پر اُڑ رہے تھے آکر پہونچے ساحران باغ کو قتل کیا ملکہ و شاہزادہ کو

لیکر قلعۂ طلسم پر آ ئے وہان سے شاہزادہ شہر مہرانیہ مین آیا مرنے سے آفتاب کے سبب نے اُسکے سحر سے مہلت پائی بصورت اصلی ہوے شاہزادے نے خزانہ مشکل کا کھلوایا ساٹھ ہزار خفتان مرصع نگار نگلین مع اسباب مرکب درکب ساٹھ ہزار جوان مرصع پوش تیار کیے سب مال و اسباب لیکر اس قلعے پر آئے مان دیکھیکر بہت خوش ہوئی کہا اے فرزند تم صاحب اقبال ہو شاہزادے نے کہا اے مادر مہربان اب مین طلسم ہفت پیکر پر جاؤنگا وہان قبلہ و کعبہ کا داخلہ ہی ہرچند مان نے منع بھی کیا خسرو نے نہ مانا تخت تیار کر کے چار سو نرہ ہاے دیوسے کہا ہمکو طلسم ہفت پیکر کی سرحد مین پہونچا دو بیرقین مرصع نگار دیوزادون کے ہاتھون مین دین ساٹھ ہزار مرصع پوشون کو ساتھ لیکر طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے کہ ذکر ان کا بھی وقت پر تحریر ہوگا

## و وکلمہ داستان شوکت بیان رستم پیل تن کہ تلاش زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر مین چلے ہین و خواجہ عمرو برق فرنگی صاحبقران سے رخصت ہو کر بخدمت رستم چلے ہین کہ ذکر ان کا بھی تحریر ہوگا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر جام جم
کہ خاموش ہی بلکہ بیہوش ہی
مبارک سلامت کی ہی دھوم دھام
نہ شیرین کی ہرگز کرے آرزو
کبھی سجدہ کا اُسکو جلوہ دکھا
کہین ناظرین رنگ پھر جم گیا
نہالان گلشن کو بھی وجد ہی
کہ حرفون کا بھی بانکپن دیکھنا
ہزاعندلیبان گلشن مین شور

کرون داستان مرصع رقم
ہلال مضامین چمکنے لگے
ترا نام ہی کلک شیرین کلام
چل ای لیلی کلک جادو رقم
یہ ہو غل کہ ای لیلی پارسا
عروس مضامین کا دیکھین نکھار
کرین بلبلین اس چمن کو بھی طی
ہر اک سطر ہی سلک گوہر فشان
تماشا ہو آج رقصان ہین مور

یہ تحریر کا کلک کو جوش ہی
کہ طائر چمن مین چہکنے لگے
جو فرہاد سن لے تری گفتگو
کہ مجنون نہے قیس سا محترم
جمال مضامین کی صورت دکھا
یہ ہین حرف یا صاف رنگ ہما
بہار عروس چمن دیکھنا
کہ موتی کی لڑیان ہوئی ہین عیان
اکڑتا ہی سرو چمن باغ مین

کہ سوزش ہوئی لالے کے داغ مین
قمر کلک کا زور مشہور ہے
کہ بیتابی عاشقان بڑھ گئی
مجھے نشۂ مے کی خواہش ہوئی
کہ ساقی مین تھی جام سے عار بھی
جو مضمون لکھا ناظرین نے سُنا
مضامین تو لطف سے سب لکھے
ہر اک ملک مین اُسکی شہرت ہوئی
مضامین عمدہ ہوے ہین بہم

کہا قمر یون سے لبصد شور و مد
کمال مضامین سے کیا دور ہی
قمر دورۂ جام کا وقت ہی
کہ ساقی کی پھر آج خواہش ہوئی
کھلا حال عاشق کا معشوق پر
کہا ای قمر مرحبا مرحبا
رہا ہوش ایسا فسانہ لکھا
اسی وجہ سے اپنی شوکت ہوئی
یہ ہی ہفت پیکر کی اب داستان

کہ ای باغبان ازل کر مدد
کہین کھنچ گئی شکل معشوق کی
سمجھ لو کہ یہ نام کا وقت ہی
ہوے جمع رندان میخوار بھی
چمن مین صبا کا بھی ہوگا گذر
تری نثر کے خوب دریا بہے
کہ سامع کو دل سے پسند آگیا
کیا فتنہ نور افشان رقم
کرین وجد اسپہ دیکھکر ناظران

چہرہ تحریران داستان شوکت بیان رستم پیل تن وکاتبان دفاتر مصیبت خیز رنج و محن شہر صنعت نگارندۂ داستان عجیب و چنین می نگارد زکلک غریب کہ رستم پیل تن صحرا سے بینوا وہین فرد کش تھے کہ سماک نے آکر خبر دی کہ قید خانے سے صاحبقران وغیرہ چھوٹے فرستادگان حضور بڑے تکلف سے پہونچے صاحبقران صحرا سے گرداب خیز کی جانب جاتے ہین اور آپ کے سردار ابھی آتے ہین رستم نے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے دوسرے دن بوقت سحر دیکھا کہ مطیعان بادشاہ اسلام و مطیعان رستم صحرا سے بہ شوکت پیدا ہوے جب قریب نخلستان پہونچے درختون پر جو طائر بیٹھے تھے زمزمہ سرائی کرنے لگے سرداران مذکور نے جو زمزمہ سرائی طائرون کی سُنی گریبان چاک کیے خاک مُنھ پر ملی دیوانہ وار صحرا مین پھرنے لگے خدمت مین سردار سب حاضر ہین کہ ملکہ سیماب نے جو ساحرہ بہت زبردست ہی اور رازدار ہفت پیکر ہی یہ مصر کہ دیکھکر عرض کی ای شہریار یہ سردار آنے والے جو آتے آتے رُک گئے طائرونکی آواز سُنکر دیوانے ہوے اس صحرا کا جو حاکم ہی اُسکا یہ سحر ہی کیسا ابھی جاتی ہی اس تاثیر کو جا کر مٹائی ہو یہ کہکے سیماب اپنے مقام سے اُٹھی طائر جو درختون پر اُڑتے پھرتے ہین اُنپر سیماب نے سحر کیا کچھ طائر مر کر گرے ایک باز پیدا ہوا طائرون کو منقار مین دبا کے لیجاتا ہی بیرون صحرا چھوڑ آتا ہی کسی طائر کو پنجون سے پکڑا اور چیر ڈالا وہ باز مارنے سے طائرون کے باز نہین آتا سیماب دستکین دیتی ہی کہ [illegible]

خون اپنا گوشت کاٹ کے پھینکتی ہی باز کو اور جوش و خروش زیادہ ہوتا ہی سیکڑون طائر چیر کر پھینک دیے زیر نخل طائر و نکے مردے پھڑک رہے ہین سیماب مصروف سحر خوانی جون جون سحر کرتی ہی باز کی قوت بڑھتی جاتی ہی یا ایک طائر کو پکڑتا تھا یا چار چار طائر پنجون مین پکڑ کر چیر ڈالتا ہی اور خون پی لیتا ہی سرداران دیوانہ کو ہوش آنے لگا قصد کیا سیماب کو آوازدین کہ یہ معشوقہ ہمکو نہین آنے دیتی اس معشوقہ کو ہٹاؤ تو ہم تم تک پہونچین مجبور و ناچار ہین بیتاب و بیقرار ہین سیماب نے سبکو قریب بلایا کسیکے مونھ پر ہاتھ پھیرا کسی کی پشت پر ہاتھ پھیرا اُن سب کو ہوش آیا سیماب کے ساتھ آکر کھڑے ہوے سیماب چاہتی ہی ان سبھون کو لیکر خدمت رستم مین آئے رستم دیکھ رہے ہین باز سر پر سیماب کے سایہ فگن ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب بلند پرواز بلکہ عقاب کے سر پر ایک تاج جھپٹ کے باز پر گرا باز و عقاب سے پنجہ و منقار چلنے لگا لیکن عقاب جب پنجہ مارتا ہی باز کے پر کتر لیتے ہین اور باز جو منقار مارتا ہی تو عقاب تاج پر روکتا ہی باز چاہتا ہی تاج کو نوچکر پھینکدون عقاب تاج کو بچاتا ہی ایک مقام پر باز کی پلک جھپکی تھی کہ عقاب نے جھپٹ کر پنجہ آنکھ مین باز کی مارا آنکھین باز کی نکال لین باز جو نابینا ہوا بیہ مارتا ہی عقاب نے دونون پنجون سے دونون پاؤن باز کے پکڑ کے چیر ڈالے سیماب کے سر پر خون جو گرا سیماب نے گریبان پر ہاتھ ڈالا گریبان اپنا پھاڑا رستم گستاخی عقاب کی دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے قریب سیماب کے آئے آواز دی اے سیماب ہوشیار ہو گریبان کیون چاک کیا کوئی ایسا گھبراتا ہی وہ سرداران جو ہوش مین آئے تھے تمھارا دیوانہ پن دیکھکر پھر دیوانہ پن کرنے لگے گریبان چاک کرتے ہین خاک مونھ پر ملتے ہین رستم نے جو سیماب کو سمجھایا سیماب بے اختیار پکار اُٹھی اے شہریار میرے دل کے آپ حال سے آگاہ نہین کہ مجھپر کیا گذر رہی ہی کنیز کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اصل کیفیت یہ ہی کہ لایق بیان کرنیکے نہین

نظم

بوسہ ہونٹھون کا شب وصل وہ کیا دیتے ہین ۔۔۔ ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین

ملک الموت ہین عشاق کے حق مین یہ حسین ۔۔۔ جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین

کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا ۔۔۔ ایک ٹھوکر سے یہ مُردون کو جلا دیتے ہین

کُشتۂ تیغ نگہ تک نہین جب سرکے نگاہ ۔۔۔ خون بہا مانگین تو وہ خون بہا دیتے ہین

| | |
|---|---|
| نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا | شام جب ہوتی ہے ہم انکو دعا دیتے ہین |

یہ اشعار جو سیماب نے پڑھے عقاب تڑپ گئے گرا کلاہ ہفت گوشہ جو سر پر رستم کے تھی وہ اُتاری پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اُس نے کلاہ ہفت گوشہ منقار سے عقاب کی لیلی لیکر غائب ہوا رستم کے پاؤن زمین سے تھام لیے عقاب نے جو اپنا عکس رستم پر ڈالا رستم کا چہرہ سرخ ہوگیا ہر چند دل کو سنبھالتے ہین دل نہین سنبھلتا اور وہ طائر جو کلاہ لیگیا تھا بعد تھوڑے عرصے کے پیدا ہوا عقاب سے کچھ اشارے کیے عقاب نے طائر کو اشارہ کیا وہ طائر ٹپکے گرا رستم کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا اب یہ تمام سردار مع سیماب دیوانہ وار جو لشکر مین آئے کل اہل لشکر دیوانہ وار گریبان چاک کرنے لگے اور خاک منھ پہ ملنے لگے جو سردار لشکر مین تھے اُنھون نے یہ حال جو دیکھا کہ کل لشکر اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی ایک ایک کی زبان سے نکل رہا ہی کہ ہم عشق مین یار جانی کے مضطر و بیقرار ہین وہ سردار جو باہر آئے ہین سحر سے طائر و عقاب کے نیچے ہین رستم کو جو نہ پایا بیقرار ہو کر پکار پکار دعائین مانگتے تھے کہ ای خالق بے نیاز و ای معبود و چارہ ساز ہمارے آقا کو ہمسے ملا ای خالق ارض و سما کس اوج پر لشکر تھا افسر کا غائب ہونا ہم لوگون پر آسمان ٹوٹ پڑا اس گلزار بیخزان پر خزان آگئی اس آفت سے نجات دے نظم

| | |
|---|---|
| کی کند اہل زبان شرح بیان عندلیب | مثل قمری تا نگردد ہم زبان عندلیب |
| گل چو بند درخت زین گلزار بعد از چند روز | میشود بر لامکان آخر مکان عندلیب |
| گل چو گلچین کرد در گلزار از گلبن جدا | باغ ویران کرد و برد از جسم جان عندلیب |
| خاک این بستان رود برباد چون وقت خزان | کی بماند در چمن باقی نشان عندلیب |
| مشتعل شد آتش از رخسار گل در چون چمن | سوخت جسم و جان و مغز استخوان عندلیب |
| گل چو شد پردہ نشین بلبل چو غنچہ لب ببست | چون خزان آمد برفت از تن توان عندلیب |
| کس نمیداند درین گلشن بغیر از باغبان | حالت سوز دل و راز نہان عندلیب |
| ہندی اندر عشق گل کن در گلستان جہان | نالہ و شور و فغان برپا بسان عندلیب |

جو ہوش مین ہین وہ دعائین مانگ رہے ہین جن پر عکس طائر و عقاب کا پڑا دیوانہ وار غل مچاتے پھرتے ہین سارا لشکر اس مصیبت مین لیکن خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی جو ناشس ہین

رستم کی چلے تھے راہ میں آکر خواجہ نے کہا او بہروپیے میرے ساتھ نہ چل اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ
برق نے کہا آپ کے ساتھ کون چلتا ہے یہ کہکے برق ایک جانب چلا خواجہ جو تنہا چلے سامنے
ایک گانوں دکھائی دیا دیکھا گھوڑوں پر اکثر زمیندار کچھ گنوار دھوتیاں باندھے ہوئے مرزائی گاڑھے
کی پہنے ہوئے اس گانوں کی طرف جاتے ہیں خواجہ نے بڑھکر اُسے پوچھا اس گانوں میں
آج کیا ہے سب نے کہا چوتھے دن بازار ہوتی ہے ہم لوگ برائے خرید و فروخت جاتے
ہیں خواجہ رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک استرہ ہاتھ میں لیکر گانوں میں داخل ہوئے
وہ ایک چرکے لگا کے پیسہ دوکان تحصیل لیا جتنی دوکان پر گئے استرہ چمکایا اُسنے پیسہ پھینک دیا
سپاہ دوکانوں نے تحصیل کے گانوں سے نکلے پیسے کی جوار بھنائی اُسکے پھنکے لگاتے ہوئے راہ
لی ہمکو برق فرنگی حسب وعدہ سیر کرتا ہوا جاتا تھا راہ میں ایک صحرا میں گذر ہوا تمام صحرا پربہار
بلا طائر مثل انسان کے باتیں کرتے ہیں غنچوں کے چٹکنے سے لڑکوں کی غوں غاں کی صدا
آتی ہے نرگس شہلا کی آنکھوں کی گردش نظارگیان گلشن کو آنکھیں دکھانے کی کوشش سنبل بنے ہوئے
مشکیں کھولے ہوئے دام بچھانے کی خوشی ہے کہ ہر دل سازیوں کو پھنساؤں ہر پھول شگفتہ ہر نخل سرسبز
شاداب بہار لاجواب برق فرنگی سیر پھولوں کی دیکھتا ہوا اُس جنگل سے نکلا لیکن پلٹ پلٹ کے
بہار صحرا کو دیکھتا مبہوت ہو رہا ہے جب صحرا سے نکلا سامنے دیکھا دروازہ ایک باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا ہے برق ایک ساحر کی شکل بنا دروازے پر باغ کے آیا ساحروں نے
پوچھا میاں ساحر صاحب کہاں سے آتے ہو برق نے کہا خداوند ہفت پیکر نے حکم
دیا کہ یہ نامہ پاس رنگین گلشن آرا کے لیجا رہین مقام پوچھتا پھرتا ہوں ساحروں نے
کہا اسی باغ میں تشریف رکھتی ہیں چہچہے ہیں برق فرنگی اندر باغ کے آیا طائر غل مچانے لگے
اور یہ صدا دینے لگے کہ ہمارے باغ میں مساوان کی بو آتی ہے رنگین گلشن آرا بارہ دری میں
بیٹھی تھیں طائروں کی آواز سنکر اپنے مقام سے اٹھیں کنیزوں سے پوچھا آج یہ طائر کیوں
غل مچاتے ہیں کوئی باغ میں نیا آدمی آیا ہے اُسکے آنے سے طائر غل مچا رہے ہیں کنیزوں نے
عرض کی ایک ساحر فرستادہ خداوند آیا ہے اُسوقت سے طائر غل مچا رہے ہیں تبھی اپنے مقام
سے اُٹھنے ہیں فرق سر پر اُس ساحر کے سایہ ڈالتے ہیں وہ ساحر آپکا چاہا ہے ملکہ نے حکم دیا

بلا لاؤ کنیز نے آکر برق فرنگی سے کہا چلیے تمکو ملکہ عالم بلاتی ہین برق فرنگی جھپٹ کر سامنے ملکہ کے
آیا کہا غلام حاضر ہی تب اسپر نے لکھوا کر دیا رنگین نے گلشن آرا سے پڑھا لکھا تھا اے گلشن آرا طلسم کشا
اصلی قلعہ لالہ زار سے گذر گیا صحرا سے مینوسواد مین پہونچا زرد دست ساحر ہوش دستیغہ ہفت جوہر
کی فکر مین جاتا ہی کلاہ ہفت گوشہ اسکے سر پر ہی ذرا گرفتار کروا دو اپنی ساحر کی معرفت روانہ
کرو رنگین نے کہا ای ساحر مجھے اچھی طرح حال طلسم کشا کا دریافت نہین کلاہ ہفت گوشہ اسنے
کیونکر پائی لیکن طائر تمکو دیکھکر کیون غل مچاتے ہین برق نے کہا مین کیا جانون مین لشکر مسلمانان
مین ہوتا ہوا آیا ہون اسکا عکس مجھ پر پڑا شاید یہ خرابی ہو رنگین نے کہا سچ کہتے ہو تم ٹھہر جاؤ
مین اپنی بہن مینوسواد گلگون پوش سے دریافت کرون کہ اس صحرا کی وہی حاکم ہی اسنے
کچھ تدبیر کی ہوگی یہ کہکے برق کو بارہ دری مین لائی آپ مسند پر بیٹھی نام جو برق کا پوچھا برق
نے کہا اسی کاغذ مین لکھا ہی رنگین نے دیکھا راز دار جادو نام لکھا ہی صحبت مین رنگین کی
گانا ہونے لگا دیکھا تو راز دار جادو منہ پھلائے ہوئے بیٹھے ہین کسی گائن کی تعریف نہین
کرتے رنگین نے کہا او راز دار کیسی گائن گا رہی ہین استاد فن ہیچ ہین ہم جانتے ہین تم
صحبت خداوند مین رہتے ہو بڑی بڑی گائنون کو سنا ہوگا برق نے کہا ایک چیز مین گاؤن شاید
پسند آئے یہ کہکے سامنے رنگین کے آ بیٹھا ساز کے ساتھ گنگنایا اور یہ غزل شروع کی

نظم

جی تمپہ فدا کرتے ہین بیجا نہین کرتے — رنج آپ جو ہمین دیتے ہین اچھا نہین کرتے
ٹھہرو نکے چلے آتے ہین پیغام شب و روز — ہم وہ ہین کہ ان باتون کا چرچا نہین کرتے
ہم ملتے ہین تم کہتے ہو ہرگز نہ ملین گے — ضد کرتے ہو تم پاس ہمارا نہین کرتے
ای رشک مسیحا مجھے تم بھول گئے ہو — کشتہ ہون تمہارا کبھی زندا نہین کرتے
گھونگھٹ کو اٹھا کر مری چھاتی سے لپٹ جا — ای جان شب وصل ہین پردا نہین کرتے

اس مزے سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ سب گائنین تعریفین کرنے لگین رنگین نے کہا
یہ صحبت خداوند مین رہنے والے ہین برق فرنگی خوب گایا رنگین نے ایک نامہ لکھکر
ایک کنیز کو دیا کہا بہن کے پاس جاؤ جواب لیکر جلد آؤ وہ کنیز نامہ لیکر گئی صبح ہوتے لاکر ہاتھ مین
رنگین کے نامہ دیا رنگین نے نامہ پڑھا خوش ہو کر کہا ای راز دار ہم نے کلاہ ہفت گوشہ

چھین لی طلسم کشا پاس ملینو سواد کے قید ہین پاس قدرت کے جانے کو ہین ہین سنے جو تمھارا حال لکھا دہ ٹھہر گئین اب جب ہین جاؤن تب وہ قید لیکر جائین برق نے کہا چلیے ہین قید لیکر طلسم کشا کی جاؤنگا کلاہ ہفت گوشہ جو پہونچے ہفت سپر جادو کے پاس بھیجدی جائے رنگین تخت پر سوار ہوئی برق فرنگی ساتھ ہوا چند کنیزونکو بھی رنگین نے سوار کر لیا طرف ملینو سواد کے چلین یعنی پھر تخت اُڑا یا پہر دن پچھلا باقی تھا کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا کہ مثل برق کے چمک رہا ہی جب ہوا چلتی ہی تو قصر ہلتا ہی بلکہ کل قصر مین جنبش ہوتی ہی صاف ظاہر ہی کہ قصر کو اُڑجانے کی کوشش ہی برق فرنگی نے پوچھا کیون ملکہ رنگین یہ قصر کیسا ہی رنگین نے کہا ہمشیرہ صاحبہ نے اسوجہ سے ایسا قصر بنایا ہی کہ اگر کوئی عیار مکار آئے تو قصر کو جنبش ہو جان جائین کہ عیار آیا ہی برق فرنگی نے عرض کی مین لشکر مسلمانان مین ہو کر آیا ہون مجھپر عکس مسلمان پڑا طائر باغ کے غل مچاتے تھے میرے آنے سے قصر کو بھی جنبش ہوئی رنگین نے کہا مین قصر کو روکے دیتی ہون یہ کہکے کچھ ماش کے دانے قصر پر پھینکے قصر کی جنبش موقوف ہوئی برق فرنگی کو لیکر رنگین گلستان اُس قصر مین آئی ملینو سواد نے استقبال کیا جھولی سے نکال کر کلاہ دکھائی کہا مین نے طائر بنا کر بھیجا اُسنے سر طلسم کشا سے کلاہ اُتار لی پھر طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہی رنگین تم کو یہ بھی معلوم ہی کہ اس جوان نے بڑے بڑے کار نمایان کیے اول تو بیٹا اسکا شاہزادہ خاور سپاہ جس نے دس برس کے سن مین طلسم افراسیاب توڑا بارہ ہزار خفتان یاقوت نگار پائین اس شوکت سے لشکر صاحبقران مین آیا ہی کہ کوئی بیٹا امیر کا اس شوکت و شان سے نہ آیا تھا پوتا اس جوان کا ایرج نوجوان کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی لڑتا بھڑتا تا بہ قلعہ تو والامان پہونچا ہر روز قلعہ فتح کرتا تھا سرداران حمزہ صاحبقران والے فرداً فرداً آتے تھے اپنی جان دیتے تھے ایرج کو ہٹا دیتے تھے یہ وہ شیر دلیر ہی کہ اسکی اولاد سب کی سب جری بہادر صف شکن تیغ زن ہی اب آخر مین سکندر زرین علم بطن ملکہ بران دختر ملک کوکب روشن ضمیر صلب ایرج نوجوان سے وہ شیر پیدا ہوا کہ جس نے طلسم نور افشان مین چہار طرف کھلبلی ڈالدی زرین پوش زرین علم لقب پایا اسد کا بیٹا بطن مہ جبین و صلب اسد نوجوان فتاح طلسم ہوشربا سے شاہزادہ ضیغم شیر شکار پیدا ہوا فتنہ نور افشان مین ان سب کے ذکر بالتفریق ہین اولاد

حمزہ سب جری دبہادر ہین قید خانے مین آٹھ پہر زنجیرین ہلاتا ہی نگہبانون کی نیند حرام ہوگئی چاہتا ہی
قید توڑ کے نکل جاؤن کہ رنگین سے نے راز دار کو پیش کیا کہا مین یہ پاس سے قدرت کے
نامہ لایا ہی اسکی قید حوالے کر دو مینوسواد نے کہا مین مین نے دفتر بھی ملاحظہ کیے ہین سب
پسران حمزہ کو حال معلوم ہی دفتر مین سب حالات لکھے ہین مین فوج اسکے ساتھ کر دون گی کلاہ
ہفت گوشہ کسیکے ہاتھ مین دینا نہین چاہیے ایسا نہ ہو مسلمانون سے میل کرے کوئی خرابی
پڑے تو جان دا میان کسی طرح سے نہ بچے نہ اکثر سرحدداران ہفت پیکر شریک مسلمانان ہو ہین
فرزندان حمزہ پر عاشق ہوئین اب خوف آتا ہی قید سپرد کرنے کہ ایسا نہ ہو راہ مین کوئی فتور پڑے
خداوند نے بڑے احتیاط سے فرمان بھیجا تھا کہ تمھارے جنگل مین طلسم کشا اترا ہی بہت جلد
گرفتار کر کے روانہ کرو مین نے سامنا ابھی طلسم کشا کا نہین کیا بیٹھے بیٹھے سحر تیار کر کے بھیجا
سیماب جادو نے وہ سحر دکھائے کہ صدہا ساحر مجبور ہو کر مارے گئے آخر مین نے طائر سحر
ساحری بھیجا اسنے جا کے سب کے ہوش اڑا دیے اسنے کلاہ ہفت گوشہ سر طلسم کشا
سے اتار لی اور طلسم کشا کو گرفتار کر لایا اس مشقت سے تو مین نے گرفتار کیا اس کو مین یون بے انتظام
حوالے کر دون برق فرنگی سب گانون مین بیٹھکر سامنے مینوسواد کے بجی گایا ایک ٹھمری
جوگائی اس مین ایک لفظ تھا پیا چھوٹو جائے اس لفظ کو سو سو طرح بتایا کبھی آنکھون سے
آنسو جاری ہونے اور رو رو کے کہنا پیا چھوٹو جائے کبھی اپنی کمسنی کا اظہار کرنا اور کہنا پیا چھوٹو
جائے کبھی ویرانہ مکان دکھانا کبھی کلیجہ سلانا کبھی وحشی بننا جنگلون مین پھرنا کبھی رات کو گھر سے
نکل جانا اور کہنا پیا چھوٹو جائے کبھی بیمار پڑنا غرض ہر طرح سے اس لفظ کو بتایا کہ مینوسواد رونے لگی
کہا ای راز دار کلیجہ پر چھریان پھر گئین نقشہ کھینچکے دکھا دیا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی
دروازے پر ایک کلاونت مصیبت زدہ طنبورہ کاندھے پر لیے ہوئے دعائین دیتے
رہا ہی اور پکارتا ہی کہ غلام کو اندر بلوائیے دو چیزین میری بھی سنیے تو آپکو لطف ملے مینوسواد
نے کہا بلالو دیکھا ایک مرد ضعیف کرتا چکن کا جسکا تانا نابدارد کہ کیڑے کھا گئے بانا موجود تھا
مشروع کا پائجامہ زردوزی جوتہ کہ جسکا کام اڑ گیا صرف زرد سوت ظاہر ہی جیسے ہی بڑے
میان صاحب اندر بارہ دری کے آئے مینوسواد کو سلام کیا مینوسواد نے دیکھا قصر کو

خود بخود جنبش ہوئی کلاہ ہفت گوشہ جھولی سے نکل پڑی محفل مین اُچھلنے لگی ملینوسواد بہت
گھبرائی کہتی ہی ای رنگین اس بڈھے کے آتے ہی قصر ہلنے لگا رنگین نے کہا ای بہن یہ نگوڑا جب
میرے یہان آیا طاؤ غل مچاتے تھے یہان جب سامنے قصر کے آیا تو قصر کو جنبش تھی یہ گفتگو
سُنکر رازدار جادو چوکنا ہوکر اُٹھا ہی کہ رہا ہی ای ملکۂ عالم اگر غلام پر کوئی شک ہو تو نکالدالیے
بڈھا بھی یہی کہ رہا ہی برق جاکر پہلو مین ایک جادوگر کے کھڑا ہوا ملینوسواد نے چاہا کہ رازدار
پر سحر کرے برق نے اُس جادوگر کو خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون

کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطو سے ولیعلم شاگرد ہی

در مکر پر ... اپھرارہا
تڑپ سے مری چرخ پھرارہا
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

خواجہ نے بھی ایک کنیز کو خنجر مارا اندھیرے مین دونون بھاگے
بیرون باغ نکل گئے مگر جانتی ہین کیونکہ سُن چکے ہین کہ رستم یہان قید مین جب روشنی ہوئی ملینوسواد نے
رنگین سے کہا کیون بوا برق کو اپنے ساتھ لائین رنگین نے کہا بوا کل اسنے میرے
گھر مین بلا تکلف آکے نامہ خداوند دیا مین حیران ہون کہ یہ خداوند کی مہر کہان سے لایا کسی شی مین
فرق نہ تھا تمھارے قصر کو بھی سامنے آتے ہی ایک مرتبہ جنبش ہوئی تھی مین نے سحر کرکے
ساکت کیا ساربان زادے کی شامت آئی کہ گویا بن کے گھس آیا نہین معلوم دو لون
ملا کیا آفت برپا کرتے خداوند ہفت پیکر نے بچایا ان عیارون کے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا
لیکن خداوند ہفت پیکر کو آٹھ پہر اپنے بندون کا خیال ہی ملینوسواد نے کہا مین نے قصر پر پہلے سے
یہ شعبدہ بنا رکھا ہی کہ جب عیار آئیگا قصر مین جنبش ہوگی مکان گر پڑے تو عجب نہین کنیزونکو حکم ہوا اب
باہر نہ جانا ایسا نہ ہو کسی کنیز کو پکڑ لین اُسکی شکل پر آئین عیار بلا سے روزگار ہین ہزار طرح کی
عیاریان کرتے ہین یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی برق فرنگی قریب ایک غار کے پہونچا اندر غار
کے اُتر گیا وہان بیٹھے بیٹھے سوچا کہ مین آٹھ پہر وہان رہا عیاری خالی گئی اندر غار کے بیٹھکر رنگ و
روغن عیاری کا نکالا ایک ساحرہ کی شکل بنا کہ ایسا نہو پہچانا جاؤن اب غار سے
نکلا طرف باغ کے چلا نگہبانون نے دیکھا ایک ساحرہ آتی ہی بڑھکر پوچھا بی صندل

کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ملحوظ ناظرین رہے کہ یہان سے قریب ایک قریہ ہی صندل جادو
وہان کی حاکم و ناظم ہی برق اُسیکی صورت بنکر آیا ہی صندل کہنے پر حیران ہوا حیران ہوکر پوچھا
میان نگہبان صاحب تمنے مجھے کیونکر پہچانا نگہبانون نے کہا اکثر آپکے گانون مین جاتے ہین
سودا وہان سے لاتے ہین وہان آپکی خدمت دیکھی ہی صندل نقلی نے جواب دیا آج وہ شخص
ہمارے گانون مین آئے ایک مہاجن کہ دس بیس ہزار کا مقدور رکھتا ہی اُسکے ہاتھ جاکے
چاندی سونے کا اسباب بیچا وہ بیٹھا رو رہا ہی فریاد کرتا ہی سب اسباب پیتل دتا نبے کا نکلا ہمارے
خیال مین آیا چلکے ملکہ ملیتو سواد سے اطلاع کرون کہ آپکی عملداری مین عیار آئے ہین ملکہ کیا کر رہی
ہین جاکر اطلاع کرو کہ در دولت پر صندل جادو آئی ہی یا اُسکو بلا تیے یا خود تشریف لائیے اسباب
شہر والے آپکے لٹین گے کنیزون نے جاکر اطلاع کی ملیتو سواد سنتے ہی باہر آئی صندل نقلی
نے سلام کیا عرض کی حضور آپ کی حوالی مین دو عیار آئے ہین وہ رعایا کو لوٹتے پھرتے ہین
اُنکا جلد انتظام کیجیے میرے گانون مین تشریف شریف لیچلیے مین گرفتار کرا دون ملیتو سواد نے
کہا وہ سحر کردن جهان هون دوڑے سے چلے آئین اپنا نام خود بتا دین دم شمشیر پر گلا رکھین برق
اُنکا کر ملیتو سواد کو لیچلا خواجہ ایک سائے مین نخل کے چھپے تھے اُنھون نے دیکھا کہ برق فرنگی
ملکہ کو لگا کرلے چلا خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ملیتو سواد کی شکل بنکر کھڑے ہوئے
جب دیکھا کہ برق ملیتو سواد کو لیکر طرف گانون کے گیا خواجہ بشکل ملیتو سواد دوڑے
سامنے آئے جادوگرون نے کہا حضور اسباب دلوا دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اسباب لیکر
وہ لوگ نکلگئے اب اُنکا ملنا دشوار ہی ہم ابھی جاکے طلسم کشا کو قتل کرتے ہین یہ کہتے ہوئے باغ
مین آئے کنیزون نے دیکھا سمجھین کہ ابھی گئی تھین ابھی تشریف لے آئین رنگین بارہ دری مین
بیٹھی ہی کلاہ ہفت گوشہ اُلٹ پلٹ کر رہی ہی کہ ملیتو سواد نے آتے ہی اُسکے ہاتھ سے
کلاہ لی کہا یون تمنے ایسے نامی عیار کو میری سرحد مین لا کر چھوڑا کہ تم نے سارا گانون ویران
کر دیا ہر ایک کے دروازے پر جاتے ہین کہین فقیر بنتے ہین کہین اپنے کو چور بتاتے ہین
ہر طرح صاحب خانہ کو لوٹ لیجاتے ہین مین نے بہت تلاش کیا سحر نے خبر دی کہ وہ بڑی دور
نکل گئے پھر پھر کے یہان ضرور آئینگے سن گئے ہین کہ رستم یہان قید ہین ٹھہر اسلئے آ ملینگے یہ اچھا

رستم کو قتل کرتی ہون کنیزون سے کہا کہ قیدی کو لاؤ دس پانچ کنیزین گئین رستم جس مقام پر قید تھے زنجیرین
چلا رہے ہین کنیزون نے زنجیر کو تھاما کہا چلیے ملکہ بلاتی ہین آپ کے قتل کا وقت آگیا عیار ایسا
حیران کر گئے کہ انکو بھی کدہ ہوئی رستم کنیزون کے ساتھ جھومتے ہوے چلے یہان ملینو سواد
رنقل نے رنگین سے کہا برا دیکھو آسمان پر ابر سیاہ اٹھا ہے کوئی ساحر زبردست آتا ہے جیسے ہی
رنگین اُسطرف پلٹی خواجہ تو برابر کھڑے تھے کودکر خنجر مارا رنگین کا شکم چاک قصہ پاک کر کر
کہا یہ دشمن ہین تھی عیار کو نامہ دار بنا کر لائی میری حوالی مین چھوڑا اُسنے تمام گانون لوٹ لیا
گانون والے زور سے ہین فریاد کرتے ہین ہین کیا انکو جواب دون گھر سے روپیہ دونگی انکے
لیے یہی مناسب تھا وہی نیچہ کھینچے ہوے رستم پر جا پڑی کنیزین دیکھ رہی ہین کہ نیچہ مارا رستم کی
ہتھکڑی کٹی کلاہ ہفت گوشہ سر پہ پہنا دی رستم نے نعرہ کیا الضرغم رستم ارشد اولاد امیر عرب ؎
گیست علمشاہ چو رستم لقب ؎ دو دیگر علمشاہ ز روحی نشیبل زرور ؎ که بر تخت هرزدق افکنده
شور ہی جس کنیز نے سحر کیا الٹا پلٹا اُسی کے سینے پر پڑا البشت کو توڑ کر پار گزرا اب عمرو نے
زنبیل سے حقہ آتش بازی نکالے ساحرون پر مارنے لگے سیکڑون کنیزین جلین عمرو نے
کئی حقے آتشبازی کے وانعے دغا سے کئی سی جادوگرنیون کو مارا رنگین کے مرنے کی
صدا بلند ہوئی یہان برق لیے ہوے ملینو سواد کو جاتا ہے کہ ملینو سواد نے گھبرا کر کہا ارے
کسی نے رنگین میری بہن کو مارا میرا کلیجہ جل رہا ہے وہ دیکھو آواز بھی آئی برق نے کہا دیکھیے
وہ سامنے گھٹا اُٹھی ہے ملینو سواد پلٹی برق نے خنجر مارا ملینو سواد کا شکم چاک قصہ پاک برق عقل
سے سمجھا اُستاد نے رنگین کو مارا مین اسکے ساتھ آیا اُستاد کی وہان بن پڑی ہوگی مین ملینو سواد
کو یہان لگا لایا اسی کی شکل بنکے گئے ہونگے یہ سوچکر برق پلٹا اُس وقت آکے پہونچا
کہ کنیزون کے مرنے کی صدائین بلند ہین یہان ملینو سواد کے مری وہان سیماب وغیرہ کو ہوش
آیا سب لشکر دیوانے پن سے بری ہوا سیماب تڑپ کے بلند ہوئی اُسوقت آکے
پہونچی کہ رستم جنگ ستانہ کرنے مین مصروف ہین خواجہ حقہ آتشبازی مار رہے ہین کئی ہزار
کو جلا کے گرا دیا سیماب بھی آکے شریک جنگ ہوئی ایک مٹھا ماش کے دانون کا مارا کئی
سی جادوگرنیان ہاتھ باندھکر سامنے سیماب کے آئین عرض کی ہماری خطا طلسم کشا سے

معاف کرا دیجیے سیماب نے سب کو قدموں پر رستم کے گرایا ساتوین دن وہ لڑائی فتح ہوئی بارہ ہزار
جادوگر مطیع ہوئے اُسی باغ مین مقام کیا سیماب سے پوچھا ہفت سر جادو کہان ہی سیماب
نے عرض کی صحراے مینو سواد سے راستہ ہی لشکر مین چلیے اُسی طرف سے راستہ ملیگا یہ جو دونوں
قتل ہوئین متعلقین ہفت سر جادو سے تھین ابھی راہ مین روکنے والے بہت ملینگے آپکے
نزول اجلال و ورود اقبال کی خبر ہفت سر جادو کو پہونچ گئی اُسنے حاکمان دربند کو لکھے
لکھے ہین رستم نے کہا ایسا ہی ہوگا نوین دن باغ مینو سواد سے سوار ہوئے خواجہ نے خوب
باغ کو لوٹا دھڑی کی شو نہ چھوڑی اب رستم سوار ہوئے بارہ ہزار جادوگر جو نئے مطیع ہوئے
ہین وہ ہمراہ سیماب رہبری کرتے ہوئے چلے چار منزلین طے کر کے پانچوین دن ایک
صحراے ریگستان مین پہونچے لشکر والے حیران ہین کہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری کہ ہر کارون نے
آکر خبر پہونچائی کہ طلسم کشا تشریف لاتے ہین سب سردار مسلح ہو کر سوار ہوئے سمک بن
عمرو نے اپنے آقا کی خبر سنتے ہی گھوڑا شاہزادے کا تیار کیا تمغہ کپتیان بھی لیا سردار استقبال کو
نکلے راہ مین آکر آقا کو لیا سیماب اڑتی ہوئی آتی تھی ابر سے نکلی سردار اپنے آقا کو دیکھکر بہت
خوش ہوئے قدمون کو بوسے دیے سیماب نے عرض کی اے شہریار خدا نے بڑا فضل شریک
حال کیا بڑے مکارون کے دام سحر مین پھنسے تھے ان دونون کے سبب سے کوئی اس سحر سے
نکل نہ سکتا تھا راستہ بند تھا اب کل کوچ کیجیے رستم نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا آکر داخل
بارگاہ ہوئے سب سردار بیٹھے ہین برق و خواجہ نے کہا ذرا ہم لشکر کی سیر کر آئین قلعوں
وغیرہ آراستہ کر کے سیر کو نکلے لشکر سے نکل گئے صحرا مین پھر رہے ہین پھر رات آچکی ہی رستم بارگاہ
مین تھے کہ یکایک بارگاہ کو جنبش ہوئی زمین بھی ہلی رستم نے کہا اے سیماب دیکھتی ہو کہ بارگاہ
کو جنبش ہی زمین ہل رہی ہی میرا اسوقت جی گھبراتا ہی یہ کہتے ہوئے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سارے
لشکر مین ایک ہنگامہ ہی اہل لشکر غل مچا رہے ہین رستم نے دیکھا گرد لشکر کے ایک دیوار
خشتی کھنچی ہوئی ہی دیوار مین روزن ہین اُن روزنون سے چنگاریان آگ کی نکل رہی ہین جس
خیمے پر چنگاری گری آگ لگ گئی وہ خیمہ جلا اُس خیمے مین جتنے آدمی تھے وہ گھبرا کر اُٹھے خیمہ
جلکر گرا سب بندگان خدا جلکر رہ گئے دیواروں سے شعلے نکل رہے ہین بندگان خدا ہین مشتعل

ہیں مرغ خشک جل رہے ہیں فریاد کی صدا ادھر طرف سے آتی ہی بعض بلبلا بلبلا کے دعائیں مانگ رہے
ہیں پکار رہے ہیں اے پروردگار و اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم رحمت اپنی شریک کر اس عذاب الیم
سے بچا لے اس جلنے کی بلا سے نجات دے رستم یہ آوازیں سن رہے ہیں پھر دن بارگاہ کھڑے
ہیں سیماب کو آواز دے رہے ہیں بعد نکلنے شاہزادہ رستم کے سیماب بھی اٹھی اور چھولی پر ہاتھ
ڈالا چاہا تھر کر دن جہاں پر کھڑی تھی وہ زمین شق ہوئی ایک ترنگی نکلا کر میں سیماب کی پنجہ دیا اور
پکارا کہ اے زمین خوار لیا رستم نے جو یہ خبر سنی بیقرار ہو کر دوڑے پکارتے ہوئے کہ اے سیماب
کیا ہوا کون تمکو لیگیا سیماب تو ٹڑ کر زمین کو نکلی مگر پسینے پسینے چہرہ تر اس عالم یاس جھولی شاہ نے
پر سے گر گئی معلوم ہوتا ہی کسی سے لڑ کر آئی ہی گھبرائی ہوئی نکلتے ہی ایک گولہ زمین پر مارا گولہ
جو پھٹا شعلہ ہائے آتش نکلے اس شعلۂ آتش سے پنجے پیدا ہوئے ایک پنجے نے سیماب
کی دستگیری کی اور ایک نے رستم کو اٹھا لیا دونوں کو اٹھا کر آسمان پر لیگئے اور ساحروں نے
جو اپنے آقا کو جاتے دیکھا گولے مارے ہاتھ سے کے ڈالے پھینکے جس سے جو پتھر گیا اسی پتھر سے
پنجے پیدا ہوئے ان ساحروں کو بھی اٹھا لیا آگے بڑھ گئے وہ دونوں پنجے رستم و سیماب
کو اٹھائے ہوئے پشت پر چالیس پنجے آتی چالیس ساحروں کو لیے ہوئے طرف صحرا کے جاتے
ہیں جنگل میں برق و خواجہ پھر رہے تھے انھوں نے لشکر کا ہلڑ سنا پھر اسکے بعد سنا کہ علارزم غل
مچا رہے ہیں کوئی آقا کو لیے جاتا ہی برق و خواجہ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ شہر سے پنجے
کھر دن میں پڑے ہیں کشاں کشاں لیے جاتے ہیں خواجہ و برق تعاقب میں چلے کہ دیکھیں
رستم کو کہاں لیجاتے ہیں تین چار کوس راستہ طے کر کے ایک باغ میں پنجے اترنے لگے خواجہ نے برق
سے اشارہ کیا برق رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گوئیے کا لڑکا بنکر تیار ہوا خواجہ بھی باک
بالچے کی شکل بنے ڈھول گلے میں پڑا ہوا آگے سے ڈھول کے باندھتے ہوئے برق تانیں مارتا
ہوا نزد دیوار باغ سے گذرے کہ باغ سے آواز آئی ارے گانے والو ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ تمکو بلاتی
ہیں دیکھا سامنے سے ایک آہو آتا ہی سامنے ان دونوں کے آکر گرا غلاک مار کر ایک
جادوگرنی کی شکل بنکر تیار ہوا خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہیں دیکھا
گرد باغ کی دیوار کے آگ جل رہی ہی عمرو نے گھبرا کر کہا کیونکر چلیں اس جادوگرنی سے

بڑا شارہ کیا دیکھا عمرو نے کہ شعلۂ آتش بجھتے برابر راستہ پیدا ہوا دیوار باغ کی گری ہوئی جادوگرنی
بت کر کے آگ سے کوچہ بند کر گئی اُس طرف جا کے آواز دی بڑے میاں صاحب آئیے خواجہ مع
بڑی اندر آئے ساتھ اُس جادوگرنی کے چلے چمن ہائے طولانی کو طے کر کے دیکھا ایک بارہ دری
ہی میں ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہے تاج سر پر ہے ہم ایک جانب مسلسل و مطوق پڑے ہیں ایک جانب
بیسوں جادوگر پڑے ہیں فرش خاک پر تڑپ رہے ہیں وہ جادوگرنی جو خواجہ و برق کو لائی
اُس نے جھک کر عرض کی کہ میں گانے والوں کو لائی ہوں یہ ملکہ تزلزل جادو آج آپ نے
کار نمایاں کیا ہے میں بھی وقت پر آ گئی جیسے آپ نے آواز دی میں فوراً بیٹھے سے نکل آئی اسکے
ہیں نے انکو روکا یہ حیران تھے کہ باغ یہاں کیونکہ آئیں میں نے راستہ بنا دیا آپ کے سامنے
پہنچا دیا خواجہ بیٹھے ڈھول بجانے لگے برق فرنگی نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

یاد وہ پیری جو برسات میں آ جاتا ہے — منہ برس کر عجب اک آگ لگا جاتا ہے
جسم پہ بوندیں پسینے آبلے پڑ جاتے ہیں — قطرہ ایک ایک بدن میرا جلا جاتا ہے
ہاتھ میں خون انڈرلوا تو برس کر مجھ سے کو — رنگ گھٹا میرا لہو اور گھٹا جاتا ہے
چھانٹے و پیسے مجھے اس شوخ کے یاد آتے ہیں — کس بہانے سے مجھے ابر رلا جاتا ہے
دیکھیں لگتی ہے یہ ساون کی جھڑی کب تک — میرے بھی آنسو کا تار بندھا جاتا ہے
دم گھٹا جاتا ہے جب آ کے گھٹا چھاتی ہے — دل پہ ابر غم فرقت ہو نہیں چھٹا جاتا ہے
خوف اغیار سے مجھکو نہیں زنہار قبول — دل تنگ یار کے تیور سے ڈرا جاتا ہے

برق نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ تزلزل جادو کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے
کہا بڑے میاں لڑکے کو خوب تعلیم کیا اور یہ فخر خاندان ہفت پیکر نے دیا ہے کہ خوش آواز ہے
بڑے میاں نے کہا اس لڑکے نے ایک کمال خوب حاصل کیا ہے ساقی گری خوب کرتا ہے
تزلزل نے کہا ساقی گری کیا بڑی بات ہے عمرو نے کہا حضور یہ منہ سے گلاس لے ہاتھ سے
نہ لے پاؤں سے ناچے سر سے شراب پلائے اگر دس لاکھ آدمی ہوں تھوڑے عرصے میں
سب کی خدمت کرے انتہا یہ ہے کہ گلاس لے میں تو نہیں سکا بھائی دیتا ہے ان لکہ یہ ساقی گری میں بے نظیر
ہے میں نے قصد کیا مجھ سے نہیں ہو سکتا تزلزل نے کہا میاں صاحبزادے یہ کمال

ہمکو بھی دکھاؤ لڑکے سے کہا کچھ مٹھائیون کی مجھے دیجیے سب کنیزون کو بلا کر اپنی صحبت مین بٹھائیے ترزل
نے آواز دی چار سو کنیزین بھاری جوڑے پہنے ہوے گلے مین گلوریان دبی ہوئین آئین مٹھے پرادر ہنکے
پھبتیان کہنے لگین ترزل نے منع کیا اور کچھ مٹھائی کی نکالکر لڑکے کو دی لڑکا اٹھکر طرف
مٹھائی کے دوڑا جاتے ہی آواز دی یارو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا گلابیان کنٹر تیلے سب
لیکر جانے لگے باغ مین ساٹھ ہزار جادوگر رہتا ہی سب آکے شراب لیگئے تیلہ جسنے اٹھایا برق
کہی یا انہین پچاس آدمیون کا حصہ ہی جسنے کنٹر لیا برق نے کہدیا اسمین چار آدمی شریک ہوتا ہی
شراب لیکر جا چکے برق نے اتنی گلابیان بہت عمدہ جنمین الماس نگار و یاقوت نگار انہین کو لا کر
بھری گلکٹرے آنکے تمامی سے باندھے اس تکلف سے دو کشتیان دونون ہاتھون پر رکھین عجب
انداز سے محفل مین لیکر آیا ترزل تعریفین کرنے لگی کنیزون سے کہتی ہی دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شراب
لایا کہا اگر ذرا ہم بھی دیکھے رال ٹپک پڑے برق آکر محفل مین بیٹھا کہا ایک پیشواز منگوا دیجیے ترزل جادو
نے بیاہی جانے والی کو اشارہ کیا پیشواز ترزل کے پہننے کی لاکے دی برق نے وہ پیشواز پہنی دو دو
بھاری اوڑھنا چوراسی گھنگھرو پاؤن مین باندھے خواجہ ڈھول بجا رہے ہین یکایک دیکھا دس بارہ
کنیزین آسمان سے اترین کہا حضور مبارک ہو کہ سارا لشکر طلسم کشا کا آفت مین پھنسا دیا گرد دریا بیچ مین وہ
لوگ انہین ساحر بہت ہین جو ساحر سحر کرکے چاہتے ہین کہ نکلین دریا سے بجلی نکلتی ہی کڑک کے اس ساحر کو
وہ لیجاتی ہی دریا مین گرکر وہ ڈوبتا ہی ہزار ہا ساحر دریا مین ڈوب کر مرگیا باقی جو خاموش بیٹھے ہین وہ مبتلا
بلا ہین ترزل نے کہا بیٹھو کنیزون نے عرض کی زمین بھی وہانکی کانپ رہی ہی برق جی مین کہتا ہی کہ ایسا
نہ ہو ہزار دو ہزار مسلمان ضایع ہو جائین جھک کر جام بھرا سر پر رکھا ٹھوکرین لگاتا ہوا ہر مقام پہ توڑے
لیتا ہی بدن کو جنبش بھی ہوتی ہی لیکن کیا مجال ایک قطرہ بھی شراب کا جام سے گرے اسطور سے
برق تڑپتا ہوا اشعار مضمون مین شراب کے گاتا ہوا سامنے ترزل کے پہونچا سر جھکایا کہا ایسی ہزار دیوکو
سر سے شراب پلانا چاہیے ترزل نے ہاتھ بڑھا کے جام بھر سے برق کے لیا موتیون کا مالا گلے سے
اتارا برق کے گلے مین ڈالدیا خواجہ سمجھے یہ برق فرنگی عیار یگانہ ہی ہو تو کیا مالا لیکر بھاگ جائیگا
اٹھ کھڑے ہوے عرض کی ای قدر شناس یہ بچا کمسن ہو تو کیا آبرو نہ جانے گا برق کہتا ہی نہین بابا میان
مین بہت احتیاط سے رکھونگا خواجہ چاہتے ہین مالا لے لون برق نہین دیتا ترزل کے جام ہاتھ

ن ہی کہہ رہی ہی ارے کیون آپس مین تکرار کرتے ہو نگاہ جو پڑ گئی اسکے ہاتھ کا بنا ہوا گلدستہ منبر پر رکھا تھا دیکھا
گلدستہ مرجھا رہا ہی جام زمین پر رکھ دیا آواز دی ای خمارشکن شراب پیون یا نہ پیون ایک شعلہ بھڑک کے
ہر آسنے شراب کو جلا دیا جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تزلزل نے کہا ارے تو کون ہی برق
نے چاہا خنجر پکڑ کے جا پڑے دونونکے پانون زمین نے تھام لیے ایک شعلہ بھڑک کر دونونکے
سر سے پڑا رنگ و روغن عیاری کا اڑا دیا تزلزل نے کہا مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ طلسم کشا گرفتار ہوا
اور عیار آئین گے آج یقین نہین تھا مگر یہ گمان غالب تھا کہ عیار ضرور آئینگے ہفت سر کی تلاش مین طلسم کشا
بن دیبو سواد و رنگین قتل ہوئین راستہ کھل گیا مین جانتی تھی میرے قلعے پر ضرور آئینگے مین دشت ازلال
سے نہ گذرنے دونگی جب دشت ازلال مین وہ لوگ آکر اترے تو خیر خواہان دولت نے یہی سمجھایا تھا کہ
مسلمانون سے جو جھگڑا وہ مارا گیا انکو چھیڑنا اچھا نہین اگر اسوقت گلدستے پر نگاہ نہ پڑتی کاہیکو بیدار ہوتی
گلدستے کو دیکھا مرجھایا ہوا پایا [illegible] خمارشکن کو پکارا خمارشکن میرے پیر کا نام ہے اسنے آتے ہی
شراب کو اڑا دیا جام کا آغاز انجام بگاڑا پانون ان ظالمون کے زمین نے تھام لیے ان دونونکو پاس
خداوند کے روانہ کرون ارے تم مین کوئی ایسا ہوشیار ہی کہ قید کو انکی بحفاظت لیجا سکے قصر سحر نگار پر
ان دونون کو پہونچا دے سب کنیزون نے دست بستہ عرض کی کہ واری ہمکو خوف آتا ہی شاید یہ راہ
مین کوئی فتور نہ برپا کرین تزلزل نے کہا کیا مجال مین کیا اسکی پابند ہون کہ تمھین لیجاؤ مین روانہ کر سکتی
ہون یہ کہکے دو قفس منگوائے سحر کیا دو ٹکڑے ابر کے آسمان سے پیدا ہوے ایک ٹکڑہ ابر پر دونون
قفس رکھے ایک ٹکڑہ اوپر ڈھانکا پکار کر آواز دی ای سحاب دریا پار قدرت قصر سحر نگار مین ہونگے وہ
ہفت پیکر دیکھ لینا اگر قدرت وہان ہون تو وہین اتار دینا یہ کہکے دو کاغذ لکھے ان سب کا
حال لکھا ایک کاغذ قفس ثمر مین باندھا اور ایک کاغذ قفس برق مین باندھا سحر کیا ابر دونون
قفسون کو لیکر چلا قفس دونون ابر پر رکھے ہین چرخ مارتے ہوے جاتے ہین قضا سے کار راہ مین
باغ قمر توت جادو ہی جو مصاحب ہفت پیکر ہی چاندنی رات تخت پر بیٹھی ہی گرد کنیزین مصاحبین بیٹھی
ہین گائن سامنے گا رہی ہی جام مے ارغوانی گردش مین اور ہر خورد و کلان عیش و نشاط کی کوشش مین تھا
ایک کنیز کی نگاہ اٹھ گئی کہا واری دیکھیے چاندنی رات مین ٹکڑہ ابر ایک نیچے اور ایک اوپر بیچ مین دونو
چیزین کالی کالی ہین کسینے کسی پر منتر پھونکی ہی سحر جاتا ہی واری حضور کو تکلیف نہ ہو تو اسکو روک لیجیے

کسی بندۂ خدا کی جان نہ جائے فرتوت نے کہا کیسی بڑی بات ہی انکی روک لیتی ہون چھری یاقوت
کی آگے رکھی تھی اٹھا کے زمین پر مار دی لکۂ ابر نے قفسون کو چھوڑ دیا دیکھا وہ قفس آنا لہراتے ہوئے
چلے آتے ہین کنیزون نے عرض کی کہ داری یہ تو کچھ بہتر نہ ہوا لکۂ ابر الگ ہو گیا وہ قفس باہر آگئے یہ تو
ملاحظہ فرمایئے لکۂ ابر مین کوئی ساحر مخفی ہی فرتوت نے چھری اٹھائی اشارہ کیا ارے تو کون ہی جوان
قفسونکو لیے جاتا تھا آخر تو کسکا بھیجا ہوا ہی یہ قیدی کون ہین یہ کہکے چھری چلائی برق تڑپ کر ابر پر گری کہ
ابر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے پہلوے ابر سے ایک ساحرہ سفید کپڑے پہنے ہوئے گال کچھ لیے
گلوری کلے مین دبی ہوئی چاندی کے کڑے چاندی کے چھڑے چاندی کا طوق پہنے ہوئے ناک چڑھی ہوئی
نمایان ہوئی پکار کر اس ساحرہ کو آواز دی بی فرتوت تمنے کیون تکلیف اٹھائی کیون راہ روکی
یہ دونون عیاران اسلام ہین برق و قمر انکو ملکہ تنزلزل نے گرفتار کر کے خداوند کی خدمت
مین بھیجا تھا تمنے روک لیا اب انکو بحفاظت تمام حضرت مین خداوند کی پہونچاؤ یہ وہ بلا ہین روزگار
ہین کہ تنزلزل ایسی ہوشیار کو دام مکر مین پھنسایا تھا طلسم کشا طلسم مین آگیا تنزلزل نے سب کو
گرفتار کر لیا اسنے پھر اسے نہین گذرنے دیا حکم فرست ہی کہ اپنے اپنے درجہ سے ہوشیار رہو
فرتوت نے قمر و برق کو گرفتار کیا کہا ارے تنزلزل کو کیونکر خبر پہونچی کہ ہمنے تیری
ہمرست پاس ہین دونو پکڑے گئی کہ میرا گھر جاتا تھا کیسے روکا ہین اب انکو خدمت خداوند مین روانہ کرونگی
گھر پرنے کہا ای ملکہ عالم مین کیا بیچارہ آپ لوگون سے مانگ کے کھاتا ہون گانے کو آیا ہی تنزلزل
[illegible] مین حکم کیا کہ ساتھ [illegible] بیٹا یا حاضر ہین [illegible] کو عرض کیا تو سچ کو پیار آئے
[illegible] انکار کیا ہم [illegible] گرفتار کرکے روانہ کرو یا ہم [illegible] گا [illegible]
آپ آپ کے سامنے گاتین انکی رنگ چاہین تو ہمارا کمال آپ کو معلوم ہو فرتوت اپنے
مقام سے اٹھی انتہا کا غصہ آیا ایک طمانچہ مارا انگور دانا کچھ کھا کے گرا زمین مین ایڑیان رگڑنے لگا
[illegible] نیلا نیلا پانی نکلا فرتوت نے دیکھا کہ اسکی آنکھین الٹ گئین کان کی لوین پلٹین
ناک کا بانسہ پھرا برق نے چیخین مار کر رونے لگا کہا آپ نے میرے باپ کو مار ڈالا مین
خداوند حضرت ہفت پیکر سے فریاد کرونگا فرتوت نے کنیزونسے کہا کہ مر ہی جاتا اسکا بہتر ہوا یہ وہ
شخص تھا کہ [illegible] ملکہ ساحران برباد کیے لاش اسکی کھینچتی ہوئی لیجاؤ دشت مین باغ پھینک آؤ

کنیزون نے ٹانگ پکڑی گھسیٹتی ہوئی لیچلیں گلشن نامے ایک کنیز بڑی شوخ و شنگ لاش پر لاتیں
رتی ہی کبھی پتھر اُٹھا کے مار دیتی ہی خواجہ دیکھتے ہین کہ عیاری تو کی تھی مگر یہ مار ڈالیگی کئی لاتیں مارین
چاہتی ہی پتھر سے سر توڑ دون جب جنگل مین پہونچی اور کنیزون نے لاشہ اُسی مقام پر ڈال دیا گلشن
نے کہا تم جاؤ مین اسکو دیکھون گی ہر مرتبہ ہاتھ پاؤن ہلتے ہین اسنے عیاری کی دم روکا ہی مین پتھر لیکے
اسکا سر توڑ دون گی سب تو چلی گئین گلشن ایک بڑا سا پتھر لائی بیٹھ گئی کہ پتھر سے سر توڑ دون
جیسے ہی ارسنے پتھر پر سر مارا خواجہ نے سر اُٹھا لیا بول اُٹھے اری کچھ دیوانی ہوئی ہی گلشن جھجک
کے پیچھے ہٹی خواجہ یہ کہکے اُٹھ بیٹھے گلشن کانپنے لگی خواجہ اسکے پیچھے دوڑے کہ اری چل تجھ کو
ومامہ نے بلایا ہی دیکھ وہ سامنے کھڑی پکار رہی ہی جیسے ہی گلشن پلٹی حلقہ کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور حبا سہ مار دیا کپڑے اور زیور اُسکا اُتار لیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گلشن کی شکل
بنے دوڑے ہوے باغ مین فرتوت کے آئے کنیزین دروازے پر ملین اُنھون نے
پوچھا کیون بوا گلشن کیا ہوا کہا سارہ بان زادے کی لاش پر ساحرون کا جماؤ ہی ایک طرف سے
ومامہ آئی ایک طرف سے مہشش آیا آپس مین لڑ رہے ہین مُنہ کھول کے میرے پیچھے دوڑے
تھے کہتے ہین تجھکو کھا جائین گے مین جان بچا کے بھاگی تم بھون کے پاس آگئی اب مجھے ملکہ فرتوت
کے پاس لیچلو وہ ساحرہ زبردست ہین اُن جادوگرونکو مار کر بھگا دیگی میری تو اُنکو دیکھکر جان نکلی ہی وہ سحر
کر کے اُنکو مٹائینگی ورنہ وہ سب یہان گھس آئین گے مجھکو پکڑ لیجائین گے کنیزین گلشن کو ساتھ
لیکر اندر آئین ملکہ گلشن انتہا کی بیقرار ہی فرتوت نے کہا ارے یہ کیسا حال ہی ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی گلشن نے لاش بہمرو کے پہ مہشش وومامہ کو دیکھا وہ روتی پیٹتی آئی ہی کنیزین ہر چند
سمجھاتی ہین اُسکو صبر نہین آتا فرتوت نے کہا ارے میرے سامنے لاؤ کنیزین جو گلشن کو سامنے
لائین گلشن دوڑکر فرتوت کے قدمون سے لپٹ گئی اسقدر روئی کہ پاؤن فرتوت کے تر
ہوگئے سر اُٹھا کے کہا اری مجھسے مفصل بیان کر کیا معرکہ گذرا گلشن نے کہا لاش بہمرو کی بڑے
بڑے ساحرونکا جماؤ ہی ذرا چلکر ملاحظہ تو کیجیے فرتوت نے کہا اُن ساحرون کی کیا حقیقت ہی کہ
ہماری لونڈی کو ستائین مین چلکر سب کو جلا دونگی گلشن نے کہا میرے ساتھ چلیے تو فرتوت
گلشن کے ساتھ چلی کنیزون کو باغ مین چھوڑا گلشن فرتوت کو ساتھ لیکر جنگل مین

آئی گلشن بیہوش پڑی تھی برہنہ اُسے کر دیا تھا کیا دیکھتے ہیں وہ لشکر و کا پڑا ہی مشمش و دمامہ بھی
کھڑے ہیں جیسے ہی فرتوت اُدھر ملتی حلقے کمند کے گلے میں ڈالدیئے حباب مار کر بیہوش کیا
اور نذر زنبیل کردیا فرتوت کی شکل بنکر باغ میں آئے کنیزوں سے کہا مجھ کو پاس تزلزل کے
لیچلو کہ سب معرکے اُس سے بیان کروں اس قیدی کو بھی لیچلو اُس سے کہدینگے عمرو عیار مرگیا اب
اطمینان سے بیٹھو کوئی عیاری کرنے والا نہ رہا کنیزوں نے ملکہ فرتوت نقلی کو تخت پر سوار کیا یہاں
تزلزل مجمع کنیزان میں بیٹھی یہی کہہ رہی ہے کسی نے میرے سحر کو روک لیا قیدا اُنکی خدمت خداوند
میں نہیں پہونچی کہ سامنے سے ابر نمایاں ہوا دیکھا فرتوت تخت پر سوار چند کنیزیں ساتھ
برق بھی اُسی تخت پر قیدی ہے تزلزل کھڑی ہوگئی کہا لو آ دشمنے برق کو کیونکر پایا فرتوت
نے سب حال بیان کیا کہا میں ٹھیک یہیں کہ عمرو کا خاتمہ ہوا مشمش و دمامہ اُسکو لیے گئے
اب وہ انہیں کے ساتھ رہیگا جہاں جائینگے فوج کی فوج ساتھ ہوگی جس پر جا گرینگے اُسکا ملک
تباہ کردینگے اب بیٹھ کے سحر کرو کہ روح عمرو قبضے میں آ لے کنارے آؤ ہم تم صلاح کرکے سحر
تیار کریں ہاتھ پکڑ کے تزلزل کو کنارے لائی ایک انگیٹھی میں آگ سلگائی لوبان پاس سے
نکالا کہا لو اسے آگ پر ڈالو بہ نگاہ غور دیکھو معلوم ہوگا کہ عمرو ساحروں کے ساتھ پھر رہا ہے دیکھو تو
کسقدر مجمع ساتھ ہی عمرو کو پکڑ لو پھر اختیار ہی تزلزل نے لوبان آگ پر ڈالا دھواں جو بلند ہوا تزلزل
کانپی اور تھرا کے گری خواجہ نے اُسکو بھی زنبیل میں ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جھولی سے لیلی
دوڑتے ہوئے باہر آئے کنیزوں نے کہا ہماری ملکہ کہاں ہیں فرتوت نقلی نے جواب دیا
ہمارے گرفتاری روح عمرو کو گئی ہیں روح عمرو کو لیکر آئینگی تم سب بیٹھو میں تمکو گانا سناؤں سب
کنیزوں کو بٹھایا سازندوں سے کہا ساز درست کرو جب ساز درست ہوئے تو یہ غزل گائی قطعہ

جیب کہ وہ خط پڑھکے پھڑکا اور پھڑک کر رہ گیا — دل خطا وار انکا دھڑکا اور دھڑک کر رہ گیا
حسرت اُس مذبوح پر ہے کہ قاتل کوئی دم — زیر تیغ ناز پھڑکا اور پھڑک کر رہ گیا
پھر گیا کون آنکے در پر تیرے خانہ خراب — شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہ گیا
سنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھ کر — آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہ گیا
ہر نفس اس دامن مژگان کی جنبش سے ظفر — دل میں اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہ گیا

اس رنگ مین یہ غزل فرلوت نے گائی کہ سب کنیزین تعریفین کرنے لگین کہتی تھین ای فرلوت کیا کہنا
تم تو عمر و سے بہتر گاتی ہو فرلوت نقلی نے کہا اب شراب پیو یہ کہکے شراب مین بیہوشی ملائی فرا سیلے
وغیرہ سب ہوا لیے گیے کہ سب ملکہ پیو سب کنیزون نے شراب پی سب کو بیہوش کیا رستم کے سر پر
کلاہ ہفت گوشہ پہنائی چالیسون جادوگرون کو مع برق کیا کہ بس اب نکل چلو ساحرون نے
خواجہ و رستم کو تخت پر سوار کیا طرف لشکر کے چلے گرد لشکر جو دیوار کھنچی تھی وہ دیوار گری کہ سب کو ہوش
آیا باعث یہ ہوا کہ دونون زندہ ہین مگر کلاہ ہفت گوشہ رستم کے سر پر آئی رستم داخل لشکر ہوے
ترلزل و فرلوت کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا سامنے رستم کے ان دونون کو ستون سے باندھا
سوزن دونون کی زبان مین ہی پکار کر آواز دی کہ ای ترلزل و فرلوت تمنے اپنے سحر کی حفاظت بھی
کی لیکن احکام قضا و قدر سے مجبور ہو تین مین نے تمکو گرفتار کیا بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو ورنہ قتل کر ڈالونگا دونون
قدمون پر گرین اطاعت دین اسلام قبول کی دربار مین رستم کے دیکھا سیماب جادو و دیگر ساحران
زبردست موجود ہین سمجھین کہ یہ جوان صاحب اقبال ہی ان دونون کو بھی دنگل بیٹھنے کو ملے مصاحبین
ہونے لگین فتاحی طلسم کی تدبیرین سب کرنے لگے ہفت سر قلعہ ہفت جوش مین بیٹھا ہی
کہ چند طائر آکے پہونچے ترلزل اور فرلوت کا مطیع طلسم کشا ہونا بیان کیا ہفت سر نے
کہا اسیطرح طلسم کشا لڑتا بھڑتا فتح کرتا ہوا ہمارے ملک مین بھی آجایگا مگر امون نے بڑا سر اٹھایا ہی
کوئی ایسا ہی کہ جاکے سب کو گرفتار کر لائے بہن ہفت سر کی ملکہ سنبل ہفت گیسو نہایت حسین و
جمیل ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی کہ ای برادر قلعہ ترلزل و قلعہ فرلوت قبضے مین طلسم کشا کے
آئے مگر چند قلعے جو بیچ مین ہین انہیر توپ تلوار چلیگی بعد قلعہ فرلوت نوجوان زور آور کہ نہایت
پہلوان زبردست ہی جب اسکی سرحد مین پہونچیگا طلسم کشا کو اپنے زور پر بڑا ناز ہی جب اس سے مقابلہ
پڑیگا سر میدان زیر کر لیگا دہ مشکین باندھ کے بھیجیگا اُسکے نام فرمان صرحمت ہو کہین جا کر اسکو آگاہ
کردون کہ طلسم کشا اب تیرے قلعے پر آئیگا ہفت سر نے فرمان لکھکر اپنی بہن ملکہ سنبل ہفت گیسو
کو دیا سنبل طاؤس پر سوار ہوئی چار سو کنیز دنکو ساتھ لیا ابر سیاہ تیار کیا اور اس ابر مین چھپ کر چلی
نوجوان زور آور اپنے قلعے مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہی قلعہ فرلوت و ترلزل
تسخیر ہو گیا اب طلسم کشا کا اسطرف رخ ہی نوجوان کہ رہا ہی اگر طلسم کشا کی قضا ہی تو ضرور

اسطرف آئیگا اور اگر اسطرف آئیگا تو چیر کر پھینک دونگا پوچھونگا تمھارا آرستم کسنے نام رکھا تھا بس نام بدلو اسی مین بہتر ہی اگر آسنے میرا کہنا مانا تو بہتر سمجھتا ہون نکلا بہادر ہوا اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا قدرت سے کہکر خطا معاف کرالونگا اگر میرا کہنا نہ مانا تو سر کھینچکر پھینکدونگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا مین ساحر نہیں ہون کہ کالاہ ہفت گوشہ سے ڈرون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک نوجوان دیکھ رہا ہی کہ ابر تمام ہوا آگے بڑھا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو سراپا خوب معشوق مرغوب پیشانی تھی نور ہفت گیسو شب دیجور سا تون کا کلین پشت پر پڑی ہین معلوم ہوتا ہی سات ناگنیان بل کھا رہی ہین گلو صراحی دار سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہی گلوری جو کھائی رشتہ سُرخی پان کا نگلے مین یون معلوم ہوتا ہی گویا تار ریشم سُرخ شیشہ بلور مین چمک رہا ہی سینے پر اُبھار جس سے معلوم ہوتا ہی کہ نخل سرو چمن مین ثمر آیا شکم صاف و شفاف صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختہ سیم ہی موے میان کو تار نظر کہون عدم کا مضمون کیونکہ ملے خاموش رہنا بہتر ہی ایسی حسین مہ جبین نازنین کو نوجوان دیکھکر بیتاب ہوگیا پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی تشریف لائیے مین نہایت مشتاق تھا ملکہ نے اس لفظ کا خیال نہ کیا نوجوان تخت سے اُٹھا اور نہایت عجز سے کہا تشریف لائیے اور بے اختیار پکار اُٹھا

نظم

تازہ آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است
بوالہوس منشین کہ آن بدخو سراپا آتش است

تا نسوزد خویش را پروانہ ننشیند زپا
ہر نفس آتش خوارہ را آرے تمنا آتش است

گر سمندر طینت است دیگر بود ماہی مزاج
در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است

زد چنان تخمی محبت آتشے در دل مرا
کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اس طور سے نوجوان زور آور نے یہ غزل پڑھی کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کو بہت ناگوار ہوا سامنے اُسکے کرسی پر آ کے بیٹھی مگر تیور پر بل پڑ گئے ہوے فرمان اپنے بھائی کا ہاتھ مین دیا نوجوان زور آور نے تقلین کر کے لیا کہا آپ تشریف رکھین مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤن آپ گرفتار کرنے کیواسطے مین دل سے راضی ہون لیکن یہان دو چار روز تشریف رکھیے مین جلسہ آپکے لیے آراستہ کرون گا گانیون کو بلاؤن ملکہ نے بگڑ کر جواب دیا ذرا سنبھلکر باتین کرو ہوش اپنے درست کرو تم کیسی باتین کرتے ہو ایسا نہ ہو ہمارے مزاج کے خلاف گذرنے اگر بھائی صاحب

ان باتون کو سنتے تو بہت بددماغ ہوتے تھے ملال پہونچا سنبھل سکے کلام کرو آپ سے باہر نہ ہو ایسا
نہ ہو بھائی صاحب کو خبر پہونچ جائے فوراً بگڑ جائین گے بڑے بڑے بادشاہون نے نامے لکھے
بھائی صاحب نے نامے پھاڑ ڈالے اور جواب صاف دیا کہ ہم اپنی بہن کی شادی نکرین گے
تم سر دربار ایسی باتین کہتے ہو سنکر بھی دو چار لڑکے پھوٹے یا دیکھ پڑے پکار پکار کے یہ بھی
کہتے ہو کہ دو چار دن نہ جانے مین میرا سے انتظام طلسم کشا آتی ہو لین جاکے گرفتار کرلاؤن گی یا جان
دیئے جاتی ہون طلسم کشا کا حسن عابد کش زاہد فریب مشہور ہی کئی شاہزادیان اُس کے دام لطف
مین پھنسین کہ اُنکا نکلنا دشوار ہی کوچہ تاریک مین بھٹکتی ہین یہ کہکر اسپہ سوار ہوئی اُسی طرف طلسم کے
روانہ ہوئی یہان رستم نے کوچ کیا ہی ابھی قلعہ نوجوان پر آئے ہین صاحب نے ذکر بھی کر دیا
کہ اب آگے وہ قلعہ ہی کہ جسپر پہلوان نوجوان زور آور حاکم ہی کہ اُسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہی
گرد اپنی عملداری کے پہلوان نہین رہنے دیتا جسنے اکھاڑا اکھیڑ ڈالا فوراً اُسکو زیر کر لیا ایک
صحرائے سبزہ زار مین طلسم کشا آکر اُترے ہین شب کا وقت ہی شب ماہ مین جو گھبرائے وسط صحرا
مین بارگاہ استادہ کرائی سمک الیاعیار چین کا ساتھ مسند پر آکے رستم بیٹھے ایک جانب ملکہ سیما
اور ایک طرف لالہ عذار اور ایک جانب سمن بر یہ عاشقان جمال رستم کو گھیرے بیٹھی ہین
سمک سے فرمایا کچھ گاؤ سمک نے چنگ مرصع نکالا اور غزل گانا شروع کر دی نظم

تنا سے لب کا لبون پر کلام رہتا ہی ۔ سخن سے کیہ وحدت کا دل مین قیام رہتا ہی
مشام جان مین پہونچی ہی تیری بوائے گل ۔ ہوا سے کون سا خالی مقام رہتا ہی
فقط مجھی کو نکالا تو اس سے کیا حاصل ۔ تری گلی مین ہزار و جام رہتا ہی
ترے خیال کی آمد جو دل مین رہتی ہی ۔ نقیب آہ کا کب اہتمام رہتا ہی
شراب خوار نہین واعظون کی ضد سے فقط ۔ مدام ہاتھ مین لبریز جام رہتا ہی

اُس وقت کا سناٹا شب ماہ رستم مسند پر بیٹھے ہین چند کس مصاحب عاشق جمال بمثال بیٹھے
نظارۂ جمال کر رہے ہین کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو کا جو اُس طرف گذر ہوا صدا گانے کی کان مین
پہونچی طاؤس پر سوار ہو کے آئی تھی ابر مین طاؤس چھپا ہوا تھا اشارہ کیا ابر چھٹا زمین پر آئین در
بارگاہ پر ٹھہرین گانا سُن سُنکے اور زیادہ شوق ہوا کہ اس جلسے کو دیکھون رستم گانا سن رہے

ہین دیکھا پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک مہ جبین چھڑی یاقوت احمر کی ہاتھ مین حیران حیران چہار جانب
دیکھتی ہوئی اندر آئی صافت ظاہر ہوتا ہی کہ شمع روشن ہی چہرے کی چھوٹ پڑ رہی ہی معلوم ہوتا ہی پردۂ
ابر ہٹا چاند نکل آیا بُندے کان مین زمرد نگار کشتِ حُسن کو سرسبز کر رہے ہین عکس جو عارض پر پڑا
گل مہتاب پھولا سرسبز و شاداب ہوا رستم کو دیکھکر براے تسلیم خم ہوئی سماک نے ہاتھ روک لیا
رستم نے کہا آئیے وہ مہ جبین مُسکرائی براقی دانتون کی ایسی کہ برق چمک گئی خرمن ہوش و حواس
کو جلا دیا رستم نے فرمایا تشریف لائیے آپ حیران حیران کیا دیکھ رہی ہین سنبل نے جواب
دیا صاحب ہم محل صحبت ہوے ہم گانا سُننے آئے تھے سماک نے کہا آئیے تشریف رکھیے
کرسی پر سنبل بیٹھ گئی سماک نے چنگ عرش کو پھر درست کیا انکھین سنبل سے ملا کر پھر گانا شروع
کیا سنبل گانا سُنکر مبہوت ہو گئی ہوش و حواس باختہ لب پر مُہر سکوت سماک کا گانا تو سن رہی
ہی مگر در دیدہ نگاہ سے رستم کو دیکھتی جاتی ہی کہ تیغۂ کیتیان سپر پر آگے رکھا ہی قبضہ اُسکا زانو پر زرہ
بکتر پہنے ہوے جس سے نور جسم کا چھن چھن کے نکل رہا ہی گرد چہرے کے داڑھا مانند عنبر تر
ہے گویا سورج کے گرد کرن ہی یا چاند گہن ہی ایک ایک عضو کو دیکھ رہی ہی کہ جوان قوی تن قوی ہیکل
رشک قمر ہی رستم نے سماک کو اشارہ کیا کہ سیماب وغیرہ کو یہان سے لیجاؤ سماک نے
پاؤن مین سیماب کے چٹکی لی آنکھ سے اشارہ کیا کہ باہر جاؤ سیماب مجبور ہو کر اُٹھی لالہ عذار تو غصے
مین آکر اُٹھین کہ شاہزادی والا قدر ہین ناگوار ہوا سماک کا اشارہ کرنا سمجھین کہ شاہزادے
نے کہا پلٹ کے سنبل سے پوچھا حضور آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کہان سے تشریف لائی
ہین ہمین بھی بڑی خوشی ہی کہ آپ نے ہمین سرفراز کیا ہم نازنینان مہ جبین بیٹھی ہین سب پروانہ شمع
جمال ہین لیکن آپ کا تشریف لانا باعث افتخار ہوا ہم کسی کار ضروری کو جاتے ہین ان باتون پر
سنبل پریشان ہو گئی کہا بی بی تم کہتی ہو یہ شمع مبارک ہم تو اتفاق سے ادھر آئے گانا سُنکر توجہ
ہوئی چلے آئے تمھاری خوشی ہو تو بیٹھین ورنہ چلے جائین رستم سمجھے کہ لالہ عذار رشک سے باتین
کر رہی ہی خلاف مزاج اس حور وش کے نہ ہو لالہ عذار سے اشارہ کیا کہ آپ باہر جائیے ہم
نام و نشان پوچھ لین گے لالہ عذار باہر گئی سیماب بھی باہر گئی سب مین بھی اُٹھ گئی سب
شاہزادیان باہر آئین مگر گرد بارگاہ پھر رہی ہین یہ بڑا خیال ہی کہ ساحر زبردست ہی ایسا نہو شاہزادے پر

مگر وعدہ آنیکا فرما کے جائیےگا ہمکو دمبدم اشتیاق رہیگا یہ کہکے رستم ونگل سے اُٹھے اور ہاتھ سنبل کا تھام لیا سنبل انکار نکرسکی سر جھکا کے اُٹھی پلنگ پر رستم کے بیٹھے سنبل تھرّاتی ہوئی جاتی ہی میں الگ بیٹھوں رستم نے اپنے پاس بٹھایا آپ لیٹے سنبل کو بھی پاس لٹا لیا سنبل شرم سے کانپ رہی ہی جھجکی کہتی ہی ای شہریار ایسا نہو میرے بھائی کو خبر پہونچ جائے وہ پہلوان وضع نہایت صاحب شرم وحجاب ہی فوراً درپی قتل کا ہوگا کئی شاہون نے نامے لکھے اُنکو جواب سخت دیا رفقا نے جو سمجھایا کہ حضور بیٹی کو کوئی گھر مین رکھ نہین سکتا اُسپر اُسنے جواب دیا کہ مین فنون سپاہ گری مین اس طلسم مین مشہور ہون یہ مجھسے نہو سکےگا کہ کسی شاہ کا سالا کہلاؤن بلکہ جب یہ کسی مرد سے اشارہ کرےگی اسے اور اُسے دونون کو مار ڈالونگا مجھکو تو اس کا بڑا خیال ہی رستم نے کہا سمجھا جائیگا اور ہاتھ بڑھا کر آغوش مین لیا سنبل منھ ہٹا لیتی ہی کہ ایسا نہو لوگ بد دماغ ہین آئے رستم نے چاہا بوسہ لون سنبل نے اسطرح منھ کو چھپایا کہ رستم کو خود ہی حجاب ہوا کہا کیون ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسقدر منھ کو چھپاتی ہو کیون شرماتی ہو کیا میری صورت سے نفرت ہی کہا ای شہریار دل کو رغبت ہی کہ آپکے پاس بیٹھون لیکن بھائی بلا سے روزگار ہی آپکی بھی جان کا خوف آتا ہی اپنا اُس خیال سے قلب تھرّاتا ہی قدرت اُسپر بڑی رحمت فرماتے ہین طلسم مین یہ انقلاب ہی کہ ساحرونکا اعتبار اُٹھ گیا خواہ مرد ہو خواہ عورت جو آپ تک آیا آپکا شریک ہوا مگر خداوند کا قول ہی کہ ہفت پیکر جان دیگا تحفہ حیات کا اُس سے ملنا دشوار ہی مجھکو بھی بڑا تردد ہی ہر چند کہ یہ سبب پیدا ہوا مین کدو کا دشمن کرونگی لیکن نہین معلوم اُسنے تحفہ حیات کہان رکھے ہین کسی وزیر دامیر کو آگاہ نہین کیا اُسکو اپنی حفاظت پر بڑا ناز ہی کئی سو برس سے اسی خاندان مین تحفے چلے آتے ہین کبھی اس خاندان سے گمراہی نہین ہوئی انھین حکایتون شکایتون مین رات گزری صبح کو اُٹھکر سنبل باتین ہو رہی ہین سنبل یہی چاہتی ہی کہ پاس بیٹھی رہون باتین اس شہریار سے کیے جاؤن سوا اسکے الاہد ارجی آنکھین دکھاتی سنبل بلی دبی بیٹھی ہین عارض پر نشان بوسے کے دوپٹہ مسکا ہوا کرتی تھی آپ ردان کی حیا حجاب سے مسکی ہوئی مہک طشت وغیرہ لایا منھ ہاتھ ملکہ کا دھلایا جب دن چڑھا سنبل نے عرض کی اب کنیز رخصت ہوتی ہی مہلت ملےگی تو شب کو آؤنگی شاہزادے نے کہا بہتر اچھا فوراً سنبل طاؤس پر سوار ہو کے چلی قضا سے کار نوجوان زور آور ملکہ کے آنیکے بعد

نہایت بیقرار ہوا گوشے میں آکر تنہائی میں رونے لگا عیار اسکا سلیم تیز رو حاضر ہوا آقا کو جو پریشان
دیکھا بہ محبت پوچھا کیوں آقا سے نامدار آپ کیوں اسقدر بیقرار ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
خاصہ بھی نہیں نوش فرمایا کوئی راز و نیاز ایسا ہی کہ غلام کو آگاہ نہ کیجیے نوجوان نے رو رو کر
عاشق ہونا سنبل پر بیان کیا اور کہا میں نے بیقراری میں چند حرکتیں خلاف مزاج کیں وہ رنجیدہ
ہو کر میرے سامنے سے اٹھی ظاہر میں تو یہی کہگئی کہ میں طلسم کشا کو لینے جاتی ہوں حسن و جمال طلسم کشا
سارے طلسم میں مشہور ہی ذرا جا کر خبر تو لاؤ کہ وہاں جا کر دام گیسو سے طلسم کشا ہیں پھنسیں یا نہیں
رات بھر کہاں رہیں اگر یہ ہوں کہ سحر کے زور سے اپنے قلعے پر پلٹ گئیں تو وہ بعد تعلیم ہی وہاں وہ نہیں
جا سکتیں پھر شب کو کہاں رہیں سلیم تیز رو نے کہا میں ابھی جا کر خبر لاتا ہوں سلیم قلعہ سے روانہ ہوا رفتہ
لگا کر طرف لشکر طلسم کشا کے چلا فقیر بنا ہوا لشکر میں پھرتا ہوا قریب بارگاہ رستم کے آیا دیکھا سنبل
خیمے سے نکلیں سلیم نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عیار طلسم کشا کا گرفتار تھا شب بھر کا سنا سلیم
وہاں سے پلٹا ملکہ سنبل قلعہ نوجوان پر آئیں دیکھا نوجوان پریشان بیٹھا تھا تخت سے اٹھا بڑے
استقبال چند قدم آگے بڑھ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈالدوں ملکہ کو اسکی صورت سے نفرت ہی ہاتھ کھینچ لیا
نوجوان سمجھی ہاتھ باندھتا ہی کیوں ملکۂ عالم آخر غلام سے آپ کیوں رنجیدہ ہیں میں آپکا تابعدار
ہوں میرا تو آپ کی مفارقت سے عجب حال ہی دل پر ہجوم غم و ملال ہی یہ سنکر ملکہ کو نہایت غصہ
آیا کہا ای شخص تو میرے بھائی کے مزاج سے آگاہ نہیں ہی کہ جسنے بڑے بڑے شاہان جہان کا
پیغام پھیر دیا اور جواب صاف دیدیا کہ اگر اب کبھی ایسا پیغام کروگے تو میں تمپر لشکر کشی کرونگا
مقابلے میں اسکے کوئی پہلوان ٹھہرتا نہیں سنبل تو بگڑ بگڑ کے یہ باتیں کر رہی ہیں مگر نوجوان
ہاتھ باندھے کھڑا ہی ہر مرتبہ عرض کرتا ہی کہ میں تو آپکا تابعدار ہوں اگر سرکشی فرمائیے گا عاشق صادق
کو زندہ نہ پائیے گا یہ ذکر تھا کہ سلیم عیار آکر پہونچا سلیم الگ بلا کر لیگیا نوجوان سے سب حال
کہا کہ ملکۂ عالم لشکر میں طلسم کشا کے گئیں شب بھر وہیں رہیں میرے سامنے انکی بارگاہ سے نکلیں
آپ پوچھیے کہ طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کیجیے گا یا میں لشکر کشی کروں طبل جنگی بجوا کر سر میدان لوگوں
اور یہ بھی کہدیجیے کہ میں کسی کی مدد کا خواہاں نہیں طلسم کشا کی میرے نزدیک کیا حقیقت
ہی اگر ایسے چار جوان ہوں تو میں چاروں کو زیر کردوں وہ تو فقط اکیلے ہیں انکا بھی زیر کرنا کچھ

دکھمنڈ نہ کرنا قلعہ تمھارا ویران کر دونگا ایک عورت کے واسطے فساد نہ بڑھاؤ بطور ڈولے کے اُسے
پیش کش کرو تمھارے نام کے ڈنکے بجینگے طلسم کشا کو گرفتار کر کے روانہ کرونگا نامے مین درج کرونگا
کہ ہفت سحر نے گرفتار کر کے بھیجا ہی تمھین کوئی تکلیف نہ پہونچنے پائیگی سب بار جنگ و جدل مین اپنے
ذمے لونگا آپکی جراٴت و شوکت مشہور ہو جائیگی اگر تامل کیا اور بہن کو مجھے نہ دیا تو وہ آفت برپا کرونگا
کہ بہت پچھتاؤ گے سر حد چھوڑ کر بھاگ جاؤ گے نزد یک میرے کوئی مثل و نظیر نہین بہتر اسی مین ہی کہ معشوق
گل اندام کو روانہ کرو اور تامل و تساہل مابدولت پر شاق ہوگا دل میرا صورت زیبا و طلعت جہان آرا
کا اگر مشتاق ہوا اور ظلم عشق سہا تمکو کیا نفع ہوگا ہم آخر کو آفت برپا کرینگے اگر خداوند کو لکھون وہ بھی
منظور کرین خود بلوا کے شادی کرا دین علاوہ اسکے تمھارے ملک کا نگہبان ہون جو کوئی تمھارے ملک
کا قصد کریگا اُسکو روکونگا تمھارے قلعے تک نہ آنے دونگا ہر وقت جانبازی مین مصروف رہونگا
جفائے عشق نہ سہونگا یہ نامہ پڑھکر ہفت سحر نے ساحرونکو اشارہ کیا کہ نامہ وار کی گردن مین ہاتھ دو
نامہ کو پھاڑ کر گلے مین ڈالدو اُس بیحیا سے کہنا کیون شامتین آئی ہین وہ آفت برپا کرونگا کہ تجکو دیوانہ
سودائی بنا دونگا اس خیال محال سے ہاتھ اُٹھاؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گے ساحرون نے نامہ وار کو نکالدیا
نامہ وار روتا ہوا سامنے نوجوان کے آیا سب کیفیت بیان کی نوجوان نے جو حال سنا سر آرد کے
اپنے حکم دیا لشکر تیار کرو مابدولت ہفت سحر پر لشکر کشی کرینگے چار لاکھ کا لشکر تیار ہوا گینڈے پر سوار
ہوا ایک نامہ طلب تحتشم و احتشام کو لکھا ایک منزل چلا تھا کہ لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا زن و شوہر سیاہ کوہ
ہزار جادوگرون سے آکر پہونچے زن و شوہر نے حال پوچھا سب کیفیت نوجوان نے زن و شوہر
سے بیان کی زن و شوہر نے کہا اے نوجوان نہ گھبراؤ وہ سحر کرین کہ ہفت سحر کو دیوانہ بنا دین اور بہن کو
اُسکی نکال لائین تمھارے ساتھ شادی کرین برات مین ہم بھی شریک ہون تحتشم و احتشام اپنے
زور دکھاتے ہوے ساتھ ہین نوجوان نے اپنے بھائی کمیل تیرہ بازو سے کہا کہ تم چلکر قلعے پر
ٹھہرو طلسم کشا کو نہ آنے دو کمیل تیرہ بازو بالا سے قلعہ آیا ہر کارے پر اسے خبر طلسم کشا روانہ کیے
یہان طلسم کشا کو بعد جانے سنبل ہفت گیسو کے پریشانی ہوئی سحر دربار فرمایا کیون ای ملکہ
سیماب ہمارا ارادہ ہی کہ تا بہ ہفت سحر پہونچین سیماب نے کہا حضور کو متغیر پاتی ہون سنبل
کیا کر گئی اُس روز سے حضور نہایت پریشان ہین ابھی راہ مین بڑے پہلوان سے مقابلہ ہی پہلوان

نوجوان زور اور بری فکر کرے گا و بانو ڈالے گا کہ حضور پلٹ جائیں رستم نے اسیوقت حکم دیا لشکر تیار
ہو اسیوقت لشکر تیار ہوا سیماب سے کہا تم الگ الگ آؤ سیماب نے ایک ابر تیار کیا لالہ عذار
وسیمتن وغیرہ اس ابر میں مخفی ہوئیں اور آفتاب فلک سپہر کاہن نیر اعظم بنکر بالاے آسمان چمکتا ہوا
چلا زیر ابر لشکر طلسم کشا روانہ ہوا یہان کمیل نیزہ باز بالاے قلعہ بیٹھا ہی کہ نوبت نقارے کی آواز
کان میں آئی اور صحرا سے گرد اڑتی دیکھا طلسم کشا آگئے آگے پشت پر دو لاکھ کا لشکر پہلوان گینڈون پر سوار نیزہ دار
نیزے چمکاتے ہوئے اس کر و فر سے لشکر ہویدا ہوا کمیل آمد لشکر رستم دیکھکر کانپ گیا قلعے سے
باہر نکلا مقابلے میں طلسم کشا کے آکر اترا طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان میں آیا پکار کر آواز دی طلسم کشا
کو ٹرا اپنی جرأت پر ناز ہی میرے مقابلے میں آئیں تو حال معلوم ہو رستم نے گھوڑا نکالا
مرکب استر مال کبود زیر ران طرارے بھرتا ہوا نیزہ ہلاتے ہوئے مقابلے میں کمیل کے
آئے کمیل نے جمال دیکھکر عرض کی آپ لائق مقابلہ بھائی صاحب تھے لیکن حربہ کیجیے اگر میں
زیر کرونگا تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا رستم نے کہا ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے سے پروردگار
بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے کمیل نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا چالیس
طعنین ردوبدل ہوئی تھیں کہ رستم نے کاٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے کمیل کے نکل گیا کمیل نے
قبضے پر ہاتھ رکھا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ بڑھا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لین
کمیل نے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں لپٹے ہوئے گھوڑون سے اور گینڈے سے کودے کشتی
ہونے لگی رستم نے دنگ کر دیا جب پکڑا ہے دو تین گھٹنے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہوئی ناک
سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے کمیل چاہتا ہی چھٹ جاؤں اس مصیبت سے بچوں ورنہ طلسم کشا
مار ڈالیگا پھرون رہیں کشاکش کے زور ہونے لگے رستم نے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے یہان
پہلا سے ہلہ مارا دونوں گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا لنگر قائم کروں حریف زبردست کب لنگر
قایم ہونے دیتا ہی دونوں ہاتھ ستون کیے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تا بناگوش
دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا اٹھا کر مارا چاروں شانے چت گرا
رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا چالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی کمیل نے کہا جبتک
زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا کمیل کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اہالی فوج سے

پکار کر آواز دی یارو میں نے اطاعت کی جسکو مذہب لات و منات کی خواہش ہو وہ میرے
لشکر سے نکل جائے نہیں خداے نادیدہ کو سجدہ کرے سب افسر دوڑ پڑے سب نے بدل و جان اطاعت
کی رستم کو کمیل لیے ہوے قلعے میں آیا تین دن رستم اُس قلعے میں رہے عملداری قایم کی چوتھے دن
کمیل کو اُسی مقام پر چھوڑا کمیل نے کہا میں ہمراہ رکاب رہونگا رستم نے کہا تمھارا قلعے پر رہنا
مناسب ہی کمیل کو یہیں چھوڑا آپ سوار یہاں سے لے لیے اُن سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا بہ فر و
و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوے یہاں نوجوان زور آور محتشم و احتشام کو ساتھ لیے ہوے
قریب قلعہ ہفت سر پہونچا ہفت سر نے جو سنا چار لاکھ فوج لیکے باہر آیا طبل جنگی بجوایا یہ بھی کہلا
بھیجا کہ ای نوجوان تجھکو قضا لیکر آئی ہی دیوانہ کرکے چھوڑ دونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوا کر دونوں سردار
بارگاہوں میں بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی طلسم کشا بھی آکر پہونچے ایک طرف لشکر طلسم کشا کا اترا ملکہ
سنبل ہفت گیسو جو بارگاہ میں بیٹھی تھیں طلسم کشا کو جو دور سے دیکھا تاب صبر نہ رہی بھائی صاحب
کے سامنے سے اُٹھیں بھائی نے پوچھا بی بی کہاں چلیں دیکھو تمھارے واسطے یہ فساد
برپا ہی نوجوان نے بتجہیر بالاعلان لشکر کشی کی ملکہ نے کہا میں ابھی حاضر ہوتی ہوں نوجوان کو
میرا سر کاٹ کے دیدیجیے اگر لڑائی پڑی تو ایسا پچھتایگا کہ روتا پیٹتا گھر جائیگا یہ کہکے ملکہ اُٹھ کھڑی
چلیں چند مصاحبین بھی اُٹھیں ملکہ نے اُنکو اشارہ کیا کہ بیٹھو ایک مصاحب شیرین نژاد کہ رشک
قیس و فرہاد عاشق مزاج معشوقوں کے سر کا تاج یہ سمجھ گئی اسنے ساتھ نہ چھوڑا جب ملکہ قصر میں آئیں
شیرین نژاد نے پوچھا اری جسوقت سے لشکر طلسم کشا آیا اُسیوقت سے آپ کو پریشان پایا اگر
اپنے مقام پر انصاف کیجیے تو نوجوان بھی مرد مردانہ شیر فرزانہ ہی اگر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا چیر پھاڑ
کے پھینک دیگا ملکہ نے کہا تو کیا جانے ذرا نوشیروان نامہ دیکھ کہ لندھور کو زیر چرن کو
مع ہاتھی اُٹھایا تھا وہ زور کیا کہ باپ اسنکے صاحبقران فرماتے تھے کہ ایسا زور ہمنے کبھی نہ کیا تھا
ہر چند کہ صاحبقران اٹھارہ برس کے سن میں پردہ قاف گئے دیوزادوں سے لڑے
بڑے بڑے دیو نامی مارے مگر اُنھوں نے یہ فرمایا کہ ایسا زور ہمنے کبھی نہ کیا تھا سات قدم تک لندھور
کو اُٹھا کر لیگئے فیل سیمہ تن پر وہ سوار تھے اٹھارہ سو من کا گرز خواصی میں تھا پچاسی آرنج کا قد و
قامت گویا تین پہاڑ جنبش میں تھے وہ سب لیے لگا زور کیا کہ تمام ہندوستان کے لوگ جا بجا ذکر

کرتے ہین ایسا کوئی معرکہ نوجوان کو بھی پڑا کسی مقام پر اپنے برابر کے پہلوان سے لڑا کم زور سے اُنکو زیر کر لیا مین تجھ سے شرط بدتی ہون کہ اگر رستم سے مقابلہ پڑا نوجوان کو جان بچانا مشکل پڑیگی یہی ارادہ کریگا کہ جان بچا کر بھاگون اشیرین نژاد نے کہا داری کتابون کی باتون کا کیا اعتبار ہی شاعرون نے جو چاہا لکھدیا ملکہ نے کہا تو رخ راست نویس سچ سمجھتے ہین یہی چاہتے ہین کہ معرکہ اصلی لکھین جو گزرا ہو اُس سے قدم نہ ہٹائین ملا فیضی وغیرہ مصاحبان شاہ دہلی اُن دفترونکے مصنف ہین سات آدمی مثل فیضی اِن دفاتر کے مصنف ہین وہ بھلا خلاف لکھینگے یہ باتین تھین کہ لشکر سے نوجوان کے صدا سے طبل جنگ بلند ہوئی شیرین نژاد نے کہا دیکھیے تین لشکر مقابل ہین کسیکا حوصلہ نہ پڑا اگر اُسی نے طبل جنگی بجوایا اب خبر ہفت کشور کو ہوئی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا اُدھر رستم نے زبانی سہاک کی سُنا اُنھون نے نوازش طبل کو حکم دیا شیرین نژاد نے کہا اگر آپ رضامند ہون تو مین جا کر نوجوان کو روک دون ہم لوگون کے پاس اُسنے پیام بھیجا تھا کہ کیسی مصاحبان خاص ہو کہ ملکہ کو نہین سمجھاتین جب میدان مین لڑائی پڑیگی لاکھون بندگان خدا وند قتل ہونگے بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو سمجھا کر لے آؤ کل جو میدان مین آؤنگا بحصول مطلب واپس نہ ہونگا اگر مناسب جانیے اُسکو سرفراز کیجیے ملکہ نے آہ کی کہا شیرین نژاد تو کیا جانے تجھے اِن باتون مین کیا دخل ہی فسانہ فرہاد و قیس سنا معلوم ہوا کہ عاشق کو آرام نہین ملتا دہی کیفیت ہی تمہارے پاس سے جا جو ہمارے دل مین آئیگا وہ کرینگے ہمارا دل پر قابو نہین کہین یہ کمبخت کیا کراتا ہی انجام اسکا کیا ہو شیرین نژاد نے کہا مین جاتی ہون کہیے رستم کے پاس جاؤن کہیے نوجوان کے پاس ملکہ نے کہا تجھے اختیار ہی جہان تیرا جی چاہے وہان جا مین کچھ پیغام نہین دیتی ہون میری تو عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

یاد گھر مین تجھے کیونکر کوئی مضطر نہ کرے
تیری پلکین کہین یاد آئین نہ تجھ وحشی کو
ابھی ہم چونک کے آنکھ اپنی نہ کھولے وہ پری
نوجوان نے یہ دکھلایا ہی کسی عاشق کی نہ ہو
بیوفا کے لیے فریاد نے کی کوہکنی
کامیاب اور ہوے ہم رہے محروم قبول

ای پری تیری طرح دل مین کوئی گھر نہ کرے
اور بےخود مجھے قصاد کا نشتر نہ کرے
آئنہ سامنے جبتک کہ سکندر نہ کرے
آگ مین کود پڑے عشق کوئی پر نہ کرے
دل کو شیرین کی طرح سے کوئی پتھر نہ کرے
کبھی ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

اس طرح رو رو کر ملکہ نے شعر پڑھے شیرین نژاد ہر چند کہ سخت دل تھی مگر بے اختیار رونے لگی
کہا کہ واری آپ کی باتون مین تاثیر ہی ایک ایک کلمہ تیر ہی لونڈی پاس رستم کے جاتی ہی حال آپکی
بیتابی کا اُن تک پہونچاتی ہی آئندہ صبح کو جیسا ہو ملکہ نے کہا کہ ہمارے دل کو یقین ہی کہ وہ
شیر اس نیل پیکر پر غالب آ ئینگے سچے شیر کے فیل کو دھڑو کے مار کے بھگا دیتے ہین
سب جانور تسخیر ہوتے ہین مگر شیر کسی کے قابو مین نہین آتا یہ شیر بیشۂ جرأت ہی شیرین نژاد
اُڑکر چلی لشکر طلسم کشا مین پہونچی رستم دربار مین بیٹھے یہی ذکر کر رہے ہین سمک دربارگاہ پر ہی
فکر مین ٹہل رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک نازنین طاؤس اُڑاتی ہوئی آسمان سے
آتی ہی دربارگاہ پر آکر اُتری سمک نے بڑھکر سلام کیا شیرین نژاد نے پوچھا کہ آپ کو
طلسم کشا سے کیا توسل ہی سمک نے کہا کہ مین غلام قدیم شاطر اُس شہر یار کا ہون یہ سُنکر شیرین نژاد
نے کہا کہ ہماری طرف سے جاکر آداب عرض کرو اور کہو کہ ایک کنیز حضور کی مشتاق ہی سمک
نے جاکر عرض کی رستم سمجھے کہ شاید ملکہ آئین تو دُ اُٹھ کھڑے ہوے دربارگاہ پر ٹہلتے
ہوے آئے شیرین نژاد نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کہ تمھارا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی کہا کنیز کو شیرین نژاد کہتے ہین ملکہ سنبل ہفت گیسو کی مصاحب ہون حضور
ملکہ کا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی پیغام لیکر آئی ہون اگر حضور تکلیف کرین چند ساعت
کے لیے تشریف لے چلین رستم نے کہا کہ ہم تو ساتھ چلنے کو موجود ہین مگر وہ کیون نہ آسکین
شیرین نژاد نے کہا کہ اول تو خوف نوجوان زور آور دوسرے بھائی صاحب اُنکے نہایت
بد مزاج ہین یہی خیال رکھتے ہین کہ کہان جاتی ہو دمبدم دریافت کرتے رہتے ہین اسوجہ سے
کنیز کو بھیجا ہی شیرین نژاد نے ایک تخت تیار کیا اُسپر رستم کو بٹھا لیا لیکر چلی لیکن نوجوان جو
بہت بیقرار رہا محتشم جادو نے کہا کہ آپ بیقرار رہنون مین جاکر ملکہ کو اُٹھا لیے لاتا ہون یہ کہکر
محتشم جادو نوجوان سے رخصت ہوا اُڑتا ہوا آسمان پر چلا راہ مین اُسنے دیکھا طلسم کشا
تخت پر سوار ایک نازنین تخت اُڑائے ہوے جاتی ہی وہین سے اُسنے للکارا کہ ای طلسم کشا
اجل تمھاری گریبان گیر ہی مین محتشم جادو یہ کہکے جھپٹ کر قریب آیا اور ایک گولہ رستم پر مارا
شیرین نژاد نے بڑھکر گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوان نکلا شیرین نژاد خاموش ہوئی زبان

بلند ہو گئی اب تخت طرف زمین کے چلا محتشم سوچا کہ اگر یہ زمین پر گر پڑیگا تو ہاتھ پاؤن ٹوٹ جائینگے
اپنے بڑھکر پایۂ تخت کو سنبھالا لیکن شیرین نژاد پر وہ سحر کیا تھا کہ یہ طرف زمین کے چلی ہر چند چاہتی
ہی اپنے کو روکون مگر نہین رک سکتی محتشم جھپٹ کر آسمان سے اترا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا رستم
نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام کلمات تخت کہتا ہوا قریب آیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر کلائی
طلسم کشا کی پکڑی رستم نے بائین ہاتھ سے اسکا ہاتھ تھام داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا پانچون
انگلیان جو پڑ گئین رستم کا دست زبردست سر چنبر گردن سے محتشم کا اڑ گیا شیرین نژاد سنبھلی
قریب آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای شہریار دشمن کو آپ نے خوب مارا نہین تو زمین پر گرتی ہڈیان
پسلیان چورا ہو جاتین رستم خاموش ہو رہے لیکن لاشہ محتشم زمین پر گرا احتشام اسکی زوجہ اوپر
سے آئی تھی لاشہ شوہر کا دیکھکر منھ پیٹ لیا تڑپ کر بلند ہوئی شیرین نژاد کو دیکھکر برق بنکے
گری کہ شیرین نژاد کے دو ٹکڑے کیے طلسم کشا کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے برباد کن
خاندان ساحران عالم تو نے میرے شوہر کو مارا یہ کہکر گولہ مارا پہلو سے ایک سنہرا پنجہ پیدا
ہوا پنجے نے اس گولے کو ٹھوکر ماری گولہ زمین پر گرا جو سحر احتشام کرتی ہی اسکا دفعیہ پیدا ہو جاتا
ہی پانچ چار طور سے اسنے گولے مارے کوئی گولہ تا بہ طلسم کشا نہین پہونچا ہلکر جو ہوا ہفت سر
اسکے دہن سے نکل آیا زمین پر لاشہ شیرین نژاد و محتشم دیکھا سر اٹھا کے دیکھا احتشام طلسم کشا
پر سحر کر رہی ہی اور سحر تاثیر نہین کرتا جب قریب طلسم کشا کے پہونچتا ہی پاش پاش ہوتے وہ اسنے چلائے
ہین گولہ اگر مارتی ہی سنہرا پنجہ پیدا ہوتا ہی گولے کو ہٹا دیتا ہی ہفت سر نے آواز دی کہ او احتشام
زمین پر طلسم کشا کو گرا دے بدولت چیر پھاڑ کر کھا جائین احتشام برق بنکر چمکی چاہا کہ تڑپ کر
گردون تخت تک ٹکڑے ٹکڑے ہو طلسم کشا زمین پر گرے پہلو سے آواز آئی کہ خبردار اور ایک
جال پڑا کہ جال مین احتشام پھنسی وہ جال بلند ہوا یہ تماشا ہوا جال کھینچ مارا ہفت سر
نے ایک گولہ مارا کہ جال کو توڑ کر گولہ نکل گیا احتشام چھوٹ گئی چاہا کہ کڑک کر گردون تخت توڑون
اس خیال سے چلی کہ آسمان سے خنجر برسنے لگے آواز آئی کہ اے کمبخت بہن طلسم کشا کو بے وارث
سمجھی ہی غلام آنکے حاضر ہین منم آفتاب فلک سپہر دس پانچ خنجر احتشام نے توڑے
ایک خنجر مثل برق سے تڑپا گلوگاہ پر پڑا سر کٹکر اسکا زمین پر گرا آفتاب پایۂ تخت پر ہاتھ ڈال کر

اُتنے عرصے میں تخت کو لے بھاگا کہ احتشام کے مرنے کا اندھیرا ہو گیا تھا ہفت سیر نے دیکھا کہ
لاشۂ احتشام زمین پر تڑپ رہا ہی اور تخت غائب ہو گیا لاشہ شیرین شہزادہ اُٹھوا کر ہفت سیر
لایا ملکہ سے دریافت کیا کہ طلسم کشا کو یہ کیوں لپٹ گئی تھی ملکہ نے کہا کہ شاید شیرین شہزادہ جاکر طلسم کشا
پر عاشق ہو گئی کہیں سے جاتی تھی زن دشہر نے راہ میں گھیر لیا کاہن طلسم کہ ساحر زبردست اور تابعدار
طلسم کشا کا ہی وہ لڑ بھڑ کر نکال لے گیا بھائی کے سامنے انکار کیا کہ نہیں معلوم یہ لشکر طلسم کشا
میں کیونکر گئی اور کیوں گئی میں نہیں جانتی ہر چند ہفت سیر نے دریافت کیا راز کی بات نہ کہی
شیرین نے عرض کی دن چڑھ آیا لشکر میدان کارزار میں آتے جاتے ہیں اور نوجوان بڑے
زور و شور سے اکڑتا ہوا میدان کارزار میں آیا پکارتا ہو کہ میں دونوں لشکروں کو جو اب دونگا طلسم کشا
کہ دشمن خداوندی اس باعث سے اُسکو قتل کرونگا اور ہفت سیر تو خاص حریف ہی یا اپنا ہمیں
کو دیگا یا قتل کرونگا مگر زن دشہر کے بارے جا لینے سے باز رہو ملکہ نے کہا کہ بھائی صاحب ایسے
رذیل سے دور ہی رہنا بہتر ہی آپ ملاحظہ کرینگے میں دور سے سحر کرونگی آپ ملاحظہ فرمائیے گا اُسوقت
ہفت سیر سوار ہوا ملکہ طاؤس زرین بال پر گئی لاکھو ساحر پشت پر بجبر نگ بجبر نگ کرتے ہوئے
گولے اچھالتے ہوئے میدان میں آکر پہونچے اُدھر سے نوجوان آیا ہی صفیں جما رہا ہی رستم
کو جو کاہن لیکر آیا رستم کاہن پر خفا ہوئے فرمایا کہ ای برادر ہمارے معرکے میں دخل نہ دیا کرو
ہمکو بہت ناگوار ہوا کہا کہ ای شہریار ساحر و غیر ساحر سے بڑا فرق ہی اگر غلام مصروف نہ ہوتا بندگان
عالی کے واسطے بڑی مشکل تھی خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ دونوں حریفوں کے لشکر میدان
میں آگئے رستم نے فوراً اسلاح ذات پر آراستہ کیے لشکر ساحران و غیر ساحران کے آگے آگے
سمک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے میدان میں آکر پہونچے دیکھا کہ ایکطرف لشکر زورآور اور ایک جانب
لشکر ہفت سیر لیکن زورآور نے جو طلسم کشا کو یہ اپنی شوکت و شان دکھا جل گیا گینڈے کو بڑھا کر
سرا میدان کا دکھایا پتھر ہلایا کہیا پکارکر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے منم نوجوان زورآور اگر ارادہ کروں تو پہاڑ کو اُکھیڑ کر پھینک دوں گاؤ زمین
میری فوج کا بار نہ اُٹھا سکے سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہیں چاہتا رستم نے مرکب نکالا
کاہن نے کئی مرتبہ عرض کی کہ غلام جانے لشکر ساحران جمع کر اہی ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ سحر کریں تو یا غنیمت

خرابی ہو رستم نے نہ مانا فرمایا ہمارے قبلہ و کعبہ کا قانون نہین جسکو حریف بلائے وہی میدان مین جائے
اب ہم مرکب نکال چکے ہمکو نہ روکو یہ فرما کر گھوڑا اپڑھایا گھوڑے نے کنوتی بدلی آنکھین ابل پڑین
فرفر نتھنون سے صدا الپنہ طرارے بھرتا ہوا آتا ہی ملکہ نے جو دیکھا کہ طلسم کشا برابر مقابلہ نوجوان
آپہونچے بہ نگاہ غور دیکھنے لگین آکر دگادر زن ہوے پانچ قدم گینڈا نوجوان کا اور تین قدم رستم کا
گھوڑا پیچھے ہٹا ملکہ خوش ہوگئین زور آور ایسے جو جمال رستم دیکھا جل گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ تو خود
معشوق ہی کیون نہ اسکو ناز نہین چاہیے ہم پہلوان سپاہی وضع لیکن لازم یہ ہی کہ سامنے معشوقہ کے اسکو
زیر کر کے پھینک دون کہ معلوم ہو سپہ گری یہ چیز ہی یہ کہکر طرف لشکر ہفت سر کے دیکھا نیزہ طلسم کشا پہ
مارا طلسم کشا نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی تینون لشکر دیکھ رہے ہین اور ملکہ سنبل
بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین ہر مرتبہ فرماتی ہین کہ دیکھو طلسم کشا نے زیادتی کی کیا لطف سے بند نیزے
کے کھول رہے ہین ہر مرتبہ خانہ زرہ مین سنان نیزہ رکھ دیتے ہین جسم سیاہ اسکا اسپر قطرہ خون کا ابھر
آتا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختہ آہن پر سرخ نقطے دیے جاتے ہین دیکھنے والے تعریفین کرتے
ہین ہر ایک کا قول ہی یہ فرزند صاحبقران فنون سپہ گری مین طاق علوم و فنون مین شہرہ آفاق اسکے
کون سر بر ہو سکتا ہی چالیس طعنین رد و بدل ہوئین اکتالیسوین طعن پہ وہ پیچھے ہٹ گیا رستم نے
نیزہ لگا نہ کر کھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا اسنے پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا یہ وہ تلوار ہی کہ اگر پہاڑ
پر مارون تو تا بیخ کاٹون یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ کپتیان پر روکا ملکہ خوش ہوکر
اچھل پڑین بے اختیار منہ سے نکل گیا فنون سپہ گری انکے ملازم ہین کیا وار روکا ہی الجھا دے سے
ہاتھ نکال کر آواز دی کہ او مغرور خبردار ہاتھ تیغہ کپتیان کا مارا اسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ
کپتیان ساتسو من کا تیغہ دست زبردست رستم سے سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر خود و
دوبالہ غرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹکر سراسر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرہ آب صندوق سینہ
سے مانند سیماب اتر کے بنا سے فسا کو ویران کرکے مع گینڈے چار ٹکڑے کیے ملازم اسکے چار پانچ
لاکھ لاش اپنے آقا کی دیکھکر تلوارین کھینچکر رستم پر آپڑے سحر کرتے ہوے جو یہ لوگ بڑھے سپاہ تیغ گیر
گری ایک طرف سے کاہن سے بڑھکر گولہ مارا گئی ہی کہ سر کٹے ملازمان نوجوان بہ جانبازی لڑ رہے
ہین ہان چاہتے کہ طلسم کشا کو پکڑ لین ساحران نے آکر رستم کو گھیر لیا ملکہ سنبل نے بھائی سے کہا کہ اگر تمہاری خوشی ہو

تو ہم باغی کے لشکر کو تباہ کرین ہفت سر نے کہا کہ لیناان بچاؤن کو بار لو ملکہ طاؤس اڑا اسکے بیچ غول
مین فوج کے پہونچین چار طرف چار گولے مارے ہر گولے مین دس پانچ کے سر پھٹے اور سو دو سو کے سر اڑ گئے
قلب فوج مین انقباد جادوگر سپہ سالار لشکر ہی فوج کو ترغیب دیتا ہوا اللہ اکبر کو بڑھاتے ہوئے آتا ہی
جہان علم ٹھہرا دیا اسی نشان پر فوج جم باقی ہی انقباد بھی جم کے سحر کرتا ہی ہزار ہا غیر ساحرونکو اسنے
مارا جب گولہ پھینکا اس سے دھوان نکلا سو دو سو بنا بنا ہوکے زیر کوہ سر ٹکرا کر مر گئے رستم ملازمون کے
مرنے پر کف افسوس ملکر رہجاتے ہین چاہتے ہین کہ جاکر انقباد کو قتل کرین فوجون کا اسکے ساتھ
جماؤ ہی ایک پلٹن کو ہٹایا دوسرا رسالہ آکر جم گیا ایک رسالہ ہٹا دو پلٹنین آکر جم گئین تا بہ انقباد پہونچنا
دشوار ہی ملکہ نے جو کئی مرتبہ دور سے اسکی بدعت دیکھی اور رستم کو کبیدہ دیکھا بہت ناگوار ہوا ملکہ نے
پکار کر آواز دی کہ او نامرد ساحر پر سحر کر غیر ساحرون کو قتل کر کے بہت پھولا ہی شوکت پر سحر کر کے
اپنے کو بھولا ہی اسنے گولہ ملکہ پر مارا ملکہ نے اس گولے کو ہاتھ پر روک لیا اپنا قطرہ خون کا اسپر ڈالا
آواز دی ای باغ و بہار رنگ بہار دکھا دے جیسے ہی گولہ مارا گولہ جاکر پھٹا نخل جھوم کے سرسبز ہو نکلے
پتون نے تالیان بجائین رخ گل پر سرخی آئی غنچے چٹکے طائر زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرنے لگے گولہ
جو پھٹا اس سے دھوان جو نکلا ایک ابر سیاہ بنکر تیار ہوا ابر سیاہ سے تلوارین برسنے لگین اس ابر
سے آواز آئی کہ ای انقباد صاحب بیداد ذرا سر اٹھا کے دیکھو اسنے سر اٹھایا دیکھا لکہ ابر پھٹا
ایک نازنین مہجبین نے سبز لکا لا لاکھا ہونٹون پر جما ہوا اسپر سرخی خون عاشق ہونٹون سے
مسیحائی ظاہر دندان گوہر آبدار بلکہ آب گوہر پانی بھرے دہن غنچہ گلزار خوبی قد سرو باغ محبوبی
کاکلین چہرے پر لہرا رہی ہین یہی چاہتی ہین کہ دل عاشق کو ڈسین یا زنجیرین ہین کہ چاہنے والے
کو اسمین کسین انقباد گھبرا کر بے اختیار پکار اٹھا نظم

اسکا مقتول ہون مین جسکا بدن ڈھرا ہی — گو اکہرا ہی مرا جسم کفن دہرا ہی
ہمسے اقرار کیا آنے کا گیا غیر کے گھر — تجھسے شکوہ ہے مجھے ای عہد شکن دہرا ہی
رنگ ہی یہ نہ وہ ہی اور نہ وہ بو سمجھ مین — بو اُن زلفون کو ای مشک ختن دہرا ہی
کوے جانان مین گیا ہی تو عدم کا ہی کوچ — روح ایک اور سفر ای اہل وطن دہرا ہی
باغ مین سیر رخ یار رہی ہی مدت — آج پھولا ہوا نظرون مین چمن دہرا ہی

بعد

بکھری زلفون مین جو ہین چاند سے دونون عارض — ہم سمجھتے ہین کہ یہ چاند گہن ٹھہرا ہی
ہوش بیہوش کو آجاتا ہی ہشیار کو غش — ایک ہی پر مژہ سیب ذقن ٹھہرا ہی
قد موزون سے مگر بار خجالت پایا — آج نرگس سے یہ ای سرو چمن ٹھہرا ہی
کان تک پہونچا تو عارض نے لی اور چمک — آب مین آگے سے اب در عدن ٹھہرا ہی
خار غم سینے مین اور پانون مین چبھ گئے خار — غم یاد وطن و اہل وطن ٹھہرا ہی
کوے جانان کی فضا ہی نہ بیابان جانان ہی — دشت غربت مین غم ای اہل وطن ٹھہرا ہی
شمع فانوس سے روشن وہ سراپا ہی قبول — گو کہ دو پیرہن مین پنہان وہ بدن ٹھہرا ہی

جب اسطرح اُس نازنین سے یہ اشعار القباد سے سننے ہنس کر آواز دی کہ ارے کیون دیوانہ ہوا ہی ساتھ والون کو تو ساتھ سے لے دیکھ پھر اکس بہار پہ ہی عندلیبان خوشنوا کی زمزمہ سرائی سُن رہا ہی کیا کیا غزلین گاتی ہین خاص تجھی کو سُناتی ہین تو کتنی فوج کا افسر ہی القباد نے آواز دی ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہون اُس نازنین نے کہا کہ اُن سب کو ساتھ لے اپنے قلعے پر چل کل تیرہ بار سے جنگ کرنا لیکن جو کام کرنا ہماری یاد رہے بھول نہ جانا ہم مدتون سے تیرے مشتاق ہو کر آئے تجکو بھی کچھ خیال رہے یہ کہتا تھا کہ القباد نے گنبد پھر اپکار کر آواز دی کہ بھاگو آو اب اس کشا کش سے نکل جاو افسر نے ناحق جان دی طلسم کشا کو کیا سمجھا تھا طلسم کشا حقیقت مین رستم ہی دیکھو کس زور سے لڑ رہا ہی چین غول پر گیا افسرون کو تاک کر مارا فوجون کو بے سردار کر دیا لاشون سے افسرون کے میدان بھر دیا اب اس جوان سے مقابلہ کیا ضرور اپنے قلعے پر جاکر سمجھین گے ساٹھ ہزار جوان اسکی پشت پر آئے علم فوج بھی ساتھ ہو سب کو لیکر طرف قلعے کے چلا جب نظرون سے غائب ہوا ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ ابر سیاہ اور وہ نازنین غائب جنگل مین پھر خاک اُڑنے لگی رنگ رو پھولون کے متغیر ہوا وقت بسر ہوے طبل لڑائی بجوایا رستم بھی اپنی فوج لیکر پلٹے کاہن ہنستا ہوا حاضر ہوا عرض کی کہ ای شہریار آج جنگ مین ملکہ سنبل ہفت گیسو نے کیا کارنمایان کیا کہ القباد کو دیوانہ کر کے طرف قلعے کے روانہ کیا اب وہ قلعے پر جاکر آفت برپا کریگا رستم نے کہا کہ وہ قلعہ تو اسلام آباد ہی کاہن نے عرض کی کہ جو کچھ ہو وہ اب پھیرے تو پھر سے ملکہ جو ہدایت کرتے ہین بھائی سے کہا کہ آپ نے دیکھا مین نے القباد کو کہان روانہ کر دیا اب جاکر قلعہ ویران کریگا یہ سنکر

ہفت سحر نے کہا کہ طلسم کشا بواسطے حصول زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر آیا ہی اسکے لیے
کیا تدبیر کروں ملکہ نے کہا کہ آپ بیٹھیے ہم اسکی بھی تدبیر کرلیں گے یہ کہکر طاؤس پر سوار ہوئی طرف لشکر طلسم کشا
کے چلی یہاں رستم بیٹھے ہیں کہ ملکہ آکر بہونچیں رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمنے القبا و کو طرف قلعے
کے روانہ کر دیا وہ جا کر وہاں آفت برپا کریگا وہاں کمیل نبیرہ یار ہی وہ مسلمان ہو چکا ہی ہم اس قلعے
کو فتح کرائے ہیں اگر ہو سکے تو اسکو روکو ملکہ نے کہا کہ کنیز ابھی روکتی ہی یہ کہکے ایک گولہ اسطرف پھینکا
اور آواز دی کہ ای بہادر پسر القبا و کو چھوڑ دے وقت وہ تھا کہ القبا و سامنے قلعے کے پہونچا تھا چاہتا
تھا کہ قلعے پر یلغار کرے کہ ایک ہوا سے سر و علی القبا و رک گیا کمیل نے قدموں کو بوسہ دیا کہا کہ تمہارے
آقا نے مجکو بھیجا ہی میں تمہارے ساتھ قلعے کی حفاظت کرونگا کمیل و القبا و قلعے میں رہنے لگے انتظار
میں اپنے آقا کے بیٹھے ہیں ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کر دیے کہ دیکھو آقا کس مقام پر ہیں ہرکارے
روانہ ہو گئے یہاں ملکہ نے بعد انتظام القبا و رستم سے عرض کی کہ آپ لشکر کو لیے فیروزکش
میں ہفت سحر کو خوف پیدا ہوا ہی اور کنیز فکر میں ہی نہیں معلوم اسنے زرہ ہفت جوش و تیغہ
ہفت جوہر کہاں رکھا ہی اس قلعے میں نہیں ہی اور ہفت سحر آپکے آنے سے کانپ رہا ہی
جسدن اسنے مجکو بتایا میں لاکر حاضر خدمت کرونگی کیا مجال ہی کہ کوئی اس مقدمہ خاص میں دخل دے
یہ کہ کے ملکہ رخصت ہوئیں اپنے قصر میں آئیں اسباب سحر رکھ کے باہر نکلیں ہفت سحر نے
پوچھا کہ ای نور نظر کہاں گئی تھیں ملکہ نے کہا کہ کہیں نہیں مگر بھائی صاحب آٹھ پہر اسی فکر میں ہوں کہ طلسم کشا
کو گرفتار کروں سیماب و کاہن آٹھ پہر اسکے ساتھ رہتے ہیں لیکن بھائی صاحب یہ تو بتائیے
کہ آپنے تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوش کہاں رکھی ہی اگر مجکو معلوم ہو تو میں بھی اپنے
موکل مقرر کروں وہاں کوئی نہ جا سکے ہفت سحر نے کہا کہ ای نور نظر یہاں سے بارہ کوس
پر ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ لقمان ثانی کہتے ہیں لقمان بردبار وہاں کا حاکم و ناظم ہی اسکے قبضے میں
تیغہ ہی اور زرہ ہفت جوش وہاں سے آگے بڑھکر بارہ کوس پر ایک اور قلعہ ہی اور قلعۂ زنار ہی اسکا
نقیب ہی ملکہ زنار پیلا افلس وہانکی حاکم و ناظم ہی جب یہ دونوں قلعے فتح ہوں تو یہ اشیا ملیں مگر تم کبھی
یہ ذکر نہ کرنا تمام طلسم میں مشہور رہی کہ ہفت سحر حاکم اشیاے مذکور ہی طلسم کشا آیا ہی بڑا اینٹھیگا آخر
چھیڑ رہا کر چلا جائیگا سبب ان اشیا کو کیونکر پائیگا ملکہ سنبل ہفت گیسو یہ سنکر خاموش ہو رہیں کہا

بھائی صاحب بھلا مین ذکر کرونگی سحر روانہ کرتی ہون قلعۂ لقمان ثانی پر کہ قلعے کو گھیرے رہے جو کوئی جانے کا قصد کرے اسے روکے قلعے مین نہ جانے دے جس روز یہان یہ معرکہ درپیش ہوا لقمان بُرد بار کو سرکارون سے خبر دی کہ طلسم کشا تا بہ قلعۂ ہفت سر پہونچ گیا بعد استیصال ہفت طلسم کشا استمارت کا رنج کر کے نگارستہ چند نقاش مقرر کیے کہ طلسم کشا کی تصویر لاؤ نقاش روانہ ہوے لشکر رستم مین آئے ایک نقاش بہزاد نامے نہایت دلیر اور کاردان ہی وقت دربار بارگاہ طلسم کشا مین آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار امیدوار ہون سرکار کی تصویر کھینچون تمام طلسم مین تصویر آپ کی بھیجی جائیگی کہ تمام شاہان و دربند دیکھین اور تصویر دیکھکر خائف ہون رستم نے کہا کہ کھینچ لو بہزاد نے تصویر کھینچی تصویر کھینچ کر لے گیا لا کے لقمان بُردبار کو دی لقمان تصویر لیے ہوے اُٹھا بیٹی اسکی شعلۂ جوالہ نہایت حسین ہی اُسکو دیکر کہا ای نور نظر اس شکل کے آدمی کو جو کوئی لائے قدرت پر احسان ہوگا شعلۂ جوالہ نے وہ تصویر ہاتھ مین لی بغور دیکھا کہ ایک جوان شیر صولت رستم شوکت ڈنگل زرین پر بیٹھا ہی تیغہ کمر مین ترتیب ڈنگل زرین پشت پر ایک عیار مثل نگار ستے کے کھڑا ہی مگس رانی کر رہا ہی گرد بڑے بڑے ساحر تصویر زیبا دیکھکر شعلۂ جوالہ بہت بھڑکی مگر کیا جواب دے دل پر صدمہ لیا رات بھر جاگی تڑپا کی اسی خیال مین کہ اس شیر تک کیونکر پہونچون آخر خیال مین آیا کہ سنبل ہفت گیسو قلعۂ ہفت سر پر موجود ہی وہ ہماری دوست ہی اس سے چلکر بیان کرین وہ نہایت عقلمند ہی شاید کوئی تدبیر بتاسکے یہ سوچ کر طاؤس پر سوار ہوئی طرف قلعۂ ہفت سر روانہ ہوئی یہان ملکہ سنبل ہفت گیسو اپنے قصر مین بیٹھی تھین کہ لکۂ ابر سامنے سے پیدا ہوا ملکہ سنبل کھڑی ہوگئین رفیقون سے کہا کہ ہماری بہن آتی ہین استقبال کر کے شعلۂ جوالہ کو مسند پر بٹھایا بعد شراب و کباب پوچھا مزاج کیسا ہی شعلۂ جوالہ نے آہ کی کہا کہ تم ہمارے رنج و راحت کی شریک ہو ہماری عجب کیفیت ہی اب تو یہ صورت ہی نظم

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون
یار آنے نہین پاتا ہی کہ مر جاتا ہون

حال دل کرتا ہون اور وسکے فسانے مین بیان
نام جب پوچھتے ہین صاف مکر جاتا ہون

روح آتی ہی شہیدون کی سے پئے استقبال
سر بکف کوچۂ قاتل مین اگر جاتا ہون

دوستو آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال
کب شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون

کربلا کوچۂ سفاک ہی قاصد نہ پھرا / سر بکف آپ ہین لینے کو خبر جاتا ہون

نہ ملا مجکو کہین عالم امکان مین پستہ / اب عدم ڈھونڈھنے کو اُن کی کمر جاتا ہون

ہان وہ عیار تو مین بھی نہین اُسنے کچھ کم / بوسے لیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون

بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتے ہین دوچار / خود مین ہمچشمون کی نظرون سے اُتر جاتا ہون

رُخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون / کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون

قیس و فرہاد مرا ساتھ بھلا کیا دین گے / منزل عشق مین مین اُنسے گذر جاتا ہون

جا کے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت / توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون

شب معراج مجھے ہوتی ہے وہ شب ہجر / روے جانان کے تصور مین جدھر جاتا ہون

اس طرح سے یہ اشعار شعلۂ جوالہ نے پڑھے سنبل تو خود چوٹ کھائے ہوئے تھی یہ اشعار سنکر بیقرار ہوگئی کہا کہ کیون شعلۂ جوالہ اسقدر گرم مزاج ہو رہی ہو کہ باتون مین دہن سے دھوان نکلتا ہے شاید کلیجہ جلتا ہے کس ظالم پر مائل ہوئی ہین کسکے تیغ ابرو کی گھائل ہوئی ہین ملکہ نے بغل سے تصویر نکالکر سامنے سنبل کے پیش کی کہا کہ اس ظالم نے متاع صبر و شکیبائی کو لوٹا سنبل نے دیکھا کہ تصویر طلسم کشا ہے گھبرا گئی مگر سوچی کہ طلسم کشا تو اپنے زمانے کا یوسف ہے جو دیکھیگا وہ عاشق ہوگا لیکن یہ دختر لقمان پروردہ ہے جو تخت کا حاکم ہے اسکی ذات سے پہنچیگا یہ سوچکر کہا کہ وہان دربار یوسفی ہے جسوقت چاہو چلی جاؤ وہان روک ٹوک نہین کئی عاشق پہلو مین بیٹھے ہین ملک و مال چھوڑکر ساتھ دیا سلطنت چھوڑی طلسم کشا بھی اُنپر مہربان ہین تم بھی چلی جاؤ دیکھو ادہین سفارش نامہ لکھدون شعلۂ جوالہ نے کہا کہ کیا تمکو طلسم کشا پہچانتے ہین سنبل نے کہا کہ تحریر سے آگاہ ہو جائینگے تمکو بھی پہچانینگے سنبل نے رقعہ لکھا کہ اے پروردۂ مہلج ادائی و غزال صحراے بے اعتنائی زاد اللہ حسنکم شعلۂ جوالہ طالب دیدار فیض آثار حاضر خدمت فیضدرجت ہوتی ہین دیدار سے اُنکو سرفراز فرمائیے زرہ ہفت جوش کا اُنسے پتہ ملیگا انپر سرفرازی فرمائیے گا راقمہ رقیمہ نیاز سنبل ہفت گیسو عاشق جمال یہ رقعہ شعلۂ جوالہ کو دیا کہا کہ وہین اسکے ذریعہ سے جاؤ شعلۂ جوالہ طاؤس پر سوار ہوئی رقعہ لیکر چلی یہان دربار مین رستم بیٹھے ہین کاہن سے باتین کر رہے ہین یہ ذکر درپیش ہے کہ دیکھیے زرہ ہفت جوش کیونکر ہاتھ آئے کہ برق چمکی شعلۂ جوالہ آکر پہنچی زمین پر آئی طلسم کشا کو دیکھا کہ دنگ رہ گئی [illegible]

تصویر دیکھی تھی یا صاحب تصویر کو دیکھا پسینہ آگیا رعب و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم خم ہوئی رستم نے بھی
جمال بینال شعلہ جوالہ کا دیکھا کہ عارض رشک قمر ہین سیمبر سیمین عذار سرو قد خورشید خد شیرین گفتار موزون
رفتار دانت گوہر لبون پہ مسیحائی سراپا کی رعنائی و زیبائی دیکھکر فرمایا کہ ای محبوب دلنواز کیونکر
آنیکا اتفاق ہوا شعلہ جوالہ نے وہ رقعہ پیش کیا رستم نے وہ رقعہ پڑھکر کاہن کو دیا کاہن نے
بڑے اعزاز و اکرام سے شعلہ جوالہ کو بٹھایا جب شعلہ جوالہ بیٹھ چکی کاہن نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
تمھارے والد نامدار زرہ ہفت جوش کے حاکم ہین ہو سکتا ہی کہ زرہ ملے شعلہ نے کہا کہ طلسم کشا
میرے ساتھ چلین مین پہر دن شہر ایک پہاڑ ہی اسپر آنا دکھاؤن جا سکے دریافت کرون جسطرح
سے زرہ ہفت جوش لاکر شاہزادے تک پہونچاؤن اور تیغۂ ہفت جوہر کی بھی تدبیر کرونگی
طلسم کشا تیغہ ٹھیک کر اٹھے شعلہ جوالہ نے اپنے ہمراہ طاؤس پر سوار کر لیا سماک نے
بھی اُچک کے طاؤس کی دم پکڑ لی شعلہ جوالہ نے کہا بھی کہ تنہا آپ چلین کاہن نے کہا کہ آقا کو اکیلا
نہ جانے دینگے مقام خوف ہی ہم بھی ساتھ چلین گے لالہ عذار نے کہا کہ مین بھی چلون سیماب جادو
وغیرہ یہ سب ہمراہ طلسم کشا ہین شعلہ جوالہ نے طاؤس اڑایا اور عقب مین یہ لوگ بھی چلے ایکطرف
سے کاہن اور ایک طرف سے لالہ عذار اور ایک طرف سے سیماب اور ایک طرف سے
سیمتن روانہ ہوئین شعلہ جوالہ کوہ عجائب پر آئی طلسم کشا کو لاکر مع عیار کو عجائب پر اتارا
سماک ساتھ ہی شعلہ جوالہ طرف قلعے کے گئی لقمان بردبار بیٹھا تھا کہ بیٹی آکر پہونچی کہا کہ کیون والد
اب طلسم کشا جب قلعہ ہفت پیکر کو تسخیر کریگا اور وہان زرہ ہفت جوش نہ پائیگا تو پھر اسطرف
کا ارادہ کریگا اس وقت مشکل پڑیگی زرہ ہفت جوش آپ نے کہان رکھی ہی لقمان نے کہا کہ ای
نور نظر تیری باتون سے مجھے شک ہوتا ہی نازنینان مہ جبینان نے ملک مٹا دیے مین نہ بتاؤنگا ملکہ شعلہ
خاموش ہو رہی مین باپ کی بات کا جواب نہین دیتین کہ وزیر اعظم لقمان بردبار کا آیا اسنے دست بستہ
عرض کی کہ اگر حکم ہو تو خزانے سے زرہ کو نکال لاؤن ہر چند لقمان نے اشارہ کیا وزیر یہی کہے
جاتا ہی کہ خزانے مین رکھنا ایسے تحفۂ نایاب کا مناسب نہین شعلہ جوالہ نے وزیر سے پوچھا وزیر
نے صاف کہدیا کہ زرہ ہفت جوش خزانے مین ہی آپ اسکے لانے کا حکم دین تو مین دہانے
اٹھالاؤن لقمان تو خاموش ہو رہا وزیر اعظم چلا کہ زرہ نکالون ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ زرہ

ہمارے پاس لاؤ یا وا اجان کی عقل میں فتور ہی اور یہ بات عقل سے سراسر دور ہی کہ زرہ ہفت جوش
ایسے ہنگامے میں کسی اور کے پاس رہے وزیر نے جاکر زرہ نکالی پاس ملکہ کے آیا عرض کی کہ غلام
زرہ نکال لایا ملکہ نے زرہ لے لی کہا کہ لشکر میں جاؤ لشکر کا انتظام کرو فوجیں ہر وقت تیار رہیں وزیر
فوج میں گیا سرداروں کو ہوشیار کرتا پھرتا ہی کہ یارو ہوشیار رہو جتنی فوج جسکے سپرد ہی شاہ کا حکم ہی کہ وہ
تیار رہے اب ملکہ نے زرہ پائی خیال میں آیا کہ چل کر رستم کو دیکھیے یہاں رستم جس گوشے میں ملکہ
ٹھہا گئیں وہیں بیٹھے ہیں سمک پھرنے لگا نخلستان کو دیکھتا پھرتا ہی قضا سے کار عجائب جادو جو اُس
کوہ کی حاکم ہی اُسکی کنیز صندل نامے کسی کام کو نکلی تھی اُسنے دیکھا کہ ایک عیار وضع قنطورۂ زربفتی
سے آراستہ بالاے کوہ پھر رہا ہی اُسنے سحر کیا سمک چلتے چلتے رکا سمک کو پکڑ کے پاس عجائب جادو
کے لیگئی کہا کہ حضور یہ مکار کہاں سے آیا آپ کے پہاڑ پر پھر رہا تھا بخوف صاف ظاہر تھا کہ یہ پہاڑ
کے حاکم ہیں عجائب نے پوچھا کہ ارے تو کسکے ساتھ آیا اس کوہ عجائب پر کہ کمند وہم وخیال
بھی نہیں پہونچتی تو کیونکر پہونچا سمک نے کہا کہ ملکہ شعلۂ جوالہ بیٹی لقمان بُردبار کی آسمان پر
اُڑا کے لائیں آقا کو بھی پہاڑ پر اُتارا میں اُنکا عیار ہوں سمک بن عمرو میرا نام ہی وہ زرہ لینے
گئی ہیں ہم اُنکا انتظار کرتے تھے اسوجہ سے پہاڑ پر پھر رہے تھے پوچھا اُسنے کہ آقا تمھارے
کہاں ہیں سمک نے کہا کہ وہیں پہاڑ پر بیٹھے ہیں چل کر گرفتار کرا عجائب جادو اُٹھی آ کے دور سے
دیکھا کہ ایک جوان حور مثال آفتاب جمال مثل شیر کے بیٹھا ہوا ہی قضا سے کار عجائب نے ایک
گوشے سے چھپکر دیکھا کہ گھاٹی سے کوہ کی ایک شیر ببر نکلا دھڑ کا مارکر رستم پہ آیا دونوں پنجے مارے
کہ گوشت جسم کا نوچ لوں رستم نے تلوار کھینچ کر ایک ہاتھ مارا کہ دونوں اگلے ہاتھ شیر کے اڑ گئے
منھ کے بل زمین پر گرا رستم نے اُٹھکر دوسرا ہاتھ مارا کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوئے شیر کو مارکر
پھر بہ اطمینان بیٹھے عجائب جادو اس جرأت پر عاشق ہوگئی اسیر طرۂ گیسو و ذبح خنجر ابرو ہوئی
نظارۂ جمال دور سے کرنے لگی اسی عرصے میں شعلہ جوالہ زرہ لیے ہوے آئی لاکر رستم کو دی رستم نے
کہا کہ عیار ہمارا کہاں ہی شعلہ جوالہ پہاڑ پر ڈھونڈھتی ہوئی چلی عجائب نے دل میں کہا کہ اگر یہ میرے
مکان پر پہونچ جائیگی وہاں اُسکو قید دیکھیگی تو برہم ہوگی میں اسکو سحر کر کے گرفتار کروں رستم نے
زرہ کو پہن لیا عجائب نے پشت پہ آکر سحر کیا شعلۂ جوالہ کی ایک عقل کے سامنے میں شعلہ کو زرہ کا

آپ یہان سے بھاگی جاکر لقمان بُرد بار سے خبر کی کہ آپ کی بیٹی نے غضب کیا طلسم کشا کو لائی طلسم کشا زرہ ہفت جوش پہنے ہوئے بالا سے کوہ بیٹھے ہین عیار اُنکا میرے مکان پر قید ہی لیکن وہ شہزادہ نہایت صاحب جرأت و شوکت ہی آپکو چاہیے کہ مجھکو سحر کرکے بصورت ملکہ شعلہ جوالہ بنا دیجیے مین زرہ و کلاہ ہفت گوشہ اُنسے لے لون تب آسکو گرفتار کر لیجیے لقمان نے یہی کیا کہ سحر کرکے عجائب کو بشکل شعلہ بنا دیا عجائب سامنے رستم کے آئی کہا کہ ای شہریار ابھی تک عیار کا پتہ نہین لگا زرہ ذرا مجھے دیجیے مین باپ کو بھی گرفتار کر لون رستم نے بلا تکلف اُتار کے دیدی کہا کلاہ بھی برائے چند ساعت دیجیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ بھی دیدی دونون چیزین لیکر اُسنے للکارا کہ ای طلسم کشا تمھاری قضا کھینچ لیکر یہان آئی تھی بی شعلہ جوالہ بھی گرفتار ہوگئین مین عجائب جادو عجائب کی آواز سنکر لقمان بُرد بار بھی آیا لقمان نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی زمین سے پانون تھام لیے لقمان نے عجائب سے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو اُٹھالے عجائب نے سحر کیا کہ آگے آگے عجائب پیچھے اُسکے رستم چلے مگر دعائین مانگتے ہوئے کہ ای رب پاک ذات اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے آپ لیتے زرہ لیتے پر گرفتار ہو گئے اب نہین معلوم کہ یہ کہان لیجائے تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہی

**نظم**

میرسد آخر بگوش حق صدا ئے مستغیث ۔۔۔ مرحبا گویند حسد ابر نالہ ہائے مستغیث
کوہ گردد کاہ از سوز صدائے مستغیث ۔۔۔ موم گردد سنگ خارا از نوائے مستغیث
حاکم از حال دل محکوم میدارد خبر ۔۔۔ قاضی الحاجات داند مقتضائے مستغیث
یار کے یابد بجز سائل بدر بار شہان ۔۔۔ کے رسد بر درگہ والا سوائے مستغیث
نشنود کس استغاثہ جز شہ فریاد رس ۔۔۔ کس بجز منصف نگردد آشنائے مستغیث

آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین یہان سمک صحن مکان عجائب مین بیٹھا تھا ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے کنیزین گرد گھیرے ہوئے صندل ہر مرتبہ ٹرھ ٹرھکر یار تی ہی کہتی ہی دیکھ تھوڑی دیر مین تیرا آقا بھی گرفتار ہوکر آتے ہین زرہ و کلاہ بھی نے لیجائیگی بی شعلہ نے بڑی آگ لگائی جو سمک کچھ بولتا ہی تو صندل مار بیٹھتی ہی سمک اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہی کنیزین چاؤن چاؤن کر رہی ہین کہ ناگاہ غبار سا منطرق گزرا ہوا سمک کو دیکھا سحر کیا کہ بجلی گری کنیزون کے سر اُڑنے لگے تھوڑے [illegible] صندل [illegible] سب کو مار کر ڈالدیا سمک بیہداقی کو رہا کر لیا سب حال جو گذرا تھا

سمک نے بیان کیا لالہ عذار نے سمک کو اٹھا لیا کاہن جھومتا ہوا چلا دور سے دیکھا ایک ساحرہ
اشارے کرتی ہوئی آتی ہے رستم بچے چلے آتے ہین کاہن دیکھکر جل گیا للکارا ارے تو کون ہے کہ جو ہمارے
آقاے نامدار کو یون لیے جاتی ہے اب کہان جائے گی بہکلے کار سحر پیچ باری لقمان بردبار نے جو پشت پر
تھا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے دیکھا ایک ساحرہ نے عجائب جادو کو مار لیا رستم کو رہا کر لیا رستم فرماتے ہین ابھی
کاہن زرہ کی تلاش مین کلاہ بچی لی ابھی ملعونہ کے پاس ہے کاہن نے اُسکے پاس تلاش کیا زرہ و کلاہ کچھ نہ پائی کہا
کوئی اور بھی یہان ہوگا لقمان بردبار ایک نخل کی آڑ مین کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ عجائب جادو قتل ہوئی
ایک ساحر زبردست چہار طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ رہا ہے لقمان یہ سب ماجرے دیکھ کر پر پرواز پیدا کر کے اڑا
کہ قلعے مین جاؤن جیسے ہی سرحد کوہ سے باہر نکلا دیکھا ایک ابر سیاہی گھرا ہوا ہے کہ جسکی وجہ سے راہ بند ہے
دوسری جانب سے جا کر نکلون دیکھا چند پتلے چاندی کے پیچھے سپرین لیے کھڑے ہوئے ہین پکار رہے ہین
ارے اس طرف سے نکلنا یہ سمجھا کہ یہ سحر خداوند کا ہے یا کسی مددگار کو بھیجا ہے پتلون کی جانب چلا
جا کہ اسی جانب سے نکل جاؤن پتلون نے اُسے گھیر لیا کھینچ پڑنے لگا لقمان بیتاب اور بے قرار ہو
کر کدھر سے نکلون پیچھے ہٹ کے بلند ہوا چاہتا ہے اپنے قلعے مین پہونچون بلند ہو کے دیکھا کہ افسران
فوج تیار کھڑے ہین اُسنے پکار کر آواز دی ارے برائے خداوند ہفت پیکر مجھکو آکر ان ساحرون سے
بچاؤ سب افسر دوڑ پڑے دیکھا ابر سیاہی گھرا ہے کدھر سے جائین ساحرون نے آکر ابر پر گولے مارے
ابر پھٹا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین تخت پر سوار ابر کے اندر سے ظاہر ہوئی پتلون کو اشارہ
کر رہی ہے جو پتلہ سامنے لقمان کے جاتا ہے لقمان گولہ مار دیتا ہے کسی کا سر پھٹ گیا کسی کے سینہ کو توڑ کر
پار گذرا کہ پہلو سے آواز آئی منم آفتاب فلک سپہر آتے ہی کار دسحر مار دی لقمان لڑکھڑا کے
گرا اُسکا کار دکورہ کا ٹکڑا و نہ رکی سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نامم
لقمان بردبار جادو بود شعلہ جوالہ جو سحر مین عجائب جادو کے مبتلا تھی ایکایک ہوشیار ہو گیا اور شش ہوا کہ
کان مین آواز باپ کے مرنے کی آئی اور عجائب جادو کے مرنے کی صدا پہلے ہی سن چکی تھی سحر اسپر سے
دفع ہو چکا تھا ارادہ تھا کہ چلکر طلسم کشا سے ملون باپ کے مرنے کی آواز سن کے اور زیادہ ہوشیار
ہوئی آکر طلسم کشا سے ملی اور افسران فوج لقمان کے مرنے کی صدا سنکر بھاگے شعلہ جوالہ نے آکر
رستم سے عرض کی کہ آپ صاحب اقبال ہین مجھکو بدل لیا تھا اور عجائب میری شکل پہ تھی آپ سکے

ساتھ کے ساحرون نے سب کو مارا اسی کے پاس زرہ ہوگی رستم نے کاہن سے کہا کاہن نے آکر
نعش لقمان کی تلاش کی جھولی سے زرہ و کلاہ نکلی لاکر رستم کو پہنائی کلاہ سر پہ رکھی جاکر قلعے مین
بانگ دیا کہ لقمان مارا گیا طلسم کشا آتا ہے جو استقبال کریگا وہ آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا
عجب طور سے زرہ آنکھوں کی کسی کا احسان اُنپر نہ ہوا لاکھوں ساحر واسطے استقبال کے نکلے طلسم کشا پشت
مرکب پہ سوار زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر اٹھو نہ سکے ابن عمر و قنطورہ ہاے
زرنگی سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا پشت پہ آفتاب سا نقاب سپر ایک جانب لالہ عذار ایک طرف
سیماب جادو اس کر و فر سے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا ریسمان شہر پناہ کے قدمبوس ہوے قضا سے کا
مضمار ابلق ہوا بھائی لقمان بردبار کا اسنے جو خبر سنی کہ بھائی میرا مارا گیا طلسم کشا قلعہ مین آگیا
تلوار کھینچکر چلا سب سحر کیا آگ برسادی دس بیس جل گئے برق چمکی دس پانچ کے سر اڑ گئے کاہن نے
پڑھکر اس سحر کو روکا بلکہ سحر الٹا پلٹا دیا مضمار تین لاکھ ساحر سے آتا تھا چلا کر آواز دی اے آتش افروز
کیا بے ادبی ہے کہ میرے ساتھ والے قتل ہوتے ہین کیسی گرمی دکھائی تجھکو یہی بن آئی کاہن نے
دیکھا مضمار آتا ہے نعرہ کرکے جا پڑا اسر دار بھی لڑنے لگے رستم نعرہ کرکے جا پڑے لالہ عذار نے پڑھکر
سحر کیا چراغ لالہ روشن ہوا اُس روشنی سے ساتھ والے مضمار کے نابینا ہونے لگے بڑھ کر مضمار نے
طلسم کشا کو تاکا گرز بڑے کو جھپٹکر کے قریب آیا کچھ سحر کیا سحر نے تاثیر نہ کی جب تو اسنے بالآخر تلوار کا مارا
رستم نے تیغ کیتان پر روک کے ہاتھ مارا دیا کہ مضمار کے بیچ گئے چار ٹکڑے ہوے اسکا مرنا کہ آندھی
سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی عرصہ دراز تک اندھیرا رہا بڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی ہوا نام
مضمار جادو بعد جب تاریکی دفع ہوئی اور روشنی ہوئی رستم کو سب لیکر دار الامارہ شاہی مین گئے
رستم تخت شاہی پہ بیٹھے مال بیان بہت کچھ ملا اس لشکر کو نامہ لکھا کہ تم سب لوگ یہان چلے آؤ ان سب نے
بارگاہ کا اٹالا لدوایا ہفت سحر نے کہلا بھیجا کہ آپ لوگ کہان جاتے ہین ہم نہ جانے دینگے افسرون نے
کہا ہمارے آقا نے جاکر قلعہ لقمان فتح کیا ہمارے پاس نامہ آیا ہے جہان آقا وہان ملازم دن کو تو
ہفت سحر خاموش رہا رات کو آکے شبخون مارا ساحر و غیر ساحر کی لڑائی کیا لشکر رستم تباہی مین پڑا
سنبل ہفت گیسو بیدار ہوئی پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہے کنیزون نے عرض کی آپکے بھائی صاحب
لشکر طلسم کشا پہ شبخون مارا ہے سنبل اپنے مقام سے اٹھی طاؤس زرین بال پہ سوار ہوئی بالاے آسمان

آئی دیکھا لشکر طلسم کشا گھرا ہوا ہی ساحر غیر ساحرون کو قتل کر رہے ہین سنبل نے آکر سحر کیا ملکہ ابر
بھی چمکا یا کہ وہ ملکہ ابر سحر ساحرون کا اپنے ابر مین لیتا ہی کبھی ابر سے ایسی برق چمکتی ہی اور ایسے سحر ہو رہے
ہین کہ ہفت سر کو خوف پیدا ہوتا ہی برقین اسکے آگے پیچھے لوٹ رہی ہین ابر سر پر اہل اسلام کے سایہ فگن ہی
اکثر پہلوان آکر سامنے لڑ لیتے ہین کہ او ہفت سر یہ گستاخی ہمکو ملکہ عالم نے بھیجا ہی اپنی جان بچا پلٹ جا ورنہ
مشکین باندھکر سامنے ملکہ کے لے جائینگے ہم چند کس اسی عہدے پہ مقرر ہین کہ تجھکو ذلیل کرین رات بھر
وا معرکہ قلعہ مین تلوار چلی ہفت سر دشکین دیگران پہلوانون کو ہٹاتا ہی صبح ہوتے ہی چاہا لشکر کو الگ
کرون کہ آسمان سے ایک صدا سے ہیبتناک آئی دیکھا آفتاب فلک سپہر دین سے نعرے کرتا ہوا آتا ہی ان
ساحرون کو مار لو ملکہ سنبل تمنے بڑا احسان کیا غیر ساحرون کو ان ساحران غدار کے ہاتھ سے بچا لیا
طلسم کشا نے ہمکو بھیجا ہی کہ ہمارا لشکر لاؤ یہ کہتا ہوا آتے ہی ایک گولہ مارا کئی سو ساحرونکے سر پھٹے چاہتا تھا
کہ ہفت سر پہ جا پڑے ون کہ بیچ مین ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اجل گرفتہ کہتا ہوا آیا کہ ای آفتاب
تجھے قدرت نے بھیجا ہی کہ کاہن کی مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکے زنگی نے ہاتھ مارا کاہن نے روک کے
جھولی سے کارد جوہر نکالی زنگی پہ کھینچ ماری زنگی تو مرا اور ساحرون پہ برقین گرین کہ ہزارون کے سر پھٹے
ملکہ ہفت سر نکل گیا کاہن نے بڑا افسوس کیا ملکہ سنبل سے جو ملکہ کاہن نے پوچھا کہ پوچھا کہان
بھاگ کر نکل گیا ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ اب یہ پاس زنار بلا اگلن کے جائیگا تیغہ ہفت جوہر کو مخفی
کرائیگا ہزارہا ساحر مسلمان ہوئے کاہن و سنبل سب کو سرفراز کرتے ہوے قلعے مین آئے تین روز
یہان قیام کیا تین دن مین انتظام کر لیا ملکہ کو آٹھ پہر رستم کی یاد ہی دل مائل فریاد ہی فرماتی ہین ای
کاہن اب جلد چلو دل گھبراتا ہی فراق مین طلسم کشا کے عجب کیفیت ہی جو لائق بیان نہین نظم

فرقت مین عمر ہی آنکھ دل آزار خبر لے — ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے
دے شربت دیدار مجھے آکے مسیحا — ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
کس قہر سے کاٹے ہین تیری ہجر مین راتین — دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے
اغیار سے شوخ حسن کے تیری گرمی صحبت — جی جلتا ہی ای غیرت گلزار خبر لے
دکھلاوے مجھے تو اب مین اس ماہ کی صورت — بیچین ہی دل طالع بیدار خبر لے
مشکل کا ہی یہ وقت کہی تیغ مین رہنا — یا شیر خدا اکل کے مددگار خبر لے

اس رنگ سے یہ اشعار پڑھے کہ سننے والے رونے لگے لشکر تیار ہوا کاہن کل کا افسر بنا ملکہ کو ہوادار پہ
سوار کیا کاہن کو ملکہ کا بڑا پاس ہی راہ مین ذکر کرتا ہوا کہ بی شعلہ جوالہ طلسم کشا کو لے گئین کوہ عجائب پہ
جا کے بٹھا دیا عجائب جادو وہان کی حاکم تھی اُسنے گرفتار کیا مگر لالہ عذار عین وقت پر پہونچین اُنھون نے
جا کے سمک کو رہا کیا و لقمان بیدار کو بلا لائی تھی اب سب کو لیکر روانہ ہو سکو تھی کہ ہلول پہونچ گئے
آفت کو رہا کر لیا زرہ ہفت جوشن آقا کو دستیاب ہوئی اب تو قلعہ ہفت جوہر کی فکر ہے وہ
انشاء اللہ قلعہ زنار پہ جب پہونچین تو اُسکی بھی فکر ہو یہ باتین کرتے ہوے داخل قلعہ ہوے تیسرے
وزیر رستم نے فرمایا اے آفتاب فلک سیراب کیا کرنا چاہیے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ اب یہان سے کوچ
کیجیے رستم کا ارادہ ہے کہ اب کوچ کرین کل لشکر اس قلعے پر جمع ہین لیکن ہفت سر جو یہان آ گیا اُسکے ساتھ
کوئی نہین پہونچا اکیلا جاتا ہے یہی خیال ہے کہ زنار بلا افگن کا شریک ہون وہ کچھ طلسم کشا پر آفت
بپا کرے مطلب نکلے زنار بلا افگن اپنے قلعے مین بیٹھی ہے سحر سے اسکو خبر ملی ہے کہ طلسم کشا کا رخ ان
قلعہ جات کی طرف ہے کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ہفت سر جادو آن کر سامنے گرا کہا ہمشیرہ صاحبہ قلعہ ہمارا
برباد ہوا ان چھوکریون نے آفتین برپا کین جسنے طلسم کشا کو دیکھا وہ عاشق ہو گئی زرہ نکل گئی طلسم کشا
کے پاس پہونچ گئی زنار کا دربار جمع ہے پکار کر آواز دی تم مین کوئی ایسا ہے کہ طلسم کشا کو مع ساتھ
والون کے گرفتار کر لائے اشتفاق فیل کن پہلوان اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ غلام جا کے سب کو
لاتا ہے مگر میرا خیال رکھیے گا ایسا نہ ہو کہ وہان جا کر کوئی اُفتاد پڑے اور آپ خبر نہ لین زنار نے کہا
مین فوراً فوج بھیجونگی ایسے مقام پہ طلسم کشا کو پھینکون کہ موت کا مزا ملے سارہان زاد بھی نہ پہونچ سکے
اسکو بڑا دعوی ہے بندوبست طلسم کشائی مین پھر رہا ہے ہر ہر مقام پر گیا جادوگرنیون کو مارا حوصلہ اسکا بڑھ گیا
اب مین پہلے طلسم کشا کو گرفتار کرون اور صحراے خارکن مین پھینکا دون تب مجکو اطمینان ہو اشتفاق
اُسی وقت چار لاکھ فوج لیکر روانہ ہوا تیسری منزل ہے ایک صحراے خارستان مین پہونچا دیکھا ایک
بارگاہ استادہ ہے اسی ہزار جوان گھوڑے اُنکے چھوٹے ہوے دہانے چڑھے ہوے جنگل مین چرا کر رہے
ہین اور جا بجا درختون کے نیچے جوانان خوشرو بیٹھے ہین دائرے ہاتھ مین غزلخوانیان کر رہے
ہین کسی مقام پر دیباتین ناچ رہی ہین اسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ کون صاحب
عشرت دلکش ہین یہ صحراے خارستان اُس مین یون بہ اطمینان اُترے ہین ناچ ہو رہا ہی

کس اطمینان سے لوگ بیٹھے ہین ساحر آیا ایک جوان سے پوچھا کہ ہمارے افسر صاحب دریافت کرتے ہین کہ آپ
کون لوگ ہین جو اس صحرائے خارستان مین یون بہ اطمینان فروکش ہین کوئی تردد نہین جس سے ساحر نے
پوچھا اُسنے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہا ابے یہ بتا کہ تیرا افسر کون ہی کچھ مال بھی لیکے نکلا ہی
ہم قزاق لوگ جہان چاہتے ہین وہان اُترتے ہین ہمین کون روک سکتا ہی ساحر کو اپنی جان کے
بچانے کی فکر پڑگئی اسنے ہاتھ باندھکر عرض کی اشفاق بڑا پہلوان زبردست ہی چار لاکھ ساحرونکی
جمعیت سے براے گرفتاری طلسم کشا جاتا ہی یہ سنکر اس قزاق نے ساحر کو گرفتار کیا اور کہا
سامنے آقا کے چلو گرفتار کرکے اسکو ایک بارگاہ مین لائے ساحر نے دیکھا ایک لڑکا بالکل کمسن
مقام صدر پر بیٹھا ہی قزاق نے جاکے سب کیفیت عرض کی پہلو مین اُس جوان کے ایک بوق ترکی
رکھا تھا اسنے اُٹھاکر بجایا ای قزاقان تیار شوید گھوڑے جنگل سے دوڑے اپنے اپنے مالک
کے پاس جاکے کھڑے ہوگئے سر جھکائے کھڑے ہین راکب سے اشارے کررہے ہین کہ زین
ہم پر کسیے سوار دوسری آوازکے مشتاق ہین کہ دوسری آواز آئی سوارون نے مرکبون پر زین
ڈالے تیسری صدا مین سب تیار ہوے در دولت پر آقا کے آئے کہ دیکھا اندر سے افسر صاحب
نکلے گھوڑے پر سوار ہوے مرکب طرارے بھرنے لگا ایکی مرتبہ بوق ترکی بجایا اس مین آواز تھی
ای قزاقان بزنید و ببندید و بکشید آگے آگے سردار پیچھے پیچھے پیدل و اسوار طرف لشکر اشفاق
کے چلے اشفاق اپنے گینڈے سے اُترا ہوا اچھل رہا ہی ساتھ والون سے کہہ رہا ہی ساحر بے
خبر گیا تھا پلٹ کے نہین آیا کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک جوان کمسن گھوڑے پر سوار اُسکے
ساتھ کے قزاق گرتے ہی لشکر کو قتل کرنے لگے سالکیون نے فتیلے باروت کے خیمون پر پھینکے
خیمے جلنے لگے خیمون مین آگ لگائی اور لوٹ لیا دم بھر مین سارا لشکر لٹنے لگا خیمے جل جل کے گرے
قزاقون نے وہ آفت مچائی کہ ساحر اپنی جان سے تنگ ہین سحر کرنا بھولے اشفاق یہ معرکہ کھڑا
دیکھ رہا ہی جب دیکھا اسنے کہ نصف لشکر ختم ہوچکا تھوڑے ہی عرصہ مین یہ میرا باقی لشکر بھی
قتل ہوجائیگا کوئی ساحر مہلت نہ پائیگا گینڈے پر سوار ہوا پکارتا ہوا چلا ای افسر قزاقان
کیا تم خداوند ہفت پیکر کو نہین پہچانتے ہین زنار بلا افگن کا مصاحب ہون براے گرفتاری
طلسم کشا چلا ہون میرے لشکر پر یہ کیا مصیبت ہی مین نے کیا خطا کی کس بات پر آپ خفا ہین کیون

غصہ آیا مین نے ساحر کو دریافت حال کیواسطے بھیجا تھا کیا اُس سے کچھ خلاف ہوا جو مجھے حکم ہو وہ بجا لاؤن
یہ کہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے تیغہ چمکایا اشفاق جا پڑا غضنفر نے نیزہ ہلا کر گینڈے
کی آنکھ پر مارا گینڈے کی آنکھ مین نیزہ اُتر گیا گینڈے نے بلبلا کے جست جو کی اشفاق
نے ہر چند چاہا کہ اپنے کو پشت کرگدن پر قائم رکھون آخر زمین پر گرا گرتے ہی اسکے غضنفر
گھوڑے سے کود پڑے کودتے ہی بھرس پڑے اسقدر تلوارین مارین کہ آخر اشفاق اُٹھکر
بھاگا تین کوس تک غضنفر نے بھگایا اشفاق کئی جگہ راہ مین گرا اور پھر اُٹھکے بھاگا اتنے عرصے
مین قزاقون نے تمام لشکر کو لوٹ لیا خزانے پر قبضہ کیا ایک ایک توڑا اُٹھا کر اپنے اپنے گھوڑون پر
رکھ لیا بیٹے نقالون کے ہاتھ کاٹ لیے کہ اُنکے ہاتھون مین کڑے تھے عورتون کو گرفتار کیا زیور
اُتروا لیا پھر چھوڑا عورتون کے ہاتھ باندھ دے جب غضنفر پلٹ کے چلے آئے اشفاق لشکر مین آیا
یہ تباہی دیکھی چار لاکھ مین دس ہزار جوان بچے ایک عرضی اسنے زنار کو لکھی کہ مین صحرا سے
خارستان مین آکر لٹ گیا چار لاکھ مین دس ہزار باقی ہین زنار نے بہا سنے برہمن جادو کو تین لاکھ
فوج سے روانہ کیا اشفاق ابھی موجود تھا کہ برہمن جادو آکر پہونچا کہا ای پہلوان دوران مین
تمھارے ساتھ ہون وہ کون ایسا گستاخ تھا جسنے تم ایسے پہلوان کو لوٹ لیا اسنے پشت کے
زخم دکھائے برہمن نے کہا کیا مجال کہ وہ قزاق اس طرف رخ بھی کرین اگر وہ آجائین تو سبکو
گرفتار کرون ایک تھر مین بھائی کو بھائی گرفتار کرلیگا انھین کے ساتھ والے انکے دشمن ہو جائین
بد اپنے ہیرن ہو جائین اس حال سے اس لڑکے کو گرفتار کرون کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو
بہت سا لاف وگزاف کرکے اشفاق کو سوار کرایا تین منزلین طے کی تھین کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار ساٹھ ہزار جوانون سے آگے پہونچا گھوڑے
کو مہمیز کیا میدان مین آکر آواز دی تم لوگ کون ہو کس پر لشکر کشی کی کہا طلسم کشا پر جاتے ہین
نقابدار نے فوج کو اشارہ کیا فوج تلوارین کھینچکر لشکر ساحران پر آپڑی نقابدار کے مقابلے
پر برہمن جادو نکلا ایک گولہ مارا نقابدار گلے مین ایک تختی پہنے تھا اسکو چمکا دیا بجلی چمکی
گولا اُلٹا پلٹا پانون پر برہمن کے پڑا کہ پانون زخمی ہوا جب سحر کیے وے زخم کھائے آخر
تلوار کھینچکر چا پڑا الٹی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار نے تختی کو چمکا دیا آنکھون مین برہمن کی

اندھیرا آگیا حیران ہوکر چاہا پیچھے ہٹون نقابدار نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر چمکی
سپر کو کاٹ کر مع گھوڑے برہمن کے چار ٹکڑے ہوئے لشکر ساحران کو فوج والون نے
تباہ کردیا اشفاق نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا کہ او نقابدار تو نے برہمن کو مارا مجھسے تو مقابلہ
کر نقابدار اشفاق پر جا پڑا اشفاق نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار نے ہاتھ خالی دیے
برق شمشیر چمکا کر ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے ساتھ والون کو لوٹ لیا یہان
زنار بلا افگن اپنے مقام پر بیٹھی ذکر کر رہی ہی کہ مین نے ایسے وقت پر شکست کھائی کہ
اشفاق ایسا پہلوان تھا پر طلسم کشا نہین پہونچا اب مین نے برہمن کو بھیجا ہی وہ طلسم کشا
کو گرفتار کر لائیگا یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز آئی ہمراہیان برہمن لاشہ برہمن کا و ہمراہیان اشفاق
لاشہ اشفاق کا لیکر آئے سامنے لاکر دونون لاشے رکھدیے کہا حضور ایک نقابدار بادلپوش
آیا اور اُسنے تلکے گھیرا پہلوان بھی قتل ہوا اور برہمن کو مع لشکر مٹایا ہم چند کس بمشکل بچے
ہواخواہان طلسم کشا جا بجا جنگلون مین پھیلے ہوئے ہین راہ مین گھیر لیتے ہین ایسے زبردست
ہین کہ اشفاق ایسے پہلوان کے بہ یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے کیے خزانہ لوٹ لیا ہم لوگ بمشکل
بھاگ کے نکلے یہانتک جان بچا کے آئے اب سرکار کو اختیار ہی اول مرتبہ قزاقون نے لوٹا دوبارہ
نقابدار نے بالکل خاتمہ کر دیا یہ سنکر زنار اپنے مقام سے اٹھی کہا اب مین خود جاؤنگی
طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤنگی بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے ساتھ جمع ہین ساحر و غیر ساحر
سب انکے ہاتھ سے مارے جاتے ہین مین مقابلہ طلسم کشا مین جاتی ہون ہفت سر نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا اے ملکۂ عالم آپ قصد نہ کیجیے ایسا نہو وہ قزاق آپکو مل جائین تو جان بچانا مشکل
ہوگی زنار نے کہا قزاقون کو ہم آپ لوٹ لینگے مگر اے ہفت سر تمھارے کہنے سے رکتے ہین
مجھکو انتہا کا قلق ہی کہ دو سردار میرے مارے گئے جنکا مثل نہ تھا ارے اب کون چلے گا سلطان ہیبت
زنجیرین ہلاتا ہوا صف سے سردارون کی اٹھا کہا غلام جائیگا سب کو باندھ لائیگا جسپر چوب دستا مارڈون
پھر اٹھا نہو جائے میان قزاق منزلون بھاگ جائینگے یہ کہکے دیوانے نے ایک چیخ ماری لاکھ دیوانے آکے
جمع ہوئے زنجیرین ہلاتے ہوئے سر برہنہ ننگے پاؤن کمر مین لنگر بندھے ہوئے سامنے ہاتھ باندھ کے کھڑے
ہوئے افسر نے زنار کے سامنے بڑا عجز کیا کہا اب غلام کو رخصت کیجیے چوتھے دن پلٹا کے لاؤنگا

طلسم کشا کو کیسے زندہ لاؤن کیسے مردہ زنار نے کہا اختیار ہے دیوانے رخصت ہوگئے چلے سب
جستجوین کرتے ہوے غل مچاتے ہوے شاہزادہ غضنفر ایک گانون کو لوٹ کر پلٹے ہین اسی صحراے
خارستان مین اترے ہین کہ کان مین آواز دیوانون کی آئی سر اٹھا کے فرمایا ہمارے جنگل مین کون دیوانہ پن
کر رہا ہی کہ عیار نے خبر دی سلطان سر برہنہ کو ملکہ زنار نے براے مقابلہ طلسم کشا بھیجا ہی وہ سب
آنکر صحرا مین اترے ہین غل مچا رہے ہین غضنفر نے حکم دیا ہان یارو تیار ہو جاؤ چالاکی دیوانون کو ہشیار
کر دو کہ وہ بھی جانین شہنشاہ قزاقان ایسے ہوتے ہین اسی وقت سب تیار ہوے غضنفر گھوڑے پر
سوار ہوے نعرہ کرکے جا گرے دیوانون کو قتل کرنے لگے وہ بھی بلاے روزگار ہین چوبدستین
لیکر اٹھے دیوانون سے جو غضنفر والون سے مقابلہ پڑا جب یہ چوبدستا مارتے ہین وہ جست
کرکے الگ ہو جاتے ہین چوبدستین زمین پر جو پڑی غبار بلند ہوا اسی غبار مین بڑھکر چوبدست ماردی
دیوانہ پر اٹھا ہو کے رہگیا دوسرا بھائی اسکا قریب آیا اسنے آواز دی بھائی اٹھو کیون زمین پر پڑے
ہوا اپنے ہم صورتون سے اٹھکر لڑو اسکے ہاتھ پانون ٹوٹے ہوے گردن کا منکا شکستہ جواب نہ دیا اسنے
اوپر سے ایک چوبدست اور ماردی تڑپ کے اسکا کام تمام ہوا اندھیرے مین اپنے بیگانے کو
نہین پہچانتے ہین آپس مین لڑنے لگے دھڑا دھڑ چوبدستین پڑ رہی ہین سلطان سر برہنہ نے جو
یہ معرکہ دیکھا چوبدست لیکر اٹھا کہتا ہوا ہم دیوانون پر کون آیا ہی چوبدست ہلاتا ہوا بہت سے دیوانون کو
مارا دیوانون نے آواز دی ای افسر ہمسے کیا خطا سرزد ہوئی جو ہمکو چوبدستین مار رہا ہی دیوانہ رکا اب
دیکھکر لڑنے لگا کہ سامنے غضنفر کے پہونچا للکار کر آواز دی او قاے سرخ تو کون ہی کہ ہم سے دیوانون
پر مقابلہ آیا یہ خود دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج آواز دی او جیا ہم شہنشاہ قزاقان ہین یونہی
سبکو قتل کرتے ہین اسی مین ہماری وجہ معاش ہی اگر یہ کام نہ کرین تو ہماری بسر کیونکر ہو بتا تیرے ساتھ
کچھ خزانہ بھی ہی سر برہنہ نے کہا کئی لاکھ روپیہ ساتھ ہی وہ جو سامنے بارگاہ استادہ ہی اسمین روپیہ
بھرا ہی غضنفر نے بوق مین آواز دی انکے قزاقون نے پھریری لی اور دوڑ کر اس بارگاہ پر
جا پڑے سب روپیہ لوٹ لیا اپنے اپنے گھوڑون پر دو دو توڑے رکھ لیے طرف اپنے لشکر کے
چلے غضنفر سے اور سر برہنہ سے مقابلہ ہوا اسنے چوبدست لگائی غضنفر نے جست کرکے خالی دی
جیسے ہی وہ چوبدست مار کر پلٹا لپک کے ہاتھ مارا اسنے سر آگے کر دیا تلوار ایسی پڑی کہ ناک تک لیتی گئی

بارگاہین خیمے اُسکے اُٹھوا لیے اور لدوا کے اپنے مقام پر لائے قریب ایک قصبہ تھا وہان کے زمیندار سے
کہلا بھیجا کہ آج رات کو ہماری دعوت کرو ہم تھک کر آئے ہین زمیندار نے اسی وقت کھانا پکوایا جانتا تھا
کہ اگر نہ بھیجا ؤنگا یہ شہنشاہ قزاقان ہین آپڑینگے خوان کسوا کر لایا حکم ہوا کہ رنڈیان نہین لائے ہمارے
قزاقون کو ناچ دیکھنے کی عادت ہی زمیندار نے کہا رنڈیان دوسرے گانون مین رہتی ہین حکم ہوا کہ تم
رنڈیون سے کہلا بھیجو کہ شہنشاہ قزاقان فروکش ہین فوراً دوڑی آئینگی زمیندار نے یہی کیا پاسی سے کہا
جا کے پکار آ کہ شہنشاہ قزاقان کی اس گانون مین دعوت ہی جس رنڈی کے کان مین آواز پہونچی آنکھین
ملتی ہوئی اُٹھی ماما چاچا جو سارنگی طبلہ بجانے والے تھے اُنکو جگایا تیار ہو کر سو دو سو رنڈیان حاضر ہوئین
طبلہ ٹھنکنے لگا دوسرے دن غضنفر وہان اُترے ہوئے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی عیار کو بھیجا دریافت کرو
کون آتا ہی عیار نے خبر دی کہ طلسم کشا جاتے ہین رستم کو خبر ملی کہ میان غضنفر یہان اُترے ہوئے
ہین ناچ ہو رہا ہی رستم سوار ہوئے عیار کو لیکر لشکر غضنفر مین آئے غضنفر نے خبر سنی کہ ماموں جان
آتے ہین واسطے استقبال کے نکلے آکے سلام کیا پوچھا اے فرزند یہان کہان اُترے ہو
غضنفر نے مارنا بہمن جادو و اشفاق و سلطان سر برہنہ کا بیان کیا رستم نے کہا تمنے کیون
...وکا ہم تک آتے تو مقابلہ پڑتا غضنفر نے کہا وہ ایک چوبدست مین ٹکڑے اُڑا دیتا بھلا آپ اُس سے
کیا لڑ سکتے جب چوبدست اُسکی زمین پر پڑتی تھی پانی نکل آتا تھا رستم نے کہا کیا ہمارے مسروق
دیوانہ سے زیادہ زبردست تھا اُسکو تو سمجھا لیا غضنفر نے کہا مین نے بہ یک ضرب
شمشیر دو پر کالے کیے رستم نے کہا اب ہمارے ساتھ چلو غضنفر نے کہا مین کسی کے ساتھ
نہین جاتا مین وقت پر آجاؤنگا تین دن رستم یہان اُترے رہے غضنفر کو سمجھایا کیے کہا اے
فرزند ہم تم ملکر طلسم ہفت پیکر مین چلین ہم جا کر ہفت پیکر کو مارین تم دربند فتح کرنا مانند باتیں سے
ساحر نہ جمع ہونے پائینگے تیسرے دن رستم غضنفر کو اپنی بارگاہ مین لائے بڑی خاطر کی کہا اے
فرزند تمہارے باپ سُنینگے تو شکایت کرینگے کہا ماموں جان زمانے مین ہوش رہا سے کہین آیا اور
قبلہ و کعبہ ہوش ربا پر لڑا کیے مین نے سارے قریے لوٹ لیے کوئی قریہ ہوش ربا مین ایسا نہین
جہان ہم نہ پہونچے ہون نور افشان کے زمانے مین نانا جان طلسم مین سے بڑے بڑے
شاہون کو لوٹا کا ہر چند رستم نے غضنفر کو سمجھایا غضنفر نے نہ مانا یہی کہا کہ ہم اپنے وقت پر آجائینگے

جب آپکو زندگی سے یاس ہوگی آخر رستم چوتھے دن لشکر تیار کرکے طرف قلعہ زناریہ کے چلے تیسری منزل
تھی رات کو ایک صحرا مین اُترے جب کھانا وغیرہ کھا کے لوگ بیٹھے ایک ابر سیاہ ظاہر ہوا اور لشکر پہ رستم کے
محیط ہونے لگا رستم باہر آئے سب ساحران زبردست ساتھ مین کہتے ہین حضور ابر گندہ بھار ہے
اس سرحد مین برستا ہوگا تھوڑی دیر کے بعد بوندیان پڑنے لگین اور ہوا سے تیز چلنے لگی برق چمک کے
گرتی ہی ہر اہل لشکر کو یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہمکو کاٹ کے نکل جائے گی بمشکل بچ رہے ہین بعد
تھوڑی دیر کے منہ تیز ہوا برف پڑنے لگی جب گری سل گری سو دو سو اسکے نیچے دبے فریاد فریاد
کی صدائین بلند کر رہے ہین مگر مجبور و ناچار جدھر بھاگ کر جاتے ہین سل برف کی گرتی ہی اسکے
نیچے دب جاتے ہین ہزارون بندگان خدا زیر برف دبے رستم افسرونکو ساتھ لیے ہوے دوڑے
دوڑے پھر رہے ہین چاہتے ہین بارگاہ اُکھڑوا دُون شاہزادیون کو نکال لیجاؤن اب جو بارگاہ
اُکھڑی ہی کوئی اُٹھانے والا نہین آخر یہ ٹھہری رستم نے کہا تین طرف سے ہم بارگاہ کو اُٹھائین
ایک طرف سے تم لوگ ہاتھ لگاؤ تین طرف کے ستون رستم نے شانون پر رکھے اور ایکطرف
جملہ ہمراہیان نے ہاتھ لگایا شاہزادیان مع کنیزونکے کھڑی ہین بلک بلک کے دعائین مانگ
رہی ہین کہ اے پروردگار عالم ہمارے وارث کو بچالے ایسا زور کیا کہ تین طرف کے ستون کاندھے
پہ رکھ لیے لباس پارہ پارہ ہوگیا جوشن جو باز و بند بندھے تھے اُنکے ڈورے ٹوٹ گئے ملکہ شعلہ جوالہ
و ملکہ سنبل ہفت گیسو نے ابر پر ایک گولا مارا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اندر سے ابر کے ایک تخت
نمایان ہوا دیکھا تخت پہ ایک جادوگرنی سحر کر رہی ہی ایک تاج سر پہ رکھے ہوے ملکہ سنبل نے
للکارا او مکارہ ظاہر مین آکر مقابلہ کر یہ چورون کیطرح شب تیرہ و تار مین کیا سحر کر رہی ہی ایک طرف سے
سنبل نے اور ایک طرف سے شعلہ جوالہ نے ایک طرف سے سیماب نے ایکطرف سے لالہ عذار نے
گولے مارے تخت اس ساحرہ کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا یقین تھا کہ تخت پہ سے گرے کہ برق بنکر وہ آسمان تک
چمکی وہان سے جاکے گولے پھینکنے لگی جب اسنے گولہ پھینکا ایک سل برف کی گری سو دو سو اُسکے
نیچے دبے کاہن نے کہا اے ملکہ سنبل مین اسکو جاکر گراتا ہون تم سب اسکو گھیر کر مار لو ورنہ یہ
آفت دفع نہ ہوگی سنبل نے کہا اگر ہمارے سامنے آجائے تو کیا اسکو زندہ چھوڑین کاہن پر پرواز
پیدا کرکے بلند ہوا اسقدر اونچا ہوا کہ اُس جادوگرنی سے سو گز بلند ہوگیا وہان جاکر ایک سل

برف کی پھینکی کاندھے پر ساحرہ کے پڑی قریب تھا ٹھنڈی ہو کر سل کو توڑ کر کاہن پر گولا مارا کاہن نے
گولہ کاٹا پھر نکلا ابر برف کا اُسپر گرا یا تین ٹکڑے برف کے اسپر گرائے چوتھی مرتبہ خود تڑپ کے گرا تلوار کا ہاتھ
مارا سر ساحرہ کا زخمی ہوا سر سے جو قطرے خون کے گرے خس خیمے پر پڑے برف پانی ہو کے بہ گئی جو اسکے
نیچے دبے تھے کلمہ پڑھتے ہوے نکلے ہزار ہا بندگان خدا اُس آفت آسمانی سے محفوظ ہوے ساحرہ
بھاگی بھاگی پھرتی ہے کاہن اسکے تعاقب مین ساحرہ ایک طرف ایک نخل کی آڑ مین آئی شاخون مین
چھپنے لگی شاخ نخل پر ایک طاؤس رقص کر رہا تھا پکار اُٹھا اے برف بار کیون بھاگی بھاگی
پھرتی ہے خداوند ہفت پیکر کو پکار یہ سنتے ہی برف بار تڑپ کر پکار اُٹھی یا خداوند اس کنیز کو
ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائیے بلکہ جو برف بار جادو نے دعا کی کوہ زمرد پر تصویر سنگی مین بیٹھا
ہفت پیکر باتین کر رہا تھا تصویر کے منھ سے دھوان نکلا طرف آسمان کے چلا جون جون بلند ہوتا ہے
محیط ہوتا جاتا ہے تھوڑے عرصے مین رستم نے دیکھا دھوئین نے سارے لشکر کو گھیر لیا اُس دھوئین کا
ابر بنکر تیار ہوا ابر کڑکا گرجا ہر چند کاہن چاہتا ہے برف بار کو پکڑ لے برف بار پہ سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر
کرتا ہے وہ اُلٹا پلٹ آتا ہے کئی سحر کئے سب اُلٹے پلٹے سیماب نے جو دیکھا تڑپ کے برابر کاہن کے پہونچی
کہا آفتاب کیا سبب ہے جو سحر تاثیر نہین کرتا تم ہٹاؤ مین گرفتار کیے لیتی ہون کاہن پیچھے ہٹا سیماب کو
منظور ہوا اسکو کشتہ کرے ان پر سحر اکسیر ہے اب اسنے جھولی سے کارد نکالی انگلی کو تراش کر اسپر خون
ڈالا برف بار کے سینے پر جا کر کارد پڑی توڑ کر پار گذری اس طاؤس نے آواز دی کیا خداوند
ہفت پیکر کو مردہ زندہ کرنیکا اختیار نہین اے برف بار اُٹھ ظہور قدرت اس ابر سے ظاہر ہوگا رستم
بھی کھڑے دیکھ رہے ہین کہ برف بار کا لاشہ یا زمین پر آتا تھا یا زندہ ہو کر تڑپی آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
تو نے مجھکو دوبارہ زندہ کیا مین دیکھ رہی تھی کہ یا تو روح جسم سے نکل کے طرف ملک عدم کے جاتی تھی یا
آواز آئی اے ملک الموت قدرت اسکو زندہ کرینگے وہ فرشتہ جو روح کو لیے جاتا تھا اسنے لاکر روح بدن مین
ڈال دی مین زندہ ہو گئی اب مجھے کون مار سکتا ہے جلشاہ کھڑے تھے سماک تماشا دیکھ رہا ہے کہ ابر سے
ایک پنجہ گرا سماک کو اُٹھا لے گیا بعد تھوڑی دیر کے رستم نے دیکھا سماک سامنے آتا ہے پکارتا ہوا
آقا ادھر آئیے تماشا دیکھے رستم اسطرف بڑھے پاس سماک کے آئے سماک نے کہا اسوقت
زرہ ہفت جوش اُتاریے اور کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجیے رستم نے زرہ جسم سے اُتاری اور کلاہ سر سے

دونون چیزین سماک کو دین سماک نے نعرہ کیا ای رستم ہم برف بار جادو ان دونون تختون پر تکیہ بڑا ناز تھا رستم برف بار کے پیچھے دوڑے اسی ابر سے ایک پنجہ گرا رستم کو اُٹھا لے گیا تھوڑے ہی عرصے مین نیچے آسمان سے گرنے لگے آفتاب و سیماب و لالہ عذار و شعلہ جوالہ و سنبل و سحر کو اُٹھا لے گیے سارا لشکر بے سردار ہوگیا تھوڑے عرصے مین لشکر رستم نے دیکھا کہ برف بار آسمان سے اُتری کئی لاکھ جادوگر ساتھ ہین سرداران سلام مسلسل و مطوق کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن برف بار کی جھولی مین سب سردارون کو ارابے پر سوار کیا لشکر والون نے چاہا بلوا ایکے اپنے سردارون کو چھڑالین برف بار نے طرف آسمان کے اشارہ کیا آسمان سے برف گرنے لگی جس پر برف گری وہ بیہوش ہوکے گرا تھوڑے ہی عرصہ مین سارا لشکر بیہوش ہوگیا برف بار نے سب کو گرفتار کر لیا ایک ایک ارابے پر دو دو سو کو سوار کیا سردارون کو آگے ارابے پر رکھا آپ سب کے آگے ہوئی طاوس پر سوار ہی رستم نے جو پلٹ کر دیکھا سب سرداران نامی ہمارے گرفتار ہین سب کی زبانون مین سوزن بدن مین مار سیاہ لپٹے ہوے اپنی زندگی سے بیزار ہین رستم نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے پکارا ای رحیم و کریم اپنا فضل و کرم مجھ پر نازل کر نظم

| | |
|---|---|
| کی شود در باغ دل از نور حق روشن چراغ | تا نگردد دل چو لالہ از محبت داغ داغ |
| اہل صورت نگردد مرد معنی حق پرست | زانکہ جلوہ میدہد بر پوست رنگ اندر باغ |
| ہر زمان در چشم مردم می نماید تازہ رنگ | ہست آن صباغ ہر دم مشتغل در انصباغ |
| کی شود موصول در قرب وصال ایزدی | تا نہ دنیا دار از دنیا کند حاصل فراغ |
| دل صفا دار چو آئینہ ز ہر گرد و غبار | مرد صافی سینہ و روشن دل و روشن دماغ |
| حق ادا کردہ است در تبلیغ حکم بندگی | بہر تادیب گروہ بندگان شرط بلاغ |
| بشکنند مینا ہمان ساعت شود ساقی خموش | چون لبالب از شراب زندگی گردد ایاغ |
| گردد از دل ہر کہ ترک لذت دنیای دون | کی نشیند بر سر مردار مانند کلاغ |
| دیدۂ عبرت کشا و قدرت قادر ببین | در بہار گل چو بلبل سیر کن در باغ و راغ |
| بندۂ رہبر چو در راہ محبت گشت گم | یا ز شد ظاہر نہ زان در عالم فانی سراغ |
| باعث تفریح طبع خلق ہندی نظم تست | زانکہ در وے ہست ہر مضمون شگفتہ مثل باغ |

سب سرداروں سے زیادہ سنبل ہفت گیسو پریشان ہی رستم کو دیکھ دیکھکر سرداروں سے کہتی ہی کہ شاہزادہ زبردستی گرفتار ہوا سب سردار گرفتار ہو گئے کیا کہوں پہلے میں اس مضمون کو نہ سمجھی ورنہ اس سحر کو دفع کرتی یہ سحر خاص ہفت پیکر کا تھا کہ برف بار کو زندہ کرکے دکھایا تاکہ دیکھنے والوں کو اعتقاد ہو مقام افسوس ہی اگر یہ تحفے پاس ہفت پیکر کے پہونچ گئے تو پھر انکا ملنا دشوار ہوگا اس خیال سے عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا کہوں کہ دل کی کیفیت کیا ہی میری تو عجب کیفیت ہی یہ نوبت ہی

**نظم**

دوستو عشق نہفتہ نے ستایا ہی مجھے
آتش شوق نہانی نے جلایا ہی مجھے
کیا کہوں کیا غم نہان نے دکھایا ہی مجھے
ضبط وحشت نے یہ دیوانہ بنایا ہی مجھے

چہرۂ راز سے پردہ نہ اٹھاؤں کب تک
گو غم پردہ نشین ہی یہ چھپاؤں کب تک

تاب پرخاش ستمہاے نہان کی حد بھی
قوت کشمکش آہ و فغان کی حد بھی
کچھ فریب دل بے تاب و توان کی حد بھی
ضبط سوزان نفس شعلہ فشان کی حد بھی

کیونکہ خالی نہ کروں جی کہ بھرا آتا ہی
پیش چلتی جو نہین غصہ چلا آتا ہی

کب تلک کوئی نہ سرگرم حکایت ہووے
کب تلک لب نہ شررریز شکایت ہووے
ہو تحمل جو تحمل کی نہایت ہووے
کیجئے صبر اگر صبر کی غایت ہووے

کچھ زبان بھی تو نہین زور کہ چل ہی نہ سکے
غم کچھ ارمان نہین ہی کہ نکل ہی نہ سکے

جب کے عاشق ہوے ہم رنج نہ پائے کیا کیا
لب پہ آئے نہ گلے جی مین لگا ئے کیا کیا
کیا کہین آہ کہ خاطر مین نہ لائے کیا کیا
جب تلک تاب رہی ناز اٹھائے کیا کیا

پر نہین حوصلۂ ہم ستم کبھی اب تو
بیوفا ہاے موے جاتے ہین ہم بھی اب تو

یہ چند بند پڑھکر ملکہ بہت روئین کہا صاحبو دعا کرو کہ یہ تحفہ جات تا بہ ہفت پیکر نہ پہونچین سب سرداراور جملہ اہل فوج بلک بلک کے دعائین کرنے لگے برف بار نے جو سب کو روتے دیکھا جلادونکو طلب کیا

چند جلاد با خنجر ہائے برہنہ حاضر ہوئے آواز دی پہلے رستم کا سر کاٹ لے ایک جوان زنگی تلوار کھینچے ہوئے قریب رستم کے آیا آواز دی ای جوان تیرا کیا نام ہی بیچارہ عمر تیرا لبریز ہوا سر رشتہ حیات منقطع ہوا سر جھکا کر بیٹھ جو کھانا ہو وہ کھالے ہم منگا سکتے ہین اگر کسی کے دیکھنے کی ہوس ہو اسکو بلا دین چونکہ تم قتل ہوتے ہو جو کہو وہی کرین دم بھر مین لاشہ تمھارا خاک و خون مین غلطان ہوگا ہمارے ہاتھ سے قتل کا سامان ہوگا رستم نے کہا او بیحیا ہمین کوئی خواہش نہین جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر جو تیرے مالک نے حکم دیا وہ بجا لا یہ کہنا تھا کہ پشت سے برق پا رنے آواز دی او جلاد صاحب بیداد فوراً سر کاٹ لے ایسے باغی سے کیا پوچھتا ہی اس سے باتین نہ بنا یہ سنتے ہی جلاد نے ہاتھ مارا رستم نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی رستم نے وہی ہتھکڑی سر پر جلاد کے ماردی کہ جلاد کا سر پھٹا رستم نے بیڑیان اور طوق توڑا جھپٹ کر نعرہ کیا نظم

| | | |
|---|---|---|
| شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من<br>باک نہ دارم ز دار چوب ستون من است | گرمی بازار عشق از اثر خون من است<br>خانۂ تار یک ما و تنگ بستہ بزنجیر عشق | بر سر دار فنا خانۂ غوغائے من<br>بشکنم این بند را وقت جنون من است |

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا جلاد کی تلوار اُٹھالی لڑنے لگے کئی جوان اس مقام پر مارے لاشے پڑے ہوئے پھڑک رہے ہین ہلہ جو برق پا رنے دیکھا پلٹ کے آواز دی ارے سب ہٹ جاؤ مین ابھی گرفتار کرلونگی جھولی مین ہاتھ ڈالا کہ سیاہ سحر نکالون رستم پر سحر کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جوان بولتا کی بجاتا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ صور سرافیل پھونکا زمین کانپنے لگی گھوڑے الف ہونے لگے ساحر کانپنے لگے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر اسی ہزار دیوالون سے آکر پہونچے بولتی سونے کا کمر سے نکالا بجا دیا کہ ای قزاقان بزنید و بکشید قزاقون نے گھوڑے دوڑا لشکر ساحران پر پڑے جس ساحر نے منہ کھولا کہ سحر پڑھے دوسرے نے تاک کے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کر پار گذرا کسی نے پہلو سے خنجر مارا کسی نے جھپٹ کر نیزہ مارا شاہزادہ غضنفر لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا ماموں جان آداب عرض ہم ٹھیک وقت پر آئے ورنہ آپ قتل ہوجاتے لیکن سب دستہ چھپی بیخبر نہین رکھتے ہمیشہ دست راستی مصیبت مین دست چپ والونکی مدد کرتے ہین ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان ہر مقام پر غالب رہے قاسم کی بہتری کی حد ہی کہ اپنے تئین ہیچ سمجھ رکھتے ہین یہ کہکے غضنفر گھوڑے سے کود پڑے ایک سوار کو پچھاڑ مارا وہ گھوڑا رستم کے سامنے پیش کیا عرض کی اسپر سوار ہو جیسے رستم پشت مرکب پر سوار ہوئے کہا تیرے جیتے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوگئے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہی تو سیکڑون جگہ ذکر کریگا غضنفر نے کہا ماموں جان آپ قاسم کو منع کر دیجیے کہ وہ اب نام و ننگ رستم کا ہرگز نہین

آپکو بیٹے اسیواسطے تلکر کے بچایا ایک مینار مے ساماں دعوت کیا ہے وہین جاتا تھا راہ مین آپکی خبر ملی آپڑا یہ کہکے
قریب سنبل ہفت گیسو کے آیا زبان سے سوزن نکالی کہا میرا نام شاہزادہ غضنفر ہے ہمیشہ دعائین دینا کہ تمکو خدا
سلامت رکھے جب پھر مصیبت پڑے گی ہمین کام آئینگے یہ کہکے اور سرداروں کی زبانوں سے سوزن لی رستم کو بڑا
قلق ہے کہ یہ دیوانہ احسان کر رہا ہے جا بجا ذکر کریگا کہ رستم کو مین نے رہا کیا اسکے احسان سے خدا بچائے
مگر غضنفر اسپ باد پا کو اڑاتا ہوا قریب برف بار کے پہونچا برف بار نے خوب برف برسائی اس برف سے
اسی کے ساتھ والے ٹھنڈے ہوے برف کے انبار ہوگئے لیکن غضنفر پر تاثیر نہ ہوئی غضنفر گھوڑا اڑاتا
ہوا قریب پہونچا برف بار نے جب دیکھا کہ اس شیر دلیر پر سحر تاثیر نہین کرتا ہرچند برف برسائی کچھ نہ ہوا تلوار
کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ مارے غضنفر نے بھی تیغہ رویین شگاف کا ہاتھ مارا کہ برف بار کے دو ٹکڑے ہوے
مرتے ہی برف بار کے سب لشکر نے رہائی پائی تلوارین کھینچکر لڑنے لگے لشکر ساحران ہفت پیکر کا نام لیتا ہوا
بھاگا یہان ہفت پیکر جادو کو دیا قوت یہ ہے کہ وہ لاکھون آدمی جمع ہین مرادین مانگ رہے ہین یہ غلغلہ
کر رہے ہین یا خداوند بچار ہین رحمت دیجیے اک برق چمک کر اسپر گرتی ہے یا تو ڈولی مین پڑ کے آیا تھا اور رہا تھا
پیرون مین طاقت آگئی بعض پکار رہے ہین یا خداوند زوجہ میری جو میرے ساتھ ہے اسکے یہان لڑکا ہو تب
مجھے اعتقاد ہوا ایک برق چمکی وہ عورت برق مین چھپ گئی اب جو ظاہر ہوئی تعریفین خداوند ہفت پیکر کی کرنے
لگی پکار کر آواز دی صاحب مجکو پورا مہینہ ہے دیکھو پیٹ مین لڑکا پھر رہا ہے شوہر خوش ہو گیا تصویر پر [illegible]
سب کو دکھا رہی ہے سب کو مرادین مل رہی ہین یکایک تصویر کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام ہے برف بار
جادو ہو تصویر مجسمے شکل انسان سے پکار اٹھی کہ برف بار جادو قتل ہو گئی اے ہفت پیکر تم اپنے کو صحرا سے
شیزاران مین پہونچاؤ وہان بڑی خونریزی ہوئی طلسم کشا کو پکڑ لاؤ کہ وہ شوق ہوا ایک شیر گرجا ہر ایک شیر پر ایک
ساحر عجیب بہ شکل مہیب سوار تیغہ خون آلود ہاتھ مین آواز دی کہ یا خداوند غلام جاتا ہے اور طلسم کشا کو
گرفتار کرکے لاتا ہے یہ کہکے وہ شیر پہاڑ سے کود ادرہ کوہ سے بارہ ہزار شیر نکلے ہر ایک کی پشت پر ایک ایک ساحر
سوار تھا جست و خیز کرتے ہوے یہ بارہ ہزار ساحر چلے یہان رستم لڑائی فتح کرکے زرہ ہفت جوش بیچ جسم
کے چکے اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھ چکے اسی صحرا مین اترے پڑے خود بارگاہ مین آئے ہین سردار اپنی اپنی
بارگاہ مین استادہ کر رہے ہین کہ دیوا سے بارہ ہزار شیر منہ کھولے ہوے آکے لشکر پر گرے لشکر مین رستم
کے ہنگامہ ہوا سمک نے آکے رستم کو خبر دی کہ بارہ ہزار شیر سوار آپ کے لشکر پر آ گرے ہین

تمام لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی کاہن کیسے کیسے سحر کر رہا ہی مگر کوئی مراد نہین حاصل ہوتی ساحر جو سحر کرتے
ہین شیر سوار نہین ٹلتے سنبل ہفت گیسو آگ برسا رہی ہی مگر آپکا لشکر ہٹتا ہوا دامن مین ایک پہاڑ کے آلیا
درۂ کوہ سے ایک شعلہ بھڑکتا ہی جو شیر سوار مارا گیا وہ لاشہ اُس شعلہ مین غائب ہو جاتا ہی صدہا شیر سوار مارے
گیے لاشہ شیر سوار کا نہین معلوم ہوتا رستم تلوار کھینچکر جا پڑے جس شیر سوار کے ہاتھ مارا اسکو مع شیر دو ٹکڑے
ہوے رستم سب کو قتل کرتے ہوے قریب افسر کے پہونچے افسر نے آواز دی ای فوج خداوندی طلسم کشا
وہ کر پہونچا سب ملکر اسے گرفتار کر لاؤ دیکھا سب شیر سوار سمٹ کر اُسی مقام پر آگئے سنبل نے دیکھا طلسم کشا پہ
ہنگامہ ہی چاہتے ہین کہ لپٹ جائین رستم نے کسی کو گھونسہ مارا کسی پر قبضہ مارا گرد شیر سوارونکے لاشے بیچ ہین
رستم لڑ رہے ہین سنبل نے سرداروں کو آواز دی آفتاب فلک سیر کاہن وغیرہ آگر کے جب سحر کیا گولے
مارے دو چار شیر سوار مرے رستم لڑتے ہوے قریب افسر کے پہونچے آواز دی او نامرد سامنے مردون کے
آ افسر قریب آیا اسنے کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ مجھے دیجیے رستم نے جواب دیا ٹھہر جا دیتے ہین شیر سوار نے
کہا ابھی لونگا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بیچ کپٹیان پر گاتھا اُچھا دوسے ہاتھ لگا لکر مارا افسر کے
مع شیر چار ٹکڑے ہوے ان سب کا افسر جو مرا اندھیرا ہوا دیر تک آگ برسی آواز آئی کشتی مرا نام مین شیر سوار جادو
بود لاشے مین شیر سوار کے غبار لپٹا ہوا طرف کوہ یاقوت کے اُڑتا ہوا چلا کوہ یاقوت پر خدائی
کے سامان ہفت پیکر کی درستی ہو رہے ہین مراد مند جمع ہین ہر طرف سے آوازین بلند ہین کہ یا خداوند
ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے جو مراد مانگی وہی حاصل ہوئی ہوائین سرد چل رہی ہین اور پھول
برس رہے ہین جتنے کھڑے ہین سب جھوم رہے ہین کہ یکایک آسمان سے آکر شیر سوار کا لاشہ پہاڑ پر گرا
لاشے کا پہاڑ پر گرنا تھا تو سب کے سامنے یہ شیر درۂ کوہ سے نکلے اور ڈکارتے ہوے روانہ ہوے سکتے
یا لاشہ جو آکر گرا سب نے حیران ہو کر عرض کی یا خداوند یہ کیا ہوا ایک غل بلند ہوا سب پکار اُٹھے یا خداوند
یہ نقص قدرت ہی کہ جسکو نور دانہ کرے وہ یون مارا جائے آپ کیا زندہ نہین کر سکتے مان کے پیٹ مین نطفہ
فوراً عطا کرتے ہین تصویر سنگی نے آواز دی ای شیر سوار زندہ ہو اپنے قاتل کا نام بیان کر یکایک وہ شیر
اور شیر سوار غلطک مار کر اُٹھے سامنے تصویر کے کھڑے ہوے پکار کر آواز دی یا خداوند کیا دریافت
کرتے ہین طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے ساحر ہین اگر کسی پہاڑ پر آپڑین تو زمین ہلا دین لشکے مین نہین دبا
ان سب پر سحر کیا مگر کسی کو قتل نہین کر سکا اور لشکر طلسم کشا کے لوگ بہت سے کھاے کر رو چین انکی

پیٹ مین ہمارے پھڑک رہی ہین جب کسی ساحر نامی کے سامنے گیا اسنے ایسا سحر کیا کہ مین منھ پھیر کر بھاگتا تھا آخر ناچار
ہو کر طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا گیا اسکے جسم مین زرہ ہفت جوش تھی میرا کچھ بزور نہ چلا آواز آئی جو گذرا
وہ گذرا اپنے مقام پر جاؤ شیر سوار پہاڑ سے پھاندا درہ کوہ مین جاکر غائب ہوا حاضرین وقت کو بڑی حیرت
ہوئی ہر ایک کا قول تھا مسلمان بڑے زبردست ہین جسدن سے قدم مسلمانون کا طلسم مین آیا کوہ نیرنگ تک
صاحبقران پہونچ گئے تصویر کو توڑ ڈالا اگر کسی دن قدرت کی موجودگی مین کسی پہاڑ کے ادہر آ گئے تو
قدرت کو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہین جب اسم اعظم پڑھتے ہین ساحر کے ہونٹھ
بند ہو جاتے ہین شاید ایسا ہو کہ کوئی ساحر زبردست تصویر مین آکر بیٹھا ہی اپنے کو خداوند بنایا ہی زرہ
ہفت جوش و کلاہ ہفت گوشہ طلسم کشا پا چکا اب تیغہ ہفت جوہر باقی ہی مشہور ہی کہ زنار بلا افگن
نے کیسے کیسے ساحر بھیجے ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے بعضے طلسم کشا تک پہونچ بھی نہ سکے مسلمان
سارے طلسم مین پھیلے ہوے ہین ایک لڑکا کمسن اُسکے ساتھ اسی ہزار دیو اسکے ہین تمام قریات اسنے لوٹ
لیے جب ان پہاڑون پر گذر ہوگا تو ہم لوگ کہان جائینگے کہین ہمارے جانیکا ٹھکانا نہین ہی قصبے والے
بھاگ کر جنگل مین چلے جاتے ہین یون جان بچاتے ہین ہم لوگ کہان جائینگے لاشہ شیر سوار دیکھکر اعتقاد
مین فرق آگیا آپس مین یہ باتین کرتے ہوے اپنے اپنے گھرون مین آئے ملک یاقوت شاہ جو اپنے
گھر مین آیا تخت پر آکے بیٹھا وزیر امیر جمع ہوے یاقوت شاہ نے بھی مقدمہ پیش کیا سب نے عرض کی
ہم سب کو تو وہی جو خداوند قدیم تھے دس بیس برس سے انکو چھوڑا ہفت پیکر کو سجدہ کیا ان خداوند کی خدائی
مین بھی فرق معلوم ہوتا ہی مسلمانون نے آکے گھیر لیا یاقوت نے کہا سلطنت کیونکر بچے جن بادشاہون کو
طلسم کشا نے گھیرا انکے ملک لے لیے جو لوگ انکے شریک ہین انکو سلطنت دیتے ہین سیکڑون ملک قبضۂ
مسلمانان مین آگئے سلام آباد ہوے کوئی وہان ہفت پیکر کا نام بھی نہین لیتا اگر تم سب کی صلاح ہو قبل از
فتح ہونے طلسم کے طلسم کشا کے جاکے شریک ہون انکے ساتھ شریک لشکر کشی ہین طلسم کشا شاید ہمارا
ملک و مال نہ لے اور ہمین کو سلطنت دے آج خوب ظاہر ہو گیا ہفت پیکر کوئی ساحر زبردست ہی نام
اسنے اپنا باندھ لیا ہی سنتے ہین سات دن ہوتے ہین تصویرون مین آکر سحر سے قدرت نمایان کرتا ہی
آج مجھپر حال کھلا کہ شیر سوار اسی وقت گیا اسی وقت اسکا لاشہ آیا یہ بھی شعبدہ تھا کہ آواز دیکر اسے
زندہ کیا اور کہدیا کہ اپنے مقام پر جاکر سکونت اختیار کر نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہی آفتاب فلک سپہر

کیسا ساحر زبردست ہے نجوم میں جانتا ہے کیسا جا کر طلسم کشا کا شریک ہوا سنتے ہیں کہ طلسم کشا اسکی بڑی خاطر کرتے ہیں اور تقاضائے جرأت یہ ہے کہ ہر وقت منع کرتے ہیں سحر نہ کرو ہم سحر کے خواہان نہیں ہم چھوٹے ساحر ہیں خداوند بڑے ساحر ہیں جسدن طلسم کشا آجائیگا سحر جاتے رہنگے نہ ملیگا زرہ ہفت جوش کلاہ ہفت گوشہ پا چکے اب صرف تیغہ ہفت جوہر لینے کو باقی ہے پھر یقین ہے کہ کام لوح کریگا صاحب اقبال ہے جو لنشان لوح جانتا ہوگا وہ جا کر بتادیگا لوح لے لینگے لوح ملی اور طلسم کشا ہم لوگون کو شریک بھی نہ کریگا وزیرون نے یہ باتین سنکر سر جھکا لیا کوئی بادشاہ کی بات کا جواب نہ دے سکا بعض نے یہ بھی کہا کہ جو حضور فرماتے ہین یہی ہماری بھی راے ہین آتا ہے کہ حضور کی تدبیر سے تیغہ ہفت جوہر حاصل ہو اور طلسم کشا کے پاس ملے کے چلین یاقوت نے کہا مین اپنے گھر مین ذکر کرلون میری زوجہ سے اور زنار بلا افگن سے دوپٹہ بدلا ہوا ہے وزرا سے صلاح کر کے گھر مین آیا زوجہ اسکی الماس جادو اس سے اسنے سب حال بیان کیا زوجہ نے کہا مین زنار کو بلائیون اسکو مار کر تیغہ ہفت جوہر لے لیجیے یاقوت بہت خوش ہوا کہا صاحب نامہ لکھو زنار آوے اسکی دعوت کر و تیغہ ہفت جوہر لے لو الماس نے اسی وقت نامہ لکھا ہمشیرہ زنار تمکو مدت سے نہین دیکھا لہذا آؤ اگر ہے تو تمہارے پاس تیغہ ہفت جوہر ہے طلسم کشا تمہاری فکر مین ہے ایسا نہ ہو کہ اس سے تمہارا سامنا ہو جائے ہم تمہارے دیدار سے محروم رہین گل سرداران طلسم کشا تمہاری فکر مین ہین ایسا نہ ہو کوئی سردار تمکو دھوکہ دے خبردار کسی کے یہان مہمان نہ جانا یہان ہو آنا تیغہ ہفت جوہر لیتی آنا ایک شب کی یہان تکلیف ہوگی یہ نامہ لکھکر ماہیار نامے کنیز کو دیا آسے جھولی مین رکھا اڑتی ہوئی طرف قلعہ زنار ہے گئے پہنچی قضا سے کار ملکہ سنبل ہفت گیسو شیر سوار کی لڑائی سے فراغت کر کے داخل بارگاہ طلسم کشا ہوئی بیٹھے بیٹھے گھبرائی عرض کی ای شہریار کنیز کا اسوقت دل گھبراتا ہے دل کہ رہا ہے اگر کنیز فکر کرے کیا عجب ہے کہ تیغہ ہفت جوہر کا پتہ مل جاوے رستم نے کہا ملکہ ہفت پیکر کے سردار تمہاری فکر مین ہونگے ایسا نہ ہو لشکر سے نکلو اور کسی بلا مین مبتلا ہو سب مین مشہور ہے کہ سنبل ہفت گیسو نے زرہ ہفت جوش دلوائی باپ کو قتل کرایا سنبل نے عرض کی کہ کنیز کی جان تک سرکار کے کام پر نثار ہے یہ شیر سوار وغیرہ جو آسے ہفت پیکر کے بھیجے ہوئے تھے یہ کہکے باہر آئی آتے ہی ایک طاؤس تیار کیا اسپر سوار ہو کے چلی ایک پہاڑ پہ آ کر ٹھہری ماہیار نامے جو نامہ لیکے چلی تھی اڑتے اڑتے تھک گئی خیال مین آیا اس پہاڑ پر اترون چشمے پہ پانی پیکر اپنے کو

تر و تازہ کرون ابکی جو اُڑونگی تو قلعہ زنار یہ مین جا کر ٹھہرونگی یہ سوچ کر اسی پہاڑ پر اتری چشمہ پر پانی پیا اور ٹہلنے لگی زیر نخل ملکہ سنبل مٹھی تھین اُنھون نے دیکھا ایک ساحرہ آئی پانی پی کر ٹہلنے لگی طرف قلعہ زناریہ کے منھ کرکے دیکھ رہی ہی ملکہ کو گمان غالب ہوا کہ یہ کسی کی بھیجی ہوئی ہی کارد خنجر جھولی سے نکالی سپر اسم سحر پڑھا جب ہاتھ سے چھوڑا کارد مثل شعلہ جوالہ کے چلی ملکہ نے پکار کر آواز دی او ساحرہ ہوشیار ہو جادو پلٹی کارد سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری سنگ باری برف باری ہونے لگی طائر اس کوہ کے پرون سے سر پیٹ رہے ہین ملکہ چاہتی ہین کہ یہ ہنگامے موقوف ہون تو مین اسکی نعش کی تلاش لون جب تھوڑی دیر مین ہنگامہ دفع ہوا قضائے کار اس کوہ کے حاکم شقائق جادو و حقائق جادو درۂ کوہ مین پڑے ہوئے سوتے ہین کوہ پر ہلڑ ہوا دونون بیدار ہوئے شقائق نے حقائق سے کہا کون ساحر ایسا زبردست آیا کہ جسنے ہمارے پہاڑ پر آکر یہ ہنگامہ برپا کیا آنکھین ملتے ہوئے دونون اُٹھے درہ کوہ سے جھانک کے دیکھا کہ ایک مہ جبین قمر طلعت گاتی دوپٹے کی باندھے ہوئے ایک نازنین کا لاشہ برابر اسکے پڑا ہوا ہی حقائق نے کہا ای برادر مین اس مہ جبین کو پہچانتا ہون اتنا جانتا ہون کہ طلسم کشا کی طرفدار ہی ایک طرف سے تم سحر کرو اور ایک طرف سے مین سحر کرون ورنہ یہ تڑپ کے نکل جائیگی یہ بڑی نامی ساحرہ ہی حقائق و شقائق دونون آپس مین صلاح کرکے چلے سنبل نے دیکھا بیچ مین سے کوہ شق ہوا دو ساحر داہنے بائین سے پیدا ہوئے آواز دیتے ہوئے او نازنین کہان جاتی ہی ایک نے داہنے پر سے گولہ مارا ایک نے بائین پر سے ملکہ نے داہنی طرف کا گولہ روک لیا بائین طرف والا گولہ جو چھٹا دھوان اسکا آنکھون مین لگا وہ گولہ جو ہاتھ مین تھا دو پھینک مارا اشقائق کا سر پھٹا بائین طرف سے دھوان جو لگا ملکہ غش کھا کے گرین حقائق نے گرفتار کرلیا اگر اس کنیز کی تلاشی لی جھولی مین سے نامہ نکلا الماس زد جبر یاقوت کا لکھا ہوا سوچا کہ یہ گنہگار ہی سنبل کی کمر مین پنجہ دبا لے اُڑا طرف قلعہ زناریہ کے چلا یہان رستم ٹھہرا ہے جب سنبل کو عرصہ ہوا گھبرا کر سمک سے فرمایا نہین معلوم کہ سنبل کو کیون عرصہ ہوا ذرا جا کر تلاش لو کر وہ جسوقت سے وہ گئی ہین دم گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی اپنی تو عجب کیفیت ہی **نظم**

| | |
|---|---|
| ہاتھ مشتاق گریبان ہی جنون کا جوش ہی | پیرہن تن پر مرے گرمی مین بالاپوش ہی |
| وہ ہون یکجائی پہ بھی صورت فانوس شمع | ہی بغل مین یار پہ خالی مرا آغوش ہی |

کشور خوبان مین گ وزیست دونون ہین خراب — بار خاطر زندہ ہو مردہ وبال دوش ہی
جان جاتی ہو ولیکن آہ دل کرتا نہین — ناقۂ لیلی روان ہی پر جرس خاموش ہی
کوچہ و بازار مین رسوا نہ کر عاشق کو تو — ای صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہی
عاقل اتنے تو بہ کار خویش ہم دیوانے ہین — موسم گل تک گریبان پھاڑ نیکا ہوش ہی
حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا — نیم راضی کا نشان لیکن لب خاموش ہی
روتے روتے پانی ہوکر بہ گیا آخر کو مین — قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب لکا جوش ہی
ضعف پیری سے نہین ہوتا ہی قد انسان کا خم — توڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہی
درد دل کہنے کی خو مجھکو نہ سننے کی اوسے — عہد مین میرے زبان نایاب و عقل و گوش ہی
ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہی جسکو زندگی — طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہی
موت کا سامان ہی فریاد سامان نشاط — لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہی
گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امید وصال — رات اندھیری ہی چراغ خانہ تک خاموش ہی
ناگوارا آتش ہی اپنی ہمت مردانہ کو — باندھا مضمون غیر آتہی ہوئی پاپوش ہی

رستم کو جو سمک نے بیقرار پایا عرض کی غلام ابھی تلاش کو جاتا ہی یہ کہکے رستم سے سمک با ہزارہا عیاری سے آراستہ ہوکر جست وخیز کرتا ہوا قریب اُس پہاڑ کے آیا دیکھا ایک مرد کا لاشہ پڑا ہی اور ایک عورت کا لاشہ پڑا ہی ساحر بنکر پھرنے لگا کہ درۂ کوہ سے دو چار جادوگر نکلے سمک نے اُنسے ملاقات کی صاحب سلامت کرکے پوچھا اس کوہ کا حاکم کون ہو ساحر رونے لگے کہا شقائق وحقائق دو بھائی تھے ایک کو سامری وجمشید نے بلا لیا ایک طرف قلعہ زنار یہ کے گیا ہی اب تو سمک نے باتون مین سب حال دریافت کیا پوچھا کہ اب یہان کا حاکم کون ہی کہا زفیل جادو سمک نے کہا میان زفیل کو ہم دیکھ بھی سکتے ہین ان ساحرون نے کہا اس درۂ کوہ کے بیٹھے ہین صورت زفیل کی پہچان کر سمک آگے بڑھا ایک مقام پر بیٹھکر زفیل کی شکل بنا قلعہ زناریہ پوچھتا ہوا چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا اُسی شکل سے داخل قلعہ ہوا پوچھتا ہوا حقائق جادو کہان ہی یہان حقائق ملکہ سنبل کو لیے ہوے پاس ملکہ زنار کے آیا زنار سنبل کو دیکھکر خوش ہوگئی کہا تو طلسم کشا کے بہت بڑے دوست کو گرفتار کرکے لایا حقائق نے کہا ایک کنیز نامہ لیے ہوے تمہارے پاس آتی تھی سنبل نے اسکو مارا میرے

کان مین جو آواز آئی ہم دونون بھائی جاگ پڑے ایک بھائی کو تو اسنے مار لیا مین نے گولا سحر کا پھینکا میرے گولے
سے یہ بیہوش ہوئی ہرچند کہ جمال اسکا دیکھتے ہی مین بیتاب ہوگیا مگر دل نے کہا کہ اسکی صورت ظاہری پہ مائل
ہونا اچھا نہین خدمت مین زنار کے لیچلو ملکہ زنار اسکو سزا دیگی زنار نے رات کو قید کیا صبح کو دربار مین
آکر مجھی حقائق سے باتین کر رہی ہے زنار کہہ رہی ہے کہ اسکے قتل سے طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا اسکے قاتل کو
بچنا دشوار ہو جائیگا کہ ساحرون نے آکر خبر دی اے حقائق تمھارا ملازم زرقیل جادو دروازے پر آیا ہے
اپنے گھبرا کے کہا بلا لو سماک بشکل زرقیل اندر آیا پہلے زنار کو سلام کیا پھر حقائق سے متوجہ ہوا کہا حضور
ساحرہ کو یہان لیکر چلے آئے طلسم کشا کو نہین معلوم کیونکر خبر پہونچی کاہن کو بھیجا بیابان آفتاب نے آکے گرمی دکھائی بہانہ کر
گرا دیا نوکرون کو آپکے قتل کیا مین پہلے ہی بھاگ آیا تھا بیرون کوہ سے سب معاملہ دیکھا کیا جب وہ قتل و غارت
کرکے پلٹ گئے تب مین نے کہا جاکر مالک کو اطلاع دون ابھی اسکو قتل نہ کیجیے ایسا نہ ہو طلسم کشا سن پاے مین
راہ سے خبر پہلے لشکر طلسم کشا مین گیا سنا کہ طلسم کشا کو اسقدر ملال ہے کہ خاصہ نوش نہین فرمایا اور سب صاحب تلاش
مین اسی ظالم کی نکلے ہین کہ جہان ملے اسے لاؤ اگر میرے نام حکم ہو تو مین اسے قتل کرون وعدہ کرتا ہون کہ سر اسکا
سامنے طلسم کشا کے لیجاؤن بڑے لطف سے سر پہونچاؤن بعد اسکے آپ لوگون کو اختیار ہے اپنے کو جیسے مخفی کیجیے
ایسا نہ ہو طلسم کشا آپ لوگون کو پاجاے زنار نے کہا ہم ایسے مقام پر چھپینگے کہ طلسم کشا تو کیا ہے ہیکل خیال
نہ پہونچ سکے جو اس مقام پر آئے مارا جاے سماک نے پوچھا آپنے تیغ ہفت جوہر کہان رکھا ہے اسنے دکھلا کر
کہا تیغ ہر وقت کمر مین رہتا ہے کسکی مجال ہے کہ تیغ پر نگاہ ڈالے سماک پنجہ کھینچکر اٹھا ملکہ سنبل سے اشارہ کیا
او گنہگار سر جھکا کر پنجہ حقائق تو حال قتل اپنے ہمدردونکا سنکر خاموش ہے یہی جوش ہے کہ بدلہ اسکا طلسم کشا
سے جاکر لون کہ سماک پنجہ کھینچکر سر پر سنبل کے آیا سر زنجیر کو تھام کر جھٹکا مارا کہا اپنے غلام کو پہچانیے مین
ہون سماک بن عمرو آپکی زبان سے سوزن نکالون آپ نکل جائیگا سنبل نے اشارہ کیا کہ مین تجھکو
لیجا کر نگی بارگاہ مین آگ برسا دونگی سماک پیترے بدلنے لگا پکار کر آواز دی حضرت طلسم کشا کو قتل
کرتا ہون زنار و حقائق نے اشارہ کیا ارے سر کاٹ لے اسی کی وجہ سے زرہ ہفت جوش لی اگر طلسم کشا
ہم پر کوشش کرتا تو زرہ نہ ملتی سماک نے باتون مین زنار و حقائق کو لگا کر زبان سے سنبل کی سوزن نکالی سنبل نے
سوزن نکلتے ہی اشارہ کیا کہ ماران سیاہ جو جسم مین لپٹے تھے وہ جل کر گرے تڑپ کے بلند ہوئی ایک گولہ
مار دیا بارگاہ مین زنار کی آگ لگا دی سماک کو جو ساحرون نے گھیرا سماک پنجہ کھینچکر لڑ رہا ہے کہ

ساحرانے مارے سنبل نے دیکھا زنار نیچہ کھینچکر سمک پر چلی سنبل سمجھی کہ اب سمک قتل ہوجائیگا جھولی پہ ہاتھ
ڈالکر ایک پرچہ کاغذ کا پھینکا وہ سنہرہ پنجہ بنکر گرا مگر بین سمک کی ٹوٹ گیا لیکر بلند ہوا اب سنبل لڑتی بھی جاتی ہے
اور پیچھے ہٹتی آتی ہے دروازے پر لاکھون جادوگر تھے انھون نے سحر کی آگ برسائی تلوارین گرائین یہ چاہتے
تھے کہ سنبل کو زمین پر گرائین لیکن سنبل آتش سحر سے مثل شعلہ جوالہ نکلتی ہے تلوارون سے یون نکلی گویا
جوہر تیغون کا ظاہر ہوا کوئی حال سے اسکے نہ ماہر ہوا لڑتی ہوئی بیرون قلعہ پہونچی ہزارون جادوگر مارے گلی
کوچون مین لاشہ ہائے ساحران کا انبار کردیا مکان سیکڑون گرادیے اسمین بھی ساحر دبے مرنے سے جو ساحرون
کے اندھیرا ہوا سنبل بیرون قلعہ آئی اب مقابل کر تصر کر رہی ہے مطلب یہ تھا کہ زنار کو قتل کرون مگر
پنجہ قابض نہ ہوتا تھا کیسے کیسے سحر زنار وغیرہ نے کیے مگر سنبل نہ رکی لڑائی بھرتی نکلی چرخ مارکر بلند ہوئی ستارہ
بنکر آسمان مین ڈوبی وہان سمک کو پنجہ لئے ہوئے جاتا تھا لمعان سحر بند کیوہ لمعان پر بیٹھی پوجا کر رہی
تھی کہ اسنے دیکھا ایک سنہرہ پنجہ ایک عیار کو لئے جاتا ہے لمعان نے سحر کیا سمک زمین پر گرا سمک نے
گرتے گرتے آواز دی ہمیشہ دلبرے سبحان مبارک باشد لمعان نے پوچھا ارے تو کون ہے کہا حقہ کا
بھڑک گویا ایک ساحر نے رات کو واسطے چھڑیے کے بلایا صبح کو جو سوا سیر دیتا تھا مین نے
انکار کیا ایک کاغذ میری کمر مین لپٹا دیا کہا جا کسی جنگل مین اسے چھوڑ آ یہ غلام کی کیفیت ہے صبح کا
وقت ہے کچھ بھیرون سناؤن یہ کہکہ بایان کھینچا سیاہ ہوا ٹھیکا چھیڑنے لگا لمعان سے آنکھین ملاکر یہ غزل
عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

بہ قدرت لقب ہے تیرے کلک گوہر افشان کا — بہار صبح اک سادہ ورق ہے میرے دیوان کا
ہری باد نفس سے گر ہو تیران پردہ غفلت — بہتر فرقہ کے پیش نظر ہو راہ عرفان کا
ریاض قدس ہریالی ہے میرے چمن سرا کی ہے — بہار انس گلدستہ ہے میرے طاق ایوان کا
سحاب ملک جاتے ہیں گر مین سون کشت گردون پر — روان ہو جوے خشک کہکشان مین چشمہ حیوان کا
دلون مین شاعرون کے گو معنی نہ پیدا ہون — ٹپکے گر صدف مین اسکے قطرہ ابر نیسان کا
نہین پیدا ہون مین ان یا دو خاک و آب و آتش سے — لمعہ کر چار عنصر سے ہے باہر میرے ارکان کا
بشر کے قالب خاکی مین جو مین جلوہ فرما ہون — تماشا دیکھنا منظور ہے نیرنگ امکان کا
میرے زیر قدم ہے تخت شاہی جن و ولایت مین — وہان کے دام و دو کو عار ہے منصب سلیمان کا

کہ گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی شخص بھیروین کے سرون میں اس غزل بے بدل کو گا رہا ہے نظم

مرا خون اسپہ تا ثابت نہ ہو سکا روتا ہے
مجھے مارا ہے پر ظاہر میں وہ عیار روتا ہے

بیابان میں صحراے وحشت میں ہوں برگشتہ ابا اے دلبر
کہ چشم آبلہ سے ہر قدم اک خار روتا ہے

بلا بھیجا ہے محبوب حقیقی نے چلا ہوں میں
ہنسی آتی ہے مجھکو جب کوئی غمخوار روتا ہے

مرض الموت کا ہے تو بالغ گریہ نہ ہو ناصح
مسلسل چشم ہو جاتا ہے یہ آزار روتا ہے

مری گردن جھکا دینے سے رحم آتا ہے قاتل کو
وہ خود سر خم کیے بیٹھے ہوئے تلوار روتا ہے

بہت اس کوچے میں نالان رہا لیکن نہ پوچھا
کوئی آفت رسیدہ کیا پس دیوار روتا ہے

ہمیشہ ہجر کا غم ہے تصور وصل کا کا ہے
جو دل اک بار ہنس دیتا ہے تو سو بار روتا ہے

مری حالت پہ دل بگڑا ہے تیور ہیں مگر گڑے
تمہیں سے گلے ملتا نہیں پر یار روتا ہے

ترے بیمار کو تیرے سوا صحت ملے کس سے
مسیحا کا بھی کچھ چارہ نہیں ناچار روتا ہے

مقابل مجھکے رونا ہے تو چشم تر تھم کیوں روؤن
ہمارے مقبل میں کیا ابر دریا بار روتا ہے

دعائیں مانگ کر ہنسنے پہ اسکے موت مانگی تھی
خدایا اب جلا مجھکو مرا دلدار روتا ہے

قبول اس میں ہر کو غفلت کدہ جانا ہے نہ خوش ہنا
جو غافل ہے وہ ہنستا ہے یہان ہشیار روتا ہے

یہ غزل سنکر شقاقل طرف صدا کے متوجہ ہوئی دیکھا ایک نازنین ایک نخل کے سایہ مین لباس پر زر پہنے ہوئے بیٹھی ہے پھولون کے زیور مین لدی ہوئی آسن مارے ہوئے تن تن کے یہ اشعار گا رہی ہے طائر ہر مرتبہ زمزمہ سرائی کرتے ہین گانے پر محو ہو رہے ہین شقاقل قریب پہونچی جھک کر اسکو سلام کیا اس نازنین نے اشارے سے سلام لیا اشارہ کیا بیٹھ جاؤ شقاقل بیٹھ گئی گلمتے گاتے اس نازنین نے ہاتھ ہلا دیا درخت سے پھول برسنے لگے شقاقل کے آگے انبار ہو گیا اشارہ کرکے اس نازنین نے پھول اٹھا کر سونگھے شقاقل نے بھی ہاتھی مین پھول اٹھاے اٹھا کر سونگھے سونگھتے ہی آنکھین سرخ ہوئین گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر گری اس نازنین نے اٹھکر شقاقل کا سر کاٹ لیا چھولی سے نامہ نکالا نعرہ کیا منم سنبل ہفت گیسو مار کر اسکو نامہ اسکی جھولی سے لیا خدمت مین رستم کی آئی عرض کی کہ حضور کوچ کرین اور کوہ یاقوت کو تشریف لیچلین طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یاقوت جادو آپکے ملنے کا خواہان ہے دو کنیزین اسکی زوجہ کی بھیجی ہوئی قتل ہوئین دونون کے پاس اسی مضمون کے نامے نکلے رستم نے بلا کر مقارمتا بخش کو حکم دیا کہ بموجب حکم ملکہ سنبل کے اثالہ بارگاہ کا

طرف کوہ یاقوت کے روانہ ہو دوسرے دن سے شیر و لشکر طرف کوہ یاقوت کے لیچلا ملکہ الماس جادو زوجہ
یاقوت نے جو دو نامے بھیجے اور جواب ایک کا بھی نہ پایا حیران ہو کنیزون سے کہنے لگی کہ تمام تیرہ ہے کہ وہ کنیزان
معتبر حیرت و چالاک سحر مین بھی بیباک گئین اور پلٹ کر نہ آئین مین خود جاؤن شوہر کو بلا لیجیا ملک یاقوت سے
سب حال کہا یاقوت نے کہا صاحب تحقیق جاؤ ہم بھی چاہتے ہین کہ طلسم کشا سے لین تم بھی آبرو لین سامنے
طالع مین آبرو ہو کہ شاہان ہفت کوہ مین سے ملک یاقوت شاہ بادشاہ کوہ یاقوت شریک طلسم کشا ہوا
الماس اسی وقت روانہ ہوئی بادشاہ کوہ یاقوت کی زوجہ دریا سے جواہر مین غوطہ زن سحر و ساحری مین پہن
لباس معقول پہنے ہوئے روانہ ہوئی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک لشکر کی آمد ہے اور سب کے
آگے آفتاب فلک سیر گھوڑے پر سوار پشیر و لشکری سات ہزار سوار برے اسکی پشت پر چھا رہے ہوئے اور
وردیان برنگ مختلف پہنے ہوئے اس ساز و سامان سے سامنے سے گذر گیا اس لشکر کو دیکھکر الماس
حیران ہوگئی بعد اسکے دیکھا سیماب جادو سات ہزار ساحر اسکی پشت پر نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے
سے گذر گئین اسکے بعد ملکہ لالہ عذار ساٹھ ہزار فوج سے یہ بھی گذر گئین اسکے بعد سنبل سفت گیسو تخت پر سوار
گرد ڈیڑھ لاکھ عورتین اسکے تخت کو گھیرے ہوئے تھے آب پاشی کرتے ہوئے کہ گرد نہ اڑے ایسا نہ ہو کہ عارض
انور پر گرد و غبار پڑے آئینہ رخسار مکدر ہو سب شاہ و شہریار اسی کے تخت کو گھیرے ہوئے اسکے ساتھ
بیحساب فوج ہے اژدرون پر اٹھائے بارگاہ کے لدے ہوئے اژدرون سے قلابہ آتشین چھوڑتے ہوئے تمام
صحرا آتش بہار ہو رہا ہے اسکے بعد دیکھا ملکہ شعلہ جوالہ کو تین برس زور و شور سے ہمراہ لشکر گران گذرین
اسکے بعد دیکھا کہ ہجاع عالم انبوہ خلایق علمہا زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے ایک سردار مثل دیو کے
جھومتا ہوا علم زرنگار کی چھڑ کاندھے پر سایہ مین علم کے ایک جوان رعنا بلند بالا خود سر پر رکھے ہوئے
زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ سر پر ہزار ہا نقیب آوازین دیتے ہوئے کہ یارو ادب
سے چلو یہ جوان کہ حسن و شوکت مین یکتا یعنی طلسم کشا ہے اسکی سواری مین خوش آواز نقیب دعائین
دیتے ہوئے پشت پر بہیر بنگاہ بازارین لشکر کی جمی ہوئی منزلون تک آثار لشکر طلسم کشا کا ہے جہان تک
نگاہ جاتی ہے علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے یہ شوکت و شان دیکھکر ملکہ الماس کو پسینہ
آگیا دل بیقرار ہو گیا آنکھین فصل برسات کا ابر بن گئین جی مین کہتی تھی الماس یہ لشکر جس ملک پر جا کر
گریگا کوئی ذیحیات کا ہیکو بچیگا حقیقت مین یہ شاہزادیان میٹھے عیش مین ہین یہ جمع عام ساحران زیر دست طلسم کشا

جری و بہادر انکو کون روکیگا اب کون روک سکتا ہی اجماع لشکر پہ ثابت و سیارہ کو سکتا ہی کیا لشکر ہوا اور کیا تاجدار ہی جاکر شوہر کو سمجھاؤن الیسا نہ ہو کوئی افتاد ہوا ہی المناس اب مین قلعہ زنار یہ پہ جاؤن یا پہنچے قلعے مین جاؤن اس فکر مین حیران کھڑی ہی آخر یہ سوچی کہ زنار کو جاکر لاؤن طرف قلعہ زناریہ کے چلی مگر چوٹ کھائی ہوئی آہ آہ کی صدا دل سے بلند کرتی ہوئی کبھی بیقرار ہو کر پکار اٹھتی ہی اور کہتی ہی کہ

ٹھوکرین مار کے مردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

انکی پا زیب کی جھنکار سے آتی ہی صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو ساتھ انکے بھی پھر لو دو گام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنی
راہ کو کاٹتے جا دشمن کو جلاتے نہ چلو

سائل بوسہ سے منہ پھیر کے کہتا ہی وہ شوخ
نیک طینت ہو تو بد ذاتی پہ آتے نہ چلو

گرپڑتے ہین کنوین اور گڑھون مین اکثر
ذقن و ناف سے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین کرتے ہین آنکے
یہی فرماتے ہین منس منس کے ہنساتے نہ چلو

گوشمالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
طفل غنچہ ہی غریب اسکو ڈراتے نہ چلو

پر مشقت ہی رہ عشق نہ طی ہو دو گام
کو سون دریا کو پسینے سے بہاتے نہ چلو

منہ چھپا کر یہ تمہارا ہی نکلنا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

شاق رفتار کرو گرم روی کی نہ سہی
کونسی چال ہی یہ آگ لگاتے نہ چلو

کہا اگر عاشق شیدا سے کہان جاؤ گے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھو سے نہ اندھو نکالا کٹو اٹھو
یون چلو پاؤن کی آواز سناتے نہ چلو

کو سے معشوق مین امی عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو

اپنے کہد و کوئی آتے ہین جو یہ لکھ ابر
چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی المناس زوجہ یاقوت قلعہ زناریہ مین پہونچی ملکہ زنار بلاقان کو خبر ہوئی برائے استقبال نکل آئی آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا کہا بہن کیونکر آنیکا اتفاق ہوا المناس نے کہا مہینہ بھر کا زمانہ گذرا کہ ہمنے ایک کنیز کو بھیجا نامہ اپنا مہری دیا تھا مین بہر قوم تھا کہ بہن تمہین سرفراز کرو حال نہ کھلا کہ اس کنیز پر کیا گذری زنار نے کہا تمہاری کنیز کو سنبل ہفت گیسو نے قتل کیا حقائق و شقائق مالک اس کوہ کے

لگائے سنبل پر سحر کیا سنبل نے شقائق کو مارا حقائق نے سحر کرکے سنبل کو گرفتار کر لیا گرفتار کرکے یہاں لایا عیار طلسم کشا بھی برابر پہونچا آکر اسنے سنبل کو رہا کیا اس دن دس بیس ہزار ساحر یہاں لگا مارا گیا مگر وہ نکل گئی اور عیار کو بھی لے گئی دوسری کنیز کا حال نہیں معلوم غرضکہ استقبال کرکے الماس کو بارگاہ مین لائی الماس نے تعریف لشکر طلسم کشا کی شروع کی اور کہا ایسے ایسے ساحر شریک طلسم کشا ہیں کہ زمین ہلا دینگے کائنات طلسم مین زنار کہتی ہے بوا تم تو اسقدر تعریفین کرتی ہو کہ انکے آگے قدرت کی کچھ حقیقت نہین ہے ایسے لشکر قدرت نے سالہا سال مشقت کی تب ممکن ہوئے جسدن ارادہ کرینگے ایک دن مین لشکر طلسم کشا مٹا دینگے ملیامیٹ کرین سارا جنگل دھوین سے بھر دین کون قدرت کا سامنا کر سکتا ہے باتین کرتے کرتے الماس نے جام و صراحی کو اٹھایا ایک جام آپ پیا دوسرا زنار کو دیا کہا لو بوا جام پیو جیسے ہی جام زنار نے ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی شعلہ بنکر اڑی زنار نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا کیون الماس یہ کیا حرکت تھی الماس کانپنے لگی کہا بوا مین نے کچھ نہین ملایا یہ کہکے ہاتھ چھڑا لیا اٹھکے بھاگی زنار نے کہا لینا یہ جانا نہ پائے ہزارہا جادوگر پیچھے الماس کے چلا جب دروازۂ قلعہ پر پہونچی چاہا خندق کے پار جاؤن خندق سے ایک شعلۂ آتش پتھر کا برابر منھ کے آکر پھٹا کہ اس شعلے سے دھوان نکلا بیہوش ہوکر الماس گری ساحرو نے گرفتار کر لیا سامنے زنار کے لائے زنار نے زبان مین سوزن دی مسلسل و مطوق کیا یاران سیاہ چشم مین لپٹا کر کہا انکو لیجا کر قید خانے مین قید کرو مین انکو خدمت خداوندی مین لیجاؤنگی الماس کو جب کئی دن گزرے یاقوت شاہ فراق زوجہ مین گھبرایا شکار کے حیلے سے صحرا مین آیا گل ولالہ کو دیکھکر بار زوجہ پھر یاد آئے بیقرار ہوکر گھوڑے سے کود آیا دامن اپنی زوجہ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

زاہد فریفتہ ہیں مرے نونہال کے
عاشق بزرگ لوگ ہیں اس خوردسال کے

ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید
سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کے

مضمون کی تنگی ہے طبیعت کو اپنی تنگ
کانپے نہو دین ہم کبھی مرتے کمال کے

شان و شکوہ نے ہمیں برباد کر دیا
مثل حباب اٹھ گئے خیمے نکال کے

رنج خمار اٹھانے کی طاقت نہیں مجھے
پیتا ہوں مین شراب مین بھی لون ڈال کے

بے عشق لوگ کہتے ہیں ماہ چہار دہ
منکر ہوئے ہیں تمہارے کمال کے

اس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
تودے لگائے خاک شہیدان کلال کے

سرمہ ہمین ہوا ہی تجلّی سے طور ہی — ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے
شام شب فراق سے پہلے موے جو لوگ — آئی ہوئی بلا سے گئے سر پہ ٹال کے
اس شمع رو کا داد رسے جسم گداز و صاف — اللہ نے بنایا ہی سانچے مین ڈھال کے
افعی ہی زلف خال ہی افعی کی مہرہ کا — عقدے کھلے یہ فکر سے اس زلف و خال کے
آنکھون مین اپنی رکھتے ہین اہل نظر نقش — سرمہ ہوئے جو پیسے ہوے تیری چال کے
اخوان دہر سے عجب اسکا نہ چاہیے — یوسف کی فکر مین جو پھرین گرد بال کے
معنی کے شوق مین جو ہوا دل کو میل فکر — تصویر شعر نکلے تہ پای خیال کے
سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا — ڈھیلے لگاتے ہین تجھے دیدۂ غزال کے
شک ہوتا تیرے ہاتھ کا بہتے جو ای صنم — پنجے مین آفتاب کے ناخن ہلال کے
آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہی صاف — حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

یاقوت بیقرار کھڑا ہوا ہی زوجہ کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی زیر نخل اثر پا اشک کا رو غیرہ موقوف کیا یا دہ مژگان مین دل پر تیر چل رہے ہین کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی بھی آواز آئی یاقوت دیکھنے لگا پشت مرکب باد رفتار پر ایک جوان باشوکت و شان سطوت و صولت مثل ملازم ہمراہ رکاب گرد ساحران لاجواب کاہن طلسم رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ملکہ سنبل ہفت گیسو و سیاب سبزہ لالہ عذار و ملکہ شعلۂ جوالہ و سمیتن وغیرہ گرد گھیرے ہوے شاہزادے کو گویا گرد ہجوم ثوابت و سیارگان بیچ مین وہ ماہتاب تابان پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے آمد لشکر الٰہی و نعت رسالت پناہی اسپر مرقوم آمد فوج کی دھوم یاقوت حیران حیران دیکھ رہا ہی رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک تاجدار جلیل پریشان ایک نخل کے سایے مین کھڑا رو رہا ہی ہچکی لگی ہوئی ہی آنکھون سے دریا جاری ہی رستم نے گھوڑے کو دوڑایا رحم دل انتہا کے ہین رونا اسکا دیکھکر دل بیتاب ہوگیا صاحب سلامت کی تاجدار نے کچھ جواب نہ دیا رستم نے ہاتھ پکڑکے ہلایا کہا ای کشتۂ تیغ حسرت و یاس کیون اسقدر ملول و حزین ہی اس تاجدار نے کلیجے پر ہاتھ رکھا دل کو سنبھال کر جواب دیا ای شہریار کیا حال بیان کرون مقام شرم و حجاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی اگر حضور علیحدہ ہون تو کل کیفیت عرض کرون رستم ہاتھ پکڑکر کنارے لاے یاقوت نے روکر کہا ای شہریار جس روز شیر دوالہ

مارا گیا اعتقاد مین ہزارون کے فرق آگیا عجب معرکہ گذرا ہی مین نے زوجہ سے صلاح کی کہ تیغہ ہفت جوہر
ملے تو لیجا کر طلسم کشا کو دین اس حیلے سے اُس شہر بلا سے بلین زوجہ نے کہا زُنار سے اور مجھسے بڑی بہتی
ہی دو کنیزون کو نامہ دیکر بھیجا تھا ایک کا حال تو مجملاً کھلا ایک کا بالکل نہ معلوم ہوا شوق ملاقات طلسم کشا
دل مین بھرا تھا وہ خود یہان سے گئین کہ مین اسکو مع تیغہ ہفت جوہر لاؤن مکان پر لا کے دعوت
کرون تیغہ لیکر طلسم کشا سے ملون آج کئی دن کا زمانہ گزرا وہ واپس نہین آئی اگر قید خانے مین ہکی قضا ہی تو
مجبور ہون سوچ رہا ہون کہ طلسم کشا کے پاس کیونکر جاؤن کیا روے سیاہ دکھاؤن اگر تیغہ ہفت جوہر ملتا
تو غنچہ آرزو کھلتا فلک نے نہین چاہا رستم نے کہا مین خود جاؤنگا زرہ ہفت جوشن زیب جسم ہو اور کلاہ
ہفت گوشہ بالاے سر ہو انشاء اللہ تعالی ضرور رہا کرکے لاؤنگا لشکر طرف کوہ یاقوت کے چلتا ہی مین
الماس کو رہا کرکے لاتا ہون تم اگر مناسب جانو لشکر کے ساتھ رہو یا الگ رہو جیسا مناسب جانو وہ کرو
مین وقت پر آجاؤنگا بہ منت و خوشامد رستم یاقوت کو بارگاہ مین لائے آپ مرکب تیار کرایا فرمایا بھائی
تم لوگ طرف کوہ یاقوت کے چلو ہم قلعہ زناریہ سے ہو کے آتے ہین آفتاب فلک سپر اپنے مقام سے اٹھا
عرض کی حضور یہ کیون تکلیف اٹھائین مین جاتا ہون ہرچند رستم نے منع کیا لیکن یہ پر پرواز پیدا کرکے
طرف قلعہ زناریہ کے چلا سنبل ہفت گیسو بھی اپنے مقام سے اٹھین یہ کہتی ہوئین ای کاہن ٹھہر وہین بھی
آئی سماک قدمون پر گر پڑا کہا حضور آپ تامل فرمائین مین جاتا ہون جس حال مین اسکی زوجہ ہوگی اسی رنگ سے
لاؤنگا یہ کہکے سماک نے قطورہ عیاری لگائے یہ بھی چلا یہان زنار نے دوسرے دن الماس کو ارابے پر
سوار کیا طرف ہفت پیکر کے لیچلی کہ خدمت خداوند مین اسکو پہونچاؤن ہمکو سزا ملے کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے
خود بھی طاؤس پر سوار ہوکر ساتھ چلی بارہ ہزار ساحر بھی اپنے ہمراہ لیے زنار قیدی الماس کی لیکر چلی قلعے
سے بارہ کوس پر ایک مقام پر چاہ پختہ تھا وہان لشکر بلا زم اسکے ٹھہرنے لگے زنار بھی ٹھہری کوئی پانی بھرتا ہی
کوئی نہا رہا ہی کہ ایک افسر نے پانی بھرا دوسرے افسر نے ڈول اٹھا لیا آپس مین تلوار چلنے لگی زنار نے دیکھا پیدل
سوارون پر جا پڑے اور سوار پیدلون کو مار رہے ہین تھوڑے عرصہ مین نصف فوج تمام ہوئی زنار چیخ کر
غل مچاتی ہی کہ ارے کمبختو کیون آپس مین لڑتے ہو لاکھ کہتی ہی مگر کوئی نہین سنتا دیکھا زنار نے چھ ہزار مرگئے
گر سے چھ ہزار باقی ہین زنار افسرون کو تڑپا تڑپا کے رولتی ہی افسر اسیر سحر کرتے ہین جتنا وہ لپکا چکی
ہی اتنا ہی افسر بلوہ کرکے چاہتے ہین کہ ہمکو پکڑ کر قتل کرین کہ آسمان پر سر اٹھا کے دیکھا پھوپا سا لگا ابھی ہوتی

بوندیان گر رہی ہین جسکے سر پر وہ بوندی گری اُسکو زنار سے دشمنی زیادہ ہوئی جب زنار نے دیکھا کہ سہمان
پر جواہر ہی اُس سے قطرات آب گرتے ہین وہی قطرات جوش مزاج سرداران بڑھا رہے ہین اٹھا کے ایک گولہ
ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر ایک نازنین تاج سر پر رکھے ہوئے پشت پر وزیرزادی مگس رانی کر رہی ہی
ایک جوان سبز رنگ خود سر پر جھولی بائین ہاتھ پر سحر کر رہا ہی زناران ساحر دن کو دیکھکر گھبرا گئی اس جوان نے
للکارا کہ او زنار مجھے پہچانتی ہی مین آفتاب فلک سیر ایک مرتبہ نازنین نے آواز دی مین سنبل ہفت گیسو
جس نازنین کے سر پر تاج تھا اسنے آواز دی مین شعلہ جوالہ ان سب نے آکر زنار کو گھیرا آفتاب اپنا بھڑتا برابر
ارا ہے کے پہونچا آکر الماس کو رہا کیا الماس جو اٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کئی سے کے سر اڑا دیے
زنار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اور دیکھا کہ سب گھیرے ہے خواہان ہین نکل بھاگی دونون پانون زمین مین مارے
غرق زمین ہوگئی یہ سب سردار فتح کرکے الماس کے پاس آئے الماس رونے لگی کہا کہ اے سرداران نامی مجھکو
خود بخود طلسم کشا سے محبت پیدا ہوئی مین نے چاہا تھا جا کر زنار کو قتل کرون اور آئینہ ہفت جوہر لاؤن نہین معلوم
وہ کیونکر آگاہ ہوئی شراب کا یہ انجام ہوا کہ جام سے شعلہ بنکر اڑ گئی اسنے میرا ہاتھ پکڑ لیا مین تڑپ کے لڑتی ہوئی
چلی بیرون قلعہ آکر گرفتار ہوئی اب پاس ہفت پیکر کے چلی تھی آپ لوگون نے آکر رہا کیا اب مین پاس شوہر کے
جاتی ہون سکو لیکر آپ لوگون کی خدمت مین آتی ہون سکو غیرت ہی کہ ایسی تدبیر سے پاس طلسم کشا کے جاؤن
کہ طلسم کشا کو معلوم ہو کہ یاقوت ایسا شخص شریک ہوا کاہن نے کہا اے شاہزادی یہ خیال محال ہی دل سے
نکال ڈالو طلسم کشا پر کوئی احسان نہین کر سکتا طلسم کشا پر خدا مہربان ہی ہر مشکل اسکی آسان ہی آپ تشریف
لیچلین آپکے شوہر بھی وہان موجود ہین الماس بھی ان سب کے ساتھ ہوئی یہ سب سردار طرف لشکر طلسم کشا کے
چلے رستہ میں یاقوت کو تھوڑی دور لیکر آئے تھے کہ یاقوت نے عرض کی آج جس منزل پر آپ اُترینگے یہان سے بارہ
کوس کے فاصلہ پر کوہ یاقوت ہی اگر گھڑی دو گھڑی رات سے آپ کوچ کرین تو کل کا دن اسکا عجائب و غرائب
دکھائیگا ہی مجھکو رخصت کیجیے مین آپکے آنیکا اہتمام کرون فوج کو آپکی ملازمت پر ترغیب دون جسوقت آپ
پہونچین مین بھی شریک ہون طلسم کشا نے یاقوت کو رخصت کیا یاقوت شہر مین آیا افسران فوج کو
بلایا اُنسے بیان کیا کہ اب وقت زوال ہفت پیکر آگیا طلسم کشا بڑے زور و شور سے آتا ہی زرہ ہفت جو
زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ بر سر اور ساحر عمدہ سکو مکن ہو گئے ہین کل کوہ یاقوت پر ہنگامہ ہوگا یا تو آپ لوگ
میرا ساتھ دین یا مجھکو جواب دے سب نے عرض کی ہم آپکے ساتھ ہین جس سے آپ لڑینگے ہم بھی لڑینگے

یاقوت مطمئن ہوا یہان یہ سرداران مذکور الماس کو ساتھ لیے ہوے خدمت طلسم کشا مین آئے سب کیفیت
بیان کی طلسم کشا نے الماس کو بھی رخصت کیا کہا اب جاؤ جاکر شوہر سے ملو شوہر تمھارا بہت بیقرار ہی انکو تمھاری
جدائی شاق ہی اہتمام میلہ کا کر لینا ہم کل عین وقت پہ پہونچین گے گھبرانا نہین الماس بھی طلسم کشا سے رخصت
ہوئی وعدہ کر کے پاس اپنے شوہر کے آئی دیکھا یاقوت اسباب طلسمی نکال رہا ہی اور تحفہ جات جسم پر آراستہ
کر رہا ہی زوجہ نے آکے سب کیفیت بیان کی یاقوت اور زیادہ متعجب ہوا کہ طلسم کشا نے احسان کیا اگر تم
گرفتار ہو کر سامنے اس مردود کے جاتین نہین معلوم کیونکر پیش آتا کل ہم ساتھ طلسم کشا کے جانبازی
کرینگے کہ تصویر کا حال کھلے یہ مکار بندگان خدا کو اپنی پرستش پہ ترغیب دیتا ہی دیکھین کیا ہوا اس رات بھر مین
زیر کوہ میلہ جمع ہوا یاقوت نے صبح کو اٹھکر زوجہ کو تخت پر سوار کر لیا اوّل بالاے کوہ آیا تصویر کے سامنے
ٹھہرا رہا غصّے مین سجدہ نہ کیا برہمنون کو دیر مین مقرر کیا تصویر سے آواز آئی کیون ای یاقوت آج تمھارا مزاج
کیسا ہی تمنے قدرت کو سجدہ نہین کیا یاقوت نے جواب دیا دل سجدہ کر رہا ہی ظاہرا سجدہ کیا تو کیا برابر ہی
اب یاقوت کوہ سے اترا فوج کو جما کر قاعدے سے ٹھہرا ہوا انتظار طلسم کشا کر رہا ہی مراد مند حاضر ہونے
لگے مرادین سب کی ملنے لگین جو جو کچھ مانگتا ہی وہی مراد ملتی ہی یاقوت فوج کو لیے ہوے انتظار کر رہا ہی
کہ صحرا سے گرد اڑی آمد لشکر طلسم کشا شروع ہوئی آگے آگے سب کے کاہن فوج کو ترغیب دیتا ہوا سبب
ساحر ایک تخت پر طلسم کشا پشت مرکب پہ یاقوت آگے بڑھا کاہن سے کہا آمد فوج کو لیتے چھپائیے
تصویر پر ظاہر نہ ہو مین طلسم کشا کو بالاے کوہ لیے جاتا ہون کاہن نے نشان فوج مخفی کرائے تا یہ نہ کوئی
کہہ سکے کہ لشکر طلسم کشا آیا بارہ کوس تک ہجوم عالم انبوہ خلایق اسی جماؤ مین لشکر طلسم کشا بھی ٹھہرا یاقوت
نے قریب آکر کہا کیون شہریار کچھ مراد مانگیے گا طلسم کشا نے سر ہلا دیا یاقوت نے طلسم کشا کو ساتھ لیا راہ مین
لوگون سے کہتا ہوا یہ سوداگر بڑی دور سے آئے ہین مراد مانگین گے جو مانگین گے وہ پائینگا قدرت کا
فیض جاری ہی داہنے پر خود بائین پر طلسم کشا کے الماس زوجہ یاقوت و نیز زادیان الماس کی گرد
طلسم کشا کے جمال بیمثال دیکھکر دل ہی دل مین کھنچی ہین کوئی آہ کرتی ہی کوئی واہ کرتی ہی وزیر بھی یاقوت کی پشت
شاہزادے کے ساتھ ساتھ سمک بھی آتا ہی کاہن نے ترلپ کے اپنے مقام پہ کہا ای ملکہ سنبل تم انتظام لشکر
کرو مین پاس طلسم کشا کے جاؤن وہ اکیلے پہاڑ پر جاتے ہین غیر لوگ ساتھ ہین ایک تو اپنا ملازم خاص
ساتھ ہو سنبل نے کہا مین جاؤن آفتاب فلک سیہر نے کہا مین جاتا ہون سب شاہزادیونکو

آگاہ کر کے آفتاب اسوقت قریب طلسم کشا کے پہونچا کہ یہ پہاڑ پر چڑھ رہے ہین یاقوت راستہ بتاتا ہوا لاتا ہی گھاٹیون کو طی کر رہے ہین کہ آفتاب آکر پہونچا سلام کر کے پشت پر ہولیا سمک بن عمرو سمجھاتا ہوا ہی شہریار جب تصویر پر ہاتھ ڈالیئے گا کلاہ سے بہت ہوشیار رہیے گا سپاہی طرح سے فتور کریگا چاہیگا کہ کلاہ ہفت گوشہ آپکے سر سے لے لون آفتاب کہتا ہی حضرت صاحب یہ سب محافظین میرے سپرد ہین بہت اچھے دن آئے ہین ساعت بھی نیک ہی انشاءاللہ کوہ یاقوت پر قبضہ کرتے ہین رستم گھاٹیان طی کر کے بالائے کوہ پہونچے جب سامنے دیر کے پہونچے کشتیان جواہرات کی سامنے تصویر کے رکھین یاقوت نے آواز دی یا خداوند یہ تاجر بڑی دور سے آیا ہی تصویر نے بہ قہر و غضب آواز دی او یاقوت قدرت کو دھوکا دیتا ہی طلسم کشا کو ساتھ لایا ہی ابھی اسکو پتھر کا کردون طلسم کشا نے یہ آواز سنتے ہی تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم ارشد اولاد امیر عرب یہ کیست علمشاہ یعنی رستم لقب نعرۂ دیگر

| | |
|---|---|
| علمشاہ رومی شہ فیل زور | دہر تحت مرزوق افگندہ شور |
| تزلزل فتد درمیان مصاف | اگر تیغ کین برکشم از غلاف |

سرداروں نے پھر کرنا شروع کردیے تصویر نے منھ کھولا صدہا طائر اُسکے دہن سے نکلے گرد طلسم کشا کے چرخ مار رہے ہین چاؤن چاؤن کر رہے ہین علمشاہ نے جو تیغ کو ہلایا طائرون کے سر کٹ کے گرنے لگے یہان زیر کوہ جو سردارون نے نعرے کی آواز اپنے آقا کی سنی فوراً برابر لڑنے لگے فوج یاقوت کی لڑ رہی ہی بالائے کوہ آگ برس رہی ہی آفتاب فلک سیر جب بانش کے دانے مارتا ہی طائر جلکر گرتے ہین یاقوت والماس ہرچند کہ صدائے طائران سے کانپ جاتے ہین لیکن یاقوت سب کے آگے بڑھا ہوا گولے تصویر پر مار رہا ہی آواز آئی اوسکا راب کیون فتور کرتا ہی جل قدرت کو سجدہ کر قدرت پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ تو طلسم کشا کو لیکر آیا ہی عین گرمی جنگ ہی کہ زنار جو اس مجمع سے نکلی تھی چھوٹن پہاڑ پر گئی سنا کہ ظہور قدرت کوہ یاقوت پر ہی اسی وقت آکر پہونچی دیکھا وہ وقت ہی کہ طلسم کشا لڑتے ہوئے برابر تصویر کے پہونچے ہین لیکن وہ جھاؤ ہی کہ سانس لینا مشکل ہی آخر ہاتھ بڑھا کر تلوار ماری وہ جو طائر اڑ رہے تھے انمین سے ایک طائر کلان قریب تصویر کے آیا پکار کر آواز دی یا خداوند مجکو زندہ کیجیے گا آواز آئی تجھکو زندۂ جاوید کیا ہی تجھے کون مار سکتا ہی طائر نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھدیا رستم نے ہاتھ مارا کہ سر طائر کا کٹ کر گرا سر تو غائب ہوگیا لیکن طائر کے حلق بریدہ سے دھوان نکلنے لگا اسقدر دھوان نکلا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ معلوم ہوتا تھا رستم نے آفتاب کی طرف دیکھا آفتاب نے آواز دی

اے ساکنان صحراے شعلہ خیز جلد حاضر ہو تامل نہ کرو چند جوان مشعلین ہاتھ مین آکر حاضر ہوے مشعلون کی روشنی سے
سارا پہاڑ روشن ہو گیا آفتاب لڑنے لگا طلسم کشا نے کئی ہاتھ تصویر پر لگائے طائرون نے اپنے سر کٹوا کے
مر تصویر کو بچایا جب طلسم کشا تلوار کھینچکر قریب پہونچتے ہین زمین کانپتی ہے پاؤن جمتا نہین ہاتھ بہکتا ہے بمشکل
ہاتھ مارتے ہین طائر مر کر گر پڑتے ہین آفتاب فلک سیر نے طرف یاقوت کے دیکھا یاقوت نے
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک کاغذ سیاہ نکالا اسکو بشکل عقاب کاٹا پکار کر آواز دی اے عقاب جہان گردان
طائرون کو لینا کئی عقاب تیز پر آکر حاضر ہوے طائرون پر گرے چیر کر پھینکنا شروع کیا طائرون کا خون
جو پہاڑون پر گرا پتھر پھٹنے لگے وہ صداے ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی صدہا آدمی بہرے ہو گئے یہ جو آفتاب
نے دیکھا کہ وزیر اور وزیر زادیان اشارے کرتی ہین کہ ہمین سنائی نہین دیتا کاہن نے دو پتھر زمین پر
مارا یا تو دریاے خون جوش مار رہا تھا یا وہ دریا رکا کم ہونے لگا غرا تا مارکے انھین پتھرون مین غائب
ہونے لگا طائر عقابون کے خوف سے چیخ مارتے ہوے بھاگے آسمان مین ڈوب گئے عقاب اسیطرح اڑتے
پھرتے ہین تصویر جب منہ کھولتی ہے طائر اسکے دہن سے نکلتے ہین وہی عقاب شکار کر لیتے ہین برہمنون نے
بڑھکر تصویر کے سامنے فریاد کی یا خداوند مراد مند قتل ہوے زیر کوہ اہل میلہ قتل ہو رہے ہین قدرت انکو
بچائین تصویر نے آواز دی ارے برہمنو دیکھتے ہو کہ قدرت کی جان پر بنی ہے طلسم کشا ڈٹا ہوا کھڑا ہے کئی تلوار کے
ہاتھ مارے خیر خواہان دولت نے بچایا ورنہ ابتک قدرت کا خاتمہ ہوا تھا یہ جو یاقوت نے سنا ہنس کر زوجہ
سے کہا لو صاحب سنو یہ کیسے قدرت کہ اپنی جان کا خوف کرتے ہین معلوم ہوا کہ یہ مذہب باطل ہے یاقوت
والماس کو ایک جوش ہوا جھکر لڑنے لگے جب گولہ مارا اوس کے سر اڑ گئے طلسم کشا کو ساتھ لیکر لڑتے
ہوے سامنے تصویر کے آئے تصویر نے آواز دی او یاقوت کیون تیری قضا آئی ہے ابھی پتھر کا کر دونگا یاقوت
نے کہا او مکار تو اپنی جان بچا یہ کہکے ایک گولہ مارا کہ تصویر کا سر پھٹ گیا سر سے تصویر کے دھوان نکلا وہ
دھوان بلند ہوا دیکھا ایک جوان سیہ فام نعرے کرتا ہوا بھاگا جاتا ہے مگر ہاتھ جو ہلاتا ہے ہاتھ سے برقین گرتی
ہین سیکڑون کے سر اڑ گئے سیکڑون پہاڑ پر سے گر پڑے آواز دیتا ہوا وہ جوان بھاگا جاتا ہے کہ اے بندگان
من اپنے کو سرداران طلسم کشا سے بچاؤ یاقوت تاجدار علمشاہ کے ساتھ لڑتا ہوا ایک طرف
کا رخ مثل شیر کے جھومتا ہوا پہاڑ سے یہ سب اترے ہین کہ پہاڑ پر تین لاکھ سوار و پیادل انھین سے
تلوار کھینچے ہوے نکلے رستم کو سب نے گھوڑے پر سوار کر لیا سمک نے حقہ آتشبازی مارے رستم

پتھر پھینک کر سے غول میں انکے جا کر گرے بڑھکر افسر کو مار اوج والے فریاد کرتے ہوئے چاہتے ہیں درۂ کوہ میں گھس جائیں مگر رستہ نہیں پاتا ہے بیان الکہ سنبل و لالہ زار و تقش و سیماب و شعلہ جوالہ وغیرہ نے بیابان میں ہنگامہ ڈالدیا دوکانیں لٹنے لگیں سارے بیلے کو قتل کیا سنبل نے ساتوں گیسو ہائے ساحرون کی آنکھوں میں اندھیرا آجاتا ہی نابینا ٹٹولتے پھرتے ہیں سنبل نے ہاتھ ہلا دیے برق چمکی انھوں کے سر اڑ گئے ملکہ لالہ عذار جس غول پر آئیں عارض انور مثل ماہتاب کے چمکی ہزارہا دیوانے ہوئے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہیں نظم

کافی بس اسکو نشہ ہی لب سے شراب کا ۔ ہی لوچ شیشے کے ہاتھ میں ساغر حباب کا
ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہیں آبلے ۔ نقش قدم میں طور ہی چشم پر آب کا
کہتے ہیں تیرے عارض و قامت کو دیکھکر ۔ بالائے سرو پھول کھلا ہی گلاب کا
دیکھی جو اسکی زلف ہوا محو داغ دل ۔ ہوتا ہی وقت شام غروب آفتاب کا
آتا ہی رشک اے دل پر آبلہ مجھے ۔ کیا چاند پھوٹتا ہی پھپھولا حباب کا
مشکل بغیر ساقی مہوش ہی دور مے ۔ محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا
آتی ہی خشک و تر سے بچھے بوئے زلف یار ۔ ہی مشک کی زمین تو دریا گلاب کا
اسکی نگاہ گرم جو پڑتی ہی غیر پر ۔ ابلیس اپنا نشانہ ہی تیر شہاب کا
پیری بغیر ہجر نہ دیکھا طلوع صبح ۔ گزرا شب فراق میں موسم شباب کا
آتا نظر ہی دنکو بجز شب وہ اندھون ۔ پالا ہی شبنم سے مزاج آفتاب کا
تیری بہار رخ نے اڑا دئے گالوں کے رنگ ۔ دنرا سے جوش باغ میں ہی ماہتاب کا
مارا ہی چشم مست نے میرے سبو میں آن ۔ نرگس کے پھول اور پیالہ شراب کا
محشر میں ہمکو نامۂ اعمال دیکھکر ۔ ناصح خیال آئیگا خط کے جواب کا
ارض و سما کے طبقے ہیں بازی گنجفہ ۔ چھوٹا فلک ہی ایک ورق آفتاب کا
سیر تری میں کی جو سکندر کی پیٹھ دیں ۔ تھا سر پہ نقش آب کے افسر حباب کا
اپنی غزل پہ آپ میں لکھتا ہوں یہ غزل ۔ دیکھو جواب ہے سخن لاجواب کا

اشعار عاشقانہ پڑھتے اور درۂ کوہ میں پہونچے پتھروں سے سر ٹکرانے لگے بعض تھرا کے جھیل میں گرتے ہیں دور نام لیکر پکارتے ہیں اے ملکہ لالہ عذار جمال اپنا ہمکو دکھاؤ ہم بھر کو نگاہ کے سامنے آؤ عاشق جمال

بیٹھال ہین ہم لوگ مچھ جال ہین کسی جانب چند کس بھاگے بجوش محبت ہین جھیل ہین جا گرے شعلۂ جوالہ نے
ایک سحر کیا آگ مثل جلاکر گرے انبار ہیزم ہوئے جس غول کو اشارہ کردیا ہزارہا اس آگ ہین گر پڑے رستم
آل مجمع ہین پہونچے تیغ کھینچا ہوا ہاتھ ہین جسکے ہاتھ مار دیا اسکا سر اڑگیا آفتاب فلک سیر نے
دستک دی نیر اعظم کی گرمی بڑھی بھیجے دماغ سے نکلنے لگے مثل ہیزم خشک کے جلنے لگے چہار جانب سے
ان ساحرون نے سحر کی بوچھار کردی مسلمین کا دریاے سحر جوش مار رہا ہی جو قریب دریا پہونچا
مچھلیان تڑپ کے نکلین جسکے سینے پر پڑین توڑ کر پشت کو پار گذرین بعض جوش دریا دیکھکر آبرو
ڈبونے کو چھپانے لگے صاف ظاہر کہ حباب اب دریا مثل چشم معشوق اشارے کر رہے ہین کہ ہمارے پاس آو
جو قریب گیا وہ گرفتار سحر ہوا پانچ چھ شاہزادیان و آفتاب فلک سیر و یاقوت و الماس کے سحر سے
پناہ نہین ملتی یاقوت و الماس تاک تاک کے گولے پہاڑ پر مار رہے ہین اور سنبل و غیرہ کو تعلیم کرتے
ہین کہ اس پہاڑ سے متعلق ہفت پیکر کی جان ہی اسکو صدمے پہونچتے ہونگے یہین پھر ایک طلوع چنگ سا
ہوی بڑا اور گنے والا پہاڑ لگا یاقوت تاجدار تھا وہ شریک طلسم کشا ہوا جس مقام پر تصویر گری
ہی پتھر کی تصویر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی مگر ایک مقام کو گھیرے ہوے ہی ہاتھ پھیلا کے توتا عادت سے
پانون پھیلاے تو قرینے سے یاقوت نے اکر چاہا تصویر کو ہٹاؤن اس مقام کو کھدواؤن
تماشا یہ کچھ عجائب و غرائب طلسم نکلے گھنشاد تو ازنا قوس نواز جو اس مقام پر مقرر تھے وہ دوڑے
ہوے آنکے کہا ای یاقوت تم بادشاہ ہو کر قاعدے کے خلاف کرتے ہو جب طلسم کشا لوح طلسمی
پائیگا اور ان مقامون کو ہٹائیگا تب تحفہ جات نکلین گے آثار قہر اور کسی شی سے وقوع نہ ہونگے
جیسا کہا کہ لوح طلسمی کا عکس نہ پڑے بس اب سلسلہ برباد کرچکے بارہ کوس تک آدمی نہین معلوم
دیتا ہی وہ کہا تین لٹی ہوئی پڑی ہین لاکھون لاشے پڑے ہین اب طلسم کشا کو پلٹالیا کو یاقوت نے
نہ مانا بے محتون کو ہٹایا چاہا دیر کی دیوارین توڑین بت جو چھپے رکھے تھے انکو اٹھائین کہ ایک
صداے ہیبتناک ایسی بلند ہوئی کہ زمین کانپ گئی آواز آئی او یاقوت کیا قضا دامنگیر ہی ایسے مقام پہ
قید کرونگا کہ آب و دانہ ممکن نہ ہوگا کاہن یاقوت کے ساتھ ہوا کاہن و یاقوت و الماس ملکر
بتون کو اٹھانے لگے جسم سے ان بتون کے زنجیرین لوہے کی نکلین ایک گردن ہین یاقوت کے
ایک گلے ہین الماس کے ایک گلے ہین کاہن کے یہ تینون زنجیرین پڑگئین کاہن کے اتنے حواس بجا تھے

کر آواز دی ای شہریار غلام کو بچایئے رستم یہ صدا سنکر دوڑے ایک زنجیر انکی جانب بھی چلی لالہ عذار
نے آواز دی ای شہریار اپنے کو بچایئے طلسم کشا نے زنجیر پہ ہاتھ مارا تیغہ کپتیان کا وار کیا اور کلاہ
ہفت گوشہ کو گردش دی خود بخود کلاہ پہ ہاتھ پڑ گیا وہ زنجیر تڑپا کے گلے مین سمک سکے پڑی چارون
زنجیرین چارون آدمیون کے گلے مین پڑین اور لیکر طرف آسمان کے غائب ہو گئین اور پہاڑ پھٹکر گرا
وہ صدائے مہیب پیدا ہوئی اور برق چمکی کہ سب کی آنکھین بند ہو گئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھین
کھلین اپنے کو اس مقام پر نہ پایا دیکھا ایک صحرائے وسیع بارگاہین رفیع اژدرونکی پشت سے گری
ہوئین اژدر مرے ہوئے سب لشکر ہمراہ طلسم کشا اسی مقام پر کھڑے ہکا بکا ہے بعض جوان
نخلستان کے سایہ مین فروکش طلسم کشا سب سردارون کو لیکر بارگاہ مین آئے سردار بھی آکر
بیٹھے طلسم کشا نے ملکہ سنبل سے کہا یہ کیا معرکہ گذرا وہ پہاڑ وہ قلعہ سرخ پوشان جسمین یاقوت تاجدار
رہتے تھے وہ سب مقام کیا ہوئے سنبل نے عرض کی حضور نثار بلا افگن ابھی دنتا پر آئی تھی مگر یہ
ہنگامہ دیکھکر نکل گئی تصویر جو لوٹی ہفت پیکر اُسکے سر سے لگا جا کر اُسنے انتظام کیا اس صحرا مین آپکو
پہونچایا اس صحرا کی جو حاکم ہے بہار لال پوش وہ ملعونہ اب سرکار کے مٹانے کی کدوکوشش کرےگی
وہان سے اُسنے ہٹا دیا اس صحرا مین آپکو آتارا ہے بہار لال پوش کے شعبدے چلینگے چارون سردار
جو آپکے قید مین میرے نزدیک تو یہ صورت ہے کہ بعد فتح طلسم وہ لوگ چھوٹینگے اور اگر کوشش ہو جائے کہ
بہار لال پوش پر قبضہ ہو تو کیا کہنا ہے اس صحرا مین جا بجا پھریے کیا عجب ہے کہ بہار لال پوش آپکو دیکھکر
مائل ہو اور اپنی خوشی سے آکر ملے اب مصنف تحریر کرتا ہے کہ حقیقت مین جب ہفت پیکر تصویر سے نکلا
اور بالائے آسمان پہونچا تو اُسنے جمکر سحر کیا کہ اتنے بڑے لشکر کو بارہ کوس پہ پھینکدیا کہ طلسم کشا
پہ کرامت ظاہر ہو بہار لال پوش کا اسی صحرا مین ایک باغ ہے کہ بہار کا داغ ہے اس باغ مین بیٹھی تھی
کہ ایک آواز کان مین آئی ای بہار لال پوش ہوشیار ہو جاؤ تمھارے صحرا مین طلسم کشا کو بھیجا ہے
چار سرداران قیدی پہونچتے ہین بہار لال پوش یہ صدا سنکر گھبرائی سر اُٹھا کے جو دیکھا ایک
زنجیر مین بندھے ہوئے یاقوت و الماس ایک مین سمک و آفتاب فلک سیر کاہن
آسمان سے اترے بہار لال پوش نے حکم دیا ان چارون گنہگارون کو ہمارے سامنے لاؤ کنیزین
کشان کشان چارون کو سامنے لائین بہار لال پوش نے اپنے ہاتھ کے گجرے سے چار پھول نکالے

چارون کے سر پر ڈال دیے اور کہا کہ جاؤ جنگل کی سیر کرو چارون ہو حق کرتے ہوے طرف صحرا کے روانہ ہوے باغ سے نکلے جا بجا نخلستان مین ٹھہرتے ہین اور اشعار عاشقانہ اپنی اپنی دھن مین پڑھ رہے ہین نظم

غش ہو زاہد سے گلرنگ کا جام ایسا ہی ہو گیا زہد حلال اب یہ حرام ایسا ہی

یا علی تھام لو یا تجھ سے اس افتادہ کا لب کا فرسے نکلتا ہی یہ نام ایسا ہی

خدمت حیدر صفدر ہوئی قنبر کو نصیب کہتے آقا جسے سب کا وہ غلام ایسا ہی

راز پوشی کی ہی امید دل وحشی سے دیکھیے کیا ہو سپرد ایسے کے کام ایسا ہی

پرخطر ہی وہ گلی تیری کہ کہتے ہین جبری عین جرأت ہی جو بھاگین یہ مقام ایسا ہی

ہین تری زلف کا کیا دعویٰ کرون ای خوش خط چشم حافظ کو ملے نور یہ لام ایسا ہی

عشق ہی سانپ کے زیادہ تری زلفون سے پیچ پیچ شیشہ مین طائر جان ہین یہ دام ایسا ہی

کیسی نادر ہی زمین جسپہ گذرتے ہین سبا غنچہ کھا لیتا ہی عالم یہ جسم ایسا ہی

پھر زمرد عارضون کی یاد مین تڑپاتے ہین رنگ وہ صبح کا ہی جلوۂ شام ایسا ہی

رکھدے سر پیارے در حیدر صفدر یہ قبول سب اماموں سے ہی اول وہ امام ایسا ہی

یا قوت تا چار ایسا زوجہ کا عاشق زوجہ کو لگا ہا پھر کے نہین دیکھتا اس خیال مین ہی نہین معلوم کہ زوجہ کس حال مین ہی گریبان چاک چہرے پر خاک دیوانہ وار پھر رہے ہین کاہن عاشق زار نام طلسم کشا کا ہی گاہ سماک سے کہتا ہی مین تجھے قتل کرونگا سماک سامنے سے کاہن کے بھاگ جاتا ہی جہان سامنے آیا کاہن ڈھیلا لیکر دوڑا سماک پھر بھاگتا ہی اسطرح یہ چارون پھر رہے ہین اکثر ملازمون نے خبر دی کہ ای شہریار چارون سردار آپکے جنگل مین پھر رہے ہین ایک کو ایک کی خبر نہین رستم نے سامنے کے دیکھا کہ چارون دیوانہ وار پھر رہے ہین سماک کا حال بہت ابتر ہی کہ کاہن نے ڈھیلے مارے ہین سر سے خون بہتا ہوا لباس پھٹا ہوا جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی ہرچند رستم نے پکارا سماک انکی آواز پر متوجہ نہ ہوا جو سامنے سے گذرا اُسے بہ محبت رستم نے پکارا کسی نے جواب نہ دیا رستم خاموش ہو رہے جنگل سے پلٹے ہین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو وہ برق سامنے سے آتے ہین رستم نے خواجہ کو سلام کیا بارگاہ مین لائے تمام کیفیت جنگ کو وہ یاقوت کی بیان کی اور کہا چار سردار دیوانہ وار جنگل مین پھر رہے ہین انکا علاج کیجیے عمرو نے کہا ای نور نظر

دفلاس مین کوئی کام نہین ہو سکتا مثل مشہور ہی فرد کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے بوجی بڈھا کانے ہو تو سمجھ
ہو سکے + ای فرزند مین تو پریشان ہون چاہتا ہون زمانہ تنخواہ کا قریب آیا خدمت مین آقا سے
تاجدار کی پہونچون ہر چند تنخواہ کے ملنے سے رفع عسرت نہ ہو گی چند ساعت کی تسکین ہی تم خود پریشانی
مین ہو رستم نے کہا دادا جان سب کچھ موجود ہی مگر کام کرنے پر ہی سردار میرے قبضے مین آئین
مین دس ہزار روپے حاضر کرونگا خواجہ نام روپیون کا سنکر ہنس پڑے کہا ای نور نظر مجھے تمہارے
کام سے کیا انکار ہی مگر رقم منگوا دو رستم نے دس توڑے کے بدلے پندرہ توڑے کی قیمت کا
جواہرات ایک خیمہ مین رکھدیا کہا میرے سردارون کو لاکر جسے مانیے یہ جواہرات حاضر ہین لیجائیے
اور اگر وہ ہوش مین نہ آئین تو اسکو چھو نہ سکیے گا مین یہان چوکی پہرہ مقرر کرتا ہون آپکا فرزند ابھی
ابھی مبتلاے مصیبت ہی خواجہ نے کہا وہ میرا فرزند نہین پڑوسی ونہوسے کرتے ہین مین تو چار پیسہ کی وجہ
اس کام کو جاتا ہون برق یہ سنتے ہی بھاگا خواجہ نے کہا دیکھو یہ جاکر انکو ہوشیار کر دیگا برق چھپتا
ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان یہ لوگ مارے مارے پھر رہے ہین برق نے انکا پیچھا کیا دیکھا ایک
عندلیب خوش نوا آتی ہی ان چارون کے گرد پھرتی ہی اشعار عاشقانہ سُنا جاتی ہی

نظم

لے چلی تھی الفت احباب محفل کی طرف — کھینچ لائی آرزوے قتل قاتل کی طرف
ای جنون ہر کون اسمین جسپر تھا لیلی سوار — مثل مجنون دل کھنچا جاتا ہی محمل کی طرف
تیغ ابرو خنجر مژگان سے ہین دونون نگار — فکر پہلو کیجیے یا دیکھیے دل کی طرف
حلقہ کاکل سے الفت زلف پیچان سے ہی ربط — طوق کو یارب مین دیکھون یا سلاسل کی طرف
کہکشان کو طاق پر رکھدے ابھی پیر فلک — ای قمر دیکھے اگر تیری حمائل کی طرف
پھر گئی آنکھون مین اسکے گردش نجم زحل — جس سیہ رخ نے نظر کی آپکے تل کی طرف
کیا عجب مقصود حاصل ہو کمال شاعری — ہی رجوع طبع اک استاد کامل کی طرف

برق نے دیکھا عندلیب نے چارون کے گرد سر پھر کر یہ اشعار پڑھے اور غائب ہوئی چارون کی وحشتین بڑھین
ولولہ جنون کی زیادتی ہوئی غل مچانے لگے زنجیرین ہلانے لگے دن بھر برق انکے پیچھے پیچھے پھرا اگلی مرتبہ
عندلیب آئی اور گرد سر انکے پھری شام کو دیکھا وہی عندلیب آئی اور گرد سر انکے پھری اور یہ کہی
آواز دی ای وحشیو چلے آؤ برق نے دیکھا آگے عندلیب جاتی ہی پیچھے چارون قیدی چلے جاتے ہین

خاک اڑاتے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوے آتے آتے یہ چارون سردار زیر سایہ دیوار ایک
باغ کے آکے پہونچے برق نے سنا کہ اندر گانا ہو رہا ہی دیوار باغ شق ہوئی چارون باغ مین داخل ہوے
اندر جاکے دیکھا ایک چبوترہ پر فرش بچھا ہی ایک نازنین تاجدار مسند پر بیٹھی ہی ایک کنیز نے آگے بڑھکر عرض کی
چارون قیدی حاضر ہین اُس تاجدار نے سر اُٹھا کر کہا دیکھو گل اندام خوش لقا کہان ہی ایک کنیز نے
آواز دی سامنے نخل تھا اُس پر سے عندلیب اُتری قلابازی کھا کر مثل انسان کے بنگئی ہاتھ باندھکر سامنے
اُس تاجدار کے آئی عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی تاجدار نے حکم دیا اپنے دیوالون کو بہکا کر قیدخانے
مین قید کرو اُس نازنین نے اشارہ کیا ایک نخل کے سایے مین چارون کو لائی شاخ شجر پر ہاتھ ڈالا
چارون قیدی غائب ہوگئے صاحب صحبت نے کہا صاحب قدرت نے طلسم کشا کو اس صحرا مین بھیجا ہی مراد
یہ ہی کہ شہزادہ لگلیین پہونچا عاجز کرکے گرفتار کرو سب کنیزین اٹھین وہ خوشنوا یہ کہکر چلی کہ مین جاکر
ابھی لشکر طلسم کشا پر آفت برپا کرتی ہون جیسے ہی یہ چلی برق بھی اسکے پیچھے چلا اور کئی کنیزین اسکے
پیچھے تھین برق فرنگی اُنکے پیچھے پیچھے صحرا مین آیا ایک کنیز کو اشارے سے بلایا جب وہ کنیز قریب
آئی کہا دیکھو پہلوے صحرا سے ہزار ہا آہو آگئے ہین جیسے ہی وہ کنیز پلٹی برق نے حلقہ ہاے کمند گلے مین
ڈال دیے جھٹکا مارا حباب مار کے بیہوش کیا کنیز کو کنارے لایا چاہا اسکی شکل بنون کپڑے اُتارے
اُسی کنیز کی شکل بنکر دوڑتا ہوا پاس گل اندام کے آیا کہا اے ملکہ عالم طلسم کشا اکیلا آتا ہی آپ چلیے
تو گرفتار کرلین گل اندام نے کہا صدہا طلسم کشا کے رفیق ہین اکیلا اسے کون آنے دیتا برق نے کہا
آپ میرے ساتھ چلین مین آپکو دکھا دون گل اندام نے کہا نرگس کچھ دیوانی ہوئی ہی مجھے تجھپر
شک ہوتا ہی یہ کہکے ہاتھ ہلایا مُنھ پر برق کے ہاتھ پھیر دیا برق کا رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا گل اندام
نے دریافت کیا کہا پاس ملکہ بہار لال پوش کے لیجاؤ کنیزین کشان کشان لیچلین تین کنیزین ساتھ
ہین برق کو مارتی ہوئی لیے جاتی ہین کوئی کہتی ہی او انگریز ہمارے ساتھ یہ مکاری ایک کہتی ہی کہ یہ
عمرو کا شاگرد رشید ہی اُسنے اسکو عیاری سکھائی برق نے توبڑہ گلے سے اُتار کے پھینکدیا کہا مین نے
عیاری ترک کی مجھکو بہار لال پوش کے پاس نوکر رکھا دو اب آج سے عیاری نہ کرونگا کنیزون نے
توبڑہ کھولا دیکھا مٹھائی ترکاری دھری ہی برق نے کہا یہ ترکاری اُستاد نے میرے منگائی تھی ایک
ایک نارنگی تینون کنیزون نے اُٹھالی چھیل کر کھانے لگین برق نے کئی مرتبہ پکار کر کہا ہماری

ترکاری نہ کھاؤ مجھے اُستاد اسکی جمع لے لینگے کنیزون نے نانا نارنگیان کھا گئین کھاتے ہی گرین برق نے اُنکو قتل کیا کہ سامنے سے گُل اندام آگئی برق ایک جانب بھاگا گُل اندام ڈوری تو مگر برق کو نہ پایا موئے سر توڑ کر پھینکا برق بھاگا جاتا تھا ایک مقام پر چھناکے کی آواز آئی دیکھا زنجیر آ کے گردن مین لپٹ گئی کشان کشان برق کو لیچلی گُل اندام کے پاس برق کو پہونچایا گُل اندام نے کہا ای زنجیر سحر یہ سوم ہے زلف آرا یہان برق کو کہان لائی پاس اُنھین چارون کے لیجا اُس زنجیر سے ٹوٹا تھا ہوا ایک ساحرہ بال سر کے بڑے بڑے زمین پر لٹکتے ہوئے پیدا ہوئی برق کو موئے زلف مین باندھ لیا کشان کشان لیچلی تو بٹوہ برق کا دیکھکر راہ مین زلف آرا نے پوچھا اسمین کیا ہی برق نے کہا وجہ معاش کا ٹھیکرا ہی ذرا اسے ملاحظہ فرمایئے اُسنے جو تو بٹوے کو کھولا ایک ڈبیہ یاقوت احمر کی چمکتی ہوئی نکلی زلف آرا نے چاہا اسکو کھولون برق نے منع کیا کہ اسکو نہ کھولو زلف آرا نے نہ مانا جیسے ہی کھولا اسمین سے بیہوشی اڑی زلف آرا بیہوش ہوکر گری برق نے اسکا بھی سر کاٹا ایک جانب بھاگا پھر گُل اندام کی فکر مین چلا گُل اندام آتی ہی چاہتی ہی طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤن کہ ایک طرف سے آواز آئی اے گُل اندام قدرت کو دیکھ لے گُل اندام پلٹی دیکھا ایک بیخ نخل بیچ سے شق ہوگیا ہی اسمین ایک شخص کھڑا ہی سر سے پانک برقع پوش لال برقع اُس سے جسم کو چھپائے ہوئے گُل اندام قریب پہونچی ایک طرف برقع ہٹایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نتھ بڑی سی ناک مین پڑی ہوئی رسیلی آنکھون مین سرمہ دیا ہوا وہ حسن و جمال ہی کہ ہاتھ پاؤن مین دیکھکر رعشہ آگیا اُس نازنین نے اُدھر سے نقاب ڈال لی دوسری طرف کا چہرہ دکھایا ایک جوان آفتاب مثال کھڑا ہی تیغہ کمر سے لگا ہی آنکھ مثل برق کے چمک رہی ہی کہ آنکھ ملانے سے خوف آتا ہی قلب تھرّاتا ہی گُل اندام نے پکار کر آواز دی آپ کون بزرگ ہین لونڈی نے جمال دونون طرف سے دیکھا آواز دی ہم تمھارے پُرانے خداوند سامری ہین ہفت پیکر کو سجدہ کیا اِتنے بندے ہمارے تمسے چھوٹے اسی صحرا مین رہتے ہین خوراک ہماری یہ بیخ نخل تھی تھوڑا تھوڑا کرکے اسی کو کھاتے ہین ہفت پیکر پر مسلمانون کا خروج کرا دیا وہ بیچارے اسکو نہ چھوڑینگے ہم بھی مدد مسلمانان کو جاتے ہین اگر تمسے ہوسکے تو بہرحال بہار لال پوش کو سمجھا دو کہ بہ صدق دل اطاعت مسلمانان کرے خدائے آسمان ہے اور ہمسے معاملہ ہوگیا جتنے نئے بندے ہمارے اُنکو سجدہ کرینگے نصف سجدہ

ہم لینگے نصف خداے آسمانی ہر بات مین آدھے آدھے کا فیصلہ ہو گیا لطف رزق ہم دیتے ہین نصف خداے آسمان یہ کہکر آواز دی کیا تو نے برق کو گرفتار کیا تھا ہمنے جا کر بندہ کی ایک مرتبہ اسنے تین کنیزون کو مارا ایک مرتبہ ایک کو مارا برق ہمارا بندہ خاص ہی عمرو تو اب بڈھا ہو گیا اس سے کچھ نہین ہو سکتا پہلو کی جانب اشارہ کیا کہ کابل مین ہمارا ایک بندہ مرگیا تھا اسکے عزیزون نے نذر دلوائی تھی قدرت ایک طباق حلوے کا اٹھا لاے اب تو اسکو اٹھا لے یہ تیرا حصہ ہی سامنے جو جھکی دیکھا چینی کی قاب مین حلوا سے گرم رکھا ہی دھوان نکل رہا ہی گل اندام نے اٹھا لیا آواز آئی اسکو یہین رکھو کچھ تھوڑا سا کھا لو گل اندام نے کنیزونکو دیا جب کھا چکی تو آواز آئی جاؤ جب قدرت کو ڈھونڈھو گی اسی مقام پر پاؤ گی گل اندام چلی چند قدم پر جاکے گری اس برقع پوش نے جھپٹا کر نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار جہان مین
مین بلا تیز رفتار ہو گر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون
ڈرے کرسے کا پتّا ہی جہان
صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون
اثر اشتہ کو رئیش گرفتار ہون
اڑا دون صبا کے بھی ہین ہوش کو
ز باندہ مکار و غدار ہون
ز باندے ہی گر دیا ہوش کو

یہ کہکے خنجر مارا کنیزون کے کپڑے اتارے یہان تو عمرو نے انکو قتل کیا وہان برق عیاری کرکے کنیز بنا ہوا پہلو سے بہار لال پوش مین بیٹھا ہو گا سنے کا رنگ جما یا ہی برق کی بچی کبھی بایان کھینچا سیدھا ٹھیکہ بجاتا ہی گلے مین ہاتھ ڈال کے کہتا ہی ہی اس شمع جمال کا کوئی پروانہ نہین نہ حسن کا بیچکہ نہین ملکہ عالم مجھکو بڑا قلق ہی بہار لال پوش کتی ہی ای نرگس آج تجھے کیا ہو گیا ہی اپنے جوبن پر پچھتی پڑتی ہی قدرت کے سامنے چلون تو تیری لیے شوہر تجویز کردون کہ مرنے کی گل اندام کے کان مین آواز آئی بہار لال پوش سر پیٹنے لگی کہا ارے میری مصاحب خاص کو کسی نے مار لیا چاہتی ہی اپنے مقام سے آٹھے انتقام مثل گل اندام کرے کہ سامنے جو نخل تھا اسکی جڑ مین سے آگے آفتاب فلک سیر ایک طرف یاقوت ایک طرف الماس پشت پر سمک بن عمرو آفتاب نے اپنے نام کا نعرہ کیا یاقوت و الماس نے لپک کے کوسلے مارے بہار لال پوش نے کنیزون کو اشارہ کیا ارے انکو مارو کنیزین سب اسباب چھوڑ لیکر چلین آسیب کڑک کے بلند ہوئی مثل بوے گل کے نکل گئی آفتاب نے کنیزون کو قتل کیا یہان رستم صبح کا وقت ہی بارگاہ سے نکلے ہین کرسی پہ بیٹھے ہین سردار گرد کہ پہلے نعرہ خواجہ کی آواز کان مین آئی رستم نے کہا ہمارے عم نامدار نے کسی کو مارا کہ آسمان سے آگ برسی دیکھا تینون سردار

سمک کو نیچے ہیں دبائے ہوئے آگے پہونچے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ خواجہ و برق مگر برق منھ چھپائے
ہوئے آگے پہونچے رستم نے پوچھا کیون میان برق سناٹے مین کیون ہو عرض کی غلام نے راستہ
پیدا کیا چار کنیزون کو مارا اگر نہین معلوم خواجہ کیونکر پاگئے چھٹ پٹ مار لیا خواجہ نے کہا ہماری دعا کی
میان برق پتہ تو خوب لگاتے ہین کہا حضور جب یہ سردار نکلے ہین تو مین پہلو مین بہار لال پوش
کے بیٹھا تھا اگر تھوڑی دیر یہ ہنگامہ نہ ہوتا تو بہار لال پوش کو مار لیا تھا اُستاد نے جلدی کر کے
معاملہ بگاڑ دیا روپیہ آدھا انکو ملے اور آدھا مجھے ملے آفتاب نے بھی گواہی دی کہ بیشک برق
فرنگی پہلوے بہار لال پوش مین بیٹھا تھا رستم نے کہا آدھا آدھا روپیہ بانٹ دو نصف
برق کو اور نصف عمرو کو دو جب تو خواجہ بگڑے کہا اے رستم ابھی بڑے معاملے باقی ہین تیغ خشم
ہفت جوہر کا ملنا تلاش لوح مین سرگردان رہو گے کبھی تمھارے لشکر مین نہ آؤنگا اپنے خزانہ سے
برق کو دلوائیے رستم نے خواجہ کو تو پندرہ ہزار روپے دیے برق کے لیے حکم ہوا کہ دو ہزار روپیہ
ہمارے خزانے سے دو برق نے بہت اشارے رستم سے کیے کہ اُستاد کے سامنے نہ دیجیے اور خواجہ نے
کہنا شروع کیا بیٹا تم وہ دو ہزار بھی اور یہ پندرہ ہزار بھی لے لو جانتا ہون کہ تمھارا خرچ بڑا ہے برق نے کہا
اُستاد اسمین سے ایک پیسہ نہ دونگا خواجہ فرماتے ہین بیٹا برق روپیہ پاس رکھو گے چار دشمن پیدا
ہونگے کٹنے تمھارے پاس آئینگے وہ لگا کے رنڈیون کے پاس لیجائینگے میرے فرزند ہو یہ زنبیل کسکو
ملے گی چالاک سے مجھے رنج رہتا ہے مین زنبیل تجھی کو دونگا ایسے دم دیے کہ وہ دو ہزار بھی برق سے
لے لیے کہا جب گھر جاؤ گے تمکو دیدونگا برق نے کہا لیجیے یہ حاضر ہین مین تو جانتا تھا کہ آپ کے سامنے
روپیہ کیونکر ہضم ہوگا اب بھلا آپ کیا دینگے رستم نے دیکھا خواجہ نے روپے برق سے لے لیے
خدمت مین حاضر ہین کہ رنگ صحرا دگرگون ہوا چشمے خشک ہوئے نخل سوکھنے لگے پھول درختونکے
مرجھا کر گرے پتے بشکل عاشق زرد ہو کر درختون سے گرے ہر نخل کے نیچے زرد پتے اڑتے پھرتے
ہین عمرو نے کہا اے شہریار یہ صحرا متعلق بہ صحرائے گل اندام تھا اسکے مرنے سے رنگ صحرا بدل گیا
اب یہان سے کوچ کیجیے رستم نے آفتاب کو اشارہ کیا لشکر تیار ہونے لگا رات بھر لشکر مین کرنائی
ہوئی صبح کو یاقوت تا کو تخت پر سوار کیا سردار فرداً فرداً اپنا اپنا لشکر لیکر چلے ایک صحرائے
شارستان مین آکر اترے مگر بہار لال پوش جو باغ سے بھاگی سوچی کہ پاس زنار بلا افگن کے چلون

دیکھوں وہ کس فکر میں ہے یہ پرواز پیدا کرکے اُڑی اڑتی ہوئی قلعہ زنار یہ پر آئی دیکھا زنار بیہوش ہو رہی ہے
کہتی ہے بوا تم حقیقت میں بہار لال پوش ہو کوئی عیار تو نہیں تمھاری صورت نہیں آیا ہی مجھے خوف معلوم
ہوتا ہے بہار لال پوش نے کہا سحر کرو حال کھل جائیگا جب زنار نے بہار لال پوش کا امتحان لیا تب
باتیں کرنے لگی مگر کھٹکا دل میں لگا ہے بہار لال پوش نے شراب مانگی زنار نے گلابی ہٹا دی کہا
بوا تم پیتیں تو نہ پیونگی بہار لال پوش نے کہا بوا اگر تم نہ پیوگی تو میں بھی نہ پیونگی اصرار کرکے دونوں نے
شراب پی آپس میں باتیں ہونے لگیں بہار لال پوش نے کہا بوا اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم تم چل کے
طلسم کشا کو گرفتار کریں گل اندام کے مرنے کا مجکو داغ ہے میری مصاحب خاص سحر میں دی شریک
ہوتی تھی اسکا قتل ہونا مجھے بہت شاق ہے سحر صحرا اُسلیے اپنے ذمے لیا تھا قید سرداران اسی کے متعلق
تھی زنار نے کہا بوا چلو بہار لال پوش اور زنار بلا افگن دونوں نے لیلے اپنے سحر تیار کیے
تلاش لشکر طلسم کشا چلیں پہلے اس صحرا میں آئیں دیکھا رنگ صحرا بدل گیا بہار لال پوش بہت ڈری
کہا بوا میرا زور رجا تا رہا میں آگے بڑھوں تم صحرا کو دیکھتی ہوئی آؤ زنار تو سیر صحرا کرنے لگی بہار لال پوش ایک
عندلیب خوشنوا کی صورت بنکر چلی بارہ کوس راستہ طے کیا کہ وہی جنگل کانٹوں کا ملا دیکھا سارا صحرا آباد ہے
عندلیب ایک نخل پر آکے بیٹھی صبح کو دیکھا لشکر طلسم کشا میں کمر بندی ہونے لگی عندلیب دیکھا کی جب
نیر اعظم برآمد ہوا دیکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی تمام صحرا گونج گیا بہار لال پوش اُڑکر دوسرے
نخل پر آئی کہ یہ کیا ہنگامہ ہے دیکھا ایک جوان بارگاہ سے برآمد ہوا شیر صولت رستم ہیبت ایک مرکب
پری پیکر پر سوار ہوا کلاہ ہفت گوشہ سر پہ زرہ ہفت جوش زیب جسم سپر بدور پشت پہ
مثل قرص قمر تیغہ زیب کمر نہایت حسین و جمیل سب سردار گھیرے ہوئے سنبل ہفت گیسو رکاب پہ
ہاتھ ڈالے ہوئے ایک جانب سیماب جادو آگے مرکب کے آفتاب چمکتا ہوا اسباب سحر ہاتھ میں
چہار جانب دیکھتا ہوا ایک طرف لالہ عذار سب عاشق تن گھیرے ہوئے جملہ کیدان رسالہ دار
مرکب کو گھیرے ہوئے سمک بن عمرو اسباب عیاری آراستہ کیے ہوئے نگاہ جو بہار لال پوش کی
پڑی جمال بہشتال رستم دیکھکر پسینہ آگیا ہاتھ پیروں میں رعشہ پڑا قلب تھرایا کلیجہ منہ کو آیا بیقرار ہوکر
پکار اُٹھی فردم اکشتی وتدبیرے نہ گفتی عجب سنگین دلی اللہ اکبر لشکر طلسم کشا چلا یہ بھی اُڑتی ہوئی
نظارہ بازی کرتی ہوئی چلی آتی ہے زنار بلا افگن سیر صحرا کرکے بڑھی پشت لشکر طلسم کشا یہ پہونچی

دیکھتے ہی اپنے سحر کرنا شروع کیا ایک لکۂ ابر نمایان ہوا ہاتھ سے اشارہ کیا پانی برسنے لگا لشکر مین طلسم کشا
کے تلاطم ہوا بہار لال پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پر پرواز پیدا کرکے قریب ابر کے آئی پھولون کا
گجرا ہاتھ سے اُتار کر مارا ابر پھٹ گیا جنگل مین جاکر برسنے لگا شعلۂ نار نے جو بڑھکے دیکھا کہ بہار
لال پوش میرے سحر کو مٹایا چاہتی ہی پکار کر آواز دی لوا بہار لال پوش مین تھوڑے ہی عرصے
مین لشکر مسلمان کو مٹائے دیتی ہون دیکھو کئی ہزار الٹے تڑپ رہے ہین بلکہ ابھی سحر کامل نہ ہوا تھا
ابر بلند ہو رہا تھا تھوڑے عرصے مین محیط ہوکر برستا اکیلا طلسم کشا رہجاتا بہار لال پوش نے کہا
ہوا مین تدبیر گرفتاری طلسم کشا کر رہی ہون دیکھو کون کون سے سردار ساتھ ہین جب انپر چال کھلتا
اس ابر کو اشارون مین مٹاتے آفتاب فلک سپہر کیسا ساحر زبردست ہی سنبل کہ اگر زلف عنبرین
کو ہلا دے زمین کو آسمان پر پہونچا دے انھین سب سرداروں کی مدد سے کوہ یاقوت کو لوٹ
لیا کوئی زیادہ نہ بچا اگر طلسم کشا کو گرفتار کرنے کا ارادہ ہو تو میرے ساتھ آؤ ورنہ گرفتار ہو جاؤ گی
یہان لیجاتے قید ہوئے ابر سحر کے آفتاب نے کہا ای شہریار یہ کسی کا سحر تھا مگر کسی نے بڑے لطف
سے مٹا دیا دیکھیے ابر جنگل مین جاکے برسا نخل سرسبز و شاداب ہوے چشمے جوش مار کر لا جو ابر ہو
ابر برس رہا ہی سحر کرنے والا اسی حوالی مین ہی یہ کہکے طرف آسمان کے دیکھا دیکھا ایک عندلیب
خوشنوا اُسکے پہلو مین ایک حسینہ آپس مین باتین کرتی ہوئی اڑی ہوئی جاتی ہین آفتاب نے گولہ
جھولی سے نکالا اسم سحر پڑھکر حسینہ پر مارا گولہ قریب آکے پھٹا ایک خنجر دھوین سے نکلا سر پر
حسینہ کے پڑا حسینہ کا سر اُڑ گیا لاشہ لُٹتا پُکتا ہوا چلا کمر مین تیغ ہفت جوہر بہار لال پوش
نے جھپٹ کے تیغ کمر سے زنار کی لیا لیکر بلند ہوئی آفتاب نے یہ سب معاملے دیکھے حیران ہو گیا
رستم سے عرض کی نہین معلوم یہ حسینہ کون تھی اور عندلیب کون ہی کمر مین حسینہ کی تیغ تھا کہ دیکھا لاشہ
ایک عورت کا زمین پر گرا سردارون نے پہچانا یہ لاشہ زنار بلا افگن کا ہی آفتاب نے کہا ای
شہریار یقین ہی کہ عندلیب خیرخواہ دولت ہی کیا عجب ہی کہ تیغ آپکو پہونچے تیغ اُسنے گرتے ہی کمر سے
لے لیا اور آسمان مین ڈوب گئی مگر بہار لال پوش تیغ لیے ہوئے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری
اس انتظام مین کہ شام کو جہان لشکر طلسم کشا کا اُترے گا رات کو جاکر تیغ نذر کرونگی مین بھی
مین ہمسر سپار ہونگی ہفت پیکر نے کوہ زبرجدی پر آکے اپنا انتظام کیا مشتاق جادو

پہلو مین رہتا ہی اسکو حکم دیا کہ جاکر زنار بلا افگن کو بلا لاؤ کہ تیغہ کو بہ انتظام رکھا جائے ایسا نہو طلسم کشا
لیلے میثاق آسمان پہ اڑا ہوا جاتا ہی نگاہ اسکی جمال باکمال بہار لال پوش پہ پڑی دیکھا ایک
مہ جبین سایہ نخل مین بیٹھی ہی مگر سرنگون کلیجہ غم سے خون دل اداس عالم حسرت و یاس آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے بہار جانب دیکھ رہی ہی ایک تیغہ سامنے رکھا ہی دل سے یہی باتین کہ جب شام کو لشکر
طلسم کشا کسی مقام پہ اُترے مین جاکر حاضر ہون اور تیغہ بہ تکلف نذر دون میثاق جو کڑک کر گرا تیغہ
اُٹھا لیگیا اور پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان مین کوہ زبرجدی پہ جاتا ہون
یہ تو تیغہ ہفت سر ہی جو ہمکی فکر مین طلسم کشا سے نامور ہی معلوم ہوتا ہی تو نے زنار کو مارا اور تیغہ اس سے
لیا طلسم کشا کے پاس جانے کی فکر مین تھی اگر پرستار خداوند ہی تو خدمت مین آکر حاضر ہو کیا عجب ہی کہ خداوند
سرفراز کرین ورنہ مین تیری سفارش کرونگا یہ کہتا ہوا ایک گولہ بہار پہ پھینکتا ہوا چلا گیا وہ گولہ جو پھٹا اندھیرا
ہوگیا آنکھون کے نیچے بہار لال پوش کی تاریکی آئی ٹٹولنے لگی پہلے تیغہ ہی کو ڈھونڈھا تیغہ نہ پایا کلیجہ پہ چھری
پھرگئی گولہ جو زمین پہ پڑا تھا اُسے اُٹھایا دیکھا پڑھا تو کسکا سحر ہی آواز آئی کہ مین سحر ہون میثاق جادو کا
وہی تیغہ اُٹھاکر لے گیا اب تو بہار لال پوش غصے مین اُٹھی کہ میثاق کو کیا مطلب تھا کہ اسنے میرے ساتھ
کد کی تیغہ اُٹھاکے لے گیا جہان ملیگا وہان اُسکو مارونگی بڑا افسوس ہی بہار لال پوش کو کہ مین نے
زنار کے ساتھ کیا حرکت کی اُسکو کاہن نے مارا مین نے کسی بات کا خیال نہ کیا صرف تیغہ لیا یہ سوچ کر
تلاش مین میثاق کی چلی لیکن فراق مین طلسم کشا کے بیتاب و بیقرار ہو کر یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

یون مری آنکھین عیان ہین اشک کے سیلاب مین　　جیسے آتے ہین نظر ترتے کنول تالاب مین
اپنے تو دست حنائی کو اگر دھوئے وہان　　لال ہو جائین ابھی سب مچھلیان تالاب مین
کسنے چہرے سے اُٹھائی ہی لب دریا نقاب　　کوندتی ہین بجلیان لہرون کے بدلے آب مین
استفادہ سخت دل کیا دل گدازون سے کرے　　کب ملائم ہو اگر برسون رہے سنگ آب مین
اشک کے قطرے مین یہ مجھ ناتوان کا حال ہی　　کوئی آجاتا ہی تنکا جس طرح سیلاب مین
جلوۂ بینی ہی یون تیرے سیہ ابرو کے تلے　　شمع روشن جس طرح رکھا ہوا کوئی محراب مین
دانے ہین انگیا کی چڑیا کو بنت کی چھپنیان　　چلتی ہی بالے کی مچھلی موتیون کی آب مین
رشک کے معنی یہ ہین سوتے ہین جیسے میرے بخت　　سوچ رہتا ہی کہین تجھکو نہ دیکھین خواب مین

| | |
|---|---|
| خط نظر آتا ہی گرد اُسکے ذقن پر کیا عجب | جمع ہو رہتے ہین تنکے بیشتر گرداب مین |
| چشم تر مین ہی تصور روے جانان کا مدام | پھنس گیا ہی عکس یہ خورشید کا گرداب مین |
| ہو گئے ہین کور اگر اعدا عداوت سے تو کیا | نور ہین اشعار ناسخ دیدۂ احباب مین |

بہار لال پوش تو اس حال مین جاتی ہی کہ میثاق کو تلاش کرون ملتے ہی اُسپر سحر کرون مگر میثاق
جو چلا گھبرایا ہوا کہ تیغ ہفت جوہر میرے پاس ہی کہان جاکر ٹھہرون آخر سوچا کہ زنہار جادو کہ میری
قدیم آشنا ہی وہ دریا کے بیچ مین رہتی ہی وہان کوئی نہ جاسکیگا یہ سوچکر دریا پہ آیا آواز دی کہ ملکہ زنہار
جادو کیا کرتی ہین بیچ دریا مین ایک قصر ظاہر ہوا دیکھا زنہار جادو مسند پہ بیٹھی ہی گرد کنیزین اسباب
عیش مہیا آواز دی ای میثاق آؤ میثاق اُترا زنہار نے پوچھا اسوقت گھبراے ہوے کیون ہو
میثاق نے کہا بہار لال پوش تیغ ہفت جوہر لیے جاتی تھی اُسکی صورت ایسی بھلی معلوم ہوئی
کہ اسکو تو قتل کیا تیغ ہفت جوہر اُٹھا لایا ہون یہی خوف ہی کہ اب وہ بیدار ہو کر میری تلاش
مین آئیگی ساحرۂ زبردست ہی ایسا نہ ہو مین اُسکے ہاتھ سے مارا جاؤن اسی لیے گھبرایا ہوا تمھارے
پاس آیا تم نے قصر اپنا ظاہر کردیا ظاہر مین بیٹھی ہو ایسا نہو بہار لال پوش آجاے زنہار سمجھاتی ہی کہ کیون
اسقدر گھبراتے ہو وہ آئیگی تو کیا ہم اُس سے سحر مین کم ہین آئیگی تو مقابلہ پڑیگا تمکو لیجا نہ سکیگی
اور تیغ تو میرے قبضے مین ہی اب تیغ کون لے سکتا ہی میثاق نے کہا تیغ مین لایا اور تم کہتی ہو کہ تیغ
میرے قبضے مین ہی اسکے کیا معنی زنہار نے کہا یہ وہ تیغ ہی کہ کل طلسم کے رہنے والے اسکی فکر مین ہین جو
طلسم کشا کو دیگا بڑا مرتبہ پائیگا پھر مین تیغ لیجانے دونگی مین طلسم کشا کو دیکر اپنا مرتبہ بڑھاؤنگی اپنی
جان بچاؤنگی بھلا یہ مجھے کب گوارا ہی کہ تیغ تم میرے سامنے سے لیجاؤ یہ کہکے زنہار نے تیغ اُٹھا لیا اور
کہا ارے یہ تو تیغ کا نام ہی اسی تیغ کا ایک ہاتھ مار دون اگر سامری و جمشید بھی ہون تو اس تیغ سے
نہ بچین یہ تیغ وہ بلاے روزگار ہی میثاق جھلا کر اُٹھا اُسنے تو لا مارا زنہار نے پکار کر آواز دی ای
ماہیان دریا و ای نہنگان خون آشام یہ ایک شخص مجھپر ظلم کرتا ہی تم سب دریا سے دیکھ رہے ہو اُسکو
مار نہین لیتے میثاق نے دیکھا دریا مین کھولن ہوئی ہزارون مچھلیان و نہنگان کلان منھ کھولے ہوے
دریا سے نکلے آوازین دیتے ہوے ای ملکہ زنہار ہم حاضر ہین جو حکم ہو وہ بجا لائین زنہار نے اشارہ
کیا کہ میثاق کو مار لو مچھلیون نے اُسکے میثاق کو گھیرا مثل آدمیون کے مچھلیان غل کر رہی ہین

کر میثاق کو مارلو میثاق پر جو سب گرین تمام بدن اسکا غربال کر دیا میثاق حیران ہو کہ کیونکر جان بچاؤن
اور کیا کرون سامری جمشید کو پکارتا ہو اپنا تیغہ ہلا رہا ہو جان اپنی بچا رہا ہو کبھی گولہ مارتا ہو صدہا مچھلیان
مر کر گرتی ہین مگر دریا سے تار بندھا ہوا ہو ایک مچھلی مرتی ہو تو دس مچھلیان نکلتی ہین میثاق پر حملہ کرتی ہین
میثاق بھاگتا ہو حیران ہو کہ مین کس آفت مین آکر پھنسا قضاے کار بہار لال پوش ساحرون کی
صد ہا سنگ آسمان پر آکر چمکی دیکھا میثاق مچھلیون سے لڑ رہا ہو مچھلیون نے اسکے بدن کا گوشت نوچکر
پھینک دیا ہو اور تیغہ مسند پر زنہار کی رکھا ہو اب بہار لال پوش تڑپ سکے گری تیغہ اسنے اٹھا لیا
میثاق زنہار اسکی جانب دوڑے مچھلیون نے بھی اسکو گھیرا ہو بہار لال پوش نے تیغہ نیام سے
کھینچا تیغہ کو جو جنبش دی تیغ سے برقین چمکنے لگین برقین مچھلیون پر گرین مچھلیان کٹ کٹ کے دریا
مین گرنے لگین ان دونون نے چاہا ملکہ بہار لال پوش نے تیغے کو جنبش دی دو طائر
دونون کے سامنے پیدا ہوے زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ دونون طائرون کی آواز پر متوجہ ہو گئے
بہار کا تعاقب نہ کر سکے بہار لال پوش مثل بوے گل کے نکل گئی جب بہار لال پوش نکل گئی تو میثاق
نے کہا کیون زنہار ہم تو مقام محفوظ سمجھکر تمھارے پاس آئے تھے یہ فساد برپا کیا کہ تیغہ ہاتھ سے کھویا
اب مین کیا کرون بہار لال پوش اڑی ہوئی جاتی ہو ایک صحرا مین دیکھا ایک نہر جوش مار رہی ہو جیسے ہی
قریب نہر کے پہونچی نہر نے حبابون کی آنکھین لگا لین موجین خنجر نکالین گرداب پیسمرخ مارتے تھے
ناگاہ دیکھا ایک ساحر گرداب سے نکلا پکار کر آواز دی کہ ای بہار لال پوش کیا تحفہ تیرے پاس ہو
دل کو بیتابی ہوئی مین گھبرا کر نکل آیا منم گرداب دریا نشین اگر خداوند سے باغی ہوئی ہو تو آ مجھسے
مقابلہ کر اگر موافق ہو خداوند سے تو حال مفصل بیان کر ورنہ مین تجکو جانے نہ دونگا بہار نے کہا
ای گرداب کیون دیوانہ ہوا ہو مین نہین معلوم کہان سے آئی ہون کہان جاتی ہون میرا سدراہ نہ ہو
ورنہ بہت پچھتائیگا گرداب نے کہا مین ایسا ہی آسیب بیقرار ہوا کہ نکلکر باہر آیا اب مجھے کہان تامل ہو
اب مین لڑونگا یہ سنکے بہار لال پوش بڑھی کہ نکل جاؤن گرداب نے نہر پر اشارہ کیا ہزارون مچھلیان
سدراہ ہوئین پانی نہر کا بڑھنے لگا بہار لال پوش نے تیغہ کھینچا پکار اٹھی ای تیغہ ہفت جو ہر سے مجھے
اس ظالم کے روکنے سے نجات دے کہ مین تابہ طلسم کشا جاؤن یہ کہکے جو تیغہ کو جنبش دی عکس تیغہ کا
نہر مین جو پڑا ایک دنا ٹا ہوا نہر سمٹ کر اپنے شکم مین آئی ہرچند گرداب اٹھالے کرتا ہی حبابون سے

آنکھین لڑاتا ہی کچھ نہین ہوتا تیغہ ہفت جوہر سے ایک برق چمکی کہ نہر بالکل خشک ہو گئی وہی برق تڑپ کر
گرداب پر پڑی گرداب دریا نشین کے دو ٹکڑے ہوے گرداب کا مرنا کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا
فضا سے کار ہفت پیکر آج تین دن سے کوہ زبرجدی پر ہی لوگ حیران ہین کہ قدرت آٹھوین دن پہلہ
کر دیتے تھے آج کیا ہی کہ تین دن سے اسی مقام پر ظہور ہی ادھر گرداب مرا تصویر سنگی کا سر شق ہوا کوہ زبرجدی
والون نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام تصویر سنگی کے سر سے نکلا یہ کہتا ہوا چلا کہ ارے غضب بہار
لال پوش نے گرداب جادو کو مارا تیغہ ہفت جوہر لیے ہوے پاس طلسم کشا کے جاتی ہی
بہار لال پوش گرداب کو مار کر آگے بڑھی ہی کہ دیکھا ایک پہاڑ بیچ مین حائل ہی رستہ نہین ملتا جدھر
جاتی ہی ادھر پہاڑ ہی معلوم ہوتا ہی اسنے تیغہ ہفت جوہر چمکایا پہاڑ بیچ مین سے شق ہوا بہار لال پوش
کو راستہ ملا پہاڑ سے نکلنا پہاڑ ہو گیا پہاڑ سے آوازین آتی ہین ای بہار لال پوش کہان جاتی ہی
یہ سحر قدرت کا تھا ہمکو قدرت نے تیرے روکنے کو بھیجا تھا تو نے غضب کیا بہار نے دیکھا سامنے
لشکر طلسم کشا اترا ہی سنبل ہفت گیسو طلایہ پھر رہی ہی انتظام لشکر کر رہی ہی بہار نے پکار کر آواز دی
ای سنبل کہین تیغہ ہفت جوہر لائی ہون بڑی بڑی آفتین اس تیغہ کے لیے اٹھائی ہین یہ سنتے ہی
سنبل نے جھپٹ کے چاہا بہار لال پوش سے تیغہ لون کہ ہفت پیکر آسمان سے گرا ہاتھ پر
بہار کے ایک تھپکی ماری کہ تیغہ اسکے ہاتھ سے نکل گیا سنبل تڑپ کر گری کہ تیغہ اٹھا لون
ہفت پیکر نے آواز دی او نمک حرام بد انجام خبردار تیغہ نہ اٹھانا یہ کہکے ایک چیخ ماری آفتاب
فلک سیر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا اسنے گھبرا کے کہا ارے ہفت پیکر آ گیا بارگاہ سے گھبرا کے نکلا
دیکھا سنبل ہفت گیسو گیسو ہلا رہی جب گیسو ہلے سات برقین چمک کر ہفت پیکر پر گرین ہفت پیکر
ان ساتون برقون سے بچنا ہی چاہتا ہی تیغہ اٹھا لون مگر سنبل کا سحر محیط ہو رہا ہی اتنے مین آفتاب کے
جنگل مین روشنی ہوئی ہفت پیکر چار جانب دیکھ رہا ہی آفتاب نے تیغہ اٹھا لیا مگر جس مقام پر
کھڑا ہی وہان سے بڑھ نہین سکتا ہی سنبل بھی سحر کر رہی ہی ہفت پیکر ہاتھ ہلاتا ہی آواز دیتا ہی
ای آفتاب کیون بغاوت پہ کمر باندھی ہی ارے طلسم تباہ ہو جائیگا طلسم کشا کا ایک مذہب
ہو جائیگا میرا تو کیا خداوندان قدیم سامری و جمشید کا کوئی نام نہ لیگا گھر بار تم سبھون کے تمام
کھد جائینگے دیکھو تیغہ نہ لیجا آفتاب تیغہ لیے کھڑا ہی طلسم کشا جھپٹ کر قریب آفتاب کے آئے آفتاب نے

تیغہ پھینکا پکار کر کہا لیجیے طلسم کشا نے چاہا جھپٹ کے تیغہ اُٹھا لون مگر تیغہ پر ہاتھ نہ پڑا ہفت پیکر نے ہاتھ چمکایا برق گری کہ بہار لال پوش کے دو ٹکڑے ہوے بہار لال پوش کا مرنا کہ آفتاب تھرا گیا ہفت پیکر تڑاپ کر گرا تیغہ اُٹھا لیا برق چمکائی آفتاب کا سر زخمی ہوا سنبل ہفت گیسو نے کیسے کیسے سحر کیے لالہ عذار ہی آئین جمال بہتیال اپنا ہفت پیکر کو دکھایا ہفت پیکر جھوم گیا مگر آفتاب فلک سیر زخمی ہو کر پیچھے ہٹا ہفت پیکر لیے ہوے گیسو توڑا کر آفتاب کی جانب اشارہ کیا زنجیر آہنی گلے مین آفتاب کے پڑی تیغہ تو اسنے کر سے لگایا آفتاب کو لٹکاتا ہوا لے اُڑا سنبل نے چاہا اُسکا پیچھا کرون طلسم کشا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے سنبل ہفت پیکر بلاے روزگار ہی اس سے مقابلہ دشوار ہی اسکے پیچھے نہ جاؤ ہفت پیکر تیغہ ہفت جوہر و آفتاب فلک سیر کو لیے ہوے جاتا ہی قریب کوہ ہفت جوش کے پہونچا ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش بناؤ کیے ہوے بیچ مین کنیزون کے بیٹھی تھی کہ ایک اندھی سیاہ چلی دیکھا ہفت پیکر تیغہ کمر مین آفتاب فلک سیر زنجیر آہنی مین لٹکا ہوا بعشرت تمام لیے آتا ہی ہفت رنگ گلگون پوش واسطے سجدے کے جھکی اور پکار کر آواز دی یا خداوند تقدیر میری کہ آپکا ادھر گذر ہوا چند ساعت کو یہان تشریف لائیے اس قیدی گنہگار کو میرے سپرد کیجیے اس ناز و نیاز سے ہفت رنگ گلگون پوش نے کلام کیا کہ ہفت پیکر بیقرار ہو گیا آواز دی اے بندی خاص الخاص قدرت نے تمکو اپنے ہاتھ سے بنایا اسوقت تمکو دیکھکر اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفاے آب در سخن کا — دہن کو جو ہر کھلا زبان کا زبان کو عقدہ کھلا دہن کا

ہر ایک گلبن ہی نخل ماتم ہر ایک جو ہی پر آب دیدہ — جو زخم گل میرے باغ کا ہی تو داغ نہ مرے چمن کا

نظر جو آجائے بید مجنون تو روؤن مجنون کی یاد مین — جو دیکھون شیشہ تو سر کو پھوڑون خیال بندھ جاے کوہکن کا

چھوا جو گیسوے عنبرین کو تو سانپ لیا افسون سے گویا — لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا

نگاہ اول مین چشم مے گون یہ رنگ محفل کرے دگرگون — وہ حال ہووے جو وقت آخر شراب خوار ونکی انجمن کا

نوا سنی نہ ہو کسی کی کوئی نہ مردود و دوستان ہو — جدا ہوا شاخ سے جو پتہ غبار خاطر ہوا چمن کا

جو حال پروانہ عشق مین ہی وہی محبت مین حال دل — وہ شمع فانوس کا ہی کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا

جو پختہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ اُسپر — عجیب غربت نصیب کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا

برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو — نہ لوٹے کا فور مین نے سوکھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا

نہ یہ نزاکت پری مین ہوگی نہ حور مین یہ نزاکت آتش | جو بار پھولون کا اُسنے پہنا تو بوجھ اُٹھایا ہزار من کا

ہفت رنگ گلگون پوش اِن اشعار کو سُنکر ہنسی کہا یا خدا وند یہ شعر ابھی نظم کیے آپنے تشریف لا سیئے
ہفت پیکر نے کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان آج قدرت بصورت اصلی ہین کبھی کسی بندے
نے قدرت کو اس صورت سے نہین دیکھا اسوقت قدرت نہ ٹھہرینگے ہفت رنگ گلگون پوش
نے عرض کی اب تو کنیز جمال قدرت دیکھ چکی کنیزون کو ہٹا دون ہفت پیکر نے اشارہ کیا تنہا
قصر مین چلو تو قدرت آئین ہفت رنگ گلگون پوش ایک کمرے مین آئی ہفت پیکر اُتر پڑا تیغہ
ہفت جوہر دکھایا کہا قدرت اِسکے واسطے گئے تھے بہار لال پوش کو مارا اس ظالم کو پکڑ لایا
تیغہ ہفت جوہر لیا اب کوئی نہ پاسکیگا اصل یہ ہے کردو تحفے طلسم کشا پا گیا تیغہ ہفت جوہر اگر نہ ملیگا تو
پھر وہ دو نون تحفے ناقص رہینگے ہفت رنگ نے گلابی اُتاری جام شراب پلایا دو تین جام پی کے
ہفت پیکر اٹھا کہا اے ملکہ اب تمھارے یہان قدرت ہو چلے تیغہ اپنے پاس رکھو لیکن اے ہفت رنگ
خبردار پیٹے کا کسی سے ذکر نہ کرنا اور اس قیدی کو بھی احتیاط سے رکھنا یہ کہکے ہفت پیکر تو روانہ ہوا
ہفت رنگ ٹہلتی ہوئی قریب آفتاب کے آئی کہا کیون اے آفتاب مقام افسوس ہے کہ تم ایسا ساحر
ہشیار یون شریک طلسم کشا ہو آفتاب نے کہا اے ملکہ عالم طلسم کشا خلق مین اخلاق مین حسن مین
جمال مین یکتا ہے طلسم کشا نے وہ آبرو کی اپنے ایک ایک خدمتگار کے واسطے کہ وکوشش کی زنار کیواسطے
کیا اپنا خلاصہ ہوئی سنبل گرفتار ہوگئی عیار کو بھیجا شب کو خاصہ نوش نہ کیا جب تک سنبل نہ آلین اس شیر دلیر کو
آرام نہ تھا جب سنبل آئین عیار رہا کرکے لایا تب خاصہ نوش فرمایا کتاب ہفت پیکر تو تمھارے
پاس بھی ضرور رہی ہوگی اس مین صاف صاف قدرت لکھ چکے ہین کہ یہ سال آخر طلسم ہے عمر طلسم تمام
ہوئی رستم بیٹا ہے صاحبقران کا کہ طلسم کو فتح کریگا ساحران نامی شریک ہونگے جنکو قدرت ایذا دو
پہنچینگے وہی قدرت کے دشمن ہونگے جسکو راہبر سمجھا ہے وہ راہزن ہوگا طلسم کشا لوح طلسمی
پائیگا اس مزے سے لینے اوصاف طلسم کشا بیان کیے کہ ہفت رنگ بھی مشتاق ہوئی کہا اے
آفتاب اصل یہ ہے کہ جو لوگ کہ ہفت پیکر پرست ہوے اُنکے قلب اُلٹ دیے کہ وہ سوا ہفت پیکر
کے کسی کا نام نہین جانتے بڑی مشکل کی بات ہے طلسم کشا کو کیونکر دیکھون آفتاب نے کہا آجکل
سفر مین ہین کسی پہاڑ پر جا کے ٹھہرو آمد لشکر دیکھو دیکھو کون کون سے معشوقان پری چہرہ ساتھ ہین

ہفت رنگ نے کہا میں نہایت مشتاق ہوئی بیشک جا کر دیکھونگی ہفت رنگ ایک طاؤس پر
سوار ہوئی واسطے دیکھنے طلسم کشا کے روانہ ہوئی کوہ زبرجد پر آئی زبرجد جادو اپنے شہر میں تھا
تھوڑے عرصے تک ہفت رنگ ٹھہری وہان سے آگے بڑھکے کوہ گلگون پر زیر نخل ٹھہری ذرا
دن چڑھا تھا کہ گل آفتاب چمن چرخ نیلگون مین شاخ ضیا و شعاع پر پھولا عندلیبان خوش نوا زمزمہ
سرائی کر رہے ہین کہ ہفت رنگ نے دیکھا نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب کے آگے سنبل ہفت گیسو اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک طرف نکل گئی پھر دوسری
گرد اڑی دیکھا ملکہ سیماب اسی ہزار کنیزین پشت پہ اہتمام کرتین نکل گئین اسکے بعد لالہ عذار
طاؤس زرین بال پر سوار ساٹھ ہزار کنیزین پشت پہ یہ بھی نکل گئین اسکے بعد دیکھا خوب نوبت
نقارے بجے بیچ مین طلسم کشا گرد کل سردار عاشق و غیر عاشق گلچین گلشن جمال کی کرتے ہوئے سامنے
سے گذرے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے انپر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم
غرضکہ پندرہ لاکھ ساحرہ و غیر ساحر کا لشکر پشت پہ صحرا تمام گلزار ہوگیا ہفت رنگ کی جو نگاہ جمال
جہان آرائے طلسم کشا پر پڑی بیقرار ہوگئی بے اختیار لکیا رنگی نظم

| | |
|---|---|
| اسکے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا | بے اجل وان ایک دو ہر رات مر جاتا رہا |
| کوئے جانان مین بھی اب اسکا پتہ لگتا نہین | دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا |
| جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہ کن | اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا |
| کشش معشوق مین پاتا ہون عاشق مین جذب | کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا |
| واہ ری اندھیر ہر روشنی شہر مصر | دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا |
| نشہ ہی مین یا الٰہی میکشون کو موت دے | کیا گرے کی قدر جب آب گہر جاتا رہا |
| اک نہ اک مونس کی فرقت کا فلک نے غم دیا | درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا |
| حسن کھو کر آشنا مجھسے ہوا وہ نونہال | ہو گیا جب زیب شجر ہم جب ثمر جاتا رہا |
| رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین | کب شباب شیر آتر ہی کس دن درد سر جاتا رہا |
| فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پہ نہ یار | وہ بھی دن مین یاس آلفت کا استاد جاتا رہا |

اسی وقت ایک صحرا سے سبزہ زار رستم کو ملا پلٹ کر سنبل نے عرض کی آج لگی دن سکے لیے جو ہر ایک سبزہ زار

ملاہی لشکر کو اسی مقام پر اُتارے ایک دن تو لشکر کو آرام ملے ایسا نہو کسی مقام پر کوئی حریف آجائے
اور لشکر کو لڑنا پڑے ایسے گھبرائے ہوے ہین کہ فوراً قدم اُٹھ جائینگے رستم نے کہا بہتر ہے اسی مقام پر
بارگاہ استادہ ہوئی سردار اُترنے لگے ہفت رنگ اپنے مکان پر آئی پہلے اُسنے آفتاب کو
رہا کیا اور گوشے مین لاکے کہا اے آفتاب ہماری طرف سے جاکر طلسم کشا سے سفارش کرو مین
تیغ ہفت جوہر لیکر حاضر ہوتی ہون آفتاب نے کہا نا ملکہ ہمارے ساتھ چلو کہا تیغ مین نے
خزانے مین رکھا ہے وہان سے نکالون اب جو مین آؤنگی آپ ہی کے ساتھ رہونگی وہ وہ شاہزادیان
ساتھ لشکر کے دیکھین کہ دل کو تسکین ہوگئی جو اُنپر گذرے گی وہ ہمپر گذرے گی آفتاب رخصت ہوا
یہان ملکہ ہفت رنگ گلگون پوش خزانے مین گئی اپنی ہم شبیہ پتلیان جواہرات کی تھین اُنکو اپنی
تھیلی مین رکھا جا بجا سے تحفہ جات اُٹھاتی ہوئی اس مقام پر آئی جہان تیغ ہفت جوہر رکھا تھا
تیغ اس مقام پر نہ پایا ہوش اُڑ گئے کہا ای ہفت رنگ یہ کیا ستم ہوا تیغ کون لے گیا وہان سے
جھلا کے باہر نکلی کنیزون کو بلایا کہا ارے تم مین سے کسی نے تیغ ہفت جوہر اُٹھایا ہے اُنھون نے
کہا واری ہمارا خزانے مین کب گذر ہو سکتا ہے کنیزین تو کبھی جاتی بھی نہین اگر ہم لوگون کے ذمے
ثابت ہو تو گردن از مو باریک تر اسی وقت قتل کیجیے ہفت رنگ ناچار ہوئی سوچی کہ مین آفتاب
کو رہا کر چکی اگر قدرت آکر پوچھین تو مین کیا جواب دون اب نہین رہ سکتی یہ کہکر کنیزون کو اشارہ کیا
سارے گھر کو تم سب لوٹ لو ہم جاتے ہین لیکن دریاے سحر مین ڈوبی ہوئی ہے ہم شبیہ پتلیان جواہر کی
تھیلی مین پڑی ہوئی ہین اشیاے سحر ذات پر آراستہ طاؤس پر سوار ہوکے بلند ہوئی تیغ ہفت جوہر
پر یہ معرکہ گذرا کہ ہفت پیکر کوہ زبرجدی پر کئی دن سے ساکن ہے اسکو معلوم ہوا کہ ہفت رنگ طلسم کشا پر
عاشق ہوئی سوچا کہ ابھی تیغ ہفت جوہر جاکے دیدے گی دو پہر رات گئے تصویر سے نکلا
زیر کوہ آیا سحر کرکے غرق زمین ہوا زمین کو کاٹتا ہوا خزانے کے اندر آیا زمین سے نکلا تیغ اُٹھا لیا
اسی طرح نقب سے نکلکر شب ماہتی آسمان پر چلا ہوا کو کاٹتا ہوا آتا ہے کہ وباغ مین بوے خوش آئی
معلوم ہوا کہ عطار صبا نے قرابے عطر کے لنڈھا دیے جون جون لگے بڑھتا ہے خوشبو بڑھتی جاتی ہے دیکھا
ایک باغ جنت نظیر اسمین ملکہ رنگین بہار ہے بیچ مین ایک چبوترہ ڈالیان اُسپر پھول لگی ہوئین
اُن ڈالیون مین گلہاے رنگا رنگ خوشبودار ایک جانب اودیاین اور بٹوشہر کھڑے اور بڑھیان

نہایت شگفتہ پڑی ہین انکی خوشبو پھیلی ہوئی ہی رنگین بہار پیرا بیچ مین بوے گل سے و باغ معطر کیے ہین
نسرین و نسترن و غنچہ دہن اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین اور سامنے تصویر ہفت پیکر پھولون مین
لدی ہوئی رکھی ہی کہہ رہی ہی ای خداوند میری مرادین پوری ہون تو آپکو پھولون مین تولون ہفت پیکر نے
جو اعتقاد رنگین بہار پیرا کا دیکھا مبہوت ہوگیا سمجھا کہ یہ ہماری بڑی چاہنے والی ہی اور نازنین پری پیکر
چہرہ رشک قمر اُسنے اشارہ کیا تصویر باتین کرنے لگی ہر مرتبہ کہتی ہی کہ ای رنگین بہار پیرا تیری
کل مرادین حاصل ہین جو مانگ وہ دلوا دون مراد دلی تیری پوری کر دون کبھی کسی وقت تجھکو
رنج و الم نہ ہو بہار تیرے باغ مین ساکن رہے تو اسم با مسمے ہی رنگین بہار پیرا تیرا نام بہار کا
اسی باغ مین رہنا کام ہی یہ باتین تصویر کو کرا کے ہفت پیکر خود اُترا آواز دی ای رنگین اس وقت
اِس خضوع و خشوع سے تصویر سے باتین کین کہ فرشتون نے عرش اعلی تک پہونچائین دیکھ
جب زمین پر آئے تو دوست دشمن کو خیال کیا معلوم ہوا کہ ہفت رنگ نے طلسم کشا سے
عشق کیا ہی آفتاب فلک سپہر باغی قدیم کو اسنے رہا کیا اب فکر مین تھی کہ تیغہ ہفت جوہر
لیکر جاؤن اسی کے ذریعے سے ملون قدرت نے تیغہ اُسکے خزانے سے نکال لیا لو یہ تیغہ اپنے
پاس رکھو قدرت تمکو بالاے عرش بلا ئینگے رتبۂ معراج عطا کرینگے وہ مرتبہ دینگے کہ سارے طلسم
شاہ و شہریار رشک کرین یہ کہکے تیغہ پاس تصویر کے رکھدیا کہا بس زیادہ قدرت کا ٹھہرنا
مناسب نہین جہان قدرت ہو اسلیے ہٹے عرش متزلزل اور متحرک ہوتا ہی ڈر ہی کہ میری قدمبوسی
کی ہوس مین زمین پر نہ آجاے یہ کہکے ایک سحر کیا کہ نظرون سے رنگین بہار پیرا کی غائب ہوگیا کوہ
زبرجدی پر پہونچا دیر مین تصویر سنگی ہی اُس مین داخل ہوگیا گھنٹے نواز و ناقوس نواز گھنٹے
و ناقوس بجانے لگے پلپلا ہوا ظہور قدرت ہوگیا میلہ جو زیر کوہ جمع تھا مرادین مانگنے لگے ملکہ
ہفت رنگ گلگون پوش جو مکان اپنا سنا کر نکلی کنیزون کو بلایا سب ملازمون نے لوٹ لیا
اب ہفت رنگ طاؤس پر سوار ہوکر انتہائی بلند ہوئی سر جھکا کے دیکھا ایک باغ پر بہار آئین ایسا
نازنین گلگون پوش مسند پر بیٹھی تصویر ہفت پیکر سے باتین کر رہی ہی ہفت رنگ نے جو تیغہ دیکھا شگفتہ
ہوئی جھولی سے پتلی ہم شبیہ اپنی نکالی یہ کہکے پھینکا کہ ای ہم شبیہ اس نازنین کو اپنی طرف ایسا
متوجہ کر کے مین تیغہ لے لون پتلی زمین پہ آتے آتے ایک نازنین چہار دہ سالہ بنکر تیار ہوئی

سر ہلاتی ہوئی سامنے رنگین بہار پیرا کے آئی آواز دی کہ بی بی واری جاؤں شاہزادی رنگین مزاج ہو پھولوں کے سر کا تاج ہو ذرا ادھر متوجہ ہو یہ کہکر غزل عاشقانہ شروع کی

**نظم**

بلبل گلوں سے دیکھ کے تجھکو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن میں پڑ گیا

پہنیں رچھین نہ ای بت چین رہ غرور سے
قشقہ ہو یہ کا سے عجیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اسے چال یار کی
سن کچھ پاؤں کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پاؤں
سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد
جاڑے کے مارے سرو چمن میں اکڑ گیا

شیریں کے شیفتہ ہوئے پرویز و کوہکن
شاعر ہوں میں یہ کہتا ہوں مضمون لڑ گیا

افتادہ ہے شوق اپنی جبیں کو خبر نہیں
اس بت کے آستانے کا پتھر رگڑ گیا

درماں ہے اور درد ہمارا ہوا دو چند
مرہم سے داغ سینہ میں ناسور پڑ گیا

گلدستہ بن کے رونق بزم شہاں ہوا
کوڑا جو اس فقیر کے تکیے سے جھڑ گیا

پہنچا نہ پار سے جو حقیقت کی کنہ کو
پہچان لے کر راستہ میں پیچ پڑ گیا

فرقت کی شب میں زیست نے ایسی دوا کی
شمع حیات گل ہوئی اندھیر پڑ گیا

پاتا ہوں شوق وصل میں احباب کے تئیں
حسن و جمال یار میں کچھ فرق پڑ گیا

لاشے کو عاشقوں کے نہ اٹھوا گلی سے یار
بستے کا پھر یہ گاؤں نہیں بستا اجڑ گیا

دیکھا مجھے جو خون شہیداں سے سرخ پوش
شرما کیا فلک زمیں میں خجالت سے گڑ گیا

سیہوں کی راہ آگے ہم بڑھ اٹھ لئے
رفیق کا کارواں سے میں اپنے بچھڑ گیا

آیا جو شرح وصل لب یار کا بیان
جھنڈا قلم کا اپنے بدخشاں میں گڑ گیا

میں نے لیا بغل میں پری رو کو وصل میں
دیو فراق کشتی میں مجھ سے پچھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل نالاں شریک روح
منزل میں رنگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا

آتش نہ پوچھ حال تو کچھ درد مند کا
سینہ میں داغ داغ میں ناسور پڑ گیا

اس نوع سے اس نازنین نے یہ غزل گائی کہ تمام کنیزیں ناچنے لگیں رنگین بہار پیرا یاں بیان کرتی ہے کہتی ہیں ارے کیوں دیوانی ہوئی ہو دیکھو ناچو نہیں مگر وہ نازنین اس طرح سے گا اشارہ

کرتی ہی کہ کنیزین پاؤن بجانے لگتی ہین آخر اپنے مقام سے رنگین بہار پیرا بھی اٹھی کنیزون کو گالیان دیتی ہوئی اونا لاکتوے تھیرو اسکا رنگ مثاتی ہوین دیکھو تیا ؤن جس طرح وہ پاؤن زمین پر رکھتی ہی اسی طرح پیر رکھو دیکھو نقش قدم اسکا تاج سر گلعذاران ہی عندلیب چمن مثل آئینہ حیران ہی یہ کہکر ناچنے لگی گرد کنیزین بیچ مین رنگین بہار پیرا آگے سب کے وہ پتلی ہی یہ تو سب ناچ مین مصروف ہوے ہفت رنگ گلگون پوش جو تڑپ کر گری تیغہ اٹھا لیا لیکر ڈوب گئی ہفت رنگ گلگون پوش تیغ ہفت جوہر لیکر بھاگی رنگین بہار پیرا کو ایک عندلیب نے آواز دی ای رنگین بہار پیرا ایسی غفلت تیغ ہفت جوہر کیا ہوا ذرا خیال کرکے دیکھو یہ کہکے پھڑکی سر پر اُس پتلی کے سایہ ڈالا برق گری پتلی کے دو ٹکڑے ہوے رنگین بہار پیرا کو اب ہوش آیا دیکھا تصویر خداوند سر پیٹ رہی ہی کہتی ہی ای شاہزادی الامان دشمن نے اپنا کام کیا تیغہ لے گئی ہفت رنگ کے دل مین آتش عشق شعلہ ور ہی طلسم کشا کے پاس جانتی ہی کہ پہونچے یہان طلسم کشا بہ سر راہ ہین ایک مقام پر لشکر کا سنبل نے بڑھکے عرض کی حضور ٹھہر جائین ایسی خوشی پہونچا چاہتی ہی کہ حضور تلاش لوح کرین رستم نے آفتاب سے پوچھا کہ سنبل کیا کہتی ہین آفتاب نے ورق جیب سے نکالا ہنستا ہوا سامنے آیا کہا تیغ ہفت جوہر ابھی آتا ہی طلسم کشا گھوڑے سے اترے سب سردار گرد آ گئے لیکن ہفت رنگ جو چلی راہ مین ایک مقام پر دیکھا جنگل مین ایک نخل بلند و مرتفع اس مین جھولا پڑا ہی بارہ تیرہ نازنینان مہ جبین تماشے کی خاطر ہین پینگ بڑھ رہا ہی ایک نے تان لگائی دوسری اُس سے بڑھ گئی تیسری نے کہا او بے حیائی ایسی مشقت کی وہ آ پہونچی چوتھی نے گنگنا کے عارض پر ہاتھ رکھا گورے گورے ہاتھ عارض پر رکھا اور یہ اشعار بر بیت خیز گانے لگی نظم

| | |
|---|---|
| تیرے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو | جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو |
| نکلتا ہی نہین آئینہ خانے سے باہر | غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو |
| گلے مین یار کے پڑنے کا ہاتھ ہی مشتاق | کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو |
| غرور گھٹتی ہی تعلیم خاکساروں کی | اُگے جو سرو بھی خاک سے بلند نہ ہو |
| گوارا یان دل دشمن کی بھی شکست نہین | ہماری کوشش سے ہو تو کوئی گزند نہ ہو |
| زیادہ بوسے سے دشنام مین مزا دیتا ہی | وہ زہر ہی یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو |

| | |
|---|---|
| برابر اسکے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہی | الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو |
| زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفرین نکلے | وہ گوش کر ہو جو آلش سخن پسند نہ ہو |

سب اس نازنین کی تعریفین کرنے لگین ہفت رنگ کھڑے ہو کے تماشہ دیکھنے لگی کہ تیغہ کو یکایک جنبش ہوئی ہوش مین آگئی سوچی کہ ای ہفت رنگ اس مشقت عظیم سے یہ تیغہ حاصل ہوا ایسا نہ ہو کہ شعبدے مین رہجاؤن اور یہ تیغہ ہاتھ سے جاتا رہے اُن گانے والیون کی جانب سے منھ پھیرا ہرچند کہ گانا اُنکا دل کو کھینچ رہا ہی قدم وہان سے نہین اُٹھتا اور حیران ہی کہ مشرق و مغرب جنوب و شمال کس طرف جاؤن کہ طلسم کشا کو پاؤن اور نذر پیش کرون شاید قبول ہو آخر ایک جانب چلی گانے والیان آواز دیتی تھین ای ہفت رنگ ہمارا گانا تو سنے مقام افسوس ہی کہ ہم ایسی گانے والیان کہ جنکا گانا قدرت سنتے ہین لولی فلک کو ہمارے گانے پہ سکتا ہی کسی سے ایسا کمال کیا ہو سکتا ہی ہفت رنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا تیغہ نیام سے نکالا چمکاتی ہوئی چلی جیسے ہی تیغہ چمکا وہ جو پریشانی اسکے قلب پہ تھی وہ دفع ہوئی اب ایک جانب چلی یہان رستم ٹہل رہے ہین لشکر اسی صحرا کے سبزہ زار مین اترا ہی کمرین سب کی کھل رہی ہین آفتاب فلک سیر قریب کھڑا ہوا عرض کر رہا ہی کہ تیغہ ہفت جوہر حضور کے پاس آیا چاہتا ہی بڑی تیغہ پر کد پڑی مگر آپ صاحب اقبال ہین ہفت رنگ تیغہ لاتی ہی اب انشاء اللہ تلاش لوح مین مصروف ہوجیے گا یہی قواعد مین درج ہی کہ معرفت ہفت تماشا گلگون پوش کی تیغہ سرکار کو پہونچیگا سرکار کو تیغہ ملا اور فتاحی طلسم کی تدبیرین ہوئین اسی طرح لوح بھی آپ کو غیب سے ملیگی یہ ذکر تھا کہ ہوا سرد چلی آفتاب نے کہا یہ علامت آمد آمد ہفت رنگ کی ہی سب شاہزادیان نام ہفت رنگ سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئین اور براے استقبال بڑھین لیکن یہ کہتی تھین کہ ہفت رنگ کیا صاحب اقبال ہی کہ جسکا احسان طلسم کشا پہ ہوگا کہ دیکھا ملکہ طاؤس زرین بال پہ سوار موئے مشکین چہرۂ زیبا پہ پریشان تیغہ کھینچے ہوئے اسکو جنبش دیتی ہوئی تیغہ سے برقین چمکتی ہوئین وہ برقین ہفت رنگ کو گھیرے ہوئے گرد ماہ تابان جیسے ہالہ ہوتا ہی پہلے سب سے ملین ہفت رنگ لپکی بڑھی جاکر گرد طاؤس کے پھرنے لگی اور کہتی تھی کہ میری ہزار جان تیرے نام پہ نثار ہو کہ تو تیغہ ہفت جوہر لائی ہفت پیکر ہماری فکر مین ہی ایک ہفتہ اسکو گذرا کہ کچھ وہ شہر جادو سے نہین ٹلتا وہین سے بیٹھے بیٹھے فکرین کر رہا ہی ہم لوگون کی گرفتاری کی فکر مین ہی

مگر خدا طلسم کشا کو سلامت رکھے جس مقام پر جو قید ہوا اقبال نفکر تماچی طلسم انکی رہائی کی تدبیر کی مہر سمک برابر
پہونچے خواجہ عمرو و برق بھی اسی فکر مین ہین یہ کہکے پائیہ طاؤس پہ ہاتھ ڈالا سب شاہزادیون نے آکر گھیر لیا
آفتاب فلک سیر قریب آیا آفتاب کا سر پہ سایہ کیا اس اعزاز و اکرام سے ہفت رنگ کو سامنے طلسم کشا
کے لائے ہفت رنگ نے جو قریب سے جمال رستم کو دیکھا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا دست نگارین پہ تیغہ
رکھکے مسکرا کر کہا کنیز کی نذر قبول ہو کنیز نے بڑی بڑی جفا اٹھائی آپکا اقبال تھا کہ آپ تک پہونچی پروردگار آ
مبارک کرے طلسم کشا نے تیغہ کمر سے لگا لیا اب شاہزادیون کی نگاہ جو جمال جہان آرا پہ پڑی عارض
مثل قرص قمر آنکھین نرگس شہلا صاف ثابت ہے کہ رعب و دبدبہ تہور و شجاعت سطوت و دولت مشتمل
چاکران کمترین حاضر خدمت ہین سب ترقی حسن و جمال و جاہ و جلال کی دعائین دیتے ہین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ خدا اس آفتاب شہریاری و کوکب شمشت افروز جہانداری کا سایہ ہم سب کے سر پہ رکھے
ہفت پیکر کی شعبدہ بازیون سے خدا بچائے روز سیاہ نہ دکھائے قضائے کار آفتاب فلک سیر کا
ایک غلام ہے کہ گیا دیو باطن اسکا نام ہے جاہ و جلال طلسم کشا دیکھکر جل گیا چار سے سردار جو گرد
دیکھے جاہ و جلال انکا دیکھکر آتش رشک مین پھنکا خیال مین آیا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ طلسم کشا
فرزند مجاور خانہ کعبہ اس جاہ و جلال پہ ہو اور خدائی ہفت پیکر کی مٹے یہین جاکر قدرت سے اطلاع
کردون یہان تو لشکر مین مبارک سلامت کی صدا بلند ہے گیا دیو باطن کنارے آیا پر پرواز پیدا کرکے
طرف کوہ زبرجدی کے چلا ہفت رنگ کی زبانی سن لیا تھا کہ قدرت ایک ہفتہ سے کوہ زبرجدی پہ جسم
تصویر مین سمایا ہوا بیٹھا ہے مراد مند جمع ہین تقدیرین لکھا رہا ہے زبرجد شاہ جو یہان کا بادشاہ ہے اسکے
وزیر و امیر گرد تصویر کے جمع ہین غلغلہ کر رہے ہین قدرت نے کرامت دکھائی جو جسطرح کی آرزو رکھتا ہے وہی
مراد ملتی ہے دیکھو پانچ عورتون کے لڑکے ہوئے جو قدرت سے باغی ہوگا سنگ سیاہ ہو جائیگا آرام نہ پائیگا
اور جو طلسم کشا کے پاس جائیگا دیوانہ ہو جائیگا اپنے ہوش مین نہ رہنے پائیگا زبرجد شاہ سامنے
ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہ آسمان پہ سناٹا ہوا گیا دیو باطن آکر پہونچا کہا اے زبرجد شاہ قدرت سے
عرض کرو کہ جلد کوئی تقدیر کرین کہ تیغہ ہفت جوہر پاس طلسم کشا پہونچ گیا اسوقت لشکر مین ٹھٹ
خوشیان ہو رہی ہین اور بی ہفت رنگ کی بڑی خاطرین ہین بڑی آبرو پائی زبرجد شاہ آگے بڑھا
دستبستہ ہو کر عرض کی یا خداوند قدرت آگاہ ہون تیغہ ہفت جوہر ہفت رنگ نے طلسم کشا کو جا کر دیا

لشکر طلسم کشا مین بڑے ہنگامے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اسی طرح لوح بھی ملیگی تصویر نے آواز دی ای زبرجد
شاہ مسلمانون کو ایسی سزا ملے گی کہ کبھی مسلمان جنگ کا نام نہ لینگے اور ابھی لشکر جلیل مقابلہ
طلسم کشا مین پہونچا ہی طلسم کشا آرام نہ پائیگا اُس پہلوان کو بھیجا ہی کہ جس سے طلسم کشا مہلت نہ پائیگا
فیلان مردار خوار اُسکا نام ہی وہ جاتے ہی آفتین برپا کریگا اور ای زبرجد شاہ کیاد بد باطن کو اپنا
وزیر کرو اور تین لاکھ فوج اِسکے ساتھ ہو عیاری کے بانی اسکو دو مقابلہ طلسم کشا مین جائے کیاد
یہ احکام سُنکر پھول گیا کہا ای زبرجد شاہ مین عہدہ وزارت جب لونگا کہ طلسم کشا کو لے آؤن فوج میرے
ساتھ ہو کر جاتے ہی آفت برپا کردون طلسم کشا کو مین مع بی ہفت رنگ کے لاؤن زبرجد شاہ کیاد کو ساتھ
لیے ہوئے شہر مین آیا تین لاکھ فوج جمع کی تخت طاؤس خزانہ سے نکلوایا اسپر کیاد کو سوار کیا تاج جو
سر پر رکھا گیا کیاد پھول گیا اکڑنے لگا وزیر زبرجد کے گرد آکر بیٹھے اس زور و شور سے لشکر لیکر چلا
کہتا ہی سب سرداروں کو پکڑ لاؤنگا اور بی ہفت رنگ کے ہاتھ کا ٹونگا اور بی سنبل کے ہفت گیسو
قلم کرونگا دیکھو آفتاب کا کیا حال کرتا ہون ایک ایک کو قتل کرتا ہون اس زور و شور سے کیاد چلا وہان
لشکر اسلام مین صدائے مبارک سلامت بلند تھی طلسم کشا نے فرمایا تین دن کا لشکر مین جشن ہو بڑی خوشی کرنا
ملکہ ہفت رنگ نے بڑا احسان کیا مگر یاد جشن کی مہلت نہین ہی تین دن مین سب درجے جشن کے طی ہون
جشن لشکر مین ہو رہا ہی جہان ایک سپاہی کا بستر ہی وہان بھی ایک نازنین ناچ رہی ہی ہر مقام پر صحبت جشن
و عیش آراستہ ہی طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے ہین معشوقان پری چہرہ گرد بیٹھی ہین گلچینی گلشن جمال کی کر رہی
ہین سنبل ہفت گیسو کہتی ہین دیکھین کیا تدبیر ہو طلسم کشائی کیونکر ہو اور فرما رہی ہین اس جشن مین خواجہ
عمر و برق نہین ہین سماک تلاش کراؤ سماک عرض کرتا ہی کل سے تشریف نہین رکھتے برق نے
جو روپے پائے ہین خواجہ اسی فکر مین ہین اگر ہفت پیکر کو پا جاؤن تو اُسے بھی پکڑ لاؤن رستم یہ باتین کر رہے
ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار ایک ران کسی جانور کی ہاتھ مین اُسے چباتا ہوا
اسقدر اُسمین بو ہی کہ خود منہ بناتا ہی مگر بڑی چپڑ چپڑ چبا رہا ہی پشت پر دو اڑھائی لاکھ پہلوان گینڈون پہ
دور کا سبے مرکبون پر سوار نیزے ہلاتے ہوئے گھوڑے چمکاتے ہوئے مقابلے مین طلسم کشا کے
آکے پہونچے اُترتے اُترتے اُس پہلوان نے آواز دی منم فیلان مردار خوار ای طلسم کشا
اِس ذلت سے قتل کرونگا کہ دیکھنے والے افسوس کرینگے طلسم کشا نے فوراً سامان جشن موقوف کیا

فیلان نے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے
تیاریان ہونے لگین صبح کو فیلان مردارخوار گردن مست پر سوار فوج کو لیکر میدان مین پہونچا طلسم کشا نے
اپنے لشکر کے ساتھ ہزار آدمی پیادہ لاکھون مین سے بغیر ساحر چھانٹے اُنکو ساتھ لیکر میدان مین آکے صفین جمائین اپنی
کہ صحرا سے گرد اُڑی آفتاب فلک سپہر الگ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک شخص
زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی ایک گھوڑے پر سوار سپر شمشیر لگی ہوئی
پشت پر تین لاکھ فوج لشکر اسلام سے ایک طرف آکے ٹھہرا کہ فیلان نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر
پہونچا نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے یہ جو اسنے للکارا کیا دید باطن مقابلہ
فیلان مین آیا فیلان نے آواز دی او غلام بد انجام تو کیا سمجھ کے نکلا تجھکو یہ مرتبہ کیونکر ملا تو آفتاب کے
پیر دباتا تھا پانی پلاتا تھا خدمتگزاری مین رہتا تھا اب یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا کیا دنے کہا مین نے
خبر قدرت کو پہونچائی یہ عہدہ ملا برائے قتل طلسم کشا آیا ہون تو نے یہ کہکے پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مجھکو ناگوار ہوا یہ سنکر فیلان نے ایک نیزہ مارا کیا دنے سنان نیزہ بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ اُسکا
توڑ ڈالا فیلان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کیا د گھوڑے سے کود پڑا اُٹھکر پالٹا کا ہاتھ
مارا کہ چارون پیر گینڈے کے کٹے فیلان گینڈے سے گرا ادہر سے کیا دنے ہاتھ مارا گلوگاہ پر پڑا ا
کہ سر فیلان مردارخوار کا کٹ کر گرا کیا دنے اپنی فوج کو اشارہ کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکے
فوج پر فیلان کی جا پڑا تمام فوج کو تہ و بالا کیا بارگاہین خیمے لوٹ لیئے فوج والے شکست کھاکے
بھاگے دور تک کیا دنے پیچھا کیا تلوار سے خون ٹپکتا ہوا پلٹ کر آیا طلسم کشا کے لشکر کو آواز دی
ای آفتاب جنگ کو میری دیکھا تجھے قدرت نے سرفراز کر دیا زور عطا کیا فنون سپاہ گری بتلائے اب مجھسے
کون لڑسکتا ہے یہی تم سبھونکا حال کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر پلٹا اکڑتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا
کہا یارو دیکھا تمنے مین نے اس مغرور کا کیا حال کیا لشکر طلسم کشا کی بھی یہی کیفیت کرونگا اتفاقاً
صحرا سے شیرون کی آواز آئی جھلا کے کہنے لگا کہ بندگان خدا و بندہ ہفت پیکر جو اس طرف آتے ہونگے
شیرون کے ہاتھ سے کیونکر امان پاتے ہونگے اسباب صید و شکار تیار کرو با دولت واسطے شکار کے جائینگے
شیرون کے کان پکڑکے لائینگے کہ طلسم کشا کو خوف پیدا ہو یہ کہکے سوار ہوا واسطے شکار کے صحرا مین آیا
طائران پرند کا شکار کھیل رہا ہے جدھر کو شیر ہین اُدھر نہین جاتا ہے ایک نخل کے سایے مین زین پوش بچھا کر

بیٹھا صحرا کی سیر کرنے لگا کہ کان مین رونے کی آواز آئی پھر آواز آئی کہ کوئی قہقہے مار رہا ہی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی نظم

ای جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا
جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا

منہ چھپا اب تو نہ مشتاقون سے ای خورشید رو
چرخ گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا

مر گئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین
عشق غارتگر نے میرے دل کو گورستان کیا

نالۂ جان کاہ نے پتھر کو پانی کر دیا
مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا

جامہ نہلا مجھکو میرے خون سے ای شہسوار
دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا

شام سے تا صبح نیند آئی نہ اک دم تجھ بغیر
آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا

ای فلک ممنون احسان تو نہین تیرا ہوا
شکر ہی مجھکو خدا نے بے سروسامان کیا

آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا

آتش دل خستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ سمجھا
قطرۂ ناچیز کو دریاے بے پایان کیا

اسنے گھبرا کر سہیلیون سے کہا ارے یہ کون ہی کبھی رونے کی آواز آتی ہی کبھی ہنسنے کی آواز آتی ہی اشعار کیا غضب کے پڑھے ہین کہ دل پر تاثیر کر گئے کوئی پریزاد ہی مگر جو کوئی ہی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ضرور ہی سہیلیے تلاش کو چلے تھے کہ دیکھا گلستان سے ایک نازنین مہ جبین آوارہ و سرگشتہ دیوانہ وار وحشی مثال پائچون پر گرد پڑی ہوئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی سسکی ہوئی آئی کیا دکو دیکھکر دوڑی پکار کر آواز دی اوظالم گم شدہ کہان تھا آج کیون صورت دکھائی تجھکو شرم نہ آئی ذرا میرے پاس آ کلیجے سے لپٹ جا دل کی دھڑکن موقوف ہو دل ترد منزل عیش وصل مین مصروف ہو یہ باتین سنکر کیاد ڈرا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب پہونچا اس نازنین نے بہ نگاہ غور اسکو دیکھا چیخ مار کر زمین پر گری ایڑیان رگڑنے لگی بغل سے ایک پرچہ کاغذ کا گرا اسکو اٹھا کر کیاد نے دیکھا میری ہی تصویر ہی اسکے نیچے لکھا ہی خداوند ہفت پیکر نے یہ عاشق و معشوق قرار دیے کہ دونون آپس مین ملین ایک مہینے مین تیس لڑکے پیدا ہون ان دونون کے نام کا ایک شہر بسے سال مین اسی تعداد کا انتظار کیا جاے صورت کسی دن مہلت نہ پاے کیاد یہ معاملہ دیکھکر سامنے سہیلیون کے آیا کہا یارو دیکھو یہ معشوقہ خوبرو قدرت نے مجھکو مرحمت کی ہی قدرت پہ ہفت پیکر کی ناز کرتا ہون

تم ہوگی بچاؤ مین اپنی معشوقہ کو اُٹھاؤن سب باسٹ گئے فرش خاک پر اسنے جھکر سر اُٹھا کر زانو پر رکھا بیٹھکر
رونے لگا اشک گرم جو عارض پر پڑے اُس ماہ رخسار نے آنکھ کھولدی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا
سر کو عرش اعلی پر پہونچا پایا مگر اسکے اُٹھ بیٹھی کیا دستے پوچھا صاحب تمھارا کیا نام ہی کس ملک کی رہنے
والی ہو اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا کہ یہانسے قریب ایک قلعہ ہی اُسکو
خورشید لنگا رکہتے ہین خورشید وش میرا نام ہی اپنے قصر پر مین سوتی تھی کرخار ہفت پیکر
تشریف لایا اُسنے تم سنا تو تجھے مین دیکھکر پاگل ہوئی تصویر تمھاری قدرت نے مجھکو دی اور یہ مضمون لکھدیا
اور مجھسے کہا جاکر صحرا مین تلاش کرو مین آوارہ ہوکر نکلی جنگل جنگل ڈھونڈھتی تھی آج یہ شرف پایا کہ تمکو پایا
قدرت تمھاری بڑی تعریف کرتے تھے کہ ہمارا بندۂ خاص التخاص ہی رستم جو اپنی بارگاہ مین آئے تو قصد کیا کہ صحرا
مین جاکر اسکی گردن لون برق نے منع کیا کہا حضور نہ جائین اُسکا سر آتا ہوگا اُستاد فکر مین گئے ہین اب لیکے
سر اُس خود سر کا لاتے ہونگے رستم انتظار مین بیٹھے ہین یہان اُس نازنین نے کیا دستے کہا او نامرد میرا
اشتیاق دیکھتا ہی جاکر ایک گلابی شراب کی لا نہین تو مین خود جاؤن دو پٹہ گرو رکھکر شراب لاؤن
کیا دیو سنکر طرف بھٹی کے دوڑا کورے لوٹے مین شراب لایا لاکے سامنے رکھا ہی کہا لو جان جہان
اُس نازنین نے شراب اُلٹ پلٹ کرکے جام لبریز کیا کہا پہلے تم پیو کیا دجام پی گیا اور دو تین جام پی در پے کہا کہو
اب کیا معلوم ہوتا ہی کیا دستے کہا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی اس نازنین نے کہا ذرا اُٹھکر تم ٹہلو سامنے دیکھو قدرت
آتے ہین اشارون مین تمھین بلاتے ہین کیا د بلبلا کے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا اُس نازنین نے

نعرہ کیا نعرہ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے ملک پیدا ہوا
مرا لکر ہی گلشن قیل و قال
مرا افسر ذیحشم نامدار

مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

میرا نام ہی خواجہ خواجگان
اڑاتا ہون کتنا سے میں ہوین
فلک کی جو گردش کا ساماں ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوین
نشان تمھاری گردیا پوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کرکے خنجر مارا سر کیا د کا کاٹ لیا کپڑے اُتار لیے رومال مین باندھا لیکر بھاگے بعد تھوڑی دیر کے بہلیے
قراولون نے کہا چلکے اپنے آقا کو لائین انکو معشوق سے وصل حاصل کر چکے ہونگے آکے دیکھا دریا سے
خون جاری لاشہ برہنہ پڑا ہی سر کوئی کاٹ لیگیا بہلیون نے لاشہ اُٹھا لیا گانون سے چارپائی لاسکے
لاشے کو اُس چارپائی پر ڈال کے لے کے چلے جہان لشکر اسکا پڑا تھا وہان پہنچکر آسے سبکو معلوم جو ہو گیا

بھاگ گئے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ افسر مارا گیا جو اُٹھا وہ بھاگا آخر سبنے صلاح کی چلکر قدرت کو خبر کرین کہ آپکے بندۂ خاص کو کسی نے مار الا کہ سوار و پیدل ایکجگہ ہو کر کوہ زبرجدی پر آئے اور رو کر فریاد کی کہ یا خداوند غضب ہوا افسر ہمارا جنگل مین بے سبب مارا گیا پہلے دن تو اس جرأت سے لڑا کہ فیلان مردار خوار کو مارا اور کہتا تھا یہی حال طلسم کشا کا کرونگا جنگل مین واسطے شکار کے گئے صحرا مین ایک عورت ملی پھر جو پہنچے جاکے دیکھا تو لاشہ بے سر پایا تصویر سے آواز آئی چونکہ اُسنے فیلان کو مارا اُسکے بدلے مین اور کو اسپر مسلط کیا عمرو نے اُسکو شراب پلا کر مارا لیکن عمرو کو قدرت نے جنگل مین آوارہ کر دیا اُسکو راستہ نہین ملتا زبرجد سے کہو گل خیز جادو کو روانہ کرے وہ جاکے پکڑ لائے جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی زبرجد شاہ نے آواز دی ارے گلچیز صحرائے اسپان مین جاؤ عمرو وہان مارا مارا پھرتا ہی جاتے ہی پکڑ لاؤ گلچیز جادو چلی پر پرواز پیدا کرکے کنارے پر صحرائے اسپان کے آئی دیکھا ہزارون گھوڑے گھوڑیان جنگل مین پھر رہی ہین تلاش عمرو مین چلی عمرو کا حال اسطرح سے عرض کرتا ہون کہ جسوقت خواجہ نے کیپا و کو مارا ایک ونا ٹا ہوا آواز آئی کہ او سارابان زادے یہ کیا حرکت کی اب اس جنگل سے کیونکر نکلیگا یہین مارا مارا پھریگا قدرت نے تجھپر راستہ بند کیا ہی خواجہ جدھر جاتے ہین گھوڑے گھوڑیان ملتی ہین اور وہ گھوڑے اُنپر دوڑتے ہین گھوڑیان چاہتی ہین گردن پکڑ کے اُٹھا لین کبھی قصد کرتے ہین چبا ڈالین خواجہ نے جیب سے گھانس نکالی اکثر گھوڑے گھانس کھا کے مر گئے اگر چار مارے تو دس اور پیدا ہوئے خواجہ ایک مسافر کی صورت بنے ہوئے ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی خواجہ نے دیکھا ایک جادوگرنی دوڑتی ہوئی آئی کوم جو اُسکا پڑھتا تھا آندو شد نفس سے یہ آندھی چلی ہی خواجہ کو دیکھکر قریب آئی کہا اے مسافر تو اس جنگل مین کیونکر آیا خواجہ نے جواب دیا گستیان آج تیسرا دن ہی اس جنگل مین بھٹک کر آ گیا اب جدھر جاتا ہون گھوڑے اور گھوڑیان ملتی ہین ایک نیا سحر دیکھا دیکھو وہ سامنے ہو در ختا ایک شخص ڈبلا سا آکر بیٹھا خداوند ہفت پیکر کہکر پکارنے لگا کہ آسمان سے ایک سنہرا پتلا آیا اُس پتلے نے آکر پوچھا کہ عمرو عیار تو ہی ہی عمرو نے اول تو انکار کیا بعد اُسکے سوچا کہ شاید قدرت نے بلایا ہو پتلے نے پھر کہا تیرا عمرو عیار نام ہی یہ کہکر اُس پتلے نے کاندھے پہ سوار کیا اور لے بھاگا آسمان پہ جاکے آواز دی سنم فرستادۂ قدرت یہ سُنکر گلچیز جادو یہ کہکر پلٹی

کہ قدرت ابھی لغو ہین مجکو تو روانہ کیا کہ عمرو کو پکڑ لاؤ اور پتلہ کو بھیجکر یون بلوا لیا جا کر قدرت سے شکایت
کرونگی یہ کہکے بلند ہوئی عمرو وہان سے اٹھکے اور طرف جا بیٹھے گلچہرہ اڑتی ہوئی کوہ زبرجد پر آئی شام
قریب ہی دوکاندار اٹھو رہے ہین تصویر کے سامنے زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی قدرت مرادین
دے رہے ہین کہ گلچہرہ آکے پہونچی غل مچانے لگی کہ یا خداوند آپنے عجب فریب کیا مجکو پہلے گرفتاری
عمرو روانہ کیا اور عمرو کو پتلہ بھیجکر بلوا لیا تصویر سے آواز آئی او نادان کیون اپنے اعتقاد مین
فتور ڈالتی ہی جس سے تو نے جاکے پوچھا وہی عمرو عیار تھا سیکڑون گھوڑے اسنے مار ڈالے
ابھی اسی جنگل مین ہی کسی سے پوچھنا نہین اس جنگل مین کبھی انسان کا گذر نہین ہوا گلچہرہ پھر تڑپکے
بلند ہوئی صحراے اسپان مین پہونچی کہ یکایک کسی کے گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی مصیبت کا
مارا دشت غربت کا آوارہ یہ اشعار پڑھ پڑھ رو رو کے گا رہا ہی اس کنائے مین حال دل سنا رہا ہی نظم

وحشت دل نے کیا ہی وہ بیابان پیدا — سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا
سحر وصل کریگی شب ہجران پیدا — صلب کافر سے بھی ہوتا ہی مسلمان پیدا
دل کے آئینہ مین کر جوہر پنہان پیدا — در و دیوار سے ہو صورت جانان پیدا
خار دامن مین الجھتے ہین بہار آئی ہی — چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا
نسبت اس دست نگارین سے نہین کچھ اسکو — یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا
نشۂ مے مین کھلی دشمنی دوست مجھے — آب انگور نے کی آتش پنہان پیدا
باغ سنسان نہ کر انکو پکڑ کر صیاد — بعد مدت ہوے ہین مرغ خوش الحان پیدا
اپنا اقدام سے ہی مرے خانۂ زنجیر آباد — مجکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا
رو کے آنکھون سے نکالون مین بخار دل کو — کر چکے ابر مژہ بھی کہین باران پیدا
نعرہ زن گنج شہیدان مین ہو بلبل کی طرح — آب آہن نے کیا ہی یہ گلستان پیدا
نقش انکا نہ کسی لعل سے لب پہ بیٹھا — میرے منہ مین ہوے تھے کسلیے دندان پیدا
خوف نافہمی مردم سے مجھے آتا ہے — گاؤ خر ہونے لگے صورت انسان پیدا
روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہی — جسم خاکی ہی اسکو جو ہو زندان پیدا
سمجھا ہون کا مگر شہرہ ہی اقلیم عدم — دیکھتا ہون جسے ہوتا ہی وہ سرگردان پیدا

| موجد اسکی ہے یہ روزی ہماری آتش | ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا |
|---|---|

یہ اشعار عبرت آثار سنکر گلچہرہ بیتاب ہو گئی اسی صدا کی جانب چلی آگے دیکھا ایک نخل کے سامنے بین
ایک جوگن بیٹھی جنگلہ گا رہی ہے گلچہرہ بیٹھکر سننے لگی جوگن نے بعد تھوڑی دیر کے ہاتھ سے بین کو رکھدیا
اور گلچہرہ کو دیکھکر خاموش ہوئی گلچہرہ نے کہا بی جوگن اس صحرا مین تم کیونکر آئین جوگن نے کہا ہم
وحشت پیما صحرا نورد ہین ادھر بھی آ گذرے اب چلے جا بیٹھنگے یہ کہکے خواہ اُٹھی اُٹھتے اُٹھتے گلیم
اوڑھ لی گلچہرہ پکارنے لگی بی جوگن صاحب کہان گئین صورت تو دکھاؤ خواہ نے گلیم اُتار دی
دیکھا میرے پہلو مین کھڑی ہے کہا اے گلچہرہ تو عمرو کے واسطے آئی تھی دیکھ عمرو کو وہ قدرت لیے جاتے
ہین عمرو کیسا تڑپ رہا ہے یہی دعائین کرتا ہے کہ قدرت مجکو رہا کرین اور مین صحرائے اسپان سے نکلون
گلچہرہ نے کہا کہان عمرو نے کہا وہ دیکھو جیسے ہی گلچہرہ چلی عمرو تو برابر کھڑا تھا ایک خنجر مارا شکم چاک قصہ
پاک آندھی سیاہ اُٹھی چہار طرف سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من گلچہرہ جادو
بود کوہ زبرجدی پہ شام کا وقت ہے لوگ رخصت ہو رہے ہین میلہ برخاست ہوا چند دوکانین
باقی رہین کوتوال اُٹھواتا پھرتا ہے پیادے غل مچا رہے ہین ارے دوکانین اُٹھاؤ قدرت اب
آسمان پہ جاتے ہین زبرجد شاہ سامنے تصویر کے کھڑا ہے جواہرات جسقدر نذر چڑھا ہے
سمیٹ رہا ہے صندوق جو ہے آستین بھر رہا ہے کہ زمین شق ہوئی ایک طائر قوی الجثہ زمین سے پیدا ہوا
آواز دیتا ہوا کہ یا خداوند گلچہرہ جادو کو عمرو نے مارا اس کے سر مین میرا مقام سکونت تھا تصویر نے
آواز دی اے سرسام جادو عمرو کو جا کر پکڑ لاؤ سرسام اسی طرح غرق زمین ہوا صحرائے اسپان
مین پہونچا عمرو کو ڈھونڈھنے لگا ایک طرف سے رونے کی آواز آئی صدا اٹھی کہ تیر دل دوز اُس صدا کے
سرسام جادو کانون مین گویا لگا بڑھ گئی تھوڑی دور پر آکر دیکھا ایک جوان دیوانہ وار زیر درخت
بیٹھا ہوا شکوہ فلک کے کر رہا ہے دمبدم پکارتا ہے یا خداوند ہفت پیکر ساحری و جمشید
والا صفات سبکو چھوڑا آپکا مذہب اختیار کیا اسیر یہ سختیان فرزند کو میرے مجسے ملا دیجے
جمال میرے نور نظر کا مجھکو دکھا دے اس طرح سے بلک رہا ہے تڑپ رہا ہے کہ سرسام جادو
بیتاب ہو گیا کہا اے شخص تیرا کیا نام ہے کس مصیبت مین مبتلا ہے مفصل حال بیان کر اُس شخص نے
پوچھا آخر تو کس فکر مین ہے سرسام نے کہا میرا سرسام جادو نام ہے مجھکو براے گرفتاری عمرو خداوند

ہفت پیکر نے روانہ کیا ہے مجکو کالچھڑ نے اپنی سر جا مین جگہ دی تھی اُسکو عمرو نے مارا مین اُسکی تلاش مین
نکلا ہون نوجوان نے کہا قدرت نے پچاس برس کے سن تک اولاد سے محروم رکھا پچاس برس کے
سن مین ایک اولاد عطا کی مین ایک قریے کا حاکم تھا قدرت سے حکم ہوا کہ اسکا نام منصور زرین کمر
رکھو مین نے منصور نام رکھا قریب میرے گانون کے شہر تھا ہمدونہ فردوس اُسکا نام تھا بادشاہ
وہانکا خلد مکان میرا فرزند چالیس پاسی ساتھ لیکر اُس ملک پر چڑھ گیا بادشاہ کو مار الملک پر قبضہ کیا
کئی دن بعد اُسکے محلات مین گیا اُسکی بیٹی خلداشہ ناہرو اُسپر عاشق ہوا اُسنے شرط کی صحراے اسپان
فتح کرو تو میرے ساتھ شادی کرو وہ اس جنگل مین آیا مہینون ان گھوڑون سے لڑا صدہا مرکب قتل کیے
ایکطرف سے مرکب کوہ سرین کوہ کفل پیدا ہوا یہ گھوڑے پر جا پڑا اُسنے اِسکو منھ مین دبا لیا لیکر آسمان
اُڑ گیا مین اُسکی تلاش مین بیتاب و بیقرار ہون خداوند ہفت پیکر سے دعا کرتا ہون کہ وہ مرکب کون تھا
کہ ایسے شہزور دل کو لیگیا پتہ نہین ملتا اس وجہ سے مین مضطر و حیران ہون اور مثل زلف محبوب پریشان
ہون خداوند میری نہین سنتے دعا کرتے کرتے زبان گھس گئی کیا کیجے دعا کرون سر سام نے یہ حال
سُنکر کہا ای جوان نہ گھبرا اگر مجھکو عمرو دکھا دے تو مین تجکو سامنے خداوند کے لیجاون قدرت کے قدمون پر
تجھکو گرادون جوان نے کہا عمرو عیار ساتھ ہے جو جھاڑیان ہین اُسی مین چھپا ہے مسافرون کو لوٹ
لیتا ہے آپ تیار کرکے میرے ساتھ چلیے مین بتلا دون سحر کرکے گرفتار کیجیے مجکو اُسکو دونون کو
خدمت خداوند مین لیچلیے سر سام نے کہا بڑا احسان ہو جو مجکو بتادو جوان نے کہا آیئے تھوڑی
دور آکر کہا وہ دیکھو جھاڑی مین چھپا بیٹھا ہے سر سام جھکا جوان نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالکے
آواز دی اب عمرو کو دیکھا یہ کہکے جھٹکا مارا سر سام منھ کے بل گرا خنجر مارا شکم چاک قصہ
پاک آواز آئی کشتی مرا نام من سر سام جادو بود ایک بونڈر لگا عمرو لاش کو اسکی لیکر چلا
خواجہ بھی اُس گرد کے پیچھے چلے کئی کوس جاکر سرحد صحراے اسپان سے باہر نکلے طرف لشکر
طلسم کشا کے چلے خواجہ نے آکے رستم سے ملاقات کی رستم تو خود انتظار مین بیٹھے تھے کہا
ای عمرو نامدار آپکی عنایت سے تحفہ ہفت جو ہم لاتے ہون تحفہ ایک مقام پر ہوے اب تلاش لوح
کی صلاح کیجیے خواجہ نے اپنا پہونچنا صحراے اسپان مین بیان کیا اور سب جادوگرون کا
مارنا ذکر کیا رستم نے اُس شب کو انجمن مشاورت منعقد کی سب سردار جمع ہو کر بیٹھے اپنا اپنے

طور پر مصلاے میں دینے لگے رستم طرف کاہن کے متوجہ ہوئے فرمایا کہ آفتاب لوح کیونکر تلاش کرین آفتاب نے
عرض کی کیا گذارش کرون غلام نے حاضر ہونے مین جلدی کی ورنہ ہفت پیکر کا صلاح کار تھا
اب جب آپکو یہ تحفہ دستیاب ہو چکے تھے تو ضرور لوح کا ذکر نکلتا مجھکو بھی خبر ہوتی کہ فلان مقام سے
لوح کا پتہ لگیگا خواجہ نے کہا ای نور نظر جو تمھارے بزرگوں کا طریقہ ہو وہ کرو کہ عبادت خانہ
آراستہ ہو پروردگار سے دعا کرو دیکھو بزرگان دین سے کیا ہدایت ہوتی ہی رستم نے حکم دیا
عبادت خانہ آراستہ ہو فوراً ایک خیمہ مقام پاک و پاکیزہ پر نصب کیا گیا سجادہ بچھا دیا رستم آکے بیٹھے بعد
ادائے نماز مغرب بخضوع و خشوع دعا کرنے لگے پکار رہے ہین ای معبود حقیقی اس مشکل کو حل کر نظم

ہر طلبگار خدا مشتاق ذات
می نماید از وجود کائنات
نسبت کامل بذات خالق است
گاہ بخشد مردہ را نور حیات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگون
گردون گردون برای کور نشانات
ہند با پیش خدا کن التجا

ذات را بیند ز انوار صفات
از طریق حق نمی لغزد قدم
جسم و جان را در حیات و درجات
میسد بنام خداوند کریم
خشک در تحریر تعریفش دوات
بہر ہر بندہ بہ فرمان خدا
در زمانہ بہر حل مشکلات

اہل بینش از وجود پاک ذات
گر بود بر جای خود پای ثبات
گاہ خالق زندہ در امرت کشد
بہ زبان با لذت قند و نبات
ہم بہ درگاہ جناب ذوالجلال
ہست گاہ بندگی از واجبات

آخر پہر رات رہے روتے روتے
بیہوش ہو گئے دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا تھے عالم خواب مین دیکھا ایک بزرگ
تشریف لائے فرمایا ای نور نظر کیا خواہش ہے رستم نے عرض کی آپکی عنایت سے تینون تحفے پہونچے
اب تلاش لوح کی خواہش ہے فرمایا ای نور نظر لوح کی تلاش مین بڑی تکلیفین ہین صحراے بادانگیز
پر بہار مین اپنے کو پہونچا تو وہان سے نشان لوح ملینگے رستم چاہتے تھے کچھ اور پوچھین کہ فوراً آنکھ
کھل گئی دیکھا وقت نماز ہے مکان پر از خوشبو معلوم ہوتا ہے از زمین تا آسمان ایک نور ساطع اور لامع
ہے فوراً وضو کر کے نماز صبح پڑھی باہر آئے خواجہ و کاہن حاضر تھے تمام کیفیت خواب کی بیان کی
آفتاب نے عرض کی صحراے بادانگیز پر بہار صدہا کوس پر واقع ہے ہر منزل پر بڑے بڑے
جادوگرون کے مقام ہین آن سب کو معلوم ہوگا کہ طلسم کشا صحراے بادانگیز پر بہار مین جاتے
ہین روکنے مین سرکار کے کد و کاوش کرینگے رستم نے کہا خدا مالک ہے لشکر تیار کرو اسی وقت

لشکر تیار ہوا طلسم کشا طرف صحرا ے باد انگیز کے چلے راہ مین ایک مقام ہی کہ وہان کی حاکم ملکہ نیرنگ سحر طراز ہی اپنے باغ مین بیٹھی ہی کہ چند عندلیبان خوش نوا درخت پہ آ کے بیٹھین ایک نے پکار کر آواز دی ای نیرنگ اب زمانے کا نیا رنگ ہی اور ہفت پیکر اپنی جان سے تنگ ہی ہوشیار رہو یہ کہکے وہ جانور اُڑ گئے نیرنگ نے کنیزون سے کہا کیا نیا رنگ ہی جانور کیا کہہ گئے دیکھا آسمان پر ایک لکۂ ابر پیدا ہوا آواز آئی ای نیرنگ یہ طائر قدرت سے فرشتے تھے کل لشکر طلسم کشا تیری سرحد سے گذریگا جو ہو سکے وہ تدبیر کر قدرت سے عیش و راحت چھوٹ گیا مقامات کوہ و دشت برباد ہوے تجھے جو کچھ کد و کوشش ہو سکے وہ کر اور طلسم کشا کو روک لے صحرا ے باد انگیز بہار مین جائیگا وہان سے لوح کا پتہ لگائیگا قدرت تقدیر کرتے ہین کہ جاتے ہی باد انگیز مسلمان ہوگی ای نیرنگ یہ نیا رنگ ہی کہ قدرت مبتلا ے قلق ہین تجھے قدرت کے حق مین عمدہ ملک و مال دیا باغ مین تیرے بہار کا مسکن نسرین و نسترن تیری کنیزین ہین یہ سنکر نیرنگ اپنے مقام سے اُٹھی چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی یہان لشکر طلسم کشا صحرا ے النور پر مین اترا ہی طلسم کشا شب کو سوے صبح کو سوار ہوے دیکھا سامنے سے آفتاب فلک سپہر وصلت رنگ و گلگون پوش کچھ باتین کرتے ہوے آ رہے سامنے طلسم کشا کے پہونچے آفتاب نے دست بستہ عرض کی ملکہ ہفت رنگ چاہتی ہین کہ سرکار میری ساتھ شادی کرین مین نے جواب دیا کہ بدون فتح طلسم یہ امر نہ ہوگا طلسم کشا نے کہا کہ ای آفتاب بہت معقول جواب دیا یہ سب شاہزادیان جو مشتاق وصل ہین بعد فتح طلسم جواب باصواب لینگا یہ سنکر ہفت رنگ نے گریبان پھاڑ ڈالا اور پکار اُٹھی ای شہریار کیا خلاف جواب دیا لونڈی کی تو یہ کیفیت ہی کیونکر ضبط کرون نظم

بندھا خیال جنون بعد ترک یار مجھے — کیا ہی یاس نے کیا کیا امیدوار مجھے
نہ آسمان کا رخ پھیر دون جدھر چاہون — دیا ہی کیا تپش دل نے اختیار مجھے
وہ شام وعدہ جو آسکے تو مجھ دو سرت — رہا وصال مین بھی وہی انتظار مجھے
وہ رند میکدہ کش ہون کہ زہر پیتے ہین — تبنگ آ کے حریفان بادہ خوار مجھے
نہ ہو وہ بات کہ جس سے وفا مین آے خلل — کہین نہ پھو ناصح سے شرمسار مجھے
لبالب رہو جوش تڑپنے کو تھا سے لیں قل — وہ بیقرار ہو سے آ گیا قرار مجھے

امید مرگ پہ ہر فتنہ راحت جان ہو
قران انجم سیارہ برج آبی مین
اگر حساب وفا امتحان کے بعد نہ ہو
شب وصال مین سب قطرہ قطرہ مے پی لی
رقیب کھاے قسم تو وفا کا آئے یقین
نہ سیر گل نہ قدح نوشی اُسکے ساتھ ہوئی
یہ شکستن خم نہ جبر محتسب معقول
لبون پہ جان ہی ایسی بھی کیا ہی بیدردی
نہ کام زر سے نکلا نہ عجز کام آیا
خدا کرے ملک الموت اُسنے پہلے آئے
کیے ہین طول امل نے تمام کام خراب
ہزار آن دگر کا ہوا ہون عاشق زار
ثواب ترک صنم سہی ولے مومن

شب فراق مین کیا ہم روزگار مجھے
ڈبوئے گی مری چشم ستارہ بار مجھے
قبول عذر ستمہاے بیشمار مجھے
رہا نہ وسوسہ چارہ خمار مجھے
تو میری جان ہی کیا تیرا اعتبار مجھے
غم خزان ہی نہ کچھ حسرت بہار مجھے
گناہگار نے سمجھا گناہگار مجھے
نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے
بس اب تو بین نے اے شوق زہرہ کار مجھے
بہت سی لینی ہین جانین پئے نثار مجھے
ہمیشہ نظم جہان کے ہین کاروبار مجھے
وہ سادہ ایسے کہ سمجھے وفا شعار مجھے
پھر کیا سبب کہ ستاتے ہو بار بار مجھے

ملکہ ہفت رنگ یہ بیقراریان کر رہی ہین کہ سامنے سے سیماب آئی آتے ہی گولہ جھولی سے نکالا کہا ای ہفت رنگ خاموش رہو ابھی کتنے دن ہوے لشکر مین آئے ہوے پہلے ضیغم کے ساتھ شادی ہوگی یہ کہکے گولہ مارا ہفت رنگ نے کاٹا کہ سنبل ہفت گیسو آئین اُنھون نے بھی یہی دعوی کیا آپس مین گولے چلنے تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ سب معشوقین جمع ہوگئین آپس مین گولے و ترنج و نارنج چلنے لگے شاہزادہ فرماتا ہی کہ ای آفتاب انکو جدا کرو اکثر آفتاب لعبتون کے سحر دفع کر دیتا ہی تھوڑے عرصے مین کئی ہزار سردار طلسم کشا کے سامنے آئے اپنے اپنے حقوق ظاہر کرکے آپس مین لڑنے لگے لشکر مین طلسم کشا کے غدر ہو گیا سپاہیون نے بھی تلوارین کھینچین اور افسرون کی جانب سے لڑنے لگے سارے لشکر مین غدر ہو گیا گولہ ترنج نارنج چل رہا ہی ہزارہا آدمی مر گئے طلسم کشا کد و کوشش کر رہے ہین کوئی نہین مانتا سارے لشکر مین ساحرون کا چھاؤنی طلسم کشا کے سامنے آتے ہین اپنا اپنا حق ظاہر کرکے لڑنے لگتے ہین مگر سنبل ہفت گیسو نے

سب معشوقون کو زخمی کیا سنبل کی شوکت دیکھکر آفتاب بھی بگڑا کہا ای سنبل تمنے کیا ان شاہزادیون کو ایسا
حقیر سمجھا کہ سبکو زخمی کیا خبردار اب سحر نہ کرنا سنبل نے کہا ای آفتاب تم نجوم کے جاننے والے تمھین سحر مین
کیا دخل ہی ان شاہزادیون کو مثل میرے مرتبہ نہین میرے منھ لگتے ہو یہ سنکے آفتاب پر گولہ مارا
آفتاب نے اپنے کو بچایا طرف طلسم کشا کے متوجہ ہوکے کہا ای شہریار ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے
یہ سنبل قتل ہون طلسم کشا نے سنبل کو منع کیا اسنے عرض کی ای شہریار آپکے لشکر مین انصاف
نہین ہی میان آفتاب کو منع کیجیے ان شاہزادیون کو بھی مین نے ہی کہکے منع کیا کہ اپنے مرتبے کو
خیال کرو میرے مرتبے کو حضور نے خیال نہین کیا میرا مرتبہ سب سے زیادہ ہی یہ لوگ میرے سامنے
کلام نہین کر سکتے یہ کہکے سنبل رونے لگی خنجر کمر سے کھینچا کہا مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگی سب کی سب
شاہزادیون نے پیچھے کھینچ لیے علمشاہ نے بڑھکے سنبل کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم اسقدر کبیدہ و رنجیدہ
نہو مین خود جان دینے کو موجود ہون ہمارے خدا لشکر کو روکو آپ لوگون کی طرفداری کی وجہ سے
جان دینے پڑا اور ہین کئی لاکھ آدمی مرکر گر چکے اب جو سحر چلیگا لاکھون کی جان جائیگی یہ کہکے طلسم کشا نے
جو سنبل کا ہاتھ تھاما نکلا ہفت گوشہ و نذرہ ہفت جوش کا جو عکس پڑا سنبل کو ہوش آگیا کہا
ای شہریار چھوڑ دیجیے ان سب پر تیغہ ہفت جوہر کا عکس ڈالیے یہ سب سحر مین مبتلا ہین کسی مکار نے
اسکے سحر کیا ہماری یہ مجال ہوئی کہ آپکے سامنے ایسے امورات مہمل کا ذکر کرین اور آپس مین لڑین
مگر سحر سے مجبور ہین ہمارے دل اپنے قابو مین نہ تھے تیغہ ہفت جوہر کو طلسم کشا نے نیام سے کھینچا
چمکا کر سب پر عکس ڈالا تب سبکو ہوش آیا اب تو آپس مین کلام کرنے لگے کہ چل کے اس سحر کرنیوالے
کو تلاش کرین کہ جسنے ہمکو سامنے طلسم کشا کے بے ادب کیا آگے آگے آفتاب اسکے پیچھے سنبل ہفت گیسو
اسکے پیچھے ہفت رنگ اس طرح اہتمام کرکے یہ پندرہ سولہ ساحر قریب ایک پہاڑ کے پہونچے
دیکھا کہ تمام صحرا مین ہوا نہین ہی مگر اس کوہ کے قریب ہوا ایسے گرم چل رہی ہی جب ہوا گرم
بدن مین لگتی ہی تو ایک جوش پیدا ہوتا ہی سنبل نے کہا ای آفتاب اسی پہاڑ سے کوئی آفت
بپا ہوئی ہی یہ سنکے آفتاب جھپٹ کر پہاڑ پر آیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین گرد کنیزین باہرہ
اسباب سحر سامنے رکھا ہی سحر کر رہی ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دیتی ہین کہ خوب لڑائی ہو رہی ہی تیز رنگ
جواب دیتی ہی کہ ابھی کیا ہی اگر طلسم کشا کے قبضہ مین تحفجات نہ ہوتے تو یہ سب ملکے طلسم کشا کو قتل کرتے

شب کو جب طلسم کشا آرام کرینگے اور تحفہ جات جسم سے جُدا ہونگے سنبل ہفت گیسو جا کر سر کاٹ لیگی یہ
میرا سحر خالی نہ جائیگا طلسم کشا اسی سحر سے مارا جائیگا کون اس سحر کو روکیگا کنیزین کہتی ہین واری سنبل
ہفت گیسو سب پر غالب آئی اور سب کو اُسنے زخمی کیا نیرنگ نے کہا یہ سحر وہ ہین جو کہ ہفت پیکر
نے اپنی ذات سے تیار کیے ہین انکا جواب ممکن نہین کہ سنبل نے نعرہ کیا او گیسو بریدہ او مکارہ
کیا مین تجھسے پایہ کمی کا رکھتی ہون یہ کہکے ساتون کاکلین ہلائین سات برقین چمکین سب کنیزون
کے سر اڑ گئے نیرنگ اپنے مقام سے اٹھی آفتاب نے اپنا سحر چمکایا آفتاب جو چمکا نیرنگ کو یہ
معلوم ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پشت پر سے ہفت رنگ نے آکے ہاتھ ہلا دیا برق سر پر
نیرنگ کے گری کہ سر اسکا زخمی ہوا سب شاہزادیون نے آکر گھیرا آخر نیرنگ بھاگی کبھی آسمان مین
ڈوب جاتی ہے یہ شاہزادیان سحر کرتی ہین تو زمین پر آتی ہے جاہتی ہے غرق زمین ہو جاؤن آفتاب نے
زمین پر سحر کیا زمین سخت ہوگئی بہ قول شخصے زمین سخت آسمان دور نیرنگ ناچار مجبور بھاگی ہوئی جاتی
ہے تا در باغ پہونچی ان سب ساحرون نے سحر کرکے دیواریں گرا دین باغ مین آگ لگا دی یا تو نخل سرسبز
و شاداب تھے یا اُسکی بیخ سے شعلے پیدا ہوئے نخل آتش بنگئے ہر برگ و بار سے آگ شعلہ زن ہے
دیوارین گر پڑین مکان جل رہے ہین دھڑا دھڑ گر رہے ہین آخر نیرنگ اسقدر ناچار ہوئی کہ طرف
ہفت پیکر کے بھاگی مطلب یہ تھا کہ دریاے خون مین نہائی ہون شاید خدا وندیہ حال دیکھکر کچھ رحم
کرین کچھ تقدیر فرمائین ہاتھ سے ان ظالمون کے بچائین تین کوس تک ان سب نے اسکا پیچھا کیا
ہر مقام پر زخم لگائے پشت و پہلو زخمی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہے ایک طرف سے سحر
ہفت رنگ آیا اُسنے پشت کو زخمی کیا ایک طرف سے سات پتلے سنبل کے دوڑے ہوئے
آتے ہین پکارتے ہوئے او مکارہ ٹھہر تو جا ایک ایک وار ہمارا قبول کرلے پھر تجکو اختیار ہے ہمارے
کے سحر مین یہ تاثیر ہے کہ کشتہ ہونا اکسیر ہے آخر تین کوس پر جا کر ایک درۂ کوہ مین آکے چھپ گئی ان
ساحرون نے بہاتنک تلاش کیا اُسکا کہین نشان نہ پایا ناچار ہوکر پلٹے یہان رستم بارگاہ مین آکر
بیٹھے ہین لیکن ذکر کر رہے ہین کہ ہمارے سردار نہایت غصے مین گئے ہین مخفی سحر کرنے والے کو ڈھونڈھ
لینگے کہ سمک نے بڑھکر خبر دی سب سردار آگئے ہین رستم دنگل پر بیٹھے ہین تیغہ ہفت جوہر
و کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش دنگل پر چھوڑکر باہر آئے سردارون کو دیکھکر پوچھا کیو نکر صاحبو

کون سحر کرتا تھا آفتاب نے بہ منت عرض کی حضور نیرنگ سحر طراز ایک ساحرہ حسینہ اس سرحد کی حاکم ہی
اُسنے کُسکے سحر کیا لیکن خدا نے ہمین بچا لیا آخر غلام و کنیزان شاہی نے جا کر اُسکی کنیزون کو مار اچاہتی تھی
کہ باغ مین جاسے باغ کو جلا دیا دیوارین گرادین بھاگ کر بخدمت ہفت پیکر گئی ہو سب کی صلاح یہی تھی
کہ جہان ہفت پیکر ہی وہان چلکر گرین ہفت پیکر کو پکڑ کر مارلین پھر طلسم ہفت پیکر کو کون پوچھیگا
مگر غلام سب کو پھیر لایا ہفت پیکر بلاے روزگار ہی جسوقت وہ نکلکر لڑیگا زمین ہلا دیگا اُسنے
بڑے بڑے سحر بنائے ہین سنبل ہفت گیسو نے کہا اے آفتاب یہ خیال نہ کرو جو علم سحر سے ماہر ہوا ہم
حال ہفت پیکر بخوبی ظاہر ہی اُسنے کتاب علم سحر بہت دیکھی اُلٹی سیفی پڑھتا ہی اُسکا سحر دم بہ دم بڑھتا ہی
یہی چاہتا ہی کہ حریفون پر غالب آؤن ساتھ والون کو دشمن کے مٹاؤن طلسم کشا کہتے ہین ایکی شکایت
کیا اپنے دشمن کو سب مٹانا چاہتے ہین آخر یہ صلاح ہوئی کہ کل اس سرحد سے نکل چلین لیکن خواجہ عمرو کا
ذکر کرنا واجب و لازم ہی جب نیرنگ بھا لینے شکست کھا کے بھاگی خواجہ درہ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا
بھاگی ہوئی نیرنگ آتی ہی خواجہ درۂ کوہ مین گھس گئے کمند مار کے نیرنگ کو گرفتار کیا نیرنگ کو زنبیل مین
ڈال لیا اُسکی شکل بنکر طرف کوہ زبرجدی کے چلے باحال خستہ سر پہ زخم پشت و پہلو پہ زخم تخت
زبرجدی پر سوار بارگاہ دانیالی کا اسپر سایہ کر لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے کوہ زبرجدی پہ
اُسوقت پہونچے کہ صبح کا وقت ہی دیر کا دروازہ کھلا ہوا زبرجد شاہ بیٹھا تھا بادشاہ مع وزرا و امرا
باہر کھڑا ہی کہ آسمان پہ سے رونے کی آواز آئی زبرجد شاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا نیرنگ جادو تخت پر ولیکن
باحال ابتر سر پہ زخم پشت و پہلو بھی زخمی وہین سے پکارتی ہوئی کہ یا خداوند فریاد ہی یہ کہکے تخت اُترا تخت سمیت
نیرنگ اندر آئی تصویر کی پشت پہ ایک دو ہتھڑ مارا اور کہا یا خداوند تیری خدائی مین آگ لگے تیرا طرفدار
ایسا ذلیل ہو کہ بھاگتے رستہ نہ ملے یہ شکل کنیز بھا تک پہونچی تصویر نے نگاہ دروازے پہ ڈالی دروازہ
بند ہوگیا عمرو نے دیکھا تصویر شق ہوئی اُسکے اندر سے ایک تاجدار سیہ فام بدانجام یہ کہتا ہوا نکلا اری
بندی قدرت کیون گھبراتی ہی ہوا کو حکم دون مسلمانون کو اُڑا دے سر ٹکرا کر مرین زمین سے کہون جتنے
غار ہین مثل اژدر منہ کھولین اور مسلمانون کو نگل جائین جو تجھکو صدمہ پہونچا قدرت اُس سے بخوبی
آگاہ ہین خواجہ ڈر کے مارے تخت سے نہین اُترتے بارگاہ دانیالی مثل چھتری کے سر پہ سایہ فگن ہی یہی
تدبیر بچنے کی سوچی کہ شاید تمکو پہچان جائے تو تخت اڑا کر نکل جاؤن دروازہ بھی دیر کا بند ہوگیا نکلنا بھی

دشوار ہی یہ سوچ کر باتین ہفت پیکر سے کرنے لگے ہفت پیکر تسکین دے رہا ہی کہ ای خیر تنگ نہ گھبرا تیرے
ہاتھ سے مسلمانون کا خاتمہ کرا دونگا تیرا باغ جو جل گیا تھا اب جا کے دیکھنا باغ اسی طرح درست ہی عمارتین
تازہ تعمیر ہیں کیون اسقدر گھبراتی ہی خواجہ نے کلیجہ پر پتھر رکھکے اپنے مقام سے اُٹھکے قدرت کی باتین
لیکن تیری خداوندی کی دہائین دین عرش کی قدرت بیٹھ جائین تو حال مفصل عرض کرون وہ سرداران
نامی کہ جو جان طلسم ہین انھون نے بڑے شد و مد سے مجھ پر دھاوا کیا بمشکل ہفت رنگ کے سحر کو رد کا بل نے
وہ سحر کیا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آفتاب کے سحر سے کلیجہ تھرا گیا جاتی تھی ہین کہ آسمان مین
ڈوب جاؤن ایک ایک اُنمین سحر مین طاق عجائب و غرائب مین شہرہ آفاق آسمان پر نہ جانے
دیتے تھے چاہا کہ غرق زمین ہو جاؤن زمین سخت تھی پیرون کے نیچے سے نکلی جاتی تھی طبیعت رہ رہ
کے گھبراتی تھی آخر طرف جنگل کے بھاگی کبھی درختون مین چھپی کبھی کانٹون مین مخفی ہوئی اس مشکل سے تا بہ
کوہ ویران پہونچی اس پہاڑ مین پہر بھر کال تھی رہی وہ لوگ ڈھونڈھا کیے سب کو مجھسے قلق کہ سب کے
قلب الٹے دیتے تھے گر طلسم کشا یہ تحفہ نا پاتا اگر نہ رکھتا ہوتا تو عمر بھر وہ لوگ ہوش مین نہ آتے اب
مین بمشکل اُنسے جان بچا کر آپ تک آئی ہون امیدوار ہون کوئی سحر ایسا ملے کہ جاتے ہی سبکو قتل کرون
کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچے ہفت پیکر نے کہا انگیٹھی منگاؤ کوئلے روشن کرو عمرو نے کہا انگیٹھی میرے
پاس موجود ہی یہ کہکے خواجہ نے انگیٹھی نکالی ہفت پیکر نے اپنی کمر سے لوبان نکال کر دیا خواجہ نے اپنے پاس
لوبان لیا بیہوشی اُسمین ملالی ہفت پیکر نے کہا اسکو آگ پر ڈالو ایک پتلی پیدا ہوگی وہ حفاظت کو
تمھارے ساتھ رہیگی خواجہ نے وہ لوبان آگ پر ڈالا دھوان جو اُس سے نکلا ہفت پیکر کے
دماغ مین پہونچا ارے کہکے اُٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے زبان مین سوزن بلکہ سوزن کے اوپر تکلہ
زبان پر چبھو دیا دماغ پر پہنچی بیہوشی کی چڑھ جانی تخت پر ڈال لیا اندر سے آواز آئی ای بندگان من ہٹ جاؤ
قدرت باہر آتے ہین ایسا نہ ہو کوئی جل جاے فرشتے ساتھ ہین رشد برجیس شاہ جو باہر کھڑا تھا اُسنے سبکو
ہٹایا خواجہ نے سفید مہرہ زنبیل سے نکالا دروازے کو کھولکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

| | | | |
|---|---|---|---|
| زبانیکا مکار و طرار ہون<br>نہ پاسے مری گرد پاپوش کو | تراشندہ ریش کفار ہون<br>اڑا دون جو چاہون کبھی مین ہوش کو | نہ رستہ کیسی کا نہ ہمتا ہی جہان<br>صبا مجھکو کرتی ہے سجدے ہر ہر قدم<br>جہانگیر عالم کا عیار ہون | عمرو ہون مین عیار صاحبقران<br>ہوا تیز رفتار ہو گرد ایام<br>دو دو جہانگرد و آوارہ ہون |

عمرو نے تخت جو بلند کیا اور جادوگرون نے دیکھا

کہ خداوند بیہوش پڑے ہین عمرو تنہا ہوا بیٹھا ہی دو گرگے زنبیل سے نکالے وہ سونٹے لیے ہوے سر ہفت پیکر
کے کھڑے ہین کہ سر ہلاے تو سونٹا مارین جادوگر جھٹ جھٹ تخت سے لپٹنے لگے جو تخت کے قریب پہونچا
اور تخت پر ہاتھ رکھا کسی نے اُٹھا کے ضرب مارا بارگاہ دو ایالی ہین لپٹ گیا اسی طرح سیکڑون ساحر طناب ہین
لپٹے ہوے ہین عمرو اُنکے سر کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہی کل مردمان کوہ زبرجدی نے دیکھا کہ عمرو
قدرت کو لیے جاتا ہی تحت مین اپنے خداوندگی دوکاندار اُٹھ کھڑے ہوے سحر کرکے جب قریب تخت
پہونچتے ہین طناب ہین لپٹ جاتے ہین گرگو نکا سونٹا الگ چل رہا ہی کوئی بھائی کا نام لیکر پکارتا ہی کوئی
کہتا ہی میرا فرزند گرفتار ہوا عورتین شوہر کا نام لیکر پکار رہی ہین کوئی پکارتا ہی یا خداوند یہ کیا تقدیر تھی
آپ بندے کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ایسے مجبور و ناچار ہوے آپ تو یہان بیٹھے بیٹھے تقدیر کرتے تھے
سیکڑون کوس کا حال بتاتے تھے عمرو آپکے پاس آیا آپ کو نہ سوجھا ہمنے آپکا مذہب اختیار کیا تھا اب کیا
کرین کہان آپکو ڈھونڈھین صدہا زیر تخت دوڑے جاتے ہین کوئی نام لیکر پکارتا ہی کوئی زیر تخت دوڑا
جاتا ہی تمام کوہ زبرجدی والے آگاہ ہوے کہ قدرت آج گرفتار ہوگئے عمرو کس تدبیر سے آیا
اور کیونکر کوٹھری ہین گھس گیا قدرت تصویر ہین رہتے تھے آج کیونکر باہر نکلے کیا عمرو نے دم دیا کہ باہر
نکل آئے عمرو نے یون گرفتار کرلیا سارے پہاڑ پر ٹلڑ رہا زیر کوہ بھی ہنگامہ ہی عمرو لیکر نکل گیا لشکر رستم
مین پہونچا تمام جادوگرنیان مثل سنبل ہفت گیسو و ہفت رنگ وغیرہ دیکھنے لگین کہ قدرت تخت پر
بیہوش پڑے ہین دو گرگے سونٹے لیے سر پر کھڑے ہین اور سیکڑون جادوگر طناب ہین لپٹے ہین عمرو بارگاہ
رستم مین آیا کہا ای نور نظر ہمارا روپیہ بہت سا صرف ہوا اگر ہین اسکو پکڑ لایا سب جادوگرنیان خواجہ کی
تعریف کر رہی ہین خواجہ کہتے ہین روپے سے کام نکلتا ہی لاکھون روپے صرف کیے تب ہین اُس تک
پہونچا خوشامد کہلواییئے اب مرحمت فرماییے رستم نے کہا ای عمرو نامدار یہان جو کچھ ہی حق غازیون کا ہی خواجہ نے
کہا غازی تھا ان پہ پہونچا یا کرتے ہین بمشکل رستم نے دس توڑے منگوا کر دیے خواجہ نے اسکو غنیمت جانا اور
سمجھے کہ فرزند ہی ورنہ کبھی ہی چھوڑا اسکو غنیمت جانو ہفت پیکر کو ستون سے باندھا اُسوقت سب
جادوگرنیان اسباب سحر لیکر گرد کھڑی ہوئین خواجہ نے اُسکو ہوشیار کیا آنکھ جو ہفت پیکر کی کھلی
دیکھا گرد صدہا جادوگرنیان کھڑی ہین آفتاب فلک سپہر تیغ لیے سر پر کھڑا ہی کہ رہا ہی کہ او ہفت پیکر
تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ تجھکو فلک نے کیسا ذلیل کرایا گرفتار ہو کر دربار طلسم کشا ہین آیا بہتر

ہے کہ دعوی یکتائی سے باز آ پیدا کرنے والے کو سجدہ کر رستم نے بھی یہی کہا یا سنبل وغیرہ بھی یہی کہ رہی ہین اُسوقت ہفت پیکر نے اِن پر آنکھین نکالین بمشکل زبان کو جنبش دی پکار کر آواز دی ای نگہبان خداوند اسوقت کہان ہو یہ جو ہفت پیکر نے کہا ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا آفتاب کے منھ پر ایک طمانچہ پڑا سب جادوگر بیہوش ہوگئے اور گر کر بیہوش ہوئین سواے رستم کے سب کے منھ پر طمانچے پڑے کسی کو معلوم ہوا کسی نے دھکہ دیا اور گر کر بیہوش ہوا خواجہ کی کمر مین ایک پنجہ پڑا اور ایک آواز ہیبتناک آئی یا شیاد ای مسلمانان اب تمکو یہ حوصلہ ہوا کہ قدرت کے سامنے بے ادبی کی سواے رستم کے کہ تینون تحفے انکے جسم پر آراستہ تھے یہ تو ہوشیار رہے اور باقی سب بیہوش ہوگئے مع ستون بارگاہ کوئی ہفت پیکر کو اُٹھا لے گیا سمک دیر تک جب ہوشیار ہوے دیکھا ایک آندھی سیاہ جاتی ہوئی اُسمین ہفت پیکر اور ایک ساحرہ سیہ فام ہفت پیکر کو لیے جاتی ہے اور اُسکے نفس سے آندھی چل رہی ہے پیچھے اُسی آندھی کے برق بھی دوڑا ہوا جاتا ہے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا برق جاتا ہے لیکن بعد انکے جانے ہفت پیکر کے رستم نے سب ساحرونکو تیغہ ہفت جوہر کا عکس ڈال کے ہوشیار کیا ہوا اُٹھا افسوس کرتا ہوا اُٹھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حضور سے اختیارات ہفت پیکر دیکھے زبان مین سوزن تھی اسپر یہ اختیار ہوا خود تو نہین کرسکا آفتاب نے کہا ایک ساحرہ موسوم بہ کلیل جادو اسپر عاشق ہے اسی کی وجہ سے سارا اسکا عظم و شان ہے وہی اسکے لیگئی اگر مناسب ہو تو اب حضور بھی اُس سے ہاتھ اُٹھائین رستم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یارو اگر اسی وجہ مین قضا ہے تو بسم اللہ اپنا دل یہ کہتا ہے کہ اس طلسم کو توڑینگے ہفت پیکر کو زندہ نہ چھوڑینگے یا اپنی جان دینگے بہ قول شاعر شعر یا تن رسد بہ جانان یا جان ز تن برآید ما دست از طلب نہ دارم تا کار من برآید علاوہ اسکے خواجہ گرفتار ہوے ہین قبلہ و کعبہ کو کیا منھ دکھاؤنگا فرمائینگے تمھارے واسطے خواجہ گئے انکو تم پھنسا کر چلے آئے خواجہ کی تو رہائی ہو آفتاب نے کہا مین جاتا ہون یا خواجہ کو لاؤنگا یا جان دونگا یہ کہکر آفتاب فلک سیر اور ہفت رنگ دونون اُسی وقت اُٹھکر روانہ ہوے خواجہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحرا مین ایک قصر بنا ہوا ہے اُس مین تخت بچھا ہے ایک ساحرہ کالی اُسکی صورت ہے گویا کالی مورت تخت پر بیٹھی اور ہفت پیکر تاج سر پر دہرا رو پہلو مین اُس ساحرہ کے بیٹھا ہے اُس ساحرہ نے پانچ کوڑے ہفت پیکر کو مارے کہ ہفت پیکر بلبلا گیا تو بہ توبہ کرنے لگا کہتا تھا ای محسن ای جان جہان تو نے مجکو اس مرتبہ اعلیٰ پر پہونچایا آج بڑا اکار نمایان کیا مجکو دربار مسلمانان سے

سے آئی اب ایسی ہر دو کہ بلوہ مسلمانان میرا اوپر سے موقوف ہو پس حمزہ کو قتل کروں میری خدائی کا زور و شور ظاہر ہو اس ساحرہ نے کہا او بچا میں نے تجکو ہمیشہ سمجھایا کہ مسلمانوں سے بگاڑ نہ الجھانا تو نے انہیں سے مقابلہ شروع کیا یہ ساربان زادہ جو بیٹھا ہی اسکے رگ و ریشہ میں مکر ہو اگر تو نے اسکو قتل کیا تو مدعا سے دلی حاصل ہوا ورنہ یہی تیرا رنگ خدائی مٹا دیگا کوہ زہرہ جلدی پر اب تیرا جانا بالکل بیکار ہی سب سے تجکو اس خرابی سے دیکھا اب وہ کیونکر تجکو سجدہ کرینگے یہ کہکے طرف خواجہ کے بلٹی کہا او ساربان زادے تو نے میرے معشوق سے یہ کیا حرکت کی ہی شرط کہ تجکو جیسے کا اُڑ کہتا جاؤن یا ایسی جگہ پر قید کروں کہ تڑپ تڑپ کر مرے وہاں سے نکل نہ سکے یہ کہکے خواجہ کی کمر میں تیر دیا اور سے آڑی وہی آندھی سیاہ لیکر چلی خواجہ راہ میں منتیں کرتے ہیں ای ملکہ عالم مجھپر رحم کیجیے میں آپکا غلام ہوں ہمیشہ خدمتگذاری کرونگا میں نے کوئی کام نہیں کیا اگر تجکو آپ چھوڑ دیجیے تو ایک دن میں رستم کو قتل کرڈالوں اور حمزہ کو پکڑ لاؤں ایک دن میں سب کا خاتمہ کرادونگا آسمان سے اُس ساحرہ نے خواجہ کو پھینکا خواجہ جیتا سا ہو گئے خیال میں تھا کہ اب جو زمین پر گرونگا ہڈیاں چورا ہو جائیں گی دعائیں مانگتے ہوئے طرف زمین کے جاتے ہیں کہ ایک پیڑ کی کمر میں پڑا اس زور سے کہ دیا کہ خواجہ بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھولی دیکھا ایک کانٹوں کا جنگل ہی بوندلے گردے اُٹھ رہے ہیں کانٹوں کے درخت پلیسی بیٹھے کا نٹے گویا انگلیاں اُٹھاتے ہیں کہ خواجہ کو قتل کرو خواجہ اُن کانٹوں کو دیکھکر کانپ رہے ہیں اس ساحرہ نے پھر کپڑے اتار لیے برہنہ خواجہ کو اُس جنگل میں چھوڑ دیا اور آپ اُسی جنگل میں غائب ہوئی خواجہ حیران ہیں کہ کس بلا میں پھنسا اُس صحرا کے ہول خیز میں مارے پھرتے ہیں کوئی حال پوچھنے والا نہیں برق جو پیچھے پیچھے تھا ایک پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا کہ اُستاد جنگل میں برہنہ دوڑتے پھرتے ہیں برق پہاڑ سے اُترا ایک ساحرہ کی شکل بنکر تیار ہوا ایک دائرہ ہاتھ میں لیکر اُسی کانٹوں کے جنگل میں زیر درخت بیٹھا دائرہ بجانے لگا یہ اشعار عاشقانہ اسی درخت کے نیچے بیٹھکر گانے لگا قطعہ

کیا لگا دستِ دلارام سے ہاتھ
نہیں ہوتا دلِ ناکام سے ہاتھ
ہاتھ دیتے تو میں اب ہاتھ میں پھر
مہر کا دستِ گل اندام سے ہاتھ
کیا کہوں آہ بقول مومن

دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ
پختہ مغزان جنوں سے ہوں میں
کان پر رکھیے گا پھر نام سے ہاتھ
ہائے پہونچے نہیں اُس پانوں تلک
دل گیا ہاتھ سے اور کام سے ہاتھ

کسکے ہاتھوں سے لگا تھا کہ جدا
کیوں اُٹھاؤں طمع خام سے ہاتھ
دھو کے شبنم سے تہ ہو گا ہم رنگ سا
ایک دن گردش ایام سے ہاتھ
اس رنگ میں بیٹھکر یہ غزل گائی کہ

دیکھا نخل تخت شق ہوئی ایک ساحرہ پکارتی ہوئی نکلی منم خارستان جادو ارے گانے والی تجھکو کیا سامری و جمشید نے بھیجا ہی یا ہفت پیکر نے تو یہان کس خیال سے آئی برق نے کچھ جواب نہ دیا وہ ساحرہ قریب آ بیٹھی جب برق خاموش ہوا کہا ارے تو یہان کب آئی برق نے کانپ کے کہا میرے شوہر کو عیاران اسلام مار ڈالا ہین بلک بلک کے روتی تھی ایک رات کو سامری و سامرن خواب مین آئے سامرن نے کہا ای سامری اسکا رونا سے نہین دیکھا جاتا اسکو کوئی کمال دو کہ اس حیلے سے کما کھاے سامری نے میرے گلے پہ ہاتھ رکھدیا کہا تجھکو کمال علم موسیقی دیا اب صحراے خارستان مین جا وہان ہماری بندی خاص الخاص رہتی ہی وہ ضرور تجھکو سرفراز کریگی تیری قدر بھی کریگی اب جو میری آنکھ کھلی اپنے کو مین نے اس مقام پر پایا آپکا کیا نام ہی ساحرہ نے کہا خارستان نام ہی ساحرہ نے کہا ہان برق قدمون سے لپٹ گیا کہا ای ملکہ عالم جہان خداوند ہفت پیکر رہتے ہین کوہ زبرجدی اسکا نام ہی مجھکو وہان پہونچا دیجیے تو مین قدر بہت سے ملون خارستان نے کہا ای دائرہ نواز آج تجھکو اپنے باغ مین لیچلونگی کنیزون کو گانا سنواؤنگی یہ کہکے خارستان نے ہاتھ برق کا تھاما اور لیچلی ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہی گوشہ صحرا سے چند کنیزین حاضر ہوئین ان سے خارستان نے کہا چلکر باغ مین جلسہ جماؤ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین باغ مین پہونچین خارستان مسند پر آکے بیٹھی برق کو سامنے جگہ دی برق نے کہا کیون ملکہ عالم یہ سنگا لٹکا کون شخص ہی جو جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی ساحرہ نے کہا یہ ملکہ کلیل شعبدہ باز کا گنہگار ہی یہان حکم ہوا ہی کہ اسکو قید کرو مگر ایسے صدمے دو کہ تڑپ تڑپ کے جان دے مین نے اسکو ننگا کر کے جنگل مین چھوڑ دیا اسقدر پسینہ آئیگا کہ دل اسکا تھرا آئیگا جون جون پسینہ آئیگا دون دون ہڈیان گھلتی جائینگی بائیس دن مین پانی ہو کر بہ جائیگا پھر کبھی کوئی بھی مسلمان خداوند ہفت پیکر سے دعوی سرکشی نہ کریگا برق نے کہا کیا مجال برق نے دائرہ درست کیا آنکھین لال کر لیا تھون سے بتا بتا کر ٹھمریان غزلین گانا شروع کین اگر دیکھتا ہی کہ کنیزین جو گنا بیٹھی ہین زمین ہل رہی ہی درختون پر طائرون نے آشیانون سے سر نکال دیے گانا سنکر رو رہے ہین کوئی طائر پرون سے سر پیٹتا ہی برق ہر مرتبہ جب تان مارتا ہی خارستان پھڑک جاتی ہی موتیون کا مالا نکال کر دیتی ہی یہ سلام کر کے پہن لیتا ہی ایک چین کی تان ایسا آہو پیدا ہوا پاس خارستان کے آیا منہ کھول کر کچھ خارستان سے بیان کیا خارستان سمجھی وہ آہو کچھ اسکے کان مین کہکر غائب ہو گیا اسکا غائب ہونا کہ خارستان نے کہا ارے تو صاف صاف نام نہین بتاتی تو کوئی عیار مکار ہی یہ کہکر ہاتھ اٹھایا کہ سحر کرے برق کے قریب ایک

کنیز جو بیٹھی تھی اُسکو خنجر مار کے بھاگا اور اپنے نام کا نعرہ کرتا گیا نعرہ برق یا لقب ہی مرا برق خنجر گذار

کہ اُستاد وہین خواجہ نامدار — تڑپتے ہین مین برق رفتار ہون — سکھا کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے — ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی — ہر اک ملک پر میرا پہرا رہا
تڑپتا سے مری چیرخ بھرا رہا — بزیر قدم شرق تا غرب ہی — چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

خارستان پیچھے دوڑی برق جاکر ایک غار مین چھپا کمند مین لگا وین خارستان ڈھونڈھتی ہوئی جو اُس مقام پر پہونچی دل دھڑکا خارستان رکی برق نے جھٹکا مارا کمند مین پھنسی برق تڑپ کر نکلا ایک حباب مارا دیکھا خارستان بیہوش ہوئی اب دیکھا کہ خواجہ سامنے سے آتے ہین برق نے تڑپ کر خنجر مارا کہ سر خارستان کا کٹ گیا خواجہ نے دوڑ کر برق کو گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند مین اپنے ہوش مین نہ تھا اس جنگل مین تین دن گذرے تین دن مین دُبلا ہو گیا استخوان نکل گئے دو تین دن مین پانی ہو کر بہجاتا یہ کہکے اُسکے کپڑے اُتار لیے خواجہ و برق ایک جانب بھاگے پشت سے آواز آئی ہی ارے خارستان کو مارے ہوئے جاتے ہین انکو لینا جانے نہ پائین کہ برق نے دیکھا ایک طرف سے گرد اُڑی وہی آہو جو خارستان کے پاس آیا تھا کر چھپا لین بھرتا ہوا آتا ہی مثل انسان کے پکارتا ہوا اے عمرو و برق کہان جاتے ہو عمرو جھپٹ کر قریب پہونچا دونون ہاتھ ہلا دیے منھ پیرا ہو کے حباب پڑے بیہوش ہوکے گرا برق نے خنجر مارا آہو کا سر کٹا شعلے بلند ہوئے برق نے کہا اُستاد بھاگئے کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہی عمرو و برق بھاگے شعلہائے آتش دوڑے ہوئے آتے ہین اُن شعلون سے آواز آتی ہی اے عمرو و برق خارستان و آہو ان کو مار کر کہان جاتے ہو خواجہ تو آگے نکل گئے برق پیچھے رہگیا ایک شعلہ اُسپر گرا ایک پنجہ اُٹھا کر لے گیا برق نے آواز دی اُستاد غلام کو بچائیے خواجہ کلیم اوڑھکر پیچھے اُس شعلے کے چلے وہ شعلہ جاکر ایک باغ مین اُترا خواجہ پشت باغ پہ آئے کمند مار کر دیوار پر آئے دیکھا برق بندھا ہوا بیٹھا ہی مسند پر ایک شعلہ چمک رہا ہی اُس سے آواز آتی ہی اے برق تیرا اُستاد کہان گیا کہ اُسنے میرے سامنے آہوان کو مارا اُسکا پتہ بتا دے تجھکو رہا کردون برق منتین کر رہا ہی کہ حضور مجھے رہا کر دیجیے مین خواجہ عمرو کو پکڑ لاؤن شعلے سے آواز آتی ہی تو بھاگ جائیگا برق کہتا ہی آپ ایسا قدردان مجھکو کہان ملیگا آپکو چھوڑ کر کہان جاؤنگا وہ شعلہ نظر آیا اسکے اندر سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی نعرے کرتی ہوئی چاہا پنجہ کھینچکر مارون سر اسکا کاٹون کہ خواجہ لشکل ساحر دیوار سے کودے آواز دیتے ہوئے

کہ دیکھا صحرا سے گرد بلند ہوئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دیو تمثال گرگدن مست پہ سوار پشت پہ ساٹھ ہزار فوج گویا دریا کی موج سامنے لشکر اسلام کے آکے پہونچا پکار کر آواز دی رستم ٹھہر جاؤ جس سمت کو جاتے ہو اسی صحرا سے آتا ہوں صحرا سے باد انگیز جادو کا مقصود ہی باد انگیز گرگدن سوار میرا نام ہی اہل اسلام کو قتل کرنا میرا کام ہی کیا مجال کہ میرے سرحد میں مسلمان قدم رکھیں قدرت کا حکم میرے نام آیا کہ راہ میں جاکے طلسم کشا کو روک لے اگر اپنی جان پیاری ہی تو پلٹ جاؤ جواب میں رستم نے جواب دیا ہم ایک شیر بیشہ جرأت ہیں اور نہنگ دریا سے ہمت ہیں صحرا سے باد انگیز میں پہونچینگے باد انگیز جادو کی فکر ہو جائیگی یہ کہکے رستم نے گھوڑا اڑا دیا کا سارا لشکر رک گیا باد انگیز گرگدن مست پہ سوار جرأت و جلالت پہ رستم دیکھکر ہنسا اور کہا کہ قدرت نے تجھکو کس لیے بھیجا ہی اپنے اپنے ساحر اسکے ساتھ ہیں یہ کیونکر قبضے میں آسکے طلسم کشا فی سرداری کیونکر پایا ہی نازنینان میں طلسم کشا پہ عاشق ہیں کیسی طلسم کشا سے موافق ہیں کہتا اپنی بارگاہ میں آیا عیار اسکا ہماہے و وندہ بھی آکر بیٹھا باد انگیز گرگدن سوار نے آسمان عیار سے کہا اے ہماہے و وندہ جسوقت سے لشکر طلسم کشا فردا فردا آنکھ امیری نگاہ میں ... پڑا ہی تیر مژگان سے دل کو شکار کیا ہلال ابرو کی تلوار کلیجے پر چل گئی عجب میری کیفیت ہی نظم

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا ۔ لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا
سرو گرجائینگے گل خاک میں مل جائینگے ۔ پاؤن رکھے جو چمن میں وہ سرافراز اپنا
خندہ زن ہیں کبھی گریان ہیں کبھی نالان ہیں ۔ ناز خوبان سے ہوا ہی عجب انداز اپنا
یہی اللہ سے خواہش ہی ہماری اے بت ۔ گور بد میں ہو ترا الگ نہ ہو ہمراز اپنا
سوزش دل سے زبان کو نہ جلی آگ کا ہی ۔ اف کیا منھ سے تو پہنچے نہ کھلا راز اپنا
خون ہوتا ہی جگر زہر سے شکر سے یار ۔ دل دکھاتی ہی مغنی تری آواز اپنا
نہ سنی یار نے اک بات سخن ساز کی ۔ رہ گئے کھول کے ہم شہپر پرواز اپنا
پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے ۔ قصہ کوتاہ کہ اے خسرو شہباز اپنا
ہم بہی کھولینگے بتکدہ کا دروازہ ۔ بند رہنے کا نہیں کار خدا ساز اپنا
یاد آتی ہیں ادائیں جو تری اے محبوب ۔ بھول جاتے ہیں حسینان جہان ناز اپنا

| | |
|---|---|
| مرغ دل صید گہ عشق ہوا ہی دیکھین | طعمہ کرتا ہی اسے کون سا شہباز اپنا |
| روٹھکر ملنے جو جاتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ | کل خفا تم تھے مزاج آج ہی ناساز اپنا |
| خبر اوّل و آخر نہین مطلق آتش | نہ تو انجام ہی معلوم نہ آغاز اپنا |

یہ اشعار جو سامنے عیار کے رو روکے پڑھے عیار نے کہا حضور نہ گھبرایئے مین رات کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکر باہر آیا عیاری اُسی وقت جسم پر آراستہ کیئے اور طرف لشکر طلسم کشا کے چلا ایک بڑھیا کی شکل بنکر رستم کے لشکر مین آیا دریافت ہوا پہلوے لشکر مین بارگاہ سنبل ہفت گیسو استادہ ہی گرد کنیزین چلتہ زن دروازے پر چھلاوا پُر فن دیکھکر اسنے مقام تاکا جب کنیزین کسی کام کو نکلین ایک کنیز کو اشارے سے الگ بلایا جب نخل کی آڑ مین کنیز آئی حباب مار کر بیہوش کیا اُس کنیز کی شکل بنکر ملکہ سنبل کی بارگاہ مین آیا دیکھا ملکہ سنبل ہفت گیسو انتظام مین جنگ کے مصروف ہین - ہماے دونده نے دن بھر تامل کیا شب کو جب ملکہ سوئین یہ چپی پر آیا تین کنیزین اور تھین جو تھا یہ جب رات زیادہ جا چکی تب اِسنے تینون کنیزون کو گلوریان کھلا کے بیہوش کیا اور ملکہ کا پشتارہ باندھ لیا اور لیکر بھاگا مہتر سمک پڑا سو رہا تھا کہ اِسنے خواب مین دیکھا ایک سگ سیاہ سنبل پر حملہ کر رہا ہی سمک گھبرا کے اُٹھا دوڑا ہوا بارگاہ سنبل ہفت گیسو مین گیا نگہبانون سے پوچھا نگہبانون نے کہا خیر و عافیت ہی اندر بارگاہ کے جو گیا دیکھا روشنی گل ہی تین کنیزین بیہوش پڑی ہین ملکہ سنبل اپنے پلنگ پر ندارد سمک نے ایک چیخ ماری قریب ہی بارگاہ ملکہ ہفت رنگ تھی صدا سمک کی سنکر دوڑین دیکھا سمک پیٹ رہا ہی نگہبانونپر غصہ کر رہا ہی لوگون نے کہا باد انگیز پہلوان کا عیار ہی کہ ہماے دونده اُسکا نام ہی وہی لیگیا دن کو بازارون مین بصورت مبدّل پھر رہا تھا یہ سنکر سمک چلا ملکہ ہفت رنگ کے پاس اور بھی شاہزادیان آئین مثل ملکہ لالہ عذار وغیرہ کے ہر ایک کا یہی قول تھا ای مہتر والا گہر تم نہ جاؤ ہم جا کر بارگاہ مین اُسکی آگ لگائے دیتے ہین اور ملکہ کو لاتے ہین سمک نے کہا آپ لوگ تامل کرین سب جادوگرنیونکو روکا مگر لالہ عذار نہ رکین جھپک کر بلند ہوئین طرف بارگاہ پہلوان کے چلین مگر اول اول سمک بن عمرو ایک ساحر کی شکل بنکر لشکر مین باد انگیز کے آیا جا بجا پھرنے لگا یہان صبح کو باد انگیز گردن سوار رات بھر فراق مین ملکہ سنبل کے تڑپا کی صبح کو آنسو بھرے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ عیار ملکہ کو لیکر آیا پشتارہ اسکے سامنے لا کے ڈال دیا

سماک بشکل ساحر اندر آیا عیار سے کہا کہ ہوشیار کرو عیار نے عرض کی کہ حضور سنبل ہفت گیسو اسکا لقب ہے ساتھ بلائین نازل کروگی جان بچانا مشکل پڑیگا اسنے کہا آخر کیونکر ہوشیار کرین اب عیار بھی حیران ہے کہ کیا کرین بعض کہتے ہین عیار سچ کہتا ہے ہوشیار ہوتے ہی بگڑ جائیگی جان پر آپکی آفت لائیگی آخر کو سماک نے بڑھکے عرض کی غلام ایک تدبیر بتاتا ہے ساحر کو جب ہشیار کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ سحر سے مجبور کرین تو زبان مین سوزن دیتے ہین تب ہوشیار کرتے ہین اگر حکم ہو تو مین ہوشیار کرون ناچار شہ نے تو یہی رہی تھی آخر سماک سے کہا سماک قریب پہنچا اور جھک کر آیا جھک کر اسنے ظاہر مین سب کے سوزن دی باطن مین صاف رکھا بلکہ کان مین کہا آپ گرفتار ہوکے آئی ہین سنبھل کر اٹھئے مین ہون سماک رستم بیقرار ہو رہے ہین یہ کہکر اسنے ہوشیار کیا انکھ پہ کہ آنکھین اٹھتے اٹھتے ایک گیسو کو ہلا دیا معلوم ہوا کہ ناگن لہرا رہی ہے بارگاہ مین اندھیرا ہوا آواز دی منم سنبل ہفت گیسو او بیباک تجھکو دیوانہ کرکے مار ڈالونگی مگر دعا دے رستم کو کہ انکی ملاقات ہے کہ تجھکو سحر نہ کرو تجھکو بھی یہ دن نصیب ہوا یہ حوصلہ پیدا کیا کہ ہمارا نام ساتھ بے ادبی کے لیتا ہے یہ کہکے آن چھ کا کلون کو جو ہلایا صاف ظاہر تھا چھ مار سیاہ لہرا گئے قلب کافرون کے تھرا گئے سماک کو گرفتار کرنے چلے باد انگیز گردن سوار نے کہا ہان اس ذلیل ساحر کو مار لو پانچ ہزار ساحر دشت سماک کے چلے سنبل نے کہا اگر کوئی پریشانی واسطے سماک کے ہوئی تو رستم کو کیا منھ دکھاؤنگی آخر نگاہ سحر ڈالی وہ پانچ ہزار رہا تو سماک کو پکڑنے چلے تھے پانگاہ پڑتے ہی جھومنے لگے اور جھوم جھوم کر بہ ذوق تمام یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

پامال کیجئے انھین رفتار ناز کا
لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا
انکا ہے [illegible] صفا بیان حدیث دوستان
اڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا
ظاہر ہے گرمجوشی پروانہ کا اثر
مستون کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا
آنکھین ہین بھر رہی ہین لبریز اشک سرخ

طاؤس و کبک کہتے ہین جو ہی نیاز کا
ساقی سماے آنکھین ہزارون [illegible]
دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا
کیونکر وہ نازنین نہ کہے بے نیاز ہان
روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا
ہوجاتے حسن معنی سے صورت آشنا
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا

[illegible] قد دراز کا
[illegible] ناز کا
[illegible] اصفہان [illegible]
[illegible] عالی ہے ناز کا
ساقی زلال [illegible]
[illegible] مجاز کا
[illegible] ہوا ان منتظر

مشتاق ہوں امام کے پیچھے نماز کا
سودائے عشق میں رہی شان خود اسکی
وقت بانٹے زمین کے نشیب و فراز کا
حسن و جمال نور ہو اسلام کا دکھا
وضو وہن پہ جو یار کی زلف دراز کا
نیرنگ حسن و عشق کی اللہ رے بہار
بلبل کھیل کھیلینگے افشائے راز کا
چھپکر کیا ہی قتل مجھے تیغ یار نے
پیر مغان کا حکم ہی ایمان جواز کا

ہجران یار میں تن خاکی سے تنگ ہوں
محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا
ساحل سمجھتے ہیں تہ دریا عشق کو
دیوانہ پہ بھی ہو مقید نماز کا
اللہ کے فقیر کا دل کیوں نہ ہو سخی
بیکار کوئی فعل نہیں کارساز کا
بیمار عشق کے لیے ممکن نہیں شفا
کشتہ ہی دل مرا شرف امتیاز کا
آتش بگلہ نہ دل میں ہوا و ہوس کو ہو

ایذائے مرغ روح کو چنگل ہی باز کا
پتلوں سے خاک کے یہ گڑھے پھر چلکیں ہیں
طوفان نا خدا ہی ہمارے جہاز کا
عمر خضر سے اسکی زیادہ ہو زندگی
تکیہ ہی جسکے کیسۂ خسرو مسکین نواز کا
عشق نہ فلہ ہوگا شکوہ نے اشکار
پرہیز سے مقام ہی یہ احتراز کا
مجھ رند کو حلال ہی کوئی حرام ہو
کم زہر سے اثر نہیں اس نے آز کا

یہ اشعار پڑھتے ہوئے سب طرف جنگل کے بھاگے سماک پہ ہاتھ نہ ڈالا سماک ایک جانب بھاگا باد انگیز کہ گردن سوار سے جا پہنچا کرون وہ پانچ ہزار پلٹن کے اسی کے قتل کے درپے ہوئے مگر باد انگیز بڑا بہادر تھا تلوار کھینچکر انکو قتل کرنے لگا وہ لوگ کچھ اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے کچھ صحرا میں آوارہ ہوئے سر ٹکراتے پھرتے تھے اور سنبل کا نام زبان پر جاری تھا یہی باعث بیقراری تھا آخر سب یوں ہی تباہ ہوئے سماک و سنبل سامنے رستم کے پہونچے رستم تو خوشیاں کرنے لگے لیکن لالہ عذار جو گئی تھیں یہ بارگاہ پر جا کے باد انگیز کی چھپکیں سامان سنبل کا نہ دیکھا سمجھیں کہ شاید سنبل کو مار ڈالا یہ سوچ کے نعرہ کیا اے باد انگیز تو نے غضب کیا کہ ہماری بہن کو قتل کر ڈالا یہ کہکے کچھ پھول پھینکے پھول جو بارگاہ میں گرے بوئے خوش آئی سب تالیاں بجانے لگے کہ پہلو سے آواز آئی اے ہمشیرہ زیادہ کد و کوشش نہ کرو میں بچکر نکل آئی لالہ عذار پلٹیں دیکھا کہ سنبل پکار رہی ہیں لالہ عذار سنبل کے ساتھ واپس ہوئیں یہاں دو گھڑی کامل سب سرداران باد انگیز اچھلے کودے تالیاں بجائیں باد انگیز نے اٹھکے کو قتل کیا کئی جوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے تب جا کر وہ لوگ ساکت ہوئے جھنجھلا کر اسنے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اور کہا کہ سر میدان رستم سے سمجھونگا ہرکارے جو بامر جاسوسی موجود تھے خبریں لیکر بھاگے خدمت رستم میں حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے سب کیفیت بیان کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ لالہ عذار کی وجہ سے اور چند کس وہاں مارے گئے اب آپنے غصے میں طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ ہی کہ کل نکل کر معرکہ آرا ہو آتش غبار کو

دوبالا کرے یہ سنکر رستم نے سمک کی طرف دیکھا فرمایا کہ ای برادر ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وبہ
تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کل باد انگیز سے
سر میدان مقابلہ ہی تیاریان ہونے لگین نیزے درست ہو رہے ہین تیغے چرخ چڑھ رہے ہین کہ غفل
پیر چرخ کی چرخ مین ہی چار پہر رات تیاری رہی رستم نے بعد برخاست دربار سمک کو حکم دیا غیر ساحر
ہمارے ساتھ چلینگے سمک نے حکم پہونچایا سب شاہزادیون کو ملال ہوا شاہزادے نے ہمکو ساتھ نہ لیا
مگر آفتاب فلک سیر نے کہا مین ضرور ساتھ جاؤنگا یہ بھیجا ہوا ہفت پیکر کا آیا ہی شاید ساحر ہو تو مین فکر
رکھونگا بوقت سحر جب ماہ تابان نے مع فوج ثوابت و سیارگان ہاتھ سے شہنشاہ زرین پوش کے
شکست کھائی اور وہ تخت زبرجدی پر آکے بیٹھا فوج ضیا و شعاع ساتھ ہی تمام دنیا روشن ہوئی لیلی شب
داخل حجاب مغرب ہوئی و مجنون روز بہ صد سوز و گداز صحراے نجد اشتیاق مین آیا زمانہ روشن ہوا ہواے
سرد سے خارستان جہان مثل گلشن ہوا رستم نماز پڑھ کے سوار ہوے اوچی نکلا آفتاب آنکے حاضر ہوا رستم
نے کہا ای آفتاب تمنے کہا تھا کہ کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے تم کیون آئے آفتاب نے عرض کی پہلوان
بھیجا ہوا ہفت پیکر کا ہی شاید کوئی شعبدہ کرے تو غلام اسکی فکر رکھے یہ کہکے ساتھ ہوا رستم خاموش
ہو رہے بس ساٹھ ہزار جوان سوار و پیدل بغیر ساحر ہمراہ ہوے میدان کارزار مین آکے پہونچے دیکھا
سامنے سے گرد اڑی باد انگیز گردن سوار ہوے کرّ و فر سے مع تین لاکھ فوج کے میدان کارزار مین آکر
پہونچا صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکے بیٹھے باد انگیز گردن سوار نے گھوڑا
اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا نیزہ اپنا ہلایا فنون سپاہ گری دکھاے جب نہایت عرق ہوا دونون
پیرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین طرف لشکر رستم کے رخ کیا پکار کر آواز دی ای
فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سواے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین چاہتا رستم نے
گھوڑا پھیرا گھوڑے سے کودے سامنے یاقوت تاجدار کے آئے فرمایا ای شہریار اجازت میدان یاقوت
نے تخت رکھوا دیا گر دیکھ کر عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے کہ غلام کو تاجدار قرار دیا بسم اللہ
پروردگار حضور کو مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے رستم دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو
سمک نے رکاب پہ ہاتھ رکھا سراپا میدان کا دکھاتے ہوے سامنے باد انگیز کے پہونچے باد انگیز گردن
سوار نے جو جمال بے مثال اور صولت اور شوکت دیکھی دنگ ہو گیا ہاتھ اٹھا کر سلام کیا کہا ای طلسم کشا

ہون یا تمہر خداوندی ہون میرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہین بچتا بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو اپنے لشکر کا
بادشاہ کرونگا رستم نے کہا ای باد انگیز تجھ ایسا پہلوان صاحب شوکت ولیاقت افسوس کا مقام یہ ہی
کہ اپنے پیدا کرنیوالے کو نہ پہچانے اگر اسلام اختیار کرو تو رونق بارگاہ کرین لات ومنات پر
لعنت کرو یہ سنکر باد انگیز جھنجلایا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی
ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین اور آفتاب بدل وجان متوجہ ہی ایک مقام پر رستم نے گا تھکر
نیزہ ہاتھ سے باد انگیز کے نکالا باد انگیز نے جھنجلا کر ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا
باد انگیز گھبرا کے سمٹ کو دا کشتی ہونے لگی رستم ریل ریل کے لیجاتے ہین باد انگیز چاہتا ہی اپنے کو زور سے
رستم کے بچاؤن مگر جبتک کشتی مین رستم سے دبا ہوا لڑ رہا ہی پسینے پسینے بے اختیار پکار اُٹھا یا خداوند
مدد کیجیے یہ جو اسنے پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر جیسے ہی اُسنے کہا آسمان پر سناٹا ہوا ایک
طائر ہفت رنگ درخت پر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا مگر رستم سے آنکھ ملاتے ہوئے پکار رہا ہی
ای رستم ذی شوکت وذی لیاقت ذرا ہمسے آنکھ ملایئے جیسے ہی رستم نے سر اُٹھایا طائر پکارنے لگا نظم

پھر محبت مین مزا آتا ہے
سینہ تن کو نشا ہاتھ آتا ہے
دل سے مطبوع مکان پہرہ ہر دم
ولولہ ناک مین دم لاتا ہے
پھر غم ہجر دو نشین جو نا ہیچ ہو
پھر سے ملنے کی قسم کھاتا ہے
پھر دل الفت کو دیا موہن نے

کیون نہ کھائین ہمین غم بہاتا ہی
یارو ای کشمکش شوق کہ پھر
ہی پھر اب صبر کا گھبراتا ہے
کسکی چشمک سے ہی اختر شمری
پھر زبان کھولتے شرماتا ہے
پھر ہون دیوانہ پھر دکس کا
کب وہ ان باتون سے باز آتا ہی

پھر کھاتی ہی ہتھیلی دیکھون
دل کہین کھینچے لیے جاتا ہے
عشق کی زمزمہ سنجی ہے ہے
فلک آنکھین مجھے دکھلاتا ہے
کس سے پھر وعدہ وصلت ہی کہو ول
خار تلوے مرے سہلاتا ہے

یہ سنتے ہی طائر نے آواز دی رستم کا
زور کم ہو نے لگا نگاہ حسرت طرف آفتاب کے دیکھا آفتاب نے نگاہ اُٹھا کے طائر کو دیکھا ملک
سے کہا یہ طائر باسے مدد باد انگیز آیا ہی مین اسے مارتا ہون جسوقت سے یہ آیا ہی دیکھو رستم کے
زور مین کمی ہو اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہے ہین یہ کہکے آفتاب فلک سیر نے جھولی سے کاغذ نکالا اُسکو
بشکل باز کاٹا اس طائر کی طرف اشارہ کرکے چھوڑ دیا دیکھا سب نے کہ باز جا کر طائر پر گرا پنجون سے
پکڑ کے آسمے چیر ڈالا ادھر تو آفتاب نے طائر کو مارا ادھر رستم نے باد انگیز کر گردن سوا رکے دونون

سونڈ سے پکڑا سے ریل کر لے دوڑے پندرہ قدم بڑھکر کہ مارا دونون گھٹنے باد انگیز کے آشنا بہ زمین ہوئے
باد انگیز نے چاہا لنگر قائم کرون رستم نے دونون ہاتھ ستون سیکے کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا
زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا یہ کود کر چھاتی پر سوار ہوئے گنڈا کا زانو سے دبا کے ارشاد فرمایا
حالا در شناخت پروردگار چہ میگوئی باد انگیز سوچا کہ جان کا بچانا واجب و لازم امر ہی پکار اُٹھا
بگو تا بعد از ہون رستم نے کلمہ طیب تعلیم فرمایا طوطے کی طرح دل مین کینہ رکھکر باد انگیز مسلمان ہوا
سوچا جس دن پنجہ قابو مین ہوگا اسی دن مار ڈالونگا رستم اسکو ساتھ لیکر پلٹے سماک نے عرض کی
اسکی پیشانی پہ نور اسلام نہین چمکا رستم نے کہا تم بڑے عیار مکار ہو اور کو بھی مکار جانتے ہو وہ
کیون نہ مسلمان ہوتا مین نے سر میدان زیر کیا اب یہ پہلوان لشکر اسلام مین رہنے لگا لشکر والون نے
بہ اشارہ کہا یا ہی کلوک ٹھہرے رہو مین اسی ہفتے عشرے مین آتا ہون ایک دن اسکا طلایہ بارگاہ رستم پر
مقرر ہوا دو پہر رات گئے در بارگاہ پر آیا پردہ اٹھا کے دیکھا رستم آرام کر رہے ہین چہرہ مثل آفتاب
روشن ہی پلنگ عکس چہرہ گلگون سے رشک گلشن ہی اگرچہ باد انگیز کو رحم آیا مگر کہتا ہی جو یہ زندہ رہیگا
تو خدائی خداوند ہفت پیکر کی بٹیگی اسکا سر کاٹ لینا بہتر ہی یہ سوچکر اسنے تلوار کھینچی ہاتھ مارا رستم کی
حیات باقی تھی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش نے ہاتھ مارا اپنے کو پلنگ سے گرا دیا تلوار سے پٹی کٹ گئی
رستم نے نعرہ کیا اسکو لینا نعرہ رستم سنکر باد انگیز بھاگا باہر آیا گھوڑا سواری کا موجود تھا سائیس کو
مار کر مرکب پہ سوار ہوا رستم جو نکلے دیکھا باد انگیز بھاگا جاتا ہی یہ نعرے کرتے ہوئے پیچھے
چلے اور ایک سوار کا گھوڑا لے لیا پٹری جو جمائی گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا چلا باد انگیز پہلے اپنے
لشکر مین آیا آواز دی یارو میرے پیچھے یہ جوان آتا ہی اسے روکو لشکر والے تیار ہوئے آسکے
باد انگیز پیچھے اسکا لشکر اسکے پیچھے رستم نعرے کرتے ہوئے ہر مرتبہ آواز دیتے ہین او بھیا اگر
آسمان پہ جائیگا تو وہین اگر مارونگا مثل آہ مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثری مین جائیگا تو مثل
قطرہ آب جذب ہونگا اور وہین آکر تجھے قتل کرونگا باد انگیز سرگردان سرا بدحواس جان لیے
ہوئے بھاگا جاتا ہی نعرہ رستم سے تھرآتا ہی قضائے کار سلطان بن فستق و فیجور پہلوان ملقب بہ
مغرور رفیل کن اسکو فرمان ہفت پیکر پہونچا تھا کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤ تین لاکھ فوج
جنگی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا ہی زیر کوہ تین لاکھ فوج سے فروکش ہی اب یہ حال خاطر عاطر رہے

کر فیل کن جو لقب اُسکا ہی سبب یہ ہی کہ صبح کو اکھاڑے مین جو آتا ہی سات سے پہلوان شاگرد اسکے ہین
ایک ایک فیل تن فیل مثال دیو خصال اُن سبکو زور دلاتا ہی جب ان سبکو زور دلا چکتا ہی تو کنارے پر
کھڑا ہوکے چیخین مارتا ہی کہ یا خداوند ہفت پیکر سات سو شاگرد جو آپنے مجکو عطا کیے اِنسے زور میرا
نہین پورا ہوتا ہی یہ کہکے آواز دیتا ہی کہ یا خداوند میرے زور کے پورے ہونیکی تدبیر کیجیے اُسوقت
جنگل سے ایک فیل مست پیدا ہوتا ہی جھومتا ہوا کھسوتڑا اٹھائے ہوے آتا ہی آکے مغرور سے متوجہ
ہوتا ہی مغرور اُس سے مقابلہ کرتا ہی فیل بڑے بڑے زور کرتا ہی دو گھنٹے عاجز ہوکر جہان سُست
ہوا مغرور نے گھونسہ مار دیا سر اُس فیل کا خود سر کا پھٹ گیا آج جسوقت مغرور نے فیل کو مارا اور
اُسکو اکھاڑے سے باہر پھینکوا دیا درخت جو بڑے بڑے قریب تھے کسی پر دوڑ کر ٹکر ماری کسی
درخت کا ڈالا پکڑ کر پھاڑ ڈالا درختون کو گرا رہا ہی کہ نعرہ رستم کی آواز اسکے کان مین آئی
دیکھا آگے ایک پہلوان گینڈے پر سوار بھاگا ہوا آتا ہی اور پیچھے ایک جوان آفتاب مثل خورشید
تمثال پشت مرکب پر سوار نعرہ شیرانہ کرتا ہوا چلا آتا ہی مغرور نے پکار کے آواز دی خبردار او
جوان ٹھہر جا ورنہ چٹکی سے مل ڈالونگا رستم نے آواز دی او بچا ان درختون کے گرانے پر نہایت
مغرور ہی مقابلے مین تو مردان عالم کے آزور بازو دکھا تو ہم جانین کہ تو کیسا دلیر ہی یہ سُنکر
مغرور نے آواز دی او کرگدن سوار یہ تیرا قد و قامت اور معشوق سے یہ ہیبت خبردار اب
تو بھاگ باد انگیز نے پکار کے آواز دی مین اسکے ہاتھ سے زیر ہو چکا ہون وہی خوف میرے
دل مین بھرا ہی لیکن تیرے کہنے سے پلٹتا ہون علاوہ ازین ای مغرور فیل کن شاید تو اسپر
غالب ہو کہ خداوند ہفت پیکر نے زور کوٹا کوٹا کے تجھمین بھرا ہی مغرور فیل کن جھپٹا کے
بیچ مین آیا باد انگیز کو ہٹا دیا آپ روبرو رستم کے آیا کہا ای معشوق پری چہرہ میرے پاس آ میرے
پہلو مین بیٹھ کہ مین سات لاکھ فوج کا افسر ہون اب تجھکو افسر کرونگا شراب مجکو پلایا کرنا ساقی
خوش رو تیرا نام رکھونگا رستم نے جواب دیا مین ساقی جام اجل ہون یہ سُنکر مغرور فیل کن نے
ایک چیخ ماری کہ کل فوج کو اسکی خبر ہو گئی سب سب مسلح و مکمل ہوکے اپنے اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوے
آکے پہنچے دیکھا ایک طرف ایک پہلوان مثل شاخ نخل گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج اسکی پشت پر
سب ہتھیار بند مسلح و مکمل کھڑے ہین اور اپنے افسر کو دیکھا کہ سامنے جوان خوش رو کے کھڑا ہوا الغرض

مار رہا ہی وہ بھی اسکو للکار رہا ہی کہ مغرور نے ہاتھ بڑھایا کہ مع گھوڑے اُٹھالون رستم گھوڑے سے
کود پڑے کلائی کو مغرور کی تھام کر بہ قوت صاحبقرانی ایک جھٹکا مارا یا تو مغرور مثل الف سکے
سیدھا تھا یا مثل دال کے خم ہوا رستم نے ایک گھونسہ مار اشقیقہ مغرور کا شق ہوگیا اب تو وہ لپٹ پڑا
رستم سے اور دو تین گھونسے ایسے مارے کہ مغرور چیخین مارنے لگا رستم سے اور مغرور سے کشتی ہونی
شروع ہوگئی رستم نے کولے پر لاد کر مغرور کو دے مارا کہ لٹھے کا لٹھا زمین پر گرا زمین تھرائی جست کرکے
رستم چھاتی پر سوار ہوے کہا کیون او مغرور عقل و فراست سے دور ساقی خوش رو کے ہاتھ سے اب جام
اجل پییگا شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی ہفت پیکر پر لعنت کرین تیرے ہفت پیکر کا
قاتل ہون انشاء اللہ مثل لقا کے یہ بچیا بھاگا بھاگا پھریگا کہین مہلت نہ ملیگی وہ بہت دنون
خدائی کرچکا اب اُسکا وقت فراق قریب ہی ہرچند رستم نے سمجھایا اس بچیا پر تاثیر نہ ہوئی جواب
دیا کہ لاکھ جان میری نام پر خداوند ہفت پیکر کے نثار ہی رستم اُسکے سینے سے اُترے ایک
پانون دونون ہاتھوں سے تھاما اور ایک پانون کو دونون پانون سے دبایا ایک جھٹکا مارا تین
جھٹکون مین چیر کر اُسکو مثل کرپاس کہنہ کے پھینکدیا فوج والے لینا لینا کہکر دوڑے رستم پر آپڑے
یہی سبکا قول تھا کہ اس جوان نے ہمکو بے افسر کردیا اسکو قتل کرو تین لاکھ پیادہ اور تین لاکھ بادانگیز کے
چھ لاکھ پر رستم دوڑ پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے افسرون کو تاک تاک کر مارا عین گرمی
جنگ مین بادانگیز بھی گینڈا چمکاکے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو اُسکی تیغہ کپتیان پہ
گا نٹھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بادانگیز کر گردن سوار کے دو ٹکڑے ہوے مارکر بادانگیز کو رستم
چھ لاکھ مین مصروف جنگ ہوے مگر بلوے سے فوج کے تنگ ہوے کہ صحراسے گرد اُڑی دیکھا آفتاب
فلک سیر سات ہزار جوانون سے آکے پہونچا رستم ہان ہان کرتے رہگئے آفتاب نے آکے
ایسے چار گولے مارے کہ فوج والے الامان الامان کرنے لگے چھ لاکھ فوج کا جاؤ سات ہزار
جوانون سے آکر گرا زمین ہلادی اب تو سب بھاگنے لگے کوئی آبرو ڈبونے کو دریا مین گرا کوئی سنگدل
سر اپنا پتھرون سے ٹکرانے لگا کچھ قلعے کی طرف بھاگے آفتاب فلک سیر نے بڑھکے آواز دی
اُس طرف نہ جاؤ تمھارا مسکن دشت و بیابان ہی وقت امتحان ہی اُدھر سے لوگ پلٹے صحرا کا
رُخ کیا سب جنگل مین جاکے مخفی ہوے قلعے مین جانا ترک کیا رستم نے بڑھکے آفتاب فلک سیر کا

ہاتھ پکڑا کہا برادر تمنے ہمارے قانون سے کیون خلاف کیا کہا ای شہریار تیرہ ساعت لاکرسے آپ اکیلے لڑ رہے تھے میرے دل کو تاب نہ رہی آخر غلام نے سحر کیا سب کو تباہ کر دیا حضور اگر دو چار دن لڑتے تو شاید پہونچیا بہا گئے خدا نے اپنا بڑا فضل کیا لڑائی فتح ہوئی اب قلعے مین چلیے عجب شخص آپ کے ہاتھ سے مارا گیا جسکا مثل و نظیر زور و شور مین تمامی طلسم مین نہ تھا رستم داخل قلعہ ہوے تھوڑے ہی عرصے مین سب سردار فردا فردا آئے داخل قلعہ ہوے اب بیان کرتے ہین ارشاد فرمایا کہ خواجہ و برق کا حال کچھ نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری سمکسا نے عرض کی ثابت ہوتا ہے کہ صحرا ے باد انگیز مین پہونچے وہ جانتے ہی ہنگامہ برپا کر دینگے اب مصنف حال خواجہ عمرو و برق کا لکھتا ہے کہ خواجہ و برق جو رستم سے جدا ہوے کئی کوس تو ساتھ ساتھ آئے بعد اسکے ایک صحرا ے پر بہار مین پہونچے خواجہ نے فرمایا بچی برق اب ہمارے ساتھ سے جاؤ ظاہر مین یہ صحرا ے پر بہار ہے عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقام ساحران غدار ہے برق نے کہا استاد اگر مقام ساحران ہے تو جاے امتحان ہے حضور کو ساحر لینگے غلام بھی کام آئیگا [illegible] کرکے جان لگا دیگا خواجہ نے کہا آپ الگ جانبازی کیجیے برق نے کہا اچھا غلام رخصت ہوتا ہے یہ کہکے برق تو ایک جانب کو روانہ ہوا دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی پھول کچھ اچھال رہی ہے اُنہین پھولون کی وجہ سے صحرا تمام پر بہار ہے پنچھی چہک رہے ہین پھول آنکھین اپنی کھول رہے ہین شاخین بار اثمار سے سرسبز و قدرت معبود دکھا رہے جوش مین پھول پھل کر شاخہاے گل پہ پتیے ہین مصروف زمزمہ سرائی ہوتے ہین درختون کی رعنائی زیبائی برق نے کنارے سے آکے رنگ سا و روغن عیاری کا لگایا ایک عورت کی صورت بنا حسین کسن پھولون کا زیور زیب جسم خرامان خرامان یہ غزل گاتا ہوا سامنے آیا

زبان تجھ سے جب نام تیرا میری جان نکلا ۔ لگی اک آگ کلیجے مین کہ اپنے سر سے دھوان نکلا
زمین مین گڑ گیا خجلت سے تیری سرو ای قمری ۔ خرامان باغ مین جسدم ہرا سرو روان نکلا
فلک اسکے ہاتھ سے جس سرزمین پر بھاگ کر پہونچا ۔ وہی وان بھی زمین پائی وہی وان آسمان نکلا
نہ دیکھی سرزمین ایسی نہ ہووے آسمان جس جا ۔ مگر طبقہ زمین شعر کا بھی آسمان نکلا
نہ دکھلایا کسی دن بوند بھر پانی پسینے نے ۔ ترا چاہ ذقن ای جان جان اندھا کنوان نکلا
دلا کس دشت پر آفت مین تنہا لیچلا مجھکو ۔ کبھی اس راہ مین ہوکر سلامت کاروان نکلا

ہزار تیرہ بیابان کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا ۔ کیا تحقیق تو اُس بت کا سنگ آستان نکلا
ترے عشاق کو پروا نہ دیکھی قصر والون کی ۔ مقام تختہ کاران محبت لامکان نکلا
جہان تک ہو سکے تجھسے ستم کر آسمان مجھپر ۔ زبان کو کاٹ ڈالون گا جو حرف الامان نکلا
خوشا طالع ترے ای پیر کنعان واہ ری قسمت ۔ کہ تیری صلب کی دولت سے یوسف سا جوان نکلا
تن خاکی مین دیکھا روح کو تو اک مسافر ہے ۔ گمان تھا صاحب خانہ کا جسپر میہمان نکلا
خلش موجود ہی سینے مین اُسکے تیر مژگان کی ۔ جگر سے تیر تا کے عیسی نفس کانٹا کہان نکلا

اسطرح یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے اُس ساحرہ کے پہونچا اُسنے پکار کر آواز دی بی گل اندام صاحب میرے سامنے آؤ اس صحرا مین تمھارا کیون کر گذر ہوا جب برق قریب آیا اور قریب آکے بیٹھا ہاتھ باندھکر عرض کی حضور مین مقبول ساحری و جمشید ہون شب کو ساحری آتے ہین مصروف اختلاط ہوتے ہین کہ اُنکے بڑے بھائی صاحب جمشید آجاتے ہین وہ بھی مائل ہوتے ہین چاہتے ہین مصروف اختلاط ہون دونون بھائی آپس مین تکرار کرتے ہین دونون رات بھر لڑتے ہین مین چین سے آرام کیا کرتی ہون کوئی پانون دباتا ہے کوئی عارض پہ عارض رکھتا ہے شب بھر یہی شکایتین رہتی ہین صبح کو دیکھتی ہون ہاتھی گھوڑے کھڑے ہین ساحری و جمشید ندارد آج مین بھی اُنکی تلاش مین نکلی ہون سارے جنگل مین ڈھونڈھا کہین تم اُنکی آشنا تو نہین ہو اُس عورت نے کہا ای گل اندام جب تیرا ایسا حسن و جمال ہو تب کہین ساحری مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون مین اس صحرا کی نگہبان ہون گل فروش میرا نام ہے مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ تو یہان کیونکر آئی برق نے ہاتھ باندھکر کہا کیا تمھاری سماعت مین فرق ہے مین نے تو تجھسے کہا کہ یہان ساحری مجھکو لائے ہین اس صحرا مین چھوڑ کر چلے گئے اب مین انھین تلاش کرتی پھرتی ہون وہ نہین ملتے یا تو وہ دن تھا کہ وہ میری تلاش کرتے تھے مین جھاڑیون کی جھنڈیون مین چھپ رہتی تھی وہ ڈھونڈھکر نکال لیتے تھے اور کہتے تھے ہمین گل اندام کو مین کہتی تھی بھیا ہوش مین آؤ جمشید کا آجانا محبت و اخلاص کا بڑھانا یا اب یہ رنگ ہے کہ ہم انھین ڈھونڈھتے ہین دیکھو وہ سامنے لگتے ہین پشت پر پھر آگئے کھڑے ہین جیسے ہی وہ ساحرہ پلٹی برق نے حلقہ ہاے کمند مار دیے گردن مین ساحرہ کی پھندا اڑے کھینچے پلٹی برق نے حبابہ مارا ساحرہ بیہوش ہوکے گری برق خنجر پکڑکے چھاتی پہ چڑھ بیٹھا

چاہا سر کاٹ لون کہ آواز آئی او ظالم کیا کرتا ہی خبردار خنجر نہ مارنا ایک ساحر قریب آپہونچا برق کو ایک لات ماری برق نیچے گرا اُس ساحر نے ہاتھ اُس ساحرہ کا تھام لیا آواز دی بی گل فروش آنکھین کھولو مین اِس نالائق کی عیاری کو دیکھ رہا تھا اب اُس ساحرہ کی آنکھ کھلی دیکھا برق عیار پڑا ایک جانب تڑپ رہا ہی خار صحرا ے وقاحت مجکو بیدار کر رہا ہی ساحرہ نے آواز دی ارے خار تو کیونکر آیا اسکے کلیجے مین سنان بنکر نہ گھسا اسے کیون زندہ چھوڑا اُس ساحر نے برق کا ہاتھ پکڑا کشتان کشتان اسکو ایک جانب لیچلا برق غل مچاتا ہی کہ ای گل فروش یہ ظالم مجھے قتل کریگا تو اپنے ہاتھ سے مجھے قتل کر اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے برق نے غل مچایا خواجہ ایک گوشے مین کھڑے تھے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر برق کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی خواجہ ایک ساحر کی صورت بنکر دوڑے پکارتے ہوے ای ساحر ٹھہر جا مین قریب آلون تو جانا ابھی اِسکے گلے سے خنجر نہ ملانا سامری و جمشید اسکو بہت چاہتے ہین حضرت اعلی نے ہمکو حکم دیا ہمارے پرستار کو جاکر بچا لو یا وہ جو اسکو قتل کرتا ہی اُسکو مٹا دو جاکر راہ عدم کی بتا دو مین چشم زدن مین آپہونچا شکر ہی کہ تمکو راہ مین پا یا اگر تم اسکو قتل کرچکے ہوتے تو مین بھی تمھارا خدمت خداوند مین لیجاتا یہ کہکر قریب اُس ساحر کے آے برق کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا اسے چھوڑ دے ساحر نے نہ چھوڑا خواجہ نے کہا دیکھو خداوند کیا کہتے ہین جیسے ہی ساحر پلٹا خواجہ نے خنجر مارا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
عمرو ذی حشم مہتر مہتران

اڑاتا ہون گفتار سے مین دھوین
بھگاتا ہون گفتار کو مین کہین

فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے کر پیدا ہوا
مرے نام پر غدر شیدا ہوا

مرا اکبر ہی گلشن قیل و قال
مری چال سے ہی صبا پایمال

مرا افسر ذی حشم تاجدار
امیر عرب شیر پروردگار

ساحر کا شکم چاک قصہ پاک برق کا کان پکڑ کے اُٹھا اور ایک طمانچہ مارا کہا کیون او بیحیا جہان جاتا ہی وہان گرفتار ہی ہوجاتا ہی مین نہ سن لیتا تو بچہ مارے گئے تھے برق فرنگی نے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ استاد آپ کے تو قبضہ مین میری جان ہی آپ کا آٹھو پہر میری گردن پر احسان ہی اب چلکر گل فروش کو مارین نہین تو اسی جنگل مین مست ہو کے رہ جائے گا بو سے پھولون کی دماغ پریشان ہوتا ہی وحشت بڑھتی ہی دل چاہتا ہی اُسکے پاس سے چلے جائے خواجہ نے اُسی وقت جس ساحر کو مارا تھا رنگ و روغن عیاری کا

لگا کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوے برق کی مشکین باندھلین کشان کشان لیکر سامنے گل فروش کے آے
گُل فروش کو دیکھا دہی بیٹھی ہوئی پھول اُچھال رہی ہی جون جون پھول اُچھالتی ہی بہار صحرا بڑھتی جاتی ہی
گل فروش نے آواز دی ای خار صحرائی کیون پلٹ آیا برق کو قتل نہ کیا عمرو نے عرض کی ای ملکۂ عالم
یہ غل مچاتا ہی راہ گیر لوٹ لیتے ہین اسکو خاموش کر دیجیے گل فروش نے کہا میرے پاس لاؤ مین اسکی زبان بند
کر دون خواجہ برق کو لیے ہوے سامنے اُس ساحرہ کے آئے گل فروش نے مُنھ پہ ہاتھ پھیر دیا کہا
ارے لیجا اب یہ نہ بولیگا خواجہ نے کہا ای ملکۂ عالم صحرا کی بہار کم ہوئی جاتی ہی گل فروش تو کہتی ہی جاؤ
اِسے لیجاؤ لیجا کر اسے قتل کرو خواجہ باتین بٹھا رہے ہین کبھی کہتے ہین بہار کم ہو گئی کبھی کہتے ہین درختو نکا
وجد کم ہو گیا دیکھیے تو یہ کیا سبب ہی کبھی کہتے ہین دیکھیے پھول نہین کھلتے ہین آخر گل فروش نے جھنجلا کے
کہا ای خار جاتا نہین کیا میرے قلب مین کانٹا لگا ہیگا خواجہ نے کہا مجھے ایک امر اور عرض کرنا ہی بلکہ مین
اِسی وجہ سے اسکو لیکر پلٹ آیا کہ جب یہ غل مچانے لگا تو گانون سے ایک زمیندار دوڑا آیا اُسنے آکے
کہا اِس قیدی کو چھوڑ دو مین نے جواب دیا کہ یہ قیدی ملکہ گل فروش جادو کا ہی اُسنے مجھکو ایک ڈبیہ دی
اور کہا ملکۂ عالم کو دینا دیکھئے تو اس ڈبیہ مین کیا ہی یہ کہکے کمر سے ڈبیہ نکالی یاقوت کی ڈبیہ کام اُسپر
بنا ہوا کہا ملکۂ عالم دیکھیے تو اِس مین کیا رکھا ہی کہ جو اِسکو ایسے وقت مین دے گیا اور یہ کہگیا
کہ اِس مین تحفۂ نایاب ہی خداوند نے عطا فرمایا ہی گل فروش ڈبیہ کو دیکھکر خوش ہو گئی کہا دیکھ تو
نہ کھولنا مین کھولونگی قدرت نے کچھ میرے واسطے بھیجا ہی خط ہدایت حفاظت صحرا اسمین ہوگا
یہ کہکے ڈبیہ کو ہاتھ سے لیا کہا ارے میرا دل دھڑکتا ہی اِس ڈبیہ مین کیا چیز ہی خواجہ نے
کہا حضور جانین راز خداوندی کو ہم کیا جانین ہم بیچارہ جنگل کا رہنے والا کیا جانون آخر
گل فروش نے ڈبیہ کھولی ڈبیہ نہ کھلتی تھی زور کرکے جو کھولا دھوان اُس سے نکلا ارے
کہکے گری خواجہ نے خنجر کھینچا درختون سے طائر آواز دینے لگے ای شخص کیا کرتا ہی گل فروش کے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا ارے ہمکو بے وارث کرتا ہی اس صحرا کی مالک ہی راہ گیرو ساحری کی یہی سالک
ہی اسی کے دم سے صحرا پہ بہار ہی ہر طرف صحرا مین یہی پکار ہی خواجہ نے کسی کی بات کا جواب نہ دیا
خنجر مارا شکم چاک تھا پاک پھول درختون سے گرے برگ مثل برگ خسزان ویدہ زرد ہو کر
درختون سے گرتے تھے شاخین سرنگون عندلیبان خوشنوا کا کلیجہ غم سے خون کی شکل تھی

تھرا کے گرے بعض درختون سے قمریون نے بیقرار ہو کر آواز دی او ظالم غضب کیا کہ ایسی ساحرہ کو
مارا قمریان درخت سے گرین اور تڑپ تڑپ کے تمام ہوئین ہزارہا طائر مرنے سے گل فروش کے تمام
ہوگئے کباب ہوکر درختون سے گرے اور تڑپ تڑپ کر تمام ہوے برق نے پڑے پڑے تاک لیا تھا کہ یہ
ساحرہ انگوٹھیان پہنے ہوے ہے اُٹھتے ہی انگوٹھیان اسکی ہاتھ سے اُتار لین اور ایک جانب بھاگا
خواجہ اُسکے پیچھے دوڑے مگر برق کو کب پاتے ہین ایک نخل پر کچھ طائر بیٹھے چائون چائون کر رہے
تھے برق کو جو آتے دیکھا کہ بہانے عیاری لگاتے ہوے چلا آتا ہے ایک طائر ان مین سے تڑپا کر
برق پر گرا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا برق نے آواز دی اُستاد آپ بچئے غلام کو یہ لیے جاتا ہے خدا
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے غلام کو روز سیہ نہ دکھلائے غلام آپکا بالکل بے دست و پا ہے یہ سنتے
ہی خواجہ نے فوراً گلیم اوڑھ لی وہ طائر تڑپ تڑپ کے زمین پر گرے پرون سے ڈھونڈتے تھے
عمرو کو کب دیکھ سکتے ہین عمرو کو نہ پایا وہ طائر جو لیکر برق کو بھاگا راہ مین برق نے دیکھا ایک ساحرہ
عجیب بہ شکل مہیب مجکو اپنے پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتی ہے تڑپنے لگا جب دیکھا کہ وہ کسی طرح
نہین چھوڑتی کہتی ہے ارے تونے گل فروش کو مارا صحرا ے پر بہار ہمارا ویران کر دیا جلد سے تجھے
خداوند ہفت پیکر غارت کر دین ایسی کمسن نازنین پری پیکر حسن مین رشک قمر کیا اُسکو عاجز کر کے
مارا ہے کہ جسکو دفن و کفن تک نہ ملیگا صحرا ویران ہوا غار صحرا کو بھی پامال کیا برق نے دیکھکر کہا اے
ملکۂ عالم مجکو اب کہان لیے جاتی ہین اُسنے کہا تونے گل فروش کو مارا اسکے خون کا بدلہ تجھسے لیا جائیگا
اب تو زندہ نہ بچیگا برق نے کہا اسی مقام پر ٹھہر جائیے تو مین اپنا درد دل اظہار کرون اصل یہ ہے
کہ مین نے بہت ساحرون کو مارا مسلمان قدر نہین کرتے جب کسی ساحر کو مارا اُسکے پاس جو کچھ مال
نکلا وہ مین نے لے لیا اب وہ تمام مال مجھسے آپ لے لیجیے مگر مجکو چھوڑ دیجیے مال کا نام سنکر ساحرہ نے
کہا سامنے درہ کوہ ہے مین وہان ٹھہرتی ہون دیکھون مال کیا ہے دل مین سوچی کہ مال بھی لون اور
نگوڑے کو قتل بھی کرون یہ کہکے پہاڑ پر اتری کہ کان مین آواز آئی یا سامری و جمشید پلٹ کے
ساحرہ نے دیکھا ایک مقام پر گنبدے کا چمن ہے ایک ساحر سیاہ فام تیرہ اندام بیٹھا ہوا پوجا
کر رہا ہے پوتھی کھلی ہوئی ہے اُس سے نام نکال نکال کر پڑھ رہا ہے ایک درخت مین ایک گھڑا
پانی کا لٹک رہا ہے پیندے مین اُسکے ایک چھید ہے نہین معلوم کیا بھید ہے کہ قطرے پانی کے

سر پہ تصویر سنگی کے ٹپک رہا ہے تصویر سنگی کے جب قطرہ منہ پر پڑتا ہے تو منہ کھول دیتی ہے قطرہ پانی کا منہ میں لیتی ہے
ساحرہ نے برق کو ایک گوشے میں ڈال دیا سمجھی کہ یہ مقبول بارگاہ سامری ہے اس سبب ملاقات کرنا
واجب و لازم ہے برق کو کنارے ڈال کر آپ سامنے آئی ساحر گیا پیان دیتے ڈگا کہ او ملعونہ یہاں
کہاں آئی ہے کیا تیری شامت آئی ہے لوٹک لوٹا دھتوبا ک جھوٹا و آرنگ حرنگ و سامری و جمشید
وغیرہ یہاں آتے ہیں سیر کر کے چلے جاتے ہیں یہ تصویر خداوند کلان لگی ہے ہماری برکت اسی
کی ہے اگر تیرا جی چاہے گھڑے سے منہ لگا کے تھوڑا پانی پی لے پھر کسی طرح تیری آبرو نہ جائیگی ساحرہ
جھپٹا کر قریب گھڑے کے پہونچی اپنے منہ کو گھڑے سے لگایا پانی دل کھول کر پیا تھوڑا ہی دور چلی
تھی کہ لڑکھڑائی لڑکھڑا کے گر پڑی ساحر نے کھڑے ہوکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سرہنگ در خنجر گذاری | بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مظہر قران شیر شاہم

یہ کہکے لبخلخہ مارا ساحرہ کے سر کے دو ٹکڑے ہوئے برق نے
چاہا کہ کھسک بھاگون قران نے اسکے ہاتھ پکڑا کہا کیون ہجے کیونکر پکڑے گئے اور لیکے گرفتار ہوئے
برق نے سب کیفیت بیان کی کہا استاد میرے تنہا نہیں آئے ہیں اگر مجھکو پائینگے مار ڈالینگے قران
نے کہا اے برق تب بھاگو یہ ساحرہ لیکے چلی تھی میں اسوقت یہاں اگر بیٹھا تھا شکر ہے کہ یہ بھی ادھر آئی
تقدیر نے اسکو یہ صورت دکھائی برق و قران یہ باتیں کر رہے تھے مگر برق یہ چاہتا ہے کہ میں
قران کے ہاتھ سے چھوٹون تو بھاگون مگر قران ہاتھ نہیں چھوڑتے دیکھا زنگ کی آواز پیدا
ہوئی اور خواجہ عمرو سامنے سے دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں قران نے پکار کر کہا استاد
ادھر آئیے میں نے یہان برق کو پکڑا ہے خواجہ جھپٹا کر یہان پہ آئے ایک لات برق کو ماری کہا
او کمبخت بدنصیب وہ انگوٹھیاں تو مجھے دے ورنہ آج تجھے قتل کرونگا مجھے تو تیری جان بچالی
آپ انگوٹھیاں لیکر بھاگے عمرو نے کرتے برق کی انگوٹھیاں نکالیں دو انگوٹھیان کم تھیں عمرو
نے کہا وہ بھی دونوں انگوٹھیاں نکال دے یہ کہکے ایک طمانچہ مارا برق کے منہ سے انگوٹھیاں
نکل پڑیں خواجہ نے اٹھالیں برق نے کہا استاد یہ تمہیں خواجہ بھلا کب ماننے سکتے وہ
بھی انگوٹھیاں لے لیں برق ایک جانب بھاگا کہا اب جاکے تدبیر کرتا ہوں برق چلا خواجہ
اسکے پیچھے چلے برق جو بھاگا ایک صحرا میں پہونچا جیسے ہی اس صحرا میں قدم رکھا آہو یہاں کے

برق کو گھیرنے لگے ہر چند برق چاہتا ہی اُنسے بھاگون لیکن جادھر یہ جاتا ہی وہ آہو اُسی طرف اِسکو آکے گھیرتے ہین بمشکل برق اِنکے بیچ سے نکلا ایک جھُنڈی مین جاکے چھپا تو بڑے سے اپنے آہو کی کھال نکالی جسم پر اپنے آراستہ کی آہو بنکے نکلا اب آہو و ن مین ملا لیکن آہو ستاتے ہین اب بھی پیچھا نہین چھوڑتے گھیر اسکر ایک جانب کو لیچلے آخر یہ بیچارہ اُن سب کے ساتھ چلا گئی جنگل خارستان سے طے کیے دیکھا جنگل مین ایک عمارت بنی ہو نہایت بلند و مرتفع دروازہ اُس مکان کا بند ہی ایک آہو بے کلان جو آنہین تھا اُسنے دروازے پر جاکے ٹکر ماری دروازہ کھلا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نیچہ ہاتھ مین لیے ہوے پہرہ دے رہی ہو اُسنے اُس آہو کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا آہو نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی آہو کے حسین عورتین گوشہ مکان مین سے پیدا ہوئین دس بیس نے آکر اُس آہو کو گھیر لیا آہو چیخین مار کر طرف برق کے اشارہ کرتا ہی کنیزون نے آکر آہو دن کو گھیر لیا برق چاہتا ہی اِنکے درمیان سے نکلون وہ کنیزین گھیرے ہوے چلین برق ہر چند چاہتا ہی کہ اِنکے بیچ سے نکلون مگر آہو نکلنے نہین دیتے ناچار سر نگون و پریشان برق اُن سب کے بیچ مین چلا جاتا ہی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ طبلے سارنگی کی آواز کان مین آئی دیکھا سامنے ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کھلا ہی اُس باغ مین کوئی ستمدیدہ یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

ہوشیاری نے ستمگر تری بیہوش کیا — تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا
سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے — بار احسان مرے سر پہ سبکدوش کیا
بعد مردن پھریگی روح بھی دیوانی سی — تیرے سودائے محبت نے اگر جوش کیا
مژدہ ای شوق کہ لیلی رہی اب صحرا مین — شہر کی راہ نے نالے کو فراموش کیا
ہین وہ دیوانہ تھا جسکے لیے پیراہن کین — میرے ماتم نے حسینون کو سیہ پوش کیا
گورکی مردہ پسندی ہوئی ظاہر مجھکو — مردے کیطرح نہ زندون کو ہم آغوش کیا
واہ رے عشق نہ ہے تیری کشش مجنون کو — شاہد مے سے تہ خاک ہم آغوش کیا
ہین وہ مجرم وہم تہمت ہون لاکھین ہین بھی — واکسی نے نہ مرے واسطے آغوش کیا
پوچھتے رندسے کیا ہو سبب بیہوشی — چشم مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا

وہ کنیزین سب آہوؤن کو ساتھ لیکر اُس باغ مین داخل ہوئین جیسے ہی برق فرنگی آہو بنا ہوا اندر باغ کے پہونچا دیکھا ایک نازنین اندر باغ کے مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزان معقول ایک گائن بیٹھی گا رہی ہی سازآلین ہین ساز لیے ہوے وہ آہو جنہنے وہان ٹکر لگائی تھی اور آواز دی تھی اُسی آہو کو نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا اور زبان سے یہ کلمہ کہا کہ خلاف وقت آنیکا کیا باعث ہی اُس آہو نے طرف برق کے اشارہ کیا برق تڑپ کر کودتا ہوا محفل مین آیا پاؤن بجانے لگا سُم پر اچکتا اور کودتا ہی جب گائنین چپ ہوجاتی ہین برق بھی خاموش ہوجاتا ہی اُس نازنین نے برق فرنگی کو قریب آنیکا اشارہ کیا برق نے دوڑ کر قدمون پر سر رکھدیا اُسنے پیشانی پر ہاتھ پھیرا برق فرنگی زمین پر گر کے تڑپنے لگا خودبخود گھنڈیان کھلین کھال الگ ہوگئی جب برق فرنگی ظاہر ہوا تو آہوؤن کو اس ساحرہ نے اشارہ کیا کہ اسکو پامال کر دو آہو سینگ جھکا جھکا کر دوڑے چاہتے ہین برق کو مارین برق تڑپ تڑپ کے پشت نخلستان پر چھپتا ہی اور بیقرار ہو ہو کے پکار رہا ہی کہ اے بے نیاز و اے بندہ نواز و اے کارساز اس آفت سے بچالے اور وہ ساحرہ دمبدم آہوؤن کو اشارہ کرتی ہی آہو بیقرار ہوکر دوڑتے ہین برق تڑپ کے پشت نخل پر چھپتا ہی برق پکارنے لگتا ہی اے حاکم حقیقی و اے مالک تحقیقی ان ظالمون کے ظلم سے مجکو نجات دے نظم

| | |
|---|---|
| خدا است مالک ملک و خدا است بندہ نواز | خدا است بے مثل و لا شریک و بے انباز |
| بظاہر است خطا پردہ پوش و عذر نیوش | بباطن است دلارام و مونس و ہمراز |
| بہ ہر کرشمہ رباید دل از جہان جانان | ز دلبران جہان دل برد بہر انداز |
| فقیر گشت بفرمانش صاحب دولت | گدا نشست ز حکمش بہ مسند اعزاز |
| کسے بہ شوق رخش پیش بت کند سجدہ | کسے نہادہ بخاک حرم جبین نیاز |

برق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر جاکے پہونچا بہ قدرت سبحان لم یزل گوشہ باغ سے ایک شیر ببر پیدا ہوا دھاڑ کا مار کر اُن آہوؤن پر جا پڑا کسی کو چیر کر پھینکدیا کسی کے طمانچہ ماردیا کئی آہوؤن کو اسی طرح مارا ساحرہ اپنے مقام سے اُٹھی چاہتی ہی شیر پر سحر کرون لیکن جیسے ہی اُسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا شیر غرّا کر ساحرہ پر جا پڑا اہاؤ کر کے جو ایک دھاڑ کا مارا ساحرہ تھرّا کے گر گئی شیر نے ساحرہ کے گلے سے مُنھ لگایا معلوم ہوا کہ خون پی رہا ہی گلے مین اکھڑ ڈالکر

چھوڑ ڈالا کنیزون پر جا پڑا کسی کنیز کو چھیڑ ڈالا کسی کو طمانچہ مارا آخر کنیزین پریزاد پکار کے بھاگین شیر
جھومتا ہوا قریب برق کے آیا برق ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے لگا کہ ای شہنشاہ بیشہ جرأت وای حاکم
اقلیم دبدبہ وشوکت ای بادشاہ وای شیر بیشہ رب اکبر مجھ غریب سے کیا فائدہ مین اپنی جان سے بیزار ہون
شیر نفس پر آ کمال جوش سے جدا کی برق نے دیکھا مہتر قران نامدار ہین برق سے کہا تو بدنصیب ہی عیاری
کرکے پہونچ تو جاتا ہی مگر گرفتار ہونا تیرا کام ہی مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ استاد نے زنبیل بجا کے مجھے
بلایا کہا برق باغ مین قتل ہوا چاہتا ہی ای قران اگر ہو سکے تو اپنے کو بچا تو مجھے جلدی مین کچھ
بن نہ پڑا شیر بنکے پھاند پڑا شکر ہی کہ ساحرہ کو مارا اب آگے بڑھو مین جاکر استاد کو خبر کرون یہ کہکے
مہتر قران بھاگے طائرون نے غل مچایا آخر دیوار باغ تھرا کر گری دم بھر مین باغ ویران ہو گیا
پھول مسند جلے غنچہ سربستہ جل جل کے گرنے لگے تھوڑی دیر مین یا تو وہ باغ سرسبز وشاداب تھا یا
جا بجا خاک اڑنے لگی مہتر قران پاس استاد کے پہونچے جا کے عرض کی استاد برق بچا غلام نے
جا کے ساحرہ کو مارا برق کدھر گیا برق آگے بڑھا سنا ہی کہ کئی جنگل سے جادوگرنیان نگہبان
ہین جنکو مرہم ساحرہ سے بچانا ہین وہ کہین خواجہ عمرو ایک جانب چلے مہتر قران نے ایک جانب
توجہ کی اول احوال کیفیت مآل مہتر برق فرنگی کا لکھا جاتا ہی کہ برق فرنگی جو یہان سے
بھاگا دس بارہ کوس راستہ طے کرکے ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت ویران وپریشان ہی لو نار سے
[illegible] نظر آگئے ہین جنکا غبار دیکھکر دل بیٹھا جاتا ہی ریتی کا میدان تھا کہ
اڑ رہا کچھ آہو نہا ہین کنوئون سے نکالے ہوئے کنارے پر صحرا کے پھر رہے ہین برق کو دیکھکر
وہ آہو غل مچانے لگے برق سمجھا کسی کو پکارتے ہین اپنی جان بچا کر بہ سرعت ایک طرف بھاگا
ایک جھاڑی مین آکے چھپا آہو جدھر غل مچا رہے ہین دیکھا برق نے سامنے سے گرد اڑی بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا ایک ساحرہ چارجانب دیکھتی ہوئی جیسے کوئی کسی کو تلاش کرتا ہی اسطرح
سے چلی آتی ہی آہوون نے آنکھون سے اشارے کیے اسی جھاڑی کے گرد اس ساحرہ نے پھرنا
شروع کیا اب برق کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو پکڑ لے پکارتا ہوا جھاڑی سے نکل پڑا ہاتھ باندھکر
سامنے آیا کہا ای ملکہ عالم مین آپکی تلاش مین آیا تھا شکر ہی کہ غلام نے آپکو پایا یہ کہکے
ہاتھ باندھ کے عرض کی دیکھیے آہو غل مچا رہے ہین اس ساحرہ نے منہ پھیرا برق نے حلقہ کمند کے مارکر

چھنکا ارا گرتے گرتے اتنی جلدی خنجر مار دیا کہ زبان نہ ہلا سکی مار کر اُس ساحرہ کو برق آگے بڑھا خواجہ عمر
اس صحرا مین پہونچے ایک ساحرہ کا لاشہ دیکھا سمجھے کہ برق کا یہان گذر ہوا کہ راہ مین قران سے
ملاقات ہوئی قران نے بیان کیا کہ برق یہان سے بہ لطف گذرا ساحرہ کو مار کر نکل گیا خواجہ الگ
چلے قران بھی آگے بڑھے لیکن برق جو چلا بھاگا ہوا جاتا ہی ذرا کسی طائر نے آواز دی اور
پیہ قبل کر دیکھنے لگا پتہ طلسم کا بندہ بھڑکا اس جنگل کو طے کر کے ایک نئے رنگ کے صحرا مین پہونچا دیکھا
ایک طرف خاک اڑ رہی ہی بونا طے گرد کے اُٹھتے ہین طائر جو اُس طرف پہونچا شدت سے دھوپ کی گرا
جلنے لگا منھ کھول کے رہ گیا ایک طرف ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی کہ اودھر کے طائر شاخہاے گل پر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین شاخین پر بہار شجر بے شمار چمن سبز و شاداب صحرا لاجواب برق اس حال کو
دیکھکر گھبرایا سوچا کہ ایک طرف بہار اور ایک طرف خزان یہ عجب تماشا ہے یہین ہی کسی ساحرہ نے
دام خزان و بہار پھیلایا ہی ہر گوشے مین دیکھتا پھرتا ہی آخر تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک باغ ویران
معلوم ہوا دیوارین ٹوٹی ہوئی ہین دروازہ گرا پڑا ہی اینٹون کا جابجا انبار طائر کا چمن مین نشان
نہین درخت پھولون سے مرجھائے ہوے پھول سوکھے ہوے درختون کے نیچے پڑے ہین برق
ڈرتا ہوا اُس باغ مین آیا چارو جانب دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک گوشے مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر
کر رہی ہی ایک طرف پھول رکھے ہین اُن پھولون کو اچھالتی ہی ہوا ٹھنڈی چلتی ہی ایک طرف
کانٹے رکھے ہین پھر اُن پھولون کو رکھ دیتی ہی اور کانٹون کو جب گردش دیتی ہی ہوا گرم چلتی ہی
برق یہ حال دیکھکر فکر مین ہوا کہ اس ساحرہ کو مارون ایک گوشے مین بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا
لگایا ایک جوان حسین کی صورت بنا تیار ہوا تلوار کمر سے لگی ہوئی سپر پشت پر خود سر پر زرہ پہنے ہوے
مسلح ہو کر سامنے اُس ساحرہ کے آیا جب اُس ساحرہ نے سر اُٹھایا تو برق فرنگی نے گنگنا کے

یہ اشعار عاشقانہ گائے
نظم

تجھ سوا اور کس سے الفت ہی
ہم ہین اور سیر دشت غربت ہی
مرض عشق کی شفا ہی موت
او پری کوئی آدمیت ہی

شب بسر نہ ہو شور ہی خلوت ہی
چھوٹ جاتا ہے جان تجھ پہ تہمت ہی
جان جاتی ہے دفن فرقت کی
غسل میت بھی غسل صحت ہی
رو دھو رو دھو کے نہ کچھ باتین

یار کوئی نہیں وقت فرصت ہی
خوش رہو تم وطن مین اہل وطن
اے اجل تجھ سے کیا شکایت ہی
اپنے دیوانون سے پرے اپنا
ابھی تو تھوڑی سی تھوڑی مدت ہی

| | | |
|---|---|---|
| یون خوشامد سے کچھ کہے کوئی | سچ یہ ہے کتنا بیمروت ہے | لاکھ بار اسطرف سے گذرا تو |
| دفن جس جا شہید الفت ہے | فاتحہ درکنار یہ نہ کہا | مرگیا کون کسکی تربت ہے |
| یار صورت نہین دکھاتا رند | کونسی زندگی کی صورت ہے | |

اس طرح کے یہ اشعار برق نے پڑھے کہ اُس ساحرہ نے سر اُٹھایا پکار کر آواز دی کہ میان برق فرنگی کیا کہنا آؤ ہم تو تمہارے مشتاق تھے یہ کہکے پھول رکھ دیے کانٹون کو گردش دی برق بدحواس ہوگیا خود اُتار کر سر سے پھینکا زرہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے سپر پھینکی تلوار کمر مین رہنے دی معلوم ہوا کوئی طرف ساحرہ کے کھینچے لیے جاتا ہے آخر جھپٹ کر قریب آیا دست بستہ ہوکر عرض کی کہ مجھے معاف فرمائیے مین آپکا نیازمند ہون لیکن مرتبے مین خودپسند ہون مجھے اپنی خدمت مین قبول کیجیے مدت سے اِن کالی صورت کا مشتاق تھا یہ کہکے کچھ ڈھیلے اُٹھائے اُن سے سر پھوڑنے لگا جب تو اُس ساحرہ نے اُٹھ کر برق کی گوری گوری صورت جو دیکھی پھسل گئی دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ میان برق بیٹھو برق بیٹھا ساحرہ نے کہا کہ تونے میری بہنون کو مارا ہین تجھسے بدلہ لونگی اب تجھے قتل کرونگی برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مین آپکا غلام ہون جو بہتر سمجھیے واسطے تجویز کیجیے وہ زیبندہ ہے مگر وہ قران آگئے ہین وہ تمھاری خدمت کرینگے ساحرہ کو بہت ناگوار ہوا کہا ارے نالائق تو اپنے کو بڑا عیار جانتا ہے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہکے ایک دستک دی باغ پُربہار سرسبز و شاداب ہوگیا گوشۂ باغ سے کنیزین پیدا ہوئین اُنھون نے عرض کی کہ فرش وغیرہ تیار ہے اب محفل مین تشریف لے چلیے وہ ساحرہ زیر نخل سے اُٹھی مسند پر آکے بیٹھی شراب وکباب کا چرچا ہونے لگا برق بندھا ہوا سامنے بیٹھا ہے یکایک اُس ساحرہ نے آواز دی ارے یہ نامے لیکر جاؤ ہماری بہنون کو بلاکے لاؤ کہنا کہ صحراے خزان وبہار مین آج برق قتل کیا جائیگا تم بھی آکے شریک ہو یہ وہ عیار ہے کہ جسنے صدہا جادوگرنیون کو مارا آج یہان پھنسا ہے ایک نوجوان کی شکل بنکر آئے تھے مجکو دام مکر مین پھنسائے تھے سات برس گذرے اس صحرا کی حفاظت ہمارے بزرگون کے سپرد رہی ہمین کیا دھوکا دیگا ہمنے گرفتار کیا تم سب آنے کے مشتاق ہین یہ کہکے خارستان ونیستان جادو اپنی بہنون کو نامے لکھے کنیزون کو دیے کہ اسے جلد لیجاؤ دونون کنیزین نامے لیکر چلین جب سرحد باغ سے باہر آئین آپس سے

چلا ہوئین ایک داہنی جانب اور ایک بائین جانب چلی جو نیستان جادو کی طرف چلی اسکا نام
زخار جادو ہی زخار طرف نیستان کے چلی خواجہ راہ مین آتے تھے دیکھا کہ ایک ساحرہ
اُڑی ہوئی جاتی ہے عمرو نے ایک ساحر بنکر آواز دی وہ ساحرہ زمین پر آئی خواجہ نے
باتین کرتے کرتے اسکو بیہوش کیا اور اسکی جھولی کی تلاشی لی نامہ نکلا اُس نامے کو پڑھا
مضمون اصلی پایا اُس ساحرہ کو زمین زندہ در گور کیا اور اُسی کی شکل بنکر پتہ مکان نیستان
کا پوچھتے ہوئے چلے کئی کوس کے بعد ایک قصر دکھائی دیا دروازے پر اُسکے چند ساحر ٹہل رہے
تھے عمرو نے اُنسے پوچھا معلوم ہوا کہ اسی مکان مین نیستان رہتی ہے خواجہ اُسی کنیز کی شکل پر
قصر مین داخل ہوئے آگے نیستان جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ آپکی ہمشیرہ صاحبہ
نے یہ نامہ بھیجا ہے نیستان نے نامہ پڑھا پڑھکر کہا کہ مین ابھی جاتی ہون یہ کہکے تخت تیار کیا
اُسپر سوار ہوئی زخار نقلی کو پاس بٹھا لیا طرف صحراے بہار و خزان کے چلی اُدھر خارستان
کو نامہ پہونچا وہ بھی فوراً روانہ ہوئی یہان خزان بہار جادو برق کی قید لیے بیٹھی ہے کہ آسمان
پر برق چمکی اول خارستان آئی خزان بہار نے برق کا ذکر کیا کہ مین نے اسکو گرفتار کیا
ہے یہ باتین تھین کہ نیستان بھی آکر پہونچی دونون سے تعظیم کی اب تینون جادوگرنیان آکر مسند پر
بیٹھین خزان بہار جادو کی تعریفین کرنے لگین کہ اس عیار طرار کو خوب گرفتار کیا اس
ظالم نے سب جنگل ویران کیے کیسی کیسی ہوشیار جادوگرنیان ماری گئین وہ جنگل ویران
پڑے ہین ہن اسکا استاد بھی آتا ہے آج قواعد کی کتاب مین نے اٹھاکے دیکھی ہے اُسمین لکھا تھا
کہ آج کی شب باغ مین خزان بہار کے اُستاد و شاگرد جمع ہونگے شاگرد تو آیا اُستاد بھی آتا ہوگا
خواجہ بشکل زخار ساحرہ نیستان کے جو آکر پہونچے آتے ہی خنجر کھینچا کہا کہ حضور کنیز اسکو قتل کرے
ایسا نہو کہ اُستاد اسکا آجائے محفل کو درہم و برہم کرے یہ کسی طرح جلد قتل ہو جائے خزان بہار
جادو نے منع کیا کہ ابھی قتل نہ کرو اے زخار سامان عیش و نشاط مہیا ہو کہ نشے مین اس ظالم کو
قتل کرین بجائے گزک اسکے کباب کھائین عمر ساحر کے بدن کا گوشت کتنا تھا ساحرونکا کام
آج یہی تدبیر ہوگی سب جادوگرنیان اس امر پر آمادہ مستعد ہوئین سب جمع کر بیٹھین زخار
نے سازندون کو اشارہ کیا سازندے زخار نے بیچ مین بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

اُس ترک کی ثنا میں جو صرف رقم ہوا | خنجر زبان بنگئی نیزہ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ گردن دلبر میں خم ہوا | حد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا

سنبل یار باغ خانہ بہار ہو گیا | پھولا جو غنچہ میں سے یہ سمجھا ورم ہوا

وقت اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا | دیکھیں گے روے یار جو آنکھوں میں دم ہوا

دنیا میں نیک سے ہی فزون بد کا امتیاز | کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت میں سم ہوا

نقش دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل | کعبہ ہوا حرم اب جو بیت الصنم ہوا

چرخ دنی نے داغ کیا نذر دل مدام | دست بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا

نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ | چھوٹا کمان سے تیر تو ہم پہ کرم ہوا

جھکنے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز | قاتل کی تیغ میں نہ تواضع کا خم ہوا

آثار عشق آنکھوں سے ہونے لگے عیان | بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا

راحت سے ایک دن نہ ہوا عشق میں بسر | غم پہ غم اپنے دل کو الم پہ الم ہوا

دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہیں قرار | یہ آج کل وہ صاحب طبل و علم ہوا

زرخار نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ سب تعریفیں کر رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ اے زرخار کیا کہنا ہے خزان بہار جادو نے کہا کہ اے زرخار مقام تعجب ہے کہ تو دس برس سے ہماری خدمت میں ہے کبھی تیرا گانا نہیں سنا آج تو تو نے دل کے ٹکڑے کر دیئے جی چاہتا ہے کہ تیری بلائیں لوں اسکا کیا باعث زرخار نے جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم جو کچھ آپسے ہٹنے پایا استادان فن کو دیا آپ سے اس امر کو مخفی کیا کہ آپ خفا ہونگی اس وجہ سے ظاہر نہیں کیا آپ کو اس حال سے ماہر نہیں کیا آج چونکہ روز جشن تھا آپکی بہنیں بھی آئی ہیں میں نے اپنا ہنر ظاہر کیا یہ سنکر خزان بہار نے نیستان وخارستان سے کہا کہ کیوں کیا صلاح ہے زرخار پر شک ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ خلاف نکلے اور یہ قواعد میں قدرت تحریر کر چکے ہیں کہ اس جشن میں عمرو برق ضرور ہونگے لہذا برق تو پکڑا گیا عمرو کیوں نہیں آیا زرخار کی جب زبانی کبھی نیستان کے آگے ہاتھ جوڑتی ہے کبھی خارستان کے پاس گھس کر بیٹھتی ہے اور کہتی ہے کہ بی بی اگر مجھپر شک ہے تو سب کے سامنے میری آبرو نہ لینا دونوں جادوگرنیوں نے خزان بہار سے کہا کہ ہوا میں

ناحق کا شک ہے قدرت کے ہاتھ مین قلم تھا جو دل مین آیا وہ لکھدیا اُسکا اعتبار کیا اب زخار یہ گمان
نہ کرو یہ سُنتے ہی خزان بہار نے کہا اے زخار آج تمھین سب کو شراب پلاؤ اب تو سب
سرحد کا سکے بیٹھے کوئی کہتا ہے کہ زخار تبدیل ہوگئی ابھی کانٹا دل مین چُبھیگا ضرور دو چار کی
آبرو لیگا خواجہ بشکل زخار ایک ایک کو جواب دیتے ہین چاہتے ہین کہ یہ سب شراب پئین تو
برق کو رہا کرون اور ان سب کو مار کر نکلون کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا اس ابر نے سارے
باغ کو گھیر لیا خزان بہار اُس ابر کو دیکھکر ہنسی کہا کہ میری بہن نیسان جادو آتی ہین وہ ابر
شق ہوا عمرو تو گھبرا گئے شراب کو اُلٹ پلٹ کر رہے ہین ابر جو پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر
سوار کئی سو جادوگرنیان گھیرے ہوے ابر سے نکل کر آئی آتے ہی دو تھپڑ خزان بہار کو لگائے
کہا کہ کیون بُوا طلسم مین تو یہ انقلاب اور تمنے صحبت عیش آراستہ کی ہے خداوند فرماتے ہین کہ آجکل
بوجا پاٹ کرو خداوند کی یاد مین رہو ایسا نہ ہو کہ کوئی مقدمہ قدرت کے خلاف گذرے یہ کہہ کے
خارستان و نیستان کے بھی دو دو طمانچے لگائے اور کہا کہ اری کمبختو تم اس محفل مین کہان آکے
گھس پڑین یہ نہ سمجھین کہ زمانہ انقلاب ہے مسلمانون نے لشکر کشی کی ہے طرف تھرا سے بادانگیز کے
جاتے ہین ہم سب کی نکرین آتے ہین طلسم کشا کے پاس تین تحفے ہین کہ جنکو سابق کے بادشاہ جہان
طلسم و روح طلسم کہتے تھے یہی ہر ایک کا قول ہے کہ طلسم کشا تحفہ جات کو پائیگا طلسم کو مٹائیگا کوئی
کوشش کام نہ آئیگی رہنے والے طلسم کے خوب چین کر چکے اب وقت مصیبت ہے طلسم کے اُٹھنے کا
وقت آگیا عمرو نے بڑھ کر عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ذرا دیانت تو کیجئے کہ ہم لوگ رات بھر پوجا پاٹ
کرتے ہین آج چونکہ برق فرنگی گرفتار ہوا دل کو سرور ہے چاہتے ہین شراب پی کر سنتے ہین اسکی
قتل کرین نیسان کہا کہ بوا زخار تمھے تو گاکر ایسا رنگ جمایا کہ سب آمادہ ہین شراب پئین بعد
اسکے برق کو قتل کرین اگر یہ عیار مارا گیا تو عمرو بے دست و پا ہوا جائیگا بیٹا اُسکا چالاک
بن عمرو مارا مارا پھرتا ہے اور یہ ظالم سر کو ہتھیلی پر رکھے ہوے گھس پڑتا ہے خزان بہار نے بڑا
کمال کیا کہ اس متفنی کو پہچانا انجام کا فکر کر رکھا تھا کہ جیسے ہی یہ آیا پکار کر آواز دی ہیان برق
آؤ اب سب یہ باتین سُنکر خواجہ نے سب بہنون کو مسند پر بٹھایا بایان چھیڑا اور یہ غزل عاشقانہ
گنگنا کے شروع کی

نظم

لاش پر خوب روئی پکار کر آواز دیتی ہی کہ ای فرزند ابھی تمھارا کیا سن تھا جو سب مین چھوٹی تھی اُسکا ساڑھے تین سو برس کا سن تھا دنیا کا نمیٹے کیا تماشا دیکھا باغ عالم سے کچھ پھل نہ پایا قاتل کو تمھاری صورتون پر رحم نہ آیا چلا کر جو ساحرہ روئی ہر طرف سے باغ کے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین دو تین ہزار جادوگرنیان جمع ہو گئین سمجھاتی ہین کہ بی بی صبر کرو ای چمن پیرا آج تیری کمائی لٹ گئی قاتلون کو قتل کرو لاشے اُنکے خدمت خداوند مین لے چلو اور عرض کرو کہ سب کو زندہ کیجیے قدرت صاحب کرامات ہین فوراً زندہ کرینگے یہان رونے سے کیا فائدہ سب نے مل کر دار پر استادگین خواجہ کہ رہے ہین کہ او برق تو لے مجکو زبردستی گرفتار کرایا ورنہ مین نکل جاتا برق کہتا ہی کہ اُستاد آپکی وجہ سے مین بھی بچ جاؤنگا تھوڑے عرصے مین خدا مدد کریگا اس بلا کو دور کریگا اگر مین اکیلا ہوتا تو بڑی مشکل تھی کہ چمن پیرا نے کنیزون کو اشارہ کیا ان دونون کو دار پر کھینچ کنیزون نے دونون کے پاؤن مین زنجیر باندھی دار پر کھینچ دیا چمن پیرا نے جھولی سے سنگ کا تیر و کمان نکالا سب نے ایک ایک کمان ہاتھ مین لی تیر کو جوڑا مشتاق ہین کہ چمن پیرا تیر کو چھوڑے تو ہم بھی برق و عمرو کو شکار کرین اُسوقت خواجہ و برق کی بیتابی کہ ملک الموت کا سامنا تیر و کمان لیے سب جادوگرنیان کھڑی ہین یہی خواہش ہی کہ چمن پیرا تیر مارے تو ہم بھی سب عمرو و برق کے سینے پر لگائین یہ دونون اپنے خدا سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر ہاتھ سے ان جادوگرنیون کے بچالے نظم

| | |
|---|---|
| ہر آنکہ گشت بدنیا اسیر نفس شریر | بچشم اہل نظر ہست خوار و زار و حقیر |
| خدا بکلک لطافت کشید ہر یک نقش | خدا نگاہ قدرت نوشت ہر تقدیر |
| خلاف حکم خدا در جہان مکن کارے | شوی وگرنہ گنہگار لایق تعزیر |
| ز جرم ہندی عاصی تو درگذر یارب | گناہ بخش الٰہی معاف کن تقصیر |

بیقرار ہو کر جو دونون نے دعا کی رجوع قلب سے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز یزے بادل پھٹ اسے گرد اُڑی کہ روے آفتاب چھپ گیا آفتاب فلک سپہ سالار لشکر ستم آگے آگے لشکر کے چلتا ہوا آتا ہی اسکی جو نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین کئی ہزار جادوگرنیان تیر مارا چاہتی ہین آفتاب وہین سے نعرہ کرکے جا پڑا اسکے بعد ملکہ سنبل اُسکے پیچھے

لالہ عذار آفتاب کو سنبل نے دیکھا کہ بیتاب ہو کر ایک طرف گرا سنبل بھی جھپٹی مگر آفتاب نے جاتے ہی وار کر کا ٹا زنجیر کو توڑا خواجہ و برق کو رہا کیا الگ لا کے آفتاب نے خواجہ و برق کو چھوڑا لیکن گل جادوگرنیوں نے آفتاب کو گھیر لیا چمن پیرا پکار رہی ہے کہ ارے اس ظالم کو پکڑ لو ہمارے خوبی کو لیے جاتا ہے قید ہی جانے نہ پائیں سب جادوگرنیاں آ کے آفتاب پر گرین اسقدر پتھر پھینکے آگ برسائی تلوار ین گرائیں چھریاں پھینکیں کہ آفتاب گھبرا رد کر رہا ہے مگر مجمع سے اسکے نکل نہیں سکتا کئی زخم آفتاب نے کھائے ملکہ سنبل نے آگے ہفت گیسو کھولے کچھ زبان سے بھی پکار کر کہا ماران سیاہ بہشکل چھپر سانپ گر اور مار دیں وہ کنیز پانی ہو کے بہ گئی کچھ بڑھا کر مار سیاہ نے دوسری کو کاٹا وہ بھی پانی ہو کے بہ گئی ہزاروں جادوگرنیاں کو ماران سیاہ نے کاٹا وہ پانی ہو کر بہ لیکن چمن پیرا نے ایک ٹھا لے آسمان سے طاؤس پیدا ہوئے وہ ماران سیاہ کو نگل گئے ملکہ سنبل نے آگے پھر زلفیں ہلائیں چمن پیرا پر ہجو عکس پڑا دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک کیا آنسو بہ چلے ٹھنڈی بیقرار ہو کر پکار اٹھی نظم

| | |
|---|---|
| نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے | پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے |
| پھر کسی جنت کی محبت نے بنایا کافر | پھر پہنی پڑی گزنار خدا خیر کرے |
| بس پھر اٹھنے لگی پھر آتے ہی ڈر کے گھیرا | پھر گرا دل بیمار خدا خیر کرے |
| پھر نہ آجائے کہیں جان کہیں آنکھوں میں | پھر ہوئی حسرت دیدار خدا خیر کرے |
| واسطے لٹا ہے کرم سے بچے تجھ حسن سے | پھر ہوا ہے وہی آزار خدا خیر کرے |
| دیکھوں کس کس کی قضا کھیل رہی ہے سر پر | گنے جاتے ہیں گنہگار خدا خیر کرے |
| آج دیا دے کے تیور نظر آتے ہیں برے | ہیں کئی مرغان گرفتار خدا خیر کرے |
| بھلا ابرو قاتل کے اشارے ہیں ادھر | اگلی پڑتی ہے تلوار خدا خیر کرے |
| بات وہ کیا تھی ہوا جسکا بکھیڑا اتنا | بڑھ چلی یار سے تکرار خدا خیر کرے |
| دل کی بیتابی سے ہے زلزلہ سارے گھر کو | ہیں لرزتے در و دیوار خدا خیر کرے |
| فتنہ پردازی پہ مائل ہے طبیعت اسکی | شہر برباد ہو دو دار خدا خیر کرے |
| جرم الفت نہ کسی پہ ہوا ثابت اسکو تک | ایک عالم ٹھہرے گنہگار خدا خیر کرے |

اس طرح کے اشعار پڑھتی ہوئی چاہا تھا کہ بڑھے اور سنبل کے سامنے جاکر پریشانی اپنی ظاہر کرے
کہ وزیرزادی اسکی گلشن آرا بڑھ کر اُسنے دستک دی ایک طائر ظاہر ہوا گرد سر چمن پیرا کے
چرخ مارنے لگا سات چرخ مارے چمن پیرا کو ہوش آگیا چاہا کہ سنبل پر جا پڑوں اُدھر سے اُڑتی ہوئی
ملکہ لالہ عذار آتی تھی لالہ عذار نے پھر اُسکو داغ دیا صورت جو دکھائی اپنے عارض پر اشارہ کیا
جیسے ہی عارض پر نگاہ پڑی چمن پیرا مثل آئینہ حیران مثل زلف محبوب پریشان سحر کرنا موقوف کیا
چاہا کہ پیچھے کھینچ کر سنبل پر جا پڑوں سنبل نے زلفوں کو پھر جنبش دی لیٹنے کاکل کو پیچ وتاب دیا
پیچ وتاب چمن پیرا کا بڑھنے لگا گلشن آرا نے پھر دستک دی طائر پیدا ہوا چاہا کہ سنے کہ عکس ڈالوں ملکہ
سنبل نے ایک کاکل کو کھولدیا ایک جال آسمان سے پیدا ہوا اُس جال میں وہ طائر پھنسا چمن پیرا
و گلشن آرا کوشش کر رہی ہیں ہاتھ بھی چمکاتی ہیں چاہتی ہیں کہ جال کو توڑیں سحر جال تک نہیں
جاتا تھوڑے عرصے تک کشاکش رہی کبھی چمن پیرا جال کو اپنے جانب کھینچتی ہے کبھی جال
طائر کو پھنسائے ہوئے بلند ہوتا ہے آخر ملکہ سنبل نے جس زلف کو کھولا تھا اُس زلف کو
جنبش دی ایک برق پیدا ہوئی اُسنے جال کو کاٹا اور طائر کے بھی دو ٹکڑے ہوئے طائر کے
جو دو ٹکڑے ہوئے اُسکا خون سر چمن پیرا پر گرا چمن پیرا کے دو ٹکڑے ہوئے بس مرنا چمن پیرا کا کہ
گلشن آرا لڑنے لگی گلشن آرا نے بڑھ کر آفتاب سے سامنا کیا آفتاب اپنا چمکایا اسقدر گرمی
ہوئی کہ گلشن آرا اُف اُف کرنے لگی دوپٹا اُتار کر پھینکا خواجہ برق لوٹتے پھرتے ہیں جو کنیز
مرے گرمی اُسکا لباس اُتار لیا آفتاب پکارتا ہے کہ خواجہ مردوں کو نہ چھوڑو ایسا نہ ہو کوئی
کنیز نیم بسمل ہو جھوٹ پلید ہنکر لپٹ جائے تو مشکل ہو خواجہ آواز دیتے ہیں کہ اے آفتاب مفلس کو کچھ
نہیں سوجھتا قرضداروں نے بہت حیران کیا ہے آپکا تقاضا تو کم کروں جھوٹو تنخواہ نہیں دیتا ہم
یہاں جانبازی کر رہے ہیں وہاں غیر حاضری کٹ رہی ہوگی آخر کیا کریں ہمارا آقا ہے اب تو ہم
رستم کے ساتھ ہیں رستم ہمارا قرضہ ادا کرینگے رستم نے آواز دی کہ اے کم نامدار میرے یہاں
خزانے میں روپیہ نہیں اگر پہنچتی تو آپکو نہ دوں یہ حق نمازیوں کا ہے اس مہینے میں تنخواہ نہیں کی
اسکا بڑا خیال ہے اچھا لوٹئے جہانتک لوٹا جائے آپ کی ہی بسر اوقات ہے جو مناسب ہو وہ کیجیے
رستم تلوار کھینچے ہوئے لڑ رہے ہیں جب گلشن آرا و چمن پیرا قتل ہو گئیں صحرا سے گرد اُٹھی ایک

ساحر سیہ فام بد انجام اژدر پر سوار سات لاکھ فوج سے آکر پہونچا آواز دی کہ ارے طلسم کشا کو
مار لو زندہ نہ چھوڑو اب طلسم کشا سیدھا صحرائے باد انگیز کو جائیگا وہاں پہ گیا اور لوح کا پتہ لگا
سات لاکھ ساحرون نے آتے ہی سحر کرنا شروع کیا لشکر اسلام پر آگ برسنے لگی ہزارہا ملازمان
طلسم کشا مارے گئے دریاے خون بہنے لگے آفتاب ساحرون کو لیکر پلٹا اور طلسم کشا سے عرض کی
کہ اژدر ان فیل پیکر آگیا حضور بڑھکر اسکو ٹوکین دیکھیے جب وہ تازیانہ مار آتشین کا سر اژدر
پر مارتا ہے اژدر دم کھینچتا ہے ہزارہا ساحر و غیر ساحرون کو نگل لیتا ہے ہزارہا بندگان خدا پامال
ہوے دیکھیے اتنے ہی عرصے مین لشکر کو کیا ملال ہوے اب بے بھاگے نہین بنتا لیکن آپ کو صحرا
باد انگیز تک جانا ہے لہذا لشکر کا ہٹانا مناسب نہین رستم نے آستین چڑھا لی تیغ ہفت جوہر
کھینچکر لشکر اژدران پر گرے جس ساحر تک پہونچکے اُسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
صدہا ساحر مارے آخر کار اژدران پکار اٹھا کہ اے طلسم کشا اب نکل جاؤ اپنے کو جلد صحرا
باد انگیز مین پہونچاؤ ہمارے قتل کرنے سے کچھ نفع نہ ہوگا آفتاب بھی سحر کر رہا ہے جب سحر کیا
آفتاب نے چمکا کر پڑھی اژدران اُف اُف کرنے لگتا ہے اژدر بھی اُسکا منھ پھیر کر زبان دکھاتا ہے
مراد اس سے یہ ہے کہ پیاسا ہون اژدران سر پر اژدر کے ہاتھ رکھکر تسکین دیتا ہے جب پٹ جھپٹ کے
لڑتا ہے ایک مقام پر کھبراکے اژدر سے اُترا اژدر کے سر پہ تازیانہ مار آتشین کا مارا اژدر نے منھ سے
شعلۂ آتش چھوڑا شعلہ چھوڑ کر اژدر نے دم کھینچا کئی ہزار جادوگر لپٹ پاسے مرکب سے گرتے ہوے
طرف دہان اژدر کے چلے آفتاب نے بڑھکر اُن سب کو روکا سب کو فرش خاک سے اُٹھایا خود اپنے کو
گرایا لوٹتا ہوا قریب دہن اژدر آیا گلے پکڑ کر اژدر کو پھیر ڈالا جیسے ہی اژدر پھر اگیا اژدران نے
آواز دی کہ او آفتاب بڑا غضب کیا میرا اژدر قوت مارا یہ کہکے برقین آفتاب پر گرائین آفتاب
نے برقون کو دفع کیا جھومتا ہوا قریب اُس خونخوار کے پہونچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب
نے تلوار کو تلوار پر روکا اژدران نے کہا کہ اے آفتاب دیکھ تیرا آفتاب نہین چھپتا آفتاب
نے طرف اپنے آفتاب کے دیکھا اوپر سے اژدران نے ہاتھ تلوار کا مارا چاہا کہ سر کاٹ لون
آفتاب کا سر زخمی ہوا دھار لہو کی نکلنے لگی چاہتا ہے کہ تلوار اٹھاکے سر کاٹون پہلو سے آواز آئی کہ
او مردود کیا کرتا ہے خبردار آفتاب کا سر نہ کاٹنا دیکھا اژدران نے کہ رستم پہلتن شیرانہ لڑتے ہوے

آتے ہیں اژدران نے بڑھ کر مقابلہ کیا رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تیغ کو تیغ پر روکا جیسے ہی وہ
تلوار مار کر پلٹا تیغہ ہفت جوہر کا ہاتھ چمکا کر مار دیا اژدران نے سپر کو سامنے کیا لیکن تیغہ
ہفت جوہر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا زمین پر آ کر تلوار نے بوسہ دیا
گرد اڑی لاشہ اژدران کا زمین پر گرا ایک اژدہا زمین سے پیدا ہوا اُسنے دہن میں لاشہ
اژدران کو لیا طرف آسمان کے اڑ گیا ساتھ والے اسکے بھاگنے لگے تھوڑے ہی عرصے میں
سب بھاگ گئے بارگاہیں خیمے او شامیانے فتح کر کے پلٹے اُسی دشت میں بارگاہ رستم استادہ ہوئی اہل
اسلام جابجا اُترے لیکن آفتاب کہہ رہا ہو گا ای شہریار کوئی آفت آیا چاہتی ہے اژدر زمین سے
پیدا ہوا لاشہ اژدران کو لے گیا آج کئی دن سے شہنشاہ کوہ زنگار رنگ پر جشن کر رہا ہے
وہی سامان خدائی آراستہ ہیں مراد مند حاضر ہیں مرادیں سب کی مل رہی ہیں وہ سمجھا یہ نہیں جانتا
کہ سب کے دل سے اعتبار اُسکا کم ہوا حضور نے لوح پائی اور یہ بھاگا دیکھیے کہاں جا کے مقام
کرے خدا وہ دن دکھائے کہ حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو تختہ جاتا تو پروردگار نے دلوا کے
کیا کیا سختیاں پڑیں مگر یہ سب اشیا آپ تک پہنچیں یہاں تو یہ ذکر تھا مگر وہ اژدر کہ جو لاشہ اژدران
لیکر چلا کوہ زنگار رنگ پر آیا وہی تصویریں ہنگامہ لگا رہی تھی مراد مند غل مچا رہے ہیں اپنی مرادیں پاتے
ہیں میلے میں ہنگامہ ہے کہ آسمان سے وہ اژدر آیا لاشہ اژدران کا سامنے ڈال دیا مثل
انسان کے آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر یہ بندہ آپ کا ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا تیغہ
ہفت جوہر کا وار پڑا کہ دو ٹکڑے ہوئے غلام فوراً اُٹھا لایا تصویر سے آواز آئی کہ جاؤ اپنے مقام پر
بیٹھو صلصال سرکش کو ہمارے پاس بھیجو سامنے ایک کنواں تھا اُسمیں سے ایک ساحر حاضر
ہوتا سامنے آیا آواز آئی کہ ای صلصال سرکش فوج گران لیکر جاؤ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ
طرف صحرا باد انگیز کے نہ جانے دو اُس ساحر نے تصویر کو سجدہ کیا اور پھر کنوئیں میں چھپاکا پڑا
تھوڑے عرصے میں کنوئیں کا پانی اُبلنے لگا یہاں تک پانی اُبلا کہ تمام صحرا جلو آب ہو گیا پانی سے
ایک ساحر نکلا اٹالہ بارگاہ کا مچھلیوں پر لدا ہوا دس لاکھ ساحر اُس دریا سے نکلے صلصال
تخت پر سوار چار اژدہے تخت کا کاندھوں پر اُٹھائے نوبت و نقارے بجنے لگے اس شور و شغب
سے صلصال سرکش بارادہ مقابلہ طلسم کشا جاتا ہے کہ جا کر روکے اور طرف صحرا باد انگیز کے

نہ جانے دے۔ اور یہ بھی علم ہے کہ طلسم کشا تلاش لوح نہ کرنے پائے اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا رستم
صحرائے کیمیا مین اترے ہین ارادہ ہے کہ طرف صحرائے یاد انگیز کے کوچ کرین دیکھیے کیا کیفیت ہو
اب اس جلد کو اس مقام پر تمام کرتا ہون دوسری جلد سے داستان صاحبقران شروع کیجائیگی
ناظرین پر حال ظاہر ہوگا۔ تمام شد جلد اوّل طلسم ہفت پیکر اب دوسری جلد شروع کیجائیگی
عجائب و غرائب طلسم ہفت پیکر کا حال سامعین و ناظرین کو ظاہر ہوگا کہ صاحبقران
سے کیا مقدمات اس طلسم مین سرزد ہوتے ہین سب لشکر امیر کے ساتھ رہے

## تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین سہیل فرزند مصنف

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضیٰ حقیر کیا صفت مصنف صاحب کی تحریر کرے
بر وقت تحریر و تقریر دریائے زخار جوش مارتا ہے ماشاء اللہ رستم کو کس ترکیب سے تحفہ جات
ملے کیا کیا کوشش ہوئی آخر کوشش کا یہ انجام ہوا کہ تحفہ جات رستم کو حاصل ہوئے
فرزندان صاحبقران کی داستانین کس لطف سے لکھین کہ جس سے جلالت صاحبقران ظاہر
ہوتی رہی ناظرین پر واضح ہو کہ انکا فرزند طلسم کشا ہے جا بجا یہی چرچا ہے کہ طلسم کشا رستم فتاح
کل طلسم ہفت پیکر ہے صاحبقران کے ہاتھ سے کفار زیر و زبر ہین دو پہاڑ فتح ہوئے پانچ پہاڑ
اور باقی ہین اُنپر جانا صاحبقران کا بہ تصریح تحریر ہوگا انشاء اللہ جو عجائب و غرائب قبلہ
و کعبہ نے تجویز فرمائے ہین ناظرین پر ظاہر ہوگا ہر پہاڑ پر رسائی صاحبقران کا باعث ظاہر
ہوگا مین وقت ملے کے صاحبقران پہونچینگے اور وہ پہاڑ فتح ہوگا ناظرین و احباب
[illegible] گے یقین ہے کہ خلعت تحسین و آفرین بخوشی مرحمت فرمائین مصنف صاحب کی آبرو
بڑھائین ہر ایک کا قول یہ تھا کہ بعد تحریر طلسم ہوش ربا اب منشی صاحب کیا قلم اٹھائینگے تمام
عالم کے معاملات ہوش ربا مین صرف کیے مگر ماشاء اللہ کیا ذہانت و متانت ہے کہ طلسم ہوش ربا
ایسی کتاب کے سوا دو سے جزو مین فتنۂ نورافشان کس لطف سے تحریر فرمایا کہ ناظرین پر واضح
ہوا ہوگا اُسکے بعد بانوے جزو مین بقیہ طلسم ہوش ربا تحریر فرمایا اب طلسم ہفت پیکر
تصنیف فرمائی بڑی تعریف یہ ہے کہ کوئی داستان کسی مقام پر سست نہین ہوئی اپنے اپنے موافق

ہر داستان رنگ پر ہے اب ہوش ربا سے منتخبات ہوش ربا باقی ہے اگر جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ نے اسکو تحریر کرایا تو ناظرین والا تمکین بہت محظوظ ہونگے فرمائینگے کہ بعد ہوش ربا و بقیہ طلسم ہوش ربا منتخبات کیا خوب لکھے ہیں عجائب وغرائب تمام منتخبات مین جمع ہونگے دو جلدین منتخبات کی ہون تب ناظرین حظ اٹھائین تعریف فرمائین اور اپنے مقام پر کہین کہ سبحان اللہ کیا زبان ہے اور کیا بیان ہے حقیقت مین آجتک ایسے طلسمات زبان اردو مین تصنیف نہین ہوے تھے دیگر طاق ہفت کنگرہ یا طلسم خیال سکندری بعد طلسم ہفت پیکر قرار پایا ہے جسکی داستانین پہلے طلسم ہفت پیکر کی جلد سوم مین لکھ دیگئی ہین تاکہ ناظرین آگاہ ہون کہ طلسم خیال سکندری کیا چیز ہے اسکے بعد طلسم خیال سکندری بھی بہمہ وجوہ مکمل ہوکر ناظرین کے ملاحظہ مین گذریگا

## تاریخ تصنیف کتاب ہذا طفر مصنف کتاب در صنعت توشیح

خالق کی رحمت قمر پہ ہوئی — کہ طلسم ہفت پیکر ہوئی
جو ہین ناظرین خجستہ مقال — نگارین یہ نسخہ ہے بے مثال
عجب لطف سے یہ فسانہ لکھا — قمر آفرین [illegible] مرحبا
عجب لطف کی داستانین لکھین — قیامت کی ہے جا زبان [illegible]
شرافت لیاقت سے معمور ہے — ہے نسخہ یکتا [illegible]
خیال آگیا مجکو یہ برمحل — لکھو اسکی تاریخ [illegible]
قمر رحمت حق کا کیا شکر ہو — عنایت کا اسکی [illegible]
ہوا سال توشیح کا اختتام — قمر تیرا روشن ہے [illegible]
سر مصرعہ سے جوڑو ایک حرف — نکل آئے تاریخ سال [illegible]

الحمد للہ کہ جلد اول طلسم ہفت پیکر بار سوم مطبع منشی نولکشور [illegible] معلی القاب بابو پراگ نرائن صاحب مالک مطبع باہ فروری ۱۹۰۶ء [illegible]